حق کی تلاش
والیم 2

آپ کا چہرہ آپ کا آئینہ

متلاشیانِ حق (صراطِ مستقیم) کے طلبگاروں کیلئے بہترین زادِ راہ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا



انجنیئر ارشاد اللہ مان

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی





توحید وسنّت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

آپ کا آئینہ آپ کا چہرہ

متلاشیانِ حق (صراطِ مستقیم) کے طلبگاروں کیلئے بہترین زادِ راہ

تالیف .... انجنیئر ارشاد اللہ مان

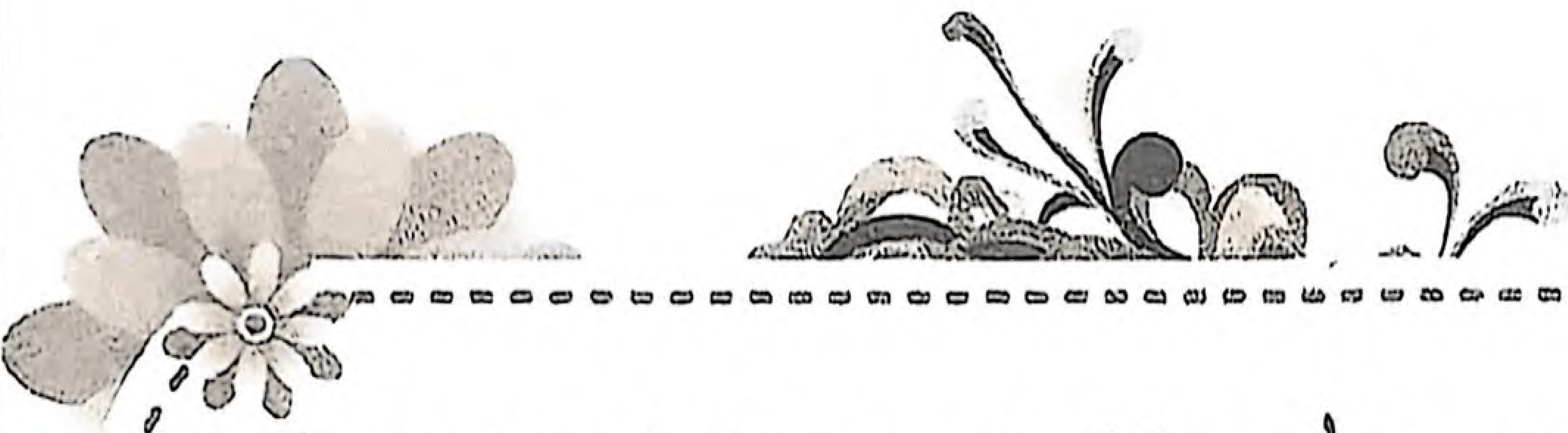
اشاعت .... مئی 2014ء

دارالتوحید
کراچی
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے



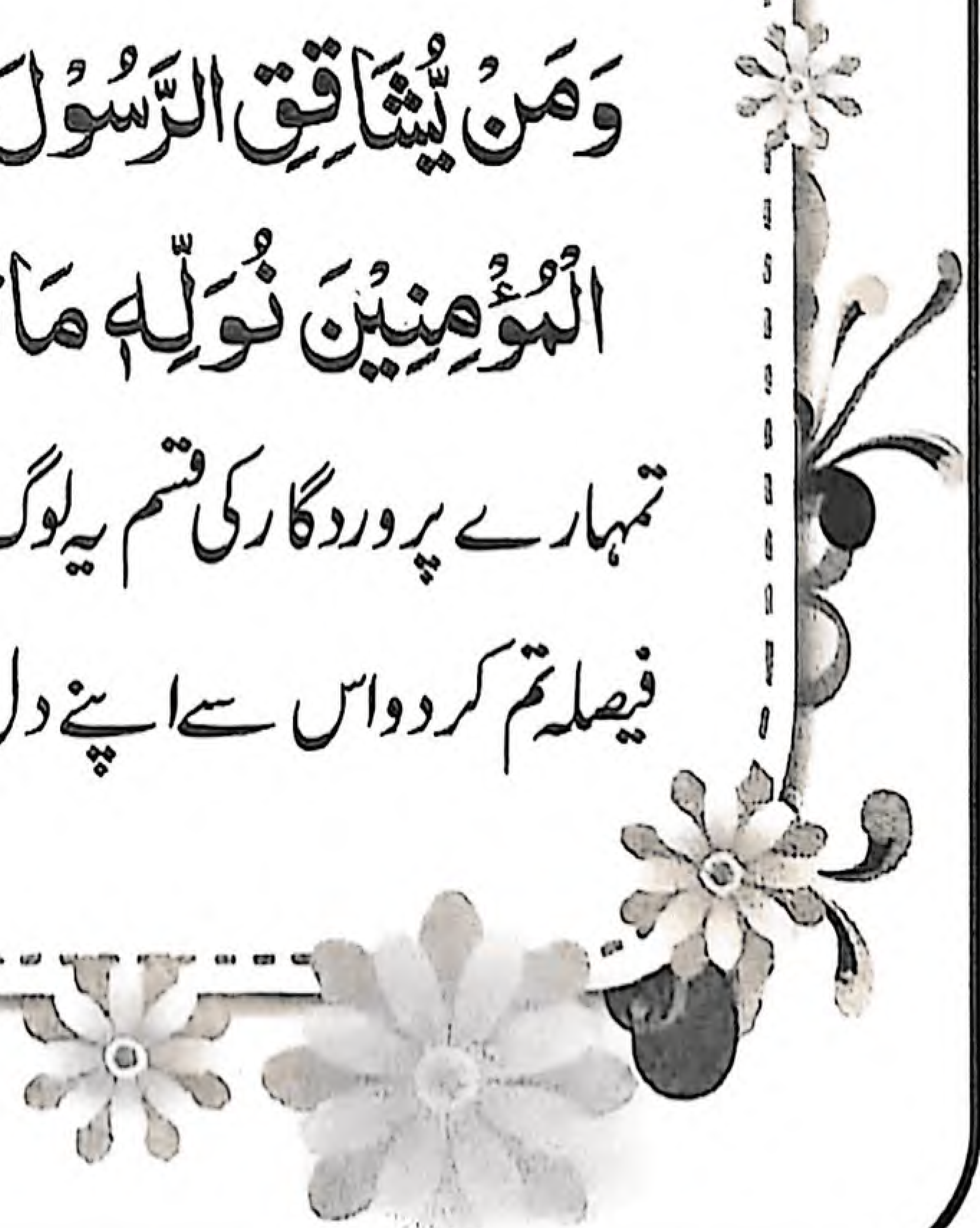
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ
لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ النسآء:٦٥

اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔



وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ
الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾ ع النسآء:١١٥

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔



فہرست مضامین



توحید فی العبادت اور شرک فی العبادت

باب 2

توحید کا مفہوم

باب 3

قرآن وحدیث اور آج کے مسلمان

باب 4

توحید فی العلم اور شرک فی العلم



توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف



توحید فی الذات اور شرک فی الذات



توحید فی الصفات اور شرک فی الصفات

باب 8

اصلی اور حقیقی امام کون؟

باب 9

ضعیف احادیث کی بنیاد پر دورِ حاضر میں مروج چند بدعات

باب 10

من گھڑت قصے اور ان کے مہلک اثرات

باب 11

فقہ حنفی کے چند مسائل جو قرآن کے خلاف ہیں

باب 12

سوال نامہ

باب 13

مختلف لوگوں سے میری بات چیت

باب 14

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں

باب 15

عقائد اہل سنت

باب 16

توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم

نواقض الاسلام......اسلام سے خارج کر دینے والے 10 کفریہ اعمال



ایک دردمند دل کی پکار

اے میرے پاک وطن کے فرزندو!

پاکستان کی حفاظت ہم پر فرض ہے

پاک سرزمین میں بسنے والے میرے بیٹو! بیٹیو! جوانو اور بوڑھو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ:

یہ پاک وطن، یہ پاک سرزمین...... یہ عالم اسلام کی امیدوں کا محور و مرکز وطن...... یہ اسلام کا قلعہ...... جسے دنیا (Fort of Islam) کی حیثیت سے جانتی اور پہچانتی ہے...... ہم نے اسے جناب محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں لاکھوں جانوں کی قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔ دشمنان اسلام خاص طور پر یہودی، صلیبی اور مکار ہندو کی شروع دن سے یہ سازش ہے کہ...... وہ خفیہ طور پر ہم میں فرقہ بندی اور مذہبی، گروہی نفرتوں کو پرواں چڑھا کر ہماری وحدت و اخوت کو پارہ پارہ کردے...... ہماری یکجہتی و یگانگت پر ضرب کاری لگا کر ہم میں انتشار و افتراق، بعد و دوری اور محبت کی جگہ نفرتیں و باہمی دشمنیاں بپا کردیں...... ہمارے قومی اتحاد کو ختم کر کے کافروں کے لیے سوہان روح بنے ہوئے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو تباہ کردیں...... یوں ہمارا نام و نشان تک دنیا کے نقشے سے حرف غلط کی طرح مٹا دیں۔

اس مذموم مقصد کے لیے خفیہ فنڈز مختص ہو چکے ہیں، منصوبے بن چکے ہیں...... کٹھ پتلی مہرے کلیدی عہدوں پر مقرر ہو کر اپنا کردار ادا کر رہے ہیں...... ہماری ہلاکت و تباہی کے لیے ان کا تیار کردہ مہلک ترین ہتھیار ''فرقہ واریت کا بم'' ہے۔ یعنی مسلمانوں کے مختلف طبقوں اور مکتبہ ہائے فکر کے حامل لوگوں کو آپس میں ہی دست و گریباں کرا کر لڑا دیا جائے۔ کافروں کو عملاً کچھ نہ کرنا پڑے اور ایک مسلمان خود دوسرے کو مارے، دوسرا تیسرے کو، یوں یہ سلسلہ چل نکلے، اور کافروں کے خلاف ہر محاذ اور میدان میں سیسہ پلائی دیوار بن کر لڑنے والے مسلمان آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کریں۔ کافروں کی جان چھوٹ جائے اور ان کا دشمن بھی خود بخود ختم ہو

جائے۔ یہ ہے پاکستان و اسلام کے خلاف دشمنوں کی منصوبہ بندیاں اور سازشیں......

آیئے! ہم عہد کریں کہ ہم نے دشمن کے اس ہتھیار کا شکار نہیں ہونا اور نہ ہی اپنی یگانگت و اخوت کو پارہ پارہ کر کے اپنی قوت و طاقت کو برباد کرنا ہے، بلکہ ہم نے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر جناب محمد علی جناح کی بے مثال قیادت میں حاصل کیے گئے مسلمانوں کے ملک اس ایٹمی پاکستان کو نہ صرف بچانا ہے بلکہ اسے مزید مضبوط و توانا بنانا ہے۔ ان شاء اللہ

امت مسلمہ کے جوانو اور میرے پیارے بیٹو!

میں آپ کا ہمدرد و دعا گو بزرگ ارشاد اللہ مان آپ سے مخاطب ہوں......!

میں اب عمر کے اس حصہ میں پہنچ چکا ہوں کہ جس میں انسان بہت کمزور و ناتواں ہو جاتا ہے اور اپنی آخرت کی فکر کرتا ہے۔ میں اب ہر وقت آپ کے لیے دعائے خیر ہی کر سکتا ہوں۔ میرے لیے کوئی بریلوی ہو، شیعہ ہو، دیوبندی ہو، یا اہل حدیث ہو، سب بیٹوں کی طرح ہیں۔ جیسے ایک باپ کو اپنے مختلف طبیعتوں اور ذہنیتوں کے مالک بیٹوں سے پیار ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کا خون جو ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح آپ سب مجھے بہت پیارے ہیں، میری آنکھ کے تارے ہیں۔ میں کبھی یہ نہیں چاہتا کہ میرا کوئی بیٹا یا بیٹی مرنے کے بعد جہنم کا ایندھن بنے اور مرنے سے پہلے باہمی انتشار و افتراق اور نفرت و کدورت کا باعث بنے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وہ دنیا میں بھی کامیاب و کامران ہو اور آخرت میں بھی جنتوں کا باسی بنے، ان شاء اللہ۔

اس مقصد کے حصول کے لیے میں نے اپنے پاک وطن کے تمام مختلف سوچ رکھنے والے بیٹوں کو اتحاد کی مضبوط رسی میں پرونے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے۔ میرا مقصد ان کو ایک ایسے ہمہ گیر نکتے پر جمع کرنا ہے کہ جس پر جمع ہو کر وہ کسی دشمن کی لگائی آگ کا شکار نہ ہو سکیں۔ وہ وحدت و یگانگت کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کے لیے قرآن کریم کا پلیٹ فارم ہے اور پھر حدیث رسول کا۔ میں نے ایک غیر جانبدار جج اور منصف کی حیثیت سے تمام اختلافات کو ختم کرنے کے لیے قرآن کریم اور پھر حدیث مبارکہ سے رہنمائی فراہم کر دی ہے، تاکہ فرقہ بندی ختم کر کے ہم اللہ کے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر جمع ہو جائیں۔ یوں فرقہ بندی کے سلسلے ختم ہوں اور ہم طاقتور و مضبوط قوم بن کر پاکستان پر حملہ آور صلیبیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کی سازشوں کا مقابلہ کر سکیں۔

میں نے ایک غیر جانبدار اور دیانتدار جج کا کردار ادا کیا ہے۔ آپ کو علم ہے جج کی حیثیت معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی سی ہوتی ہے۔ کسی بھی ملک میں امن وچین، سکون وراحت، آرام اور تحفظ کا دارو مدار عدل و انصاف پر ہی ہوتا ہے۔ اگر جج عدل و انصاف کا دامن چھوڑ دے تو معاشرے تباہی و بدامنی اور عدم تحفظ کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ یوں ایک جج معاشرے میں باہمی محبتوں اور تحفظ وسکون کا ضامن وعلمبردار ہوتا ہے۔ میں نے بھی لوگوں کو انصاف مہیا کرنے اور وحدت میں پرونے کے لیے اپنی بساعت اور طاقت کے مطابق کردار ادا کیا ہے۔ لوگوں کے باہمی اختلاف کا جائزہ قرآن کی روشنی میں لیا ہے کہ جس پر کسی کو اعتراض نہیں، اسی طرح حدیث رسول مقبول ﷺ پر۔ یوں میں نے ان کے لیے ایک شافی و کافی حل تجویز کر دیا ہے۔ فللّٰہ الحمد

پیارے ہونہار بیٹو......! میری زندگی کی تحقیق وجستجو کا نچوڑ اس کتاب میں آ گیا ہے۔ جواب آپ کے ہاتھوں میں ہے، اسے غیر جانبدار ہو کر خالی ذہن سے اور کسی قسم کے گروہی تعصب سے بالاتر ہو کر پڑھیں۔ قرآن اور صاحب قرآن کی فراہم کردہ کسوٹی پر پرکھیں...... اور ہر طرح کی فرقہ بندیاں چھوڑ کر قرآن وحدیث کا دامن تھام لیں۔ یوں ہم دنیا میں بھی سرخرو اور آخرت میں بھی کامیاب وکامران ٹھہریں گے۔

اے میری پاکیزہ مومنات بیٹیو اور بہنو!......

میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اپنے بچوں کی تربیت قرآن حکیم کی روشنی میں کریں...... ان کو مختصر حدیث کے ساتھ تفسیر بھی پڑھائیں، تاکہ ان کی تربیت کی بنیاد قرآن ہو اور وہ کل کلاں کسی دین یا وطن دشمن سازش و پراپیگنڈے کا شکار ہو کر باہم دست وگریباں نہ ہوں، وہ عدم استحکام واتحاد کا شکار ہو کر پاکستان کی کمزوری کا باعث نہ بنیں۔ یوں دشمنانِ اسلام کی سازشیں ناکام ہوں اور پاکستان دنیا کے نقشے پر رہتی دنیا تک قائم ودائم رہے۔ ان شاء اللہ

اور آپ کے تربیت یافتہ یہ بچے کل جوان ہو کر مستقبل کے معمار بن کر نفرتوں کے نہیں بلکہ محبتوں کے پیامبر بنیں۔

آیئے!......فرقہ بندی کی زنجیروں میں جکڑی اس امت کو نکالنے کے لیے میرے ہم رکاب

بن جائیں، تا کہ پاک وطن کے قیام کا مقصد پورا ہو سکے۔۔۔ وہ مقصد جو ہمارے جناب محمد علیؒ جناح کی قیادت میں ساری قوم نے یک زبان ہو کر علی الاعلان ساری دنیا کے سامنے یوں واضح کیا کہ:

پاکستان کا مطلب کیا............لا الٰہ الا اللہ

پھر خون کی ندیوں میں تیرتے ہوئے...... لاکھوں جانوں کی صورت میں قربانیاں دیتے ہوئے......شہادتوں کے تمغے اپنے سینوں پر سجاتے ہوئے...... اپنے عزیز واقارب اور پیارے قربان کراتے ہوئے...... یہ وطن، پیارا وطن......امت مسلمہ کی امیدوں کا محور یہ چمن...... پاکستان قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔

آج ایک بار پھر ہم نے قربانیاں دے کر اسے فرقہ پرستی کے چنگل سے نکال کر، مضبوط وتوانا اور ناقابل تسخیر بنانا ہے اور اس کی نشاۃِ ثانیہ کرنی ہے۔ ان شاء اللہ اس مقصد کے حصول کے لیے ''قرآن'' ہمارا رہبر و راہنما ہے۔ اس بابرکت آخری الہامی کتاب ''قرآن'' کو ہی میں نے اپنی اس کتاب میں راہبر بنایا ہے۔ آپ بھی اسے اپنا راہبر مان کر باہمی ایک نکتہ پر اکٹھے ہو جائیں اور وطن عزیز پاکستان بچائیں اور دنیا کی راہبری وقیادت وسیادت کے قابل بن جائیں۔ کیونکہ امام کائنات، محبوب کائنات، محسن انسانیت ہمارے پیارے نبی جناب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو قومیں قرآن کو اپنا راہبر و راہنما بنا لیتی ہیں، اسے اپنا اوڑھنا، بچھونا بنا لیتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں سر بلند (دنیا والوں کا راہبر و قائد) بنا دیتا ہے۔ اور جو قومیں قرآن کو پس پشت ڈال دیتی ہیں اور اس کو عملی طور پر اپنی زندگی سے نکال دیتی ہیں، اس پر عمل نہیں کرتیں، اللہ کریم ان کو اس جرم کی پاداش میں دنیا میں ہی ذلیل و رسوا اور خائب و خاسر کر کے رکھ دیتا ہے، آقائے دو جہان نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَ یَضَعُ بِهٖ اٰخِرِیْنَ .))

''بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ ہی قوموں کو دنیا میں سر بلند اور رفعت وعظمت بخشتا ہے اور اس کتاب کے ذریعہ (اس کو چھوڑ دینے کی بنا پر) ہی قوموں کو ذلت وپستی کے اندھیروں میں گرا دیتا ہے۔''

آیئے پیارے دوستو! امت محمد کے غم خوارو......!

آگے بڑھیں اور اسلام و پاکستان کے دشمنوں کے دانت کھٹے کرنے کے لیے اس قرآن کو اپنا راہنما بنا کر اپنے خود ساختہ مختلف مسلک، فرقے، گروہ، فرقہ بندیاں، اختلافات، جنگ و جدال، رسہ کشیاں، باہمی نفرتیں، کدورتیں ختم کر دیں اور پرچم توحید تھام کر پوری دنیا پر چھا جائیں، اسلام کو دنیا پر غالب کر دیں تا کہ اللہ مالک الملک کا کلمہ (توحید) دنیا میں سر بلند ہو۔

میرے بیٹو، بیٹیو اور بھائیو و بزرگو، دوستو......! میرے لیے دعا کریں کہ اللہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور دنیا میں اس کے قرآنی پیغام کو عام کرنے کے لیے گزاری گئی میری تمام زندگی کی بے لوث کاوشوں اور کوششوں کو قبول فرمائے اور جنتیں میرا اور آپ کا مقدر کر دے۔ آمین یا رب العالمین!

نیک دعاؤں کا طالب
دین حنیف
اسلام کا ایک ادنیٰ طالب علم
ارشاد اللہ مان
سٹیڈیم پارک شیخوپورہ شہر
056-3610021



مقدمہ

یہ کتاب خاص طور پر اہل سنت والجماعت کے عقائد اور اعمال کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ ہر قسم کی ضد عنا، فرقے بازی اور عصبیت کو چھوڑ کر دماغ اور دل کو ٹھنڈا کر کے اس کتاب کو غیر جانبدار ہو کر پڑھیں تا کہ ہر کلمہ گو کا آخرت میں بھلا ہو سکے۔ آخرت میں بھلائی کے لیے دو چیزیں از حد ضروری ہیں:-

① ......شرک اور کفر سے پرہیز، توحید اور ایمان پر پختہ عقیدہ۔

② ......محمد ﷺ کے فرامین، طریقہ اور صحابہ کے طرز عمل پر سختی سے عمل۔

مندرجہ بالا دونوں باتوں کے متعلق یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ توحید اور ایمان پر عقیدہ کے سلسلہ میں ہمارے پیارے رسول ﷺ اور امت محمدیہ کو ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھیے کنزالایمان (۶۰/۴ فوائد ۱۱ تا ۲۲ اور ۱۹/ ۱۲۰ تا ۱۲۳ فوائد ۲۷ تا ۲۸۰، ۱۴/ ۳۶ ف ۸۷) ان سب مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام سب سے فارغ ہو کر ایک اللہ کے ہو گئے تھے (۳۷/ ف ۸۳)۔ اور رسول ﷺ اور امت محمدیہ کو حکم دیا گیا کہ سب سے فارغ ہو کر ایک اللہ کے ہو جاؤ۔ یعنی اللہ کی توحید کو اپناؤ، ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دور کے مشرکین سے فرمایا کہ میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا اور اللہ کے سوا کسی کو اس دنیا اور آخرت میں اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں سمجھتا۔ دیکھیے (۲۶/ ۶۹ تا ۱۰۱ مع فوائد ۷۹ تا ۹۲) چنانچہ ہمیں بھی یہی عقیدہ اپنانے کا حکم دیا گیا۔ مزید دیکھیے (۳۷/ ۸۴ ف ۸۳+۱۹)، ۴۲ تا ۵۰ مع فوائد (۲۱/ ۵۱ تا ۷۰ مع فوائد ۴۳/۴۳ ۲۳ تا ۲۹) مع فوائد۔

"بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے اور میں ایک طرف ہو جاؤں گا تم سے اور ان سب سے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور اپنے رب کو پکاروں گا قریب ہے کہ میں اپنے رب کو پکارنے سے بدبخت نہ ہوں، پھر جب ان سے اور اللہ کے سوا ان کے

معبودوں سے کنارہ کر لیا ہم نے اسے اسحٰق اور یعقوب عطا کئے۔''

(19/48 تا 50)

''یعنی ابراہیم علیہ السلام صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے اور پکارنا عبادت ہے۔'' (کنزالایمان 17/111 ف 230+ 60/40 ف 127+ 56,55/7 ف 100+ 29/39 ف 72 تا 75)

''اسلام دین ابراہیم ہے، ابراہیم علیہ السلام کے دین سے کون بے رغبتی کر سکتا ہے؟ سوائے اس کے جو نہایت نادان ہو۔'' (130/2)

یاد رہے مشرکین مکہ دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے حالانکہ وہ مشرک اور کافر تھے (دیکھئے کنزالایمان (161/6 ف 339)۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی بھی دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ وہ مشرک اور کافر ہیں۔ (دیکھئے! کنزالایمان 135/2 ف 246)

عیسائی اور یہودی اہل کتاب ہونے کے باوجود قرآن میں مشرک اور کافر قرار دیے گئے کیونکہ وہ سیّدنا عیسیٰ، عزیر علیہما السلام اور دیگر بزرگوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کو پکارتے تھے۔ (دیکھئے سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء، سورۃ المائدہ، سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ جمعہ)۔ کنزالایمان سے اہل کتاب کے سارے حوالے اس کتاب میں درج کر دیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے ہر باب میں آپ ان حوالوں کو دیکھ سکتے ہیں، حالانکہ اہل کتاب اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر گامزن سمجھتے تھے۔ اللہ نے ان کو قرآن میں مشرک اور کافر قرار دیا۔ ان باتوں کو نوٹ فرمائیں اور ان سے قطعی پرہیز فرمائیں تاکہ ہر کلمہ گو کی عاقبت سنور سکے۔ یہی کچھ مشرکین مکہ نے کیا اللہ نے ان کو قرآن میں مشرک اور کافر قرار دیا۔ اگر آپ یہ حوالہ جات قرآن سے دیکھنا چاہتے ہیں تو کنزالایمان کے مندرجہ ذیل حوالے پوری توجہ اور غور سے قرآن میں پڑھیں، حوالے یہ ہیں۔

(۲/۱۳۵مع فوائد+۳/۶۷، ۹۵مع فوائد+۴/۱۲۵مع فوائد+۶/۷۹، ۱۶۱مع فوائد+۱۰/۱۰۵مع فوائد+۱۶/۱۲۰، ۱۲۳مع فوائد+۳۰/۳۰+۲۲/۱۳+۹۸/۵) مع ان تمام آیات کے فوائد (۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو نہ پکاریں، کیونکہ پکارنا بھی عبادت ہے (۲) اللہ کے سوا کسی کا حکم نہ مانیں (۳) اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھیں وغیرہ۔ ان سب باتوں کے

حوالے اور ثبوت کنز الایمان سے اس کتاب میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ محتاط رہیں غور کریں، عقل سے کام لیں، پڑھیں اور سمجھیں اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کی کوشش کریں۔

دوسری بات جو اس کتاب میں لکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سب مخلوق اور انبیاء سے افضل ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب ولیوں اور بزرگوں سے افضل ہیں، انہی کا عقیدہ اور عمل اپنائیں۔ جو عقیدہ اس وقت نہ تھا اور جو عمل اس وقت نہ تھا اس کو قطعی طور پر اختیار نہ کریں کیونکہ دین تو رسول اللہ ﷺ کے وقت پورا ہو چکا تھا۔ جو نیا عقیدہ اور عمل اپنایا جاتا ہے اس کا ثبوت اور دلیل قیامت کے دن مہیا کرنا ناممکن ہوگا۔ اور پھر ایسا کرنے والوں پر تباہی ہی تباہی ہے۔ ہم امت محمدیہ کی ہدایت کے لیے اللہ سے دعا گو ہیں اور پچھلے ایک ہزار سال سے امت محمدیہ کی جو حالت ہے وہ ساری دنیا کے سامنے ہے اس ذلت، رسوائی اور تباہی سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کی توحید کو اپنائیں، ابراہیم علیہ السلام، رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد واعمال کو اپنائیں، خود ساختہ عقائد اور اعمال چھوڑ دیں اسی میں امتِ محمدیہ کی بھلائی ہے۔

وما علینا الا البلاغ



اگر آپ صراط مستقیم پر چلنا چاہتے ہیں تو.......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم اور امتنان جزیل ہے کہ اس نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے بنایا اور خالص دین عطا کیا، جو وحی الٰہی پر مبنی ہے اور کتاب وسنت کی شکل میں مکمل طور پر محفوظ وموجود ہے۔ ہمارے عقائد واعمال کا ثبوت اللہ کے قرآن اور نبی محمد ﷺ کی حدیث وسنت سے ہوتا ہے۔ یہ دو چیزیں اصل الاصول ہیں اور ہماری نجات کا ذریعہ، کامیابی وکامرانی کا وسیلہ اور فوز وفلاح کا زینہ ہیں۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیت اللہ کی دیواریں بلند کرتے ہوئے دعا مانگی:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (البقرة: ٢/ ١٢٩)

”اے ہمارے پروردگار! ان میں ایک رسول انھی میں سے مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو ہی ہر چیز پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس رسول کے لیے دعا مانگی وہ ہمارے رسول سیدنا محمد ﷺ ہیں، ان کی بعثت کے مقاصد میں کتاب وحکمت کی تعلیم ہے۔ (اس کے متعلق مزید ملاحظہ ہو: (البقرہ: ۱۵۱۔ آل عمران: ۱۶۴۔ الجمعۃ: ۲) اللہ تعالیٰ نے کتاب وحکمت ہی کا نزول فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ﴾ (البقرة: ٢/ ٢٣١)

”اور یاد کرو تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو اور جو اس نے تم پر کتاب وحکمت میں سے نازل فرمایا، وہ اس کے ذریعے تمھیں نصیحت کرتا ہے۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (النساء: ٤/ ١١٣)

''اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی۔''

اور یہی دو چیزیں نبی ﷺ کی بیویوں کے گھروں میں پڑھی جاتی تھیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ﴾

(الاحزاب: ٣٣/ ٣٤)

''اور تم یاد کرو! جو تمھارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت میں سے پڑھا جاتا ہے۔''

ان آیات میں کتاب کے ساتھ حکمت کا جو تذکرہ آیا ہے اس سے مراد سنت ہے اور تقریباً یہ بات تمام مفسرین نے نقل کی ہے، امام شافعی ﷫ فرماتے ہیں:

((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ اِتِّبَاعَ وَحْيِهٖ وَسُنَنَ رَسُوْلِهٖ)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر اپنی وحی اور اپنے رسول کی سنن کی اتباع فرض کی ہے۔''

پھر مذکورہ بالا آیات ذکر کر کے لکھتے ہیں:

((فَذَكَرَ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَ ذَكَرَ الْحِكْمَةَ فَسَمِعْتُ مَنْ اَرْضٰى مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْقُرْآنِ يَقُوْلُ : الْحِكْمَةُ : سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهٰذَا يُشْبِهُ مَا قَالَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لِاَنَّ الْقُرْآنَ ذُكِرَ وَ اُتْبِعَتْهُ الْحِكْمَةُ وَ ذَكَرَ اللّٰهُ مَنَّهُ عَلٰى خَلْقِهٖ بِتَعْلِيْمِهِمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ فَلَمْ يَجُزْ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ! اَنْ يُّقَالَ الْحِكْمَةَ هَاهُنَا اِلَّا سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ ذٰلِكَ أَنَّهَا مَقْرُوْنَةٌ مَعَ كِتَابِ اللّٰهِ وَ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ طَاعَةَ رَسُوْلِهٖ وَ حَتَّمَ عَلَى النَّاسِ اتِّبَاعَ أَمْرِهٖ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ لِقَوْلٍ : فَرْضٌ اِلَّا لِكِتَابِ اللّٰهِ ثُمَّ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ)) ❷

''چنانچہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو کتاب کا ذکر کیا ہے جو قرآن مجید ہے اور دوسرا حکمت کا ذکر کیا ہے اور قرآن کا علم رکھنے والوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ شخص کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حکمت رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے

❶ الرسالة: ص٧٦، رقم ٢٤٤ ❷ الرسالة: ص٧٨، رقم ٢٥٢ تا ٢٥٥

اور یہ تفسیر فرمودۂ الٰہی سے زیادہ مشابہ ہے۔ واللہ اعلم! کیونکہ قرآن مجید کے ذکر کے بعد حکمت کا ذکر کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کتاب وحکمت کی تعلیم کے ذریعے اپنی مخلوق پر اپنا احسان بیان فرما رہا ہے، لہٰذا یہاں سنت رسول اللہ کے سوا کسی چیز کو حکمت کہنا جائز نہیں، واللہ اعلم! اور یہ اس لیے کہ (حکمت) کتاب اللہ کے ساتھ متصلاً مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت فرض کی ہے اور آپ کے حکم کی پیروی کو لازم کیا ہے، پس کسی قول کو کتاب اللہ پھر سنت رسول اللہ کے علاوہ فرض نہیں کیا جا سکتا۔"

لہٰذا ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غیر مشروط طور پر اطاعت وفرماں برداری فرض ہے اور اللہ کی فرماں برداری کا مطلب ومعنی اس کے قرآن کو ماننا اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کا معنی آپ کی سنت و حدیث کو ماننا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی کی غیر مشروط اطاعت ہمارے اوپر لازم نہیں ہے۔ جب کوئی شخص قرآن وحدیث سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اللہ و رسول کے علاوہ کسی کی اطاعت کو اپنے اوپر فرض قرار دے لیتا ہے تو پھر گمراہی کا دروازہ کھل جاتا ہے اور امت مسلمہ کی تباہی و بربادی کا باعث بن جاتا ہے، جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا مقتدا و مطاع بنا لیا، انھوں نے پھر اس کی بات کو رسول اللہ ﷺ کی بات کا درجہ دے دیا جیسا کہ مولوی محمود حسن کی ترمذی وغیرہ پر تقاریر میں مذکور ہے کہ "قول مجتہد بھی قول رسول ﷺ ہی شمار ہوتا ہے۔" [1]

پھر حدیث رسول کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے اور اپنے مزعومہ امام کے اقوال کو زیادہ اہمیت وحیثیت دی جاتی ہے اور آج گمراہ فرقوں کا یہی حال ہے۔ ان کے ہاں قرآن وحدیث کی وہ وقعت اور اہمیت نہیں ہے جو ان کے مولویوں اور پیروں کی بات کی ہے۔ مفتی احمد یار خان گجراتی نے لکھا ہے:

"چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں، اگرچہ وہ صحابہ کے قول، صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو، جو ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے

[1] الوردالشذی: ۲/ ۳۰، تقاریر حضرت شیخ الهند، ص: ۲٤

والا ہے کیونکہ حدیث وقرآن کے محض ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے۔"❶

لیجیے مفتی احمد یار خان نے تو بات بالکل واضح کر دی ہے کہ تقلید سے ہٹ کر بات کرنا گمراہ ہونا ہے، خواہ وہ بات قرآن وحدیث اور صحابہ کے قول کے موافق ہی کیوں نہ ہو۔ اسی لیے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ کتاب وسنت کی عظیم شاہراہ سے ہٹ جانا گمراہی اور ضلالت کا باعث ہے۔

زیر نظر کتاب "آپ کا آئینہ آپ کا چہرہ" از ارشاد اللہ مان صاحب اسی منہج عظیم پر لانے کی دعوت کے پیش نظر مرتب کی گئی ہے اور مؤلف نے جذبۂ صادقہ کے ساتھ گمراہ انسانیت کو راہ راست کی طرف سچی دعوت پیش کی ہے اور عقائد واعمال کی اصلاح کے لیے قرآن وسنت کے بکھرے ہوئے پھولوں کو ایک گلستان میں جمع کر دیا ہے اور معاشرے میں پھیلی ہوئی گمراہیوں کے کئی پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے اور کتاب وسنت کی نصوص کے ذریعے ان کی اصلاح کی ہے، لہٰذا یہ جویانِ حق وصداقت اور گم گشتگانِ راہ کے لیے مینارۂ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مؤلف، ناشر، قارئین اور جملہ افراد کے لیے مشعل راہ اور نجات کا وسیلہ وذریعہ بنائے، جنھوں نے کسی بھی پہلو سے اس کتاب کی تیاری میں حصہ ڈالا ہے۔ آمین!

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفا اللہ عنہ

۱۴۶۔این بلاک، سبزہ زار لاہور



❶ جاء الحق: ٢٤، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حقائق جاننا چاہتے ہیں تو تحقیق کیجیے

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ الضَّلَالَةُ فِي النَّارِ)) (ترمذی، مسلم)

عام طور پر خطبہ میں ((نُؤْمِنُ بِهِ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ)) کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں، یہ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔ احادیث صحیحہ میں ((نَشْهَدُ)) جمع کا صیغہ نہیں بلکہ ((اَشْهَدُ)) واحد کا صیغہ ہے۔ یہ خطبہ نکاح و جمعہ، عام وعظ و ارشاد اور درس و تدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسے ''خطبۂ حاجت'' کہتے ہیں، اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت و ضرورت بیان کرے۔

میرے بھائیو! یہ خطبہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ آج کل کچھ کلمہ گو اس مسنون خطبہ کو چھوڑ کر خود ساختہ خطبے پڑھتے ہیں، جیسا کہ محمد الیاس قادری بریلوی صاحب کی کتاب ''فیضان سنت'' میں ہے۔ یاد رہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات روئے زمین کے تمام بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ و ارفع ہے، اسی طرح آپ کی تعلیم و سنت روئے زمین کے تمام طریقوں سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ لوگ جھوم جھوم کر نبی ﷺ کے حسن و اخلاق، عفت و کردار اور امانت و صداقت کو تو خوب بیان کرتے ہیں، لیکن اتباع رسول ﷺ میں وہ آپ کی بات کے مقابلے میں فقہ، قیاس اور بدعات کو ترجیح دیتے ہیں۔ انھیں سوچنا چاہیے کہ یہ کس کا کردار ہے جسے انھوں نے اپنایا ہوا ہے، حالانکہ دین مکمل ہو چکا ہے اور اس میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ دنیا چند روزہ ہے پھر موت ہی آنی ہے۔ قیامت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کبھی ختم نہ ہوگی، کیونکہ قیامت کے دن موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اس لیے ہر انسان کو چاہیے کہ دین کے معاملہ میں مکمل تحقیق کرے اور اندھا دھند چال نہ چلے۔ دین کی اچھی طرح تحقیق کر کے اپنے عقیدہ کو درست کرے۔ عقیدے کی درستی کے بعد نیک اعمال کرے، کیونکہ جس کا عقیدہ درست نہیں اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں:

﴿وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ٘ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۝﴾ (المائدة : ٥/ ٥)

”اور جو کوئی ایمان کو نہ مانے اس کے عمل رائگاں ہیں اور وہ یقیناً آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔“

اور قرآن مجید میں جگہ جگہ پہلے ایمان اور پھر عمل صالح کا ذکر ہے، مثلاً:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۝﴾ (لقمان : ٣١/ ٨-٩)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کے لیے نعمت کے باغ ہیں، جہاں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا سچا وعدہ ہو چکا اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔“

اور مقدمہ ہدایہ (صفحہ۲) پر ہے کہ جب تک صحیح اعتقاد نہ ہو، بدنی اعمال رائگاں ہیں اور یہی چیز قرآن مجید میں کئی جگہ ہے کہ پہلے ایمان اور پھر عمل صالح:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝﴾

(البينة : ٩٨/ ٧)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے، یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔“

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے: البقرہ : ٢٥۔ التين : ٦۔ آل عمران : ٥٦، ٥٧۔ النساء : ١٢٢ تا ١٢٤)

زیر مطالعہ کتاب کی تالیف سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں بلکہ یہ عقیدے کی درستی کے متعلق لکھی گئی ہے۔ اصلاح احوال اور کلمہ گو بھائیوں کی ہمدردی اور بھلائی مقصود ہے۔ اسے آپ حوالہ جات کی کتاب بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس کتاب میں قرآن مجید، صحیح احادیث اور فقہ حنفی کی

کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں اہل سنت و الجماعت کے بریلوی، حنفی کے عقائد کے متعلق بحث کی گئی ہے اور فرقہ ناجیہ کی نشاندہی کی گئی ہے یعنی وہ فرقہ جو اللہ کے دین کی رو سے نجات پانے والا ہے۔

دین کو سمجھنے کے لیے بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث علماء سے پوچھ کر تحقیق کریں، جو مسئلہ آپ کے ذہن میں صاف نہ ہو وہ ان علماء سے قرآن و حدیث کی روشنی میں بار بار پوچھیں، یہاں تک کہ آپ کے ذہن میں وہ معاملہ بالکل صاف ہو جائے، ہر اختلافی مسئلہ میں اسی طرح کریں۔ علمائے سوء کی اس بات پر بالکل توجہ نہ دیں کہ فلاں کے پاس جاؤ اور فلاں کے پاس نہ جاؤ، کیونکہ جو یہ بات کہتا ہے کہ فلاں کے پاس نہ جاؤ، وہ جھوٹا ہے، اس لیے کہ یہ کافروں کا طرز عمل ہے، وہ بھی کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کے پاس نہ جاؤ، ان کی بات نہ سنو۔ ہمیں مسلمانوں والا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ آپ تحقیق ضرور کریں پھر اپنی مرضی کریں، کیونکہ کسی کو اس معاملہ میں مجبور نہیں کیا جا سکتا اور قیامت کے دن بھی ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا۔

دینی علم کی اہمیت:

ہر کلمہ گو کے لیے دین کا علم حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔ جو اللہ کی آیات سنے اور ان کا خیال نہ کرے وہ ظالم اور مجرم ہے، اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ (السجدة : ٣٢/ ٢٢)

”اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس کو اس کے مالک کی آیتیں سنائی جائیں پھر وہ ان کا خیال نہ کرے، بے شک ہم مجرموں سے (اپنی نافرمانی کا) بدلا لیں گے۔“

جس نے اللہ کی ہدایت کا خیال نہ کیا وہ قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا:

﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ڏ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

تُنْسٰی ﴿۱۲۶﴾ (طٰہٰ : ۲۰/ ۱۲۳ تا ۱۲۶)

''فرمایا تم دونوں بہشت سے (زمین پر) اترو۔ تم میں ہر کوئی ایک دوسرے کا دشمن رہے گا۔ پھر اگر میری طرف سے تم پر ہدایت آئے تو جو کوئی میری ہدایت پر چلے، نہ وہ بھٹکے گا اور نہ وہ بدنصیب ہوگا اور جس نے میری کتاب کا خیال نہ کیا اس کی زندگی تنگ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا مالک تو نے مجھ کو اندھا کیوں اٹھایا، میں دیکھتا بھالتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ایسا ہی کیا، ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں، تو نے ان کا خیال نہ کیا اور اسی طرح تو بھی آج کے دن چھوڑ دیا جائے گا۔''

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے: الکھف: ۵۷۔ البقرۃ: ۳۸، ۳۹، ۱۲۰، ۱٤۵، ۱۸۷، ۱۹۸، ۲٤۲، ۲۸۵۔ الاعراف: ۳۔ الأنعام: ۵۵، ۵۷۔ الرعد: ۳۷۔ النجم: ۲، ۵)

اسی طرح بخاری ومسلم شریف اور مشکوٰۃ المصابیح کے علم کے باب میں یہی بیان ہے کہ ہر مسلمان دین کا علم حاصل کرے اور دوسروں تک پہنچائے اور یہ کہ دین کے عالم کی عام لوگوں پر بہت فضیلت ہے اور جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے، ساری مخلوق اس کی مغفرت کے لیے دعا مانگتی ہے۔

خلاصہ:

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ ہر کلمہ گو کے لیے ضروری ہے کہ دین کا علم حاصل کرے، ہر کلمہ گو کو اسلام کے عقائد، فرامین، اوامر ونواہی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتوں کا علم ہونا چاہیے، تاکہ صحیح عمل کر کے قیامت کے دن سرخ رو ہو سکے اور غلط عقیدہ اور غلط عمل سے بچ کر قیامت کے دن دوزخ کی سزا سے بچ سکے اور یہ تبھی ممکن ہے جب دین کا علم ہو۔ دین کا علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے ایک فرد وقف کریں، کیونکہ دین کا معاملہ نہایت اہم ہے، اس پر ابدی زندگی کا انحصار ہے، اس معاملہ میں کوتاہی بہت نقصان دہ ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دین کا سمجھنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے، یہ بات بالکل غلط ہے، کیونکہ اگر دین سمجھنا ہی مشکل ہے تو دین کے اتارنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے، دین بالکل آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ

قرآن میں فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝﴾ (القمر : ٥٤/ ١٧)

''اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟''

یعنی اس کے مطالب و معانی کو سمجھنا، اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا اور اسے زبانی یاد کرنا ہم نے آسان کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ قرآن اعجاز و بلاغت کے اعتبار سے نہایت اونچے درجے کی کتاب ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص تھوڑی سی توجہ دے تو وہ عربی گرائمر اور معانی و بلاغت کی کتابیں پڑھے بغیر بھی اسے آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اس طرح یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو لفظ بہ لفظ یاد کر لی جاتی ہے۔ ورنہ چھوٹی سے چھوٹی کتاب کو بھی اس طرح یاد کر لینا اور اسے یاد رکھنا نہایت مشکل ہے اور انسان اگر اپنے قلب و ذہن کے دریچے وا رکھ کر اسے عبرت کی آنکھوں سے پڑھے، نصیحت کے کانوں سے سنے اور سمجھنے والے دل سے اس پر غور کرے تو دنیا و آخرت کی سعادت کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں اور یہ اس کے قلب و دماغ کی گہرائیوں میں اتر کر کفر و معصیت کی تمام آلودگیوں کو صاف کر دیتی ہے۔ یاد رہے!

1. قرآن کریم نے یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اس لیے آئے کہ جاہلوں اور گمراہوں کو ہدایت پر لائیں۔
2. قرآن کریم کو اللہ نے آسان و عام فہم بنایا تا کہ اس سے ہر شخص فائدہ اٹھائے۔
3. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں آسان دین لے کر آیا ہوں۔''

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ برحق ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے تو گویا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چیلنج کر رہا ہے جس کا وہ بروز قیامت جواب دہ ہوگا۔

تفسیر مراد آبادی میں التوبہ (۱۲۲، ف۲۹۳) میں ہے کہ علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ صفحہ ۱۲۷ پر)

جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لیے ممنوع و حرام ہیں اس کا سیکھنا فرض

عین ہے۔علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں دین کا علم تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دین دینے والا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

یہ حدیث دین کا علم تقسیم کرنے کے بارے میں ہے لیکن کچھ کلمہ گو بھائیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ حدیث بتاتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور وہ ان خزانوں کو تقسیم کر رہے ہیں حالانکہ قرآن میں ہے کہ ”(اے نبی!) فرما دیجیے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں۔“ (الأنعام : ٥٠)

دین کا معاملہ اور ہمارا رویہ:

دین کے معاملہ میں ہمارا رویہ ﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾ ”ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی“ والا ہونا چاہیے نہ کہ مخالفانہ اور جدلی یعنی جھگڑے والا کہ ﴿سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا﴾ ”ہم نے سنا اور ہم نہیں مانتے“ والا نہیں ہونا چاہیے:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (النور : ٢٤/ ٥١)

”مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے کہ جب انھیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔“

ہر کلمہ گو کو نازل شدہ دین پر ایمان لانا ضروری ہے، جیسا کہ سورۃ البقرہ (٢/ ٢٨٥) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نازل شدہ دین پر ایمان لائے اور مومن بھی ایمان لائے اور انھوں نے ﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾ کہا۔ میری ایک کلمہ گو شخص سے ملاقات ہوئی، وہ میرے گھر میری کتاب لینے آیا، میں نے اسے کہا کہ نعیم مراد آبادی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انبیاء کو بشر کہنا کافروں کا شیوہ ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا کہ یہ بات ٹھیک لکھی ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا کہ انبیاء بشر تھے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول ﷺ سے کئی جگہ اعلان کروایا کہ فرما دیجیے! کہ میں بشر ہوں، وہ کہنے لگا کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن میں بشر کہا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے بشر ہونے کا اعلان فرمایا لیکن آپ مجھے یہ دکھائیں کہ قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے کہ تم بھی رسول اللہ ﷺ کو بشر کہو اور اٹھ کر چلا گیا اور مزید بات نہ سنی۔

یہ بات سن کر مجھے بہت افسوس ہوا، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا، ہر کلمہ گو کے لیے ضروری ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ (البقرہ: ۲/ ۲۸۵) اور ﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾ کا رویہ اختیار کرے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس سے انکار نہ کرے، کیونکہ انکار کرنے والا مسلمان نہیں رہتا اور اس کی بخشش ناممکن ہے۔ (الأعراف: ۳۷ تا ٤١) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس کو ناپسند نہ کرے، کیونکہ ایسا کرنے والے کے سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ (محمد: ۴۷/ ۱ تا ۹) ہر کلمہ گو کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے، اقرار باللسان و تصدیق بالقلب، کیونکہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم آ جائے تو کسی مسلمان مرد یا کسی مسلمان عورت کو کچھ اختیار نہیں رہتا اور جو حکم نہ مانے وہ صریح گمراہ ہو چکا۔

(الأحزاب: ۳۳/ ۳٦)

قرآن حکیم مع ترجمہ پڑھیں:

''اور ہم نے اس قرآن کو آسان کر دیا ہے کوئی ہے، اس سے نصیحت حاصل کرنے والا'' (القمر: ۵۴/ ۱۷) قرآن حکیم کھول کر ترجمہ کے ساتھ پڑھیے۔

* کیا آپ نے قرآن کا مطالعہ کیا ہے؟
* اگر نہیں تو اس سے زیادہ محرومی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے!

لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ صبح اُٹھتے ہی اخبار پڑھنے کے لیے بے چین رہتے ہیں، رسائل کا شوق سے مطالعہ کرتے ہیں، اپنے اپنے مسالک کے جرائد لے کر بیٹھ جاتے ہیں، دنیا بھر کی کتابیں پڑھنے کے لیے وقت نکال لیتے ہیں، لیکن اللہ کی کتاب پڑھنے کے لیے ان کے پاس کوئی وقت نہیں ہے؟ حالانکہ نزولِ قرآن کا آغاز ہی اس کتاب کو پڑھنے کے حکم ''اِقْرَأْ'' سے ہوا ہے۔

* یہ کتاب صرف تلاوت کے لیے نہیں بلکہ سمجھ کر پڑھنے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔
* یہ مردوں کو بخشوانے کے لیے نہیں بلکہ زندوں پر نجات کی راہ کھولنے کے لیے آئی ہے۔
* یہ انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے، تاکہ اس کے خیالات و افکار میں نکھار پیدا ہو اور زندگی سنور جائے۔

✵ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ زندگی کا سفر اس کی روشنی میں طے کیا جائے۔

کیا یہ مقاصد دیواروں پر ''یہ جو کتاب ہے...... درس انقلاب ہے'' لکھنے سے پورے ہوں گے؟ یا اس کتاب کو صرف ''مکمل ضابطہ حیات'' کہنے سے مسئلے حل ہوں گے؟ یا یہ مقاصد قرآن کے مطالعہ کے بغیر پورے ہو سکتے ہیں؟ ایسے کتنے لوگ ہیں جنھوں نے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ ہی قرآن سمجھ کر پڑھا ہو؟

آیئے! غفلت کے اس پردے کو چاک کریں اور قرآن فہمی کو عام کریں:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾ (محمد : ٤٧/ ٢٤)

''تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے، کیا تمھارے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں؟''

قرآن مجید:

قرآن مجید کی جو خصوصیات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ وہ یہ ہیں:

① قرآن میں کوئی شک نہیں، یہ مومنوں کے لیے راہ ہدایت ہے۔ (البقرۃ : ٢/ ٢)

② قرآن مجید جیسا کلام کوئی نہیں سنا سکتا۔ (البقرۃ : ٢/ ٢٣، ٢٤)

③ قرآن مجید کی آیات صاف اور کھلی ہیں، ان کا انکار نافرمان ہی کرتے ہیں۔ (البقرۃ : ٢/ ٩٩)

④ آسمانی ہدایت ہی ہدایت ہے، اس سے روگردانی خطرناک ہے۔ (البقرۃ : ٢/ ١٢٠، ١٣٧، ١٤٥)

⑤ آسمانی ہدایت اتارنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی نعمت مکمل ہو جائے، لوگ ہدایت پر آ جائیں اور ان کو شریعت کی وہ باتیں بتا دی جائیں جن کا ان کو علم نہیں۔ (البقرۃ : ٢/ ١٥٠، ١٥١)

⑥ قرآن لوگوں کے لیے ہدایت و گمراہی اور حق و باطل کے درمیان پہچان ہے۔ (البقرۃ : ٢/ ١٨٥)

⑦ وحی پر پیغمبر اور مومنوں کا ایمان لانا ضروری ہے اور ﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾ یعنی ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت اختیار کی'' والا رویہ ضروری ہے۔ (البقرۃ : ٢/ ٢٨٥)

⑧ قرآن سمجھنے میں آسان ہے۔(القمر: ۲/ ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰)

⑨ اللہ تعالیٰ کی بات سچی ہے۔(النساء:٤/ ۸۷، ۱۲۲)

⑩ اس میں اختلاف نہیں۔(النساء : ٤/ ۸۲)

⑪ قرآن باطل پر حق کی چوٹ ہے۔(الانبیاء : ۲۱/ ۱۸۔الفرقان : ۲۵/ ۳۳)

⑫ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لیا ہے۔(الحجر : ۱۵/ ۹)

⑬ وحی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے کافر ہیں، ظالم ہیں، نافرمان ہیں۔

(المائدة : ٥/ ٤٤، ٤٥، ٤٧)

⑮ قرآن سے ہدایت یافتگان اور مجرموں کا پتا چلتا ہے۔(البقرة : ۲/ ۲تا۵، ۳۸، ۳۹)

⑯ اللہ تعالیٰ کے کلام سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔(الزمر : ۳۹/ ۲۳)

حدیث مبارک:

حدیث کا جواز قرآن سے ثابت ہے، اس کے لیے صفحہ .... سے سوالات و جوابات دیکھیے۔قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث مبارک پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ کا اجمالی حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر پوری طرح عمل کر کے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ ان احکام پر عمل درآمد کس طرح کرنا ہے؟ حدیث مبارک کے بغیر قرآن پر عمل ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اکتیس (۳۱) دفعہ اپنی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے، جس کی تفصیل اس کتاب کے ''توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم'' کی بحث اور سنت و بدعت کی بحث میں ہے۔صحیح احادیث آپ کو صحیح بخاری، صحیح مسلم، اللؤلؤ والمرجان، مشکوٰۃ شریف وغیرہ اور علامہ البانی کی کتاب "السلسلة الصحیحة" میں مل سکتی ہیں۔

احادیث مبارکہ کی اہمیت کے سلسلہ میں ہم صرف ایک حدیث بیان کرنے پر اکتفا کریں گے جو مومنوں کے لیے کافی ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''لعنت کی اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور

گودوانے والیوں پر اور منہ کے بال اکھاڑنے والیوں اور اکھڑوانے والیوں اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر خوبصورتی کے لیے اور اللہ کی تخلیق بدلنے والیوں پر۔'' پھر یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا، وہ قرآن پڑھا کرتی تھی تو وہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی: ''مجھے کیا خبر پہنچی ہے کہ تم نے لعنت کی گودنے اور گودوانے اور منہ کے بال اکھاڑنے اور اکھڑوانے اور دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں کیوں لعنت نہ کروں اس پر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور یہ تو اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔'' وہ عورت بولی: ''میں نے تو دو گتوں میں جس قدر قرآن تھا پڑھ ڈالا، مجھے یہ نہیں ملا۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر تو پڑھتی تو تجھ کو ملتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو رسول تم کو دے اس کو تھامے رکھو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔'' (الحشر: ۵۹/ ۷) وہ عورت بولی: ''ان میں سے تو بعض کام تمھاری بیوی بھی کرتی ہے۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جا دیکھ تو سہی!'' وہ ان کی بیوی کے پاس گئی تو کچھ نہ پایا، پھر لوٹ آئی اور کہنے لگی: ''ان میں سے کوئی بات بھی میں نے ان میں نہیں دیکھی۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر وہ ایسا کرتی تو ہم اس سے صحبت نہ کرتے۔'' ❶

اب ہم ملا علی قاری حنفی کی کتاب موضوعات کبیر کے کچھ حوالہ جات درج کریں گے۔ یاد رہے کہ یہ کتاب موضوع احادیث کے بارے میں ہے، یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ محمد سعید اینڈ سنز کراچی نے شائع کی ہے:

① ابوحنیفہ میری امت کے چراغ ہیں۔ (یہ حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے۔ ص ۹۱)

② خضر اور الیاس علیہما السلام ہر سال حج کے موسم میں جمع ہوتے ہیں۔ (حافظ عسقلانی فرماتے ہیں اس بارے میں کوئی شے ثابت نہیں۔ ص ۹۶)

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا زندہ ہونا۔ (یہ حدیث موضوع ہے۔ ص ۹۸)

④ میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے۔ (اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ ص ۹۸)

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة......الخ: ۲۱۲۵۔ نیز دیکھیے (صفحہ ۶۲۴ تا ۶۳۷ سے سوالات وجوابات)

⑤ جب محبت سچی ہو جائے تو شرائط ادب ختم ہو جاتی ہیں۔(یہ حدیث نہیں ہے۔ص ۱۰۷)

⑥ چار چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا: زمین کا بارش سے، عورت کا مرد سے، آنکھ کا دیکھنے سے اور عالم کا علم سے۔(یہ حدیث موضوع ہے۔ص ۱۰۹)

⑦ تم میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا علی رضی اللہ عنہ ہے۔(یہ حدیث مرفوعاً ثابت نہیں۔ص ۱۲۲)

⑧ اے اللہ! اسلام کی دو عمروں میں سے ایک عمر کے ساتھ تائید فرما۔(ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۱۲۸)

⑨ شہد کی مکھیوں کے امیر جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں۔(اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۱۳۲)

⑩ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔(یہ حدیث منکر ہے۔ص ۱۳۴)

⑪ میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔(یہ حدیث نہیں۔ص ۱۳۶)

⑫ بلال اذان میں ''ش'' کو ''س'' سے بدل دیا کرتے تھے۔(کتب حدیث میں اس کا کہیں وجود نہیں۔ص ۱۳۷)

⑬ مردہ اپنے گھر میں لوگوں کو سات دن تک دیکھتا ہے۔(یہ باطل ہے۔ص ۱۴۹)

⑭ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔(بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ موضوع ہے۔ص ۱۹۱)

⑮ عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے۔(یہ موضوع ہے۔ص ۲۰۲)

⑯ علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دروازے کو اٹھالیا۔(یہ غلط ہے۔ص ۲۰۳)

⑰ عرب کے سردار سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔(یہ ضعیف ہے۔ص ۲۳۸)

⑱ ((صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ)) (اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۲۵۱)

⑲ عالم کے پیچھے نماز پڑھنے سے چالیس ہزار چار سو چالیس نمازوں کا اجر ملتا ہے۔(یہ باطل ہے۔ص ۲۵۳)

⑳ مسواک کر کے نماز پڑھنا بغیر مسواک کے ستر نمازوں سے بہتر ہے۔(یہ حدیث باطل ہے۔ص ۲۵۵)

㉑ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔(اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۲۶۸)

㉒ غرباء انبیاء کے وارث ہیں۔(یہ حدیث باطل ہے۔ص ۲۷۳)

۲۳ دل اللہ کا گھر ہے۔ (اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔ص ۲۸۴)

۲۴ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ (ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہیں۔ص ۲۹۷)

۲۵ جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا گیا تو پانی آپ ﷺ کی آنکھوں کے گڑھوں پر بلند ہو گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے پی لیا تو انھیں اولین اور آخرین کا علم دے دیا گیا۔ (یہ روافض کا قول ہے۔ص ۳۱۵)

۲۶ چاول کے متعلق تمام احادیث موضوع ہیں۔ (ص ۳۲۴)

۲۷ جھنڈے کو قیامت کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھائیں گے۔ (یہ موضوع ہے۔ص ۳۲۷)

۲۸ کوئی پستہ قد حکمت سے اور کوئی لمبا قد حماقت سے خالی نہیں ہوتا۔ (سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ص ۳۳۶)

۲۹ جو بھی نبی بنایا گیا وہ چالیس سال کی عمر میں بنایا گیا۔ (یہ حدیث موضوع ہے۔ص ۳۴۱)

۳۰ گردن کا مسح کرنا طوق سے امان ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے۔ص ۳۴۷)

۳۱ اذان کے وقت رسول اللہ ﷺ کے نام پر دونوں شہادت کی انگلیوں کے پوروں سے انھیں چومنے کے بعد آنکھوں پر مسح کرنا۔ (یہ صحیح نہیں۔ص ۳۴۸)

۳۲ جو بازار میں داخل ہوتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، ایک لاکھ گناہ مٹاتا ہے۔ (یہ منکر ہے۔ص ۳۵۰)

۳۳ میرا وصی، میرے بھید کی جگہ، میرے گھر والوں میں میرا خلیفہ اور میرے بعد کے لوگوں میں سب سے بہتر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے۔ص ۴۲۵)

۳۴ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔ (اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۴۳۴)

۳۵ ائمہ کی ایک دوسرے سے ملاقات کے بارے میں اور ایسی ہی وہ تصانیف جو بڑے بڑے لوگوں کی قبروں کے بارے میں لکھی گئیں، یہ سب کی سب باطل ہیں۔ (ص ۴۵۴)

۳۶ ایسی ہی وہ سب روایات جن میں تھوڑا سا نیک عمل کرنے کا بہت زیادہ ثواب لکھا ہے، ان

کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

۳۷ جو شخص بعد مغرب کے چھ رکعات نماز پڑھے (صلاۃ الاوابین) اسے بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (یہ حدیث منکر ہے۔ص ۴۸۶)

۳۸ عقل کے بارے میں جتنی بھی روایات ہیں، وہ صحیح نہیں۔ (ص ۵۱۵)

۳۹ سیدنا خضر علیہ السلام کے بارے میں جن احادیث میں ان کی زندگی کا تذکرہ ہو، وہ سب جھوٹ ہے۔ (ص ۵۱۵)

۴۰ ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ جو حدیث صریحاً قرآن کے مخالف ہے، وہ بھی صحیح نہیں۔ (ص ۵۲۵)

۴۱ جو حدیث عقیدہ نصاریٰ کے مشابہ ہو، وہ صحیح نہیں۔ (ص ۵۲۵)

۴۲ دن رات کی جتنی نمازیں ہیں مثلاً اتوار، پیر، منگل وغیرہ اور ان راتوں کی نمازیں حتیٰ کہ پورے ہفتہ کی نمازیں، یہ سب موضوع ہیں۔ (ص ۵۴۱)

۴۳ شعبان کی پندرھویں شب کی نمازیں ثابت نہیں۔ (ص ۵۶۰)

۴۴ کبوتر کی روایات میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ (ص ۵۵۲)

۴۵ عاشورہ کے متعلق جملہ روایات صحیح نہیں۔ (ص ۵۶۰)

۴۶ اسی طرح کی وہ روایات جو سورتوں کے فضائل اور ثواب کو بیان کرتی ہیں وہ زیادہ تر صحیح نہیں، سوائے بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ کے۔ (ص ۵۶۲)

احادیث موضوعہ وضعیفہ کا مجموعہ اور امت کا خسارۂ عظیم:

ذیل میں ہم ان احادیث کا تذکرہ کر رہے ہیں جن کو احادیث موضوعہ وضعیفہ کہا جاتا ہے، ان احادیث کی وجہ سے امت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

۱۔ علامہ ناصر الدین البانی کی ایک کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ بازار میں دستیاب ہے، اس کتاب میں ۱۰۰ موضوع احادیث دی گئی ہیں۔ کتاب کا نام ''احادیث موضوعہ وضعیفہ کا مجموعہ جن سے امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ یہ ۱۰۰ موضوع احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

حدیث ۱: دین اسلام عقل کے مطابق ہے اور جو شخص دین اسلام میں داخل نہیں اس میں عقل

نہیں۔ (یہ حدیث باطل ہے)

حدیث۲: جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی وہ اللہ تعالیٰ سے مزید دور ہو جاتا ہے۔ (یہ حدیث باطل ہے)

حدیث۳: لوگوں کی ہمت پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتی ہے۔ (یہ حدیث رسول نہیں ہے)

حدیث۴: مسجد میں باتیں کرنا، نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے جیسا کہ چار پائے گھاس کو کھا جاتے ہیں۔ (ان الفاظ کے ساتھ حدیث کا کچھ اصل نہیں)

حدیث۵: جو شخص صرف اللہ کی رضا کے لیے کسی کام کو چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو دنیا و آخرت میں بہتر چیز سے نوازے گا۔ (ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۶: غبار سے کنارہ کش رہو، اس لیے کہ غبار سے سانس کی بیماری لاحق ہوتی ہے۔ (اس حدیث کے اصل کا علم نہیں)

حدیث۷: دو کاموں کے قریب نہ جاؤ، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور لوگوں کو اذیت پہنچانا۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث۸: دنیا کے حصول کے لیے اس طرح عمل کیجیے جیسا کہ آپ نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور اپنی آخرت کے حصول کے لیے ایسے عمل کیجیے جیسا کہ آپ نے کل ہی فوت ہو جانا ہے۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث۹: میں تمام پرہیز گاروں کی خوش بختی کا محور ہوں۔ (ایضاً)

حدیث۱۰: بے شک اللہ تعالیٰ محبوب جانتا ہے کہ وہ اپنے بندے کو طلب حلال میں تھکا ہوا دیکھے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۱۱: مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۱۲: اللہ نے دنیا کو وحی کی کہ تو اس کی خادم بن جو میرا خادم ہو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۱۳: شام کے باشندے اللہ کی زمین پر اس کا درہ ہیں۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۱۴: تم خود کو بظاہر سبزہ زاروں سے بچاؤ۔ (یہ نہایت ضعیف روایت ہے)

حدیث ۱۵: شام کا ملک میرا ترکش ہے۔ (اس حدیث کا اصل مرفوعاً ثابت نہیں)

حدیث ۱۶: میری امت میں دو قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جب وہ درست ہوں گے تو لوگ بھی درست ہوں گے اور وہ امراء اور فقہاء ہیں (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۱۷: جو شخص گناہ کرتا ہوا ہنستا رہا وہ روتا ہوا دوزخ میں داخل ہو گا۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۱۸: پر کٹے ہوئے کبوتروں کو پال رکھو، اس لیے کہ وہ تمھارے بچوں سے جنوں کو غفلت میں رکھیں گے۔ (ایضاً)

حدیث ۱۹: تم اپنی عورتوں کی محفلوں کو چرخے سے آراستہ کرو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۲۰: دستر خوان کو سبزیوں سے سجایا کرو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۲۱: مجھے سوال کرنے سے یہ بات کفایت کرتی ہے کہ وہ میرے حال کو جانتا ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۲۲: تم میرے مقام کا وسیلہ اختیار کرو یقیناً میرا مقام اللہ کے نزدیک عظیم ہے۔ (یہ حدیث بے اصل ہے)

حدیث ۲۳: اللہ تعالیٰ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، نیز وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ (اے اللہ) میری والدہ فاطمہ بن اسد کو معاف فرما۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۲۴: جو شخص گھر سے نماز ادا کرنے نکلا اور اس نے کہا اے اللہ! میں تجھ سے ان سائلین کے طفیل سوال کرتا ہوں جو تجھ سے مانگتے ہیں۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۲۵: جب آدم غلطی کے مرتکب ہوئے تو انھوں نے یہ دعا کی: ''اے رب میرے پروردگار! میں تجھ سے محمد ﷺ کے طفیل سوال کرتا ہوں۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۲۶: تیزی طبع میری امت کے بہترین لوگوں کا وصف ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۲۷: تیزی طبع قرآن پاک کے حاملین میں اس لیے ہوتی ہے کہ ان کے دلوں میں قرآن کی عظمت جاگزیں ہوتی ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۲۸: تیزی طبع صرف میری امت کے صالحین اور نیک لوگوں میں ہو گی اور پھر تیزی ختم ہو

جاتی ہے۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۲۹: میری امت کے بہترین لوگ تیز طبیعت والے ہیں۔ (یہ حدیث بالکل باطل ہے)

حدیث ۳۰: مجھ میں اور میری امت میں قیامت کے دن کے لیے برکت ہے۔ (اس حدیث کی کچھ اصل نہیں)

حدیث ۳۱: دنیا مسلمانوں کا راستہ ہے۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث ۳۲: دنیا، آخرت والوں پر حرام ہے اور آخرت دنیا والوں پر حرام ہے نیز دنیا اور آخرت دونوں اللہ والوں پر حرام ہیں۔ (یہ حدیث ثابت نہیں)

حدیث ۳۳: دنیا آخرت کی سوکن ہے۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۳۴: دنیا سے کنارہ کش رہو اس لیے کہ دنیا ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے۔ (یہ حدیث منکر ہے اس کا کوئی اصل نہیں ہے)

حدیث ۳۵: جو اذان کہے اسے چاہیے کہ وہ تکبیر کہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۳۶: وطن کی محبت ایمان سے ہے۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۳۷: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب کہ وہ اس وقت بھیڑیے ہوں گے اور جو شخص بھیڑیا نہیں ہوگا اس کو بھیڑیے کھا جائیں گے۔ (یہ حدیث بہت ضعیف ہے)

حدیث ۳۸: جس شخص نے اللہ کی رضا کے لیے چالیس روز اخلاص اختیار کیا اسکی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہین۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۳۹: جس شخص نے عصر کے بعد نیند کی اور اس کی عقل جاتی رہی تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۴۰: کدو استعمال کرو، اس کے کھانے سے دماغ کو تقویت ملتی ہے۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۴۱: جس شخص نے حرام مال اکٹھا کیا اللہ تعالیٰ اس کا مال حرام راستے لے جاتا ہے۔ (یہ حدیث صحیح نہیں ہے)

حدیث ۴۲: انبیاء علیہم السلام قائد ہیں اور فقہاء سردار ہیں۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث۴۳: رمضان کا مہینہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے۔(یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۴۴: جو شخص بے وضو ہو اور اس نے وضو نہ بنایا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۴۵: جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۴۶: جس شخص نے میری اور میرے باپ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی ایک ہی سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہو گا۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۴۷: جس شخص نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ اس شخص جیسا ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۴۸: لڑکا اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔(یہ حدیث بے اصل ہے)

حدیث۴۹: جس شخص نے ہر جمعہ کے روز اپنے ماں باپ (دونوں) یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۵۰: جس شخص نے اپنے والدین کی قبروں کی ہر جمعہ کے روز زیارت کی اور ان کی قبروں کے قریب سورۃ یٰسین کی تلاوت کی۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۵۱: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس مومن بندے کو محبوب جانتا ہے۔(یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۵۲: جب تم میں سے کسی کا چارپایہ حرام نہ ہو۔(یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۵۳: بوڑھی عورتوں کے طور طریقوں اور دین کو اختیار کرو۔(اس کا کچھ اصل نہیں)

حدیث۵۴: جب قیامت قریب ہو گی اور خواہشات میں اختلاف رونما ہو گا تو ہمیں جنگل میں آباد لوگوں اور عورتوں کے طور طریقوں کو اپنانا ہو گا۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۵۵: تیز رفتاری مومن کے وقار کو ختم کر دیتی ہے۔(یہ حدیث غایت درجہ منکر ہے)

حدیث۵۶: اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ کی صحیح صحیح عبادت ہوتی۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۵۷: میری امت کا اختلاف رحمت کا باعث ہے۔(اس حدیث کا کچھ اصل نہیں)

حدیث۵۸: میرے صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں۔(یہ حدیث من گھڑت اور بے بنیاد ہے)

حدیث۵۹: میں نے اپنے پروردگار سے ان باتوں کے بارے میں استفسار کیا...... اور میرے

صحابہ کا اختلاف تمھارے لیے باعث رحمت ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۶۰: میرے اہل بیت ستاروں کی مانند ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۶۱: بلاشبہ اولے نہ تو خوراک ہیں اور نہ ہی مشروب ہیں۔ (یہ حدیث منکر ہے)

حدیث ۶۲: بھیڑ کے ایک دانت والا جانور اچھی قربانی ہے۔

حدیث ۶۳: بھیڑ کا ایک سالہ بچہ قربانی کے لیے جائز ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۶۴: جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں)

حدیث ۶۵: جس شخص نے فجر کی نماز میں ''الم نشرح'' اور ''الم ترکیف'' سورتیں تلاوت کیں تو اس کی آنکھوں میں درد نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

حدیث ۶۶: وضو بنانے کے بعد ''انا انزلنا''......سورت کی قرأت کی جائے۔ (ایضاً)

حدیث ۶۷: (وضو میں) گردن کا مسح کرنا (قیامت کے دن) طوق سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۶۸: جو شخص اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر روٹی کھلاتا ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۶۹: اللہ اکبر کو لمبا کر کے نہ پڑھا جائے۔ (اس کا کوئی اصل نہیں)

حدیث ۷۰: میرے رب نے مجھے ادب سے نوازا اور مجھے اچھا نوازا۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۷۱: مؤذن جب اشهد ان محمد الرسول الله کہے تو دونوں ہاتھوں کی انگشت شہادت کے پوروں کے ساتھ آنکھوں کا مسح کیا جائے۔ (صحیح نہیں ہے)

حدیث ۷۲: قربانیوں کی تعظیم کرو اس لیے کہ تمھاری قربانیاں پل صراط پر تمھاری سواریاں ہوں گی۔ (کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث ۷۳: نماز فوت ہونے سے پہلے ادائیگی میں جلدی کرو اور وفات سے پہلے توبہ میں جلدی کرو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۷۴: اہل علم کے سوا تمام لوگ مردہ ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۷۵: سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں۔ (یہ حدیث منکر ہے)

حدیث۷٦: مومن کا بچا ہوا پانی شفاء ہے۔(اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث۷۷: انسان کی تواضع کی علامت ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کا جھوٹا پانی پی لے۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۷۸: مہدی میرے چچا عباس کی اولاد سے ہے۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۷۹: اے عباس!...... بے شک اللہ نے دین کا آغاز میرے ساتھ کیا اور اس کا اختتام ایسے جواں سال انسان سے فرمائے گا جو تیری اولاد سے ہوگا۔(ایضاً)

حدیث۸۰: خبردار! اے ابوالفضل میں تجھ کو خوشخبری دیتا ہوں۔(ایضاً)

حدیث۸۱: تسبیح کے دانوں پر اللہ کا ذکر کرنا بہترین طریقہ ہے۔(ایضاً)

حدیث۸۲: تم سب سے افضل ہو۔(یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۸۳: تمھارے خزانے کے باعث تین انسان قتل ہوں گے، وہ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے۔(یہ حدیث منکر ہے)

حدیث۸۴: طاعون کی وبا تمھارے ''جن'' بھائیوں کی طرف سے ایک گرفت ہے۔(ان الفاظ کے ساتھ کچھ اصل نہیں)

حدیث۸۵: جب خطیب ممبر پر چلا جائے تو پھر نہ نماز ہے نہ گفتگو ہے۔(باطل ہے)

حدیث۸٦: کھیتی کاشتکار کی ہے اگرچہ اس نے زمین پر غاصبانہ قبضہ کیا ہو۔(باطل ہے)

حدیث۸۷: کسی چیز کا مالک ہی اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ وہ اس چیز کو اٹھائے۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۸۸: ادنیٰ لباس زیب تن کرو تم (اس کی وجہ سے) اپنے دلوں میں ایمان کی حلاوت پاؤ گے۔(ایضاً)

حدیث۸۹: میں اللہ کی جھوٹی قسم اٹھاؤں مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں غیر اللہ کا نام لے کر سچی قسم اٹھاؤں۔(موضوع)

حدیث۹۰: جس شخص میں تین خصلتیں ہیں اللہ اس پر اپنے پہلو کو جھکاتا ہے۔(ایضاً)

حدیث۹۱: قیامت کے دن لوگ صفیں باندھے ہوں گے۔(یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۹۲: اسلام اور دین اسلام کی بنیادی تین باتیں ہیں۔(ایضاً)

حدیث۹۳: توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔(ان الفاظ کے ساتھ اصل نہیں ہے)

حدیث۹۴: بے شک اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو محبوب جانتا ہے جو فتنے میں مبتلا ہو کر تائب ہو جاتے ہیں۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۹۵: بلاشبہ اللہ اس نوجوان کو محبوب جانتا ہے جو توبہ کرنے والا ہے۔(یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۹۶: یقیناً اللہ عزوجل اس نوجوان کو محبوب جانتا ہے جس کی جوانی اللہ عزوجل کی اطاعت میں صرف ہوئی۔(یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۹۷: بلاشبہ اللہ عزوجل اس آدمی کو محبوب جانتا ہے جو عبادت گزار اور نظافت سے رہتا ہے۔(ایضاً)

حدیث۹۸: صالحین کی نیکیاں مقربین کی (نسبت کے لحاظ) برائیں ہیں۔(یہ حدیث باطل ہے)



چند مزید موضوع اور ضعیف احادیث پر تبصرہ و تحقیق

(ابو طاہر حافظ زبیر علی زئی حضرو اٹک)

الحمد للّٰه رب العٰلمين و الصلٰوة و السلام على رسوله الأمين أما بعد!

بعض لوگ اپنے باطل نظریات کے لیے قرآن و سنت میں لفظی و معنوی تحریفات کے ساتھ ساتھ بعض موضوع اور ضعیف روایات بھی پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا اس مختصر مضمون میں چند ایسی ہی روایات پر تبصرہ و تحقیق پیش خدمت ہے جن سے عامۃ الناس کے شبہ میں پڑنے کا خطرہ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ!

1 ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ......الخ))

''جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اسے سنتا ہوں۔''

(شعب الایمان، بیہقی: ۲/۲۱۸، ح: ۱۵۸۳، فضائل حج: ص۱۰۹ حنفی بہشتی زیور، از عالم فقری بریلوی ص۴۹۰ وغیرھم)

اس روایت کا مرکزی راوی محمد بن مروان السدی ہے۔ (بیہقی۔ میزان الاعتدال وغیرہ) عبداللہ ابن نمیر رحمہ اللہ اور جریر بن عبدالحمید رحمہ اللہ نے کہا: ''کذاب یہ جھوٹا ہے)۔'' امام صالح جزرۃ نے کہا: '' كَانَ ضَعِيْفًا وَ كَانَ يَضَعُ'' ''یہ (محمد بن مروان) ضعیف تھا (بلکہ) یہ جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا۔'' (تہذیب التہذیب: ۹/۴۸۷) حافظ برہان الدین الحلبی نے اس کا تذکرہ ''الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث'' میں کیا ہے۔ (ص۴۰۴)

بعض لوگوں نے اس روایت کی ایک اور سند ابو الشیخ الاصبہانی کی کسی کتاب سے تلاش کی ہے۔ (دیکھیے آئینہ تسکین الصدور: ۳۲۶، ۳۲۷) حالانکہ یہ روایت بھی باطل ہے۔ اس میں ابو الشیخ کے استاد عبدالرحمٰن بن احمد الاعرج کی عدالت نامعلوم ہے۔ (دیکھیے آئینہ تسکین الصدور: ۱۱۳)

ان دونوں سندوں میں الاعمش ہیں جو بالاتفاق مدلس ہیں۔ (آئینہ تسکین الصدور: ۱۲۱)

مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (کتاب الرسالۃ للشافعی۔ عام کتب اصول حدیث۔ خزائن السنن: ا۔ فتاویٰ رضویہ: ۲۴۵/۵، ۲۶۶ وغیرہم)

۲ ((اِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ))

"میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔" (الجامع الصغیر وغیرہ)

ہمارے علم کے مطابق کسی کتاب میں بھی اس کی کوئی سند موجود نہیں۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مجھے اس کی نہ صحیح سند ملی اور نہ ضعیف اور نہ موضوع۔" (فیض القدیر للمناوی) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "باطل مکذوب" یعنی "یہ روایت باطل اور جھوٹی ہے۔" (الأحکام)

۳ ((لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ))

"اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات پیدا نہ کرتا۔" (موضوعات صنعائی)

اس کی کوئی سند بھی ہمارے علم میں نہیں ہے۔ امام صنعائی رحمہ اللہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ امام دیلمی رحمہ اللہ کی گنجینۂ موضوعات "کتاب الفردوس" میں بھی یہ روایت (لفظاً ومعناً) نہیں ملی۔ ابن عساکر رحمہ اللہ والی روایت کو ابن جوزی رحمہ اللہ اور سیوطی رحمہ اللہ دونوں نے موضوع قرار دیا ہے۔

۴ ((يَا سَارِيَةَ! الْجَبَلَ))

"اے ساریہ! پہاڑ کے پیچھے ہو جاؤ۔" (الاصابہ وغیرہ)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو امیر بنایا جس کا نام ساریہ تھا۔ آپ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے پکار کر کہا: "ساریہ! پہاڑ کو لازم پکڑ۔" لشکر سے ایک قاصد آیا، کہنے لگا: "اے امیر المومنین! جب ہم دشمن سے ملے تو ہماری شکست ہوئی تو ایک پکارنے والے نے پکارا: "اے ساریہ! پہاڑ کو لازم پکڑ۔" ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ نے ان کو شکست دی۔" اس کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا۔

اس روایت کی مرکزی سند کا راوی محمد بن عجلان مدلس ہے (طبقات المدلسین لابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ) اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ اس کے دیگر جتنے شواہد ہیں سب ضعیف ہیں۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے (قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ، طبع دوئم ص ۱۵۵ از راقم الحروف)

۵ ((اَلْأَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ))

''ابدال شام میں ہوں گے۔'' (مسند احمد: ۱۱۲/۱)

شریح بن عبید سے روایت ہے کہ اہل شام کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ذکر کیا گیا اور کہا گیا: ''اے امیر المومنین! ان پر لعنت کریں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے ابدال اہل شام میں سے ہوں گے، وہ چالیس آدمی ہیں، جب بھی ان میں سے کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے، اس کی جگہ اور آدمی اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے، ان کی برکت سے بارش برستی ہے، ان کی دعاؤں سے دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اور اہل شام سے ان کی وجہ سے عذاب پلٹا دیا جاتا ہے۔''

اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (مسند احمد بتحقیق احمد محمد شاکر: ۱۷۱/۲، ح ۸۹۶) اور شریح بن عبید کی جناب علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

۶ ایک روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو آپ نے کہا (یا) محمد!...... الخ۔ (الأدب المفرد للبخاری: ح ۹۶۴: ۲۵۰، فی نسخۃ: ح ۹۶۷: ۳۲۴)

اس روایت میں دو راوی سفیان (الثوری رحمہ اللہ) اور ابو اسحاق (السبیعی) عن سے روایت کر رہے ہیں اور دونوں مدلس ہیں۔ (کتب المدلسین)

۷ ((يَا جَابِرُ! أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرَ نَبِيِّكَ))

''اے جابر! اللہ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔''

(زرقانی۔ نشر الطیب وغیرہ)

یہ روایت نہ تو مصنف عبدالرزاق میں موجود ہے اور نہ ہی تفسیر عبدالرزاق میں، بلکہ تلاش بسیار کے باوجود اس کی کوئی بھی سند نہیں ملی۔ یہ صحیح روایت کے بھی خلاف ہے۔ دیکھئے محترم ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی کی کتاب ''عقیدہ نور من نور اللہ کی شرعی حیثیت'' (قرآن و حدیث کی روشنی میں) ص ۴۰ تا ۴۸۔ اس مفہوم کی ایک مختصر روایت رافضیوں کی اصول کافی (۴۴۲/۱) نمبر ۱۰ میں ابو جعفر (محمد بن علی بن الحسین الباقر) سے منقول ہے لیکن یہ سند اہل السنہ اور الروافض دونوں کے نزدیک موضوع ہے۔ محمد بن سنان اور جابر الجعفی کے علاوہ اس کی سند میں المفصل بن صالح

ابو جمیلہ الاسدی ہے، جسے ابن الفضائری (رافضی) وغیرہ نے "کَذَّابٌ یَضَعُ الْحَدِیْثَ" قرار دیا ہے۔ (تنقیح المقال للمامقانی الرافضی : ۳/ ۲۳۷، ۲۳۸) بلکہ ہاشم معروف (رافضی) نے لکھا ہے: "اِتَّفَقَ الْمُؤَلِّفُوْنَ فِیْ اَحْوَالِ الرِّجَالِ اَنَّهٗ كَانَ كَذَّابًا يَضَعُ الْحَدِیْثَ" (الموضوعات: ۲۳۰ بحواله رجال الشیعه فی المیزان : ص ۱۱۹۔ الکویت) یعنی "اسماء الرجال میں سے (رافضی) مصنّفین کا اتفاق ہے کہ یہ شخص جھوٹا تھا اور احادیث گھڑتا تھا۔"

8 سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ جب حرہ کا واقعہ پیش آیا تو نبی رحمت ﷺ کی مسجد میں تین دن اذان اور اقامت نہ کہی گئی اور سعید بن مسیّب کو نماز کا وقت معلوم نہیں ہوتا تھا مگر خفی آواز سے کہ اس کو حجرہ کے اندر سے سنتے تھے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی قبر مبارک وہاں تھی۔ (سنن الدارمی: ۱/ ٤٤، ح ۹٤)

اس روایت کے ایک راوی سعید بن عبدالعزیز ثقہ ہیں مگر آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (تقریب التهذیب و عام کتب الرجال، کتب المختلطین۔ تلخیص الحبیر: ۳/ ۱۸۰) اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ مروان بن محمد نے ان کے اختلاط سے پہلے روایت کی ہے۔ دوسرا یہ کہ سعید نے اس کی صراحت بھی بیان نہیں فرمائی کہ سعید بن المسیب کا یہ واقعہ انھیں کس سند سے معلوم ہوا تھا؟

9 ابو الجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط پڑ گیا تو انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "تم قبر نبوی اور آسمان کے درمیان روشن دان بناؤ، یہاں تک کہ قبر اور آسمان کے درمیان رکاوٹ نہ ہو۔" لوگوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا۔ سو بہت زیادہ بارش برسائی گئی یہاں تک کہ گھاس اگ گئی، اونٹ موٹے ہو گئے اور چربی سے پھٹ گئے تو اس سال کا نام "فتق" رکھا گیا۔"

عمرو بن مالک کی بعض محققین نے توثیق کی ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تہذیب:۱ / ۳۳٦) ابو الجوزاء اوس بن عبداللہ کی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات میں اختلاف ہے۔ اس روایت میں بشرط صحت اس نے نہیں بتایا کہ اسے یہ روایت کس ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے؟ ایسی مشکوک اور منقطع روایت پر قبر پرستی کی بنیاد رکھنا انتہائی مذموم حرکت ہے۔

اعاذنا اللّٰه منه !

10 ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی تھی۔

(المستدرك الحاكم : ٢/ ٦١٨٠)

اسے حافظ ذہبی نے موضوع اور باطل قرار دیا۔ (المیزان وغیرہ) اس کے ایک راوی عبدالرحمٰن ابن زید بن اسلم کے بارے میں صاحب مستدرک امام حاکم فرماتے ہیں: "رَوَى عَنْ أَبِيْهِ اَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةً......الخ" (المدخل الى الصحيح : ١٥٤) یعنی اس نے اپنے باپ سے موضوع روایات بیان کی ہیں (جن میں ملامت اسی پر ہے)۔ اس کا شاگرد عبداللہ مجہول یا معجم الصغیر میں مجہول راویوں کے ساتھ اس کی دوسری سند موجود ہے، جس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ (دیکھیے مجمع الزوائد: ۲۵۳/۸ وغیرہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا خاتمہ ((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَ أَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ)) کے مطابق ہو۔ آمین!

سب سے ضروری گزارش:

جو انسان کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے اس پر واجب ہے:

1. توحید کا عقیدہ رکھے اور شرک نہ کرے۔
2. ایمان کا عقیدہ رکھے اور کفر سے بچے۔
3. خلوص والا عقیدہ رکھے اور نفاق سے بچے۔
4. سنت کا عقیدہ رکھے اور بدعت سے بچے۔

کیونکہ توحید، ایمان، خلوص اور سنت وہ چیزیں ہیں کہ ان پر عقیدہ رکھنے والا اور عمل کرنے والا کلمہ گو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق جنت میں جائے گا اور شرک، کفر، نفاق اور بدعت ایسی خطرناک چیزیں ہیں کہ ان پر عقیدہ رکھنے والا اور عمل کرنے والا قیامت کے دن شدید خطرے میں ہوگا اور اس کے ساتھ مجرموں والا سلوک ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کیونکہ پہلے ایمان یعنی عقیدہ ہے اور پھر نیک عمل:

﴿وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۝﴾ (المائدة: ٥/ ٥)

''اور جو ایمان سے منکر ہوا تو اس کے اعمال ضائع ہوئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً۝﴾ (الغاشية: ٨٨/ ١ تا ٤)

''کیا آپ کے پاس چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟ اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے، محنت کرنے والے، تھکنے والے، دہکتی ہوئی آگ میں داخل کردیے جائیں گے۔''

مزید حوالہ جات (التوبہ: ۱۷، ۱۸) مقدمہ ھدایہ (۲/۱) میں ہے کہ جب تک صحیح اعتقاد نہ ہو بدنی اعمال رائگاں ہیں۔

مراد آبادی کی تفسیر میں بھی یہی بات لکھی ہے کہ نیک اعمال کی قبولیت کے لیے عقائد کا درست ہونا شرط ہے۔ دیکھیے احمد رضا صاحب کا ترجمہ مع تفسیر (البقرة: ۱۷۷، ف ۳۱۱۔ النحل: ۹۷، ف ۲۳۰۔ بنی إسرائيل: ۱۹، ف ۸۷۔ طه: ۱۱۲، ف ۱۷۰)

(دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۱۳۷، ۱۴۷ پر)



آخرت کی کامیابی کے لیے چند ''گُر'' کی باتیں

یاد رہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی ذات روئے زمین کے تمام بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ وارفع ہے اس طرح آپ کی تعلیم وسنت روئے زمین کے تمام طریقوں سے اعلیٰ وارفع ہے۔ لوگ جھوم جھوم کر نبی کریم ﷺ کے حسن واخلاق، عفت و کرداراور امانت وصداقت کو تو خوب بیان کرتے ہیں۔ لیکن اتباع رسول ﷺ میں وہ آپ کی بات کے مقابلے میں فقہ، قیاس اور بدعات کو ترجیح دیتے ہیں۔ انھیں سوچنا چاہیے کہ یہ کس کا کردار ہے جسے انہوں نے اپنایا ہوا ہے۔ حالانکہ دین مکمل ہو چکا ہے۔ اور اس میں ایک لفظ کی بھی کمی وبیشی کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ دنیا چند روزہ ہے پھر موت آنی ہے۔ قیامت کے بعد آنے والی زندگی کبھی ختم نہ ہوگی۔ کیونکہ قیامت کے دن موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اس لیے ہر انسان کو چاہیے کہ دین کے معاملے میں مکمل تحقیق کرے اور اندھا دھند چال نہ چلے۔ دین کی اچھی طرح تحقیق کر کے اپنے عقیدے کو درست کرے۔ عقیدے کی درستی کے بعد نیک اعمال کرے۔

اور قرآن مجید میں جگہ جگہ پہلے ایمان ہے اور پھر عمل صالح کا ذکر ہے۔ مثلاً:

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے نعمت کے باغ ہیں، جہاں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا سچا وعدہ ہو چکا اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔''

(لقمان:۸،۹)

زیر مطالعہ کتاب سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں بلکہ یہ عقیدے کی درستی کے متعلق لکھی گئی ہے۔ اصلاح احوال اور کلمہ گو بھائیوں کی ہمدردی اور بھلائی مقصود ہے۔ تاکہ ہم اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکیں اور نبی کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جنت میں جا سکیں اور یہی اصل کامیابی وکامرانی ہے۔

فہرست کتب:

کتابوں کی تفصیل جن کے زیادہ تر حوالے اس کتاب میں دیئے گئے ہیں۔

ا۔ ترجمہ قرآن مجید۔ آپ کے پاس مندرجہ ذیل تین تراجم قرآن ہونے چاہئیں۔

اسے ضرور پڑھیں:

اس کتاب میں کنز الایمان اور حافظ نذر احمد کے قرآنی ترجمہ کے بہت سے عکس دیئے گئے ہیں (۱) کنز الایمان جو کہ احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ ہے اور نعیم الدین مراد آبادی کی قرآنی تفسیر ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ عربی کے نیچے ترجمہ کیا گیا ہے اور نیچے علیحدہ تفسیر لکھی گئی ہے یعنی قرآنی آیات کے نیچے اردو ترجمہ اور نیچے علیحدہ اردو تفسیر لکھی گئی ہے۔

(۲) اور حافظ نذر احمد کے قرآن میں پہلے عربی۔ پھر اس کے نیچے ہر لفظ کا اردو میں ترجمہ اور پھر اس کے نیچے قرآن کا بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ حافظ نذر احمد کا ترجمہ چھ عالموں نے لکھا ہے۔ دو بریلوی علماء۔ دو دیوبندی علماء دو اہلحدیث علماء۔ یہ قرآن ان چھ علماء کا متفقہ ترجمہ ہے، اس ترجمہ میں اردو تفسیر نہیں ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۵۷ پر)

نوٹ:...... اس کتاب میں (۳/۷۹-۸۰ ف ۱۵۰) کا مطلب ہے (سورۃ ۳ آیات ۷۹-۸۰) اور (ف ۱۵۰) کا مطلب ہے تفسیر میں (ف ۱۵۰)۔

(۱) قرآن مجید حافظ نذر احمد والا جو دو اہل حدیث علماء مولانا عزیز زبیدی اور پروفیسر مزمل احسن شیخ اور دو بریلوی علماء مولانا مفتی محمد حسین نعیمی اور مولانا محمد سرفراز نعیمی الازہری اور دو دیوبندی علماء مولانا عبدالرؤف ملک اور مولانا سعید الرحمٰن کا متفقہ ترجمہ ہے۔

(۲) دوسرا ترجمہ قرآن کنز الایمان بریلوی ترجمہ و تفسیر والا بھی پاس رکھیں۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۶۷ پر)

(۳) قرآن سعودی عرب کا اردو ترجمہ اور اردو تفسیر بھی پاس رکھیں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ دین آخری زمانے میں مکہ اور مدینہ میں آ جائے گا۔ (بخاری۔ مسلم)

حدیث کی کتابیں جو آپ کے پاس ضرور ہونی چاہئیں اور جن کے بارے میں حنفی فقہ کیا کہتی

ہیں؟ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۱۷، ۷۹۶ پر)

(۱)...... بخاری مکمل ۔ (۲)...... مسلم مکمل ۔ (۳)...... مشکوٰۃ شریف پانچ جلدی مکمل ۔ اس کی پہلی دو جلدوں میں (159 + 227) احادیث یعنی کل (436) احادیث موضوع اور ضعیف ہیں باقی میں بھی کچھ ایسی احادیث ہیں۔

فقہ حنفی کی کتاب ''قدوری، عين الهداية، كنزالدقائق، شرح وقايه، درمختار، فتاوی عالمگیری، ما لا بد منه'' یہ فقہ حنفی کی مشہور کتابیں اور مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور سے دستیاب ہیں۔

دین کا علم ضرور حاصل کریں جو کہ قرآن حدیث میں محفوظ ہے۔ یہ دونوں وحی ہیں کیونکہ جو دنیا میں دین کا علم حاصل نہیں کرتا اللہ کی ہدایت کی طرف توجہ نہیں دیتا، قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا۔ (طٰہٰ ۲۰/ ۱۲۳ تا ۱۲۶) اس لیے خبردار ہو جائیں! دین کا علم ضرور حاصل کریں سنی سنائی باتوں پر عقیدہ نہ رکھیں اور نہ ہی عمل کریں۔

آج کل بہت سی موضوع اور ضعیف احادیث علماء اور عوام میں چل رہی ہیں۔ یہ جاننے کے لیے کہ کون سی احادیث موضوع اور ضعیف ہیں؟ ان کے لیے یہ کتابیں پڑھیں: (۱) ملا علی قاری حنفی کی کتاب موضوعاتِ کبیر (۲) علامہ البانی کی کتاب ''وہ احادیث موضوعہ وضعیفہ جن کی وجہ سے امت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا'' اور سب سے ضروری گذارش:

جو انسان کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے اس پر واجب ہے:

(۱)......توحید کا عقیدہ و عمل رکھے اور شرک نہ کرے۔

(۲)......ایمان کا عقیدہ و عمل رکھے اور کفر نہ کرے۔

(۳)......خلوص والا عقیدہ رکھے اور نفاق سے بچے اور بدعت سے بھی بچے۔ سنت پر سختی سے عمل کرے۔

کیونکہ توحید، ایمان، خلوص اور سنت وہ چیزیں ہیں کہ ان پر عقیدہ رکھنے والا اور عمل کرنے والا کلمہ گو انسان اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق جنت میں جائے گا۔ اور شرک، کفر، بدعت اور نفاق ایسی خطرناک چیزیں ہیں کہ ان پر عقیدہ رکھنے والا اور عمل کرنے والا انسان قیامت کے دن

شدید خطرے میں ہوگا۔ اس کے ساتھ مجرموں والا سلوک ہوگا۔ کیونکہ پہلے ایمان یعنی عقیدہ ہے اور پھر عمل۔

ترجمہ: ''اور جو ایمان سے منکر ہوا تو اس کے اعمال ضائع ہوئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔'' (المائدہ:۵/۵)

ترجمہ: ''کیا آپ کے پاس چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟ اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے۔ محنت کرنے والے، تھکنے والے دہکتی آگ میں داخل کردیئے جائیں گے۔'' (الغاشیة: ۸۸/ ۱ تا ٤)

مزید حوالہ جات (التوبہ: ۹/ ۱۷، ۱۸)۔ مقدمہ ہدایہ (ج ۱/ ص ۲) میں ہے کہ جب تک صحیح اعتقاد نہ ہو بدنی اعمال رائیگاں ہیں۔

مراد آبادی کی تفسیر میں بھی یہی بات لکھی ہے کہ نیک اعمال کی قبولیت کے لیے عقائد کا درست ہونا ضروری ہے۔ دیکھئے احمد رضا صاحب کا ترجمہ مع تفسیر (البقرة :۲/ ۱۱۷، ف ۳۱۱۔ النحل ف ۲۳۰، بنی اسرائیل: ۱۹، ف۵۲، طه: ۱۱۲، ف۱۷۰)

کیونکہ اگر انسان حقیقی دین کا علم حاصل کیے بغیر کوئی عقیدہ رکھے گا اور عمل کرے گا تو جب قیامت کے دن ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرا عقیدہ ٹھیک نہ تھا۔ لہٰذا تیرے سب اعمال ضائع ہیں اور تو جہنم کا مستحق: ترجمہ۔ ''اور جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور جھٹلایا وہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' (البقرہ:۲/ ۲۹)

❶ اصل آفاقی اور عالمگیر دین اسلام کا قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں علم حاصل کریں۔ کیونکہ یہ دونوں وحی جلی اور وحی خفی ہیں اور ان ہی میں دین مکمل ہو چکا ہے۔

❷ مکمل توحید کا خالص عقیدہ وعمل اختیار کریں۔ ہر عمل اسوۂ حسنہ کے مطابق کریں۔ بدعت سے قطعی اجتناب کریں۔

❸ اسلام مسلک، فقہ الرائے اور فرقہ کی نفی کرتا ہے۔ امت کو محض کسی مسلک، فرقے اور فقہ الرائے کی طرف دعوت دینے کے بجائے اسلام کے آفاقی اور عالمگیر پیغام کی طرف دعوت دیں۔ کیونکہ اگر آپ نے اسلام آباد سے مکہ و مدینہ جانا ہے اور آپ جدہ کی پرواز میں سوار

ہونے کی بجائے اسلام آباد سے جکارتہ کی پرواز میں سوار ہو جائیں تو آپ کا یہ امید رکھنا کہ میں جدہ یا مکہ و مدینہ پہنچ جاؤں گا، محض خام خیالی اور ناممکن بات ہے۔

◆ رسول عربی ﷺ کا عقیدہ، اطاعت، سنت اور طریقہ اختیار کریں، تاکہ آپ کو قیامت کے دن رسول اکرم ﷺ کے تابع فرمان کے طور پر پکارا جائے، ورنہ تباہی ہے۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک جو مقام امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے وہ اور کسی ہستی کو حاصل نہیں ہے اور قیامت کے دن ہر انسان کو اس ہستی کے نام پر پکارا جائے گا جس کی اس دنیا میں اس نے فرماں برداری کی ہوگی۔ اگر اس دن آپ کو رسول اللہ ﷺ کے نام سے پکارا گیا تو آپ کامیاب ہیں، ورنہ ناکام۔ (دیکھئے تفسیر مراد آبادی۔ بنی اسرائیل: ۱۷/۱۷ف ۱۵۹)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۸۷ پر)

کتاب ہذا میں کوشش کی گئی ہے کہ صرف وہ دلائل دیئے جائیں جو قرآن و صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔ موضوع اور ضعیف احادیث سے مکمل اجتناب کیا گیا ہے۔

توحید کا بیان:

اللہ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان چاروں چیزوں میں اس کا کوئی شریک اور حصے دار نہیں ہے، یہ توحید ہے۔

شرک کا بیان:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات یا حقوق میں غیر اللہ کو شریک یعنی ساجھی یا حصے دار سمجھنے والا انسان مشرک ہے۔ اللہ کا شریک کوئی نہیں کیونکہ وہ خالق ہے، باقی سب مخلوق۔

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے مالک کی بندگی کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم بچ جاؤ۔ جس نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت اور زمین سے تمہارے لیے میوے نکالے تمہارے کھانے کو، تو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کو مت بناؤ" (البقرۃ: ۲/۲۱، ۲۲)

دوسروں کو اللہ کے برابر سمجھنے والا کافر ہے۔

ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کو لائق ہیں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرا اور اجالا بنایا۔ پھر بھی کافر اپنے مالک کے ساتھ دوسروں کو برابر مانتے ہیں۔'' (الانعام ۶/۱۔ مزید دیکھئے یہ کتاب باب توحید فی الصفات)

''کنز الایمان میں ہے کہ شرک سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے دیکھئے: (کنز الایمان 2/ف 88 مسئلہ) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۱۹ پر)

کنز الایمان میں ہے کافر کی بخشش ناممکن ہے۔ (7/ف 68+3/ف 49)

کنز الایمان میں ہے قرآن کی ایک آیت کا منکر کافر ہے۔ (2/ف 139 مسئلہ)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۰ پر)

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اس کو اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں ایک مانا جائے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو مشرک بھی مانتے ہیں۔ عقیدۂ توحید پر ایمان لانے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ کنز الایمان (9/ف 49 تا 69۔ 38/39 تا 39-54 ف 90-92 ف 124 تا 139)

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کے لیے نعمت کے باغ ہیں، جہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا سچا وعدہ ہو چکا اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔''
(لقمان: ۳۱/۸،۹)

اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

ترجمہ: ''کہہ دو کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے۔ اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو۔'' (بنی اسرائیل: ۱۷/۱۱۱)

کنز الایمان میں ہے غیر اللہ کو ولی...... والی...... کارساز سمجھنے والا مشرک ہے اور مشرک کی بخشش نہیں۔ (116/4 ف 305) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۱ پر)

کنز الایمان میں ہے ''ولی، والی'' کا مطلب ہے (1) بچانے والا (120/2) کام بنانے والا (22/29 +28/42 +101/12) (3) والی (258/2 +68/3+

45/4 +24/6+42/6-9) (4) کارساز (45/4ف 138) (5) مددگار (46/32+111/17ف 224) کنز الایمان میں ہے۔ مشرک وہ ہے جو بادشاہی میں غیر اللہ کو حصے دار سمجھے (111/17ف 223+64/ف 2)

غیر اللہ کو مولیٰ یا ولی بنانا شرک ہے (25/32-33) کنز الایمان (76/16) (مولیٰ معنی آقا) کنز الایمان

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: "وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا اور نہ سلطنت ہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازے پر قائم کر دیا۔" (الفرقان: ۲۵/۲)

اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں۔

ترجمہ: "اس جیسا کوئی نہیں (نہ ذات نہ صفات نہ اختیارات اور نہ حقوق میں)"

(الشوریٰ: ۴۲/۱۱)

مخلوق خالق کی شریک نہیں ہو سکتی۔

ترجمہ: "کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔" (الاعراف: ۷/۱۹۱)

مزید حوالہ جات کے لیے: (الرعد / ۱٦ ، النحل/ ۱۷ ، الفرقان/ ۲ ، القمان / ۸ تا ۱۱) مراد آبادی کی تفسیر میں بھی یہی باتیں لکھی گئی ہیں دیکھئے احمد رضا خاں کا ترجمہ مع تفسیر۔

مندرجہ ذیل چاروں حوالے کنز الایمان سے ملتے ہیں۔

۱ توحید: (بنی اسرائیل/۳۹ف ۸۷) ان آیات کی ابتدا توحید کے حکم سے ہوئی اور انتہا شرک کی ممانعت پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل توحید و ایمان ہے۔ اور کوئی فعل و عمل بغیر اس کے قابل پذیرائی نہیں۔ (مزید حوالے: فاطر/۱۰ف ۲٦، الاحقاف/۱۳، ف ۳۴)۔

۲ اللہ پر ایمان کا مطلب: (البقرہ/۱٦۳، ف ۲۹۱) معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزی ہوتا ہے اور نہ منقسم، نہ اس کے لیے مثل نہ نظیر، الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں، وہ

یکتا ہے۔ اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ کوئی اس کا قسیم نہیں۔ اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ (مزید حوالہ جات: البقرہ ۱۷۷ف ۳۱۲ التوبہ ۲۹ف ۶۱، ہود ۱۱۲ف ۲۲۹) البقرہ/ ۱۶۳ف ۲۹۲ زبردست۔ قابل دید

٣ اللہ کا کوئی شریک نہیں: (بنی اسرائیل: ۱۱۱ف ۲۳۳۔ الروم: ۲۸ تا ۳۰ ف ۵۳ تا ۶۶ المومنون: ۹۰ ف ۱۴۲۔ الکہف: ۱۱۰ف ۲۲۳۔ طہٰ: ۶۱ ف ۷۹)۔

ہماری شریعت میں کسی بھی قسم کا سجدہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔

(کنز الایمان۔ البقرہ: ۳۴ف ۶۱۔۱۲/ف ۲۲۱)

٤ کوئی چیز اللہ کی شریک نہیں۔ (النساء: ۳۶ف ۱۰۹) نہ جاندار کو، نہ بے جان کو، نہ اس کی ربوبیت میں اور نہ اس کی عبادت میں (شریک بناؤ)۔ (الممتحنہ: ۱۲ف ۴۵)۔

مشرک کی پہچان:

مشرک کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایک اللہ کے تذکرہ سے ناراض ہو جاتا ہے۔

ترجمہ: ''اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔'' (الزمر: ۳۹/۴۵)

تبصرہ:...... منحرفین کا آج بھی یہی حال ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ صرف ''یا اللہ مدد'' کہو، کیونکہ اس کے سوا کوئی مدد کرنے پر قادر نہیں، تو سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ یہ جملہ ان کے لیے ناگوار ہوتا ہے۔ لیکن جب ''یارسول اللہ'' ''یاعلی مدد'' کہا جائے اسی طرح دیگر مردوں سے استمداد و استغاثہ کیا جائے تو پھر ان کے دل کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔

دوسری پہچان:

مشرک اللہ کی بجائے غیر اللہ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ (البقرہ: ۲/ ۱۶۵ تا ۱۶۷)

ترجمہ: ''کسی آدمی کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور حکمت اور پیغمبری سے نوازے اور پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے

بندے بن جاؤ۔ بلکہ اس کو یہ کہنا سزاوار ہے کہ (اے اہل کتاب) تم ربانی ہو جاؤ۔"

(آل عمران:۳/۷۹،۸۰)

تیسری پہچان:

کنز الایمان (29/39 ف 72 تا 75) کنز الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک اور موحد کی مثال بیان فرمائی یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجا لائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے؟ اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت وضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے؟ بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی، یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دیئے ہیں، اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۵ پر)

تبصرہ:

(1)...... کنز الایمان (39 ف 72 تا 75) ہے۔ کنز الایمان سے ثابت ہو گیا جس نے کئی آقا بنا لیے وہ مشرک ہے جس نے حاجت وضرورت کے وقت غیر اللہ کو پکارا وہ مشرک ہے۔ جس نے غیر اللہ کی عبادت کی وہ مشرک ہے۔

(2)...... کنز الایمان (39/37 تا 139 تا 147 ف 125 تا 132) میں ہے کہ نبیوں کا مولیٰ بھی اللہ تعالیٰ ہے، نبی بھی اللہ کے غلام ہیں۔

چوتھی پہچان:

مشرک کی چوتھی پہچان یہ ہے کہ وہ غیر اللہ کو "ولی، والی" کارساز سمجھتا ہے کنز الایمان (14/6 تا 17 ف 36 تا 43 + 102/18 ف 213-214) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۳ پر)

پانچویں پہچان:

دین میں حکم الٰہی کو چھوڑ کر دوسرے کے حکم کو ماننے والا اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دیتا ہے، وہ

مشرک ہے۔ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر راہ باطل و ضلالت ہے۔(120/2 ف219)

کنز الایمان (31/9 ف 68+21/42ف 59 +120/2 ف219۔ 73/3ف 139+71/6ف155+56/6ف124+41/6ف242)(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۴ے پر)

چھٹی پہچان:

(111/17 ف 230) کنز الایمان۔ اللہ کی بادشاہی میں دوسروں کو حصے دار سمجھنے والا مشرک ہے۔

ساتویں پہچان:

غیر اللہ کی نذر نیاز دینے والا مشرک ہے کنز الایمان (2/ف574 تا576 +76/ف15 تا 18) غیر اللہ کے لیے) ذبح کرنے والا مشرک ہے کنز الایمان115/16 ف 265 غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا مشرک ہے(2/ف 61 +12/ف221)(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۵ے پر)

غیر اللہ کو اللہ کا جزو سمجھنے والا کافر ہے۔(15/43 ف 16 تا 18) غیر اللہ کو خالق (پیدا کرنے والا) اور مختار سمجھنے والا مشرک ہے۔(54/39 تا67ف 124 تا140) غیر اللہ کی طرف اولاد کو منسوب کرنے والا مشرک ہے۔ کنز الایمان (189/7 تا192 ف373 +49/42-50 ف122 تا129) دوسروں کو اللہ کے برابر سمجھنے والا کافر ہے۔(1/6 تا3)

شرک کرنے والا گویا غیر اللہ کو اللہ کے برابر ٹھہراتا ہے حالانکہ اللہ کے برابر کوئی نہیں (21/2-22) اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں (11/42) نہ ذات نہ صفات نہ اختیارات اور نہ ہی حقوق میں، جو دوسروں کو اللہ کے برابر جانے اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔(150/6) ایسا شخص دوزخی ہے۔(30/14+8/39) وہ صاف گمراہ ہے(97/26 تا99) .

"کیونکہ تم کتاب اللہ پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو اور یہ مناسب نہیں کہ تمہیں حکم دے کہ فرشتوں یا پیغمبروں کو اپنا رب (داتا) بنا لو۔ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ مسلمان ہو جانے کے بعد وہ کہے کہ کافر ہو جاؤ۔" ثابت ہوا قرآن سے کہ غیر اللہ کی عبادت کرنا اور ان کو داتا بنانا، کفر ہے۔

شرک تمام نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ مشرک کے لیے جنت حرام ہے۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔ جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر چکا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔'' (المائدہ: ۷۲/۵) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ (صرف بتوں کی بات نہیں جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں)۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔

(۶۴/۳ ف ۱۲۰+۳۶/۴ ف ۱۰۹) (الانعام: ۱۵۱/۶)

اللہ تعالیٰ چونکہ خالق ہے باقی سب اس کی مخلوق، اس لیے کوئی اس کا شریک نہیں۔

ترجمہ: ''کہہ دو آیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پیدا کرے، پھر اسے دوبارہ بھی زندہ کرے؟ کہہ دو: اللہ پیدا کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا، سو تم کہاں پھرے جاتے ہو۔'' (یونس: ۳۴)

لوگوں نے خود ہی نام رکھ لیے ہیں اللہ نے ان ناموں کی کوئی سند نہیں اتاری۔ اس لیے یہ نام بے اصل ہیں۔

ترجمہ: ''یہ تو نرے نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے، اللہ نے اس کی کوئی سند نہیں اتاری۔'' (النجم: ۲۳/۵۳)۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیں: یوسف: ۴۰/۱۲، الاعراف: ۷۱/۷)۔

حاصل بحث:

توحید اور شرک میں جو بحث ہوئی اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک کلمہ گو کا سب سے بڑا سرمایہ توحید کا عقیدہ ہے۔ اور قیامت کے دن انسان کی نجات کا انحصار عقیدۂ توحید پر ہوگا۔ اور جو مشرک ہوگا اس کے سارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور مشرک کی پہچان بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دی ہے (جیسا کہ مذکور ہو چکا) اور لوگوں نے کچھ نام اپنی طرف سے بنا رکھے ہیں مثلاً داتا، مشکل کشا، دستگیر، غریب نواز، غوث، گنج بخش، طوفانوں سے نجات دلانے والا، ڈوبتی کو کنارے لگانے والا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ نام لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ

لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری اور اس طرح یہ لوگ پہلے مشرکوں کی پیروی کررہے ہیں۔ اور یہ قیامت کے دن ان خودساختہ ناموں اور اس شرک کا کوئی جواز اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش نہیں کرسکیں گے۔ ان کے پاس اس چیز کا کوئی جواب نہ ہوگا کہ بغداد والے تمہارے غوث الاعظم ہیں؟ کس نے کہا لاہور والے تمہارے داتا ہیں؟ بغداد والے پیر جیلانی ۵۶۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ لاہور والے علی ہجویری ۴۶۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ قرآن وحدیث میں انکا ذکر تک نہیں ہے۔ اور قرآن میں ہے مشرک کا کوئی عذر قیامت کے دن قبول نہیں ہوگا۔ یہ من گھڑت، بے دلیل اور خودساختہ اٹکل پچو باتوں پر عقائد رکھتے ہیں۔

کیا امت مسلمہ شرک میں مبتلا ہوسکتی ہے؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امت مسلمہ شرک میں مبتلا ہوسکتی ہے؟

اس کا جواب ہاں میں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

(۱)......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتیں کے سرین ذوالخلصہ کے گرد ہلیں گے۔ (یعنی وہ اس کا طواف کریں گی)" ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔ ❶

(۲)......"قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے نہیں جاملیں گے۔ اور بتوں کی عبادت کریں گے۔" ❷

(۳)......"تم اگلے لوگوں کے طور طریقوں پر چلو گے بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوڑ پھوڑ (سانڈے) کے سوراخ میں گھسیں گے تو تم بھی گھس جاؤ گے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "اے اللہ کے پیارے رسول! کیا اگلے لوگوں سے یہود ونصاریٰ مراد

---

❶ بخاری، کتاب، الفتن، باب تغیر الزمان حتی تعبد الاوثان؛ ۷۱۱۱۔ مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی تعبد دوس ذوالخلصة: ۲۹۰۶.

❷ صحیح ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء، لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون؛ ۲۲۱۹.

ہیں؟''تو آپ ﷺ نے فرمایا اور کون؟ ❶

اور قرآن میں جگہ جگہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ مشرک ہیں۔ قرآن کی مندرجہ ذیل آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ شرک کے مرتکب ہوئے ہیں۔

❶ ...... وہ شرک فی الحکم کر رہے ہیں۔

ترجمہ: ''ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں، جسے اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے حرام فرمایا ہے۔ اور سچا دین قبول نہیں کرتے، ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں، یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں وہ کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں، جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں؟ انھوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا داتا بنا لیا ہے۔ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی حالانکہ انکو حکم ہوا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔''

(التوبہ:۹/۲۹۔۳۱)

مندرجہ بالا آیات سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

1. اہل کتاب کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں کیونکہ وہ مشرک ہیں۔
2. اہل کتاب نے شرک فی الذات کیا۔
3. ایسا کرنا کفر و شرک ہے۔
4. انہوں نے اللہ کے احکامات ماننے کی بجائے اپنے مولویوں اور درویشوں (پیروں) کے احکامات مانے۔
5. انہوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا رب یعنی داتا بنا لیا۔

---

❶ بخاری، کتاب الا عتصام بالکتاب و السنه، باب قول النبی ﷺ۔ لتتبعن سنن من کان قبلکم: ۷۳۲۰، ۳٤٥٦، مسلم کتاب العلم، باب اتباع سنن الیهود النصاری: ۲٦٦۹).

٦ انہوں نے شرک فی العبادت کیا۔

٢ ...... وہ شرک فی الذات کر رہے ہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ (مزید حوالہ جات: المائدۃ: ٦/ ١٧ ، ٧٢ ـ ٧٧ـ البقرۃ : ٢/ ١١٦ ، ١١٧ـ النساء : ٤/ ١٧١ تا١٧٣ـ یونس : ١٠/ ٦٨ تا ٧٠ـ الکھف : ١٨/ ٤ ، ٥ـ مریم : ١٩/ ٣٥ ، ٣٦ اور ٨٨ تا ٩٥)

٣ ...... وہ شرک فی العبادت کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے: المائدہ : ٥/ ١١٦ ، ١١٧ـ البقرہ : ٢/ ٨٣ ، ١٣٣ تا ١٣٨ـ آل عمران : ٣/ ٦٢ تا٦٤ ، ٧٩ ، ٨٠ـ النساء : ٤/ ١٧١ ، ١٧٢ـ المائدہ : ٥/ ٧٢ تا ٧٧)۔

٤ ...... وہ شرک فی التصرف کر رہے ہیں:

ترجمہ: "بے شک وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا: بے شک اللہ وہ مسیح مریم کا بیٹا ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! اس اللہ کی عبادت کرو وہ جو تمہارا اور میرا رب ہے۔ بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ جنہوں نے کہا: اللہ تین میں سے ایک ہے، بے شک وہ (بھی) کافر ہیں۔ حالانکہ سوائے ایک معبود کے کوئی معبود نہیں اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ اللہ کے آگے کیوں توبہ نہیں کرتے اور کیوں گناہ نہیں بخشواتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، مسیح مریم کا بیٹا تو ایک نبی ہی ہے جس سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں۔ اور اس کی ماں صدیقہ (سچی) ہے۔ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم انہیں کیسی دلیلیں بتاتے ہیں۔ پھر دیکھو وہ کہاں الٹے پھرے جاتے ہیں! کہہ دو! تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو جو تمہارے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔" کہہ دو! اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں ناحق زیادتی مت کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو ان سے پہلے گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور سیدھی راہ سے دور ہو گئے۔" (المائدۃ: ٥/ ٧٢ تا ٧٧)

ان آیات سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

① نبی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ انسانی شکل میں ہی اللہ ہے، کفر ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرنا جائز نہیں۔

③ اللہ نبیوں کا بھی رب یعنی داتا ہے اور باقی لوگوں کا بھی۔

④ عیسائی مشرک ہیں اور کوئی بھی شرک کرے، اس پر جنت حرام ہے۔

⑤ شرک یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کی جائے غیر اللہ کو داتا مانا جائے۔

⑥ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہی معبود ہے۔

⑦ مشرک اگر توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

⑧ اللہ تعالیٰ نے کئی رسول بھیجے ہیں وہ کھانا کھاتے تھے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں سے نہ تھے۔

⑨ نبیوں کی عبادت منع ہے کہ وہ نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں۔

⑩ نبیوں کی عبادت اس لیے بھی منع ہے کیونکہ لوگوں کی پکار اور احوال کو صرف اللہ ہی سنتا اور جانتا ہے۔

⑪ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ کے سوا سے یہاں مراد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام ہیں۔

⑫ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام کے معاملے میں غلو سے کام لیا یعنی جو اللہ کے حقوق تھے وہ ان کو دے دیے۔

⑬ عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے کی بجائے دوسروں کی خواہش کی پیروی کی۔

⑭ ایسا کرنے والے لوگ خود بھی گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر گئے۔

❺ ......اہل کتاب چونکہ مشرک ہیں لہٰذا انکا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ہر مشرک کا یہی دعویٰ ہے، جیسے کہ مشرکین مکہ حالانکہ یہ سب ملت ابراہیم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ (دیکھئے کنز الایمان: ۲/ ۱۳۵، ف ۲۴۶)

❻ ......وہ شرک فی العلم کر رہے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ مائدہ (آیت ۱۱۶، ۱۱۷) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ اے عیسیٰ! کیا تم نے اپنی امت کو حکم دیا تھا کہ میری

اور میری ماں کی پوجا کرو؟ تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں قیامت والے دن عرض کریں گے کہ میں نے تو صرف ان کو یہی حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب (داتا) ہے۔ لیکن جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو اس کے بعد جو کچھ انہوں نے کیا وہ تو بہتر جانتا ہے مجھے نہیں علم۔ (کنز الایمان 116/5-117 ف 291+109/5 ف 263)

۷ ......اہل کتاب غلو کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ غلو کا مطلب ہے اعتدال کا راستہ چھوڑ دینا۔ یہ افراط اور تفریط دونوں صورتوں میں ہوسکتا ہے۔ غلو کے لیے دیکھئے (النساء: ٤/ ١٧١ تا ١٧٥ ۔ المائدہ: ٥/ ٧٢ تا ٧٧)

۸ ......نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے ہیں۔

(بنی اسرائیل: ١٧/ ٥٦، ٥٧ دیکھئے کنز الایمان ف 118-120)

یاد رہے یہاں لفظ "یدعون" ہے جس کے معنی پکارنا ہیں۔ جبکہ مراد آبادی صاحب نے ان آیات کے تحت فائدہ ١١٨ میں اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اہل کتاب سیّدنا عیسیٰ اور عزیر علیہ السلام کو پکارتے ہیں اور (ف ١٢٠) میں لکھا ہے یہ کافر ہیں۔

ترجمہ: "بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو اور جب اللہ کا بندہ (نبی) اس کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر جمگھٹا کرنے لگتے ہیں۔ کہہ دو: میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہہ دو میں نہ تمہارے نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔"

(الجن: ٧٢/ ١٨ تا ٢٣)

قرآن مجید کی ان آیات کے تحت کنز الایمان کی تفسیر میں لکھا ہے "جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ تھا وہ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے عبادت خانوں میں غیر اللہ کو پکارتے تھے۔ جیسا کہ امت مسلمہ کے کچھ لوگ مسجدوں میں غیر اللہ کو پکار رہے ہیں۔"

امت مسلمہ کے کچھ لوگ بھی شرک کر رہے ہیں ہم قرآن و صحیح حدیث اور فقہ کی کتابوں سے ثابت کریں گے کہ امت مسلمہ کے کچھ لوگ بھی اہل کتاب کی طرح یہی کچھ کر رہے ہیں اور رسول

اللہ ﷺ کی مندرجہ بالا حدیث کہ تم بھی پہلی امت کی چال چلو گے، سو فیصد درست ثابت ہو رہی ہے۔ یاد رہے! عیسائی عیسیٰ کو پکارتے ہیں جیسا کہ ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے انکو قرآن میں مشرک و کافر کہا ہے۔ اب جو کلمہ گو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یارسول اللہ مدد، یاعلی مدد، یاغوث الاعظم کہتے ہیں، کیا قرآن کی رو سے مشرک نہیں؟

ائمہ و محدثین کی تشریح سے معلوم ہوا ہے کہ جن احادیث میں شرک نہ کرنے کا ذکر ہے۔ ان کا مطلب ہے کہ امت مسلمہ مجموعی طور پر مشرک نہیں ہو گی البتہ بعض افراد و قبائل شرک کریں گے۔ جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ اہل قبور سے استغاثہ، فریادرسی و نذر و نیاز وغیرہ کے شرک میں مبتلا ہیں اور بالکل وہی کام کررہے ہیں جن کی وجہ سے مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مشرک کہا حالانکہ وہ سب ملت ابراہیم علیہ السلام پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ دیکھئے ترجمہ کنزالایمان: (انعام: ۶/ ۱۴۱۔ البقرہ: ۲/ ۱۳۵۔ آل عمران: ۳/ ۶۷) ان احادیث کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرک نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس بات کے اولین مخاطب وہی تھے۔

توحید اور شرک کی اقسام:

شرک کی چھ قسمیں ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان چھ قسموں کو سمجھیں اور ان چھ قسموں کے شرک کی بجائے چھ قسموں کی توحید کا عقیدہ رکھیں۔ توحید اور شرک کی یہ چھ قسمیں درج ذیل ہیں:

توحید کی اقسام	شرک کی اقسام
① توحید فی العبادت	شرک فی العبادت
② توحید فی الحکم	شرک فی الحکم
③ توحید فی الصفات	شرک فی الصفات
④ توحید فی الذات	شرک فی الذات
⑤ توحید فی العلم	شرک فی العلم
⑥ توحید فی التصرف	شرک فی التصرف

باب 1

توحید فی العبادت اور شرک فی العبادت

عبادت کی اقسام:

عبادت کی چار اقسام ہیں:

(۱) جسمانی عبادت۔ (۲) مالی عبادت۔

(۳) قلبی عبادت۔ (۴) زبانی عبادت۔

جسمانی عبادت:

وہ عبادت جو جسم سے ادا کی جائے، جسمانی عبادت ہے۔ مثلاً روزہ، جہاد، قیام، رکوع، سجدہ، طواف، حج کے لیے سفر، سعی، رجم وحجر اسود کو چومنا، کعبہ کی طرف جاتے اور پلٹتے ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا، رفع حاجت کے وقت کعبہ کا خیال رکھنا، کعبہ کو سالانہ غسل دینا، مسجدوں کے متعلق جملہ امور یعنی تعمیر و روشنی، صفائی، اعتکاف اور مسجدوں سے دل لگانا وغیرہ سب چیزیں جسمانی عبادت میں شامل ہیں۔ ہر قسم کی جسمانی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لائق ہے۔ اور یہ جسمانی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ نماز کے لیے دیکھئے (الانعام:۱۶۲،۱۶۳) قیام کے لیے (البقرۃ:۲/۲۳۸) رکوع اور سجدہ کے لیے (الحج:۲۲/۷۷) طواف اور اعتکاف کے لیے دیکھئے (البقرہ:۲/۱۲۵) لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ سارے کام فوت شدگان بزرگوں کی قبروں یا زندہ بزرگوں کے ساتھ کر رہے ہیں یہ لوگ شرک فی العبادت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں (کنز الایمان ص۶) رسول اللہ ﷺ کو بھی سجدہ نہیں۔ غیر اللہ کو سجدہ شرک ہے۔ (2/ف 61+12 ف 221)

مالی عبادت:

جیسے حج کا خرچ، زکوٰۃ، صدقہ، قربانی، نذر، فطرانہ، جہاد میں خرچ کرنا، قربانی یعنی اللہ کی راہ میں ہر قسم کا مال خرچ کرنا، مالی عبادت میں شامل ہے۔ ہر قسم کی (فی سبیل اللہ) مالی عبادت اللہ

تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ (الانعام: ۶/ ۱۶۲، ۱۶۳۔ البقرہ ۲/ ۱۷۷، ۱۹۰، ۱۹۵ تا ۲۰۳) ذبح وقربانی اللہ ہی کے لیے خاص ہیں: ''اے نبی! اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو'' (الکوثر: ۱۰۸/۲) نذر و نیاز منت و چڑھاوا غیر اللہ کے نام حرام ہیں یہ مشرکوں کا کام ہے۔ نذر اللہ کے لیے ہے۔ لیکن افسوس! آج کل کچھ کلمہ گو غیر اللہ کے نام پر کیا کیا چڑھاوے چڑھا رہے ہیں!...... لاہور میں علی ہجویری کی قبر پر اور دوسرے لاتعداد آستانوں پر کیا ہو رہا ہے؟ اور جو چار قسم کی عبادتیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور جو اللہ کا حق ہیں وہی ان قبروں پر کر رہے ہیں، یہ جلی یعنی ظاہری شرک ہے۔

قلبی عبادت:

جیسے خوف الٰہی، توکل، ڈر، امید، رغبت، خشوع وخضوع یعنی جن چیزوں کا دل سے تعلق ہے یہ قلبی عبادت میں شامل ہیں۔ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر یہ بات موجود ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ سب انبیائے کرام علیہم السلام اپنی امتوں سے یہی کہتے رہے کہ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ (الشعراء: ۲۶/ ۱۰۸، ۱۱۰) اور جب ہم گہری نظر سے قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ سب قرآنی آیات کے لیے اللہ تعالیٰ کا خوف بمنزلہ چکی کے ہے۔ اس کی لٹھ پر ہی تمام آیتیں گھومتی ہیں۔ اور جو لوگ اللہ سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے آخرت میں بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (الملک: ۶۷/ ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں؟ اور یہ لوگ تجھے اللہ کے سوا دوسروں کا ڈر بتلاتے ہیں اور بات یہ ہے کہ جن کو اللہ گمراہ کر دے ان کا کوئی ہادی نہیں۔''

(الزمر: ۳۹/ ۳۶)

اللہ پر توکل یعنی اللہ پر بھروسہ کرنا اور اس کو اپنا کارساز سمجھنے کو ایمان اور اسلام کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے۔ (یونس: ۱۰/ ۸۴)۔ (ھود: ۱۱/ ۱۲۳) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل یعنی کارساز بنالو۔ وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا اسی

کو کارساز بنالو۔ (المزمل: ۹/۷۳) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کو وکیل یعنی کارساز سمجھنا معبود سمجھنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ رضا، صبر، فضل، خوف، امید، بھروسہ، توکل کے لیے مزید حوالہ جات (البقرہ: ۱۰۷/۲۔ ۲۱۸، ۲۷۲۔ آل عمران: ۱۲۲/۳، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۷۳)

زبانی عبادت:

یاد رہے جس قوم نے بھی شرک کیا اس نے شرک فی العبادت کیا مثلاً قوم نوح علیہ السلام (الاعراف ۵۹:/۷) قوم ہود علیہ السلام (الاعراف : ۶۵/۷، ۷۰) قوم صالح علیہ السلام (الاعراف: ۷۳) قوم شعیب علیہ السلام (الاعراف: ۸۵/۷) اور عیسائی و یہودی (جس کا تفصیل کے ساتھ پہلے ذکر ہو چکا ہے) کسی نبی نے بھی لوگوں کو اپنی بندگی کا سبق نہیں پڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کا حکم دیا کیونکہ غیر اللہ کی عبادت کرنا کفر ہے۔

کنز الایمان (آل عمران: ۷۹/۳، ۸۰، ف ۱۵۰) میں لکھا ہے کہ ابو رافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم ﷺ سے کہا: یا محمد! آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں؟ حضور نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں۔ نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لیے بھیجے۔'' (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۶ پر)

تبصرہ:

آیت میں لفظ ﴿دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ہے تفسیر میں رب اور غیر اللہ کے الفاظ ہیں ثابت ہوا ''دون اللّٰہ'' رب اور غیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ہیں رسول اللہ ﷺ غیر اللہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ رب نہیں غور سے (آیت ۷۹/۳-۸۰، اور ف ۱۵۰) کنز الایمان میں بار بار پڑھیں اور اپنا عقیدہ اس کے مطابق کریں۔

لہٰذا توحید فی العبادت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنا از بس ضروری ہے تاکہ توحید فی العبادت پر عقیدہ اور عمل ہو اور شرک فی العبادت کو بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنا از بس ضروری ہے، تاکہ شرک فی العبادت سے بچا جا سکے۔ زبانی عبادت یا لسانی عبادت اس میں دعا، ذکر، تسبیح، حمد، شکر، استعانت یعنی اللہ سے مدد مانگنا، استعاذہ یعنی پناہ مانگنا وغیرہ شامل ہیں۔ اور یہ

چیزیں اللہ کے لیے مخصوص ہیں۔ اس میں وہ تمام اذکار شامل ہیں جن کے کرنے کا حکم قرآن و حدیث میں آیا ہے مثلاً، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ کے موقع پر جملہ اذکار، تسبیح وتحمید۔ اس میں وہ اذکار بھی شامل ہیں جن میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کے لفظ آئے ہیں اور انہیں مختلف مواقع پر پڑھنے کا حکم ہے۔ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے وقت اس کا شکر ادا کرنا بھی عبادت میں شامل ہے۔ (النحل: ۱۶/۱۱۴۔ البقرہ: ۲/۳۵، ۱۷۲) اور استعانت سے مراد یہ ہے کہ بغیر اسباب کے مدد صرف اللہ سے ہی مانگی جاسکتی ہے اور یہ عبادت کا جزو ہے۔ (الفاتحہ: ۴)

اس کی تفصیل ابھی دعا کی بحث میں آرہی ہے۔ استعاذہ یعنی ''پناہ مانگنا'' پناہ صرف اللہ ہی سے مانگی جاسکتی ہے۔ (الفلق: ۱۱۳، الناس: ۱۱۴)

دعا یعنی پکارنا، مانگنا، بلانا:

اب ہم دعا کے متعلق تفصیلی گفتگو کریں گے اور دعا اور اسکے متعلق جو الفاظ ''دعو'' سے نکلے ہیں۔ بلانا مانگنا یا پکارنا یا دعا مانگنا، اس سلسلے میں قرآن وحدیث سے چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

① نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (المائدہ: ۵/۲)

② رحمتہ للعالمین ﷺ کا فرمان ہے ''جو دوسروں کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے'' (مسلم، كتاب الذكرو الدعاء باب فضل الاجتماع علىٰ تلاوة---- الخ، ٢٦٩٩) فرمایا ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔'' (مسلم كتاب البرو الصلة، باب تحريم ظلم المسلم و خذله--- الخ: ٢٥٦٤)

③ قرآن کریم میں ہے ''وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے جب تم لوگ دور بھاگ رہے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کھڑے پکار رہے تھے'' (آل عمران: ۳/۱۵۳) یہاں لفظ ''یدعو'' کا احمد رضا خاں صاحب نے ترجمہ ''پکارنا'' کیا اور فرمایا ''کہنے لگی کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے جو پانی ہمارے جانوروں کو پلایا ہے اس کی اجرت آپ کو دیں'' (القصص: ۲۸/۲۵) (یہاں احمد رضا خاں صاحب نے

"یدعو" کا ترجمہ "بلاتا ہے" کیا ہے)۔

④ سیدنا نوح علیہ السلام نے کہا: "اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف پکارا" (نوح: ۷۱/۵) یہاں "دعو" کا ترجمہ احمد رضا خاں صاحب نے "بلایا" کیا)۔

⑤ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: "بے شک مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو مت پکارو" (الجن: ۷۲/۱۸) اور فرمایا "نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو" (القصص: ۲۸/۸۸) اور فرمایا "اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے؟ اور وہ تو ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔" (الاحقاف: ۴۶/۵) اور فرمایا "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں" (الفاتحہ: ۴) اور قرآن مجید میں مندرجہ ذیل مقامات پر غیر اللہ کو پکارنا شرک یا کفر یا غیر اللہ کی عبادت قرار دیا گیا ہے (النساء: ۴/۱۱۶، ۱۱۷۔ الانعام: ۶/۴۰، ۴۱، ۵۶، ۶۳، ۶۴، ۷۱۔ الجن: ۷۲/۲۰) التحیات اور جگہ جگہ ان چار عبادتوں کا ذکر ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔

میں نے جو دلائل (۱ تا ۴) پیش کیے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری ہے اور مدد مانگنا بھی ضروری ہے اور اسی طرح ایک دوسرے کو کسی ضرورت میں پکارنا اور آواز دینا بھی جائز ہے اور نمبر (۵) پر جو دلائل لکھے ہیں ان سے معلوم ہو رہا ہے کہ مدد صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے اور صرف اللہ کو ہی پکارنا چاہیے اور غیر اللہ سے مدد مانگنا اور غیر اللہ کو پکارنا کفر و شرک اور گمراہی ہے۔

یہ چند سورتیں صرف پکارنے کے متعلق ہیں (سورۃ ۱۶۔ ۳۰۔ ۳۵۔ ۳۹۔ ۴۱۔ ۴۰) اور ان سورتوں میں ہر قسم کے دلائل توحید دیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں میں فیصلہ فرما دیا کہ خالص اور صرف اللہ کو پکارو غیر اللہ کو پکارنے والے مشرک، کافر اور ان کی عبادت کر رہے ہیں۔

۳۰/ دلائل توحید آیات ۱ تا ۶۰ بمع فوائد یہ سب کچھ زبردست ہے۔

سورۃ توبہ مکمل طور پر دلائل توحید سے بھری پڑی ہے۔

اللہ کی طرف سے رسول ﷺ اور مومنوں کی مدد (۹/ ف ۸۴۔ ۹۲۔ ۹۶۔ ۱۵) اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے (۹/ ف ۶۲۔ ۶۷۔ ۶۸)۔

یہود و نصاریٰ نے دین میں تحریف کی اور من گھڑت احکام مانے۔ (۹/ ف ۶۸۔۵۔۷۔۶۲)

آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنا بہت بڑا فتنہ ہے۔ (۹/ ف ۱۱۸-۱۷۰)

عبادت میں خلوص (۹/ ف ۲۶۰) خالص اللہ کی عبادت کرو

آپ ﷺ کے تصرف کی نفی کنز الایمان (۹/ ف ۸۴۔۹۲۔۹۶۔۱۱۵۔۱۷۹۔۲۰۷۔۲۲۵۔۲۳۵۔۲۳۸۔۲۷۶۔۲۷۹ تا ۲۷۹)

دین کا علم حاصل کرو آپ ﷺ دین کا علم تقسیم کرنے والے تھے (۹/ ف ۲۹۳)

تبصرہ:...... بخاری جلد اول (حدیث ۳۰۱) میں ہے کہ انسان کا مقدر ماں کے رحم میں لکھ دیا جاتا ہے یہی کچھ کنز الایمان (۳/ ۶ ف ۴) میں ہے اور کنز الایمان ۴/ ۳۲ ف ۹۶ میں لکھا ہے کہ بندے کو چاہیے کہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے اور (۱۲/ ۶۷ ف ۱۵۹۔۱۶۰) یعنی جو مقدر ہے وہ تدبیر سے انبیاء بھی ٹال نہیں سکتے۔

انبیاء کو بھی توکل و اعتماد اللہ پر ہے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں اور (ف ۲۲۳) میں ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا طریقہ اختیار کرنے والوں کو چاہیے کہ گزرے ہوؤں کا طریقہ اختیار کریں۔" اور (ف ۲۴۲) میں ہے اللہ پر بھروسہ رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے اور (۱۲/ ۱۰۱) میں ہے یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔

اب ہم رسول اللہ کی زندگی کے مختلف واقعات کا کنز الایمان سے جائزہ لیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کی زندگی میں آپ ﷺ کی مدد فرمائی دیکھئے کنز الایمان تبلیغ دین (۵/ ۶۷ ف ۱۲۴) ہجرت مدینہ کے لیے (۴۷/ ۱۳ ف ۲۹+ ۲۸/ ۸۵ ف ۲۱۵+ ۴۰/ ۹ ف ۹۵۔۹۶) جنگ بدر (۸/ ۹ ف ۱۹) مزید دیکھئے (۳/ ۱۳۔۱۲۱ تا ۱۲۶) جنگ احد (۳/ ۱۲۱ تا ۱۷۱ بمع فوائد)، جنگ خندق (۳۳/ ۹ تا ۲۷) بمع فوائد فتح مکہ (۱۱۰/ ۱ تا ۳ بمع فوائد) جنگ حنین (۹/ ۲۵۔۲۶) جنگ تبوک (۹/ ۳۸ تا ۱۲۹) بمع فوائد صلح حدیبیہ (۴۸/ ۳۔۴) بمع فوائد مندرجہ بالا مقامات کا غور سے مطالعہ کریں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دین ہجرت مدینہ اور غزوات میں رسول اللہ اور صحابہ کی بار بار ہر وقت مدد کی، بار بار غور سے پڑھیں۔

رسولوں اور مومنوں کی دنیا و آخرت میں مدد کریں گے (۴۰/۵۱ ف ۱۰۸-۱۱۵+ ۹/۱۴ ف ۳۳-۳۴+ ۲۵/ ف ۱۰۳-۱۰۴+ ۳۰/ ۴۷+ ۱۲/ ۱۱۰+ ۲/ ۲۸۶-۲۱۴+ ۲۳/ ۲۶-۳۹)

کنز الایمان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا غوث الاعظم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں دیکھئے (انفال ۸/ ۹-۱۰ ف ۱۹ تا ۲۱ + ۵/ ۶۷ ف ۱۷۴+) میں ہے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۷۷ پر)

ترجمہ: ''اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔'' (ف ۱۷۴) جب یہ آیت نازل ہوئی پہرہ ہٹا دیا گیا اور آپ ﷺ نے پہرے داروں سے فرمایا تم چلے جاؤ اور اللہ نے میری حفاظت فرمائی (۴۷/۱۳، ف ۲۹) ہجرت کے وقت رسول اللہ نے فرمایا: ''اگر مشرکین مجھے نہ نکالتے تو میں مکہ سے نہ نکلتا۔'' اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ترجمہ ''جس نے تمہیں تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے انہیں ہلاک۔'' فرمایا نیز دیکھئے (۲/ ۲۱۷-۲۱۵ ف ۴۲۱ + ۲۸+ ۸۵-۸۶) ترجمہ: ''بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی۔'' (ف ۲۱۵) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑی شان سے داخل کرے گا۔ (۹/ ۲۵-۲۶) ترجمہ ''بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی۔'' (ف ۴۹) ''اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔'' (ف ۵۰) ''اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہوگئی۔'' (ف ۵۱) ''پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر (ف ۵۲) ''اور مسلمانوں پر (ف ۵۳ + ف ۴۹) یعنی رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا جیسا کہ واقعہ بدر، قریظہ، نظیر، حدیبیہ، خیبر اور فتح مکہ میں (ف ۵۰) بس نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے لشکر بھاگ پڑا (۲۸/ ۵۶) ترجمہ ''بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو، ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے۔'' (۱۴۲ف) جن کے لیے اس نے ہدایت فرمائی یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے باوجود ایمان نہ لایا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے صفا سے سعی کی ابتدا کی اس پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھ لیا

تو آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کرلیا اور دعا مانگی ترجمہ ’’اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے نے لشکروں کو شکست دی۔‘‘ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۸ پر)

مسلم (۱۲۱۸ + ۴/۷۸) ﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ﴾ ’’تم فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے۔‘‘ (ف ۲۰۳) میں لکھا ہے گرانی ہو یا ارزانی، قحط ہو یا فراغ حالی، رنج ہو یا راحت آرام ہو، یا تکلیف، فتح ہو یا شکست حقیقت میں سب اللہ کی طرف سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بہت سے واقعات کا ہم نے اوپر ذکر کیا۔ فوت ہوتے وقت جو واقعات ہوئے اس کا ذکر اس کتاب کے بخاری کے باب میں دیکھئے نمبر شمارہ ۳ تا ۵۲ پر درج کر دیئے ہیں وہاں دیکھ لیں پھر آپ ﷺ کے فوت ہونے کے بعد جو بڑے بڑے واقعات ہوئے وہ ساری امت کے سامنے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مشکلات، جنگ جمل جس میں ایک طرف علی رضی اللہ عنہ فوجوں کے جرنیل اور ان کے ساتھ بہت سے صحابہ تھے اور دوسری طرف سیدہ عائشہ صدیقہ) فوجوں کی سربراہ تھیں اور ان کے ساتھ بھی بہت سے چوٹی کے صحابہ تھے۔ اس جنگ میں ہزاروں صحابہ دونوں طرف سے شہید ہوئے۔ واقعہ کربلا ہمارے سامنے ہے جس میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ۷۲ ساتھی بھوکے پیاسے شہید ہو گئے۔ ایک ہزار سال سے امت مسلمہ جس کرب و تکلیف اور ضلالت میں مبتلا ہے وہ سب کے سامنے ہے جو اللہ کو منظور ہے وہ ہو رہا ہے کسی کا اس نظام میں عمل دخل نہیں۔ دیکھئے کنز الایمان (۴/ ۷۸+۳/۱۵۴ بمعہ فوائد ۱۲/ ۱۰۱ + ۱۸/ ۴۴) میں اور اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں (۶۹ تا ۷۴ اور ۱۲۶ تا ۱۳۴) ملاحظہ فرمائیں۔ نیز دیکھئے یہ کتاب باب توحید فی التصرف اور قرآن میں ہے اللہ کے سوا دوسروں کو مدد گار سمجھنے والے کافر ہیں اور ایسا سمجھنے والے دھوکے میں ہیں (دیکھئے الملک ۶۷/ ۲۰ ف ۲۴۔۲۔۵۔۳۷۔۴۸۔۶۰ اور یٰسین ۳۶/ ۷۴۔۷۵) میں غیر اللہ کو مدد گار سمجھنے والوں کو غیر اللہ کو معبود قرار دینے والا کہا گیا ہے اور یہ مشرک ہیں اور یہ شرک ہے۔

تبصرہ:...... اوپر والی دونوں جگہوں پر ’’دون اللہ‘‘ وارد ہے یعنی سب مخلوق کی نفی اور

دلائل توحید دیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''اللہ کافی ہے کارساز اللہ کافی ہے مددگار اللہ اپنے بندے کے لیے کافی ہے۔'' دیکھیے کنز الایمان (۴/ ۴۵۔۸۱۔۱۳۲۔۱۷۱، ۱۷/ ۶۵، ۳۳/ ۴۸، ۳۹/ ۳۶، ۳۳/ ۴۸) لیکن کچھ لوگ اللہ کو کافی نہیں سمجھتے اس لیے غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں اور قرآن کا انکار کر رہے ہیں یہ خطرے میں ہیں اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے رسول اللہ اور صحابہ سے فرماتا ہے تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار (+۲/ ۱۰۷۔۱۲۰+ ۹/ ۱۱۶+ ۱۱/ ۱۱۳+ ۲۲/ ۲۹) اور فرمایا اللہ کتنا اچھا آقا اور کتنا اچھا مدد کرنے والا ہے ۸/ ۴۰+ ۲۲/ ۷۸ لیکن کچھ لوگ غیر اللہ کو آقا مانتے ہیں اور غیر اللہ کو مددگار جانتے ہیں، ایسے لوگ مشرک ہیں۔

(دیکھیے کنز الایمان ۳۹/ ۲۹ ف ۷۲ تا ۷۵)

قرآن میں ہے جب مشرکین مکہ کو مصیبت آن پڑتی تو سب کو چھوڑ کر ایک اللہ کو مدد کے لیے پکارتے۔ (دیکھیے کنز الایمان ۱۰/ ۱۸ تا ۲۳ العنکبوت ۶۱ تا ۶۶ روم ۳۳/ ۴۴۔۶۴۔۶۳۔۴۱۔ ۱۰ الانعام ۴۰، ۴۱، ۶۳، ۶۴ لقمان ۲۵ تا ۳۲) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۲۹۷ پر)

لیکن آج کل کے کچھ کلمہ گو صاحبان مصیبت کے وقت بھی غیر اللہ کو پکارتے نظر آتے ہیں یعنی یہ اُن مشرکین مکہ سے چند قدم آگے جا چکے ہیں۔

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اسے کافی ہے:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے فرمایا: ''مجھ پر بھروسہ کرو میں تمہیں کافی ہوں۔'' ۵۲۔۴۶+۳/ ۱۵۹۔۱۶۰۔۸۔۱۷ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے فرمایا: ''اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔'' (ف ۳۰۵) بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ (ف ۳۰۶) اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے؟ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔'' (ف ۳۰۵) میں لکھا ہے توکل کے معنی ہیں اللہ پر اعتماد کرنا اور کاموں کو اسی کے سپرد کر دینا۔ مقصود یہ ہے کہ بندے کا اعتماد تمام کاموں میں اللہ پر ہونا چاہیے ف ۳۰۶ اور مدد الٰہی وہی پاتا ہے جو اپنی قوت وطاقت پر بھروسہ نہیں کرتا اللہ کی قدرت ورحمت کا امیدوار رہتا ہے۔

تبصرہ:...... اللہ پر بھروسہ کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی شان ہے اور فرمایا گیا مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے، ثابت ہوا مومن وہ ہے جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے جو غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارتا ہے، غیر اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ مومن نہیں اور ان آیتوں میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے کہ جو پھر تمہاری مدد کرے یہ اللہ اپنے رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرما رہا ہے، سوچنے کا مقام ہے غور کا مقام ہے۔

موجودہ حالات میں جب کہ امت مسلمہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔ ہم قرآن صحیح حدیث اور کنز الایمان کے حوالے دے کر بتائیں گے کہ کون کامیاب ہے اور کون ناکام ہے؟

(۱)......قرآن سے حوالے (۴/۱۱۵) ترجمہ اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔'' (ف ۳۰۴) اور کنز الایمان (ف ۳۰۴) یہ آیت دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں، جیسا کہ کتاب وسنت کی مخالفت جائز نہیں (مدارک) اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے (کنز الایمان ۷/۳۲ف ۴۶) میں ہے اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا بدعت وضلالت ہے اور (۳۱/۱۵ ف ۲۴) میں ہے یعنی رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کی راہ اسی کو مذہب سنت و جماعت کہتے ہیں۔ مزید دیکھئے (۳/۱۰۳ تا ۱۰۸ بمع فوائد ۱۸۶ تا ۱۹۹ اور ۲/۱۳ ف ۱۷ مسئلہ) ...... اور کنز الایمان (۶/۱۵۹ف ۳۳۵) میں ہے کہ یہود اکہتر (۷۱) فرقے ہو گئے ایک ناجی باقی سب ناری اور نصاریٰ ۷۲ فرقے ہو گئے ایک ناجی باقی سب ناری اور میری امت ۷۳ فرقے ہو جائے گی جو سب کے سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے جو بڑی جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہے۔ (مزید ۱۶/ ف ۷۳ + ۸/ف ۸۷+ ۳/ ف ۴۰ تا ۴۴ (کنزلایمان میں بار بار صرف سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دی (۱/مسئلہ + ۲/ف ۸۶+ ۸/ف ۴۷+ ۲۹/ ف ۱۲۸+۳۳/ ف ۵۶۔ ۶۸۔ ۸۴۔ ۸۶۔ ۸۹) اور بار بار بدعات کی بھی ترغیب دی۔ دیکھئے گیارہویں (۵/ ف ۲۲۵۔ ۲۳۸ + ۱۰/ ۱۴۱) یعنی اپنی جماعت کو اہلسنّت

والجماعت سے خارج کر دیا کیونکہ یہ بدعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نہ تھیں

تبصرہ:...... مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہو گیا کہ امت مسلمہ کا وہ گروہ کامیاب ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی راہ پر ہوگا باقی سب ناری یعنی دوزخی، یہ قرآن و حدیث سے اور کنز الایمان سے ثابت ہو گیا، سوال یہ ہے کہ صحابہ حنفی بریلوی تھے؟ لاہور والے کو داتا اور بغداد والے کو غوث الاعظم مانتے تھے، گیارویں دیتے تھے؟ اور اس کتاب میں بدعات کے باب میں بدعات کی جو فہرست دی گئی ہے وہ کام کرتے تھے؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو اپنا انجام سوچ لیں! اس بارے میں مکمل تحقیق کریں، آپ کے فائدے کے لیے یہ مشورہ دیا جا رہا ہے۔ نیز دیکھئے کنز الایمان (ف۳/۶۵ ـ ۱۲۲) بہت ہی اہم (۲/۱۲۰ ف ۲۱۹) جس میں ہے کہ ﴿قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى﴾ تم فرما دو کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے (ف ۲۱۹) وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر راہ باطل وضلالت ہے۔ یاد رہے! امام ابوحنیفہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ۵۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے...... علی ہجویری ۴۶۵ ہجری میں فوت ہوئے، قرآن حدیث میں ان کا ذکر تک نہیں۔ (۱۳/ ف۴۰ تا۴۴) کنز الایمان میں بار بار صرف سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔ دیکھئے (۱/ مسئلہ۲/ ف۸۶+ ۸/ ف۴۷+۲۹/ ف۱۶۸+ ۳۳/ ف۵۶ـ ۶۸ـ ۸۴ـ ۸۶ـ ۸۹) اور بار بار بدعات یعنی گیارہویں، میلاد، رسم سوئم اور چالیسواں وغیرہ کی بھی زبردست ترغیب دی۔ دیکھئے (۲/ف۷ - ۱۳۴ +۴/ف۲۱ + ۵/ ف۱۵-۶۶-۲۸۷ + ۷/ف۴۶+۹/ ف۲۲۵-۲۳۸+۱۰/ ۱۴۱)

تبصرہ:...... مندرجہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ امت مسلمہ کا وہ گروہ جو کامیاب ہوگا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ پر گامزن ہوگا۔ باقی سب ناری ہیں، یہ بات قرآن و حدیث سے اور کنز الایمان سے ثابت ہو گئی۔

اب ہم حافظ نذر احمد کے قرآنی ترجمہ سے جو دو بریلوی علماء، دو دیوبندی اور دو اہل حدیث علماء کا نظر ثانی شدہ اور ان کا متفقہ ترجمہ ہے اسی آیت (۱/۴ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کا ترجمہ پیش کرتے ہیں؛ جو یہ ہے: ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

تبصرہ:...... ثابت ہو گیا کہ عبادت صرف اللہ کی ہے اور مدد صرف اللہ سے ہی مانگنی چاہیے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی اللہ نے ہر موقع پر مدد فرمائی۔ دیکھئے کنز الایمان (ف ۳/۱۵۴، ف ۲۸۷+۴/۸۷ف ۲۰۳+۳/۱۵۹ـ۱۶۰ ف ۳۰۵ـ۳۰۶+ ۸/۹ ف ۱۹ تا ۲۱+ ۹/۱۴ ف ۳۳ ۹/۳۵ـ۳۶ ف ۴۹ـ۵۰+۳/۱۷۳ ف ۳۴۰+ ۸/۶۲ـ۶۴ ف ۱۲۰ تا ۱۲۲+ ۹/۴۰ ف ۹۲ تا ۹۷+ ۹/۱۲۹+ نیز دیکھئے ۳۹/۲۹ ف ۷۲ تا ۷۵)۔

اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے اللہ نے فرمایا: ''اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی کارساز نہ مددگار۔'' (۹/۱۱۶+ ۲۹/۲۲ ف 41 تا 50+113/11 ف ۲۳۱) اور کنز الایمان میں ہے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے باوجود ابو طالب نے کلمہ طیبہ نہ پڑھا (۲۸/۵۶ ف ۱۴۲) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۰ پر)

اور رسول اللہ نے اللہ سے تین سوال کیے، دو منظور تیسرا نا منظور (۱۶، ف ۱۴۱) اور کنز الایمان میں ہے کہ اللہ نے رسول اللہ اور صحابہ سے فرمایا اور جب کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ اور اگر (ف ۳۰۵) اور (ف ۳۰۶) مدد اور توکل کے لیے قابل دید ہیں۔ اور اگر اللہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون تمہاری مدد کرے گا؟

تبصرہ:...... مندرجہ بالا باتیں نص ہیں، ان سے انکار کرنا نا قابل معافی جرم ہے اور قرآن میں غیر اللہ کو مددگار سمجھنے والوں کو مشرک قرار دیا گیا ہے اور جن کو وہ مدد کے لیے پکارتے ہیں، ان کو معبود قرار دیا گیا ہے کیونکہ مدد کے لیے پکارنا ان کی عبادت ہے (۳۶/۷۴) کیونکہ کنز الایمان میں پکارنے کو قرآن اور حدیث میں عبادت قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھئے کنز الایمان ۴۰/۶۰ ف ۱۲۴+ ۷/۵۵ـ۵۶ ف ۱۰۱ـ۱۰۲ـ۲۰۳ + ۱۷/۱۱۰ ف ۲۳۰) یہاں لکھا گیا ہے کہ ایک شب رسول ﷺ اللہ نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدے میں یا اللہ یا رحمان! فرماتے رہے، ابو جہل نے سنا تو کہنے لگا کہ محمد ﷺ ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور خود دو کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمان کو۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمان دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔ مزید (۷/۱۸۰ ف ۳۵۳+ ۲/۷۲/۱۸ تا ۲۳ ف ۳۸) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۱ پر)

تبصرہ:...... مندرجہ بالا سب حوالوں سے کلی طور پر ثابت ہو گیا کہ غیر اللہ کو پکارنا مدد کے لیے ان کو معبود قرار دینا ہے لیکن کلمہ شہادت کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنے والے ان کی عبادت کر رہے ہیں اور کلمہ سے ہی مکر گئے ہیں اور یہ شرک اور کفر ہے۔ (۴۰/۱۱ تا ۱۴۔ ۵۵ تا ۸۵ بمعہ فوائد)

یاد رہے (ایاك) قرآن میں صرف دو بار آیا ہے یعنی فاتحہ ۱/۴ میں اور حافظ نذر احمد کے قرآنی متفق علیہ ترجمہ میں اس کا ترجمہ لکھا گیا ''صرف تیری ہی اور صرف تجھ ہی سے'' عکس ملاحظہ فرمائیں اور قرآن میں اياه معنی صرف اور صرف، سات دفعہ آیا ہے دیکھئے (۲/۱۷۲۔ ۶/۴۱۔ ۱۲/۱۰ + ۱۶/۱۱۴ + ۱۷/۲۳ + ۱۷/۶۷ + ۴۱/۳۷) اور (ایای) معنی صرف میری صرف مجھ سے قرآن میں پانچ دفعہ آیا ہے (۲/۴۰۔ ۲/۴۱۔ ۷/۱۵۵۔ ۱۶/۵۱۔ ۲۹/۵۶) قرآن میں حافظ نذر احمد کے ترجمے میں مندرجہ بالا مقامات پر اگر دیکھیں تو صاف پتہ چل جائے گا کہ ان مقامات پر اللہ کا اثبات ہے اور باقی سب کی نفی ہے (۲/۱۷۲۔ ۶/۴۱۔ ۱۲/۴۰۔ ۲/۴۱) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۲، ۷۳۳ پر)

آیات کے حافظ نذر احمد کے عکس شامل ہیں اور کنز الایمان میں سے (۲/۲۰۔ ۲/۴۱) جس کا ترجمہ کیا گیا ہے کنز الایمان میں ''خاص میرا'' ہے، ڈر رکھو۔ کا عکس بھی شامل ہے (بمع ۷۲) ان حوالوں کو بار بار غور سے پڑھیں۔ تو ثابت ہو جائے گا کہ (ایاك ، اياه ، ایای) قرآن میں جہاں جہاں آئے گا وہاں وہاں صرف اللہ کا اثبات ہوگا اور باقی سب کی نفی ہوگی۔ یہی توحید ہے بصورت دیگر شرک۔ توحید یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے صرف ایک اللہ سے مدد چاہی جائے (۳/۱۵۹۔ ۱۶۰ + ۶۷/۲۰ + ۳۶/۴۷۔ ۷۵ بمعہ دلائل توحید ۱ تا ۸۳ اور ۴۶/۲۸)

صرف ایک اللہ کو پکارو (۶/۴۰۔ ۴۱ + ۱۷/۶۷ + ۷/۲۹ + ۱۰/۲۲ + ۲۹/۶۵ + ۱۳/۳۲ + ۴۰/۱۴۔ ۶۵ + ۷/۲ + ۱۸ تا ۲۳ ف ۳۸) صرف اللہ سے ڈرو (۲/۴۰۔ ۴۱ ف ۷۲)

اب ہم کنز الایمان سے دعا کے متعلق مختلف حوالے دے کر تحقیقی جائزہ پیش کریں گے۔

کنز الایمان (صفحہ ۱۱۰۷ پر ۶) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۴ پر)

حوالے درج کر کے لکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے (حوالہ نمبر ۱) + ۶/۴۰۔ ۴۱ آیات (ترجمہ): ''تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو۔ کیا

اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (ف۹۳) اگر سچے ہو (ف۹۴) بلکہ اسی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے (ف۹۵) جس پر اسے پکارتے ہو اسے اٹھالے اور شریکوں کو بھول جاؤ گے۔ (ف۹۶)

تبصرہ:...... یہاں تین دفعہ لفظ (تدعون) آیا۔ جس کا کنز الایمان میں ہر بار ترجمہ ''پکارنا'' لکھا گیا ہے اور لفظ غیر اللہ آیا اور لفظ (ایاہ) آیا یعنی صرف اللہ کا اثبات اور سب کی نفی۔ اور شرک کا لفظ بھی آیا یعنی غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ آج کل لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں صرف اللہ کو نہیں پکارتے اور شرک کرتے ہیں اللہ نے فرمایا: ''اس کی عبادت کرو اس کے بندے ہو کر۔''

تبصرہ:...... (صفحہ ۱۱۰۷) پر لکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے اور حوالہ اس آیت کا دیا گیا اور یہاں اس آیت کا ترجمہ ''دعا'' کی بجائے ''عبادت'' کیا گیا یعنی غلط ترجمہ کیا اور آیت کا اصل مطلب چھپایا گیا جو بہت بڑا جرم ہے، حالانکہ کنز الایمان میں (۲۲/۱۰) کے تحت اسی آیت کا ترجمہ کیا گیا، اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے اس کے بندے ہو کر اور (۶۵/۲۹) میں اسی آیت کا ترجمہ کیا اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لا کر اور (۳۲/۳۱) پر اسی آیت کا ترجمہ کیا تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اس پر عقیدہ رکھتے ہوئے اور کنز الایمان میں (۱۴/۴۰) اسی آیت کا ترجمہ کیا گیا ہے تو اللہ کی بندگی کرو نرے اس کے بندے ہو کر اور (۳۰ ف) میں لکھا ہے شرک سے کنارہ کش ہو کر اور (۱۲/۴۰) میں ترجمہ کیا جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے۔ (ف۲۴) اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے (ف ۲۵) میں لکھا یعنی دوام وخلود دوزخ کا سبب یہ ہے اور ف ۲۵ میں لکھا اور اس شرک کی تصدیق کرتے یعنی صرف ایک اللہ کو نہ پکارنے والا کیا، اور ہمیشہ دوزخ میں۔

تبصرہ:...... (۱۴/۴۰) میں پھر ترجمہ ''پکارنے'' کی بجائے ''بندگی'' کیا جو غلط ہے اور (۱۲/۴۰) میں ترجمہ پکارنا کیا۔ اور ان سب حوالوں سے مکمل طور پر ثابت ہو گیا کہ ایک اللہ کو پکارا جائے صرف اس کے بندے ہو کر اور غیر اللہ کو پکارنا شرک اور کفر ہے اور کنز الایمان میں لکھا گیا شرک سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ دیکھئے کنز الایمان (۵۲/۲۰ ف ۸۸)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۹۷ پر)

اور کنز الایمان میں ہے کہ کافر کا جنت سے محروم رہنا قطعی ہے۔ مزید دیکھئے (۱۶/۱ ف ۲۳۰)

لفظ "تدعون" کا (۶/ ۴۰۔۴۱) میں پکارنا ترجمہ کیا تین دفعہ اور لفظ "تدعون" (۶/۵۲) میں پکارتے ترجمہ کیا گیا اور (۶/۵۶) میں "تدعون" کا ترجمہ پوجتے کیا گیا اور (۶/۱۷) میں (ندعو) کا ترجمہ پوجا کیا گیا اور (۶/ ۱۷) میں (یدعونہ) کا ترجمہ پوجنا کیا اور (۶/ ۱۰۸) میں (یدعون) کا ترجمہ پوجتے کیا اور (۷/ ۳۷) میں (تدعون) کا ترجمہ پوجتے کیا۔

قرآنی آیات (۷۲/ ۱۸ تا ۲۱) ﴿وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًاۙ۝۱۸ وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًاؕ۝۱۹ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا۝۲۰﴾ ان آیات کا کنزالایمان میں ترجمہ اور یہ کہ مسجدیں (ف ۳۷) اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ (ف ۳۸) اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ (ف ۳۹) اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا (ف ۴۰) تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں (ف ۴۱) تم فرماؤ میں تو اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

(ف ۳۸) جیسا کہ یہود ونصاری کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے۔ عیسائی (عبادت خانوں میں اللہ کیساتھ دوسروں کو بھی پکارتے تھے یہی شرک ہے جیسا کہ آگے آیت ۲۰ ہے)۔

تبصرہ:......(۱) ان آیات میں دعا سے نکلے ہوئے تین الفاظ ہیں۔ پہلا لفظ "تدعو" ہے جس کا کنزالایمان میں مندرجہ بالا جگہ پر ترجمہ بندگی کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہی لفظ "تدعو" قرآن مجید میں اور چار جگہ آیا ہے۔ (۱۷/ ۱۱۰+ ۲۵/ ۱۴+ ۴۷/ ۳۵ + ۷/ ۱۷) اور ان جگہوں پر "تدعوا" کا ترجمہ کنزالایمان میں پکارنا، مانگنا، بلانا کیا گیا ہے۔

(۲) دوسرا لفظ "یدعوہ" ہے اس کا ترجمہ کنزالایمان میں یہاں بندگی کیا گیا ہے۔ یہ لفظ قرآن میں صرف اسی ایک جگہ وارد ہوا لیکن اس کے مترادف الفاظ قرآن میں آئے مثلاً: "دعاہ" اس کا ترجمہ کنزالایمان میں جب اسے پکارے کیا اور "تدعوہ" کا ترجمہ حافظ نذر احمد نے قرآنی ترجمہ میں ہم اس کو پکارتے ہے اور "ادعوہ" قرآن مجید میں چار جگہ آیا کنزالایمان میں دو جگہ ترجمہ پکارنا کیا گیا (۷/ ۵۶۔ ۱۸۰) اور دو جگہ اسی لفظ کا "بندگی" اور "پوجا" ترجمہ کیا (۷/ ۲۹۔ ۴۰/ ۶۵) حالانکہ ترجمہ حافظ نذر احمد میں ان چاروں جگہوں پر "ادعوہ" کا ترجمہ پکارنا ہے۔

(۳) **تبصرہ:**...... لفظ (۲/۷۲ ۱۸ تا ۲۱) میں "ادعو" ہے۔ کنز الایمان میں یہاں اس کا ترجمہ بندگی کیا گیا ہے اور (۱۹/ ۴۸+ ۴۰/۱۴) میں بھی بندگی ترجمہ کیا گیا ہے۔ ان چار جگہوں کے علاوہ مندرجہ ذیل چودہ جگہوں ترجمہ ''بندگی'' نہیں کیا بلانا، دعا کرنا، پکارنا کیا گیا ہے اور (۱۲/ ۱۰۸+۱۳/ ۳۶+۲/۲۳+ ۱۱/۱۳) میں بلانا (۷/ ۵۵) میں دعا کرو (۷/ ۱۹۵) پکارنا (۱۷/ ۵۶۔ ۱۱۰) تین دفعہ پکارنا ۴۰/ ۴۹۔ ۵۰ میں تین دفعہ دعا ترجمہ کیا۔

(۴) اصل معنوں کو نہ چھپایا جائے تحریف اور ردوبدل نہ کیا جائے (چھپانا، تحریف) ردوبدل بہت سنگین جرم ہیں جیسا کہ قرآنی حوالوں سے ذکر ہو چکا اور مندرجہ بالا آیات (۲/۷۲ ۱۸ تا ۲۰) کا ترجمہ یہ ہوگا اور یہ کہ بلا شبہ مساجد اللہ کے لیے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور یہ کہ بلا شبہ بات یہ ہے کہ جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوا، اسے پکارتا تھا تو وہ قریب تھے کہ اس پر تہہ بہ تہہ جمع ہو جائیں، کہہ دے میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ نیز دیکھئے کنز الایمان (۱۰/ ۶۵ تا ۷۰ بمع فوائد قرآنی آیت ۱۷/ ۵۶۔ ۵۷)

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝﴾

ترجمہ کنز الایمان تم فرماؤ: پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے کا اور نہ پھیر دینے کا (ف ۱۱۷) وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں (ف ۱۱۸) وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب (ف ۱۱۹+) اور اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

(ف ۱۱۸) جیسے کہ عیسیٰ، عزیر علیہما السلام اور ملائکہ (ف ۱۱۹) کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں؟

تبصرہ (۱):...... (آیت ۵۶) میں "ادعو" کا ترجمہ پکارنا کیا جو صحیح ہے حالانکہ (۲/۷۲ ۲۰) اس لفظ کا ترجمہ بندگی کیا جو غلط ہے۔ اس آیت میں دوسرا لفظ "دون اللہ" آیا ہے ترجمہ کیا اللہ کے سوا اور تفسیر (ف ۱۱۷) میں بت لکھ دیا یعنی لکھا کہ اللہ کے سوا سے مراد صرف بت

ہیں حالانکہ اسی جگہ (ف ۱۱۸) میں عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام جلیل القدر پیغمبروں کو پکارنے والوں کو ترجمہ میں بھی اور تفسیر میں بھی (ف ۱۲۰) میں کافر لکھا یاد رہے کہ کنز الایمان میں ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اللہ کے سوا ''من دونہ'' اللہ کے سواسے مراد ساری مخلوق ہے۔ دیکھئے کنز الایمان (۲/۲۳) یہاں لفظ ''من دون اللہ'' ہے اور (۱۰/ ۳۷-۳۸) میں لفظ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ دو دفعہ آیا اور یہاں تفسیر کے (ف ۹۲) میں لکھا ساری مخلوق اور ۱۱/۱۳ میں ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے مراد سب انسان (ف ۲۹-۳۱ اور ۱۷/ ۸۸ ف ۱۹۲) میں سب مخلوق لکھا اور (۲۵/۳۲ ف ۵۸) میں خلق لکھا اور (۴/۸۲ میں ف ۲۱۲-۲۱۳) میں لکھا غیر اللہ سے مراد تمام خلق، مخلوق اور سب سے بڑی بات کہ من دون اللہ سے مراد خود محمد ﷺ رسول اللہ بھی ہیں اور آپ ﷺ کو خلق لکھا پروردگار، پالنے والا، داتا، مختار کل ہونے کی بھی یہاں نفی لکھی گئی ہے دیکھئے کنز الایمان (۳/۶۴-۷۹-۸۰ ترجمہ بمع فوائد ۱۵۰-۱۱۷ تا ۱۲۰) اور اسی جگہ آیت (۵۷) میں لفظ ''یدعون'' آیا اور ترجمہ پوجتے کیا حالانکہ اسی یدعون کا اسی کنز الایمان میں ترجمہ بلانا، پکارنا کیا گیا۔ دیکھئے کنز الایمان (۲/ ۲۲۱+ ۳/ ۲۳-۱۰۴+ ۶/ ۵۲-۷۱+ ۱۰/ ۶۶+ ۱۳/ ۱۴+ ۱۸/ ۲۸+ ۱۰/ ۴۱+ ۳۹/ ۱۶+ ۳۰/ ۵۷+ ۳۸/ ۵۱+ ۴۴/ ۵۵+ ۶۸/ ۴۲+ ۴۳+ ۱۲/ ۳۳+ ۹۰/ ۲۱ اور ۱۳/ ۱۴ ف ۴۱) میں لکھا اللہ دعا قبول کرتا ہے اسی سے دعا کرنا سزاوار ہے۔

اور حافظ نذر احمد کے قرآنی ترجمہ میں (۲۳) جگہ ''یدعون'' کا ترجمہ بلانا، پکارنا ہے۔

(۲) قرآنی آیت (۷/۱۹۴):

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾

ترجمہ کنز الایمان: ''بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے (پکارتے) ہو تمہاری طرح بندے ہیں۔ (ف ۳۷۹) تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو۔''

(ف ۳۷۹) اور اللہ کے مملوک و مخلوق کسی طرح پوجنے (پکارنے) کے قابل نہیں، اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہوں (پکارتے) ہو (ف ۳۸۳) اور ان کا حافظ و ناصر ہے اس پر بھروسہ رکھنے والوں کو مشرکین وغیرہ کا کیا اندیشہ (ف ۳۷۳ (۷/ ۱۹۰، ۱۹۳) یہاں لکھا ہے کہ جب ان کی

درخواست کے مطابق انہیں تندرست بچہ عنائت کیا تو بچے کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا، یہ شرک ہے۔(آیات ۱۹۰۔۱۹۱)

تبصرہ: (۱۹۴) میں لفظ "تدعون" ہے اور ترجمہ پوجتے کیا، باقی ترجمہ ٹھیک حالانکہ اسی کنزالایمان میں "تدعون" کا ترجمہ پکارنا بلانا کیا گیا۔ دیکھئے کنزالایمان (۶/۴۰۔۴۱) تین بار (۲۱/۲/۷۔۴۰/۱۰۔ ۴۱ تا ۴۳ تین بار ۴۶/۳۱ + ۴۷/۱۶۔ ۸۷۔ ۲۷ + ۴۸/ ۱۶ + ۶۷/۲۷ + ۱۴/۹+ ۶/۶۳+ ۴۷/۳۸)

اور حافظ نذر احمد کے قرآنی ترجمہ میں ۱۶ بار "تدعون" کا ترجمہ پکارنا، بلانا ہے۔

(۲) صحیح ترجمہ یہ ہوگا "بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں (ف ۳۷۹) تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو۔" یہ ہوگا اور اللہ کے مملوک ومخلوق کسی طرح پکارنے کے قابل نہیں اس پر بھی اگر تم انہیں پکارتے ہو۔ اور کنزالایمان میں یہاں (۷/۱۹۴)۔ ترجمہ میں ہے کہ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں جواب نہیں دیتے اور (۱۴/۱۳/۱۴) ترجمہ میں ہے اسی کا پکارنا، سچا ہے (ف ۴۰) اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ (ف ۴۱) وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے۔ دونوں جگہ استجاب کا لفظ ہے اور دونوں جگہ ﴿تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ اور "یدعون من دونہ" کے الفاظ ہیں سب الفاظ کی وضاحت کنزالایمان کے حوالوں سے ہو چکی ہے اور (۱۳/۱۴ اف ۴۰) میں لکھا اس سے دعا کرنا سزا وار ہے وہ دعا قبول کرتا ہے۔ اور کنزالایمان (۱۰۷ اپر ۶) حوالے دے کر لکھا گیا ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے

(۱)......(۶/۴۰۔۴۱) اور کنزالایمان (صفحہ ۱۱۰۷) پر لکھا ہے اللہ تعالیٰ بے قراروں کی دعا قبول کرتا ہے

(۲)۔ (۷/۲۹+ (۳) ۱۰/۱۰۶(۴)۱۳/۱۴+ (۵)۴۰/۱۴+ (۶)۲۵/۶۵) قبول کرتا

(۱)۲/۱۸۶(۲)۲۷/۶۲+ (۳)۳۹/۴۹ قرآنی آیت ۷/۳۷

﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْۤا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

كٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾

کنز الایمان میں ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (ف ۵۷) ان کی جان نکالنے آئے تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے (پکارتے) تھے؟ کہتے ہیں وہ ہم سے گم ہو گئے (ف ۵۸) اور اپنی جانوں پر آپ گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔ اور دیکھیں (کنز الایمان ۷/ ۳۷ تا ۴۱ بمع فوائد ۵۵ تا ۶۹ + اور ف ۶۸) یہاں ہے کہ کافر کی بخشش ناممکن ہے۔

تبصرہ:...... (۱) ﴿تَدْعُوْنَ﴾ کا ترجمہ غلط کیا، صحیح ترجمہ پکارتے ہے، وضاحت ہو چکی۔

(۲) ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے مراد سب مخلوق سب انسان حتیٰ کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ بھی (۳/ ۹۷۔۸۰ ف ۱۴۸ تا ۱۵۴) خصوصاً (ف ۱۵۰)

تو آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہوگا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کی جان نکالنے آئیں گے وہ کہیں گے کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ وہ (جواب میں) کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے اور وہ اپنی جانوں پر (اپنے خلاف) گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

تبصرہ:...... قرآن کی نص سے ثابت ہو گیا کہ غیر اللہ کو پکارنے والا کافر مرتا ہے۔ اب آپ (الاعراف ۷ ۳۷ تا ۴۱) بار بار غور سے پڑھیں، ان آیات میں واضح طور پر لکھا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے والے کافر مرتے ہیں، وہ اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں، وہ دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے اور دوزخ سے ان کا نکلنا ناممکن ہے یہاں تک کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ گزر جائے یعنی ناممکن۔

پکارنا عبادت ہے:

کنز الایمان میں بار بار لکھا گیا کہ پکارنا عبادت ہے۔ دیکھئے: (کنز الایمان میں ۴۰/ ۶۰ ف ۱۲۷+ (اور یہاں لکھا گیا کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔ نیز دیکھئے (۷/ ۵۵۔۵۶ ف ۱۰۰+ ۱۳/ ۱۴ ف ۴۰+ ۲/ ۱۸۶ ف ۳۳۳۔۳۳۴

+ ۱۷/۵۶ ـ ۵۷ف ۱۱۷ـ ۱۱۸ـ ۱۲۰+۱) اور کنزالایمان میں لکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے طویل سجدہ کیا اور یا اللہ یا رحمٰن کہا، ابوجہل نے سنا تو کہنے لگا: یہ ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور خود دو کو پکارتے ہیں......! اللہ کو رحمٰن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی بھی نام سے پکارو (۱۷/۱۱۰ف ۲۳۰ + ۷/۱۸۰ف ۳۵۳) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۷۳ پر)

تبصرہ:...... کلی طور پر ثابت ہوگیا کہ غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت کرنا ہے یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا لا الہ الا اللہ سے منکر ہوگیا کیونکہ کلمے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ ابوجہل سے فرماتے تھے کہ ایک اللہ کو پکارو کیونکہ معبود ایک ہے اور پکارنا عبادت ہے۔

ایک اور تحریف (چھپانا، دوزخی):

قرآنی آیات (۴۰/۶۰ تا ۷۶) میں ہے: ''اللہ وہ ہے رب وہ ہے جس نے رات اور دن بنائے ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، جس نے زمین اور آسمان بنائے، تمہاری صورتیں بنائیں، تمہیں روزی دی یہ ہے اللہ تمہارا رب، اور وہ رب ہے سارے جہانوں کا وہی زندہ کرنے والا ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو خالص اُسی کے بندے ہوکر خالص اسی کو پکارو، تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انہیں پوجوں جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا، پھر پانی کی بوند سے، وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہ ''کن فیکون'' کا مالک ہے۔ دوزخی ، دوزخ میں ڈال کر ان سے پوچھا جائے گا وہ جو تم شریک بناتے تھے (ف ۱۵۴) اللہ کے سوا وہ کہاں گئے؟ وہ کہیں گے: وہ تو ہم سے گم ہوگئے بلکہ ہم پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہ تھے (ف ۱۵۶ +) اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے کے لیے۔

تبصرہ:...... یاد رہے سورۃ المومن (۴۰) ساری کی ساری سورت پکارنے کے بارے میں ہے اس کو بار بار غور سے پڑھیں کنزالایمان میں ''دعو'' سے نکلے ہوئے الفاظ کا بار بار صحیح ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور بار بار غلط ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ آپ صحیح ترجمہ پکارنا کے ساتھ اس سورت اور

سورت الفاطر (۳۵) اور (سورۃ السجدہ ۴۱ اور سورۃ النحل ۱۶) کو ان سب سورتوں کو صحیح ترجمہ پکارنا کیساتھ پڑھیں، ان سورتوں میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنے کا حکم دیا گیا ہے اور غیر اللہ کو پکارنے والوں کو مشرک، کافر، غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کو ہمیشہ کے لیے دوزخی قرار دیا گیا ہے۔ غیر اللہ کو پکارنا بہت ہی خطرناک معاملہ ہے ہم آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں کہ غیر اللہ کو نہ پکاریں، صرف خالص ایک اللہ کو پکاریں، آگے آپ کی مرضی۔

قیامت کا دن اور غیر اللہ کو پکارنے والے

قرآنی آیت (۴۰/۷۱تا۷۴):

﴿اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ۟ۙ فِی الْحَمِیْمِ ۙ۬ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ۟ۚ ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۟ۙ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ ۟﴾

کنز الایمان میں ترجمہ: ''جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیروں میں (ف ۱۵۲) گھسیٹے جائیں گے، کھولتے پانی میں پھر آگ میں دہکائے جائیں گے (ف ۱۵۳) پھر ان سے فرمایا جائے گا: کہاں گئے وہ جو تم شریک بناتے تھے (ف ۱۵۴) اللہ کے سوا؟ کہیں گے: وہ تو ہم سے گم گئے (ف ۱۵۵) بلکہ ہم پہلے کچھ پکارتے ہی نہ تھے اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو۔''

فوائد کنز الایمان (فوائد نمبر ۲۲۔ ۲۴ تا ۳۰۔ ۳۵۔ ۴۶۔ ۶۱ اور ۶۱ بہت اہم۔ ۸۱۔ ۸۶۔ ۱۱۵، ۱۲۷، ۱۴۱ تا ۱۴۶۔ ۱۶۹ تا ۱۷۳) میں دلائل توحید اور بتوں کا صرف تفسیر میں تذکرہ (۴۴۔ ۴۵۔ ۹۰۔ ۱۵۴۔ ۱۵۶۔ ۱۸۰)

حالانکہ سورۃ المومنین (۴۰) میں لا الہ الا اللہ تین دفعہ آیا (آیات ۳۔ ۶۲۔ ۶۵ میں) یعنی سب مخلوق کی نفی ''من دون اللہ'' دوبار آیا (۶۶۔ ۷۴) ''من دونہ'' (۲۰) آیت میں آیا اور ''واحد'' (۱۲۔ ۱۶۔ ۸۴) آیات میں آیا۔ وہ خالق ہے باقی سب مخلوق آیات (۵۷۔ ۶۲۔

٦٧) میں آیا یعنی سب مخلوق کی نفی صرف ایک اللہ کا اثبات اور یہ سورت کہتی ہے غیر اللہ کو پکارنے والے کافر (آیات ١٢۔١٤۔٧٤) وہ مشرک ہیں (١٢۔٣۔٧٤۔٧٤) آیات یہ غیر اللہ کی عبادت (آیات ٦٠ تا ٧٦) اور (٤٠/ ٧١ تا ٧٤) کا صحیح ترجمہ یہ ہے بمطابق قرآنی ترجمہ حافظ نذر احمد اور فرمایا: ''خالص اللہ کو پکارو اور آیات (١٤۔٦٥ اور ٥٢/ ٢٨ ف ٧١) میں ہے کہ جنتی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوزخ سے بچالیا، بے شک ہم اپنی پہلی زندگی میں اخلاص کے ساتھ صرف اسی کو پکارتے تھے اس لیے ہم دوزخ سے بچے اور جنت میں داخل ہوئے۔'' ان آیات میں تین الفاظ قابل غور ہیں (١)من دون الله (٢)ندعو (٣)شیا+ من دون الله اللہ کے سوا من دونه، اس اللہ کے سوا) ''من دونك'' (تیرے سوا) جہاں جہاں قرآن مجید میں آئے گا وہاں وہاں صرف ایک اللہ کا اثبات اور ساری مخلوق کی نفی ہو گی دیکھئے کنزالایمان (١٠/ ٣٧۔٣٨ ف٩٢۔٩٦) سب اللہ کی مملوک کی نفی ہو گی دیکھئے (کنزالایمان ١٠/ ٦٥ بمع فوائد ١٤٩ تا ١٥٦) حتیٰ کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کی بھی نفی ہوگی (٣/ ٧٩۔٨٠ ف ١٥٠)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ٧٢٦ پر)

اور ''من دونه'' کے لیے دیکھئے (٤٢/ ٦ تا ١٢ فوائد ١٤۔ ٢١+ ٧/ ٣+ ١٣/ ١٤ تا ١٧ بمع فوائد ٤٠ تا ٤١+ ١٨/ ٢٦۔٢٧) اور ''من دونك'' کے لیے دیکھئے (کنزالایمان ١٦/ ٨٦+ ٢٥/ ١٨ ف ٣٠۔٣٣) ذوی العقول دوسرا لفظ ''تدعوا'' ہے جس کا ترجمہ یہاں پوجتے تھے ہم، کیا گیا جو سراسر غلط ترجمہ ہے کیونکہ ''تدعوا'' لفظ دعا سے نکلا ہے اور دونوں کا ترجمہ پکارنا ہے۔ دیکھئے (کنزالایمان ١٧/ ٧١ ف ١٥٩) صحیح ترجمہ کیا ہے (٢/ ١٧١+ ٣/ ٣٨+) اور قرآن مجید میں ''تعبدوا'' کا لفظ سات جگہ وارد ہوا۔ یہ لفظ عبد سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں ہم بندگی کرتے ہیں دیکھئے (کنزالایمان ١/ ٤+ ٢/ ١٣٣+ ٣/ ٦٤+ ٧/ ٧٠+ ١١/ ٦٢+ ١٤/ ٣٥+ ٢٦/ ٧١+) اور ''تدعو'' کا لفظ قرآن مجید میں چار جگہ آیا: (١٦/ ٧١+ ١٦/ ٨٦+ ١٧/ ٧١) اور کنزالایمان میں (١٧/ ٧١ ف ١٥٩) کے علاوہ باقی تینوں جگہ پوجتے ترجمہ کیا، حالانکہ حافظ نذر احمد کے دو بریلوی، دو دیوبندی اور دو اہل حدیث علمائے کرام کے متفق علیہ ترجمہ میں چاروں جگہوں پر صحیح ترجمہ موجود ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ٧١٥ پر)

تیسرا لفظ "شیئا" ہے کنز الایمان میں اس کا ترجمہ کچھ کیا گیا اور حافظ نذر احمد کے قرآنی ترجمہ میں "کسی چیز" کیا گیا لفظ "شیئا" قرآن مجید میں (۳/۶۴) میں بھی آیا۔ یہاں کنزالایمان میں کسی کا یعنی "شیئا" کسی کو کیا گیا اور (ف ۱۲۰) میں لکھا نہ عیسیٰ کو نہ عزیر کو اور نہ کسی کو یعنی شیئا سے مراد سب مقبول لوگ ہیں اور (۴/۳۶) میں بھی لفظ "شیئا" آیا ترجمہ کسی کو کیا اور (ف ۱۰۹) میں لکھا نہ جاندار کو، نہ بے جان کو، نہ اس کی ربوبیت میں اور نہ اس کی عبادت میں یعنی شیئا سے مراد سب زندہ اور مردہ یعنی سب مخلوق کی نفی اور (۲۵/ ۱۷۔۱۸) میں "**من دون الله من دونك**" کے متعلق لکھا دوسرے تیرے غیر خواہ ذوی العقول خواہ غیر ذوی العقول یعنی اللہ کے سوا سب عقل والوں اور بے عقلوں کی نفی (ف ۳۰۔۳۳) یعنی کلی طور پر کنزالایمان کے مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہو گیا اللہ کے سوا کسی بھی دوسرے کو پکارنے والے مشرک ہیں اور قیامت کے دن کسی بھی چیز کو کسی بھی غیر اللہ کو پکارنے سے انکار کر جائیں گے۔ اور اس سورۃ المومنین (۴۰) میں (۸۵ آیات) ہیں ایک آیت میں بھی بتوں کا تذکرہ نہیں اور کنزالایمان میں تفسیر میں دس جگہ فوائد میں بتوں کا ذکر موجود ہے۔ دیکھئے (ف ۴۴۔ ۴۵۔ ۱۲۹۔ ۱۵۴ تا ۱۵۸۔ ۱۸۰) اور سب مکی سورتوں میں بار بار جگہ جگہ ایسا کیا اور "خلق اور ندعو" سے نکلے الفاظ کا غلط ترجمہ، پیدا کرنا اور پکارنا کی بجائے بنانا اور بندگی ترجمہ کیا، یاد رہے! (سورتیں نحل (۱۶۔ روم ۳۰۔ ۱ فاطر ۳۵۔ مومن ۴۰۔ السجدہ ۴۱۔ احقاف ۴۶) صرف پکارنے کے متعلق ہیں، ان سورتوں میں ان دو الفاظ کا غلط ترجمہ کیا گیا۔ اور تفسیر میں ہر جگہ بت لکھ دیا جیسا کہ ہم اسی باب میں سورۃ النحل آیات (۱۲ تا ۲۳) کے تحت اس کی تشریح کر چکے ہے اور قران مجید سے ثابت ہے کہ مشرکین مکہ اللہ کے بندوں کے بت بناتے تھے۔ دیکھئے کنزالایمان (۷/ ۱۸۹ تا ۱۹۸) خاص کر ۷/۱۹۴ ف ۳۷۹) پھر دیکھئے اسی جگہ فوائد (۳۷۴ تا ۳۸۵ + ۱۶/ ۷۱۔ ۷۲ فوائد ۱۵۴ تا ۱۶۳ + ۳۰/ ۲۰ تا ۴۱ بمع فوائد ۳۳ تا ۹۱)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۵، ۷۳۶ پر)

پھر دیکھئے اسی جگہ فوائد (۵۴ تا ۵۹۔ ۸۷) بہت اہم (۳۹/ ۲۹ فوائد ۷۲ تا ۷۵) یہ بہت ہی زبردست ہے، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔ کنزالایمان میں فیصلہ ہو گیا کہ مؤحد کون اور مشرک کون؟ ایک آقا کے سامنے اپنی حاجت وضرورت عرض کرنے والا یا تمام آقاؤں کے

سامنے اپنی حاجت وضرورت عرض کرنے والا؟ یہ سب مکی سورتیں ہیں اور بخاری میں ہے کہ مشرکینِ مکہ اللہ کے مقبول بندوں کے بت بناتے تھے۔ قرآن وحدیث سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ وہ اللہ کے بندوں کو پکارتے تھے۔ دیکھئے (۷/۱۹۴ ف ۳۷۹) عیسائیوں کے لیے دیکھئے (۲/۷/ ۱۸ ف ۳۸ + ۱۷/ ۵۶۔۵۷ فوائد ۱۱۸۔۱۲۰ + ۷/ ۳۷ تا ۴۱ فوائد ۵۶ تا ۶۴) لوگ بزرگوں کے مزاروں پر حاضر ہوکر ان کو داتا اور غوث الاعظم کنز الایمان (۱۹/ ۵۶ ف ۱۵۶ + ۵/۷۲ تا ۷۷) سمجھ کر پکارتے ہیں، کیا وہ ان مزاروں کی قبروں کی اینٹوں اور سنگ مرمر کے پتھروں کو پکارتے ہیں......! نہیں ہرگز نہیں بلکہ ان بزرگوں کو پکارتے ہیں یہی بات بتوں کی اور ان مقبول بندوں کی ہے جن کے یہ بت بنائے گئے تھے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۳۷۷ پر)

ہاں تو بات یہ ہو رہی تھی کہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والے قیامت کے دن کہیں گے ہم کسی چیز کو نہ پکارتے تھے (۴۰/ ۷۱ تا ۷۵ + ۴۱/ ۴۷۔۴۸ + اور ۴۶/۴ تا ۶) میں ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت ہے، وہ اس پکارنے سے بے خبر ہیں اور یہاں "تدعون یدعوا" دعا کا ترجمہ پوجا کیا گیا اور "خلق" سے نکلے الفاظ کا تین جگہ بنانا ترجمہ کیا، جس کی وضاحت ہم کرچکے ہیں اور فاطر (۱ تا ۱۶) میں ہے کہ اللہ نے یہ سب کچھ کیا اور اس کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں بلکہ تمہاری پکار بھی نہیں سنتے اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کرسکیں اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے منکر ہوں گے۔" یہاں "تدعون" کا ترجمہ پوجتے کیا اور باقی تین الفاظ کا ترجمہ بلاتے اور پکارتے کیا اور "خلق" کا ترجمہ دو جگہ ٹھیک اور ایک جگہ بنانا کیا اور (+ ۱۶/ ۸۶) میں ہے کہ قیامت کے دن مشرک جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب......! یہ ہیں ہمارے شریک کہ ہم تیرے سوا پکارتے تھے یہاں "ندعوا" کا ترجمہ پوجتے کیا جس کی وضاحت ہوچکی ہے اور (۱۸/۴۴ ف ۹۲) میں ہے۔ اختیار سچے اللہ کا ہے، اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام سب سے بھلا۔" اور (۱۸/۵۲۔۵۳) میں ہے اور جس دن فرمائے گا کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے تو انہیں پکاریں گے وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان کردیں گے اور مجرم دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور اس سے پھرنے کی

کوئی جگہ نہ پائیں گے (یہاں پوجنے کے سب ترجمے چھوڑ کر دونوں جگہ پکارنا ترجمہ کیا، شاباش!) اور (۲۸/۶۴) میں ہے اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی نہ سنیں گے اور دیکھیں گے عذاب۔

ایک اور دورخی کی نشان دہی

دعوا الفاظ کے ترجمہ میں رضا خانی قرآن کے تضادات:

(۱)...... الفاظ سب پکارنا ترجمہ بھی سب پکارنا کیا۔ الانعام (۴۰۔۴۱، الرعد۱۴ تا ۱۶) بنی اسرائیل ۱۱۰ف ۲۳۰ الروم ۲۵ تا ۳۳ البقرۃ ۱۸۶۔۲۲۱ القصص ۶۴ الکہف ۵۲ المومن ۴۱ تا ۴۳ فاطر ۱۴ القمر ۶ الشعرا ۲۱۷ الکہف ۵۲۔۶۸ الاحقاف ۳۱۔۳۲ الزمر ۸ العلق ۱۷۔۱۸ الفرقان ۱۳۔۱۴ القلم ۴۲۔۴۳)۔

(۲)...... عبادت اور پکارنا دونوں الفاظ وارد ہوئے، لیکن ترجمہ صرف بندگی کیا (الانعام ۵۶ یونس ۱۰۴ تا ۱۰۷ الکہف ۱۴ تا ۱۶ فائدہ ۱۹ الشعرا ۲۱۳ القصص ۸۸ المومن ۶۵۔۶۶ المومن ۱۱۶۔۱۱۷ الفرقان ۶۸ ھود ۱۰۱ الفرقان ۶۸)۔

(۳)...... لفظ دونوں پکارنا وارد ہوئے، لیکن ترجمہ دونوں کا بندگی کیا (الاحقاف ۴ تا ۶ الجن ۱۸ تا ۲۰ مریم ۴۸)۔

(۴)...... عبادت اور پکارنا دونوں الفاظ وارد ہوئے، ترجمہ بھی عبادت اور پکارنا کیا (الراعد ۳۶ النحل ۶۲ سورۃ یونس ۶۲)۔

(۵)...... لفظ دونوں پکارنا وارد ہوئے، ایک کا ترجمہ بندگی کیا اور ایک کا پکارنا کیا (الانعام ۱۷ بنی اسرائیل ۵۶۔۵۷، بنی اسرائیل ۶۷ فائدہ ۱۴۸، لقمان ۲۵ تا ۳۲، القصص ۸۷۔۸۸، الاعراف ۱۸۹ تا ۱۹۸) اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ سے فرمایا: ''میرے بندوں کو نہ پکارو اگر تم سچے ہو تو ان کو پکارو وہ تمہیں جواب دیں (الاعراف: ۱۸۹/۷ تا ۱۹۸) اور یہود و نصاریٰ سے فرمایا کہ اپنے

نبیوں کو نہ پکارو۔ دیکھئے رضا خانی ترجمہ مع تفسیر (بنی اسرائیل ۵۶، ۵۷ف ۱۱۸) اور (الجن ۱۸ تا ۲۰ فائدہ ۳۸) اور (الاعراف ۳۷ تا ۴۱ فائدہ ۶۱ تا ۶۹) یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غیر اللہ کو پکارنے والا موت کے وقت اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہے اور ایسوں کی بخشش ناممکن ہے جب تک سوئی کے ناکے میں سے اونٹ نہ گزر جائے۔

(۴۰/ ۲۵ تا ۸۵) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے یہ یہ کام کیے جو میرے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا اور (۴۰/ ۶۶) میں فرمایا:

﴿قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ٘ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞﴾

ترجمہ کنز الایمان: ''تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انہیں پوجوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے رب کی طرف سے آئیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں۔''

تبصرہ: ...... یہاں لفظ ''عبد'' آیا جس کا معنی ہے پوجنا اور دوسرا لفظ ''تدعون'' آیا جس کا معنی یہاں پوجا کیا گیا، ہم اس کتاب میں بار بار ''تَدْعُوْنَ'' کے ترجمے کی تشریح کر چکے ہیں اور اسی کنز الایمان میں (۶/۴۰۔۴۱) میں لفظ ''تَدْعُوْنَ'' کا ترجمہ تین بار پکارنا کیا گیا اب (۴۰/ ۶۶) کا مطلب یہ ہے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو یہ ان کی عبادت کرنا ہے اور مجھے اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے لیکن یہاں سرے سے پکارنا ترجمہ ہی نہیں کیا اور اصل مطلب چھپایا گیا اور تحریف کی گئی، یہی کام اور جگہ بھی کیا گیا اصل مطلب چھپانا بہت بڑا جرم ہے دیکھئے (کنز الایمان ۶/ ۵۶+۱۰/۱۰۴ تا ۱۰۷+ ۱۸/۱۴ تا ۱۶ ف ۱۹+ ۲۶/۲۱۳+ ۲۸/ ۸۸+ ۲۳/۱۱۶۔۱۱۷+ ۲۵/ ۶۸+ ۱۱/۱۰۱)۔

''وکیل'' اور ''وکیلا'' کے متعلق مزید دو رُخی:

یہ سب کنز الایمان کے حوالے ہیں (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی

میں اور جب ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو انہوں نے کہا: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے (۳/۱۷۳ف ۲۴۰) کیا اچھا کارساز ہے (۲۱/ ۶۸ تا ۷۰ ف ۱۲۳ اور ۶/ ۱۰۲ میں ہے اللہ رب ہے، ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان کارساز ہے (فوائد ۲۰۶ تا ۲۱۴ اور ۱۲) کے ترجمے میں لکھا اللہ ہر چیز پر وکیل یعنی محافظ ہے اور (۳۹/ ۶۲) ترجمہ میں لکھا ہے اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا وکیل یعنی مختار ہے پھر اچانک ٪۱۰۰ موڑ کھایا اور جہاں جہاں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ! آپ ﷺ وکیل نہیں یعنی آپ کارساز مختار محافظ نہیں ترجمہ کرنے کی بجائے ''کڑوڑا نہیں'' ترجمہ کیا یعنی جس کا کوئی مطلب ہی نہیں یعنی تحریف کی اصل مطلب چھپایا۔ دیکھئے (کنزالایمان ۶/ ۶۶+ ۶/ ۱۰۷+۱۰/ ۱۰۰) اور یہی کچھ لفظ ''وکیلا'' کے سلسلے میں کیا۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۰ پر)

(۴/ ۸۱_۱۰۹_۱۳۲_۱۷۱ +۱۷/ ۶۵_۶۸_۸۶ +۲/۷) میں ہر جگہ وکیلا کا ترجمہ کارساز کیا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو ''وکیلا'' یعنی کارساز بنا کر نہیں بھیجا، وہاں یکدم موڑ کھایا اور وکیلا کا ترجمہ کڑوڑا کیا جس کا معنی کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ یہ دورخی ہے یہ تحریف ہے، یہ اصل مطلب چھپانا ہے، ان کی جرأت پر حیرانگی ہوتی ہے اور اللہ کی آیتوں کا مطلب چھپانا بڑی دیدہ دلیری ہے۔ ہم نے نبیوں اور ان کے ساتھی مومنوں کو نجات دی اللہ نے سیّدنا لوط علیہ السلام اور ان کے ساتھی مومنوں کو نجات دی (۲۱/ ۷۱_۷۴_۷۶_۸۸+ ۲۶/ ۱۱۰+ ۳۷/ ۷۶_۱۳۴+ ۲۹/ ۳۲) اللہ نے نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی (۱۰/ ۷۳+ ۷/ ۶۴) اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی (۱۴/ ۳۰ + ۲۰/ ۴۰+ ۲۱/ ۴۹+ ۱۴/ ۶ + ۲۶/ ۶۵+ ۲/ ۵۰) اللہ نے ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی (۱۱/ ۵۸) اللہ نے صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی (۱۱/ ۶۶) اللہ نے شعیب علیہ السلام اور ان ساتھیوں کو نجات دی (۱۱/ ۹۴) اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نجات دی (۲۴/ ۲۴) اللہ نے مومنوں کو نجات دی (۴۱/ ۱۸+ ۱۹/ ۷۲+ ۱۱/ ۶۶)۔

ولی کے متعلق کنزالایمان سے مزید حوالے:

ولی کا مطلب ہے مددگار (۴۶/۳۲) اور ترجمہ حافظ نذر احمد میں اولیاء کا ترجمہ مددگار کیا (۲۵/۱۸) ثابت ہوا ولی اور اولیاء کا مطلب ہے مددگار۔ کارساز۔ کام بنانے والا، بچانے والا والی اور اللہ کے سوا یہ سارے کام اور کوئی نہیں کرسکتا، دوسروں کو ایسا سمجھنے والا سنگین خطرے میں ہے۔ دیکھئے (کنزلایمان ۴/۱۱۶۔ف ۳۰۵+۲/۲۲۔ف ۳۵۔۶/۱۴تا۱۹ف ۳۰ تا ۵۸+ ۱۸/۱۰۲ ف ۲۱۳۔۲۱۴+ ۲۵/۱۸ف ۳۰ تا ۳۴+ ۳۹/۱ تا ۲۹ ف ۱ تا ۵۷+ ۱۱/۱۱۲۔۱۱۳ف ۲۲۸ تا ۲۳۱۔۲۳۴ بہت اہم + ۲۹/۲۲۔۴۱ ف ۲۸۔۳۷ تا ۵۰۔۱۰۸۔) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۱۷ پر)

صرف اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ صحابہ، انبیاء، مومنوں اور ساری مخلوق کا والی ہے اور کوئی نہیں۔ (۲/۱۲۰+۶/۱۴تا۱۹)

اب ہم سورۃ الشوریٰ (۴۲) کے ترجمہ اور تفسیر پر کنزالایمان کی روشنی میں تجزیہ اور تحقیق قارئین کے لیے پیش کریں گے! یاد رہے یہ سورت ایک اللہ کو ولی۔ والی، کام بنانے والا، مددگار، کارساز کے بارے میں ہے۔ (۴۲/۹۔۲۸) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (۴۲/۴۔۴۹) وہ مردوں کو زندہ کرے گا وہ سب کچھ پر قادر ہے (۴۲/۹) اور حکم اسی کا ہے، یہ ہے اللہ میرا رب (رسول ﷺ کا داتا) میں (رسول ﷺ) نے اس پر بھروسہ کیا اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں، آسمانوں اور زمین کا بنانے والا نر اور مادہ اور چوپائے بنانے والا ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ اس جیسا کوئی نہیں (نہ ذات میں نہ صفات میں نہ اختیارات میں نہ حقوق میں) (۴۲/۱۰۔۱۱)۔

اور اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں، رزق وسیع اور تنگ فرماتا ہے۔ بارش اتارتا ہے، رازق وہی ہے، دین جو وحی ہے اس میں فرقے نہ بناؤ آپس کے حسد سے (۴۲/۱۳ تا ۱۷) اور اس کی توحید کی نشانیاں یہ ہیں (۴۲/۲۹ تا ۳۴ + ۳۰/۲۱ تا ۲۵۔۴۶ + ۲۴/۴۴ تا ۵۳)۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے آیات (۱ تا ۵۳) میں توحید بیان فرما کر فیصلہ فرمایا کہ صرف وہی ولی "والی" کام بنانے والا ہے (۴۲/۹۔۲۸ف ۱۴) اور اللہ کے سوا کوئی ولی، والی،

کام بنانے والانہیں۔(۴۲/ ۶۔۸۔۹۔۳۱۔۴۶)

تبصرہ(۱):...... ایک کو ولی کہتے ہیں اور زیادہ کو اولیا کہتے ہیں۔اس کے معنی کنز الایمان میں بچانے والا، کام بنانے والا والی کارساز کے ہیں۔تفصیل گزر چکی لیکن یہاں (۴۲/ ۶) میں اولیاء کا ترجمہ والی لکھا اور (۴۲/ ۹) میں بھی اور (۴۲/ ۱۶) میں دوست لکھا جو کہ غلط ترجمہ ہے اور ولی کا ترجمہ (۴۲/ ۹) میں والی لکھا اور (۴۲/ ۸۔۳۱۔۴۴) میں دوست لکھا اور (۴۲/ ۲۸) میں کام بنانے والا لکھا، صاف ظاہر ہے کہ دوست ترجمہ غلط ہے اور (۴۶/ ۳۲) میں اولیاء کا ترجمہ مددگار کیا یعنی اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔

(۲) اس سورت میں ''دونہ'' (۶۔۹) میں آیا اور معنی اللہ کے سوا لکھا اور ''دون اللہ'' (۳۱۔۴۶) دو دفعہ آیا دونوں جگہ ترجمہ کیا اللہ کے مقابل، حالانکہ ''من دون اللّٰہ'' کا صحیح معنی اللہ کے سوا ہے۔تفصیل گزر چکی ہے اور (۴۲/ ۴۴) میں ولی اور ''بعدہ'' آیات، ولی کا معنی رفیق کیا اور ''بعدہ'' کا معنی اللہ کے مقابل کیا، جو دونوں معنی غلط ہیں، ولی پر بحث ہو چکی ہے۔بعدہ کا معنی کنز الایمان میں (۲/ ۸۷) میں ترجمہ کیا اس کے بعد یہی ترجمہ (۲/ ۹۲)۔میں کیا یعنی اس کے بعد اور (۳/ ۶۵) میں اس کے بعد لکھا اور (۷/ ۱۴۸۔۱۸۵ + ۲/ ۳۵۔۴۱) میں صحیح ترجمہ کیا یعنی اس کے بعد (۳) یہ معنی میں تحریف اور ردوبدل سب کچھ اپنے عقیدے کو درست ثابت کرنے کے لیے کیا لیکن اللہ کی بات نہ مانی، اب ہم کنز الایمان سے حوالے دے کر اس بات کو ختم کریں گے (۲/ ۱۲۰) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ اگر تو نے اہل کتاب کی پیروی کی بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا نہ مددگار۔مزید (۱۳/ ۳۷) دونوں جگہ لفظ ولی آیا اور (۶/ ۱۴) میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ترجمہ: ''تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں، اور یہاں توحید کے زبردست دلائل اور شرک کا رد فرمایا گیا اور کہا گیا کہ اللہ کے سوا دوسروں کو والی سمجھنا شرک ہے دیکھئے (۶/ ۱۲تا۲۴فوائد۳۰تا۴۳۔۴۸ اور۲/ ۲۱۔۲۲ ف ۳۵) میں کنز الایمان میں لکھا وہی ولی نعمت ہے اور (۳/ ۱۲۲۔۱۲۳) میں ہے ترجمہ اور اللہ ان (صحابہ) کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔(۳/ ۱۲۱ تا ۱۲۷ فوائد

۲۲۷ تا ۲۳۲ اور ۴/ ۴۵) میں ہے ترجمہ اور اللہ کافی ہے والی (ف ۱۳۸) اور اللہ کافی ہے مددگار اور (ف ۱۳۸) میں لکھا ہے اور جن کا کارساز (ولی) اللہ ہو اسے کیا اندیشہ اور (۱۸/ ۲۶) میں ہے ترجمہ: اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا اور (۱۸/ ۴۴) میں ہے ترجمہ: یہاں پوری طرح کھلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے اور اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام سب سے بھلا (یہاں لفظ ولی ہے) اور (۱۸/ ۱۰۲) میں ہے تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو (ف ۲۱۳) میرے سوا والی بنا لیں گے؟ (ف ۲۱۴) بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے اور (ف ۲۱۳) میں ہے مثل عیسٰی و عزیر و ملائکہ علیہم السلام کے اور (ف ۲۱۴) میں ہے اور ان سے کچھ نفع پائیں گے یہ گمان ناسد ہے بلکہ وہ بندے ان سے بیزار ہیں اور بے شک ہم ان کے اس شرک پر عذاب کریں گے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۳۷ پر)

تبصرہ:...... کنزالایمان سے ثابت ہو گیا کہ نبیوں اور دوسرے بزرگوں کو ولی، والی، کارساز سمجھنے والے کافر اور مشرک ہیں اور (۱۲/ ۱۰۱) میں ہے سیدنا یوسف علیہ السلام نے کہا ترجمہ: ''اے میرے رب......! بے شک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو میرا کام بنانے والا ہے، دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا۔''

تبصرہ:...... یہاں لفظ ولی ہے اور ثابت ہوا کہ دنیا اور آخرت میں نبیوں کا بھی کام بنانے والا اللہ ہے اور (۱۳/ ۱۶) میں ہے ترجمہ: فرماؤ کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا؟ تم خود ہی فرماؤ اللہ (ف ۴۶) تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ والی بنا لیے ہیں جو اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے؟ (ف ۴۷) تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھا اور انکھیارا (ف ۴۸) یا کیا برابر ہو جائیں گے اندھیریاں اور اجالا؟ (ف ۴۹) کیا اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ پیدا کیا تو انہیں ان کا اور اس کا پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا؟ (ف ۵۰) تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے (ف ۵۱) اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔

تبصرہ:...... یہاں (سورۃ الرعد ۱۳) میں آیا ہے (۱ تا ۴۳) میں اللہ کی توحید کے دلائل بیان فرما کر اللہ کے علاوہ دوسروں کو ولی، والی، کارساز بنانے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اللہ خالق

ہے باقی سب مخلوق، وہی نفع نقصان کا مالک ہے اسی کا پکارنا سچ ہے اور (ف ۴۰) میں لکھا ہے، اسی سے دعا کرنا سزاوار ہے اور (۴/۱۱۶ ف ۳۰۵) میں کنز الایمان میں ہے ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا میں نے اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی، والی، کارساز، کام بنانے والا بچانے والا نہ بنایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یہ آیت نص صریح ہے اس پر کہ شرک بخشا نہ جائے گا۔

تبصرہ:...... کنز الایمان سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو ولی بنانا شرک ہے۔ مزید دیکھئے (۱۹/۳۶ تا ۴۲ ف ۵۹ تا ۶۸) بہت اہم حوالہ۔

رب کون ہے؟ (پروردگار، پالنے والا،) داتا (۴۰/۲۶، ۲۷) رب وہ ہے جسے حاجت کے وقت پکارا جاتا ہے۔ (۴۰/۲۶ ور ف ۶۱) میں ہے کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی طرف سے کچھ نہ کہا بلکہ اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہی اور اس پر بھروسہ کیا اور اپنی طرف سے کچھ نہ کہا یہی خدا شناسوں کا طریقہ ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھا۔ ان مبارک جملوں میں کیسی نفیس ہدایتیں ہیں! یہ فرمانا کہ میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں اور اس میں ہدایت ہے رب ایک ہی ہے اور یہ بھی ہدایت ہے کہ جو اس کی پناہ میں آئے اس پر بھروسہ کرے اور وہ اس کی مدد فرمائے، کوئی اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتا، یہ بھی ہدایت ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا شان بندگی ہے اور تمہارے رب فرمانے میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اگر تم اس پر بھروسہ کرو تو تمہیں بھی سعادت نصیب ہو اور (۴۰/۱۱ ف ۲۲) میں ہے۔ رب وہ ہے جو پہلے نطفہ بے جان سے جان دار کرتا ہے پھر عمر پوری ہونے پر موت دیتا ہے پھر دوبارہ اٹھانے کے لیے زندہ کرتا ہے پھر جنت یا دوزخ میں داخل کرے گا اور (۴۰/۲۶ ف ۵۷) میں ہے رب وہ ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے بچایا اور (۴۰/۵۵ ف ۱۱۷) میں ہے رب کی عبادت کرو یعنی رب وہ ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے، جس نے آسمان سے پانی اتارا اور پھل نکالے تو اللہ کے لیے یعنی رب کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ بناؤ اور (۲/۱۳۹) میں ہے رب وہ ہے جو سب کا مالک ہے اور مسلمان نرے اسی کے ہیں اور (۵/۱۱۷) میں ہے نبیوں کا اور ان کی امتوں کا رب اللہ ہے صرف اسی ایک رب کی بندگی ہے اور (۶/۱) میں ہے رب وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی

پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں اور (۸/۹ف۱۹) میں ہے رب وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ نے جنگ بدر کے میدان سے پکارا اور اللہ کے ان بندوں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اپنے زور وقوت اور اسباب و جماعت پر ناز نہ کیا حالانکہ وہ نبیوں میں سے سب سے افضل اور صحابہ ولیوں میں سب سے افضل تھے اور (۲۶/۷۷ تا ۹۸ فوائد ۹۷-۹۲) میں ہے کہ رب وہ ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام کی کارسازی کی وہ ابراہیم علیہ السلام کا رب ہے اور اس کے اوصاف یہ ہیں نیست سے ہست فرمانے والا، اطاعت صرف اس کی ہے وہ روزی دینے والا ہے، وہ امراض دور کرتا ہے، موت اور حیات اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ ہی بخشنے والا ہے اور وہ ہی قیامت کے دن رسوا کرنے والا ہے اور اللہ کے سوا دوسروں کو مددگار سمجھنے والوں کی اس دن وہ مدد نہ کرسکیں گے (دیکھئے ۲۶/۷۷تا۹۸فوائد۹۷تا۸۵) (۱۸/۳۷-۳۸ ف ۸۱-۸۲) میں ہے کہ رب (پروردگار، پالنے والا داتا) وہ ہے جس نے انسان کو مٹی سے پھر پانی کی بوند سے بنایا اور کسی کو رب سمجھنا شرک ہے کیونکہ ہر شے کا اختیار صرف رب کو ہی ہے اور (سورۃ انعام ۶) میں بار بار رب (پروردگار، پالنے والا داتا) کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اکیلا رب قادر مطلق ہے (ف ۱۷۱) اور اس کے سوا کوئی قدرت واختیار والا نہیں (ف ۱۰۷) وہی تمام خلق کو روزی دینے والا ہے (ف ۱۱۷) اور رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب ایمان نہ لائے (ف ۶۱) بیماری یا تنگدستی اور کوئی بلا صحت، دولت، اللہ کے اختیار میں ہے اور کوئی اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا (ف ۴۱-۴۸) آسمان وزمین کا وہ ہی مالک ہے وہ تمام موجودات کا مالک خالق ہے (ف ۳۴-۳۰) پھر لوگ اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔ رب وہ ہے جو سب چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، خشک دانہ گٹھلی کو چیر کران سے سبزہ اور درخت پیدا کرتا ہے جان دار اور سبزہ کو بے جان دانے اور گٹھلی اور انسان وحیوان کو نطفہ سے اور پرند کو انڈے سے پیدا کرتا ہے (ف ۱۹۹-۲۰۰) یہ ہے اللہ تمہارا رب (ف ۲۱۳-۲۱۴) رب وہ ہے جس کی قضا ومشیت کا تبدیل کرنے والا اور حکم کو رد کرنے والا کوئی نہیں (ف ۲۳۳) رب وہ ہے جس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی نماز، قربانیاں، جینا اور مرنا ہے (ف ۱۶۲) اے نبی ﷺ! تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب (پروردگار، پالنے والا، داتا) چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے (ف ۳۴۱) میں ہے خداشناس کس طرح گوارا کرسکتا ہے کہ اللہ کے سوا

کسی اور کو رب بنائے (۶/۱۶۲ تا ۱۶۵ ف ۳۴۲ تا ۳۴۶) مزید دیکھئے (کنزالایمان ۲/۱۳۹ ف ۲۵۲+۳/۵۱ ف ۱۰۵+۶/۹۴ تا ۱۰۷ بمع فوائد+۱۰/۳ تا ۳۶ بمع فوائد)۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۳۸۷ پر)

تقدیر

کنزالایمان کے حوالوں سے تقدیر کا ذکر

(۳/۶ ف ۴) میں ہے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماں کے پیٹ میں اس کا رزق، اس کی عمر، اس کے عمل اور اس کا انجام کار یعنی اس کی سعادت وشقاوت فرشتہ لکھتا ہے پھر اس میں روح ڈالتا ہے۔'' (آگے تک) اور (۴/۳۲ ف ۹۶) میں ہے بندے کو چاہیے کہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے اور (۱۲/۳۹ ف ۱۰۵) میں ہے سب پر اس کا حکم جاری اور سب اس کے مملوک اور (۱۲/۶۷۔۶۸ ف ۱۵۹) میں ہے انبیاء کا طریقہ ہے مناسب احتیاطیں کرنا اور پھر توکل واعتماد اللہ پر ہے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں اور (ف ۱۶۰) میں ہے انبیاء بھی جو مقدر ہے، اسے تدبیر سے نہیں ٹال سکتے۔

تبصرہ:...... جب مقدر ماں کے پیٹ میں ہی لکھ دیا جاتا ہے، مقدر کو انبیاء بھی ٹال نہیں سکتے تو سمجھ سے بالا ہے کہ لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو داتا، غوث اعظم، مددگار، مختار کل کیوں مانتے ہے......! مقدر کے معاملہ میں مزید دیکھئے (۲۲/۵ ف ۱۰ تا ۱۵+۴۲/۳۰۔۳۱ ف ۸۴ تا ۹۵+۴۳/۳۲ ف ۵۰ تا ۵۲+۶۴/۱۔۲ ف ۲۔۳)

غوث

غوث سے نکلے الفاظ قرآن مجید میں چار جگہ آئے ہیں۔ قرآن میں ہے دوزخ والے جب پانی کے لیے فریاد کریں گے تو انہیں کھولتا پانی دیا جائے گا (۱۸/۲۹) اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے آدمی نے موسیٰ سے فریاد کی اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کی مدد کی (۲۸/۱۵)

تبصرہ:...... موسیٰ علیہ السلام اس وقت دنیا میں زندہ تھے اور ان کی قوم کا آدمی بھی زندہ تھا اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے اس کی مدد کی۔ اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس

کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں، دیکھئے (کنزالایمان ۲۶/۸۸ف۹۲) اور ایک کافر کے صحابی والدین نے اللہ سے فریاد کی (۴۶/۱۷) اور اب غوث یعنی فریادرس ہونے کے سلسلے میں کنزالایمان سے ایک زبردست دلیل پیش ہے (۸/۹ف۱۹) میں ہے مسلم شریف کی حدیث ہے روز بدر رسول اللہ نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور صحابہ تین سو دس سے کچھ زیادہ، تو قبلہ کی طرف رخ کیا اور اپنے رب سے دعا کرنے لگے یا رب......! جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر، یا رب......! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنائیت فرما۔ یارب......! تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی اس کے بعد (۸/ ۵تا۱۹فوائد۱۰تا۳۲ دیکھئے اس کے بعد ۳/ ۱۵۹۔۱۶۰ فوائد۳۰۱ تا ۳۰۶ اور ۳/۱۷۳ف۳۴۰ + ۴/ ۷۸ ف۲۰۳ + ۳/۱۵۴ف ۲۸۷) اور مزید دیکھئے (۴/ ۴۵ ف ۱۳۸ + ۴/ ۸۱) بہت ہی اہم (+۴/۱۳۲ + ۴/ ۱۷۱) بمع فوائد

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۷ پر)

تبصرہ:......اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا مقامات پر فرمایا کہ صرف اللہ ہی رسول اللہ ﷺ (سب سے افضل نبی) اور صحابہ رضی اللہ عنہم (سب بڑے ولیوں) کا غوث یعنی فریادرس ہے (۸/۹ف۱۹) اور اسی جگہ (ف۲۱) میں ہے بندے کو چاہیے اسی پر بھروسہ کرے اور باقی حوالے بار بار غور سے پڑھیں توحید کو سمجھیں شرک سے بچیں۔ کنزالایمان کے سارے حوالے ہیں۔

ایک اور تحریف

قرآن مجید میں ''جاءك'' ۱۲دفعہ آیا ہے (۲/۱۲۰ + ۲/۱۴۵ + ۳/۶۱ + ۵/ ۴۸ + ۶/ ۳۴ + ۶/ ۵۴ + ۱۰/ ۹۴ + ۱۱/ ۱۲۰ + ۱۳/ ۳۷ + ۶۰/ ۱۲ + ۶۳/ ۱ + ۸۰/ ۸) سب ۱۲ جگہوں پر جائك آیا ہے جو کہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے یعنی تیرے پاس۔ اور کسی انسان سے یہ خطاب نہیں دیکھئے (کنزالایمان ۳/ ۶۱ + ۵/ ۴۸ + ۶/ ۳۴) لیکن (۲/ ۱۲۰ + ۲/ ۱۴۵ + ۱۳/ ۳۷) میں ترجمہ بھی غلط کیا اور تفسیر بھی غلط لکھی۔ باقی (۹) جگہوں پر ترجمہ بھی صحیح کیا اور تفسیر بھی صحیح لکھی، فرق آپ خود دیکھ سکتے ہیں۔ قرآن میں ك کا لفظ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہت جگہ استعمال ہوا ہے، یہاں ہم کچھ حوالے درج کرتے ہیں جن کا مطلب ہے، تو یا تجھ مثلاً "الیك" تیری طرف "مِنْ قَبْلِكَ" تجھ سے پہلے دیکھئے (۲/ ۴ + ۴/ ۶۰۔۶۲ + ۴۰/ ۷۸ + ۳۹/ ۶۵ + ۴۲/ ۱۳) اور

(سورۃ الکوثر ۱۰۸) میں ۳ دفعہ فرمایا "اَعۡطَیۡنٰکَ" ہم نے تجھے عطا فرمائیں "لوبك" اپنے رب کے لیے "شانئك" تیرا دشمن۔ مندرجہ بالا سب خطاب رسول اللہ سے ہیں کسی اور کا اس میں دخل نہیں اور جب جمع کا ذکر ہو تو "جائکم" آئے گا مثلاً (۴/۱۷۰۔۱۷۴+ ۹/۱۲۸+ ۱۰/۱۰۸+ ۱۹/۲+ ۶۰/۴۰) اور "جائکم" قرآن میں (۲۶) جگہ آیا ہے۔

خالص کے متعلق کنز الایمان سے حوالے

کنز الایمان میں ہے، اپنے خالص اللہ کی عبادت کرو (اور کسی کی عبادت نہیں) رسول اللہ ﷺ کی بھی عبادت نہیں دیکھئے (کنز الایمان ۳/۹۷ف ۱۵۰) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۶۷ پر)

قرآن مجید ۳۹/۲۔۱۱۔۱۴+ ۳۹/۲ف ۲۵۲ میں لکھا ہے عبادت واطاعت خالص اسی کے لیے ہے، نیز دیکھئے (کنز الایمان ۲/۱۶۳۔۱۶۴ف ۲۹۱۔۲۹۲) اپنے قلب کو ہر چیز سے فارغ کرو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کرو (۳۷/۸۴ف ۸۳۔۸۵) کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ (۴/۳۶ ف ۱۰۹) خالص اسی کو رب (پروردگار، پالنے والا، مالک مانو) خالص اس کی عبادت کرو+ ربوبیت اور عبادت میں نہ کوئی جاندار نہ کوئی بے جان اس کا شریک ہے، اخلاص کیساتھ اس کی اطاعت کرو ذبح کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کا نام لو (۲۲/۳۴ف ۸۹۔۹۰۔۹۹) خالص اللہ کو پکارو (۷/۲۹+ ۱۰/۲۲+ ۲۹/۶۵+ ۳۱/۳۲+ ۴۰/۱۴۔۶۵) کیونکہ پکارنا عبادت ہے۔ دیکھئے (کنز الایمان ۴۰/۶۰ف ۱۲۷+ ۷/۵۴تا۵۶ ف ۱۰۰+ ۱۷/۱۱۰۔۱۱۱ ف ۲۳۰ تا ۲۳۵ اور ۲۷/۴۴ف ۳۷+ ۲۸/۵۷ف ۱۸۱تا ۱۹۰+ ۳۱/۳۲فوائد ۴۱تا ۴۶)

حَنِیۡفًا کے متعلق کنز الایمان سے حوالے

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام "حَنِیۡفًا" تھے۔ (۲/۱۳۵+ ۳/۶۷+ ۳/۹۵+ ۴/۱۲۵+ ۶/ ۷۹۔ ۱۶۱+ ۱۰/۱۰۵+ ۱۶/۱۲۰) اے نبی ﷺ......! ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ ابراہیم "حنیفاً" کی پیروی کر (۱۶/۱۲۳+ ۲۲/۳۱+ ۹۸/۵) یعنی ایک اللہ کے ہو جاؤ جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے جو سب کا رب قادر مطلق ہے۔ یاد رہے کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو دین ابراہیم "حَنِیۡفًا" پر سمجھتے تھے لیکن اللہ نے ان کو قرآن میں مشرک قرار دیا۔ دیکھئے کنز الایمان

(۷/۱۶۱_۱۶۲ تا ۱۶۴ ف ۳۳۵ تا ۳۴۶+۲/۱۳۵ ف ۲۴۶) اور ہمیں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیا ہے۔(۱۶/۱۲۰ تا ۱۲۳ ف ۲۸۰) میں ہے پیروی سے مراد یہاں عقائد و اصول دین میں موافقت کرنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اتباع کا حکم دیا گیا۔

اللہ مالک باقی سب فقیر

دیکھئے کنزالایمان (۲۴/۳۲ ف ۶۷_۶۷) سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ کے فقیر ہیں (۲۸/۲۴ ف ۶۱_۶۲) سب انسان اللہ کے فقیر ہیں (۳۵/۱۵+ ۴۸/۳۸)۔

تبصرہ:...... جو خود فقیر ہو وہ دوسرے کو کیا دے گا؟ سب نعمتیں دینے والا اللہ تعالیٰ ہے (۵۵/۱ تا ۷۸) جس میں اللہ تعالیٰ نے (۳۱) بار فرمایا: ''اے جنوں اور انسانوں......! تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔'' اور سورۃ النحل (۱۶) میں اللہ کی نعمتیں گن گن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ نعمتیں دی مخلوق تمہیں کچھ نہیں دے سکتی اگر تم اللہ کی نعمتیں گننے لگو تو گن نہیں سکتے اور اللہ کی نعمتوں کا انکار نہ کرو یہ کافروں کا طریقہ ہے۔ دیکھئے (۱۶/۱۸_۵۳_۷۱_۷۲_۸۳_۱۱۴+۲/۲۱۱_۲۳۱+۳/۱۰۳_۱۷۱_۱۷۴+۵/۷_۱۱_۲۰+۱۴/۶_۲۸_۳۴+۲۹/۶۷+۳۳/۹+۳۵/۳+۳۹/۸_۴۹+۵۲/۲۹+۶۸/۲+۹۳/۱ تا ۱۱+ اور سورۃ الانبیاء ۲۱_سورۃ الصفت ۳۷) میں جگہ جگہ ہے کہ نبیوں کو ہم نے نجات دی اور نبیوں نے حاجت اور ضرورت کے وقت ہم سے دعائیں کیں۔ اور (۸/۹ ف ۱۹_۲۱) میں ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجت وضرورت اللہ کے سامنے پیش کی اور (۳۷/۱۳۹ تا ۱۴۸ فوائد ۱۲۵ تا ۱۳۲) میں ہے کہ سیّدنا یونس علیہ السلام اپنے مولا سے بھاگے ہوئے غلام تھے۔ اور کنزالایمان میں ہے کہ غلام آقا کا شریک نہیں ہوسکتا۔ کنزالایمان (۱۶/۷۰ تا ۷۳ ف ۱۵۴ تا ۱۶۲+۳۰/۱ تا ۶۰ ف ۵۳ تا ۵۹) مزید دیکھئے (۳۹/۲۹ ف ۷۲ تا ۷۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۵ پر)

جس میں مشرک اور موحد کی مثال بیان کی جو کہ زبردست ہے، اس مثال نے غیر اللہ کے سامنے اپنی حاجت وضرورت پیش کرنے والے کو مشرک کہا اور ایک آقا یعنی ایک اللہ کے سامنے اپنی حاجت وضرورت پیش کرنے والے کو موحد کہا گیا ہے۔ کنزالایمان میں داتا ایک (۳۵/۴۸+

٦/ف ٣٧ مختار ایک ٣/١٣٥۔١٤٠+١٠/٢١٦+ ٧/ف ٢٦٥۔٢٩٤) داتا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، وہی اکیلا مختار ہے، وہی اکیلا ہے مشیت میں یعنی اپنی مرضی کرتا ہے کسی کا دخل نہیں وہی اکیلا متصرف ہے یعنی نفع و نقصان کا مالک۔ دیکھیے کنیز الایمان (٥٥/ف ١٢۔٢٣۔٢٤+ ٥٣/ف ٢٨+ ٣٧/٨٣+ ف ٢١٨ + ٣٩/٦٢ تا ٦٧ ف ١٣٥ تا ١٤٠ مزید مختار ٣٩/٦٢+ ١٦/ف ١٨+ ١٧/ف ١٥٤+ ٢٩/ ف ١٠٦) مشیت یعنی مرضی صرف اللہ کی (١٠/ف ١٢٤+ ٩/ف ٦٠+ ٤/١٥١+ ٥/ف ١٠١+ ٦/ ٢٣٥+ ٢/ف ١٨٢۔ ٥١٦۔ ١٨٢) صرف وہی وکیل یعنی کارساز ہے (+٤/٨١۔١٣٢۔١٧١) صرف وہی ولی یعنی کارساز، مددگار، کام بنانے والا، بچانے والا ہے اور کوئی نہیں (٦/١٤ تا ١٨ ف ٣٧ تا ٤٣)

خلاصہ بحث:

کسی (زندہ اور قریب) سے اسباب و وسائل کے تحت مدد طلب کرنا اور اسے پکارنا شرک نہیں ہے اور کسی (مردہ اور غیر موجود) کو اسباب و وسائل سے برتر اور بے نیاز سمجھ کر مدد طلب کرنا یا پکارنا شرک ہے کیونکہ اسباب و وسائل سے برتر و بالا ہو کر مدد کرنے اور پکارنے والے کی دادرسی کرنے کی قدرت رکھنے والا اور پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو آیتیں پکار والی ہیں یعنی غیر اللہ کو پکارنا جائز نہیں، کیا یہ بتوں کے بارے میں ہیں؟ تو اس سلسلہ میں معمولی سمجھ بوجھ والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی "الا اللہ" یعنی اللہ کے سوا، یا "الا ھو" یعنی اس کے سوا آئے گا، وہاں وہ چیز اللہ کے لیے مخصوص ہو جائے گی اور اللہ کے سوا باقی تمام مخلوق عرش سے فرش تک کی نفی ہو جائے گی، صرف بتوں ہی کی نفی نہ ہوگی مثلاً "لا الہ الا اللہ" یعنی کلمہ میں اللہ تعالیٰ کا اثبات ہے اور باقی سب مخلوق کی نفی ہے حتیٰ کہ کسی بڑے سے بڑے پیغمبر کی بھی عبادت نہیں ہو سکتی۔ جو شخص کسی پیغمبر کی بھی عبادت کرے گا وہ کافر اور مشرک ہو جائے گا، جس میں سرفہرست غیر اللہ کو پکارنا شامل ہے، جیسا کہ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بندگی کی اور وہ کافر اور مشرک ٹھہرے۔ قرآن اس پر گواہ ہے۔ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بندگی کی (المائدۃ: ٥/٧٢ تا ٧٧) اور عیسائیوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو گرجوں میں پکارا (الجن: ١٨ تا ٢٠) ان باتوں کی تفصیل "کیا امت مسلمہ شرک کر سکتی ہے؟" کے

تحت پہلے آ چکی ہے۔اسی طرح قرآن مجید میں جہاں جہاں "من دون الله" یعنی اللہ کے سوا، یا "من دونہ" یعنی اس کے سوا آئے گا، وہ چیز اللہ کے لیے مخصوص ہو جائے گی اور باقی تمام مخلوق عرش سے فرش تک کی نفی ہو جائے گی، صرف بتوں ہی کی نفی نہ ہوگی۔ مثلاً (المائدۃ: ۵/۷۲تا۷۷) جیسا کہ گزر چکا ہے۔اسی طرح قرآن مجید میں جہاں "غیر اللہ" یا "غیرہ" آئے گا تو وہاں وہ چیز اللہ کے لیے مخصوص ہو جائے گی اور باقی سب مخلوق عرش سے فرش تک کی نفی ہو جائے گی، صرف بتوں ہی کی نفی نہ ہوگی، مثلاً (الانعام: ۶/۱۴، ۴۰، ۴۶)۔قرآن مجید میں بے شمار جگہ یہی بات بتکرار ہے اور یہی بات "مع اللہ" یا "معہ" (یعنی اللہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ) مثلاً (الجن: ۱۸، الانعام: ۱۹، الحجر: ۹۶) کے لیے ہے اور یہی بات "احدا" کے لیے ہے مثلاً (الجن: ۲، ۱۸، ۲۰، ۲۲) یہی بات "شیئا" کے لیے ہے۔(مثلاً الانعام: ۱۵۱۔ یوسف: ۳۸، ۳۹۔النور: ۵۵ وغیرہ) اور یہی بات "خالق" کے لیے ہے۔(مثلاً النحل: ۲۰۔ الاحقاف: ۴، الاعراف: ۱۸۹ تا ۱۹۹) اور یہی بات "آخر" کے لیے ہے۔(الحجر: ۹۲)۔

(۱)......"من دون الله۔ من دونہ" کی تحقیق کنز الایمان سے "من دون الله" سے مراد خود ہمارے پیارے رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیئے کنز الایمان ۳/ ۷۹-۸۰ ف ۱۵۰ "من دون الله" سے مراد ساری مخلوق ہے۔دیکھیئے (کنز الایمان ۱۰/ ۳۷ ف ۹۲+۱۰/ ۱۰۴ ف ۲۱۵+) "من دون الله" سے مراد ذوی العقول یا غیر ذوی العقول ہیں۔دیکھیئے (کنز الایمان ۲۵/ ۱۷ ف ۳۰) اور "من دونك" سے مراد تمام غیر اللہ ہیں اور اولیاء کے معنی مولا ہیں۔دیکھیئے (کنز الایمان ۲۵/ ۱۸ ف ۳۳) لیکن کنز الایمان میں ۶۷ بار "من دون الله" کا ترجمہ اللہ کے سوا کیا۔دیکھیئے (کنز الایمان ۲/ ۲۳، ۱۰۷، ۱۶۵+ ۳/ ۶۴، ۷۹+ ۴/ ۱۱۹-۱۲۳، ۱۷۳+ ۶/ ۵۶، ۷۰، ۷۱، ۱۰۸+ ۷/ ۳۰، ۳۷، ۱۹۴+ ۱۰/ ۱۸، ۳۷، ۳۸، ۶۶، ۱۰۴، ۱۰۶+ ۱۱/ ۱۳، ۲۰، ۱۰۱، ۱۱۳+ ۴۰/ ۶۶) وغیرہ اور ۷ بار من دون اللہ کا ترجمہ اللہ کے سوا نہ کیا، اللہ کے سامنے یا مقابل کیا۔دیکھیئے کنز الایمان (۱۸/ ۴۳+ ۳۹/ ۴۳+ ۴۰/ ۷۴+ ۴۲/ ۳۱-۴۶+ ۶۷/ ۲۰+ ۷۱/ ۲۵) غلط ترجمہ اس لیے کیا گیا کہ ان جگہوں پر قرآن میں ان کے عقیدے کی تردید ہوتی ہے۔

(۲)......غیر اللہ سے مراد ساری مخلوق ہے۔دیکھیئے (کنز الایمان ۳/ ف ۱۵۰+ ۴۳/ ف

۱۵+ ۳۹/۶ ف ۱۰+۲۳/ ف ۱۷۷+ ۲۵/ف ۳۳+۳۱/ ف ۴۷-۶۰+۴۳/۳۴ف ۱۰۷ف
۷۵-۱۵۰+۱۰۹+۷/۵۹ف ۱۱۱+۱۰۹/ ف ۱ تا ۳) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۶۰۷ پر)

(۳)...... شیئا سے مراد انبیاء اور ساری مخلوق ہے۔ دیکھئے (کنز الایمان ۳/۶۴ ف ۱۲۰) سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور سب اور (۴/۳۶ ف ۱۰۹) نہ جاندار کو، نہ بے جان کو، نہ اس کی ربوبیت میں اور نہ ہی اس کی عبادت میں شریک کرو۔

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والی آیات بتوں کے لیے نہیں بلکہ یہ سب مخلوق کے لیے ہیں، ان میں سب مخلوق کی نفی ہے، کیونکہ یہ مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ قرآن مجید میں مذکر ہیں۔

کیا مشرکین صرف بتوں کی پوجا کرتے تھے؟:

رضا خانی قرآن میں (آل عمران ۳/ ۶۴ ف ۱۲۰) میں لکھا ہے کہ "الا الله" سے مراد عیسیٰ علیہ السلام عزیر علیہ السلام ہیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کی بھی عبادت نہیں ہوسکتی اور اسی قرآن میں (آل عمران /۷۹، ۸۰ ف ۱۵۰) میں لکھا ہے کہ "دون الله" سے مراد ساری مخلوق ہے حتیٰ کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور اسی قرآن میں (البقرہ/ ۲۳ اور بنی اسرائیل/ ۸۸ اور یونس/ ۳۷۔ ۳۸ اور ھود/ ۱۳ اور الفرقان ۱۷۔ ۱۸/ ف ۵۳، ۶۲) ان سب آیات میں "من دون الله" (یعنی اللہ کے سوا) سے مراد ساری مخلوق ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۶۰۷ پر)

احمد رضا خاں صاحب کا قرآنی ترجمہ اور اس کی دورخی:

اب ہم اس معاملے کی ایک اور زاویہ سے بھی تشریح کرنا چاہتے ہیں۔ احمد رضا خان صاحب کے قرآنی ترجمے کا تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے:

① ﴿قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾

(الانعام: ۶/ ۵۶)

ترجمہ "تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔"

② ﴿قَالُوا أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (الاعراف: ۷/ ۳۷)

ترجمہ ''تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے؟''

۳ ﴿وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۶۷)

ترجمہ ''اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو سب غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو۔''

۴ ﴿اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴾ (الصّٰفّت: ۳۷/ ۱۲۵)

ترجمہ ''کیا بعل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو۔''

۵ ﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴾

(النساء: ۴/ ۱۱۷)

ترجمہ ''یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو۔''

۶ ﴿وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ﴾

(الانعام: ۶/ ۱۰۸)

ترجمہ ''اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے۔''

۷ ﴿فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ﴾ (هود: ۱۱/ ۱۰۱)

ترجمہ ''تو ان کے معبود جنہیں اللہ کے سوا پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے، جب تمہارے رب کا حکم آیا۔''

﴿وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴾

(النحل: ۱۶/ ۲۰)

ترجمہ ''اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔''

آپ غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ مندرجہ بالا آٹھ آیات میں لفظ ''یَدْعُوْنَ'' اور لفظ تَدْعُوْنَ کا ترجمہ پکارنے کی بجائے پوجنا کیا۔ اب ہم ان آیتوں کا حوالہ آپ کے سامنے پیش کریں گے جن میں انہی الفاظ یعنی ''یَدْعُوْنَ'' اور ''تَدْعُوْنَ'' کا ترجمہ احمد رضا خان صاحب نے بار بار ''پکارنا'' کیا، کیونکہ ان کا ترجمہ ''پوجنا'' ممکن نہیں ہے۔

① ﴿قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ٦/ ٤١۔ ٤٠)

ترجمہ ''تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو، کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو؟ بلکہ اسی کو پکارو گے۔ تو وہ اگر چاہے جس پر اسے پکارتے ہو اسے اٹھا لے اور شریکوں کو بھول جاؤ گے۔''

② ﴿قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝﴾ (الشعراء: ٢٦/ ٧٢)

ترجمہ ''فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو؟''

③ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾ (آل عمران: ٣/ ٢٣)

ترجمہ ''کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا، کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کا فیصلہ کرے۔''

④ ﴿اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ﴾ (آل عمران: ٣/ ١٥٣)

ترجمہ ''جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی طرف نہ دیکھتے تھے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول (ﷺ) تمہیں پکار رہے تھے تو تمہیں غم کا بدلہ

غم دیا۔"

۵ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾

(الانعام: ٦/ ٥٢)

ترجمہ "اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام، اس کی رضا چاہتے ہیں۔"

۶ ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ﴾ (الكهف: ١٨/ ٢٨)

ترجمہ "اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔"

اس طرح اگر ہم "دعو" لفظ سے نکلے ہوئے متعلقہ دیگر الفاظ کا قرآن میں مزید جائزہ لیں تو یہ بہت سی اور جگہوں پر بھی ہیں۔ اس تقابلی جائزے پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ جہاں بھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے سے منع فرمایا ہے یا اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والوں کو کافر یا مشرک قرار دیا ہے یا فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والے ان کی عبادت کر رہے ہیں، وہاں احمد رضا خان صاحب نے "دعو" یعنی پکارنا سے نکلے ہوئے الفاظ کا ترجمہ پکارنا سرے سے کیا ہی نہیں بلکہ پوجنا یا بندگی ترجمہ کیا ہے اور تفسیر میں بت کا لفظ لکھ دیا ہے۔ یعنی لکھا ہے کہ بتوں کی پوجا منع ہے اور اس سے عام مسلمان کو سخت گمراہ کیا ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا منع نہیں ہے صرف بتوں کی پوجا منع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بلا خوف و خطر اللہ کے سوا دوسروں کو پکار رہے ہیں اور شرک کے مرتکب ہو رہے ہیں اور دوزخ کا ایندھن بن رہے ہیں۔ اگر آپ یہ تقابلی جائزہ خود کرنا چاہیں تو احمد رضا خان صاحب کا قرآنی ترجمہ و تفسیر مراد آبادی سامنے رکھ لیں اور حافظ نذر صاحب کا قرآنی ترجمہ بھی سامنے رکھ لیں، اس کے بعد ہماری نشاندہی کے مطابق دونوں قرآنی تراجم میں وہ مقامات نکال کر جائزہ لے لیں، فرق صاف نظر آجائے گا۔ یاد رہے کہ حافظ نذر احمد صاحب کا قرآنی ترجمہ تینوں مسالک یعنی بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کا نظر ثانی شدہ اور متفقہ علیہ ترجمہ ہے، یہ ترجمہ اردو بازار لاہور

سے باآسانی دستیاب ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۱۵ پر)

یاد رہے کہ "دعو" (یعنی بلانا، پکارنا، مانگنا) سے نکلے الفاظ کا یہی ترجمہ احمد رضا صاحب نے اپنے قرآنی ترجمہ میں بار بار کیا ہے اور اس کا ترجمہ پوجا یا بندگی نہیں ہے اور "عبد" کا ترجمہ پوجا کرنے والا یا بندگی کرنے والا ہوگا۔ "عبد" کا معنی بندہ ہے۔ "دعو" یعنی پکارنا سے نکلے ہوئے الفاظ "یدعو، تدعو، ندعو، یدعون، تدعون، دعا، دعوت" وغیرہ اور عبد سے نکلے ہوئے الفاظ "نعبد، تعبد، یعبد، تعبدون، یعبدون" وغیرہ ہوں گے۔

ترجمہ میں یہ گڑبڑ احمد رضا صاحب کے قرآنی ترجمہ میں مندرجہ ذیل جگہوں پر کی گئی ہے۔ (النساء ۱۱۷۔ الانعام ۵۶، ۷۱، ۱۰۸۔ الاعراف ۲۹، ۳۷، ۱۸۹ تا ۱۹۸ (دو جگہ)۔ ھود ۱۰۱۔ الکہف ۱۴۔ مریم ۴۷، ۴۸۔ العنکبوت ۴۲۔ فاطر ۱۳، ۱۴۔ الصفات ۱۲۵۔ الزمر ۳۸۔ المومن ۱۲ تا ۲۰، ۶۰ تا ۶۶، ۷۴۔ حم السجدہ ۴۸۔ الزخرف ۸۶۔ الاحقاف ۴، ۵۔ الطّور ۲۸۔ الجن ۱۸ تا ۲۰۔ بنی اسرائیل ۵۷، ۶۷۔ الحج ۱۲، ۱۳، ۶۲، ۷۳۔ یونس ۱۰۶۔ النحل ۲۰، ۸۶۔ الفرقان ۶۸۔ ۷۷۔ المومنون ۱۱۷۔ القصص ۸۸۔ الشعراء ۲۱۳۔ لقمان ۳۰)۔ اور غضب یہ ہے کہ دعا جو عام فہم لفظ ہے جس کا معنی دعا کرنا، پکارنا یا مانگنا ہے اس لفظ دعا کا معنی بھی (مریم ۴۸۔ الفرقان ۷۷۔ الاحقاف ۵) میں پوجا کیا گیا ہے۔ یہ واضح تحریف یعنی ٹیڑھا مطلب نکالنا ہے۔ صرف اپنا عقیدہ درست ثابت کرنے کے لیے اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا تمام جگہوں پر شیعہ (علماء) نے ترجمہ صحیح کیا ہے۔

مندرجہ بالا جگہوں کے علاوہ باقی جگہ ان الفاظ کا ترجمہ بلانا، پکارنا، مانگنا یا دعا کرنا کیا ہے کیونکہ وہاں مجبوری تھی۔ خان صاحب والا ترجمہ یعنی بندگی ممکن نہیں تھا (البقرۃ ۲۳، ۶۱، ۶۸ تا ۷۰، ۲۲۱، ۱۷۱، ۱۸۶، ۲۶۰، ۲۸۲۔ ھود ۱۳، ۶۲۔ المومن ۱۰، ۱۲، ۲۶، ۴۱ تا ۴۳، ۴۹، ۵۰۔ یونس ۱۰، ۱۲، ۲۵، ۳۸، ۲۲، ۸۹۔ الاعراف ۵، ۵۵، ۵۶، ۱۳۴، ۱۸۰، ۱۸۹ تا ۱۹۸۔ ابراہیم ۹، ۱۰، ۲۲، ۳۹، ۴۰، ۴۴۔ بنی اسرائیل ۵۲، ۷۱، ۵۶، ۱۱۰۔ حم السجدہ ۵، ۳۱، ۳۳، ۴۹، ۱۵۱ اور بے شمار اور جگہ) اس کی واضح مثالیں ہیں۔ دراصل احمد رضا صاحب اپنا من گھڑت عقید پہلے ہ بناتے ہیں اور بعد میں پھر اپنے خودساختہ عقیدہ کے مطابق قرآن کا ترجمہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا

قرآن کو پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنا عقیدہ بناتے لیکن یہاں الٹ معاملہ ہے جیسا کہ آپ دعا یعنی پکارنا کے باب میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دعا مجھ سے مانگو۔

ترجمہ: ''اور تمہارے رب نے فرمایا دعا مجھ سے مانگو میں قبول کرونگا۔''

(ف ۱۲۷) بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں۔ عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔ (المومن ۶۰) فائدہ ۱۲۷ کے تحت لکھا ہے حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۰ پر)

اور قرآن مجید میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ (الدعا ھوالعبادۃ) (ابو داود ترمذی) اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دونگا۔ (ترجمہ احمد رضا خاں صاحب تفسیر مراد آبادی) یہاں دعا اور عبادت دونوں صحیح ترجمے کیے۔ دیکھئے الاعراف (۵۵، ۵۶) از احمد رضا خاں صاحب۔ فائدہ (۱۰۰) یہاں بھی ترجمہ دعا کیا اور الرعد (۱۴ تا ۱۶) صفحہ ۱۰۷ا پر لکھتے ہیں ''اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے'' اور قرآن مجید سے اکیس حوالے درج ہیں اور اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ ''ہر نفع ونقصان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے'' اور قرآن سے پانچ حوالے دیے گئے ہیں۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۳ پر)

مراد آبادی صاحب نے تفسیر میں لکھا ہے کہ دعا سے عبادت مراد ہے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۱ پر)

اور بریلوی اور شیعہ حضرات دن رات مسجدوں میں اور مسجدوں سے باہر غیر اللہ کو پکار رہے ہیں۔ یعنی بقول مراد آبادی صاحب کے غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں جو سراسر کفر وشرک ہے۔ دعا کے لیے مزید حوالہ جات دیکھئے (البقرہ ۱۸۶۔ السجدہ ۱۶۔ النحل ۶۲) ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ دعا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو، اور یہاں احمد رضا صاحب نے ہر جگہ پکارنا ترجمہ کیا ہے) اور فرمایا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہوں (ق: ۱۶) اور میں ہر چیز جو زمین وآسمان میں کھلی اور چھپی ہے اور دلوں کے بھید بھی جانتا ہوں۔ (تغابن ۴۔ سبا ۳۔ فاطر ۳۸)

اللہ تعالیٰ کو پکارنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ جیسا کہ ہم ابھی احمد رضا خاں صاحب کے قرآنی

ترجمہ و مراد آبادی تفسیر سے ثابت کر چکے ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو انکو تمہارے پکارنے کا علم نہیں (فاطر ۱۴۔ الاحقاف ۵، ۶) اس کتاب میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی پتہ نہیں کہ اس وقت دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ نیز فرمایا جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارا کام نہیں نکال سکتے۔ (فاطر ۱۴)

اب وہ آیات درج کرتے ہیں جن میں احمد رضا خاں صاحب نے گڑ بڑ کی ہے اور جن کی تفصیل اس کتاب سے پہلے دی گئی ہے۔ وہ آیات جن میں (یدعون) اور (یدعونہ) ہے اور ترجمہ غلط کیا گیا ہے۔ (النساء ۱۱۶، ۱۱۷) (الانعام ۱۰۸) (الھود ۱۰۱) (النحل ۱۷ تا ۲۳) (بنی اسرائیل ۵۶، ۵۷) (الحج ۶۱ تا ۶۶) (الفرقان ۶۸) (العنکبوت ۴۱، ۴۲) (لقمان ۳۰ تا ۳۲) (الزخرف ۸۲ تا ۸۹) (حم السجدۃ ۴۸)۔

اب وہ آیات درج کرتے ہیں جس میں احمد رضا خاں صاحب نے (یدعون) کا درست ترجمہ کیا ہے۔ (البقرہ ۲۲۱۔ آل عمران ۲۳، ۱۰۴۔ الانعام ۵۲، ۱۷ یونس ۶۶، یوسف ۳۳، الانبیاء ۹۰۔ الرعد ۱۴۔ الکھف ۲۸، القصص ۴۱ السجدہ ۱۶، یسین ۵۷، الدخان ۵۵، القلم ۴۲، ۴۳)۔

وہ آیات جن میں (تدعون) ہے اور ترجمہ غلط کیا گیا ہے۔ (الانعام ۵۶، الاعراف ۳۷، ۱۹۴، ۱۹۷۔ بنی اسرائیل ۶۷، مریم ۴۷ تا ۴۹، الحج ۳ ۷، ۷۴، الصافات ۱۲۵، تا ۱۲۸، الزمر ۳۸ تا ۴۰ الاحقاف ۱ تا ۶) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۲ پر)

اب وہ آیات درج کرتے ہیں جن میں (تدعون) کا درست ترجمہ کیا گیا ہے۔ (ابراہیم ۹، الانعام ۴۰، ۴۱، ۶۳، الشعراء ۷۲، المومن ۱۰ ۴۱ تا ۴۳ (تین دفعہ) حم السجدۃ ۳۱، محمد ۳۸، الفتح ۱۶، الملک ۲۷) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۳ پر)

وہ آیات جن میں (تدع و یدع) آتا ہے مگر ترجمہ غلط کیا گیا ہے۔ (یونس ۱۰۳ تا ۱۰۹۔ المومنون ۱۱۶، ۱۱۷۔ الشعر ۲۱۳۔ القصص ۸۸)۔

وہ آیات جن میں (تدع و یدع) وغیرہ کا درست ترجمہ کیا گیا ہے۔ (فاطر ۱۸۔ الکھف ۵۷۔ بنی اسرائیل ۱۱۔ المومن ۲۶۔ القمر ۶ تا ۸ العلق ۱۷)۔

وہ آیات جن میں (ادعو۔ تدعو۔ یدعو۔ ندعو) وغیرہ ہیں لیکن ترجمہ غلط کیا گیا ہے۔ (الاعراف ۱۹۴، النحل ۸۶۔ الکھف ۱۴۔ مریم ۴۷ تا ۴۹۔ الحج ۱۲، ۱۳۔ الجن ۱۸ تا ۲۳۔ الاحقاف ۱ تا

٦۔ الطور ۲۸)۔

وہ آیات جن میں ان الفاظ کا درست ترجمہ کیا گیا ہے۔ (الاعراف ۵۵، ۵٦، ۱۸۹ تا ۱۹۸۔ یونس ۳۸۔ ھود ۱۳۔ یوسف ۱۰۸۔ الرعد ۳٦۔ بنی اسرائیل ۵٦، ۱۱۰۔ المومنون ۷۳۔ الفرقان ۱۳، ۱۴۔ فاطر ۱۳، ۱۴۔ محمد ۳۵۔ یونس ۲۵۔ ھود ٦۲۔ ابراہیم ۹۔ بنی اسرائیل ۵۲۔ الزمر ۸ فاطر ٦۔ بنی اسرئیل ۱۷)۔

وہ آیات جن میں "دعا" کا لفظ آیا ہے لیکن ترجمہ ٹھیک نہیں کیا گیا۔ (مریم ۴۷ تا ۴۹۔ الفرقان ۷۷۔ الاحقاف ۱ تا ٦)۔

وہ آیات جن میں دعا کا صحیح ترجمہ کیا گیا ہے۔ (البقرہ ۱۷۱۔ آل عمران ۳۸۔ یونس ۱۲، ۸۹۔ الرعد ۱۴۔ ابراہیم ۳۹، ۴۰۔ بنی اسرائیل ۱۱۔ مریم ۴۔ الانبیاء ۴۵۔ النور ٦۳۔ الزمر ۴۹)۔

قرآن مجید میں بے شمار جگہ پکارنے کے بارے ذکر وارد ہوا ہے۔ لیکن "سورۃ فاطر" اور "سورۃ المومن" یہ سورتیں مکمل طور پر پکارنے کے موضوع پر ہیں "سورۃ الجن" "سورۃ الزمر" بھی۔

ایک اہم نکتہ:

اگر (دعو) سے نکلے ہوئے الفاظ کا ترجمہ عبادت مان بھی لیا جائے تو وہ دو احادیث جن کا اس تفسیر میں المومن (٦۰، ف ۱۲۷) اور الاعراف (۵۵، ۵٦، ف ۱۰۰) میں ذکر ہے، ان کا ترجمہ اور تفسیر کچھ یوں ہوگی۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۰، ۴۱، ۷۷ پر)

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) (ابوداؤد و ترمذی)

ان کے کہنے کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا ترجمہ: "عبادت عبادت ہے" اور دوسری حدیث ((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ)) (ترمذی) کا ان کے کہنے کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا۔ ترجمہ "عبادت عبادت کا مغز ہے" ظاہر ہے یہ معنی بے معنی ہیں اور ان احادیث کا ترجمہ یہ ہوگا ترجمہ "پکارنا ہی عبادت ہے" اور دوسری حدیث کا صحیح ترجمہ یہ ہوگا "پکارنا عبادت کا مغز ہے" اور مراد آبادی کی تفسیر المومن (٦۰ ف ۱۲۷) اور الاعراف (۵۵، ۵٦ ف ۱۰۰) میں بھی یہ لکھا ہے کہ دعا عبادت ہے اور یہ بہت جگہ قرآن میں وارد ہوا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات کلی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ جو غیر اللہ کو پکارتا ہے وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے، اس طرح غیر اللہ کو پکارنے والا شرک فی الحکم کر رہا ہے۔ کیونکہ اس نے نہ اللہ کی مانی اور نہ رسول اللہ ﷺ کی مانی، یہ شرک فی الذات بھی کر رہا ہے۔ کیونکہ عبادت اللہ کے سوا صرف اس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی ذات سے نکلا ہو۔ (الزخرف/۸۱) اور کسی کی بھی عبادت اللہ کے سوا نہیں ہو سکتی۔ وہ شرک فی الصفات بھی کر رہا ہے کیونکہ اس نے اللہ کی صفت غیر اللہ میں رکھ دی۔ وہ شرک فی العلم بھی کر رہا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں غیر اللہ کو پکار رہا ہوں وہ ہستی میرے پکارنے کا علم رکھتی ہے۔ حالانکہ اللہ قریب ہے۔ یہ قرآن میں ہے اور کوئی قریب نہیں۔ (البقرہ ۱۸۶۔ ہود ۱۲۳۔ سبا ۵۰) وہ شرک فی العبادت بھی کر رہا ہے کیونکہ پکارنا عبادت ہے اس طرح غیر اللہ کو پکارنے والا ''لا الہ الا اللہ'' کا ہی منکر ہو گیا اور اسلام سے خارج ہو گیا۔ کیونکہ کلمہ پڑھ کے وہ اسلام میں داخل ہوا۔ جب اس نے غیر اللہ کو پکارا تو اس نے غیر اللہ کی عبادت کی، اس طرح وہ ''لا الہ الا اللہ'' کا منکر ہو گیا۔ کیونکہ کلمہ کا مطلب ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔ قرآن عقل استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ جس فوت شدہ کو ہم غسل دیتے ہیں، کفن پہناتے ہیں، کاندھوں پر اٹھا کر قبر تک لے جاتے ہیں، قبر میں اتارتے ہیں، اس کے اوپر مٹی ڈالتے ہیں، اس کا جنازہ اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ پھر اسے ہی پکارنا شروع کر دیتے ہیں، اسے داتا، مشکل کشا کہتے ہیں۔ اسے غوث الاعظم سمجھتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اتنی عام سی بات کو بھی نہیں سمجھتے؟ حالانکہ بقول مرادآبادی صاحب کے جو فوت ہو جاتے ہیں ان کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ (دیکھیے تفسیر مرادآبادی الشعراء: ۸۹، ف ۹۲) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۴۴ پر)

سورہ نحل: ۱۲ تا ۲۳ مع فوائد:

''اور اس نے مسخر کیے تمہارے لیے دن اور رات سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے پابند ہیں۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کو (ف ۱۸) اور جو تمہارے لیے پیدا کیا زمین میں رنگ برنگ (ف ۱۹) بے شک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے مسخر کیا دریا کو (ف ۲۰) کہ اس میں تازہ گوشت کھاتے ہو (ف ۲۱) اور اس میں

سے گہنا نکالتے ہو جس کو پہنتے ہو (ف ۲۲) اور تو اس میں کشتیاں دیکھے پانی چیر کے چلتی ہیں اس لیے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کا احسان مانو اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے (ف ۲۳) کہ تمہیں کہیں لے کر نہ کانپے اور ندیاں اور رستے تا کہ تم راہ پاؤ (ف ۲۴) اور علامتیں (۲۵) اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں (ف ۲۶) تو کیا جو بنائے (ف ۲۷) وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے (۲۸) تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہیں کر پاؤ گے (ف ۲۹) بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ف ۳۰) اور اللہ جانتا ہے (ف ۳۱) جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں (ف ۳۲) وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور (ف ۳۳) وہ خود بنائے ہوئے ہیں (ف ۳۴) مردے ہیں (۳۵) زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے (ف ۳۶) تمہارا معبود ایک معبود ہے (ف ۳۷) تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں (ف ۳۸) اور وہ مغرور ہیں (۳۹) فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور چھپاتے ہیں بے شک وہ مغرور ہیں اور اللہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا"

مندرجہ بالا ترجمہ اور تفسیر کو بار بار پڑھیں۔ ان آیات کے ترجمے میں زبردست گڑبڑ اور تحریف کی گئی ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۵۷، ۴۶۷، ۴۷۷، ۴۸۷ پر)

① ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر یہ یہ نعمتیں کی ہیں۔

② ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور واحدنیت بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ فاعل و مختار ہے اور اس کو سب قدرت و اختیار حاصل ہے۔ اور تم ایسے مالک کی عبادت چھوڑ کر کسی بھی اور کو مت پکارو۔ کیونکہ وہ اکیلا معبود ہے خالق کو پکارو۔ مخلوق کو نہ پکارو کیونکہ خالق نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے، مخلوق کچھ پیدا نہیں کر سکتی۔

ان واضح آیات کے باوجود رضا خانی ترجمہ مع تفسیر میں جو کچھ تحریف کی گئی ہے، وہ درج ذیل ہے۔

[1] یہاں "خلق" سے نکلے ہوئے چار الفاظ ہیں (یَخْلُقُ (دو مرتبہ) یَخْلُقُوْنَ، یُخْلَقُوْنَ) ان کا ترجمہ پیدا کرنا ہے لیکن اس ترجمے میں پیدا کرنے کی بجائے "بنایا" ترجمہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ میں نے سب کچھ پیدا کیا ہے۔ کوئی اور ہستی کچھ پیدا

نہیں کر سکتی۔ لہٰذا مجھے پکارو میری عبادت کرو۔ لیکن یہاں بنانا ترجمہ چار دفعہ لکھ کر تفسیر میں بت لکھ دیا گیا اور مطلب یہ نکالا گیا کہ بت کچھ نہیں بنا سکتے اور اللہ تعالیٰ کی ان آیات کا مطلب ساری مخلوق کی طرف سے پھیر کر بتوں کی طرف کر دیا کہ بت کچھ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ہر ذی الشعور شخص ان آیات کا مطلب آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان آیات میں بیان کردہ صفات اللہ کے سوا اور کسی میں نہیں۔

۲ یہاں (یَدْعُوْنَ) کا صیغہ بیان ہوا ہے جس کا معنی ہے پکارنا اور اس کا مطب صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں، مخلوق کو پکارنے کی صاف نفی کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں اس بات کا ذکر تک نہیں اور محض بتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو سراسر تحریف ہے۔

۳ تیسری بات یہ ہے کہ ان آیات میں ﴿یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ وارد ہوا ہے یعنی اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ ہم (من دون اللّٰه) کے باب میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں کہ احمد رضا خانی قرآن ہی میں (من دون اللّٰه) سے مراد ساری مخلوق ہے، جن میں انبیاء بھی شامل ہیں لیکن یہاں (من دون اللّٰه) کی تفسیر میں بت لکھ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ان آیات میں ساری مخلوق کی نفی فرما رہے ہیں لیکن یہ صاحب صرف بتوں کی نفی کر رہے ہیں، جو واضح تحریف ہے۔

بالکل اسی طرح کی تحریفیں الفاطر (۳۸ تا ۴۱)، الاحقاف (۱ تا ۶) اور الاعراف (۱۸۹ تا ۱۹۸) میں بھی کی گئی ہیں۔ آپ خود مطالعہ کر سکتے ہیں سورۃ یونس (۱۰۳ تا ۱۰۹) میں (تدع) کا ترجمہ بندگی کیا باقی ترجمہ وتفسیر درست کیا۔ ان آیات کو پڑھ کر اوپر والی تحریف صاف سمجھ آ رہی ہے یہی کچھ (الروم ۳۰ ساری سورت / لقمان ۳۱ ساری سورت اور ۴۰/ ۶۰ تا ۷۴) میں کیا یاد رہے اوپر والے سات حوالے جب آپ قرآن مجید میں ترجمے کے ساتھ پڑھیں گے تو یہ بات بالکل عیاں ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے دلائل دے کر فرمایا کہ صرف میری عبادت کرو مجھے پکارو، مخلوق کو نہ پکارو۔ صرف بتوں کی بات نہیں۔

اور مندرجہ ذیل مقامات پر بھی تحریف کی گئی ہے۔ (الروم : ۲۸ تا ۴۰ ف ۸۷، ۸۸۔ سبا

۲۲ تا ۲۷ مع فوائد فاطر:۱ تا ۱٤ ، فوائد ۲ تا ۱۰۲ ، الزمر ۲۹ تا ٤٦۔ الشوریٰ ۱ تا ۱۲ مع فوائد)

اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ سے فرمایا کہ میرے بندوں کو نہ پکارو اگر تم سچے ہو تو ان کو پکارو وہ تمہیں جواب دیں۔ (الاعراف ۱۹۴) اور یہود و نصاریٰ سے فرمایا کہ اپنے نبیوں کو نہ پکارو۔ دیکھئے رضا خانی ترجمہ و تفسیر (بنی اسرائیل ۵٦، ۵۷ ف ۱۱۸، ۱۱۱، ۱۲۰، اور الجن ۱۸ تا ۲۰ ف ۳۸ اور الاعراف ۳۷ تا ۴۱ ف ۱٦ تا ٦۹) یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غیر اللہ کو پکارنے والا موت کے وقت اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہے اور ایسوں کی بخشش ناممکن ہے جب تک سوئی کے ناکے سے اونٹ نہ گزر جائے۔

(۱) غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے (قرآنی فیصلے):

(النساء:۱۱٦، ۱۱۷۔ الانعام: ۴۰، ۴۱، ٦۳ تا ٦٦۔ الاعراف: ۱۸۹ تا ۱۹۸۔ یونس: ٦٦۔ الرعد: ۱۴ تا ۲۱۔ النحل: ۵۳، ۵۴، ۸٦۔ القصص: ٦۲ تا ٦۴۔ الکہف: ۵۲۔ الروم: ۱۱ تا ۴۰۔ سبا: ۲۲۔ فاطر: ۱ تا ۲٦، ۳۳ تا ۴۱۔ الزمر: ۸ تا ۱٦۔ المومن: ۱۲ تا ۱۴، ۳۷ تا ٦۷)۔ ۴۱/ ۴۷۔ ۴۸۔

قرآنی فیصلے کے مطابق غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے کہ شرک سے انسان مرتد ہو جاتا ہے (دیکھئے کنز الایمان البقرہ ۵۲، ف ۸۸) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۷۹ پر)

(۲) غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے (قرآنی فیصلے):

(الاعراف ۳۷ تا ۴۱۔ الرعد ۱۴ تا ۲۱۔ بنی اسرائیل ٦۷ تا ٦۹۔ المومنون ۱۱٦، ۱۱۷۔ فاطر ۳۳ تا ۴۱۔ الزمر ۸ تا ۱٦ المومن ۱۲ تا ۱۴، ۳۷ تا ۷٦)۔

قرآنی فیصلے کے مطابق غیر اللہ کو پکارنے والا کافر ہے اور مراد آبادی نے لکھا ہے کہ کافر کا جنت سے محروم رہنا قطعی ہے (دیکھئے کنز الایمان۔ الاعراف ۳۷ تا ۴۱ مع 68-69)

(۳) غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت کرنا ہے (قرآنی فیصلے):

(الانعام ۵٦، یونس ۱۰۴ تا ۱۰۷۔ ھود ۱۰۱۔ النحل ۱ تا ۲۳۔ الکہف ۱۴، ۱۵۔ مریم ۴۸ تا ۵۰۔

المومنون ۱۱۶، ۱۱۷۔ الشعراء ۲۱۳، النمل ۶۲)۔ کنز الایمان 127/40ف + 100/7ف + 230/17ف 29/39ف 72 تا 75)۔

(۴) اللہ کو پکارو (قرآنی فیصلے):

(البقرہ ۱۸۶۔ الاعراف ۵۵، ۵۶، ۱۸۰۔ الرعد ۱۴ تا ۲۱۔ الحج: ۶۱ تا ۷۷۔ لقمان ۲۸ تا ۳۲۔ فاطر ۱ تا ۴۱۔ الزمر ۳۸ تا ۳۹۔ المومن ۲۰)۔ کنز الایمان 127/40ف+ 100/7ف+ 230/17ف 29/39ف 72 تا 75+ 9ف 60)۔

(۵) غیر اللہ کو پکارنا بے کار ہے کیونکہ وہ تصرف کا اختیار نہیں رکھتے:

(قرآنی فیصلے) (الانعام ۷۱۔ یونس ۱۰۴ تا ۱۰۷۔ ھود ۱۰۱۔ الحج ۱۲، ۱۳۔ سبا ۲۲ فاطر ۱ تا ۲۶۔ الزمر: ۳۸، ۳۹ الزخرف: ۸۴ تا ۸۶)۔

(۶) خالص یعنی صرف اور صرف اللہ کو پکارو (قرآنی فیصلے):

(الاعراف ۲۸، ۲۹۔ المومن ۱۲ تا ۱۴۔ ۶۰ تا ۶۸۔ یونس ۱۸ تا ۲۳۔ العنکبوت ۶۱ تا ۶۶۔ لقمان ۲۵ تا ۳۲)۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۹۷ پر)

یہاں ہم احمد رضا خاں صاحب کی ایک اور دو رخی قارئین کے مطالعہ کے لیے بیان کرنا چاہتے ہیں۔

① الاعراف (۲۹) میں وارد ہوا ہے ﴿وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ "اور اس کی عبادت کرو نرے اس کے ہو کر۔"

② المومن (۴۰/۱۴) میں وارد ہوا ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۱۴﴾ تو اللہ کی بندگی کرو نرے اسکے بندے ہو کر (ف ۳۰) پڑے برا مانیں کافر (۳۰) شرک سے کنارہ کش ہو کر۔"

③ المومن (۴۰/۶۵) میں وارد ہوا ﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۵﴾

"وہی زندہ ہے (ف۱۳۶) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اسکو پوجو، نرے اس کے بندے ہوکر، سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا رب ہے۔"

④ ﴿قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ (المومن: ۴۰/ ۶۶)

ترجمہ "تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انھیں پوجوں جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جبکہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے رب کی طرف سے آئیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں۔"

⑤ سورۃ یونس (۲۲/۱۰) میں وارد ہوا ﴿دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ "اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسکے بندے ہوکر"

⑥ العنکبوت (۶۵/۲۹) میں وارد ہوا ﴿دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ "اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر۔"

⑦ الروم (۳۰/۳۳ تا ۳۵) میں وارد ہوا ﴿دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ﴾ "تو وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی طرف رجوع لاتے ہوئے۔"

⑧ لقمان (۳۱/۳۲) میں وارد ہوا ﴿دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ "تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اس پر عقیدہ رکھتے ہوئے۔" (ف۶۰) (اور اسی سے دعا و التجا، اس وقت ماسوا کو بھول جاتے ہیں)۔

آپ نے مندرجہ بالا تحریر میں دورخی ملاحظہ فرمائی۔ (۱ تا ۴) میں (دعو) کا ترجمہ عبادت، بندگی اور پوجا کیا گیا۔ جبکہ اسی لفظ کا (۵ تا ۸) میں پکارنا ترجمہ کیا گیا۔ کیونکہ اپنا عقیدہ درست ثابت کرنا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اوپر والی تمام کی تمام ۸ آیات میں فرما رہا ہے کہ خالص اللہ کو پکارو یعنی صرف اور صرف اللہ کو پکارو اور کسی کو نہ پکارو۔

اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو (قرآنی فیصلے):

(الاعراف ۵۵، ۱۵۶ الجن، ۱۸۔ المومنون: ۹۱، ۱۱۷۔ النمل: ۶۰ تا ۶۵، القصص ۸۸، المومن

۶۰،الانعام:۱۹۔الحجر:۹۶۔بنی اسرائیل:۳۹،۲۲۔ق:۲۶)۔

مخلوق کو نہ پکارو (قرآنی فیصلے):

(الاعراف: ۱۹۰۔۱۹۱۔ یونس ۱۰۴تا۱۰۷ مع فوائد۔الرعد:۱۴تا۲۱۔النحل:۱تا۲۳۔فاطر: ۳۳تا۴۱۔الاحقاف:۴تا۶)۔

عیسائی اور یہودی غیراللہ کو پکارتے ہیں:

عیسائی اور یہودی غیراللہ کو پکارتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انکو مشرک اور کافر فرمایا ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (الجن: ۱۸ تا ۲۰ ف ۳۸۔ الاعراف ۳۷ تا ۴۱ مع فوائد بنی اسرائیل:۵۶،۵۷ف ۱۱۸)

قیامت کا دن اور غیراللہ کو پکارنے والے:

۱ (کنزالایمان ۱۶/۸۶)''کہیں گے اے ہمارے رب! یہ ہیں ہمارے شریک کہ ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔'' ندعو کا غلط ترجمہ کیا لیکن (۱۷/۷) میں صحیح ترجمہ کیا اور (ف ۱۵۹) میں بھی پکارنا لکھا۔

۲ (کنزالایمان ۱۸/۵۲)''جس دن فرمائے گا پکارو میرے شریکوں کو تو انہیں پکاریں گے وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان کریں گے اور مجرم دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے۔'' (درست ترجمہ کیا)

۳ (مزید دیکھئے ۲۸/۶۲ تا ۶۶)''اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی نہ سنیں گے اور دیکھیں گے عذاب کیا اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے۔'' (درست ترجمہ کیا)

۴ (مزید دیکھئے ۳۵/۱تا۲۶۔۴۰/۷۳تا۷۶+۴۱/۴۷-۴۸+۴۶/۴تا۶)(ترجمے غلط)

۵ شریک پکارنے سے بے خبر ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔کنزالایمان (۷/۱۹۴)+۳۵/۱۴+۴۶/۴تا۶

۶ قبروں والے پکارنے سے بے خبر ۳۵/۱۹تا۲۲

7. خالص اللہ کو پکارنے والے جنت میں جائیں گے ۵۲/ ۲۸ ف ۳۱

8. کنز الایمان ۳/۶۴ تا ۸۰۔ بمع فوائد غور سے بار بار پڑھیں یہاں توحید اور شرک کا زبردست بیان ہے۔

9. کنز الایمان دیکھیے شیئا کا مطلب نبیوں کی نفی ۳/۶۴ ف ۱۲۰ سب مخلوق کی نفی ۴/ ف ۱۰۹ کی الوہیت میں نہ اس کی ربوبیت میں کوئی شریک ہے یعنی اللہ کے سوا نہ کوئی معبود نہ داتا ہے۔

غیر اللہ کو پکارنے والے اور قیامت کا دن:

الکہف: ۵۲۔ النحل ۸۶۔ القصص ۶۲ تا ۶۴۔ فاطر ۱ تا ۲۶۔ المومن ۷۳ تا ۷۶۔ حم السجدۃ ۴۷، ۴۸۔ الاحقاف ۴ تا ۶) شریک پکارنے سے بے خبر ہیں (الاحقاف: ۴ تا ۶) قبروں والے پکارنے سے بے خبر ہیں (فاطر ۱۹ تا ۲۲)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ (الانعام: ۶/ ۱۱۹)

''اور وہ واضح کر چکا ہے جو کچھ کہ اس نے تم پر حرام کیا ہے''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا﴾

(الانعام: ۶/ ۱۵۱)

''آپ فرمایا دیجیے: آؤ تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمادیا ہے وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ۔''

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشرکین کے اعمال سے جہالت کی وجہ سے کوئی انسان شرک میں واقع ہو جاتا ہے۔ دیکھیں یہ موسیٰ کی قوم کے چنیدہ لوگ تھے جو اپنی جہالت کی وجہ سے شرک کرنے لگ گئے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ جٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ

لَهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُوْنَ ﴿١٣٨﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٩﴾
قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٠﴾﴾

(الاعراف: ۱۳۸۔۱۴۰)

''اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا۔ پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جو اپنے چند بتوں سے لگے بیٹھے تھے، کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔ یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں یہ تباہ کیا جائے گا اور ان کا یہ کام محض بے بنیاد ہے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں؟ حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان والوں پر فوقیت دی ہے۔''

یہی وہ چیز تھی جس کا مطالبہ بعض مسلمانوں نے جہالت کی وجہ سے غزوہ حنین کے موقع پر کیا تھا کہ وہ بھی مشرکین جیسے بعض اعمال کریں۔ حضرت ابوواقد اللیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے ہم لوگ کفر سے نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ مشرکین کے لیے ایک بیری تھا! جس کا وہ لوگ اعتکاف کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ اپنا اسلحہ لٹکایا کرتے تھے۔ اس درخت کو ذات الانواط کہا جاتا تھا جب ہمارا گزر اس بیری کے درخت کے پاس ہوا تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمرے لیے بھی ایسے ہی ایک ذات الانواط بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے لیے ذات النواط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر! یہ جاہلانہ عادتیں ہیں جن کے بارے میں تم کہتے ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بنی اسرائیل نے بھی ایسے ہی کہا تھا ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ ''کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے، جیسے ان کے معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا: واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔ تم لوگ ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے۔'' [رواہ احمد الطبرانی] اصل شرک اللہ رب العالمین کے ساتھ مخلوقین کو پکارنا

ہے جو کسی ایسے مقصد کے لیے غیر اللہ کو پکارتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا، یقیناً وہ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا﴾ (الجن: ۷۲/۲۰)

''آپ اعلان فرمایا دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا''

اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کو پکارا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ﴾

(الشعرا: ۲۶/۲۱۳)

''پس اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو کہ تم مبتلائے عذاب لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

﴿وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن: ۷۲/۱۸)

''اور یہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المومنون: ۲۳/۱۱۷)

''جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہے۔ بیشک کافر لوگ کامیابی نہیں پائیں گے۔''

قبروں اور درگاہوں والوں کو پکارنا خالص شرک کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ﴾

﴿أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝﴾

(النحل: ١٦/ ٢٠-٢١)

''اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں؛ انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۖ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝﴾ (الاعراف: ٧/ ١٩٤)

''بیشک تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم جیسے ہی بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیے کہ تمہاری پکار کو سنیں اگر تم سچے ہو۔''

لیکن ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اس وقت تک ایمان نہیں لاتے جب تک دعا میں اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرالیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝﴾ (المؤمن: ٤٠/ ١٢)

''(یہ عذاب) تمہیں اس لیے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے پس اب فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے''

مخلوق سے دعا اور ان کی عبادت پر مشرکین کے شبہات اور اللہ تعالیٰ کا رد:

پہلا شبہ:...... مشرکین کا خیال ہے کہ ہم جن غیر اللہ کو پکارتے ہیں، وہ ہماری پکار کو سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا دُعَاءُ

الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ (الرعد : ۱۳/۱۴)

''اسی کو پکارنا حق ہے جو لوگ اوروں کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان (کی پکار) کا کچھ بھی جواب نہیں دیتے مگر جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو کہ اس کے منہ میں پڑ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ میں پہنچنے والا نہیں ان منکروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی میں ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ۭ﴾ (فاطر : ۳۵/۱۳)

''یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾﴾ (الاحقاف : ۴۶/۵)

''اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے سے بے خبر ہیں۔''

دوسرا شبہ:......ان کا خیال یہ ہے کہ جن غیر اللہ کو وہ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے مالک بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے اس شبہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾﴾ (سباء : ۳۴/۲۲)

''کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی

حصہ نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيْلًا ۝﴾ (اسراء: ۱۷/۵۶)

”کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔“

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ۝﴾ (فاطر: ۳۵/۱۳)

”یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔“

تیسرا شبہ: ...... ان کا خیال ہے کہ جن غیر اللہ کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ انہیں نفع پہنچانے اور نقصان سے محفوظ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس شبہ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝﴾ (یونس: ۱۰/۱۰۶-۱۰۷)

”اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اپنا

فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کردے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٢﴾

(فاطر: ۳۵/۲)

''اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے تو س کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔''

چوتھا شبہ:...... ان کا خیال ہے کہ جن کو وہ پکارتے ہیں وہ ان کے لیے شفاعت (سفارش) کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝١٨﴾

(یونس: ۱۰/۱۸)

''اور یہ لوگ اللہ سے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں آپ کہہ دیجیے: تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔''

اللہ تعالیٰ اس شبہ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٤٣ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٤٤﴾ (الزمر: ۳۹/۴۳۔۴۴)

''کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (اوروں) کو سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجیے: کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے تمام آسمانوں اور زمین کا راج اسی کے لیے ہے تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔''

پانچواں شبہ:...... ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر کے لیے مطلق طور پر شفاعت کو ثابت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس خیال پر رد کیا ہے کہ شفاعت کی شروط و قیود ہیں۔

پہلی شرط:...... شفاعت صرف ہی کرے گا جس کو اس کی اجازت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرہ: ۲/۲۵۵)

''کون جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔''

دوسری شرط:...... جس کی شفاعت کی جارہی ہو اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی﴾ (الانبیاء: ۲۱/۲۸)

''وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو۔''

اللہ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ وہ مشرکین سے ناخوش ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝﴾ (التوبہ: ۹/۹۶)

''بیشک اللہ تعالیٰ تو فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔''

اگر کوئی کسی مشرک کے لیے سفارش کرے گا بھی تو یہ سفارش انہیں کچھ کام نہیں آئیگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ۝﴾ (المدثر: ۷۴/۴۸)

''پس انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہیں دے گی۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ

﴿تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ﴾ (الانعام: ٦/٩٤)

''اور ہم تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں۔ واقع تمہارے آپس میں قطع تعلق تو ہوگیا اور تمہارا دعویٰ سب سے گیا گزرا ہوا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ نے فرمایا: ''ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جو ضرور قبول کی جاتی ہے؛ تو ہر نبی نے جلدی کی کہ اپنی اس دعا کو مانگ لیا ہے اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے سنبھال کر رکھا ہے۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو میری شفاعت میری امت کے ہر اس آدمی کے لیے ہوگی جو اس حال میں مرگیا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہو۔ [مسلم]

چھٹا شبہ:...... ان کا خیال ہے کہ غیر اللہ کا وسیلہ اختیار کرنا قربت الٰہی کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾ (الاحقاف: ٤٦/٢٨)

''پس قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے کھو گئے، بلکہ دراصل یہ محض جھوٹ اور بالکل بہتان تھا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اولیاء اور صالحین کو وسیلہ بنا کر پیش کرنا مشرکین کے اعمال میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ﴾ (الزمر: ٣٩/٣)

''جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوسرے معبود بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کے قریب پہنچا دیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۟ ﴾ (الشوری: ۹/۴۲)

”کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز بنا لیے ہیں (حقیقتاً تو) اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز کا قادر ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکین کے اعمال بجالانے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۟ ﴾ (الانعام: ۵۶/۶)

”آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کو تم لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ آپ فرمائیے کہ میں تمہاری خواہشات کی اتباع نہ کروں گا کیونکہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ راست پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا۔“

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۫ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۟ ﴾

(المومن: ۶۶/۴۰)

”آپ فرما دیجئے! مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو اس بنا پر کہ میرے پاس میرے رب کی دلیلیں پہنچ چکی ہیں، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب کا تابع فرمان ہو جاؤں۔“

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۟ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۟ ﴾ (الکافرون: ۱-۲)

”فرما دیجئے: اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے۔“

اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ان لوگوں پر رد کریں جو مشرکین کے اعمال کی دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴾ (الزمر: ٣٩/٦٤)

”آپ فرما دیجئے: اے جاہلو! کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کو کہتے ہو۔“

ساتواں شبہ:...... ان کا خیال ہے کہ کتاب الٰہی میں جو شرک کے حرام ہونے کی آیات ہیں وہ بعض علماء (وہابیوں اور حنبلیوں) نے اپنی طرف سے داخل کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۭ﴾ (المدثر: ٧٤/٢٣-٢٥)

”پھر اس نے تیوری چڑھائی اور برا منہ بنایا۔ پھر اس نے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر اس نے کہا یہ جادو کے سوا کچھ نہیں، جو نقل کیا جاتا ہے۔ یہ انسان کے قول کے سوا کچھ نہیں۔“

اللہ تعالیٰ ان کے اس عقیدہ پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴾ (المدثر: ٧٤/٢٦)

”میں اسے جلدی ہی سقر (جہنم) میں داخل کروں گا۔“

قرآن و حدیث میں زندگی کے تمام مواقع کے لیے دعائیں مذکور ہیں لیکن وسیلہ یا بحق یا بحرمت یا بطفیل فلاں بزرگ یا خود رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے الفاظ جو رواج پا گئے ہیں ان کا قرآن اور صحیح حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں صرف حدیث میں درود شریف کو قبولیت دعا کے اسباب میں سے قرار دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اپنے نیک اعمال کا واسطہ یا وسیلہ بنانا بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اس کے علاوہ غیر اللہ کا وسیلہ دینے کے متعلق حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”دعاؤں میں اس قسم کے الفاظ صحابہ، تابعین و سلف سے ثابت نہیں ہیں۔“ لہٰذا یہ دعا بالواسطہ بدعت ہے، ان دعاؤں سے ثابت ہوا کہ سب بزرگان دین نے اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں مانگیں ان میں کسی غیر اللہ کا وسیلہ نہیں پکڑا۔

دعا بحق ولی مانگنا مکروہ ہے، اس لیے کے مخلوق کا کچھ حق اللہ پر نہیں ہے۔" (در مختار ۲۵۵/۴۔ عالمگیری ۲۳/۹۔ ہدایہ ۳۵۷/۴) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۰ پر)

شرعی احکام کا مدار خواب پر نہیں ہوسکتا (در مختار: ۴۷۲/۱) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۱ پر)

ترجمہ "اور جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ (ﷺ) کہہ دیں کہ میں بہت قریب ہوں ہر پکارنے والی کی پکار جب کبھی وہ مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ میری بات مان لیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ ہدایت پائیں (۱۸۶/۲) (مزید دیکھئے: النمل ۶۲) لیکن کلمہ پڑھنے والوں نے اسلامی عقائد ترک کر کے غیر اللہ پر یقین کر لیا اور ہر مشکل و بلا ٹالنے والا اپنا مرشد اور پیر فقیر کو قرار دے لیا اور یہی عقیدہ عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رکھتے ہیں۔

لٰہذا ہم نے اپنے بھائیوں کی اصلاح کی غرض سے اس کتاب میں یہ بات واضح کی ہے کہ عقیدہ توحید پر نجات کا دارومدار ہے، اس بات کی دعوت تمام انبیاء و رسل نے دی اور طاغوت و شیطان کی عبادت جس طرح شرک ہے اسی طرح (انبیاء و رسل ملائکہ، جن و انس، شجر حجر وغیرہ کی عبادت بھی شرک ہے، مشرکین مکہ جو اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک، رازق، نافع، کشتی پار لگانے والا سمجھتے تھے، انہیں اللہ تعالیٰ نے مشرک اس لیے قرار دیا ہے کہ یہ انبیاء رسل، ملائکہ اولیا، جنوں، اور بتوں کو مافوق الاسباب قوتوں کا مالک و مختار سمجھتے تھے۔ ان کے اس عقیدے کی تردید اللہ وحدہ، لاشریک نے قرآن میں بے شمار مقامات پر کی ہے، جن میں سے چند ایک آیات قرآنیہ ہم نے اس کتاب میں درج کر دی ہیں۔

اگر آج بھی کوئی شخص کلمہ پڑھ کر اللہ کے سوا کسی کو مافوق الاسباب قوتوں کا مالک و مختار سمجھے اور انہیں مشکلات و مصائب اور حادثات و ضروریات میں پکارے اور فوت شدگان برگزیدہ، ہستیوں کو غوث الاعظم، گنج بخش، داتا، فیض عالم، فریاد رس گردانے، ان کے نام کی نذر و نیاز اور بکرے چھترے چڑھائے اور انہیں مرادیں پوری کرنے والا بگڑی بنانے والا خیال کرے اور حلال و حرام کا اختیار غیر اللہ میں تسلیم کر لے۔ تو وہ مشرکین کی اطاعت کر کے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ باطل و بیکار اور رائیگاں جاتی ہیں انہیں اس عقیدہ

سے توبہ کر کے خالص توحید کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے۔ کیونکہ عقیدہ توحید میں اگر اخلاص نہیں ہوگا تو قیامت والے دن نجات نہیں ہوگی اور نہ ہی رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کا حقدار ہوگا۔

صحیح عقائد اور اعمال صالح کے بغیر کوئی چھٹکارا نہیں ہوگا۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا وغیرہ کو فرما دیا تھا۔

ترجمہ ''میں تمہیں اللہ سے کچھ کام نہیں آؤں گا۔'' [1]

اس طرح سنن نسائی (۳۶۷۷) سنن دارمی (۲۶۳۲) مسند ابو عوانہ (۱/ ۹۵) وغیرہ میں بھی روایت مروی ہے لہٰذا سب مسلمان بھائیوں کو اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہیے اور اعمال صالح کرتے رہنا چاہیے۔

ایمان یہ ہے دیکھئے کنز الایمان اللہ پر ایمان لانا اللہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک و نظیر نہیں اس کے ناموں وصفات پر ایمان لائے اور یقین کرے اور مانے کہ وہ علیم ہے اور ہر شے پر قدیر ہے اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ایسا ہیشگی رکھنے والا جس کی موت ممکن نہ ہو، مخلوق جو حاجتیں رکھتی ہے اس کی تدبیر فرمانے والا (۲/ ۶۲۱ ف ۳/ ف ۲ جو ولی النعم ہے ۱۹/ ف ۶۸) وہی ولی النعمت ہے (۲/ ف ۳۵) یعنی سب نعمتیں وہ دینے والا ہے اسی کا دین اور دنیا میں حکم چلتا ہے وہ ذات وصفات میں شرک سے پاک ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کا تصرف ہے۔ یہ سب باتیں ایمان اور آخرت میں اسی کا تصرف ہے۔ یہ سب باتیں ایمان (مزید ۲/ ف ۳۱۲) جب تک عقائد درست نہ ہوں، اخلاص نہ ہو، اعمال بے کار ہیں (۱۶/ ۲۳۰+ ۱۷/ ف ۵۲)

① توحید۔ (بنی اسرائیل: ۳۹، ف ۸۷) ان آیات کی ابتدا توحید کے حکم سے ہوئی اور انتہا شرک کی ممانعت پر، اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل توحید و ایمان ہے اور کوئی قول و عمل بغیر اس کے قابل پذیرائی نہیں۔ (مزید حوالے: فاطر: ۱۰، ف ۲۶۔ الأحقاف: ۱۳، ف ۳۴)

② اللہ پر ایمان کا مطلب۔ (البقرۃ: ۱۶۳، ف ۲۹۱) معبود صرف ایک ہے، نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم، نہ اس کے لیے مثل نہ نظیر، الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں، وہ یکتا

---

[1] بخاری، کتاب، التفسیر باب انذر عیشرتك الا قربين ٤٧٧١ ، ٢٧٥٣ .

ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے، کوئی اس کا قسیم نہیں، اپنی صفات میں یگانہ ہے، کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ (مزید حوالہ جات: البقرۃ: ۱۷۷، ف۳۱۲۔ التوبہ: ۲۹، ف۶۱۔ ھود: ۱۱۲۔ ف۲۲۹) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۵۷ پر)

الوہیت معنی معبود ہونا، ربوبیت معنی داتا ہونا۔

۳ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ (بنی اسرئیل: ۱۱۱، ف۲۳۳۔ الروم: ۲۸ تا ۳۰، ف۵۳ تا ۶۶۔ المومنون ۹۰، ف۱۴۲۔ الکہف: ۱۱۰ ف۲۲۳۔ طٰہٰ: ۶۱، ف۷۹) ہماری شریعت میں کسی بھی قسم کا سجدہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ (مرادآبادی۔ البقرۃ: ۳۴، ف۶۱)

۴ کوئی چیز اللہ کی شریک نہیں۔ (النساء: ۳۶، ف ۱۰۹) نہ جاندار کو نہ بے جان کو، نہ اس کی ربوبیت میں نہ اس کی عبادت میں (شریک بناؤ)۔ (الممتحنۃ: ۱۲، ف۴۵)



باب 2

توحید کا مفہوم

توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی تمام کائنات کا مالک مختار ہے۔ عالم الغیب والشہادۃ، ہر شے کا خالق، رازق، غوث اعظم، فریادرس، گنج بخش، فیض عالم، بندہ پرور، نذرونیاز، منت اور سوز و پکار کے لائق، حاجت روا، مشکل کشا، بگڑی بنانے والا، مالک الملک، شہنشاہ، قانون ساز، فرماں روا، زندگی وموت کا مالک، ہر شے کا خالق ومالک، بے نیاز اور مدبر الامور ہے، جب ہر شے کا مالک وخالق وہ ہے تو عبادت کے لائق بھی وہی اکیلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اللہ کے علاوہ سب کی عبادت سے انکار کیا جائے۔

پہلا اصول:

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ کفار جن کے خلاف رسول اکرم ﷺ نے جنگیں لڑیں اور جن کو قتل کرنے، مال لوٹنے، اور جن کے بچوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنانے کو جائز قرار دیا تھا وہ توحید ربوبیت کے قائل تھے۔ توحید ربوبیت یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، زندہ کرنے والا، موت دینے والا، اور کائنات میں مدبر الامور صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اس بات کے اقراری تھے کہ اللہ تعالیٰ خالق ورزاق، زندگی موت دینے والا، اور کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے، یہ سب تسلیم کرنے کے باوجود دائرہ اسلام میں داخل نہیں سمجھے گئے۔

ترجمہ ”ان سے پوچھو کہ تمہیں آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا تمہارے کان اور آنکھ کا کون مالک ہے اور بے جان میں سے جاندار کو کون پیدا کرتا ہے؟ اور جاندار میں سے بے جان کو کون نکالتا ہے۔ اور دنیا کے کاموں کا کون انتظام کرتا ہے؟ جھٹ

کہہ دیں گے کہ اللہ! آپ ﷺ کہہ دیں کیا تم پھر ڈرتے نہیں؟ (یونس:۱۰/۳۱)

مندرجہ بالا فرمان الٰہی پر غور فرمایئے کہ آیت کریم میں چند امور کا تذکرہ کیا گیا ہے، کفار عرب ان سب کو مانتے اور اقرار کرتے تھے نیز وہ صدقہ و خیرات بھی کرتے، حج و عمرہ بھی ادا کرتے اسکے علاوہ بھی وہ عبادت بجالاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے خوف کی وجہ سے بعض محرمات سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انکو اسلام میں داخل نہیں کیا۔ اور نہ ان کی جانوں اور مال و متاع کو اسلام کی بنیاد پر محفوظ قرار دیا۔

مندرجہ بالا اعمال حسنہ کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انکو کافر قرار دیا، ان کو قتل کرنا اور انکا مال چھین لینا جائز رکھا۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے توحید الوہیت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارا جائے، نہ کسی سے امیدیں وابستہ کی جائیں، اللہ کی عبادت کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اللہ کے علاوہ کسی سے فریاد نہ کی جائے۔ کوئی جانور غیر اللہ کے لیے ذبح نہ کیا جائے۔ نہ کسی مقرب فرشتے کے لیے اور نہ کسی رسول کے لیے۔ پس جو شخص غیر اللہ کے سامنے فریاد کرتا ہے یا غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرتا ہے یا غیر اللہ کے نام کی نیاز و نذر مانتا ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قارئین کرام کو یہ بات نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ مشرکین عرب جن سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی وہ صالحین کو پکارتے تھے۔ جیسے ملائکہ، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور دوسرے اولیاء کرام وغیرہ اور یہ بھی اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی خالق ہے۔ وہی رزاق ہے اور وہی کائنات کا نظام چلانے والا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کو کافر قرار دیا گیا؟

دوسرا اصول:

اگر کوئی مشرک یہ کہے کہ ہم جانتے ہیں، مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی رزاق، خالق اور مدبر الامور ہے لیکن یہ صالحین جن کو ہم پکارتے ہیں اور جن کے نام کی ہم نذر و نیاز دیتے ہیں اور جن کی قبروں پر جا کر ہم فریاد کرتے ہیں۔ ہم ان کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے ہیں اور بس۔ مشرکین کا یہ کہنا ہے کہ ہم صالحین کی قبروں کی طرف متوجہ ہو کر اس لیے انہیں پکارتے

ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ ہم ان کی سفارش اور قرب کے ذریعے ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اور ان سے کچھ نہیں چاہتے۔ ان کے اس عقیدے کی تردید قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں پائی جاتی ہے۔

ترجمہ ''اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان کا فیصلہ کر دے گا۔ بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ناشکرا ہے۔'' (الزمر:۳۹/۳)

ترجمہ ''اور یہ (لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ اور نہ ہی انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں کہہ دو کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمان میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں، وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔'' (یونس:۱۰/۱۸) یاد رہے یہ ابوجہل اور ابولہب کا عقیدہ تھا جس کی بنا پر وہ واصل جہنم ہوئے۔

تیسرا اصول:

نبی اکرم ﷺ کا ظہور ان لوگوں میں ہوا جو کائنات کی متعدد اشیاء کے پجاری تھے۔ ان میں ایسے بھی تھے جو چاند اور سورج کی پوجا کرتے اور ایسے بھی تھے جو صالحین کی بندگی کرتے اور ایسے بھی تھے جو اشیاء ملائکہ، مقربین اور حجر و شجر کے پجاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلاتفریق تمام کے خلاف جہاد کیا۔ بطور دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

ترجمہ ''اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہو جائے۔'' (البقرۃ:۲/۱۹۳)

عبادت شمس و قمر کی دلیل (دیکھئے: حم السجدۃ:۳۷)

عبادت صالحین کی دلیل (دیکھئے ۵۶/۱۷، ۵۷۔ف ۱۱۸)

فائدہ ۱۱۸۔ تفسیر مراد آبادی جیسے عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام، ملائکہ، عیسائی و یہودی ان نبیوں کو

پکارتے ہیں۔

عبادت ملائکہ کی دلیل۔(دیکھئے سبا/۴۰ تا ۴۲)

عبادت انبیاء کی دلیل۔(دیکھئے المائدہ/۱۱۶ تا ۱۱۸)

چوتھا اصول:

آج کے مشرک قرون اولیٰ کے مشرکین سے بھی دو قدم آگے ہیں۔قرون اولیٰ کے مشرک مصائب کے وقت اللہ ہی کو پکارتے تھے اور زمانہ خوشحالی میں شرک کا ارتکاب کیا کرتے تھے۔لیکن آج کے مشرک خوشحالی کے ایام ہوں یا تنگدستی کے، ہر حال میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور دائمی طور پر شرک میں مبتلا رہتے ہیں اور غیر اللہ کو ہر وقت پکارتے ہیں۔

ترجمہ ''پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اور خالص اس کی عبادت کرتے ہیں۔لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں تا کہ جو ہم نے ان کو بخشا ہے اس کی ناشکری کریں اور فائدہ اٹھائیں۔عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔'' (کنزالایمان۔العنکبوت:۲۹/۶۶)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۹۷ پر)

ہم اپنی گفتگو کو ایسی آیت کریمہ پر ختم کرتے ہیں جس کو سمجھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ آج کے کلمہ گو کا کفران مشرکین سے بہت بڑا ہے جن سے رسول اللہ ﷺ نے جنگیں کی تھیں۔

ترجمہ ''اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں۔پھر جب وہ تمہیں (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔'' (کنزالایمان۔۱۷/۶۷)

اس آیت کریمہ کو غور سے پڑھیں، اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کا ذکر کیا ہے جن کو جب کبھی تکلیف پہنچتی تھی تو اپنے تمام بزرگوں اور مشائخ کو چھوڑ دیتے تھے اور کسی سے بھی استغاثہ و فریاد نہیں کرتے تھے۔ بلکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کو اپنی تمناؤں کا مرکز بنا لیتے تھے اور صرف اللہ

ہی سے استغاثہ اور فریاد کرتے تھے۔ لیکن جب تکلیف دور ہو جاتی تو شرک میں مبتلا ہو جاتے تھے۔
ہم قرآن کریم سے کچھ ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دور کے مشرکوں کے دلائل کے جواب میں کہی ہیں، اہل باطل کا جواب دو طرح سے ہے:

(ا)......مجمل۔ (۲)......مفصل۔

◇......مجمل جواب تو عقلمندوں کے لیے امر عظیم اور فائدہ کبیرہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

ترجمہ ''وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی، بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں، تاکہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتا لگائیں، حالانکہ مراد اصلی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا'' (آل عمران:۳/۷)

نیز صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ ''جب تم متشابہ آیات کی پیروی کرنے والوں کو دیکھو تو جان لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے، ان سے بچ کے رہو۔'' [1]

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی مشرک یہ آیت کریمہ پڑھے۔

1. ترجمہ ''سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔''
2. یا کہے کہ سفارش برحق ہے۔
3. یا یہ کہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا بلند رتبہ ہے۔
4. یا رسول مکرم ﷺ کا کوئی ارشاد پڑھے جس سے اپنے باطل عقیدہ پر استدلال کرنا چاہے اور تم اس کے ذکر کردہ کلام کا مفہوم نہ سمجھتے ہو۔

تو اسے یہ جواب دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ جن کے دل ٹیڑھے ہیں وہ محکم آیتوں کو چھوڑ کر متشابہ آیتوں کے پیچھے جاتے ہیں اور جو میں نے تمہارے سامنے ذکر کیا ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن ان کو کافر

[1] بخاری، كتاب التفسير سورة الاعمران، باب منه آيات محكمات٤٥٤٧ .

صرف اس لیے کہا کہ انہوں نے ملائکہ، انبیاء اور اولیاء سے ایسا ناجائز تعلق استوار کر رکھا تھا جو بے بنیاد اور کمزور تھا جس کو قرآن مجید کچھ یوں بیان کرتا ہے:

ترجمہ ''یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔'' (یونس:۱۰/۱۸)

یہ بات تو ایسی واضح اور ناقابل تاویل ہے کہ کوئی شخص اس کے معنی ومفہوم کو تبدیل نہیں کر سکتا لیکن اے مشرک! جو تو قرآن کریمہ کی آیت یا رسول مکرم ﷺ کا کلام پیش کرتا ہے میں اس کے معنی تو نہیں سمجھتا لیکن میں ایک فیصلہ کن بات کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تناقص نہیں ہے اور نا ہی رسول اللہ ﷺ کے کلام میں تناقص ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے کلام کے خلاف نہیں کہہ سکتے۔ یہ جواب بہت اچھا اور سیدھا سادھا ہے اسے وہی شخص سمجھے گا جسے اللہ تعالیٰ نے توفیق سے نوازا ہے۔ اس جواب کو معمولی نہ سمجھنا اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ ''اور یہ بات انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔''

۲...... مفصل جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن انبیائے کرام علیہم السلام کے دین پر بہت سے اعتراضات کرتے ہیں اور لوگوں کو دین سے روکتے ہیں، ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے:

اعتراض: ...... وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے بلکہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا نہیں کر سکتا ہے۔ نہ رزق دے سکتا ہے، نہ نفع دے سکتا ہے، نہ تکلیف میں مبتلا کر سکتا ہے اور یہ کہ رسول ﷺ اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا لیکن میں ایک گنہگاران کے واسطے سے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتا ہوں؟

جواب: ......اس کو وہی جواب دیں جو پہلے گزر چکا ہے، وہ یہ کہ جن لوگوں سے رسول اللہ نے جنگیں لڑیں، وہ بھی یہی اقرار کرتے تھے جو تم کر رہے ہو، وہ اقرار کرتے تھے کہ ان کے معبود کسی بھی کام کا انتظام نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ بھی ان کے واسطے سے مرتبہ اور شفاعت ہی کے طالب تھے اور ان کو وہ آیتیں پڑھ کر سناؤ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمائی ہیں اور ان

کی خوب وضاحت کرو۔

اعتراض: ......اگر وہ کہے کہ یہ آیتیں تو بتوں کے پجاریوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں، تو تم انبیاء کرام علیہم السلام اور نیک لوگوں کو بتوں جیسا کس طرح بناتے ہو؟

جواب: ...... تو اس کو پہلے والا جواب دو، کیونکہ جب اس نے اقرار کرلیا کہ کافر بھی ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کی مانتے تھے اور جن افراد کی قبور کا قصد کر کے جاتے تھے ان سے صرف سفارش ہی کے طلبگار ہوتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مشرکین اور موحدین کے عمل میں فرق کر دے۔ اور اسے بتائیں کہ کافروں میں سے کچھ تو وہ تھے جو بتوں کو پکارتے تھے اور بعض ایسے تھے جو اولیائے کرام رحمہم اللہ کو پکارتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہی کے متعلق فرمایا ہے۔

ترجمہ ''یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں، وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں (اللہ کا) زیادہ مقرب (ہوتا) ہے؟'' (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۵۷)

اور کچھ لوگ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو پکارا کرتے تھے، جیسا کہ فرمان باری ہے:

ترجمہ ''مسیح ابن مریم تو صرف (اللہ کے) پیغمبر تھے، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اور ان کی والدہ (مریم اللہ کی ولی اور سچی فرماں بردار) تھیں۔ دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے، دیکھو! ہم ان لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر (یہ) دیکھو کہ یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں۔ کہو کہ تم اللہ کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں اور وہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔'' (المائدہ: ۵/ ۷۵، ۷۶)

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا۔

ترجمہ ''اور جس دن وہ ان سب کو جمع کریگا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے؟ کہیں گے: تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے نہ کہ یہ بلکہ یہ جنات کی پوجا کرتے تھے اور اکثر انہی کو مانتے تھے۔'' (السباء: ۳۴/ ۴۰، ۴۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی سنائیں:

ترجمہ ''اور اس وقت کو بھی یاد رکھ! جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے۔ مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے میں اسے نہیں جانتا، بے شک تو علام الغیوب ہے'' (المائدہ:۵/۱۱۶)

اب اس سے پوچھیں کہ یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے بتوں کا قصد کرنے والوں کو کافر کہا ہے، ویسے ہی نیک اور صالح لوگوں کا قصد کرنے والوں کو بھی کافر قرار دیا ہے اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تھی۔

اعتراض: ......اگر وہ کہے کہ کفار اور مشرکین تو ان اولیاء سے مانگتے تھے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع دینے والا اور وہی نقصان پہچانے والا ہے۔ وہی کائنات کا انتظام کرنے والا ہے، میں تو صرف اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ اور صالحین کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے، لیکن میں ان کا قصد صرف اس لیے کرتا ہوں کے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کی امید رکھتا ہوں۔

جواب: ...... اس کا جواب ہے کہ تمہارا اور کفار کا قول ایک ہی جیسا ہے اور انکو یہ آیت کریمہ پڑھ کر سناؤ:

ترجمہ ''اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں۔'' (الزمر:۳۹/۳)

یہ آیت بھی سناؤ۔

ترجمہ ''اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔''

(یونس:۱۰/۱۸)

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مشرکین کے یہی تین شبہات سب سے بڑے ہیں۔ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کتاب کریم میں خوب وضاحت سے بیان کیا ہے اور آپ نے انکو اچھی طرح سمجھ لیا ہے تو باقی شبہات کے جوابات بہت آسان ہیں۔

اعتراض: ......اگر وہ کہے کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اور ان کی طرف جھکاؤ اور ان کو پکارنا، ان کی عبادت نہیں ہے؟

جواب: ......تو اس سے کہیں کہ کیا تم اقرار کرتے ہو کہ اخلاص عبادت تم پر فرض ہے، اگر وہ کہے کہ ہاں تو ان سے کہیں کہ وہ اخلاص عبادت ذرا بیان تو کرو؟ اگر وہ عبادت اور اس کی اقسام کو نہ جانتا ہو تو اسے بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ ''اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (ف ۱۲۷) بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر''۔ (المومن: ۴۰/۶۰)

فائدہ: ۱۲۷:

آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت سی جگہ پر وارد ہے۔ حدیث شریف میں ہے ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) (ابو داود، ترمذی) ترجمہ: کنزالایمان۔

جب آپ اس کو سمجھا دیں تو اس سے پوچھئے کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا ہے؟ تو لازماً وہ کہے گا کہ ہاں کیونکہ دعا اور پکارنا تمام عبادت کا مغز ہے۔

اب اس سے کہیں کہ جب آپ نے اقرار کر لیا کہ پکارنا عبادت ہے اور آپ دن رات اللہ تعالیٰ کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جب آپ نے اپنی حاجت میں کسی نبی یا بزرگ کو پکارا تو کیا تم نے اللہ کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کیا یا نہیں؟ تو وہ لازماً کہے گا کہ ہاں۔ اب آپ اس سے کہیں کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل احکام پر عمل کریں گے۔

ترجمہ: ''اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔'' (الکوثر: ۲)

تو آپ نے اللہ کے لیے قربانی کی اور اس کی عبادت کی تو بتایئے کیا یہ عبادت ہے؟ وہ لازماً کہے گا کہ ہاں: تو اب اس سے کہو کہ اگر تم نے کسی مخلوق مثلاً نبی کے لیے جانور ذبح کیا تو کیا تم نے اس عبادت میں غیر اللہ کو شریک نہیں کیا؟ تو وہ لازماً اقرار کرے گا اور کہے گا کہ ہاں:

نیز اس کو یہ کہیں کہ وہ مشرکین جن کے متعلق قرآن مجید میں نازل ہوا کیا وہ ملائکہ، صالحین اور لات وغیرہ کی پوجا نہیں کرتے تھے؟ تو وہ لازماً کہے گا ہاں: تو اس سے پوچھو ان کی عبادت یہ نہ تھی کہ وہ ان کو پکارتے، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے اور ان سے پناہ وغیرہ لیتے تھے۔ حالانکہ وہ اقرار کرتے تھے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے غلبے کے تحت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کا انتظام کرتا ہے۔ لیکن انہوں نے انکو پکارا اور ان کے مرتبے اور سفارش کا سہارا لیا جو بالکل واضح بات ہے۔

اعتراض: ...... تو اگر وہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سفارش دے دی گئی ہے اور میں آپ ﷺ سے اللہ کے دیے ہوئے میں سے مانگتا ہوں۔

جواب: ...... بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سفارش عطا فرما دی ہے تو تم کو براہ راست آپ ﷺ سے مانگنے سے منع فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ترجمہ "اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو" (الجن: ۷۲/۱۸) اور پھر جب تم اللہ کو پکارتے ہو کہتے ہو کہ اے اللہ! میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو سفارش کی اجازت دے تو پھر اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارنے کی اطاعت بھی کرو۔ اور اسے یہ بھی سناؤ۔

ترجمہ "کہہ دو کہ میں تو اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔" (الجن ۲۰)

جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہی وہ چیز ہے جس کو آج کے دور کے مشرک "اعتقاد" کہتے ہیں۔ یہی وہ شرک ہے جس کے متعلق قرآن کریم نازل ہوا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے جہاد کیا۔

پہلے لوگ ملائکہ، اولیا، اور بتوں کو صرف عیش و آرام کی حالت میں پکارتے اور اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے۔ لیکن سختی کے وقت وہ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ترجمہ "اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا ڈر ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارتے ہو سب اس (ایک پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں، پھر جب تم کو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے

ہی ناشکرا۔'' (کنز الایمان ف146 تا151۔ بنی اسرائیل: ۱۷/۶۷)

ترجمہ:''کافرو بھلا دیکھو اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے یا قیامت آ موجود ہو تو کیا تم (ایسی حالت میں) اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو تو بتاؤ۔ (نہیں) بلکہ مصیبت کے وقت تم اس کو پکارتے ہو تو جس دکھ کے لیے اسے پکارتے ہو وہ اگر چاہتا ہے تو اسے دور کر دیتا ہے اور جن کو تم شریک بناتے ہو (اس وقت) ان کو تم بھول جاتے ہو۔'' (کنز الایمان الانعام: ۶/۴۰، ۴۱، ف93 تا99) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۳۴۷ پر)

ترجمہ''اور جب ان پر دریا کی لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو اللہ کو پکارنے (اور) خالص اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔''

(کنز الایمان ف54 تا61۔ لقمان: ۳۱/۳۰ تا ۳۲)

اعتراض: ......اہل شرک و بدعت کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ یکے بعد دیگرے سیدنا آدم، سیدنا نوح، سیدنا ابراہیم، سیدنا موسیٰ اور سید عیسیٰ علیہم السلام کے پاس استغاثہ لے کر جائیں گے۔ چنانچہ ہر نبی کوئی نہ کوئی عذر پیش کریگا، آخر کار معاملہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے گا اس واقعہ سے مشرکین کا استدلال یہ ہے کہ غیر اللہ سے استغاثہ شرک نہیں ہے۔

جواب: ...... پاک ہے وہ اللہ جو اپنے دشمنوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ مخلوق سے استغاثہ جس پر وہ قادر ہے، ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ''جو شخص ان کی قوم میں تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں میں سے تھا، مدد طلب کی۔'' (القصص: ۲۸/۱۵)

یا دوران جنگ انسان اپنے ساتھیوں سے مدد طلب کرتا ہے جس پر وہ قادر ہے، ہم تو اس استغاثہ کے منکر ہیں۔ جو اولیا کی قبروں پر جا کر بطور عبادت کیا جاتا ہے یا غائبانہ ان کو مدد کے لیے پکارا جاتا ہے۔ جس پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور شخص قدرت نہیں رکھتا۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی، اب سمجھنا چاہیے کہ قیامت کے دن جب استغاثہ ہو گا، وہ یہ ہے کہ اللہ سے دعا کریں گے کہ

لوگوں کا حساب کتاب جلدی ہو جائے۔ تاکہ جنتی لوگ میدان حشر کی سختی سے نجات پائیں۔ اس قسم کا استغاثہ دنیا و آخرت دونوں میں جائز ہے۔ اور تمہاری گفتگو کو بھی سنے تم اس سے دعا کی درخواست کرو۔ جیسا کہ صحابہ کرام علیہم السلام رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی قبر پر جا کر کسی صحابی نے دعا کی درخواست نہیں کی۔ بلکہ سلف صالحین نے آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ چہ جائیکہ بذات خود رسول ﷺ سے دعا کی درخواست کی جائے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی دولت مند شخص کسی محتاج کو دیکھے اور اسے قرض دینے کی پیش کش کرے یا اس کو کوئی اور چیز دے جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کرلے۔ لیکن محتاج آدمی قرضہ وغیرہ لینے سے انکار کردے اور صبر کرے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی جناب سے رزق دے دے جس میں کسی کا احسان نہ ہو تو یہ بات کہاں اور عبادت کے طور پر استغاثہ کہاں؟! کاش یہ لوگ سمجھیں۔ نماز کے فوائد اور مقاصد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نماز میں جو کچھ زبان سے ادا کیا جائے، اسے سمجھا بھی جائے ورنہ بصورت دیگر نمازی پر نماز کی ادائیگی کے وہ تقاضے ظاہر نہیں ہوسکیں گے جس کا نماز مطالبہ کرتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ''جب بندہ نماز ادا کرتا ہے تو اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے، عہد و پیمان کرتا ہے۔'' اور ظاہر بات ہے کہ اگر بندہ نماز کو بغیر سمجھے ادا کرے گا تو وہ کیونکر ان عہدوں کو اپنی عملی زندگی میں پورا کر سکے گا جو اس نے اپنے رب کے سامنے نماز کی حالت میں کیے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر نمازیوں کے عقائد بالکل اس کے برخلاف ہیں جس کا وہ نماز میں اقرار کرتے ہیں۔ ذیل میں نماز میں ادا کیے جانے والے الفاظ اور مشرکانہ عقائد رکھنے والوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

نماز میں پیش کیے جانے والے الفاظ:

① نماز میں اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی کبریائی کا اعتراف کیا جاتا ہے۔

② نماز کی ہر رکعت میں ہم الحمد اللہ پڑھتے ہیں جس میں کہتے ہیں ترجمہ ”سب تعریفیں اس اللہ کی جو تمام جہانوں کا رب (داتا) ہے وہ یوم حساب (قیامت کے دن) کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا۔ نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی گمراہوں کا راستہ“ (فاتحہ)۔

③ رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" پڑھتے ہیں یعنی میرا رب پاک اور عظیم ہے۔

④ رکوع سے اٹھتے وقت اس بات کا اعتراف کرتے ہیں "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

⑤ تشہد میں یہ اقرار کرتے ہیں "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ" میری قولی، فعلی، مالی اور بدنی عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

⑥ تشہد کے آخر میں درود پڑھتے ہیں۔ یعنی اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت فرما۔

نمازیوں کے مشرکانہ عقائد:

① یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ انبیاء، اولیا اور صلحاء بھی اللہ کی کبریائی میں شریک ہیں۔ اس لیے انہیں داتا، دستگیر، مشکل کشا اور مختار کل جیسے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

② لیکن یہی حضرات جب نماز پڑھ کر باہر نکلتے ہیں اور اگر انہیں کوئی ٹھوکر لگ جائے یا کوئی مشکل آجائے تو بے اختیار پکار اٹھتے ہیں: یا علی مدد! یارسول اللہ مدد! یا جیلانی مدد!

③ عبدلقادر جیلانی کو بھی غوث الاعظم اور غوث پاک قرار دیتے ہیں۔

④ عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا براہ راست نہیں سن سکتا بلکہ فوت شدہ بزرگان کے ذریعے ہماری شنوائی ہوتی ہے۔

⑤ لیکن نذر و نیاز جو مالی عبادت ہے، غیر اللہ کے نام کرتے ہیں مثلاً گیارہویں کا لنگر اور قبروں پر چڑھاوے وغیرہ۔

کافی ہے اللہ سب کی حاجت روائی کے لیے
نبی ولی بزرگ تو ہیں فقط راہنمائی کے لیے

پڑھتے ہو ہر نماز میں ایاک نعبد وایاک نستعین
پھر بھی در در پھرتے ہو مشکل کشائی کے لیے
قیامت کے دن جب پیش ہو گے اللہ کے سامنے
کیا جواب دو گے اس بے وفائی کے لیے

مندرجہ ذیل سب حوالے کنزالایمان سے لیے گئے ہیں۔اس کتاب میں ۱۷/۱ سے مراد ۱۷ نمبر سورت اور ۱ نمبر آیت۔ ۴۱/۶ سے مراد ۴۱ نمبر سورت ۶ نمبر آیت اور ۲۶/ ۲۲۷ سے مراد ۲۶ نمبر سورت ۲۲۷ نمبر آیت اور سب حوالے اسی طرح۔

اور اب چار قسم کی عبادت خاص کر نذر و نیاز، پکارنا کو ذہن میں رکھ کر مندرجہ ذیل تحریر اور کنزالایمان کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

① آپ ﷺ مخلوق اور اللہ کے بندے ہیں۔ دیکھئے (۱۷/۱ف ۶، ۵۔ ۴۱/ ۶ف ۱۱۔ ۲۶/ ۲۲۷ف ۱۹۵، ۶۸/ ۲ف ۴، ۲/ ۲۳ف ۳۷)

② آپ ﷺ مخلوق میں سب سے افضل و فائق ہیں۔ دیکھئے (۲/ ۲۵۳ف ۵۱۶، ۴۱/ ف ۱۱، ۲۶/ ۲۲۷ف ۱۹۵، ۲۳/ ۷۰ف ۱۱۲، ۱۶/ ۱۲۳ف ۲۸۰)

③ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ ۴/ ۵۹۔ف ۱۶۷۔ ۳/ ۳۲ف ۶۵۔ ۳/ ۷۹ف ۱۴۹)

④ آپ مخلوق میں سب سے اکمل ہیں۔ (دیکھئے ۶۸/ ۲ ف ۴، ۳۷/ ۱۸۱ف ۱۵۸، ۲/ ۲۵۳ ف ۵۱۶، ۳/ ۷۹ف ۱۴۹)

⑤ آپ ﷺ کی اور انبیاء کی عبادت نہیں ہوسکتی۔ (۳/ ۷۹۔ ۸۰ف ۱۵۰، ۳/ ۶۲ تا ۶۷ ف ۱۱۸ تا ۱۲۷) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۶۷ پر)

⑥ اللہ ہر ایک کا مالک ہے (باقی سب محتاج ہیں)۔ (۶/ ۱۲ تا ۱۸ف ۳۰ تا ۴۳، ۱۴/ ۲ف ۷، ۲۱/ ۱۹ تا ۲۳ف ۳۵، ۴۳، ۴۴)

⑦ اللہ ہر ایک کا خالق ہے (باقی سب مملوک محتاج) (۲/ ۲۹، ۶/ ۱، ۲۵/ ۲، ۱۰/ ۶۸، ف ۱۵۸، ۱۸/ ۱۵ف ۱۱۳ زبردست) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۳ پر)

۸ اللہ سب کا رب (داتا) ہے (باقی سب بندے) (۲/۱۳۸۔۱۳۹ف۲۵۲،۳/۵۱ف۱۰۵)

۹ مملوک کی عبادت شرک ہے۔ (۱/۴ مسئلہ ۲/۲۱۔۲۲۔ف۳۵، ۱۶/۴۹۔۵۰ف۱۰۴تا۱۰۶، ۲۱/۱۹تا۲۳ف۳۵، ۳۷/۵ف۴، ۱۰/۶۵ تا ۶۷ قابل دید، قابل غور۔ف۱۴۹تا۱۵۶) غیر اللہ کو پکارنے کے بارے میں زبردست۔

۱۰ مخلوق اور مملوک کی عبادت شرک ہے۔ (۱۴/۲ف۷، ۱۳/۱۴تا۱۶ف۴۰تا۵۲) غیر اللہ کو پکارنے کے بارے میں بہت زبردست۔ (۳۹/۲۷تا۲۹ف۲۷تا۵۷، ۴۳/۴۵ف۵۷، ۳۰/۲۸تا۴۱۔ف۵۱تا۹۰) غیر اللہ کو پکارنے کے بارے میں بہت زبردست۔

۱۱ کسی غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ (۲/۲۱۔۲۲ف۳۵، ۶/۱۵۱) غیر اللہ کو پکارنے کے بارے میں بہت زبردست یعنی اس کا کوئی شریک نہیں کرو۔ (۲۳/۸۷تا۱۱۸ف۱۲۹تا۱۴۷، ۱۷۷) یہ بہت زبردست ہے۔

۱۲ غیر اللہ جاندار یا بے جان کی عبادت شرک ہے۔ (۴/۳۶ف۱۰۹، ۲/۲۱۔۲۲ف۳۵)

۱۳ معبود وہی ہو سکتا ہے جس کی صفات یہ ہوں۔ (۲۶/۷۷تا۸۹ف۷۹تا۸۵)

۱۴ الٰہیت (یعنی معبود ہونا) اور ربوبیت (یعنی پروردگار، پالنے والا، داتا ہونا) میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ (ایک معبود۔ ایک داتا) (۴/۳۶ ف۱۰۹، ۳/۷۹ ف۱۵۰۔ ۷/۱۹۴ ف۳۷۹، ۱۶/۵۲ تا ۵۶ ف۱۰۷ تا ۱۰۹، ۳۰/۱ تا ۴۱ ف۱ تا ۹۱، ۲۹/۶۰ تا ۶۶ ف۱۳۹ تا ۱۵۸، ۴۱/۴۷، ۴۸)

۱۵ غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت ہے اور یہ شرک ہے۔ (۱۳/۱۴تا۱۶ف۴۰تا۵۲۔ ۴۰/۶۰ تا ۶۴ف۱۲۷تا۱۵۶، ۷/۵۴تا۵۸ف۱۰۰، ۱۷/۵۶۔۵۷ف۱۱۸، ۱۲۰، ۲/۱۸۶ف۳۳۳۔۳۳۴ آگے، ۱۰/۶۴ تا ۶۷ مع فوائد مکمل تفصیل۔ ۱۷/۱۱۰۔۱۱۱ف۲۳۰تا۲۳۵۔ ۳۹/۲۷ تا ۴۵۔ف۲۷تا۱۲۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۵۴۷ پر)

۱۶ اللہ کے علاوہ سب فنا (یعنی سب کو موت) (۲۸/۸۸، ۱۵/۲۳ف۲۹، ۱۹/۴۰ف۶۳، ۲۸/۵۸ ف۱۴۹، ۴۰/۱۶ ف۳۵ بہت اہم۔ ۲۰/ ف۹۶ + ۲۱/ ف۱۵۷ + ۳۲/ ف۵۴-۵۵)

⑦ فنا ہونے والے پر بھروسہ بے عقلی ہے۔(۲۵/۵۸ ف ۱۰۳ نیز ف ۹۰ تا ۹۶)

اللہ کے سوا سب فانی (28/88+26/55 ف 21-22) سب جان دار دنیا کے لحاظ سے فنا ہو جائیں گے جو فوت ہو گیا وہ اس دنیا کے لحاظ سے فنا ہو گیا عالم برزخ میں چلا گیا، اب دنیا والے اس سے رابطہ نہیں کر سکتے اور نہ وہ دنیا والوں سے رابطہ کر سکتا ہے۔ اس کے عمل منقطع ہو گئے 194/7 ف379 + 14/35 تا 22 + 4/46 تا 6 + 26/ف 92 + 36/26-27 + 169/3 ف 332)

⑧ صرف اللہ پر بھروسہ کرو۔ یہی توحید ہے۔(۳۹/ف ۹۰۔۹۲۔۱۰/۸۴ تا ۸۶ ف ۱۸۰) بہت اہم (۸/۱ تا ۱۱۔ ف ۴ تا ۲۱، ۷/۱۹۶ ف ۳۸۳، ۸/۴۰ ف ۶۸۔۹/۲۵۔۲۶ ف ۴۹، ۵۰۔ ۱۲/۶۷ ف ۱۵۹ تا ۱۶۱، ۵۸/۱۰ ف ۳۸)

نذر و نیاز عبادت ہے: الدھر ۷۶/ف ۱۵، ۱۸، ۱۹۔

خالص اللہ کی عبادت کرو یہی توحید ہے۔(۲/۱۳۹، ۱۳۸ ف ۲۴۹ تا ۲۵۲ + ۳۹/۱ تا ۱۵ مع فوائد۔ ۹۸/۵ ف ۱۱۔۱۲۔ ۳۹/ف ۷۲ تا ۷۵)

خالص اللہ کو پکارو، یہی توحید ہے۔(۱۰/۲۲، ۲۹/۶۵، ۳۱/۳۲، ۴۰/۱۴۔ ۶۵۔ ۳۹/ف ۷۲ تا ۷۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۹، ۷۵۵ پر)

مشرکین مکہ اللہ کے بندوں کو پکارتے تھے۔(۷/۱۹۴ ف ۳۷۹، ۳۰/۱۷ تا ۴۶ ف ۳۳ تا ۱۰۱)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۵، ۷۳۶ پر)

خاص کر ۵۱ تا ۵۶ اور ف ۶۸ تا ۷۵، ۳۹/۲۹ تا ۴۵ ف ۴ تا ۱۰۸ خاص کر۔ ف ۴۔۵۔۲۰۔ ۲۷۔۲۔۷۲ تا ۷۵) بہت اہم (۹۰۔۹۲) دیکھئے یہ کتاب

خانہ کعبہ میں اللہ کے بندوں کے بت تھے:

بخاری شریف میں درج ہے کہ قوم نوح اور مکہ کے مشرک جن بتوں کی پوجا کرتے تھے، وہ بزرگوں اور نبیوں کے تھے، وہ لوگ محض اتنے بھی پاگل نہ تھے کہ پتھروں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے بلکہ بزرگوں اور نبیوں کے بت بناتے تھے اور یہ کہ خانہ کعبہ میں سیّدنا ابراہیم اور

اسماعیل علیہما السلام کے بت تھے۔ ❶ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۷ پر)

اور یہ کہ خانہ کعبہ میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور بی بی مریم کے بت تھے۔ ❷ اور یہ کہ لات اور عزیٰ کے بیان میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''لات ایک شخص کا نام تھا جو حاجیوں کے لیے ستو گھولا کرتا تھا۔'' ❸ اور یہ کہ ود، سواع، یغوث، یعوق، نصر، قوم نوح کے نیک بخت شخص تھے، جن کے بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ ❹

اہل کتاب غیر اللہ کو پکارتے ہیں اس لیے کافر، مشرک ٹھہرے۔ (۷/۲ ۱۸ تا ۲۰ ف ۳۸/ ۱۷/۵۶-۵۷ ف ۱۱۸-۱۲۰+۱۸/۱۰۲ ف ۲۱۳-۲۱۴+۷/۳۷ تا ۴۱ ف ۶۱ تا ۶۹)

آپ ﷺ کا کام صرف وحی پہنچا دینا۔ (۲۴/۵۳-۵۴ ف ۱۱۹ تا ۱۲۴-۲۹/۱۸ ف ۳۹-۴۰-۶۴/۱۲ ف ۲۱-۶۷/۸۹ ف ۹۲) آپ ﷺ کارساز نہیں۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۶ پر)

اور مسلم شریف میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ شہداء جنت میں ہوتے ہیں۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۷ پر)

آپ ﷺ اس وقت جنت میں ہیں۔ صحیح بخاری میں آپ ﷺ کا ایک طویل خواب کا ذکر ہے جو آپ نے ایک صبح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا (یاد رہے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے) جس میں ہے کہ دو فرشتے آپ کو مختلف مقامات پر لے کر پھرتے رہے، آخر کار آپ ﷺ نے فرمایا ''تم نے آج رات مجھ کو خوب گھمایا ہے، اب میں نے جو دیکھا اس کی کیفیت تو بتلاؤ؟'' انہوں نے ساری تفصیل بتانے کے بعد کہا کہ وہ عام مسلمانوں کے رہنے کے گھر ہیں اور یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کا گھر ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہے، آپ ﷺ اپنا سر تو اٹھائیں۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل طرح کی ایک چیز میرے اوپر ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کا

---

❶ بخاری، کتاب الحج، باب من کبر فی نواحی الکعبة: ۱-۱۶-۴۲۸۸.

❷ بخاری کتاب احادیث الانبیاء۔ باب قول اللہ تعالیٰ ﴿واتخذ اللہ ابراهیم.....الخ﴾: ۳۳۵۱.

❸ بخاری، کتاب التفسیر (سورة و النجم) باب ﴿افرء یتم الات و العزی﴾: ۴۸۵۹.

❹ بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ودا و لا سواعا و لا یغوث و یعوق﴾: ۴۹۶۰.

مقام ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے مکان میں جاؤں تو انہوں نے کہا: ابھی دنیا میں رہنے کی آپ ﷺ کی عمر باقی ہے جس کو آپ ﷺ نے پورا نہیں کیا، اگر پورا کر چکے ہوتے تو اپنے مکان میں آ جاتے۔" (بخاری، کتاب الجنائز، باب ۱۳۸۶) یعنی آپ ﷺ اس وقت جنت میں اعلیٰ ترین مقام پر عرش کے نیچے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے پاس چلے گئے۔

(کنزالایمان)(۱۱۰/۳۔ف۵۔۱۰/۴۶)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۹، ۷۶۰ پر)

مسلمان کو حنیفا ہونے کا حکم ہے۔ (یعنی سب مخلوق کو چھوڑ کر ایک اللہ کا ہو جانا) (۱۲۰/۱۶ تا۱۲۳ف ۲۸۰، ۳۷/۸۳، ۸۴ف ۸۳، ۸۵، ۶۰/۳۔۴ف ۱۱)

صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کے وصال کے بعد التحیات میں "یا ایھا النبی" پڑھنا چھوڑ دیا۔

(بخاری۔ موطا امام مالک)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳ پر)

وفد بنی تمیم نے آپ ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارا تو اللہ نے ان کو بے عقل کہا الحجرات (۴۹/۱ تا ۵ ف۴ تا ۸)

تبصرہ:......اب جو لوگ آپ کو شیخوپورہ، لاہور یا کراچی سے پکارتے ہیں، کیا وہ بے عقل نہیں ہیں؟ حالانکہ آپ ﷺ اس وقت جنت میں اعلیٰ ترین مقام پر زمین سے کروڑوں میل دور ہیں۔ (دیکھئے کنزالایمان ۱۱۰/ف۵ + ۲۱/ف ۶۶ + ۴۶/۱۰) زمین سے جنت کا فاصلہ کروڑوں میل (۶۵/ف۳۵) طاہر القادری کی کتاب عید میلاد النبی (ص ۴۶۲) دیکھئے بحوالہ بخاری

شرک کی دلیل نہیں۔ (۳/۱۵۱۔ ۳۰/۱۳ تا ۵۲ ف ۶۸ تا ۸۰۔ ۳۴/۴۳۔ ۴۴ف ۱۰۷۔ ۱۱۶ ۴۳/۲۱ تا ۲۳ف ۳۳ تا ۳۵)

تبصرہ:......مشرکین مکہ بغیر دلیل کے جو کام کرتے تھے اس وجہ سے وہ شرک میں مبتلا ہوئے۔ دیکھئے (کنزالایمان ۵۶/۲۸ ف ۱۴۲) میں ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے مشرکین عرب کے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ رسول جس کی طرف اپنے دین کی نسبت کر سکیں۔ اور (44/34 ف 116) میں ہے یعنی آپ سے پہلے مشرکین عرب کے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ رسول جس کی

طرف اپنے دین کی نسبت کر سکیں تو یہ جس خیال پر ہیں ان کے پاس اس کی کوئی سند نہیں وہ ان کے نفس کا فریب ہے اور کنز الایمان (۴۳/۲۱ ف ۳۳) میں ہے کیا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے۔ جسے وہ تھامے ہوئے ہیں اور اس میں غیر اللہ کی پرستش کی اجازت ہے، ایسا نہیں یہ باطل ہے اور اس کے سوا بھی ان کے پاس کوئی حجت نہیں اور (ف ۳۴) میں ہے اور آنکھیں بند کر کے بے سوچے سمجھے بڑوں کی اتباع کرتے ہیں اور مخلوق پرستی کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی دلیل ان کے پاس نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان سے پہلے بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے (ثابت ہوا آج کے باطل پرست بھی پہلوں والے کے کام کر رہے ہیں، ان کے پاس امام ابو حنیفہ کی تقلید کا کوئی شرعی ثبوت نہیں، ان کے پاس لاہور والے کو داتا کہنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں، ان کے پاس بغداد والے کو غوث الاعظم کہنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کو مدد کے لیے پکارنے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں کیونکہ پکارنا عبادت ہے۔ (دیکھئے کنز الایمان 60/40 ف ۱۲۷+ ۷/۵۵-۵۶ ف ۱۰۰+ ۱۷/۱۱۰ ف ۲۳۰+ ۳۹/۲۹ ف ۲۷ تا ۷۵)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۰ پر)

اور کنز الایمان میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عبادت نہیں ہوسکتی۔ (۳/۶۴-۷۹-۸۰ فوائد ۱۱۸ تا ۱۲۰ ف ۱۵۰)

تفسیر میں دلائل توحید بھی لکھے (یعنی اللہ کے ساتھ اس کی عبادت، ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں کوئی شریک نہیں) اور بار بار بت بھی لکھا۔ یعنی شریک صرف بتوں کو قرار دیا حالانکہ کوئی بھی مخلوق ذات صفات، اختیارات، حقوق میں اللہ کی شریک نہیں (شیئًا سے واضح ہے) مثلاً (۳/۶۴۔ ۷۹۔ ۸۰ ف ۱۲۰۔ ۴/۳۶ ف ۱۰۹۔ ۶/۱۵۱) ۷/۱۸۹ تا ۱۹۹ ف ۳۷۳ تا ۳۸۵، ۱۰/۳ تا ۱۰۹ مع فوائد۔ ۱۳/۱۱ تا ۱۶ ف ۲۵ تا ۵۱۔ ۵۲ ف ۱۱۲ تا ۱۱۵، ۲۳/۱۲ تا ۲۶ ف ۱۲ تا ۳۶، ۲۷/۵۹ تا ۶۵ ف ۹۹ تا ۱۱۸، ۲۹/۵۶ تا ۶۹ ف ۱۳۶ تا ۱۶۵، ۳۹/۱ تا ۶۸ ف ۲ تا ۱۴۴، ۴۱/۶ تا ۴۸ ف ۱۳ تا ۱۲۰، ۴۲/۱ تا ۵۳ مع فوائد، ۵۳/۲۳ تا ۶۲ ف ۲۴ تا ۴۰، ۱۰۹/۱ تا ۶ ف ۱ تا ۳)

ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے۔ (۱۸/۸۲ ف ۱۷۸) پھر تقلید کیوں؟

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۹ پر)

مخلوق پرستی شرک ہے۔ (۲۳/۲۳ ف ۲۹۔۳۲، ۱۲/۳۸ ف ۱۰۲، ۱۰۳، ۲۳/۱۷ ۱۱ف ۱۷۷)

بہت اہم غیر اللہ کی عبادت کرنے والا جاہل ہے۔ (۳۹/۴۶ تا ۶۸ ف ۱۲۷ تا ۱۳۹ خاص کر ۱۳۷۔ ۱۶/۵۱، ف ۱۰۴ تا ۱۰۶۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳+۲۳ ف ۱۴۷+۴۲/ف ۱۲۲ تا ۱۲۹) یہ اللہ کا تصرف ہے۔ پھر مخلوق کی عبادت کیوں؟

ذات و صفات میں شرک سے منزہ۔ (۱۶/ف ۱۴۸) تضاد بیانی (کنز الایمان ۳۹/۳۰ ف ۷۶) ذات اور صفات میں شرک کیوں؟

جب اللہ تعالیٰ ذات میں شرک سے پاک ہے تو یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نور من نور اللہ ہیں؟ یعنی اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔ یہ کلمات اللہ کی ذات میں شرک ہیں، صفات میں جب اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے تو یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ رسول ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں؟ غیر اللہ کو کیوں پکارا جاتا ہے یہ سمجھ کر کہ جس کو ہم پکار رہے ہیں وہ ہماری پکار کا علم بھی رکھتا ہے اور ہماری حاجت وضرورت پوری بھی کر سکتا ہے دیکھئے (کنز الایمان ۷/۱۹۴ ف ۳۷۹) جس کا ترجمہ کیا گیا ہے کہ "دون اللّٰہ" پکار کا جواب نہیں دے سکتے (اور ۳۵/۱۳-۱۴) کا ترجمہ کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو نہ وہ تمہاری پکار سنیں، نہ وہ تمہاری حاجت روائی کر سکیں (مزید دیکھئے کنز الایمان ۴۶/۵+ ۳۹/۲۹ ف ۷۲ تا ۷۵)

آپ ﷺ پیر کو فوت ہوئے بدھ کو دفن کیے گئے۔ شرح صحیح مسلم غلام رسول سعیدی بریلوی (ج ۲ ص ۸۱۲ تا ۸۱۹) پھر یہ کیوں کہ انبیاء کو موت آن واحد کے لیے آتی ہے؟

(۳)...... کنز الایمان میں لکھا گیا کہ انبیاء کی موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے۔ پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے اس پر بہت سی شرعی براہنیں قائم ہیں۔ (۳۹/ ف ۷۶) اور کنز الایمان میں لکھا گیا کہ سیّدنا عزیز علیہ السلام کو اللہ نے سو برس مردہ رکھا (۲/۲۵۹ ف ۵۴۰) اور کنز الایمان میں لکھا گیا کہ یعقوب علیہ السلام کا جنازہ ملک شام میں لے جا کر دفن کیا گیا اور لکڑی کے تابوت میں آپ کا جسد اطہر شام میں لایا گیا اور کنز الایمان میں لکھا گیا کہ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے پورے ایک سال بعد تک جنات آپ کی وفات پر مطلع نہ ہوئے، آپ کا جسم مبارک جو لاٹھی کے سہارے سے قائم تھا، زمین پر آیا اس وقت جنات کو آپ کی وفات کا علم ہوا۔

مزید یوسف علیہ السلام کا تابوت (کنز الایمان ۱۲/ف ۲۲۵) یہاں تک کہ ۴۰۰ برس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کا تابوت شریف نکالا اور آپ کے آبائے کرام کے پاس ملک شام میں دفن کیا۔

تبصرہ:...... قبروں کے بارے میں شرح صحیح مسلم غلام رسول سعیدی بریلوی (ج ۲ ص ۸۱۲ تا ۸۱۹) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو فوت ہوئے بدھ کو دفن ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے، قبروں پر گنبد بنانا تابوت رکھانے اور چادریں چڑھانا مکروہ ہے۔ فعل بدعت ہے غیر اللہ کی نذر شرک ہے قبر پر جھکنا اور طواف کرنا حرام ہے۔

قبر کو بوسہ نہ دے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے، سجدہ تعظیمی کرنا بھی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب قبروں کی زیارت کیا کرو اور وہاں فضول کام نہ کرنا قبروں کی زیارت موت کی یاد دلاتی ہے اور ان کے لیے دعا کرو کیونکہ ان کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو چکا۔'' جب قحط پڑا تو عمر رضی اللہ عنہما نے عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعے بارش کی دعا کروائی۔

تبصرہ:...... مندرجہ بالا باتوں کو خیال میں رکھیں جو فوت ہو گئے ان کی قبروں پر جائیں صرف دو کاموں کے لیے موت یاد آتی ہے اور ان کے لیے دعا کریں اور کوئی کام شریعت سے ثابت نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے یہ کتاب، باب موت پر سوگ اور فوت شدگان کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اب وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

راہ حق، راہ باطل (۶۷/۱ تا ۳۰ ف ۱ تا ۶۰ خاص کر ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۳۔ ۳۷۔ ۴۱۔ ۴۳۔ ۴۸۔ ۶۰ قرآن)

عقل سے کام نہ لیا (۶۷/۱۰ ف ۱۸۔ ۱۹)

اعراض کیا (وحی سے منہ پھیر لیا)۔ (۲۰/۱۲۴، ۱۲۷)

اصلی توحید یہ ہے (۱۸/۲۳ تا ۲۸ مع فوائد۔ ۱۹/۲۲ ف ۳۲۔ ۵۹، ۱۹/۶۴۔ ۶۵ ف ۱۰۹ تا ۱۱۲، ۲۱/۷ تا ۱۱۲ ف ۱۳۔ ۳۵ تا ۱۹۷+ ۲۶/۷۷ تا ۸۹ ف ۹۷ تا ۹۲۔ ۲۸/۷۰ تا ۷۵ ف ۱۷۷ تا ۱۹۰، ۳۰/۱ تا ۶۰ ف ۱ تا ۱۳۰، ۳۵/۱ تا ۴۵ مع فوائد۔ ۴۰/۱ تا ۸۵ مع فوائد، ۱۶، ۱۰۹۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴ پانچ مکمل سورتیں مع فوائد جو یہ ہیں۔ نمبر ۶، ۳۵، ۴۰، ۱۱۲ تا ۱۱۴)

کافر اسلام سے خارج ہے۔ (۳۳/۴۰ ف ۱۰۵۔ اور 139/3 ف مسئلہ 68/7)

جنت میں صرف مومن داخل ہوگا۔ (۹/۲ ف ۳)

جو مقدر ہے انبیاء بھی اسے تدبیر سے ٹال نہیں سکتے (۱۲/۶۷ ف ۱۵۹۔۱۶۰) لہٰذا غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا بے فائدہ اور باطل ہے۔

مقدر ماں کے پیٹ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (۲۲/ف ۱۳) اور آپ ﷺ اور صحابہ کے متعلق قرآن میں فرمایا: ''تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا۔''

نبی ﷺ نے ان شاء اللہ نہ کہا کئی دن وحی نہیں آئی۔ (۱۸/۲۳۔۲۴ ف ۴۸)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۴، ۷۶۵ پر)

مزید دیکھئے (۱۸/۳۸۔۳۹ ف ۸۲) یہی کچھ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ (۳۸/۳۴ ف ۵۵)

ثابت ہوا وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقدر میں لکھ دیا ہے اور وہی ہوتا ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔ یہ سارے حوالے کنز الایمان کے ہیں اور قرآن میں ہے: اے نبی ﷺ! فرما دیجئے سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ دیکھئے کنز الایمان (۴/۷۸ ف ۲۰۳+۳/۱۵۴ ف ۲۸۷) اور ان آیتوں کے تحت کنز الایمان میں لکھا گیا (۴/۷۸ ف ۲۰۳) گرانی ہو یا ارزانی، قحط ہو یا خوش حالی، رنج ہو یا راحت، آرام ہو یا تکلیف، فتح ہو یا شکست سب اللہ کی طرف سے ہے۔ اور کنز الایمان میں (۳/۱۵۴ ف ۲۸۷) کے تحت لکھا گیا کہ فتح مظفر، قضاء وقدر سب اس کے ہاتھ ہے اور عین الہدایہ (صفحہ ۱۵) پر ہے یعنی کہہ دے اے محمد ﷺ کہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے کل ہے اور جس نے گمان کیا کہ بھلائی و برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی (یعنی مشرک ہوا) اور اللہ نے کہا ﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (۳/۱۵۴، ۴/۷۸) اور ملا علی قاری نے کہا کہ حاصل یہ ہے کہ جو بھلائی اور برائی و گوار و ناگوار کہ بندہ سے موافق مقدر ازلی کے واقع ہوتی ہے وہ اللہ ہی سے ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے وہ ہوا اور جو نہیں وہ نہ ہوا۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۶، ۷۶۷ پر)

تبصرہ: ...... ثابت ہوا کہ ان کا کہنا کہ انبیاء کی موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے (۳۹/ ف ۷۶) محض باطل ہے کیونکہ انبیاء کے اجسام قبروں میں اور

انبیاء جنت میں ہیں۔

جب رسول ﷺ جہاد، حج یا عمرے سے لوٹتے تو ہر چڑھائی پر تین تکبیریں کہتے (3 بار اللہ اکبر) پھر فرماتے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو تعریف لائق ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے اپنے مالک کی بندگی کرنے والے، اس کو سجدہ کرنے والے، اپنے مالک کی تعریف کرنے والے اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کی فوجوں کو اس اکیلے نے بھگا دیا۔ ❶ (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۸ پر)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نعرہ صرف ایک یعنی اللہ اکبر ہے، باقی سب نعرے سنت سے ثابت نہیں اور ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اکیلے اللہ نے کامیابی عنایت فرمائی اور آپ کی مدد فرمائی۔ یہی دعا صحیح مسلم کتاب الحج (حدیث نمبر ۲۹۵۰+) اور کتاب الحج (حدیث نمبر ۳۲۷۸) میں مذکور ہے۔ اور کنز الایمان میں (دیکھیے ۳/۱۵۹، ۱۶۰-۱۷۳ بمع فوائد اور ۸/۹ ف ۱۸ تا ۲۰) اور بخاری (جلد سوئم پارہ ۲۷ کتاب الایمان باب ۸۷۹) میں ہے یوں کہنا منع ہے جو اللہ چاہے اور جو آپ ﷺ چاہیں۔

دلائل توحید کے لیے مزید حوالہ جات

❶ دلائل توحید کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنی توحید کے یہ دلائل بیان فرمائے ہیں: (البقرۃ ۲/۲۵۵ تا ۲۵۷)، (آل عمران: ۳/۲ تا ۶، ۲۶، ۲۷، ۱۲۳)، (بنی اسرائیل: ۱۷/۱۲، ۷۰)، (طٰہٰ: ۲۰/۴، ۹، ۵۵)، (الانبیاء: ۲۱/۲۲ تا ۲۵، ۳۰ تا ۳۵، ۴۲، تا ۴۴، ۴۹)، (الانعام: ۶/۶، ۴۶، ۴۷، ۹۴ تا ۱۰۳، ۱۴۱ تا ۱۴۴)، (الاعراف: ۷/۱۰، ۱۱، ۵۴، ۵۷، ۵۸، ۱۸۵)، (یونس: ۱۰/۱ تا ۶، ۵۵، ۵۶، ۶۵ تا ۶۷)، (الرعد: ۱۳/۲ تا ۴، ۱۲، ۱۳)، (ابراہیم: ۱۴/۳۲ تا ۳۴) (الحجر: ۱۵/۱۶ تا ۲۸، ۸۵ تا ۸۷) (الروم: ۳۰/۸، ۱۱، ۱۷ تا ۲۷، ۴۸ تا ۵۵)، (لقمان: ۳۱/۱۰، ۱۱، ۲۰، ۲۵ تا ۳۴) مزید بھی بہت جگہ)۔

❷ کنز الایمان میں لکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا الوہیت و ربوبیت میں کوئی شریک نہیں، جس کے

---

❶ بخاري جلد اول پاره ۷ كتاب العمره باب ۱۱۲۵ حديث نمبر ۱۶۸۱ .

معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ یعنی معبود برحق نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار یعنی داتا نہیں۔ (۲/۱۶۳ف ۲۹۱،۲۹۲)

❸ بریلوی حضرات صبح و شام مسجدوں اور مسجدوں کے باہر اور نعروں کے علاوہ یا علی مدد! یا علی مدد کے نعرے لگاتے ہیں اور دوسرے خلفائے راشدین کو مدد کے لیے نہیں پکارتے یعنی یا صدیق یا فاروق، یا عثمان غنی کے نعرے نہیں لگاتے حالانکہ یہ سنی ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، جس کا صاف مطلب ہے کہ یا علی مدد! یا علی مدد! کا نعرہ شیعہ حضرات سے لیا گیا ہے۔

❹ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل جگہوں پر آیا ہے کہ ان خوبیوں کے مالک مومنوں پر قیامت کے دن نہ خوف ہوگا نہ غم ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝﴾ نہ خوف نہ ڈر (کن لوگوں پر قیامت کے دن نہ خوف ہوگا نہ غم)۔ (۲/ ۳۸۔۶۲۔۱۱۲،۲۶۲،۲۷۴، ۲۷۷)، (۳/۱۷۰)، (۵/۶۹)، (۶/ ۴۸)، (۷/ ۳۵،۴۹)، (۱۰،۶۲)، (۴۳/ ۶۸)، (۴۶/۱۳)

❺ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف وحی کی پیروی کرو۔ اگر آپ مزید تحقیق کرنا چاہیں تو قرآن پاک سے درج ذیل حوالے چیک کریں۔ (یونس: ۱۰/۱۵، النحل: ۱۶/ ۱۲۰ تا ۱۲۳۔ البقرۃ ۳۸، القصص: ۵۰، الروم: ۲۹۔ الکہف ۸۲۔ طٰہٰ: ۱۶، ۱۲۳۔ البقرہ: ۱۴۵۔ الرعد: ۳۷۔ الاعراف: ۱۵۷۔ محمد: ۳۔ الانعام: ۵۰، ۵۶۔ الاعراف: ۲۰۳۔ الاحقاف: ۹)۔

توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم:

توحید فی الحکم یہ ہے کہ دین میں اللہ کے سوا کسی کا حکم نہ مانا جائے اور چونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم بھی اللہ کا ہی حکم ہے (النساء: ۴/ ۸۰) اس لیے دین میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہی اطاعت کا حکم ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا راستہ اختیار کرو اور مومنوں کا راستہ اختیار کرو یعنی اہل سنت والجماعت بنو۔ (النساء : ٤/ ١١٥) اور اسی آیت میں ہے کہ اس راستے سے ہٹنے کا انجام دوزخ ہے۔

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝۱۱۵﴾

(النساء : ٤/ ١١٥)

''اور جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے، بعد اسکے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور پھر سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف چلے تو ہم اسے اس طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔''

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ﴾ (الانعام: ٦/ ٥٧، یوسف: ١٢/ ٤٠)

''اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں''

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ﴾ (الاعراف: ٧/ ٥٤)

''یاد رکھو! وہی خالق ہے اسی کا حکم ہے۔''

﴿اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫﴾ (الانعام: ٦/ ٦٢).

''حکم اسی کا ہے۔''

﴿اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ﴾ (انعام: ٦/ ١٠٦)

''جو تیرے مالک نے تجھ کو حکم بھیجا اس پر چل''

﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾

(الزخرف: ٤٣/ ٤٣)

''پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے، بے شک آپ سیدھے رستے پر ہیں۔''

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران: ٣/ ٣١)

''کہہ دے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری راہ پر چلو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دیجیے! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ منکروں سے محبت نہیں کرتا۔''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو نافرمانی کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اطاعت نہیں کرتے وہ منافق ہیں۔ وہ مومن نہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کا فیصلہ دل سے قبول نہیں کرتا۔ اللہ اور اس کے رسول اکی اطاعت کرنے والے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ (النساء : ٤/ ٦٦ تا ٦٩)

جس نے رسول ﷺ اور صحابہ کا راستہ چھوڑ دیا وہ دوزخی ہے۔ (النساء : ٤/ ١١٥) قرآن اور سنت کی پیروی کرو، اگر ایسا نہ کرو گے تو رسول ﷺ پر تو صرف پہنچا دینا ہے۔ (المائدہ : ٥/ ٩٢)

رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے مراد پانے والے ہیں۔ (الاعراف : ٧/ ١٥٧، ١٥٨)

اور اللہ اور رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد مومن کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رہتا اور جس نے نافرمانی کی وہ کھلا گمراہ ہو گیا۔ (الاحزاب : ٣٣/ ٣٦)

مومنوں کو چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کریں اور اپنے اعمال باطل نہ کریں۔ (محمد: ۴۷/۳۳)

قرآن میں کم از کم ۳۱ جگہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

(آل عمران : ٣١، ٣٢، ١٣٢۔ الانفال : ٣٢۔ النساء : ١٣، ١٤، ٥٦، ٦٤، ٦٥، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٨٠۔ ١١٥۔ المائدہ ٩٢۔ الاعراف: ١٥٧، ١٥٨۔ الانفال ١، ١٣، ٢٠، ٢١، ٢٤، ٤٦۔ التوبہ٦٣۔ النور٥٢، ٥٤، ٥٦، ٦٣۔ الاحزاب٢١، ٣٦، ٧١۔ محمد٣٣۔ الفتح، ١٧۔ الحجرات۔ ١٤۔ الحشر: ٧۔ التغابن ١٢۔ الجن ٢٣)۔

صحیح بخاری کی حدیث اس سلسلہ میں بہت اہم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے جو خود جنت میں داخل ہونے سے انکار کر دے گا۔'' عرض کیا گیا ''کس نے انکار کیا؟'' فرمایا ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔''[1]

---

[1] البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب الاقتداء لسنن رسول الله ﷺ.

اماموں کی امامت بے شک بجا ہے
مگر اطاعت کے لائق صرف مصطفیٰ ﷺ ہے

جب اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو فرمایا کہ میری طرف سے تم کو ہدایت آئے گی تو اس پر چلنا۔ جو میری ہدایت پر چلیں گے انکو نہ ڈر ہوگا نہ غم۔ (البقرہ: ۲/ ۳۸) یعنی وہ ولی ہوں گے (یونس: ۱۰/ ۶۲ تا ۶۴) کیونکہ ان دونوں مقامات پر ہے ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝٦٢﴾ کہ نہ ان پر خوف ہوگا نہ غم، یعنی جو اللہ کی ہدایت پر چلتا ہے نہ اس پر خوف ہے نہ غم اور اللہ کے ولی پر بھی خوف نہیں ہے نہ غم یعنی اللہ کی ہدایت پر چلنے والا ہی اللہ کا ولی ہے۔ لیکن جس نے اللہ کی ہدایت سے منہ پھیرا اسکو قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا۔ (طٰہٰ: ۲۰/ ۱۲۳ تا ۱۲۶) ہر نبی نے اپنی امت کو یہی حکم دیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو، اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ (الاعراف: ۷/ ۵۹، ۶۵، ۷۰، ۷۳، ۸۵)

"اور محمد ﷺ کی امت کو حکم ہوا "لوگو جو تمہارے مالک کی طرف سے تم پر اترا (قرآن وحدیث) اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا دوسرے لوگوں کی پیروی مت کرو، تم بہت کم نصیحت لیتے ہو۔" (الاعراف: ۷/ ۳)

اور فرمایا "اور نہ خواہش سے وہ (رسول ﷺ) بات کرتا ہے، اس (رسول ﷺ) کی جو بات ہے وہی ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے۔ اس کو بہت زور والے فرشتے (جبرئیل علیہ السلام) نے سکھائی ہے" (النجم: ۵۳/ ۳ تا ۵) اور فرمایا "آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر نعمت پوری کردی" (المائدہ: ۵/ ۳) دین مکمل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام ارکان، فرائض، سنن، حدود، احکام، کفر، شرک بیان کر دیئے گئے ہیں۔ مندرجہ بالا تینوں آیات سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دین کی جو بھی بات بتائی خواہ وہ قرآن ہے یا حدیث، وہ بات وحی کے مطابق ہے۔

دین قرآن حدیث میں مکمل ہو چکا:

ہمیں نازل کردہ دین قرآن وحدیث پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسکے علاوہ کسی اور کی بات نہ ماننے کا حکم دیا گیا ہے۔ (الاعراف: ۷/ ۳) اگر کوئی آسمانی ہدایت (قرآن وحدیث) کے علاوہ دوسروں کی پیروی کرتا ہے تو اسے اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (البقرہ: ۲/ ۱۲۰) جو لوگ اللہ

تعالیٰ کے نازل کردہ دین کے مطابق حکم نہ دیں، وہ کافر ہیں، ظالم ہیں، نافرمان ہیں، (المائدہ: ۵/۴۴، ۴۵، ۴۷ تا ۵۹) اپنے رب کی طرف سے آئی ہوئی وحی کی پیروی کرو۔ (الاعراف: ۷/۳) اللہ کی طرف سے اتری ہوئی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے باقی سب گمراہی ہے۔ (البقرہ: ۱۲۰، ف ۲۱۹) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۹ پر)

آسمانی ہدایت کی پیروی کرنے والے کو نہ خوف ہوگا نہ غم۔ (البقرہ: ۲/ ۳۸، ۳۹) آسمانی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے (آل عمران: ۳/۷۳۔ ف ۱۳۷۔ الانعام: ۶/۷۱۔ ف۱۵۴ تا ۱۵۸)۔ (۲/۱۲۰ف ۲۱۹۔ اور جو اس کے سوا ہے باطل و گمراہی ہے۔ کنزالایمان)۔

تبصرہ: خود ہی تسلیم کرلیا کہ وحی کے سوا جو ہے وہ باطل و گمراہی ہے۔ (کنزالایمان ۲/۱۲۰ف ۲۱۹)

آسمانی ہدایت کے ذریعے سے اللہ تمہیں اگلے نیک لوگوں کی راہ پر چلانا چاہتا ہے (النساء: ۴/۲۶) لیکن افسوس در افسوس کہ امت مسلمہ کی اکثریت نے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے واضح احکامات کے باوجود شرک فی الحکم کیا ہے اور اس سلسلہ میں پہلی امتوں کی پیروی کی ہے اور ان باتوں پر عقیدہ رکھا جن کا قرآن وحدیث میں کوئی وجود تک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج امت مسلمہ کئی فرقوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے اور ان میں سے جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے منہ پھیر چکا ہے وہ شرک فی الحکم کا مرتکب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے اللہ اور کے رسول اکے حکم کے بجائے دوسروں کے احکامات مانے۔

"اللہ کے سوا کسی اور کا فیصلہ تلاش نہ کرو، زمین کے اکثر لوگ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔" (الانعام: ۶/۱۱۴ تا ۱۱۶)

اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے مولویوں اور درویشوں کو اپنا رب بنا لیا یعنی انہوں نے شرک فی الحکم کیا، فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبہ: ۹/ ۳۱)

"ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں (علماء اور مشائخ) کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا۔" (کنزالایمان 31/9 ف 68۔ حکم اللہ کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے۔) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۰ پر)

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾

(الشوری : ٤٢/ ٢١)

''کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کیے جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیے جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔''

﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝١٢١﴾ (الانعام : ٦/ ١٢١)

''اور اللہ کے حکم کے خلاف) اگر تم نے کسی کا کہنا مانا تو تم مشرک ہو گئے۔''

﴿مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝٣٦ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝٣٧﴾

(القلم : ٩٦/ ٣٦۔ ٣٧)

''تم کو کیا ہو گیا، کیسا حکم لگاتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟''

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں دی ہیں۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گننا شروع کر دے تو وہ ان کو شمار نہیں کر سکتا (مثلاً النحل: ۱۶/ ۱۸، ۵۳ تا ۵۵۔ ابراہیم: ۱۴/ ۳۴۔ لقمان: ۳۱/ ۲۰) لیکن سب سے بڑی اللہ کی نعمت آسمانی ہدایت ہے جو قرآن و حدیث میں مکمل ہو چکی ہے۔ (الاعراف: ۷/ ۳۔ النجم: ۵۳/ ۳، ۵۔ المائدہ: ۵/ ۳، ۷)

لیکن امت مسلمہ نے پہلی امتوں کی طرح قرآن و حدیث جو حق ہے، اس میں باطل ملا دیا اور اس طرح کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئی اور آسمانی ہدایت یعنی نعمت کو خلط ملط کر کے بدل دیا، جیسا کہ پہلی امتوں نے کیا۔ (البقرہ:: ۲/ ۴۲، ۲۱۱) حالانکہ ان امتوں کے اس طریقہ کار کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (الحدید۔ ۱۶۔ البقرہ: ۲/ ۱۲۰، ۱۴۵)۔

آسمانی ہدایت ایک نعمت ہے، آسمانی ہدایت کو بدلنا ایک جرم ہے، ایسا کرنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے۔ (البقرہ: ۲/ ۲۱۱)

حق کے ساتھ باطل کو مت ملاؤ حالانکہ تمھیں حق کا پتہ ہے۔ (البقرہ: ۲/ ۴۲) یعنی قرآن اور حدیث ہے۔ (البقرہ: ۲/ ۲۱۱) یعنی قرآن و حدیث میں اور چیزیں نہیں ملانی چاہئیں۔

(کنز الایمان 297/6 ف 4-3/7)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب کا رویہ اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (الحدید:١٦)

تاریخ انسان کا بھیانک ترین المیہ:

انسانی تاریخ سے پتہ چلتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہمیں بتایا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جب دنیا میں اتارا گیا تو انکو حکم دیا گیا کہ آسمانی ہدایت پر چلنا۔ جو لوگ آسمانی ہدایت پر نہیں چلیں گے وہ دوزخ میں جائیں گے۔ (طٰہ: ٢٠/١٢٣تا ١٢٦) جناب آدم علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کافی عرصہ گزر گیا جناب نوح علیہ السلام کے وقت انسانوں کی اکثریت مشرک تھی کیونکہ انہوں نے آسمانی ہدایت (نعمت) سے منہ پھیر لیا تھا۔ (نوح ١ تا ٢٨) پھر اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا غرق کر دی، وہی بچے جو مومن تھے۔ پھر دنیا ان مومنوں کی اولاد سے آباد ہوئی پھر جناب ابراہیم علیہ السلام کے وقت انسانوں کی غالب اکثریت مشرک تھی، انہوں نے پھر آسمانی ہدایت (نعمت) سے منہ پھیر لیا تھا۔ پھر جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی مومنہ بیوی اور بیٹے جناب اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا اور ان کی نسل سے مکہ آباد ہوا اور قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مکہ والوں کی غالب اکثریت مشرک تھی کیونکہ انہوں نے آسمانی ہدایت (نعمت) سے منہ پھیر لیا تھا۔ یہی کچھ جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کی امتوں نے کیا۔ انہوں نے بھی آسمانی ہدایت (نعمت) سے منہ پھیر لیا، اس میں باطل کی آمیزش کی۔ اور یہی کچھ امت مسلمہ کی غالب اکثریت اس وقت کر رہی ہے، کیونکہ یہ بھی قرآن اور صحیح حدیث کے احکام سے آزاد ہو چکے ہیں اور اپنی من مانیاں کر رہے ہیں اور پھر بھی ہر فرقہ کہتا ہے کہ ہم ٹھیک ہیں، حالانکہ سارے فرقے کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں؟ جماعت تو ایک ہی ٹھیک ہوگی اور ایک ہی جماعت کامیاب ہوگی، یہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے۔ دیکھئے (کنز الایمان ٤/١١٥ف ٣٠٤ + ٧/٣٢ف ٤٦ + ١٥/٣١ ف ٢٤/١٠٣ تا ١٠٨ف ١٨٦ تا ١٩٩ + ٢/١٣ف ١٧ مسئلہ + ٦/١٥٩ف ٣٣٥-٢٩٧ + ٣١٧)

اہل سنت و جماعت کون؟ ناجی کون؟ مندرجہ بالا کنز الایمان کے حوالوں کو بار بار کنز الایمان سے پڑھیں ثابت ہو جائے گا کہ دین مکمل ہو چکا۔ قرآن بھی وحی ہے اور حدیث بھی وحی ہے۔ (٥/٣ + ٦/ ف ٢٩٧ + ٧/ف ٣-٤) اور اس سے اعراض کرنے کے نتائج پچھلی قوموں کے

حالات میں دکھائے جاتے ہیں۔

اہل سنت و جماعت وہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہیں اور جو اس طریقے پر نہ ہوں وہ دوزخی ہیں (۴/۱۱۵ف ۳۰۴ + ۳۱/۱۵ف ۲۴+۳/۱۰۳ تا ۱۰۸ف ۱۸۶ تا ۱۹۹+۲/۱۳ف ۱۷ مسئلہ ۲/۱۳۷ + ۶/۱۵۹ف ۳۳۵ + ۶/۱۴۵ف ۲۹۷ + ۷/۳۲ف ۴۶) اور کنز الایمان میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جن میں اسے ایک فرقہ جنتی باقی سب دوزخی، جنتی فرقہ وہ ہے جو رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ پر ہے باقی سب دوزخی ہیں (۶/۱۵۹ف ۳۳۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۷۷ پر)

تبصرہ: ......اب حنفی بریلوی سوچ لیں، ٹھنڈے دل سے غور کر لیں کہ کیا رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم حنفی، بریلوی تھے؟ امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتے تھے؟ لاہور والے کو داتا کہتے ہیں؟ بغداد شریف والے کو غوث الاعظم مانتے تھے؟ اور اس کتاب میں دی گئی جو بدعات کی فہرست ہے کیا وہ ان بدعات پر عمل کرتے تھے اپنا انجام سوچ لیں......!

ایک اور شرک کنز الایمان کے مطابق دین میں حکم الٰہی کو چھوڑنا اور دوسرے کے حکم کو ماننا، اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے۔ (۶/۱۲۱ف ۲۴۲)



باب 3

قرآن وحدیث اور آج کے مسلمان

① اللہ تعالیٰ نے ''احسن الحدیث'' (قرآن) مجید نازل فرمایا (الزمر:۳۹/۲۳)

② رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نضر اللّٰہ امرا سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ)) الخ

اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تر وتازہ رکھے جس نے ہم میں سے کوئی حدیث سنی پھر اس کو یاد رکھا حتیٰ کہ اسے آگے پہنچادیا...... الخ [1]

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے قول (وفعل وتقریر) کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔

اسلام کی بنیاد ان ہی دو حدیثوں (قرآن اور حدیث رسول ﷺ) پر ہے۔قرآن وحدیث سے اجماع (1) کا حجت ہونا ثابت ہے۔مثلاً (دیکھئے سورۃ النساء : ٤/ ١١٥)و المستدرك للحاكم ١١٦/١ ح٣٩٩ و سنده صحيح)

کتاب وسنت کا وہی مفہوم معتبر ہے جو سلف صالحین سے ثابت ہے۔

③ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے رب ہونے، دین کے اسلام ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہے اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔ [2]

④ اس حدیث میں "مما سواھما" تثنیہ اس لیے آیا ہے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے بیک وقت محبت کرنا ہی دین کا تقاضا و رکن ہے لہٰذا جو لوگ اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور رسول ﷺ کی (احادیث) سے محبت نہیں کرتے ان کا دعوائے ایمان باطل ہے۔

---

[1] ابوداود: ٣٦٦٠ واسناد صحيح، الترمذي: ٢٦٥٦ وقال "حسن" ابن ماجه: ٤١٠٥ و صححه ابن حبان: ٧٢، ٧٣.

[2] مسلم ٣٤٥١٦، واضواء المصابيح : ٩ .

جو بات قرآن وحدیث سے ثابت ہو اس کا انکار صریح گمراہی اور زندیقیت ہے۔
قرآن وحدیث صحیح دونوں حجت ہیں:
﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (الاعراف: ۷/ ۳)
''تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے جو نازل کیا گیا اس کی پیروی کرو۔''
﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر: ۵۹/ ۷)

''اور تمہیں رسول ﷺ جو دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔''

② لغت میں اجماع: اتفاق کو کہتے ہیں۔ دیکھئے (القاموس المحیط ص۹۱۷) یعنی امت مسلمہ کے تمام افراد کا کسی بات پر صراحتاً یا بالسکوت اتفاق کر لینا جب کہ ایک بھی ثقہ شخص کا مخالف ہونا معلوم نہ ہو، اجماع کہلاتا ہے اور اجماع شرعی حجت ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان کی تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنّفین تک بالتواتر پہنچی ہیں اور جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے۔

(حجۃ اللہ البالغۃ اردو ص۲۴۲، مترجم عبدالحق حقانی)

صراط مستقیم کا واحد ذریعہ؟

صراط مستقیم کا واحد ذریعہ قرآن وحدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین ہدایت محمد ﷺ کی (سنت) ہے۔'' (مسلم: ۸۶۷) واضح رہے کہ حدیث قرآن مجید کی تشریح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مثل (یعنی حدیث) دی گئی ہے۔'' (ابوداود: ۴۶۰۴)

ایمان اور محبت رسول ﷺ:

① رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں دنیا وآخرت میں مومنوں کے زیادہ قریب ہوں۔ اگر تم

چاہو تو پڑھو۔'' ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (بخاری: ۲۳۹۹)

② نبی کریم ﷺ سے محبت جزو ایمان اور اتباع فرض ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسے میں والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' (بخاری: ۱۵ مسلم: ۴۴)

③ نبی کریم ﷺ کی بیویاں امت کی مائیں اور ان کی تعظیم فرض ہے۔

④ عبادت میں توحید ضروری ہے توحید پر ہی سابق انبیاء سے عہد لیا گیا۔

⑤ انبیاء سے ''وعدۂ وفا'' کے متعلق پوچھا جائے گا اور جنہوں نے انبیاء کی دعوت سے انکار کیا وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ (اعاذنا الله منه)

رسول اللہ ﷺ کی تین ذمہ داریاں:

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی تین ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔ (آل عمران: ۳/ ۱۶۴)

پہلی ذمہ داری لوگوں کو آیات پڑھ پڑھ کر سنانا یعنی تبلیغ کرنا، اس لیے رسول اللہ ﷺ مبلغِ اعظم تھے لہٰذا آپ ﷺ کا تبلیغی نصاب قرآن کریم تھا۔

دوسری ذمہ داری کہ جو لوگ دعوت کے ذریعے سے اسلام قبول کریں انکو قرآن وسنت کی تعلیم دینا۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ معلم اعظم تھے لہٰذا آپ کا تعلیمی نصاب قرآن وسنت تھا۔

تیسری ذمہ داری تعلیم اور تبلیغ کا مقصد تزکیہ نفس ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ مرشد اعظم بھی تھے، لہٰذا آپ نے تزکیہ نفس کے لیے اعمال صالحہ، ادعیہ اور اذکار سکھائے جن کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ تزکیہ نفس کے لیے قرآن وحدیث کی تعلیمات، مسنون دعائیں اور اذکار کافی ہیں۔ لہٰذا پیری مریدی کی بیعتیں، صوفیہ کے سلسلے، الا اللہ کی ضربیں، چلہ کشی اور مراقبے وغیرہ سب باطل ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا (آمین)

''اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ دے اور اسے پاک کر تجھ سے بڑھ کر کوئی اسے پاک نہیں کرسکتا تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ ہے۔ یعنی ولی کارساز اور مولیٰ مالک آقا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔''

اللہ سے محبت:

اللہ کے حبیب اپنے رب سے اتنی محبت کرتے تھے کہ وفات کے وقت بھی فرمارہے تھے:

(اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی)۔

''اے میرے اللہ! اپنی بارگاہ میں اعلیٰ رفاقت عطا فرما۔''

(صحیح بخاری: ۴۴۲۳ و صحیح مسلم ۲۴۴۴)

اللہ سے محبت کی چند نشانیاں درج ذیل ہیں:

① ......توحید وسنت سے محبت اور شرک و بدعت سے نفرت۔

② ...... نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت اور آپ کا دفاع۔

③ ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، علمائے حق اور اہل حق سے محبت۔

④ ...... کتاب وسنت سے محبت اور تقویٰ کا دعویٰ کا راستہ۔

⑤ ...... گناہوں اور نافرمانی سے اجتناب۔

⑥ ......ریاء کے بغیر، خلوص نیت کے ساتھ عبادات میں سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے انہماک۔

⑦ ......معروف نیکی سے محبت اور منکر و مکروہ سے نفرت۔

⑧ ...... کتاب وسنت کے علم کا حصول اور کتاب وسنت کے مقابلے میں ہر قول وفعل کو رد قرار دینا۔

⑨ ......انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں اس کی رضامندی کے لیے مال خرچ کرنا)

⑩ ......خوف وامید کی حالت میں کثرت اذکار اور مسنون دعاؤں پر عمل۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے دل اپنی اور رسول ﷺ کی محبت سے بھر دے۔ اور ہمیں ہمیشہ کتاب وسنت پر گامزن رکھے۔ (آمین)۔

صحیح حدیث حجت ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ﴾ (النساء: ۴/ ۸۰)

''جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اس آیت کریمہ سے اور دیگر آیات سے رسول ﷺ کی اطاعت کا فرض ہونا ثابت ہے۔

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾﴾

(الزمر : ۳۹/ ۲۳)

''اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث نازل فرمائی جو ایسی کتاب ہے جس کے الفاظ ملتے جلتے اور بار بار دوہرائے جاتے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل نرم ہوکر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ یہی اللہ کی ہدایت ہے جسے وہ چاہتا ہے (قرآن) کے ذریعے سے راہِ راست پر لاتا ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔''

تقلید:

یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے کہ صحابہ یعنی عشرۂ مبشرہ جن کو جنتی کہا گیا ہے، وہ کس امام کی تقلید کرتے تھے، کیا وہ حنفی تھے؟ شافعی تھے؟ حنبلی تھے؟ مالکی تھے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تو پھر تقلید کا کیا جواز ہے؟

فرد جرم اطاعت رسول ﷺ پر:

اگر کوئی کلمہ گو صرف اطاعت رسول ﷺ کرتا ہے تو کیا اس پر فرد جرم عائد کی جاسکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

فرد جرم اطاعت ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر:

اگر کوئی کلمہ گو اطاعت ابوحنیفہ رحمہ اللہ (کی تقلید) کرتا ہے تو قیامت کے دن اس سے ضرور پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا......؟ جواب سوچ لیں............؟

حاصل مطالعہ:

سوال:...... کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حنفی یا شافعی ہونے کا حکم دیا ہے؟

جواب:...... ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ (دیکھئے سورۃ آل عمران :۳/۳۱)

اندھی تقلید حرام ہے:

اشرف علی تھانوی دیوبندی تقلیدی اعتراف کرتے ہیں کہ

''بعض مقلدین نے اپنے آئمہ کو معصوم عن الخطاء ومصیب وجوبا ومفترض الاطاعت تصور کر کے عزم بالجزم کیا، کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح بخلاف قول امام کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہ ہو پھر بھی بہت سے علل وخلل حدیث میں پیدا کر کے یا اس کی تاویل بعید کر کے حدیث کو رد کریں اور قول امام کو نہ چھوڑیں گے، ایسی تقلید حرام اور مصداق قولہ تعالیٰ: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا...الآية﴾ ''انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا۔ اور (ف ۶۸) میں لکھا ہے حکم الٰہی کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے۔ (کنز الایمان ۹/۳۱ و ۶۸)'' اور خلاف وصیت آئمہ مرحومین کے ہے......'' (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۹۷، دوسرا نسخہ ج ۴ ص ۹۰) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۰ پر)

تقلید اور دلیل شرعی:

احمد یار نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

''اس تعریف سے معلوم ہوا ہے کہ رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کو تقلید نہیں کہہ سکتے، کیونکہ انکا ہر قول وفعل دلیل شرعی ہے۔ تقلید میں ہوتا ہے دلیل شرعی کو نہ دیکھنا۔ لہٰذا ہم رسول اللہ ﷺ کے امتی کہلائیں گے نہ کہ مقلد، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، و ائمہ دین حضور علیہ السلام کے امتی ہیں نہ کہ مقلد۔ اسی طرح عالم کی اطاعت جو مسلمان

کرتے ہیں اس کو بھی تقلید نہ کہا جائے گا، کیونکہ کوئی بھی ان عالموں کی بات یا ان کام کو اپنے لیے حجت نہیں بناتا۔ بلکہ یہ سمجھ کر ان کی بات مانتا ہے مولوی آدمی ہے کتاب سے دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے۔ (جاء الحق ج ۱ص ۱۶)

معلوم ہوا کہ تقلید کرنے والا قرآن وحدیث اور اجماع کو نہیں دیکھتا بلکہ آنکھیں بند کر کے اپنے مقرر کردہ امام پیشوا کی بلا دلیل اندھا دھند پیروی کرتا ہے۔

تبصرہ:...... یاد رہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ غیر مقلد تھے۔

شذرات الذھب:...... امام ابن شبرمہ کہتے ہیں کہ میں اور امام ابوحنیفہ حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ کے پاس گئے۔ میرے ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جناب اللہ تعالیٰ ہمیں آپ سے فیض پہنچاتا رہے۔ میرے ساتھ یہ صاحب ہیں یہ عراقی ہے اور انہیں فقہ وعقل ہے۔ حضرت جعفر نے فرمایا: ''شاید یہی وہ ہیں جو دین کو اپنی رائے سے قیاس کرتا ہے۔'' پھر میری جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا یہ نعمان ہیں؟ امام ابوحنیفہ خود ان کے جواب میں کہنے لگے اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔ میں ہی نعمان ہوں۔ حضرت جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ دین میں اپنی قیاس رائے کو دخل نہ دے۔ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرے اور وہ بکنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔'' پھر امام صاحب نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا مجھے بتلاؤ تو وہ کون سا کلمہ ہے۔ جس کا اول حصہ شرک ہے اور آخری حصہ ایمان ہے؟ جواب دیا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ حضرت جعفر نے فرمایا وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔ اگر کسی نے صرف لا الہ کہا آگے نہ کہا تو وہ مشرک ہے پس یہ کلمہ ہے جس کا اول حصہ شرک ہے اور آخری حصہ ایمان ہے۔ پھر فرمایا تجھے خرابی ہو، بتلا اللہ کے نزدیک گناہ میں کیا چیز بڑی ہے؟ کسی کو قتل کرنا یا زنا کاری کرنا؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ ناحق قتل کا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ ہے اور یہ بہت بڑی اور اہم چیز ہے۔ حضرت جعفر نے فرمایا: سنو قتل کے تو دو گواہ کافی ہیں جبکہ زنا کے جب تک چار گواہ نہ ہوں گواہی قبول نہیں۔ اب بتلاؤ تمہارا قیاس یہاں اللہ کے دین میں کس کام کا رہا

ہے؟ اچھا اس تیسری بات کا جواب دو۔ اللہ کے نزدیک روزہ بڑی عبادت ہے یا نماز؟ جواب دیا نماز فرمایا: ''پھر کیا وجہ ہے کہ حائضہ روزوں کی تو قضا کرے لیکن نمازوں کی نہ کرے؟ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر، قیاس نہ کر قیاس چھوڑ دے۔ کل ہمیں اور تمہیں اللہ کے سامنے کھڑے ہونا ہے۔ ہم تو اپنے بیان کردہ مسائل کی سند میں کہہ دیں گے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ لیکن تو اور تیرے ساتھی یہی کہیں گے کہ ہم نے قیاس کیا ہماری رائے میں یونہی نظر آیا۔ اب اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ وہ کرے گا جو چاہے گا۔

امام مالک بن انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا ہے، فرمایا دو چیزیں تم میں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ۔ امام امالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ امام المسلمین تھے، اس کے باوجود جب آپ سے سوال پوچھا جاتا اس وقت تک جواب نہ دیتے جب تک وحی نہ آجاتی۔ پس اس شخص کی جرأت انتہائی تعجب کے قابل ہے۔ جس سے کوئی سوال کیا جائے اور وہ رائے، قیاس یا تقلید سے جواب دے دے۔ یا عرف، عادت، سیاست، یا ذوق یا کشف یا خواب یا اٹکل و گمان سے کوئی جواب دے دے۔ ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (اعلام الموقعین اردو ج۱ص۱۹۴)

قارئین! کب تک ہمارے ساتھ ایسا ہوتا رہے گا؟ کب تک انتشار و افتراق کی دلدل میں پھنسے رہیں گے؟ کب تک اختلافات کی بھٹی میں جلتے رہیں گے؟ کب تک فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھتے رہیں گے؟ کب یہ بشارت مبارکہ سننے کو ملے گی کہ امت مسلمہ اتحاد کے پلیٹ فارم (قرآن سنت) پر اکٹھی ہوگئی ہے؟

معزز قارئین:

اختلاف کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں لیکن یہ اختلاف، تنازعات کی صورت اختیار کرلیں۔ حسد و کینہ، بغض و فساد، کا ذریعہ بن جائیں، نسبتیں شخصیات کی طرف ہونا شروع ہو جائیں، مرکز و محور غیر رسول بن جائے اور جب فرقوں میں منقسم کردے تو یقیناً قابل غور امر ہے۔

لمحہ فکریہ:

ایسے میں ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے؟ کہ جس سے تمام مسلمان ایک امت، ایک جماعت بن جائیں، وہ ہے خالص قرآن وحدیث کی دعوت کو عام کرنا، واضح رہے کہ صراط مستقیم کا واحد ذریعہ اور اتحاد امت کی واحد سبیل صرف قرآن وحدیث ہے۔ یہاں بھی بعض دل جلے جاہل عارفانہ کی روش اپناتے ہوئے یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ صرف قرآن وحدیث کہنے سے ''اجماع و اجتہاد کا انکار ہو گیا'' حالانکہ جب اجماع واجتہاد کا ذکر قرآن وحدیث سے ملتا ہے۔ تو قرآن و حدیث کے ماننے میں اجماع واجتہاد کا ماننا خود بخود آ گیا۔ قرآن وحدیث اور عمل سلف صالحین بھی اس طرف راہنمائی فرماتے ہیں کہ اتفاق کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے کتاب وسنت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾﴾ (النساء: ٤/ ٥٩)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! تم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے اصحاب امر ہیں۔ پھر اگر تم کسی چیز میں باہم اختلاف کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر اور بہت اچھا انجام ہے۔''

یہ آیت کریمہ واضح دلیل ہے کہ تنازع (اختلاف) کی صورت میں قرآن وحدیث ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور یہ فرقہ واریت کا بہترین اور مجرب نسخہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین ہدایت محمد ﷺ کی سنت ہے۔'' (صحیح مسلم: ۸۶۷)

آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَتَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِيْ إِلَّا

هَالِكٌ......))

''میں تمہیں چمکتی شریعت پر چھوڑ رہا ہوں۔ اس کی رات (بھی) اس کے دن کی طرح روشن ہے۔ میرے بعد اس سے وہی پھرے گا جو ہلاک ہونے والا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ،۴۳، واسنادہ صحیح)

اس قدر چمکتی ہوئی شریعت کو چھوڑ کر غیر نبی کی چوکھٹ پر بیٹھنا یا عام شخص کے دامن سے چمٹنا، اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارے صالحین کا یہ طرۂ امتیاز تھا کہ وہ قرآن وسنت کے مقابلے میں کسی غیر کی بات کو حجت سمجھنا تو درکنار، اسے درخور اعتنا بھی نہ جانتے تھے۔

سیدعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((مَا كُنْتُ لِاَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَوْلِ اَحَدٍ.))

''میں کسی شخص کے کہنے پر نبی کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔'' (صحیح بخاری:۱۵۶۳)

سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حلال (جائز) ہے۔ تو شامی نے کہا کہ آپ کے والد محترم نے منع فرمایا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے اگر میرے والد نے اسے روکا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہو تو کیا میرے والد کے حکم کی پیروی کی جائے گی؟ (تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا) رسول اللہ ﷺ نے اسے (حج تمتع کو) کیا (یعنی جائز قرار دیا)۔ (سنن ترمذی:۸۲۴ واسنادہ صحیح)

اتحاد امت میں ایک بڑی رکاوٹ (تقلید) بھی ہے جس نے امت کو پارہ پارہ کیا ہے اور مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: لَا تُقَلِّدُوْا دِيْنَكُمْ الرِّجَالَ...... الخ'' اپنے دین میں آدمیوں کی تقلید نہ کرو۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ۲/۱۱۱)

خلاصہ:

ہماری تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ وقت تقاضا کر رہا ہے کہ امت مسلمہ متحد و منظّم ہو اور یہ اسی وقت

ممکن ہے جب ہم قرآن وحدیث کو راہنما تسلیم کر کے اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ یہی فرقہ واریت کے خاتمے کا ذریعہ ہے۔ اس سے نہ صرف دنیا میں عزت کا حصول ہوگا بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔

اس لیے کہ ہم شریعت کے تابع ہیں، شریعت ساز نہیں۔ چند نادان قسم کے مقلد آیت قرآنی:

﴿فَسْـَٔلُوٓا أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (النحل: ١٦/ ٤٣)

سے یہ جواز نکالتے ہیں کہ اس آیت میں عوام کو ان کی تقلید کا حکم دیا گیا، حالانکہ ان کا یہ قول اللہ تعالیٰ پر افترا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہوئے ذرہ برابر بھی نہیں شرماتے۔ سورت النحل کی اس آیت کا ماقبل اور مابعد اس بات کی صاف صاف وضاحت کر رہا ہے کہ یہاں اہل الذکر سے مراد اہل انجیل ہیں، نہ کہ امت محمدیہ کے علماء۔ پھر یہ نادان مقلد جواز تقلید اپنے زعم باطل میں ثابت تو کر دیتے ہیں لیکن ہمارا سوال ابھی خم ٹھونک کر کھڑا ہے کہ اس آیت سے اب اپنے چار مزعومہ ائمہ کی تقلید کا بھی ثبوت دو کہ اہل الذکر سے صرف یہی چار مراد ہیں اور یہاں یہ حوالہ بھی بے جا نہ ہوگا کہ مذکورہ بالا آیت سے مراد قرآن وحدیث کا حکم دریافت کرنا ہے، لوگوں کی باتیں مان لینے کا حکم نہیں ہے۔

یہود و نصاریٰ اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہنا مانتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مشرک فرمایا، مومنوں کو حکم دیا کہ لوگوں کے قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کیا حکم ہے۔ (مقدمہ عالمگیری: ۱/۱۴) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۷۷ پر)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے لوگوں کو سب سے زیادہ برگشتہ کرنے والی بدعت یہی تقلید ائمہ اربعہ ہے کہ اس کے سبب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اقوال احادیث وسنن مبارکہ ترک کر دیں اور ان لوگوں کے اقوال وافعال کی پیروی کرنے لگے ہیں جن کی تقلید کرنے کا حکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا اور نہ رسول اللہ ﷺ نے، کیوں کہ وہ نبی نہیں تھے بلکہ اُمتی تھے۔

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی تو وہ مسلمان جو اس تقلید کی روش کے شروع ہونے سے پہلے ہی تقلید پر عمل کیے بغیر اس دنیا سے

رُخصت ہو گئے ان کا کیا بنے گا؟ اور ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین سب لوگ شامل ہیں جو قرونِ ثلاثہ کے لوگ ہیں کہ جن زمانوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خیر کی خبر دی اور یہ حدیث بخاری (٦٢٥١) میں ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تقلید سراسر بدعت ہے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵ پر)

وَلَا تَفَرَّقُوْا:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو قرآن وحدیث پر مشتمل ہے۔ یہی دو مصادر ہدایت و راہنمائی کے سرچشمے ہیں اور گمراہی وضلالت سے بچنے کے لیے کافی ہیں۔ جو کچھ قرآن وحدیث میں ہے وہ حق ہے اور جو کچھ اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ (فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ) ''پھر حق کے بعد کیا ہے؟ صرف گمراہی؟'' لیکن افسوس صد افسوس کہ آج مسلمانوں کی اکثریت قرآن وحدیث سے دور ہے یا پھر مسلک پرستی، اکابر پرستی اور فرقہ پرستی وغیرہ میں اس قدر مبتلا ہے کہ اصل دین ان پر مشتبہ ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر طرف فرقہ پرستی کی وباء پھیلی ہوئی ہے۔ مروجہ تقلیدی مذاہب اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''هٰذِهِ الْبِدْعَةُ فِي الْقُرْنِ الرَّابِعِ الْمَذْمُوْمِ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ''...... (تقلید کی) یہ بدعت چوتھی صدی میں پیدا ہوئی جس کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے اپنی مقدس زبان سے بیان فرمائی ہے۔ (اعلام الموقعین ۲/۲۰۸)

لہٰذا بعض الناس کا ان تقلیدی مذاہب کو ''اسلام کے بچاؤ کا سامان'' کہنا باطل ومردود ہے۔
اس طرح آل تقلید حنفیوں اور شافعیوں کے مابین خونریز لڑائیاں بھی ہوئی ہیں۔

(دیکھئے معجم البلدان: ۲۰۹، ۳/۱۱۷)

تقلیدی مذاہب کو اتفاق واتحاد کا سبب ٹھہرانا محض ہٹ دھرمی ہے۔

اسی طرح تقلیدی مذاہب کے پیروکاروں نے بیت اللہ میں چار مصلے رکھے تھے اور ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ (ملاحظہ فرمایئے تالیفات رشیدیہ ص ۵۱۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۰۳)

''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔''

اللہ کی رسی سے مراد کتاب اللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَا وَاِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمْ الثَّقَلَيْنِ۔ اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ (عَزَّوَجَلَّ) هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ.))

''آگاہ رہو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ عز و جل کی کتاب ہے۔ وہ اللہ کی رسی ہے جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہے گا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوگا۔'' (مسلم ۲۴۰۸/ ۶۲۲۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حبل اللہ (اللہ کی رسی) سے مراد کتاب اللہ ہے۔ کتاب اللہ کا اطلاق حدیث پر بھی کیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ فرمایئے صحیح بخاری: ۶۸۴۲، ۶۸۴۳ و صحیح مسلم: ۴۴۱۸)

واضح ہوا کہ حبل اللہ سے مراد قرآن وحدیث یعنی اللہ کا دین ہے جس کو تھامنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے بھی اس کو اللہ کی پسندیدہ چیز قرار دیا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب نبی ﷺ سے فتنوں کے دور کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے یہ جواب دیا تھا ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا)) ''(ایسی حالت میں) تم تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا۔'' (بخاری: ۷۰۸۴، مسلم: ۴۷۸۴)

اور سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا: ((خُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ.)) جو کچھ تمہیں معلوم ہو اسی کو اپنائے رکھو اور جو کچھ نہیں جانتے اسے چھوڑ دو۔

(ابوداود: ۴۳۴۳ واسنادہ حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ((تَعْمَلُ مَا تَعْرِفُ وَتَدَعُ مَا تُنْكِرُ وَتَعْمَلُ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَتَدَعُ عَوَامَ النَّاسِ)) خاص اپنی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو۔ (ترمذی ۳۰۵۸ واسنادہ حسن، وقال الترمذی: ''حسن غریب'')۔ اس کا مطلب ہے کہ فتنوں کے دور میں فرقہ بندی چھوڑ کر ہمیشہ قرآن وسنت پر عمل پیرا رہنا چاہیے۔

تفریق کے اسباب:

جہل، تقلید، تعصب اور خواہشات وغیرہ ہیں۔ اس سے بچنے کا ایک ہی نسخہ ہے کہ صرف اللہ کی وحی کو تھاما جائے اور غیر جانبداری سے قرآن و حدیث کی دعوت دی جائے۔ اللہ کی وحی کو تھامنے والوں کا افتراق کی راہ پر آنا اور تنظیمیں بنانا خیر و برکت کا باعث نہیں بلکہ فسق و اختلاف کا سبب ہے۔ دین کے ہر معاملہ میں خلوص اختیار کریں یعنی خالص اللہ کے لیے ہر کام کنز الایمان ۹/ ف ۳۷

۱ خالص اللہ کی اطاعت اختیار کریں اور کسی کی دین میں اطاعت نہیں قرآن بھی وحی ہے، حدیث بھی وحی ہے (کنز الایمان ۶/ ف ۲۹۷) تو صرف وحی کی اطاعت کرو اعراض نہ کرو۔

(کنز الایمان ۷/ ف ۴، ۳۰+ ۳۹/ ف ۱۶۱۲۴/ ف ۱۳۹+۱۰/ ف ۶۵ + ۹/ ف ۶۸)

۲ اللہ ذات میں خالص ہے۔ (کنز الایمان ۲۰/ ف ۶ + ۳۵/ ف ۷۵)

۳ اللہ صفات میں خالص ہے۔ (کنز الایمان ۲۰/ ف ۶ + ۳۵/ ف ۷۵)

۴ خالص اللہ کی عبادت کریں۔ (کنز الایمان ۲۲/ ف ۱۹۶+ ۲۷/ ف ۷۳+ ۴/ ف ۱۰۹+ ۲/ ف ۲۵۱-۲۵۲)

۵ خالص اللہ کو عالم لاغیب تسلیم کریں۔ (۲۷/ ۶۵ ف ۱۱۷، ۱۱۸)

۶ یہ ایمان رکھیں کہ سب نفع و نقصان، سب برائی و بھلائی خالص اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

(کنز الایمان ۱۱/ ف ۹ + ۶/ ۷۸ ف ۲۰۳+ ۳/ ۱۵۴ ف ۲۸۷ + ۳۵/ ف ۴۸ + ۱۶/ ف ۱۷۲+ ۴/ ف ۲۰۳)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۶۷۷ پر)

۷ جو کام کرو خالص اللہ کی رضا کے لیے کرو۔ دیکھئے کنز الایمان (۹/ ف ۴۲۔ ف ۴۹- ف ۱۲۷+ ۳/ ف ۲۱۴+ ۲/ ف ۵۶۴- ف ۵۵۵ ف ۴۹۰+ ۲/ ۲۰۷+ ۲/ ف ۳۶۰ + ۲/ ۲۷۲- ۲۶۵)

۸ جو بھی خرچ کرو صرف اللہ کی راہ میں خرچ کرو، خالص اللہ کے لیے (۲/ ۱۹۵+ ۲/ ۲۶۲- ۲۴۴- ۲۱۸)

۹ مندرجہ بالا کاموں میں کسی بھی مخلوق کو اللہ کے برابر قرار نہ دو۔ (دیکھئے کنز الایمان ۲/ ۱۶۵-

۱۶۶ف ۲۹۱-۲۹۲-۲۱۹+۶۲۱)

⑩ اللہ کو اپنے لیے کافی سمجھو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے سمجھا۔ دیکھئے کنز الایمان (۳/۳/۱۷۳ف ۲۴۰)

⑪ خالص اللہ کو پکارو خواہ کافر برا منائیں۔(۴۰/۱۴-۶۵-۶۶)

⑫ اللہ کو ذات صفات میں شرک سے پاک سمجھو یعنی ذات صفات میں اس جیسا کوئی نہیں۔ دیکھئے کنز الایمان (۱۶/ف ۳۷-۱۴۸تا۱۶۳+۲۰/ف ۶+۲/ف ۲۹۱)

ذات وصفات میں شرک سے پاک۔(۱۶/ف ۱۴۸ بہت اہم+۶/ف ۶۱+۱۳ف ۲)

⑬ کنز الایمان (۳۹/۶۲ تا ۶۷ ف ۱۲۷ تا ۱۴۰) اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا مختار سمجھو اور سارے خزانے اس کے پاس سمجھو اور اسی پر بھروسہ کرو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ پر بھروسہ کرتے تھے۔(۳۹/۹۰ف ۱۰/ف ۱۸۰-۲۱۸)

⑭ کنز الایمان (۳۹/ ف ۴۳) صرف اللہ کو آقا سمجھو صرف اسی کو راضی رکھو، حاجت اور ضرورت اسی کے سامنے پیش کرو۔ ورنہ مشرک ہو جاؤ گے۔

⑮ صرف اللہ کو غوث یعنی فریاد رس سمجھو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے سمجھا۔ دیکھئے کنز الایمان (۸/۹ ف ۱۹ تا ۲۱) اور یہی شرک ہے جس کی معافی نہیں اور اس شرک کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کا ایندھن بننا پڑے گا۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۶، ۷۸۷ پر)



باب 4

توحید فی العلم اور شرک فی العلم

علم کے متعلق بنیادی اصول قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا علم کسی کو دیا اس سے وہ زیادہ نہیں جانتا۔ (البقرۃ: ۲/۳۲) ہر عالم سے بڑھ کر دوسرا عالم ہے:

﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۝﴾ (یوسف: ۱۲/ ۷۶)

''اور علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔''

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾ (النمل: ۲۷/ ۶۵)

''کہہ دو کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے (اور کوئی بھی نہیں جانتا)۔ (آل عمران: ۳/۱۱۹، ۱۵۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے۔

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۶/ ۵۰)

''کہہ دو: میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ کہہ دو کہ کیا اندھا اور آنکھوں والے برابر ہوسکتے ہیں؟ کیا تم نہیں غور کرتے'' (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے الاعراف: ۱۸۷، ۱۸۸،

التوبہ:۱۰۱۔الجن:۲۵)۔

دراصل جتنا کسی کو علم ملا اس سے زیادہ وہ نہیں جانتا۔ انبیا کرام کو جتنا وحی کے ذریعے بتایا گیا ان کا علم وہاں تک محدود ہے، اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے۔ جو چیز انبیاء کرام علیہم السلام کو بتا دی گئی وہ غیب نہ رہا وہ تو علم ہو گیا۔ (البقرہ :۲/۱۲۰، ۱۴۵) اور جو نہیں بتایا گیا وہ غیب ہے قرآن یہی کہتا ہے کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں (النمل : ۶۵) اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے۔

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ (الکهف : ۱۸/ ۱۰۹)

''کہہ دو اگر میرے مالک کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر سیاہی ہو تو میرے مالک کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے، گو اتنا ہی ایک اور سمندر ہم اس کی مدد کو لائیں۔''

صرف اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے باقی سب کا علم محدود ہے، نبیوں کا علم محدود ہے۔

(حوالہ جات کے کے لیے دیکھئے لقمان :۳۱/ ۲۷ تا ۳۴)۔

موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کو کشتی والوں نے سوار کر لیا، اتنے میں ایک چڑیا آئی اور ایک یا دو چونچیں سمندر میں ماریں۔ سیّدنا خضر علیہ السلام نے کہا: اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے جیسے اس چڑیا کی چونچ نے سمندر میں سے۔'' [1]

اس حدیث سے اللہ اور مخلوق کے علم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ثابت ہوا کہ سیدنا آدم علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے ورنہ درخت نہ کھاتے۔ (۲۰/۱۲۰ تا ۱۲۲)

''اور نوح علیہ لسلام کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو ایمان لا چکا، پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو وہ کر رہے ہیں۔''

ثابت ہوا کہ سیّدنا نوح علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے۔ (ھود/۳۱۔۳۶ تا ۴۷)

ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے یہی بات الحجر (۵۲ تا ۵۷) الصافات (۱۰۲ تا

---

[1] بخاری، کتاب العلم، باب یستحب للعالم اذا مثل ای الناس اعلم : ۱۲۲ .

۱۰۷) اور (الذریات: ۲۵ تا ۳۱) میں بیان ہوئی ہے۔ (ھود ۶۹ تا ۷۶)

سورۃ ھود ۶۹ تا ۷۶ ثابت ہوا کہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام غیب نہیں جانتے تھے۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے، تب ہی انہوں نے بچھڑا ذبح کیا اور کھانا پکوایا حالانکہ مہمان فرشتے تھے۔

فرشتوں کو بھی پتہ نہیں چلا کہ اندر ہمارے لیے کھانا پک رہا ہے۔ ثابت ہوا کہ فرشتے بھی غیب نہیں جانتے۔ ورنہ کھانا پکانے سے منع کر دیتے۔

ابراہیم علیہ السلام کی بیوی جو کہ یقیناً ولیہ ہیں، انہوں نے بھی کھانا پکاتے وقت یہ نہیں کہا کہ کھانا پکانے کی ضرورت نہیں باہر تو فرشتے بیٹھے ہیں۔ ثابت ہوا ولی غیب نہیں جانتے۔

ثابت ہوا لوط علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے۔ یہی بات الحجر: ۱۵/ ۶۱، ۶۲ اور العنکبوت: ۲۹/ ۳۳ میں بیان ہوئی ہے۔ (ھود: ۱۱/ ۷۷ تا ۸۱)

ثابت ہوا سیدنا یعقوب علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے۔ (۱۲/ ۸۳۔ ۸۴) یہی بات (سورۃ یوسف :۱۲/ ۸ تا ۲۰، ۶۳ تا ۶۶) میں بیان ہوئی ہے۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے کہ ہدہد نے کہا کہ میں آپ کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مجھے اس ساری بات کو پہلے ہی علم ہے۔ (النمل: ۲۷/ ۲۰ تا ۲۸)

ثابت ہوا سیدنا موسیٰ علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے۔ یہی بات (الاعراف: ۷/ ۱۴۳) (طٰہٰ: ۲۰/ ۲۱) (النمل: ۲۷/ ۱۰) اور (القصص: ۲۸/ ۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔ (۲۰/ ۶۴ تا ۶۸۔ ۸۳ تا ۸۶)

ثابت ہوا کہ سیدنا زکریا علیہ السلام بھی غیب نہ جانتے تھے۔ یہی باب (آل عمران: ۳/ ۳۷ تا ۴۷) میں بیان کی گئی ہے۔ مریم ۲ تا ۱۰

ثابت ہوا کہ سیدنا داؤد علیہ السلام بھی غیب نہیں جانتے تھے۔ تب ہی وہ ڈرے کہ یہ کون ہیں جو آئے ہیں۔ (ص/ ۲۲)

ثابت ہوا کہ جن بھی غیب نہیں جانتے تبھی انہیں سیدنا سلیمان علیہ السلام کی موت کا علم نہ ہوا، یہاں تک کے گھن کے کیڑے نے عصا کو کھا لیا اور سیدنا سلیمان علیہ السلام زمین پر مردہ حالت میں گر

پڑے۔ اتنی دیر سیدنا سلیمان علیہ السلام عصا کی ٹیک پر مردہ حالت میں رہے اور جب عصا کو گھن نے کھا لیا تو زمین پر گر پڑے۔ ثابت ہوا کہ وہ موت کے بعد مردہ حالت میں تھے زندہ نہ تھے۔ جیسا کہ آج کل کے لوگ کہتے ہیں۔ (سباء: ۳۴/۱۲ تا ۱۴)

فرشتے غیب نہیں جانتے اور ان آیات میں اس کا پتا بھی چلتا ہے کہ مخلوق کو اسی بات کا پتا ہے جس کا اسے علم دیا گیا ہے مخلوق غیب نہیں جانتی اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے پہلے آدم علیہ السلام کو بھی ان چیزوں کے ناموں کا نہیں پتا تھا اور یہ اصول ساری مخلوق پر عائد ہوتا ہے۔ (۲/۳۱ تا ۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہ جانتے تھے:

غیب کے سلسلے میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہاں تین زمانوں کا ذکر کریں گے۔

① ...... نبوت سے پہلے کا زمانہ

② ...... نبوت کا زمانہ۔

③ ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا زمانہ

نبوت سے پہلے کا زمانہ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان مقامات پر فرمایا ہے کہ رسول بننے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں کا علم نہیں تھا۔

﴿وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۲﴾ (الشورى: ٤٢/ ٥٢)

"اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تیری طرف بھیجی، تجھ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کتاب کیا چیز ہے؟ اور نہ ایمان معلوم تھا اور ہم نے قرآن کو ایک نور بنایا، ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس قرآن سے راہ پر لگا دیتے ہیں اور بے شک آپ سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔" (مزید القصص: ۲۸/۴۴ تا ۴۶۔

۸۶)''اور اے نبی! تم کو امید نہ تھی کہ تم پر کتاب اتاری جائیگی مگر تمہارے رب کی مہربانی ہوئی پھر تم ہرگز کافروں کی طرفداری نہ کرنا۔'' (القصص:۲۸/۸۶)

یعنی کوہِ طور پر جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور اسے وحی اور رسالت سے نوازا تو اے محمد ﷺ! تو نا وہاں موجود تھا اور نہ یہ منظر دیکھنے والوں میں سے تھا بلکہ یہ غیب کی وہ باتیں ہیں جو ہم وحی کے ذریعے تجھے بتلا رہے ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ تو اللہ کا سچا پیغمبر ہے۔ کیونکہ نہ تو نے یہ باتیں کسی سے سیکھی ہیں اور نہ خود ہی ان کا مشاہدہ کیا ہے یہ مضمون اور بھی کئی جگہ بیان کیا گیا ہے (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے ۳/۴۴۔۱۰/۱۶۔۱۱/۴۹۔۱۲/۳،۱۰۲۔الضحیٰ:۷۔یعنی آپ اس وقت حاضر ناظر نہ تھے)۔

نبوت کا زمانہ:

یعنی نبی بننے سے لے کر فوت ہونے تک کا زمانہ۔ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ و آئندہ کے بے شمار واقعات، برزخ اور قبر کے حالات، میدان محشر کے نقشے، جنت اور دوزخ کی کیفیت، الغرض وہ تمام علوم جو آپ ﷺ کے شایان شان تھے، وہ سب آپ ﷺ کو عطا کیے اور ان کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث سیدنا موسیٰ علیہ اسلام اور سیدنا خضر علیہ السلام اور چڑیا کے بارے میں آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ یہ مثال محض سمجھانے کے لیے ہے ورنہ مخلوق کے محدود علم کو اللہ تعالیٰ کے غیر محدود علم کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ (حاشیہ بخاری ۱/۲۱۴۸) یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ عالم الغیب کا لفظ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور بہت سی جگہ پر رسول اللہ ﷺ سے عالم الغیب ہونے کی نفی کی گئی ہے اور یہ لفظ قرآن حدیث میں کہیں نہیں آیا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں۔

اسی طرح بہت سی احادیث میں بھی یہ مضمون ارشاد ہوا ہے۔ ان آیات واحادیث کو نقل کیا جائے تو اس کے لیے ایک ضخیم کتاب بھی کافی نہیں ہوگی اور علماء اہلسنّت والجماعت کا یہی مسلک ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو عالم الغیب کہنا درست نہیں:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: ''جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ غیب

جانتے تھے اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا۔"

قرآن وحدیث سے حوالہ جات:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت والا واقعہ جس کی حقیقت کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے پہلے علم نہ ہوا۔ ❶

② شہد کا واقعہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیویوں نے منصوبہ بندی کی اور اس کے نتیجے میں رسول اللہ نے اپنے اوپر شہد حرام فرما لیا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری بات بتا دی۔ ❷

③ ہم نے کچھ پیغمبروں کا حال تجھ سے بیان کیا، کچھ کا نہ کیا۔ (النساء:۴/۱۶۴) یاد رہے قرآن کریم میں تو صرف (۲۵) انبیاء ورسل کا ذکر اور ان قوموں کے حالات بیان کیے گئے ہیں، جب کے انبیاء کی کل تعداد بہت زیادہ ہے۔

④ پیغمبروں سے اللہ پوچھے گا تمہیں کا جواب ملا؟ وہ کہیں گے ہمیں پتا نہیں ہے۔ (المائدۃ:۵/۱۰۹)

⑤ اللہ کے سوا کسی کو پتا نہیں وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ (النمل:۲۷/۶۵)

⑥ پانچ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (لقمان:۳۱/۳۴) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۶۷۷ پر)

⑦ قیامت کے وقت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا نہیں۔ (الاحزاب: ۳۳/۶۳۔ الشوریٰ: ۴۲/۱۷۔ الاعراف: ۷/۱۸۷۔ طہ: ۲۰/۱۵۔ النمل: ۲۷/۶۵۔ لقمان: ۳۱/۳۴۔ حم السجدۃ: ۴۱/ ۴۷۔ الزخرف ۴۳/ ۸۵۔ الملک: ۶۷/۲۵، ۲۶)

⑧ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے ایک ماہ پہلے فرمایا: "قیامت کے وقت کا علم صرف اللہ کو ہے۔" ❸

---

❶ دیکھیے: النور: ١٦تا٢٦ اور بخاری، كتاب المغازی، باب حديث الافك: ٤١٤١ .

❷ التحريم: ١تا٤ و بخاری، كتاب التفسير، باب: ﴿يايها النبی لم تحرم ما احل الله لك﴾: ٤٩١٢_ ٥٢٦٧، ٥٢٦٨ .

❸ مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب بيان معنى قوله ﷺ: ((على راس مائة سنة يبقى نفس منفوسة ممن هو موجودالآن)): ٢٥٣٨ .

⑨ اللہ کے لشکروں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (المدثر: ۷۴/ ۳۱)

⑩ عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی کا قصہ اور وحی۔ (عبس: ۸۰/ ۱ تا ۱۲)

⑪ مدینہ اور اس کے اردگرد کچھ منافق ہیں، نفاق پر اڑے ہوئے، آپ ان کو نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں۔ (التوبہ: ۹/ ۱۰۱)

⑫ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور جبریل علیہ السلام سے بار بار پوچھنا یہ کون ہیں؟ پانچ دفعہ پوچھا یہ کون ہیں؟ پھر مجھے جبریل سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے جس کے رنگوں کا مجھے علم نہیں کہ کیسے ہیں......؟'' ❶

⑬ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم علیہ السلام ہیں پھر میں نے ایک شخص کو طواف کرتے دیکھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا یہ دجال ہے۔'' ❷

⑭ سیدہ عائشہ نے فرمایا: ''جو شخص بھی تم سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے کہ (۱)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا (۲)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والے کل کی بات جانتے تھے اور (۳)...... جو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی۔'' ❸

⑮ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دوزخ میں آنکڑے ہوں گے، ان کے طول وعرض کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔'' ❹

---

❶ بخاری، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء: ۳٤۹، ٤۲۳۳، مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوات: ۱٦۳.

❷ بخاری کتاب التعبیر، باب رئو یا اللیل: ٦۹۹۹۔ مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال: ۱٦۹.

❸ بخاری، کتاب التفسیر (سورۃوالنجم) باب: ٤۸٥٥۔ مسلم کتاب الایمان، باب معنی قول اللہ عزوجل ﴿ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ﴾ وھل رأی النبی ﷺ ربہ لیلۃ الاسراء: ۱۷۷.

❹ بخاری، کتاب الرقاق، باب الصراط جسرجھنم: ٦٥۷۳۔ مسلم، کتاب الایمان، باب معرفۃ طریق الرئویۃ: ۱۸۲.

⑯ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ غسل کر رہے تھے اور آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کیے ہوئے تھیں، میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے بتایا کہ میں ہانی ہوں۔ ❶

⑰ ایک سفر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد بہت خفا ہوئے، بعد میں اس اونٹ کو کھڑا کر دیا گیا جس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ ❷

⑱ آپ ﷺ کے موت میں جب آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ بار بار بے ہوش ہوئے، جب ہوش آتا تو فرماتے کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا جاتا نہیں، لوگ آپ (ﷺ) کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایسا تین بار ہوا۔ ❸

⑲ رسول اللہ ﷺ نے چالیس یا ستر قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت مشرکین کے پاس بھیجی تھی، انھوں نے ان کو شہید کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے۔ ❹

⑳ رسول اللہ ﷺ سوئے رہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی سوئے رہے، سورج پوری طرح نکل آیا اور صبح کی نماز وقت پر نہ پڑھ سکے۔ ❺

㉑ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اس وقت ایک عورت

---

❶ بخاری کتاب الغسل، باب التستر فی الغسل عندالناس: ۲۸۰۔ مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی......الخ: ۸۲/ ۳۳۶.

❷ بخاری کتاب التیمم، باب: ۳۳٤، ۳٦۷۲۔ مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم: ۳٦۷.

❸ بخاری، کتاب الأ ذان، باب انما جعل الا مام لیؤتم به: ٦۸۷۔ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الا مام اذاعرض له عذرمن مرض وسفر...... الخ: ٤۱۸.

❹ بخاری، کتاب الوتر، باب القنوت قبل الرکوع وبعد: ۱۰۰۱، ۱۳۰۰۔ مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات......الخ: ٦۷۷۔ ۳۰۱/ ٦۷۷.

❺ بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الأذان بعد ذهاب الوقت: ۵۹۵۔ مسلم، کتاب المساجد باب قضاء الصلاۃ الفائتة واستحباب تعجیل قضائها: ٦۸۰، ٦۸۱.

میرے پاس بیٹھی تھی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے عرض کیا فلاں عورت ہے۔ (بخاری و مسلم)

۴۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ بادل کا کوئی ایسا ٹکڑا دیکھتے جس سے بارش کی امید ہوتی تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا اور فرماتے میں نہیں جانتا، ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہی ہو جس کے بارے میں قوم عاد نے کہا تھا کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے، حالانکہ اس میں دردناک عذاب تھا۔

۴۳ ایک دفعہ سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ بہت گھبرا کر اٹھے اس ڈر سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے۔ [1]

۴۴ جب آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا غسل سے فارغ ہونے پر مجھے خبر دینا۔ پھر غسل سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ کو خبر دی گئی۔ (بخاری/مسلم)

۴۵ ایک صحابی یا صحابیہ فوت ہوگئی لیکن رسول اللہ ﷺ کو اس کی وفات کی خبر کسی نے نہ دی۔ ایک دن آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اس کا تو انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی، چلو مجھے اس کی قبر بتا دو۔'' [2]

۴۶ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے دیکھا رسول اللہ ﷺ رات کو اکیلے چل رہے تھے، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلنے لگے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مڑے، ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور دریافت فرمایا کون ہے؟ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''ابوذر''۔ (بخاری/مسلم)

۴۷ دو عورتیں آپ ﷺ کے دروازے پر آئیں، ان کے سامنے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ گزرے۔

---

[1] بخاری، کتاب الکسوف، باب الذکر فی الکسوف: ۱۰۵۹۔ مسلم، کتاب الکسوف، باب ذکر الند بصلاۃ الکسوف ((الصلاۃ جامعۃ)) ۹۱۲ .

[2] بخاری، کتاب الاصلاۃ، باب کنسی المسجد و التفاط الخرق و القذی و العیدان: ۴۵۸۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی القبر: ۹۵۶ .

انہوں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے لیے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں اور ہمارا نام نہ لینا۔ سیدنا بلال اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ دو عورتیں یہ مسئلہ دریافت کرتی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ دونوں کون ہیں؟'' بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا زینب نام کی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ''کون سی زینب؟'' ❶

۲۸ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے گھر جاتا ہوں وہاں مجھے کھجور پڑی ہوئی ملتی ہے، میں اسے کھانے کے لیے اٹھاتا ہوں لیکن پھر یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ صدقہ کی کھجور نہ ہو تو اسے پھینک دیتا ہوں۔'' ❷

۲۹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ ﷺ دریافت فرماتے یہ تحفہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ کھاؤ۔ ❸

۳۰ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی لیکن پھر بھلوا دی گئی۔'' (بخاری/مسلم)

۳۱ حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے، وہ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیوں رو رہی ہو؟ تو میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! میں نے اس سال حج نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا شاید کہ تو حائضہ ہو گئی ہے؟ میں نے کہا: ''ہاں!'' ❹

۳۲ حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''تم حلال ہو جاؤ، اگر مجھے وہ

---

❶ بخاری، کتاب الزکوۃ، باب الزکوۃ علی الزوج والا یتام فی الحجر : ۱۳۶۶۔ مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل انفقة علی الاقربین---- الخ: ۱۰۰۰).

❷ بخاری، کتاب فی الفطة، باب اذا وجد تمرة فی الطریق : ۲۳۳۲۔ مسلم کتاب الزکوۃ، باب تحریم الزکوۃ علی رسول اللہ ﷺ----- الخ ۱۰۵۰ .

❸ بخاری، کتاب الھبة و فضلھا والتحریض علیھا، باب قبول الھدیت: ۲۰۷۶۔ مسلم کتاب الزکوۃ، باب قبول النبی ﷺ الھدیت ورد ة الصدقة: ۱۰۷۷ .

❹ بخاری، کتاب الحیض، باب تقضی الحائض--- الخ: ۳۰۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب وجوه الاحرام وأنه یجوز افراد --- الخ: ۱۲۱۱'۱۲۰ .

بات پہلے معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔''❶

۳۳ فتح مکہ کے دن ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ ابن خطل غلاف کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔❷

۳۴ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں نے نکاح کیا ہے۔❸

۳۵ غزوۂ خیبر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی کہ مجھے کوئی باندی عنایت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ باندی لے لو۔'' انھوں نے صفیہ بنت حیی کو لے لیا۔ پھر ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! صفیہ تو سردار کی بیٹی ہے، انھیں آپ (ﷺ) نے دحیہ (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا، وہ تو صرف آپ ہی کے لیے مناسب تھیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دحیہ کو صفیہ کے ساتھ بلاؤ۔ وہ لائے گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو فرمایا کہ قیدیوں میں سے کوئی اور باندی لے لو۔ پھر آپ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور انھیں اپنے نکاح میں لے لیا۔❹

۳۶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیدی عورتوں سے عزل کیا پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم واقعی ایسا کرتے ہو۔'' تین مرتبہ یہ فرمایا۔❺

۳۷ رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو وہاں ایک صاحب بیٹھے ہوئے

---

❶ بخاری، کتاب الحج، باب التمتع و القران...... الخ: ۱۵۶۸۔ مسلم، کتاب الحج، باب بیان وجوہ الإحرام...... الخ: ۱۲۱٦

❷ بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب قتل الأسير و قتل الصبر: ۳۰٤٤۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مكة...... الخ: ۱۳۵۷

❸ بخاری، کتاب النكاح، باب كيف يدعى...... الخ: ۵۱۵۵۔ مسلم، کتاب النکاح، باب الصداق و جواز كونه...... الخ: ۱٤۲٦

❹ بخاری، کتاب الصلاة، باب ما يذكر فى الفخذ: ۳۷۱۔ مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلة...... الخ: ۱۳٦۵

❺ بخاری، کتاب النكاح، باب العزل: ۵۲۱۰۔ مسلم، کتاب النكاح، باب حكم العزل: ۱٤۳۸/۱۲۷

تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''عائشہ! یہ کون ہے؟'' میں نے عرض کیا یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ ❶

۳۸ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کس سے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا ایک بیوہ عورت سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی؟ میں نے عرض کیا میرے والد شہید ہو گئے اور انھوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں، اس لیے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے پاس انھی جیسی لڑکی بیاہ لاؤں، اس لیے میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی دیکھ بھال کر سکے۔ ❷

۳۹ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک صحابی نے شکایت کی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک غیر مرد کے ساتھ تنہائی میں پایا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس معاملے کا فیصلہ فرما دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! اس معاملہ کو صاف کر دے چنانچہ اس عورت نے بچہ اسی مرد کی شکل کا جنا جس کے متعلق شوہر نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انھوں نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میاں بیوی کے درمیان لعان کرایا۔ ❸

۴۰ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بیمار پڑا، رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل میری عیادت کو تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال میں کیا کروں، کس طرح اس کا فیصلہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔ ❹

۴۱ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کے والد انھیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

---

❶ بخاری، کتاب الشهادات، باب الشهادة...... الخ: ٢٦٤٧۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب إنما الرضاع من المجاعة ...... الخ: ١٤٥٥

❷ بخاری، کتاب البیوع، باب شراء الدوآب...... الخ: ٢٠٩٧۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب نكاح البكر......الخ: ٥٦/ ٧١٥، بعد ١٤٦٦

❸ بخاری، کتاب الطلاق، باب قول الإمام...... الخ: ٥٣١٦۔ مسلم، کتاب اللعان: ١٤٩٧

❹ بخاری، کتاب التفسير، باب ﴿يوصيكم الله﴾...... الخ: ٤٥٧٧۔ مسلم، کتاب الفرائض، باب ميراث الكلالة: ١٦١٦

لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا ایسا ہی غلام دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے۔'' انھوں نے جواب دیا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا: ''پھر واپس لے لے۔''❶

﴿۴۲﴾ ایک قبیلہ کے آٹھ افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اسلام پر بیعت کی، وہ بیمار پڑ گئے تو آپ نے ان سے کہا ہمارے چرواہے کے ساتھ اونٹوں میں چلے جاؤ، اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو۔ وہ گئے، اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہو گئے۔ پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور جانور بھگا کر لے گئے۔ اس کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، وہ پکڑے گئے اور لائے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سزا دی۔❷

﴿۴۳﴾ جنگ بدر کے دن دو لڑکوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور ابوجہل پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے قتل کیا ہے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ نہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے۔❸

﴿۴۴﴾ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو سیّدنا جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیے، اللہ کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے، آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ تو انھوں نے

---

❶ بخاري، كتاب الهبة و فضلها، باب الهبة للولد: ٢٥٨٦۔ مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل......الخ: ١٦٢٣

❷ بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب إذا حرق المشرك......الخ: ٣٠١٨۔ مسلم، كتاب القسامة والمحاربين، باب حكم المحاربين والمرتدين: ١٠/ ١٦٧١

❸ بخاري كتاب فرض الخمس، باب من لم يخمس الأسلاب: ٣١٤١۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب استحقاق القاتل ...... الخ: ١٧٥٢

بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ ❶

◈ ۳۵ جنگ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون دیکھ کر آئے گا کہ ابو جہل کا کیا ہوا ہے؟ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ معلوم کرنے گئے تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں لڑکوں نے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ ❷

◈ ۳۶ رسول اللہ ﷺ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے، انھوں نے بھنا ہوا سانڈا آپ کی خدمت میں پیش کیا، ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ آپ کسی کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک آپ کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ فلاں کھانا ہے لیکن اس دن آپ نے بھنے ہوئے سانڈے کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ اس وقت آپ ﷺ کے سامنے جو تم نے پیش کیا ہے وہ سانڈا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ سانڈے سے ہٹا لیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے: اے اللہ کے رسول! کیا سانڈا حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' ❸

◈ ۳۷ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب بھوکے حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انھیں ازواج مطہرات کے ہاں بھیجا (تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج مطہرات نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ان کی مہمان نوازی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے کہ میں کروں گا۔ ❹

---

❶ بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الأحزاب و مخرجه إلی...... الخ: ٤١١٧۔ مسلم، کتاب الجهاد، باب جواز قتال من نقض العهد وجواز إنزال...... الخ: ١٧٦٩

❷ بخاری کتاب المغازی، باب قتل أبی جهل: ٣٩٦٢۔ مسلم، کتاب الجهاد، باب قتل أبی جهل: ١٨٠٠

❸ بخاری، کتاب الذبائح، باب الضب: ٥٥٣٧۔ مسلم، کتاب الصید و الذبائح، باب إباحة الضب: ١٩٤٦

❹ بخاری کتاب التفسیر، باب قوله ﴿ ویؤثرون علی أنفسهم ﴾: ٤٨٨٩، ٣٧٩٨۔ مسلم، کتاب الأشربة، باب إکرام الضیف ......الخ: ٢٠٥٤

﴿۴۸﴾ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: ''تم نے رات ہم بستری بھی کی تھی؟'' انھوں نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے دعا کی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو لیا اور دریافت فرمایا: ''اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟'' کہا گیا ہاں کھجوریں ہیں۔ ❶

﴿۴۹﴾ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں، میں۔'' جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا۔ ❷

﴿۵۰﴾ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکنے لگا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کا کنگھا تھا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر جھاڑ رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا: ''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم (جھانکتے ہوئے) میرا انتظار کر رہے ہو تو میں اسے تمھاری آنکھ میں چبھو دیتا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت لینے کا جو حکم دیا گیا وہ اسی لیے ہے کہ نظر نہ پڑے۔'' ❸

﴿۵۱﴾ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر ملا بکری کا گوشت لائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ کھایا پھر جب اس عورت کو لایا گیا تو اس نے زہر کا اقرار کر لیا تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تالو میں محسوس کیا۔ ❹

---

❶ بخاری، کتاب العقيقة، باب تسمية المولود ...... الخ : ٥٤٧٠ـ مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود...... الخ : ٢٣/ ٢١٤٤

❷ بخاری، كتاب الاستئذان، باب إذا قال من ذا ؟...... الخ : ٦٢٥٠ـ مسلم، كتاب الآداب، باب كراهة قول المستأذن ...... الخ : ٢١٥٥

❸ بخاری، كتاب الاستئذان، باب الاستئذان من أجل البصر : ٦٢٤١ـ مسلم، كتاب الآداب، باب تحريم النظر في...... الخ : ٢١٥٦

❹ بخاری، كتاب الهبة و فضلها، باب قبول الهدية من المشركين : ٢٦١٧ـمسلم، كتاب السلام، باب السهم : ٢١٩٠

۵۲ آپ ﷺ کا طویل خواب جس میں آپ ﷺ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے صبح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''رات کو میرے پاس دو آنے والے آئے، وہ مجھے ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس لے گئے...... میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟'' مجھ سے انھوں نے کہا آگے بڑھیے اور ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا...... میں نے کہا: ''سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟'' انھوں نے کہا آگے چلیے، پھر ہم ایک تنور نما گڑھے پر آئے...... میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے کہا آگے چلیے۔ پھر ہم ایک نہر پر آئے...... میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا کہ آگے چلیے۔ پھر ہم ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے...... میں نے ان دونوں سے کہا: ''یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا آگے چلیے۔ پھر ہم ایک باغ میں پہنچے...... میں نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟ یہ بچے کون ہیں؟'' انھوں نے کہا آگے چلیے۔ پھر ہم ایک عظیم الشان باغ میں پہنچے...... پھر انھوں نے کہا ہم آپ کو بتائیں گے۔ ❶

۵۳ ایک رات مدینہ پر (ایک آواز سن کر) بڑا خوف چھا گیا۔ لوگ اس آواز کی طرف بڑھے لیکن رسول اللہ ﷺ سب سے آگے تھے اور آپ ﷺ ہی نے واقعہ کی تحقیق کی۔ ❷

۵۴ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے؟'' اس نے کہا ایک انصاری نے۔ ❸

۵۵ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''سب سے شریف

---

❶ بخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا......الخ : ۷۰۴۷۔ مسلم، کتاب الرؤیا، باب رؤیا النبی ﷺ : ۲۲۷۵

❷ بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الحمائل و تعلیق......الخ : ۲۹۰۸، ۲۶۲۷۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعته ﷺ : ۲۳۰۷

❸ بخاری، کتاب الخصومات، باب ما یذکر...... الخ :۲۴۱۲۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ ﷺ : ۲۳۷۴

کون ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو سب سے پرہیز گار ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: ''ہم آپ (ﷺ) سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی ابن نبی ابن خلیل اللہ۔'' صحابہ نے کہا: ''ہم اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''عرب کے خاندانوں کے متعلق پوچھتے ہو؟ سنو! جاہلیت میں جو شریف تھے اسلام میں بھی وہ شریف ہیں جبکہ دین کی سمجھ انھیں آ جائے۔'' ❶

۵۶ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا خضر علیہ السلام کا طویل قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے! ہماری تمنا تھی کہ موسیٰ (علیہ السلام) کچھ دیر اور صبر کرتے تو مزید واقعات ان دونوں کے بیان کیے جاتے۔'' ❷

۵۷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں گیا، وہاں میں نے ایک محل دیکھا؟ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا یہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا محل ہے۔'' ❸

۵۸ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمھارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ان کے درمیان کچھ ناگواری پیش آ گئی اور وہ مجھ سے ناراض ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا: ''علی (رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرو کہ کہاں ہے؟'' وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ ❹

---

❶ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول الله تعالٰی لقد کان فی یوسف......الخ : ۳۳۸۳۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل یوسف ﷺ : ۲۳۷۸

❷ بخاری، کتاب العلم، باب ما یستحب للعالم ...... الخ : ۱۲۲۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل خضر ﷺ : ۲۳۸۰

❸ بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرة : ۵۲۲۶، ۳۶۷۹۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل عمر رضی الله عنه : ۲۳۹۴

❹ بخاری، کتاب الصلاة، باب نوم الرجال ......الخ : ۴۴۱۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن أبی طالب رضی الله عنه : ۲۴۰۹

۵۹ غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لا سکتا ہے؟'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ ❶

۶۰ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے آنگن میں بیٹھ گئے اور فرمایا: ''وہ بچہ کہاں ہے؟'' آپ ﷺ حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ ❷

۶۱ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات ہوئی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور ۹ ہجری میں فوت ہوئیں) آپ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! کوئی تم میں سے ایسا بھی ہے جو آج رات عورت کے پاس نہ گیا ہو؟'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اترو۔'' وہ ان کی قبر میں اترے۔ ❸

۶۲ قرآن میں اللہ نے جہاں ﴿مَآ اَدْرٰكَ﴾ فرمایا ہے وہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتا دی اور جہاں ﴿مَا يُدْرِيْكَ﴾ فرمایا وہ نہیں بتائی۔ ❹

۶۳ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا مکمل قصہ ایک طویل حدیث میں ہے۔ آپ ﷺ نے تہمت کے بعد سیدنا علی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے یہ صلاح کی: ''کیا میں عائشہ کو چھوڑ دوں۔'' آگے جا کر ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مجھے تیری طرف سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے، اگر تو پاک دامن ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاکدامنی کھول دے گا اور جو تو پھنس گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ، توبہ کر۔'' یہ معاملہ چلتا رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں وحی

---

❶ بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب هل يبعث الطليعة: ۲۸۴۶، ۳۷۱۹، ۴۱۱۳۔ مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير رضی الله عنهما: ۲۴۱۵

❷ بخاری، كتاب اللباس، باب السخاب للصبيان: ۵۸۸۴، ۲۱۲۲۔ مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن و الحسين رضى الله عنهما: ۵۷/ ۲۴۲۱

❸ بخاری، كتاب الجنائز، باب من يدخل قبر المرأة: ۱۳۴۲

❹ بخاری، كتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر (من قول سفيان بن عيينة)] ملاحظہ ہو (الاحزاب: ۶۳۔ الشوریٰ: ۱۷۔عبس: ۳۔ المطففين: ۸، ۱۹

اتار کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پاکدامن قرار دیا۔ ❶

۶۴ رسول اللہ ﷺ نے ایک دو دفعہ نماز کی رکعات امامت میں کم پڑھا دیں۔ بعد میں صحابہ کے عرض کرنے پر فرمایا: ''میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، پھر جب میں بھولوں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔'' ❷

۶۵ ایک شخص جورات کو دفن کر دیا گیا، آپ ﷺ اپنے صحابہ سمیت کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کس کی قبر ہے؟'' ❸

۶۶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا اور سب سے پہلے مجھ کو ہوش آئے گا، میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ (علیہ السلام) عرش کا کونا تھامے کھڑے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ بھی بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا ہے۔'' ❹

۶۷ عثمان بن مظعون وفات پا گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں اللہ کا پیغمبر ہوں مگر میں یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمھارا کیا حال ہوگا؟'' ❺

۶۸ ستر قاریوں کے بارے میں حدیث میں ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے بنی عامر کی طرف بھیجا اور دشمن لوگوں نے انھیں شہید کر ڈالا۔ پھر سیدنا جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان قاریوں کا حال بیان کیا کہ وہ اپنے مالک سے مل گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے چالیس روز تک قاتلوں کے لیے بددعا کی۔ آپ ﷺ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے۔ ❻

۶۹ حدیبیہ کے دن سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی پھر ایک درخت

---

❶ بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الإفك: ٤١٤١

❷ بخاری، کتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان: ٤٠١

❸ بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن: ١٣٣٦

❹ بخاری، کتاب الرقاق، باب نفخ الصور: ٦٥١٧

❺ بخاری، کتاب التعبير، باب العين الجارية فى المنام: ٧٠١٨

❻ بخاری، کتاب الجهاد و السير، باب من ينكب...... الخ: ٢٨٠١

کے سائے میں چلا گیا۔ جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اکوع کے بیٹے! تو بیعت نہیں کرتا۔'' میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میں بیعت کر چکا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوبارہ سہی۔'' میں نے دوسری بار پھر آپ ﷺ سے بیعت کی۔ ❶

﴿۷۰﴾ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کو جاسوسی کے لیے روانہ کیا۔ ان کا سردار سیدنا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا، سات شہید ہو گئے تین بچ گئے۔ انھوں نے دعا کی کہ یا اللہ! ہماری خبر ہمارے پیغمبر ﷺ کو پہنچا دے۔ بعد میں باقی دو بھی شہید ہو گئے اور سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ قیدی بن گئے، پھر ان کو بھی شہید کر دیا گیا۔ ❷

﴿۷۱﴾ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا تو ایک انصاری شخص کہنے لگا: اللہ کی قسم! اس تقسیم سے تو اللہ کی رضا مندی کی غرض نہ تھی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ بات سن کر کہا کہ میں تو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو کر دوں گا۔ آخر وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ انھوں نے چپکے سے یہ بات آپ ﷺ کو عرض کر دی۔ آپ ﷺ کو بہت شاق گزرا، چہرے کا رنگ بدل گیا، اتنے غصے میں آ گئے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش! میں نے آپ ﷺ کو خبر نہ کی ہوتی۔ ❸

﴿۷۲﴾ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے روزے رکھنے کا حال بیان کر دیا (وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے)۔ آپ ﷺ یہ سن کر ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تجھ کو ہر مہینے میں تین روزے کافی نہیں ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ میں زیادہ طاقت ہے اور کئی سوال و جواب کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''سیّدنا داود (علیہ السلام) پیغمبر کے روزے سے کوئی روزہ افضل نہیں (یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار)۔'' ❹

---

❶ بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب البيعة فی الحرب ...... الخ: ٢٩٦٠

❷ بخاری، کتاب الجهاد و السير، باب هل يستأسر الرجل ...... الخ: ٣٠٤٥

❸ بخاری، کتاب الآداب، باب الصبر فی الأذى ......الخ: ٦١٠٠

❹ بخاری، کتاب الصوم، باب صوم الدهر: ١٩٧٦، ١٩٧٧

۷۳ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میں عرش کے نیچے آؤں گا اور اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر اللہ کی ایسی حمد وثنا بیان کروں گا کہ آج میں اس پر قادر نہیں، اسی وقت وہ حمد مجھے اللہ تعالیٰ القا کرے گا۔'' ❶

۷۴ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تھے۔ آپ بستر پر لیٹ گئے کچھ دیر بعد آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دی۔ آپ ﷺ بقیع غرقد پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے پھر آپ ﷺ لوٹے۔ آپ ﷺ گھر آ گئے اور میں بھی گھر آ گئی۔ مگر آپ ﷺ سے پہلے آئی اور آتے ہی لیٹ گئی۔ آپ ﷺ داخل ہوئے اور فرمایا: ''اے عائشہ! کیا ہوا، کیوں سانس چڑھ رہا ہے اور پیٹ پھول رہا ہے؟'' میں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خود ہی بتلا دو ورنہ اللہ مجھے بتلا دے گا۔'' میں نے آپ ﷺ سے صورتحال بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کالی کالی چیز جو مجھے اپنے آگے نظر آتی تھی، وہ تم ہی تھیں!'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' ❷

اس سے ان لوگوں کی بھی نفی ہوئی جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور میں سے نور ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو اندھیرے میں صاف نظر آ جاتیں۔

۷۵ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے جو ایک مرد کو اپنی بیوی سے ہوتا ہے، انھوں نے عرض کی میں حائضہ ہوں۔ ❸

۷۶ ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون سا وفد ہے اور کون سی جماعت ہے؟'' اہل وفد نے عرض کیا: ''خاندان ربیعہ۔'' ❹

۷۷ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جبرئیل علیہ السلام نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ کیا پھر وہ وقت آ گیا مگر جبرئیل نہ آئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی، آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں

❶ مسلم، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة...... الخ: ٣٢٦/ ١٩٣
❷ مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال ...... الخ: ١٠٣/ ٩٧٤
❸ مسلم، كتاب الحج، باب وجوب طواف...... الخ: ٣٨٦/ ١٢١١، بعد ١٣٢٨
❹ مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بالإيمان...... الخ: ٢٤/ ١٧

کرتا، نہ اس کے ایلچی وعدہ خلافی کرتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا ایک کتے کا بچہ تخت چارپائی کے نیچے دکھلائی دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ اس جگہ کب آیا؟'' انھوں نے کہا اللہ کی قسم! مجھے خبر نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا وہ باہر نکالا گیا۔ اسی وقت جبرئیل آئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں تمھارے انتظار میں بیٹھا تھا لیکن تم نہیں آئے۔'' انھوں نے کہا: ''یہ کتا جو آپ ﷺ کے گھر میں تھا اس نے مجھے روک رکھا تھا، ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس کے اندر کتا ہو یا تصویر۔'' ❶

⑦ آپ ﷺ کی لونڈی کو ایک شخص سے لوگ تہمت لگاتے تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جا اور اس شخص کی گردن مار۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے۔ دیکھا کہ وہ ٹھنڈک کے لیے ایک کنویں میں غسل کر رہا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا نکل، وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ اس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو نہ مارا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا اس کا ذکر (عضو تناسل) نہیں ہے۔ ❷

فوت ہونے کے بعد نبی ﷺ سے علم غیب کی نفی:

فوت ہونے کے بعد رسول ﷺ کو غیب کا علم نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں:

① ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر آنا۔'' اس نے کہا: ''بتلایئے! اگر میں آؤں اور آپ نہ ملیں۔ یعنی آپ ﷺ کی وفات ہو جائے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نہ ہوا تو ابوبکر کے پاس آنا'' ❸

یہ نہیں فرمایا کہ میری قبر پر آ جانا اور عرض کرنا تمھارا کام ہو جائے گا۔ جیسا کہ آج کل لوگ قبروں پر جا کر صاحب قبر سے کہتے ہیں، ایسا کرنا سراسر غلط ہے۔

② سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط پڑتا تو وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے دعا کراتے اور کہتے: ''یا اللہ! ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر (ﷺ) کا وسیلہ لایا کرتے تو تو پانی برساتا

---

❶ مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر...... الخ: ۲۱۰٤

❷ بخاری، کتاب الأحکام، باب الاستخلاف: ۷۲۲۰

❸ بخاری کتاب الا حکام، باب الا ستخلاف: ۷۲۲.

تھا، اب اپنے پیغمبر (ﷺ) کے چچا (رضی اللہ عنہ) کا وسیلہ لائے ہیں، ہم پر پانی برسا۔" راوی نے کہا: پھر پانی برسا۔ [1] اسی طرح فوت ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: جاؤ" کاغذ لاؤ میں تمھیں لکھوا دوں، کبھی گمراہ نہ ہو گے۔" [2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی قبر پر جا کر آپ ﷺ سے رابطہ نہیں کیا یعنی جائز وسیلہ زندہ سے دعا کروانا ہے، مردہ سے نہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: "کاغذ لاؤ" ورنہ آپ ﷺ فرماتے میرے فوت ہونے کے بعد قبر میں مجھ سے رابطہ کر لینا۔

(۳) آپ ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن اپنے حوض کوثر پر ہوں گا، میں تم لوگوں کا پیش خیمہ ہوں گا، جو شخص وہاں آئے گا وہ اس میں سے پیے گا اور جو اس میں سے پیے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا اور کچھ لوگ حوض پر ایسے آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھ کو پہچانتے ہوں گے اور پھر مجھ میں اور ان میں آڑ (رکاوٹ) کر دی جائے گی میں کہوں گا یہ لوگ تو میری امت کے ہیں؟ ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے، انھوں نے تمھارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں۔ اس وقت میں کہوں گا جس شخص نے میرے بعد دین بدل ڈالا وہ دور ہو، وہ دور ہو۔" [3] (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۷ پر)

اس حدیث کے الفاظ "تم نہیں جانتے انھوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں!؟" قابل غور ہیں۔ یعنی اس وقت رسول اللہ ﷺ کو پتا نہیں کہ میری امت کے کون کون سے لوگ دین میں ردو بدل کر رہے ہیں۔

بخاری جلد سوئم (پارہ 27) کتاب الرقاق میں باب (857) باب حوض کوثر کے بیان میں حدیث (نمبر 1497) یوں ہے حوض کوثر پر آنے والوں اور میرے درمیان آڑ کر دی جائے گی میں کہوں گا یہ تو میرے لوگ ہیں جواب ملے گا۔ تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں ((اِنَّكَ لاَ تَدْرِی مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ .)) اس وقت میں کہوں گا ہاں ایسا ہے تو

---

[1] بخاری، کتاب الا استقا، باب سوال الناس الامام۔۔۔ الخ: ۱۰۱۰ .

[2] بخاری، کتاب العلم، باب کتابة العلم: ۱۱٤ .

[3] بخاری ، کتاب الرقاق، باب فی الحوض: ٦٥٨٣ ، ٦٥٨٤ .

پھر دور ہوں دور ہوں وہ لوگ جنہوں نے میرے بعد دین بدل ڈالا اور مزید فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگ میرے اصحاب میں سے میرے سامنے آئیں گے لیکن حوض کوثر پر سے ہٹا دیئے جائیں گے میں عرض کروں گا اے رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا نئی باتیں نکالیں۔ ((اِنَّكَ لاَ عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ .))

اور حدیث نمبر (1498) میں بھی یہی الفاظ ہیں ((اِنَّكَ لاَ عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ .)) اور اسی جگہ، اسی پارہ، اسی باب کتاب الرقاق میں حدیث نمبر (1446) ہے ((اِنَّكَ لاَ تَدْرِی مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ .)) اس وقت میں وہی فقرہ کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے ترجمہ ''میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے'' (کسی کا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں)

(کنز الایمان 117/5)

تبصرہ:...... مندرجہ بالا تینوں احادیث سے ثابت ہوا آپ کو اس وقت علم نہیں کہ آپ کے بعد امت کیا کر رہی ہے......؟ مسئلہ حاضر ناظر باطل ثابت ہو گیا اور اس عقیدہ حاضر ناظر کو خود رسول ﷺ کی ان (3) احادیث میں آپ ﷺ کے فرمان نے باطل قرار دیا ہے۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ حشر کیے جاؤ گے۔ پھر سب سے پہلے قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ سن لو میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، فرشتے ان کو پکڑ کر بائیں طرف والوں (یعنی دوزخیوں) میں لے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا اے رب! یہ تو میرے امتی ہیں۔ ارشاد ہوگا، تم نہیں جانتے انھوں نے تمھاری وفات کے بعد کیا کیا۔ اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا...... الحکیم تک (المائدۃ : ۵/ ۱۱۷، ۱۱۸) ارشاد ہوگا یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھرے رہے جب تو (ﷺ) ان سے جدا ہوا۔''[1]

---

[1] بخاری، کتاب أحادیث الانبیاء، باب قول لله تعالی--- الخ:۳۳۴۹۔ مسلم، کتاب الجنة ونعیمها، باب فناء الدنیا---الخ:۸/ ۲۸۶ .

اس حدیث میں پچھلی حدیث والے الفاظ ملاحظہ ہوں کہ تم نہیں جانتے کہ انھوں نے تمہاری وفات کے بعد کیا کیا۔

⑤ ایک انصاری نے آپ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے کوئی عہدہ نہیں دیتے جیسے فلاں شخص کو آپ ﷺ نے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم انصار میرے بعد حق تلفی دیکھو گے تو صبر کیے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ سے مل جاؤ اور تمہارے ملنے کا مقام حوض کوثر ہوگا۔ (بخاری)۔ یعنی اس سے پہلے رابطہ نہیں ہو سکتا۔

⑥ اور فقہ حنفی کی مشہور کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور یہ کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ بناتے ہیں تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب جانا، حالانکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کو خاص ہے۔ (النمل: ۲۷/۶۵) (درمختار: ۲ص ۱۴) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۸ پر)

آج کل کے لوگوں کے عقائد سے اس بات کا موازنہ کریں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

⑦ علماء نے تصریح کر دی کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی علم غیب جانتے ہیں، تو وہ کافر ہے، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: ﴿لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ۶۵) (مقدمہ ھدایۃ اردو: ص ۵۹)

⑧ علم غیب اللہ کے سوا کسی مخلوق کو نہیں۔ (درمختار مقدمہ ہدایہ اردو ایضاً) (المجادلہ: ۶، ۷)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۹ پر)

مسئلہ حاضر و ناظر:

⑨ کچھ کلمہ گو لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ آپ ﷺ کو قرآن میں شہید یعنی گواہ کہا گیا ہے اور گواہ وہی ہوتا ہے جو سب کچھ دیکھ رہا ہو، لہٰذا آپ ﷺ عالم غیب ہیں اور سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ ان کے لیے اطلاعاً عرض ہے کہ شہید یعنی گواہ کا لفظ آپ کی ساری امت پر بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ (البقرۃ: ۲/۱۴۳۔ الحج: ۲۲/۷۸) اب کیا کوئی مسلمان امت محمدیہ میں

حاضر و ناظر کی صفت رکھتا ہے؟ یا یہ صاحبان جو حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھتے ہیں یہ بھی اپنے عقیدے کے مطابق حاضر و ناظر ٹھہرے تو ان میں سے کوئی ایک بتا دے کہ لندن یا نیو یارک یا ان کے گھر کے باہر یا بازار میں کیا ہو رہا ہے؟ بلکہ ان آیات کی تفسیر بخاری میں موجود ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کی امت قوم نوح پر گواہی دے گی اور یہ گواہی قرآن کی بنیاد پر ہوگی۔ (بخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قوله تعالى ﴿وكذلك جعلنكم أمة وسطا﴾ الخ: ۷۳۴۹)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفیل میں فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ ﴾ (الفیل: ۱۰۵/ ۱)

''(اے پیغمبر!) تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟''

اور کہتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے پیش آیا، اس لیے آپؐ اس وقعہ کو دیکھ رہے تھے۔ ان صاحبان کا ان آیات کے بارے میں کیا خیال ہے:

﴿ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ ﴾ (الانعام: ٦/ ٦)

''کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دیں۔''

کیا مشرکین دیکھ رہے تھے جب اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو ہلاک کیا؟ ان آیات سے ان لوگوں کے باطل عقیدہ کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ ہاتھی والوں کا واقعہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

کلمہ شہادت:

ہر مسلمان کلمہ شہادت پڑھتا ہے یعنی کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں لیکن گواہی دینے والا اپنے آپ کو حاضر و ناظر نہیں سمجھتا یعنی یہ نہیں سمجھتا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو دیکھ رہا ہے یعنی گواہی دینے کے لیے حاضر و ناظر ہونا ضروری نہیں۔

﴿۱۰﴾ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قرآن میں شہید یعنی گواہ کہا گیا ہے (النساء: ۴/ ۱۵۹) اور شہید کے جو معنی

ناظر یہ لوگ لیتے ہیں۔ اس کی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن میں تردید بھی موجود ہے۔ (المائدۃ: ۵/ ۱۱۶، ۱۱۷) اور عزیر علیہ السلام بلکہ ہر نبی کو قرآن میں شہید یعنی گواہ کہا گیا ہے:

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ (النساء : ٤/ ٤١)

''جب ہم ہر امت میں سے گواہ بلائیں گے اور تمھیں ان پر گواہ کر کے لائیں گے، تو وہ وقت کیسا ہوگا!؟''

یعنی ہر امت پر اس کا نبی قیامت کے دن گواہ ہوگا اور پھر ساری امتوں پر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہوں گے۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے القصص: ۲۸/ ۷۵) اور حاضر و ناظر کہنے والے ان صاحبان کے معنوں کی قرآن میں تردید موجود ہے:

﴿اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۵۹)

''کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو ایک شہر پر گزرا اور وہ اپنی چھتوں پر گرا ہوا تھا۔ کہا اسے اللہ مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے سو برس تک مار ڈالا۔ پھر اسے اٹھایا۔ کہا کہ تو یہاں کتنی دیر ٹھہرا؟ کہا ایک دن یا اس سے کچھ کم رہا۔ فرمایا بلکہ تو سو برس رہا ہے، اب تو اپنا کھانا اور پینا دیکھ کہ وہ سڑا تک نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ، ہم نے تجھے لوگوں کے واسطے نمونہ بنانا چاہا ہے اور ہڈیوں کی طرف دیکھا کہ انہیں کس طرح ابھار کر جوڑ دیتے ہیں پھر ان پر گوشت پہناتے ہیں۔ پھر اس پر جب یہ حال ظاہر ہوا تو کہا میں یقین کرتا ہوں کہ بے شک تو ہر چیز

پر قادر ہے۔''

یعنی عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سو سال کے لیے موت دے دی۔ جب ان کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے جناب عزیر علیہ السلام سے پوچھا کہ تم یہاں کتنی دیر رہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ میں یہاں ایک دن یا ایک دن سے کم رہا ہوں، حالانکہ وہ سو سال موت کی حالت میں رہے اور اللہ کے اس پیغمبر کو یہ بھی پتا نہ تھا کہ دنیا میں سو سال گزر چکے ہیں؟

(۱۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہونے سے متصل پہلے آپ کے الفاظ یہ تھے: ((اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی .)) ...... ''یا اللہ! بلند رفیقوں میں رکھ۔'' یعنی نبیوں اور فرشتوں کے ساتھ۔ ❶

(۱۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد سب سے پہلے یہ واقعہ پیش آیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کوئی یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو میں اس کا سر تلوار سے کاٹ دوں گا۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا ''تم میں سے جو کوئی اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے، تو جو کوئی اللہ کی پوجا کرتا ہے تو یاد رکھے اللہ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی مرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں فرماتے ہیں ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ نہیں وہ تو صرف اللہ کے رسول ہیں، ان سے پہلے کئی رسول آ چکے ہیں۔'' اخیر آیت تک (آل عمران: ۳/۱۴۴) سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہی آیت پڑھ رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''جب میں نے یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنی تو مجھ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔'' ❷ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما یا کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ گھبراؤ نہیں، ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطہ کر لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہو گیا۔

(۱۳) جب ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی دیوار گری، اس کو بنانے لگے تو ایک ٹانگ دکھائی دی، لوگ گھبرا گئے۔ سمجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔ کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان

❶ بخاری کتاب المغازی، باب آخر ما تکلم به النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ٤٤٦٣ .

❷ بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی و وفاته: ٤٤٥٤ ، ١٢٤١ ، ١٢٤٢ .

سے کہا کہ: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! یہ رسول اللہ ﷺ کا قدم مبارک نہیں بلکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ ❶ ثابت ہوا کہ سلف کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی قبر میں زندہ ہیں، تبھی تو ان کے قدم پر مٹی ڈال کر دوبارہ دفن کر دیا گیا۔

⑭ صحیح بخاری میں آپ ﷺ کا ایک طویل خواب ذکر ہے جو آپ نے ایک صبح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا (یاد رہے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے) جس میں ہے کہ دو فرشتے آپ ﷺ کو مختلف مقامات پر لے کر پھرتے رہے، آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے آج رات مجھ کو خوب گھمایا ہے، اب میں نے جو دیکھا اس کی مجھے کیفیت تو بتلاؤ؟'' انہوں نے ساری تفصیل بتانے کے بعد کہا کہ وہ عام مسلمانوں کے رہنے کے گھر ہیں اور یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کے گھر ہیں اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہے، آپ اپنا سر تو اٹھائیں۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل طرح کی ایک چیز میرے اوپر ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں اپنے مکان میں جاؤں۔ تو انہوں نے کہا ابھی دنیا میں رہنے کی آپ کی عمر باقی ہے جس کو آپ نے پورا نہیں کیا، اگر پورا کر چکے ہوتے تو اپنے مکان میں آ جاتے۔'' ❷ یعنی آپ ﷺ اس وقت جنت میں اعلیٰ ترین مقام پر عرش کے نیچے ہیں۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۸، ۷۵۹ پر)

⑮ جو فوت ہو چکے وہ دنیا والوں کی پکار نہیں سنتے کیونکہ وہ خالق نہیں مخلوق ہیں، فوت ہو چکے ہیں، زندہ نہیں اور ان کو پتا نہیں کب اٹھائے جائیں گے:

﴿ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ؕ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ ﴾ (النحل: ۱۶/ ۱۷ تا ۲۱)

''کیا جو پیدا کرے وہ اس کے برابر ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کرے؟ کیا تم سوچتے نہیں

---

❶ بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر و عمر: ۱۳۹۰.

❷ بخاری کتاب الجنائز، باب: ۱۳۸۶.

ہو؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور وہ جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں، وہ تو مردہ ہیں جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔''

مردہ سے مراد فوت شدہ صالحین ہیں کیونکہ مرنے کے بعد اٹھائے جانا (جس کا انھیں شعور نہیں) وہ تو جمادات کی بجائے صالحین پر صادق آ سکتا ہے۔ ان کو بس مردہ ہی نہیں کہا بلکہ مزید وضاحت فرما دی کہ ''وہ زندہ نہیں ہیں۔'' اس سے قبر پرستوں کا بھی واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ قبروں میں مدفون مردہ نہیں زندہ ہیں اور ہم زندوں ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی، نہ دنیا سے ان کا تعلق ہی کوئی باقی رہتا ہے۔ پھر ان سے نفع کی اور ثواب وجزا کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟

⑯ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود بھیجا میں اسے سنتا ہوں جس نے دور سے مجھ پر درود بھیجا وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔''[1]

یہ حدیث موضوع ہے، سند میں محمد بن مروان راوی کذاب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (مرعاۃ: ۲/ ۲۵، ۲۶، ۲۷) موضوع کا مطلب ہے من گھڑت۔ یاد رہے کہ موضوع حدیث پر عمل کرنا بھی حرام ہے اور اس سے دلیل دینا بھی حرام ہے۔

یہ عجیب دورخی ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں بار بار حاضر وناظر لکھا، دیکھیے (الاحزاب: ۴۵، ف ۱۱۰۔ الفتح: ۸، ف ۱۲۔ المزمل: ۱۵، ف ۲۱) لیکن اسی تفسیر میں بہت سے ایسے فوائد ہیں جن میں آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کی واضح تردید ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی اس کتاب میں بہت سی صحیح روایات بیان کر چکے ہیں۔

دیکھیے کنز الایمان (النساء؛ ۴/ ۴۳، ف ۱۳۳) یہاں ذکر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا

---

[1] مشکوۃ، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ و فضلھا، الفصل الثالث: ۱/ ۱۸۲، ح: ۹۳٤۔ شعب الایمان للبیھقی: ۲/ ۲۱۸، ح: ۱۵۸۳.

ان کی تلاش کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اقامت فرمائی، صبح ہوئی، پھر اونٹ اٹھایا گیا تو اس کے نیچے سے ہار ملا۔ (مزید دیکھیے النساء: ۴/۱۰۲، ۱۰۵، فوائد ۲۸۳، ۲۸۸۔ المائدۃ: ۵/۳۳، ۶۱، ۱۰۶۔ فوائد ۹۴، ۱۵۶، ۲۵۲، ۲۵۹۔ الانفال: ۲۷، ۳۰، ۷۰، فوائد ۴۷، ۵۱، ۱۲۹۔ النور: ۱۱، ف ۱۵۔ ۶۳، ف ۱۵۴۔ الروم: ۳۰، ف ۲۔ لقمان: ۳۴، ف ۶۸۔ الاحزاب: ۹، ف ۲۶۔ الفتح: ۱، ف ۲۔ الفتح: ۱۸، ف ۴۴) یہاں سخت کذب بیانی کی گئی، لکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے۔ لیکن حدیث کی معتبر کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ بیعت رضوان صرف اور صرف اس وجہ سے ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو حدیبیہ میں یہ اطلاع ملی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ میں مشرکوں نے شہید کر دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لوں گا، تب بیعت رضوان ہوئی۔ (الحجرات: ۴۹/۳ تا ۵، ف ۵ تا ۷) کی ان آیات سے ان لوگوں کی واضح تردید ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر جانتے ہیں اور انہیں اپنی مسجدوں اور شہروں سے پکارتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور اس وقت باادب بات کرو جب آپ ﷺ اپنے حجرے سے نکل کر تمہارے پاس تشریف لائیں اور جب آپ ﷺ اپنے حجرے کے اندر ہوں تو باہر سے اونچی آواز سے نہ پکارو۔ اس کے خلاف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ قرآن میں بے عقل قرار دیا۔ (المجادلہ: ۵۷/۷ تا ۱۰، ف ۲۴ تا ۳۰) کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ عظیم صفت بیان فرمائی کہ وہ ہر جگہ ناظر ہے اور جو لوگ یہ صفت تمام انبیائے کرام میں مانتے ہیں (دیکھیے احمد رضا کا ترجمہ النساء: ۴/۴۱، ف ۱۲۳) وہ انبیائے کرام علیہم السلام کو اس صفت میں اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں، حالانکہ احمد رضا خاں صاحب اس قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں یگانہ ہے، کوئی اس کا ہم شبیہ نہیں، کوئی اس کی مثل نہیں، کوئی اس کی نظیر نہیں یعنی اس جیسا کوئی نہیں (دیکھیے ان کا ترجمہ اور تفسیر مراد آبادی: البقرۃ: ۲/۱۶۳، ف ۲۹۱) یہ عجیب دورخی ہے، یہ بہت بڑا جرم ہے، مخلوق کو خالق کے برابر قرار دیا جا رہا ہے، حالانکہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ کہ اس جیسا کوئی نہیں۔ پہلے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) نے یہی کچھ کیا، انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ کے برابر قرار دیا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں کافر اور مشرک قرار دیا۔ سوچنے کی ضرورت ہے۔

تنبیہ:...... جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارا اللہ نے ان کو سورۃ الحجرات میں بے عقل کہا اور فرمایا کہ ان کو چاہیے تھا کہ وہ آپ ﷺ کا انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ باہر ان کے سامنے آجاتے اور پھر ادب سے بات کرتے۔ اب جب کہ وہ لوگ جو آپ ﷺ کو کراچی، لاہور یا پشاور سے پکارتے ہیں، وہ قرآن کی رو سے پرلے درجے کے بے عقل ٹھہرے حالانکہ آپ اس وقت اپنے حجرے میں تھے اور اب تو آپ ﷺ جنت میں عرش کے نیچے ہیں جو زمین سے کروڑوں میل دور ہے تو یہ لوگ کتنے بے عقل ہیں؟ سوچنے کا مقام ہے۔ اور بخاری اور موطا میں صحابہ...... آپ ﷺ کی وفات کے بعد التحیات میں "یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ" کی بجائے "اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ" پڑھنا شروع کر دیا۔ (بخاری، موطا) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳ پر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غیب نہ جانتے تھے:

① عبیداللہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا: "سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن کا نام نہیں لیا، جانتے ہو وہ کون تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ [1]

② سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آکر کہا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے، میں اقامت کہوں؟ (کیونکہ رسول اللہ ﷺ صلح کروانے گئے تھے اور نماز کا وقت ہو گیا تھا) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو لوگ نماز میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ صفوں سے گزر کر پہلی صف میں گئے، لوگوں نے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی پر توجہ نہیں دیتے تھے۔ جب لوگوں نے متواتر ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور پھر پیچھے ہٹ گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ [2]

---

[1] بخاری، کتاب الاذان، باب انما جعل الامام لیؤتم بہ: ٦٨٧۔ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الامام اذا عرض لہ--- الخ: ٤١٨.

[2] بخاری، کتاب الاذان، باب من دخل لیوم الناس فجاء الامام...... الخ: ٦٨٤۔ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تقدیم الجماعۃ من یصلی...... الخ: ٤٢١.

③ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنے ساتھ اپنے گھر کھانا کھلانے کے لیے لائے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ٹھہر گئے اور وہیں ٹھہرے رہے۔ رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد آپ یعنی جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو ان کی بیوی نے کہا: ''کیا بات پیش آئی کہ مہمانوں کی خبر بھی آپ نے نہ لی؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے ابھی انہیں رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا: میں کیا کروں آپ کے آنے تک انھوں نے کھانے سے انکار کیا۔ کھانے کے لیے ان سے کہا گیا تھا لیکن وہ نہ مانے۔'' ❶

④ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وہاں ہمیں ایک چرواہا ملا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلے سے ہو؟ اس نے کہا فلاں سے۔ ❷

⑤ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ سخت غمناک ہوئے، میں بھی ان میں سے تھا۔ میں پریشان بیٹھا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو انہوں نے السلام علیکم کہا، مجھے ان کے گزرنے کا کچھ پتا نہ چلا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے میرا شکوہ کیا۔ وہ دونوں میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا کیا سبب ہے، آپ نے اپنے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کے سلام کا جواب نہیں دیا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے بالکل علم نہیں کہ آپ میرے پاس سے گزرے ہیں اور آپ نے مجھے السلام علیکم کہا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا پریشانی ہے؟ ❸

⑥ سفر کے دوران سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، سب لوگ ٹھہر گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سخت ناراض ہوئے کہ تمہاری وجہ سے سب رک گئے۔ بعد میں سیدہ

---

❶ بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب السمر مع الاھل والضیف: ٦٠٢ مسلم، کتاب الاشربة، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ: ٢٠٥٨.

❷ بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام: ٣٦١٥ مسلم، کتاب الزھد، باب فی حدیث الھجرة......الخ: ٢٠٠٩.

❸ مسند احمد: ٦/١ مسند ابی یعلی: ٢٦/١، ٢٨ح: ١٠.

عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو اٹھایا گیا تو ہار اونٹ کے نیچے سے مل گیا۔ ❶

⑦ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی بیماری میں گئیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پیر کے دن۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آج کون سا دن ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پیر کا دن۔ انہوں نے کہا: پھر مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میں بھی رخصت ہو جاؤں گا۔ پھر اس روز سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے یہاں تک کہ منگل کی رات کا کچھ حصہ گزر گیا اور آپ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیے گئے۔ ❷

⑧ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں صبح کی نماز میں باجماعت کے دوران میں وہاں چھپے ہوئے شخص نے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا، بعدازاں آپ شہید ہو گئے۔ ❸ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی کوفہ میں چھپے ہوئے شخص نے حملہ کر کے شہید کر دیا اور دونوں خلفائے راشدین کو پتا نہ چلا کہ یہاں کوئی چھپا ہوا ہے جو ہمیں شہید کرنا چاہتا ہے۔

⑨ جب قبلہ بدلا گیا تو ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر نماز کے بعد وہ چلے تو انصار کی ایک جماعت پر ان کا گزر ہوا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ نماز پڑھی ہے، جس میں آپ نے موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے پھر اس جماعت نے (نماز ہی میں) منہ پھیر لیا اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔ ❹

⑩ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، رات بھر سب لوگ چلتے رہے،

---

❶ بخاري، كتاب التيمم، باب ٣٣٤.

❷ بخاري، كتاب الجنائز، باب موت يوم الاثنين: ١٣٧٨.

❸ بخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب قصة البيعة...... الخ: ٣٨٠٠.

❹ بخاري، كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة ...... الخ: ٣٩٩۔ مسلم، كتاب المساجد، باب تحويل القبلة ...... الخ: ٥٢٥

صبح کے وقت کے قریب پڑاؤ کیا تو سب لوگ گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جاگے پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی جاگ گئے، آخر کار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ بھی بیدار ہو گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ پھر آگے جا کر صبح کی نماز پڑھی۔ ❶

⑪ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مکہ سے چلے، لوگ ان کے ساتھ تھے، جب مقامِ بیداء تک پہنچے تو ایک ببول کے درخت کے نیچے چند سوار پر نظر پڑے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جا کر دیکھو تو سہی یہ کون لوگ ہیں؟ جا کر دیکھا گیا تو وہ صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ جب یہ اطلاع دی گئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا انھیں بلا لاؤ، تو جا کر انھیں کہا گیا کہ امیر المومنین بلاتے ہیں تو وہ آئے۔ ❷

⑫ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گزر ایک جنازے پر ہوا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''واجب ہو گئی۔'' پھر دوسرے جنازے کا گزر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی۔'' اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہو گئی۔ ❸

⑬ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، کچھ دور جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوذر! ٹھہرے رہو۔'' پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے اور اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھ کو خطرہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی پریشانی نہ پیش آ گئی ہو اور آپ ﷺ کے حکم کی وجہ سے رکا رہا۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی (ﷺ)! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے! اس

❶ بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام : ۳۵۷۱۔ مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة......الخ : ۶۸۲

❷ بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ ((یعذب المیت ببعض بکاء ...... الخ)): ۱۲۸۷۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء ...... الخ : ۹۲۷، بعد ۹۲۸

❸ بخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت : ۱۳۶۷۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیه ...... الخ : ۹۴۹

پتھریلی زمین میں آپ کس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے؟ ❶

⑭ لوگوں کا عرفات کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزے کے متعلق کچھ اختلاف ہو گیا۔ بعض نے کہا: آپ (ﷺ) روزے سے ہیں اور بعض کہتے کہ نہیں، اس لیے انھوں نے آپ ﷺ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت اونٹ پر سوار ہو کر عرفات میں وقوف فرما رہے تھے، آپ نے وہ دودھ پی لیا۔ ❷

⑮ رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف کر کے مقام ابراہیم کے پاس پہنچے، دو رکعت پڑھیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ تھے جو آپ ﷺ کے اور لوگوں کے درمیان آڑ بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ نہیں۔ ❸

⑯ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور دو اور صحابی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پھر کعبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور آپ ﷺ اس میں ٹھہرے رہے۔ جب آپ ﷺ باہر نکلے تو میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اندر کیا کیا؟ (ایضاً)

⑰ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے ایک انصاری دوست تھے، جب میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھے آ کر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انھیں بتایا کرتا تھا۔ اس زمانے میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے ڈر تھا۔ اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کر رہا ہے، چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا۔ ایک دن میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا دروازہ کھولو۔ میں نے کہا

---

❶ بخاری، کتاب الرقاق، باب المكثرون...... الخ : ٦٤٤٣۔ مسلم، کتاب الزكوٰة، باب الترغيب فى الصدقة : ٣٣/ ٩٤، بعد ٩٩١

❷ بخاری، کتاب الصوم، باب صوم يوم عرفة : ١٩٨٨۔ مسلم، کتاب الصيام، باب استحباب الفطر للحاج بعرفات يوم عرفة : ١١٢٣

❸ بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة بين السوارى...... الخ : ٥٠٤، ٥٠٥۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره والصلاة فيها ...... الخ : ٣٨٩/ ١٣٢٩

معلوم ہوتا ہے کہ غسانی آ گئے ہیں۔ انھوں نے کہا: اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ پیش آ گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ [1]

اسی طرح احادیث کی کتابوں میں بے شمار واقعات درج ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام کو غیب کا علم نہ تھا۔ احادیث کی معتبر کتابوں کے مطالعہ کے بعد یہ بات کلی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ بڑے بڑے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غیب کا علم نہیں رکھتے تھے تو پھر آج کے بزرگوں کا ان کے سامنے کیا مقام ہے؟

اور نعیم مراد آبادی صاحب نے آل عمران کی تفسیر (۱۶۹۔۱۷۰، ف۳۳۲ تا ۳۳۴) میں یہی لکھا کہ شہدائے احد کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ جنت میں کس حال میں ہیں؟ اس سے پہلے صحابہ کو شہدائے احد کے انجام کا پتا نہ تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں، جسم کے فنا ہونے کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں۔ (ف۳۳۳) اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح و جسم دونوں کے لیے ہے۔ علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں، مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ زمانۂ صحابہ میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ پائے گئے۔ (ف۳۳۴) فضل و کرامت اور انعام و احسان موت کے بعد حیات دی، اپنا مقرب کیا، جنت کا رزق اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں۔

مراد آبادی صاحب کے مندرجہ بالا بیان اور البقرۃ (۱۵۴، ف۲۸۱) کے مطالعہ کے بعد یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ شہداء قبروں میں زندہ نہیں، ان کی روحیں اجسام سے الگ ہیں، اجسام قبروں میں، روحیں جنت میں، اگر شہیدوں کی روحیں جنت میں اور اجسام قبروں میں ہیں، تو انبیاء اور صدیق یعنی سچے متبعین کی روحیں اور اجسام بھی الگ الگ ہیں کیونکہ یہ شہداء سے افضل ہیں۔ (دیکھیے ترجمہ مع تفسیر احمد رضا خان النساء: ۶۹، ف۱۸۱ تا ۱۸۳) ان کی روحیں جنت میں اور اجسام قبروں میں ہیں اور مراد آبادی نے یہ بھی لکھا کہ فوت ہونے کے بعد انسان کا عمل منقطع

---

[1] بخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم : ۸۹۔ مسلم کتاب الطلاق، باب فی الإیلاء و اعتزل النساء...... الخ: ۳۱/ ۱۴۷۹

ہو جاتا ہے۔ (الشعراء: ۲۶/۸۹، ف۹۲)

ان تفاسیر سے قبر پرستوں کا واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم قبر والوں کو اس لیے پکارتے ہیں کہ وہ قبروں میں زندہ ہیں۔

قرآن مجید غیب کے متعلق کیا کہتا ہے؟

① سیّدنا عزیر (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے سو برس کے لیے موت دے دی، جب ان کو دوبارہ زندہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا تم یہاں کتنی دیر رہے؟ انھوں نے جواب دیا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ (البقرۃ: ۲/ ۲۵۹) (کنزالایمان ف۵۶۰) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۰ پر)

② اصحاب کہف کو ایک غار میں اللہ تعالیٰ نے سلا دیا، وہ وہاں ۳۰۹ برس سوئے رہے۔ بعد میں جب ان کو اللہ تعالیٰ نے جگا دیا تو ان میں سے ایک نے کہا تم کتنی دیر یہاں ٹھہرے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم ایک دن یا دن سے کم ٹھہرے ہیں۔

''اسی طرح ہم نے انھیں جگا کر اٹھا دیا کہ آپس میں پوچھ گچھ کر لیں۔ ایک کہنے والے نے کہا تم کتنی دیر ٹھہرے رہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایک یا ایک دن سے بھی کم۔ کہنے لگے کہ تمھارے ٹھہرے رہنے کا بخوبی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔'' (الکہف: ۱۸/ ۱۹) ''وہ لوگ اپنے غار میں تین سو سال تک رہے اور ۹ سال اور زیادہ گزارے۔'' (الکہف: ۱۸/ ۲۵) (کنزالایمان ف۲۹) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۱ پر)

اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو نو سال تک سوئے رہے، یہ اللہ کے تسلیم شدہ ولی ہیں، لیکن جب ۳۰۹ سال کے بعد وہ اٹھے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم یہاں ایک دن رہے یا ایک دن سے کم رہے؟ پس ثابت ہوا کہ جن کو اللہ نے ولی کہا، ان کو بھی غیب نہ تھا اور آج ان لوگوں کے بارے میں یہ کیسے خیال کیا جا سکتا ہے جن کے ولی ہونے کی کوئی سند نہیں ہے کہ وہ غیب جانتے ہیں۔

③ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام سیدنا خضر علیہ السلام کی طرف چلے، خادم ہمراہ تھا، کھانا پاس تھا، راستے میں موسیٰ علیہ السلام سو گئے، جاگ کر جب آگے چلے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خادم سے کہا کھانا لاؤ تو

---

❶ أبو داود، کتاب الجهاد، باب فی فضل الشهادة: ٢٥٢٠

خادم نے جواب دیا، مچھلی تو زندہ ہو کر دریا میں کود گئی تھی۔

(الکھف:۱۸/۶۰ تا ۶۳)(ف۱۴۰ تا ۱۴۳)

۴۔ سورۂ یٰسین میں ہے کہ جب ایک آدمی شہر کے دوسرے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور اپنی قوم کو تین رسولوں کی دعوت پر ایمان لانے کو کہا اور اپنے ایمان کا اقرار کیا (تو اس کی قوم نے اسے شہید کر دیا) اللہ نے اس کو جنت دے دی، وہ مومن شخص کہنے لگا اے کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔ (یٰسین:۳۶/ ۲۶ تا ۲۷) معلوم ہوا کہ وہ مومن شہید عالم برزخ میں جا کر اپنی قوم سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔

۵۔ جب اللہ تعالیٰ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان قیامت کے دن گفتگو ہوگی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''اے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں دونوں کو معبود بنا لو۔'' وہ عرض کریں گے تو پاک ہے، مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو تجھے ضرور معلوم ہو گا اور جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا...... اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے باخبر ہے۔

(المائدۃ: ۵/ ۱۱۶، ۱۱۷) (ف۲۹۱-۲۶۳)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کتنے واضح الفاظ میں اپنی بابت علم الغیب کی نفی فرما رہے ہیں۔ یہ صفت علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں نہیں۔ اس لیے عالم الغیب صرف ایک اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں، کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے اور جو کوئی قرآن کی ایک آیت کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے۔

توحید فی العلم میں شرکیہ امور:

قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (وہ باتیں جو بتا دی گئی وہ علم ہیں اور جو نہیں بتائی گئیں وہ غیب ہے)۔

﴿وَ لَىِٕنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِیۡ جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۱۲۰﴾﴾ (البقرة: ۲/ ۱۲۰)

''اور اگر تم نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی، اس کے بعد کہ جو تمہارے پاس علم آچکا، تو تمہارے پاس اللہ کے ہاں کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔''

ثابت ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر ابھی یہ آیات نازل نہ ہوئی تھیں تو یہ آپ ﷺ کے لیے غیب تھا، جب یہ آیات نازل ہوگئیں تو غیب نہ رہا بلکہ علم ہوگیا۔

غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔ (النمل: ۲۷/ ۶۵) اسی طرح فوت شدگان کو کوئی علم نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

﴿اَفَمَنۡ یَّخۡلُقُ كَمَنۡ لَّا یَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَ مَا تُعۡلِنُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّ هُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ﴿۲۰﴾ؕ اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ ۚ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ۙ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۲۱﴾﴾ (النحل: ۱۶/ ۱۷ تا ۲۱)

''پھر کیا جو پیدا کرے اس کے برابر ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کرے؟ کیا تم سوچتے نہیں؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں، وہ تو مردے ہیں جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔''

یاد رہے کہ یہ عقیدہ کہ فوت شدگان کو علم ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ شرک کی ہمیشہ سے بنیادی وجہ رہا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ فوت شدگان کو کوئی علم نہیں اور ان کو کوئی اختیار نہیں۔

(الفاطر: ۳۵/ ۱۱ تا ۲۳)

حدیث جبرئیل علیہ السلام:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی ہمارے سامنے نمودار ہوا جس کے کپڑے سفید چٹے اور بال سیاہ کالے تھے۔ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان نہیں تھا اور ہم میں سے کوئی بھی اسے نہیں پہچانتا تھا۔ وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے گھٹنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا کر اپنے دونوں ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور اگر استطاعت ہو تو (اللہ کے) گھر کا حج کرے۔'' اس پر نو وارد شخص نے کہا آپ نے سچ کہا۔

ہمیں تعجب ہوا کہ (خود) سوال بھی کرتا ہے اور (خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے...... اس نے کہا: ''مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' اس نے کہا: مجھے اس کی نشانیاں بتا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لونڈی اپنی مالکہ جنے گی اور تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن بھیڑ بکریوں کے غریب چرواہے کوٹھیوں میں تکبر کریں گے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر وہ شخص چلا گیا تو میں تھوڑی دیر چپ ٹھہرا رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا: اے عمر! تجھے پتہ ہے یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک یہ جبرئیل علیہ السلام تھے، تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔''

تبصرہ:...... قیامت آنے کی صحیح تاریخ اور وقت صرف اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام نے غیب کی جو خبریں بیان فرمائیں وہ سب وحی الٰہی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی غیب نہیں جانتے تھے ورنہ جبریل علیہ السلام کو پہلے ہی پہچان لیتے۔

تعارف کتاب

نام کتاب: (تحفۃ الموحدین حصہ دوم)

کتاب ہذا میں پانچ ابواب ہیں:

(۱) مسئلہ علم غیب:

اس میں سترہ آیات، بیس واقعات، دس احادیث اور تیس فتاویٰ درج کیے گئے ہیں۔

(۲) مسئلہ حاضر وناظر:

اس میں سترہ آیات، چودہ واقعات، چالیس احادیث، چھ فتاویٰ جات، درجن تفہیمی قواعد، دس نکات درج کیے گئے ہیں۔

(۳) مسئلہ مختار کل:

اس میں ایک سو آیات، چھبیس احادیث، چودہ فتاویٰ جات، چونسٹھ نظریات غالیہ درج ہیں۔

(۴) مسئلہ بشریت انبیاء علیہم السلام:

اس مسئلہ میں ایک سو پچیس آیات، تیس احادیث، درجن فتاویٰ جات، چونتیس نظریات غالیہ درج ہیں۔

(۵) مسئلہ تحقیق نور:

اس میں بائیس آیات، دو احادیث، نظریات غالیہ کے دلائل کی تردید ثبت کی گئی ہے۔

اسی کتاب میں 387 آیات، 106 احادیث، 62 فتاویٰ جات، 100 نظریات باطلہ غالیہ رکھنے والوں کی طرف سے 60 سوالات کے 162 جوابات دیے گئے ہیں جو ہر ایک باب میں لکھ دیے گئے ہیں، دیکھنے پڑھنے کے قابل ہیں۔

نوٹ:...... اگر آپ مندرجہ بالا پانچ عنوانات کے تحت تحقیق شدہ مواد دیکھنا چاہتے ہیں تو مندرجہ بالا کتاب اس سلسلے میں نہایت مفید ثابت ہوگی۔

مسئلہ حاضر و ناظر:

(۶/۶، ۱۸/۶۳، ۲۱/۳۰، ۲۹/۱۹، ۳۶/۳۱، ۴۶/۳۳، ۴۱/۱۵، ۶۷/۳، ۷۱/۱۵) یہ آیات بدعتیوں اور غالیوں کے اس دعویٰ کی تردید کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابرہہ یعنی اصحاب الفیل والوں) کا واقعہ دیکھ رہے تھے حالانکہ آپ ﷺ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔

یاد رہے کہ گواہی تین قسم کی ہوتی ہے:

1. چشم دید شہادت:...... اس کا مطلب ہے کہ گواہ نے خود واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔
2. واقعاتی شہادت:...... اس کا مطلب ہے کہ گواہ نے واقعہ کو خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ حالات اور واقعات کو سامنے رکھ کر وہ گواہ گواہی دے رہا ہے جیسا کہ سورۂ یوسف کی آیات (۲۳ تا ۲۸) میں مذکور ہے کہ گواہ نے کہا کہ اگر یوسف (علیہ السلام) کی قمیص سامنے سے پھٹی ہے تو یوسف (علیہ السلام) گنہگار ہیں، حالانکہ گواہ موقع کو نہیں دیکھ رہا تھا اور نہ موقع پر موجود تھا۔
3. ناقابل تردید دستاویزات کی بنیاد پر شہادت:...... یہ شہادت پہلی دو گواہیوں سے مختلف ہوتی ہے یعنی ایسی دستاویزات کی بناء پر شہادت جو ناقابل تردید ہوں۔ جیسے قرآن کی بنیاد پر گواہی۔ یاد رہے کہ قرآن میں مذکور شہادت قرآن میں بیان کردہ بات کی بنیاد پر قیامت کے دن ہمارے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کی امت مختلف انبیاء کی امتوں کے متعلق گواہی دے گی۔ یہ گواہی بخاری میں مذکور ہے۔ یہ گواہی رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی بنا پر نہیں ہوگی جیسا کہ اہل بدعت باور کرواتے ہیں۔

رہا یہ دعویٰ کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، تو یہ دعویٰ بھی قرآن و احادیث رسول کے سراسر خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نہ غیب کا علم جانتے تھے اور نہ حاضر و ناظر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جب اور جس وقت چاہا وحی کے ذریعے سے آگاہ فرما دیا، اور جب تک وحی نازل نہ ہوتی تو آپ ﷺ اس بات سے بالکل بے خبر رہتے تھے۔ (کنز الایمان ۱۸/۲۴، ف ۴۸)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۴ پر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”آپ (ﷺ) کہہ دیجیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (اللہ کے خزانوں کا مالک میں نہیں ہوں) اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔“ (الانعام:٦/٥٠)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے غیب کی نفی فرما دی اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا کہ آپ ﷺ صرف وحی کی اتباع کرنے والے ہیں، وحی آ جانے کے بعد ہی آپ ﷺ غیب کی خبر دیتے ہیں۔ "لا اعلم" مضارع کا صیغہ ہے یعنی میں غیب نہیں جانتا، میں غیب نہیں جانوں گا، یعنی میں نہ اب غیب جانتا ہوں اور نہ آئندہ جانوں گا۔ نیز اللہ کے خزانوں کا بھی میں مالک نہیں ہوں، میں گنج بخش نہیں ہوں اور نہ میں نوری (فرشتہ) ہوں۔ عالم الغیب ہونا صرف اور صرف رب العالمین کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”آپ (ﷺ) کہہ دیجیے کہ آسمان والوں اور زمین والوں میں کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے؟“ (النمل:٢٧/٦٥)

علم غیب کی نفی سے حاضر و ناظر کی بھی نفی ہوگئی، البتہ حاضر و ناظر کے متعلق بھی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

”اور آپ (ﷺ) طور کے مغربی جانب موجود نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کی طرف) احکامات کی وحی نازل فرمائی تھی اور نہ ہی آپ (ﷺ) شاہدین (اس واقعہ کے دیکھنے والوں) میں سے تھے لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں، جن پر لمبی مدتیں گزر گئیں۔ اور نہ تو مدین کے رہنے والوں میں سے تھا کہ ان کے سامنے ہماری آیتوں کو تلاوت کرتا بلکہ ہم ہی رسولوں کے بھیجنے والے ہیں۔ اور نہ تو طور کی داہنی طرف تھا جب ہم نے (موسیٰ علیہ السلام کو) آواز دی بلکہ یہ تیرے رب کی طرف سے ایک رحمت ہے اس لیے کہ ان لوگوں کو ہوشیار کر دے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔“ (القصص:٢٨/٤٤ تا ٤٦)

آپ ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کے واقعات آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتا دیئے ہیں، ورنہ ان واقعات کے ظہور کے وقت آپ ﷺ ان مقامات پر موجود نہیں تھے۔ ''اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب کہ آپ (ﷺ) ان میں موجود ہوں اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ (شرک وکفر سے) توبہ واستغفار کرتے ہوں۔''

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی موجودگی کی وجہ سے لوگوں پر عذاب نہیں آ سکتا۔ اب چونکہ آپ ﷺ موجود نہیں ہیں، اس لیے طرح طرح کے عذاب نازل ہو رہے ہیں۔

''اور جب آپ (ﷺ) ان میں موجود ہوں تو انہیں نماز پڑھائیں۔'' (النساء:۴/۱۰۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ جب موجود ہوں تو آپ ﷺ ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے اور اب چونکہ آپ ﷺ موجود نہیں ہیں، اس لیے دوسرے امام لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مزید حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیں یوسف (آیت ۱۰۲۔ ھود آیت ۴۹۔ آل عمران:۴۴ وغیرہ)

اگر رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر مان بھی لیا جائے تو پھر معراج اور ہجرت کے تمام واقعات باطل قرار پاتے ہیں۔ معراج میں نبی ﷺ مکہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے (دیکھئے سورۃ بنی اسرائیل آیت: ۱۷/۱) اور پھر آپ ﷺ زمین سے آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے۔ (دیکھئے سورۃ النجم: ۵۳/۱۳ تا ۱۸) نیز دیکھئے طاہر القادری صاحب کی کتاب میلاد النبی ﷺ (ص ۱۱۷ تا ۱۴۷)

یعنی جب آپ ﷺ اقصیٰ تشریف لے گئے تو پھر آپ ﷺ مکہ میں موجود نہ تھے اور جب آپ ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے تو زمین پر موجود نہ تھے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں موجود نہ تھے حالانکہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کو سرگرمی سے تلاش کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ حاضر و ناظر کا عقیدہ اہل اسلام کا نہیں بلکہ چودھویں صدی کے مشرکین کا ایجاد کردہ ہے۔

نوٹ:...... اگر رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود ہیں تو ان سے یہ سوال پوچھنا چاہیے کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی کی کیا وجوہات ہیں اور موجودہ فرقوں میں سے کون سا فرقہ ٹھیک ہے اور

کون سا غلط؟ جیسا کہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ سے سوالات کیے۔

(دیکھئے البقرۃ ۲/۱۸۹۔۲۱۵ تا ۲۲۲)

جو حوالہ جات ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی کتاب کا دیا گیا ہے وہ ان کی کتاب کا نیا ایڈیشن جس کی اشاعت ہفتم ہے اور یہ کتاب ستمبر 2008ء میں شائع ہوئی۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ میں صفحہ ۴۱۲ پر ہے کہ رسول ﷺ 8 ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۲ پر)

اور صفحہ (415) پر ہے کہ رسول ﷺ کی وفات 12 ربیع الاول کو ہوئی۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۳ پر)

تبصرہ: یاد رہے کہ مندرجہ بالا کتاب فتاویٰ رضویہ بریلوی فرقہ کے بانی احمد رضا صاحب کی کتاب ہے جو انھوں نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ اس کے مطابق رسول ﷺ 8 ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور 12 ربیع الاول کو فوت ہوئے، پھر بریلوی حضرات 12 ربیع الاول کو کس خوشی میں عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں یہ لوگ کتنے احمق و ظالم ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اس دن جشن مناتے ہیں۔ یاد رہے کہ بریلوی لوگ اپنے امام احمد رضا صاحب کے کہنے پر قبر پرستی کرتے، بغداد والے شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کو غوث الاعظم کہتے اور قل، ساتہ، چالیہ، ختم، گیارہویں دیتے ہیں یہ سارا دین احمد رضا صاحب نے لوگوں کو متعارف کروایا جسے آج بریلوی لوگ قبول کرتے اور یہ سب کام کرتے ہیں جب کہ یہ سارے کام قرآن، حدیث اور فقہ سے قطعاً ثابت نہیں۔ یہ بریلوی لوگ آج اپنے امام کی ساری باتیں مان کر یہ کام کرتے ہیں جبکہ ان کے امام نے آپ ﷺ کی پیدائش ۸ ربیع الاول اور وفات ۱۲ ربیع الاول بتائی ہے اور اسی چیز کو آج کے نام نہاد اہل سنت والجماعت بریلوی قبول نہیں کرتے بلکہ اپنے امام کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں اور ۱۲ ربیع الاول والے دن آپ ﷺ کی وفات کو تسلیم نہ کرتے ہوئے خوشیاں مناتے، جھنڈیاں سجاتے اور جلوس نکالتے ہیں جبکہ یہ امام صاحب کی گستاخی، نافرمانی اور بے ادبی ہے......سوچنے کا موقع ہے۔



باب 5

توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف

توحید فی التصرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے نفع ونقصان کا مالک سمجھنا اور شرک فی التصرف یہ ہے کہ کسی قسم کے نفع ونقصان میں اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی بااختیار سمجھا جائے۔

یاد رہے کہ یہ آیات ہر کلمہ گو کو ساری مخلوق سے بے نیاز کرتی ہیں:

﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (الانعام: ٦/ ١٧)

''اور اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے (جیسے بیماری، محتاجی یا کوئی اور تکلیف) تو اس کا ٹالنے والا اس کے سوا کوئی نہیں اور اگر وہ تجھ کو کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔'' (ف ۴۱۔۴۲۔۴۳ کنز الایمان)

﴿وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝﴾

(یونس: ١٠/ ١٠٧)

''اور اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی پھیر دینے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے فائدہ پہنچائے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

(ف ۲۱۸ کنز الایمان)

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (هود: ١١/ ٦)

''اور زمین پر جو جانور چلتا پھرتا ہے اس کی روزی اللہ پر ہے اور وہی جانتا ہے کہ

کہاں رہے گا اور کہاں مرے گا؟ سب کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں موجود ہے۔

(ف۱۲ تا ۱۵ کنز الایمان)

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲﴾ (الفاطر: ۳۵/ ۲)

''اللہ اپنی رحمت جو لوگوں پر کھول دے تو اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک رکھے تو اس کا کوئی کھولنے والا نہیں اور وہی زبردست ہے، حکمت والا۔'' (اور ۳/ ۲۶۔ ۲۷ ف ۵۷، ۵۸، ۵۹۔ کنز الایمان ۶/ ۶۵ ف ۱۴۱، ۳/ ۱۵۴ ف ۲۸۷، ۴/ ۷۸ ف ۲۰۳، ۸/ ۹ ف ۱۹، ۹/ ۲۵۔ ۴۰ ف ۴۹ تا ۵۱، ۹۲ تا ۹۵)

رسول اللہ ﷺ اپنے یا کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۸۶ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۚ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۷ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ڔ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۱۸۸ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۱۸۹ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَاۗءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱۹۰ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَـيْـــًٔـا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝۱۹۱﴾

(الاعراف: ۷/ ۱۸۶ تا ۱۹۱)

”جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انہیں چھوڑ دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں حیران پھریں۔ قیامت کے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس کی آمد کا کون سا وقت ہے؟ کہہ دو کہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے ہاں ہے۔ وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کر دکھائے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری بات ہے۔ وہ تم پر محض اچانک آئے گی۔ تجھ سے پوچھتے ہیں گویا کہ تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ کہہ دو اس کی خبر خاص اللہ ہی کے ہاں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ کہہ دو میں اپنی ذات کے نفع ونقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں، ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں۔ وہ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے آرام پائے پھر جب میاں نے بیوی سے ہم بستری کی تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا پھر اسے لیے پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تب دونوں میاں بیوی نے اللہ سے جو ان کا مالک ہے دعا کی کہ اگر آپ نے صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔ پھر جب اللہ نے ان کو صحیح سالم اولاد دی تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کا شریک بنانے لگے، سو اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔“

ان آیات سے جو باتیں واضح ہوتی ہیں، درج ذیل ہیں:

① ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، رسول کائنات ﷺ بھی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے۔ (مزید القصص: ۲۸/۵۶)

② قیامت کے وقوع کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

③ رسول کائنات ﷺ نہ اپنے نفع ونقصان کے مالک ہیں اور نہ ہی کسی کے نفع ونقصان کے مالک ہیں۔ (مزید یونس: ۱۰/۴۵ تا ۴۹۔ الجن: ۷۲/۲۰ تا ۲۲)

④ رسول اللہ ﷺ غیب دان نہیں، اگر ایسا ہوتا تو کتنے ہی فائدے ہیں جن کو پیشگی علم کی وجہ

سے آپ ﷺ سمیٹ لیتے اور کتنے ہی نقصانات ہیں جن سے قبل از وقت آگاہ ہونے کی بنا پر آپ ﷺ بچ جاتے۔ یہاں لفظ "لو" سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کائنات ﷺ باوجود افضل المرسلین ہونے کے علم غیب نہیں رکھتے تھے۔ واقعہ افک ہمارے سامنے ہے، اس میں رسول کائنات ﷺ کتنے دنوں تک مضطرب اور پریشان رہے۔ آخر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل فرمائی تو آپ ﷺ حقیقت حال سے آگاہ ہوئے۔ اس ایک واقعہ ہی سے آپ کو مختار کل اور غیب دان کہنے والے خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۵ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے تو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں اور اس بات میں کچھ ان کی بڑائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عالم میں تصرف کی قدرت دے دی ہو کہ موت و حیات ان کے اختیار میں ہو یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غیب دانی دے دی ہو کہ جس کے احوال جب چاہیں معلوم کرلیں اور اللہ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا۔

۶ ان آیات سے شرک کی جڑ کٹ گئی۔ جب رسول کائنات ﷺ کو جو تمام عالم کے سردار ہیں اپنی جان کے نفع و نقصان کا اختیار نہ ہو، نہ غیب کی بات معلوم ہو تو کسی اور نبی، ولی، بزرگ، فقیر، جن یا فرشتے کو کیا قدرت ہے کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچائے یا کوئی غیب کی بات بتائے؟ البتہ اللہ تعالیٰ جو غیب کی بات رسول کائنات ﷺ کو بتا دیتا وہ آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتی اور آپ ﷺ لوگوں کو اس کی خبر دے دیتے۔ ان آیات سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو رسول اللہ ﷺ کو مختار کل قرار دیتے ہیں، آپ ﷺ کو تو اتنا بھی اختیار نہ تھا کہ کسی کو راہ راست پر لگا دیتے (القصص: ۵۶/۲۸) جیسا کہ اس آیت کی تفسیر کنز الایمان میں لکھا ہے کہ "یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی اور ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ نہ پڑھا اور فوت ہو گیا۔" ان لوگوں کے عقائد پر حیرانی ہوتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایک طرف مختار کل مانتے ہیں اور دوسری طرف آپ کو شفیع (شفاعت کرنے والا) مانتے ہیں، حالانکہ جو مختار کل ہو اس کو شفاعت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اور جو شفیع یعنی شفاعت کرنے والا ہو وہ مختار کل کیسے ہو سکتا ہے؟ عجب ہے ان کا تضاد پن

اور دورخی!!

خاتم الانبیاء، سید المرسلین، امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ احد میں زخمی ہوئے تو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے:

((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهُ وَهُوَ يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

(آل عمران: ۳/ ۱۲۸)

''وہ قوم کیسے کامیاب ہوسکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا اگلا دانت توڑ دیا؟ حالانکہ وہ انہیں وحدہٗ لاشریک لہ کی طرف دعوت دے رہا تھا۔''

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَٰلِمُونَ ﴿١٢٨﴾﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۲۸)

''(اے نبی!) فیصلہ کے اختیارات میں تمہارا کوئی حصہ نہیں، اللہ کو اختیار ہے چاہے انہیں معاف کرے، چاہے سزا دے، یقیناً وہ ظالم ہیں۔'' ❶

﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَٱذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰٓ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾﴾

(الکهف ۱۸/ : ۲۳، ۲۴)

''اور کسی چیز کے متعلق (اے نبی!) یہ ہرگز نہ کہو کہ میں کل ہی اسے کردوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کو یاد کرلے جب بھول جائے اور کہہ دو! امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی بہتر راستہ دکھائے۔''

مفسرین کہتے ہیں کہ یہودیوں نے نبی ﷺ سے تین باتیں پوچھی تھیں کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کون تھے؟ کہتے ہیں کہ یہی سوالات سورۃ الکهف کے

---

❶ مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة احد: ۱۷۹۱.

نزول کا سبب بنے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں کل جواب دوں گا۔'' لیکن اس کے بعد ۱۵ دن تک جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر نہیں آئے۔

جنگ تبوک پر جانے کے لیے جب کچھ مفلس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے سواریاں مانگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس کوئی سواری نہیں کہ تمہیں دے سکوں۔'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روتے ہوئے واپس چلے گئے اور جنگ پر نہ جا سکے کیونکہ تبوک مدینہ منورہ سے بہت دور تھا، تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿٩٢﴾﴾

(التوبة : ۹/ ۹۲)

''جب وہ تیرے پاس آئے کہ تو انہیں سواری دے تو تو نے (اے نبی!) کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تمہیں اس پر سوار کر دوں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہیں تھا، ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔''

اللہ ہی خالق ہے، اس نے سب مخلوق کو پیدا کیا۔ (البقرۃ: ۲/ ۲۹) اللہ تعالیٰ ہی سارے جہاں کا مالک ہے (اس میں اس کا کوئی شریک نہیں) (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۱۱۱) ہر چیز کا نفع ونقصان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔ (الاعراف: ۷/ ۱۸۸۔ یونس: ۱۰/ ۴۹، ۱۰۷) رسول ﷺ نہ اپنے نفع و نقصان کے مالک ہیں نہ کسی کے۔ (القصص: ۲۸/ ۵۶۔ الجن: ۱۸ تا ۲۲) کوئی نبی کسی کے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ (المائدۃ: ۵/ ۷۲ تا ۷۷۔ ہود: ۱۱/ ۳۱، ۴۵، ۳۰ تا ۱۲۳) رزق اور اس کی تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ (ھود: ۱۱/ ۶) اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں دے سکتا۔ (الشوریٰ: ۴۲/ ۴۹، ۵۰) بیمار کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شفاء نہیں دے سکتا۔ (الشعراء: ۲۶/ ۷۸ تا ۸۲) قیامت کے دن شفاعت اللہ تعالیٰ کے اجازت سے ہوگی اور جو ٹھیک بات کرے گا اس کو شفاعت کی اجازت ہوگی۔

﴿رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾﴾ (النبا: ۷۸/ ۳۷، ۳۸)

''وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اس کے درمیان ہے۔ رحمٰن سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے۔ جس دن جبرئیل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے صف باندھے، کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا اور اس نے ٹھیک بات کہی۔''

یہ اجازت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو اور اپنے پیغمبروں کو عطا فرمائے گا اور جو بات کریں گے حق وصواب ہی ہوگی۔ یا یہ مفہوم ہے کہ اجازت صرف اسی کے بارے میں دی جائے گی جس نے درست بات کہی ہو یعنی کلمہ توحید کا اقراری ہو۔

تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں (ان کی گنتی نہیں ہوسکتی)۔ (النحل:۱۶/۱۸) کائنات کی ہر چیز کا مالک اور بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (الحشر:۵۹/۲۳) کائنات میں حکومت اور فرماں روائی کے تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ (یوسف:۱۲/۴۰) نظم کائنات اور امور کائنات کا مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (الرعد:۱۳/۲) زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (الانعام:۶/۵۰) قیامت کے روز جزا یا سزا کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہوگا۔ (التحریم:۶۶/۱۰) ہدایت صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ (القصص:۲۸/۵۶) زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ (المائدہ:۵/۱۷)

لوگوں نے اپنی طرف سے جو نام رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔ مثلاً غوث اعظم، داتا گنج بخش، غریب نواز، مشکل کشا، دستگیر، اولاد دینے والے، ڈوبتی کو کنارے لگانے والا:

﴿اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ؀﴾ (النجم: ۵۳/ ۲۳)

''یہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی سند بھی نہیں اتاری، وہ محض وہم اور اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کے ہاں سے ہدایت آ چکی ہے۔''

گناہ معاف کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔ (التوبہ: ۹/۸۰) دین و دنیا کی تمام بھلائیاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ (آل عمران: ۳/۲۶) دلوں کو پھیرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (الانفال: ۸/۲۴) نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (ھود: ۱۱/۸۸)

انبیائے کرام کے پاس تصرف کا اختیار نہیں ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے یہاں تک کہہ دیا:

﴿فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰﴾ (کنزالایمان 10/54 ف 17 تا 21)

''انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلا لے۔''

معلوم ہوا کہ اگر نوح علیہ السلام کو مافوق الاسباب قوتیں میسر ہوتیں تو مغلوبیت کا ذکر نہ کرتے۔ اسی طرح ہود علیہ السلام کے لیے (سورۂ ہود: ۱۱/ ۵۰ تا ۶۰)۔ ابراہیم علیہ السلام کے لیے (الانبیاء: ۲۱/ ۶۱ تا ۷۳)۔ لوط علیہ السلام کے لیے (الشعراء: ۲۶/ ۱۶۰ تا ۱۷۵۔ ھود: ۱۱/ ۷۴ تا ۸۳)، شعیب علیہ السلام کے لیے (ھود: ۱۱/ ۸۴ تا ۹۵)۔ ایوب علیہ السلام کے لیے (ص: ۳۸/ ۴۱ تا ۴۴)۔ موسیٰ علیہ السلام کے لیے (الاعراف: ۷/ ۱۰۳ تا ۱۶۲۔ طہ: ۲۰/ ۴۵۔ الشعراء: ۲۶/ ۱۰ تا ۶۸۔ القصص: ۲۸/ ۳۳)۔ ہارون علیہ السلام کے لیے (طہ: ۲۰/ ۴۵)۔ یونس علیہ السلام کے لیے (صافات: ۳۷/ ۱۳۹ تا ۱۴۸) جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر وہ یعنی سیدنا یونس علیہ السلام مجھے نہ پکارتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔'' ان سورتوں کا مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے لیے کافی سمجھو:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۶﴾ (الزمر: ۳۹/ ۳۶)

''کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور وہ آپ کو ان لوگوں سے ڈراتے ہیں جو اس کے سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں۔''

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾ (التوبہ: ۹/ ۱۲۹)

''پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے''

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص یہ آیت ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ﴾ صبح وشام سات سات مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے فکر و مشکلات کو کافی ہو جائے گا۔ [1]

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾﴾

(آل عمران: ۳/ ۱۷۳)

''جنہیں لوگوں نے کہا کہ مکہ والوں نے تمہارے مقابلے کے لیے سامان جمع کیا ہے،سوتم ان سے ڈرو،تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہا کہ ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

یہ جنگ احد کے بعد کا واقعہ ہے اور صحابہ کرام نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس موجود ہیں، وہ ہمیں کافی ہیں اور وہ اچھے کارساز ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کافی ہوں اور میں بہت اچھا کارساز ہوں۔اتنی واضح آیت کے بعد آج کل کے کچھ کلمہ گو لوگ کیا کر رہے ہیں،سوچنے کی ضرورت ہے اور یہ سوچ بدلنے کی ضرورت ہے اور صرف اللہ کو کافی سمجھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی قدر کرو جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔قرآن مجید اور احادیث مبارکہ ہمیں بتاتی ہیں کہ انبیائے کرام و صالحین کو جب بھی ضرورت پڑی تو انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے فریادیں پیش کیں یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنا غوث اور فریادرس سمجھا۔آدم علیہ لسلام سے لے کر ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ تک ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ ہم آرام و مصیبت کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کو پکاریں اور اسے مشکل کشا اور حاجت روا سمجھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ساری حیات مبارکہ کا جب ہم احادیث سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں

[1] ابو داود، کتاب الاذب ، باب مابقول اذا اصبح: ۵۰۸۱ .

یہی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے مصیبت یا غیر مصیبت میں، جنگوں میں جن میں بنفس نفیس سالارِ اعظم تھے، اپنے رب کے سامنے دعا کی اور اسے پکارا، اور غزوۂ بدر سے لے کر آخری دم تک حتیٰ کہ ہجرت کے وقت غارِ ثور میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہی کہا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے، ہمارا مددگار ہے۔ (التوبہ: ۹/۴۰) آپ ﷺ نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ میرے صحابہ! میں یہاں موجود ہوں نفع ونقصان میرے اختیار میں ہے، لہٰذا تمہیں کوئی خطرہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہر موقع پر فریاد کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ غوث اور فریادرس صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جنگ بدر کے لیے دیکھئے (آل عمران: ۳/۱۲۳) جنگ احد کے لیے دیکھئے (آل عمران: ۳/۱۴۰ تا ۱۶۶) جنگ احزاب یا جنگ خندق کے لیے دیکھئے (الاحزاب: ۳۳/۹ تا ۱۱، ۲۵) فتح مکہ کے لیے دیکھئے (النصر: ۱۱۰) جنگ حنین کے لیے دیکھئے (التوبہ: ۹/۲۵، ۲۶) یہاں ہم جنگ حنین کے متعلق قرآنی آیات اور ترجمہ لکھیں گے۔ اس جنگ میں آپ ﷺ خود سالارِ اعظم تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ کئی ہزار صحابہ اس جنگ میں شریک تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کا جو نقشہ قرآن میں کھینچا ہے اس سے ہمیں توحید کا عظیم درس ملتا ہے۔ باقی جنگوں کے متعلق مندرجہ بالا آیات دیکھ کر آپ خود قرآن کا مطالعہ کریں:

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۚ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶﴾﴾

(التوبہ: ۹/ ۲۵، ۲۶۔ کنز الایمان ف 49-50)

"اللہ بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر خوش ہوئے پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی، پھر تم پیٹھ پھیر کر ہٹ گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے رسول ﷺ پر اور ایمان والوں پر تسکین نازل فرمائی اور وہ فوجیں اتاریں جنہیں تم

نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب ہوا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔“

یہاں رسول اکرم ﷺ کی دعا کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے ”کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، وہ اکیلا ہے، اس نے عزت دی اپنے لشکر کو اور مدد کی اپنے بندے کی اور مغلوب کیا کافروں کی جماعتوں کو اس اکیلے نے۔ اس کے بعد کوئی شے نہیں ہے۔“ [1] (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۸ پر)

آج کل کچھ لوگ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو غوث اعظم کہتے ہیں۔ ان کے اس غلط عقیدہ کا قرآن میں جواب موجود ہے کہ خود انہوں نے اور ان کے باپ دادا نے یہ نام رکھ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی سند نہیں اتاری۔ یہی بات دوسرے ناموں پر بھی صادق آتی ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے رکھ لیے ہیں جیسے داتا، گنج بخش، غریب نواز، مشکل کشا، دستگیر وغیرہ حالانکہ مشکل کشا و دستگیر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾﴾ (النمل: ۲۷/ ۶۲)

”بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔“

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے بنی اسرائیل: ۶۷۔ النمل: ۵۳)۔ خاص کر انفال/ ۹ ف ۱۹ کنز الایمان

معجزات انبیائے کرام کے اختیار میں نہ تھے:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾﴾

(المومن: ۴۰/ ۷۸)

---

[1] بخاری جلد ۳، کتاب الدعوات ۱۳۰۷.

''یقیناً ہم آپ ﷺ سے پہلے بھی بہت سے نبی بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے واقعات ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں اور ان میں سے بعض کے'' قصے'' تو ہم نے آپ کو بیان ہی نہیں کیے اور کسی رسول کا یہ مقدور نہ تھا کہ وہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر لا سکے۔ پھر جس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس جگہ اہل باطل خسارے میں رہ جائیں گے۔'' (مزید 35/6)

قرآن کریم میں تو صرف پچیس رسل اور ان کی قوموں کے حالات بیان کیے گئے ہیں حالانکہ کل انبیاء ورسل کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

(مسند احمد: ۱۷۸/۵، ۱۷۹۔ صحیح ابن حبان: ۷۶/۲، ح: ۳۶۱۔ مستدرک حاکم: ۵۹۷/۲)

معجزہ وہ خرق عادت واقعہ ہے جو پیغمبر کی صداقت پر دلالت کرے۔ کفار پیغمبروں سے مطالبہ کرتے تھے کہ ہمیں فلاں فلاں چیز دکھاؤ جیسے خود ہمارے پیغمبر کائنات ﷺ سے کفار مکہ نے کئی چیزوں کا مطالبہ کیا جس کی تفصیل (بنی اسرائیل: ۹۰/۱۷ تا ۹۳) میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کسی نبی کے اختیار میں نہیں تھا کہ وہ اپنی قوم کے مطالبے پر ان کو کوئی معجزہ صادر کر کے دکھلا دے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں تھا۔ بعض نبیوں کو تو ابتداء میں ہی معجزے دے دیئے گئے تھے، بعض قوموں کو ان کے مطالبے پر معجزہ دکھلایا گیا اور بعض کو مطالبے کے باوجود نہیں دکھلایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق فیصلہ ہوتا تھا، کسی نبی کے اختیار میں نہیں تھا کہ جب چاہتا معجزہ دکھلا دیتا۔ اس سے ان لوگوں کی واضح تردید ہو جاتی ہے جو بعض اولیاء کی طرف یہ باتیں منسوب کرتے ہیں کہ وہ جب چاہتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں خرق عادت امور (کرامات) کا اظہار کر دیتے تھے جیسا شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے بیان کیا جاتا ہے۔ یہ سب من گھڑت قصے کہانیاں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو یہ اختیار نہیں دیا جن کو اپنی صداقت کے ثبوت کے لیے اس کی ضرورت بھی تھی تو کسی ولی کو یہ اختیار کیونکر مل سکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ ولی کو اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ کیونکہ نبی کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اس لیے معجزہ ان کی ضرورت تھی لیکن اللہ کی حکمت ومشیت اس کی مقتضی نہ تھی، اس لیے یہ قوت کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ ولی کی ولایت پر ایمان رکھنا ضروری نہیں ہے، اس لیے انھیں کرامات کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں یہ

اختیار بلاضرورت کیوں عطا کر سکتا ہے؟ سب اعمال اللہ ہی کی طرف جاتے ہیں۔

غیر اللہ کے لیے رب اور اس طرح کے دوسرے الفاظ:

قرآن میں غیر اللہ کے لیے رب کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً بادشاہ کے لیے (یوسف :۱۲/۴۱، ۴۲، ۵۰) اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو جو بچپن میں پالا اس کے لیے (الشعراء: ۲۶/۱۸)، اسی طرح ملکہ سبا کے تخت کے لیے عرش عظیم کا لفظ آیا ہے (النمل: ۲۷/۲۳) اور اللہ کے عرش کے لیے یہی لفظ عرش عظیم آیا ہے (النمل: ۲۷/۲۶) اور دوزخی کے لیے قرآن کریم میں آیا ہے

﴿ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾﴾ (الدخان: ٤٤/ ٤٩)

''اب دوزخ کا مزہ چکھ، تو دنیا میں بہت طاقت والا عزت والا تھا۔''

یہ عربی الفاظ ہیں جو خالق اور مخلوق دونوں کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ مخلوق کے لیے بہت محدود اسباب کے تحت اور عارضی ہیں اور خالق کے لیے ان باتوں کے برعکس ہیں، یعنی لامحدود، اسباب کے بغیر اور مستقل ہیں یعنی ازل سے ابد تک، اور مخلوق کے دنیاوی اختیارات اللہ کی مرضی کے تابع ہیں۔ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو عمل منقطع (سب اختیارات ختم) ہو جاتے ہیں۔ (کنز الایمان 26 ف 92) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۴۷ پر)

قرآنی فیصلے اور آج کل کے کلمہ گو:

''اللہ تعالیٰ ہی سب کا غریب نواز ہے (یعنی غریبوں کو نوازنے والا)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾﴾

(فاطر: ٣٥/ ١٥)

''اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج (ف ۴۸) اور اللہ ہی بے نیاز ہے، سب خوبیوں والا۔''

(ف: ۴۸) یعنی اس کے فضل و احسان کے حاجت مند ہو اور تمام خلق اس کی محتاج ہے۔ خلق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور کیوں نہ ہو گی ان کی ہستی اور ان کی بقاء اسی کے کرم سے ہے۔ (کنز الایمان)

”اللہ ہی سب کا مشکل کشا ہے، یعنی مشکلات ختم کرنے والا:

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲﴾ (الفاطر : ۳۵/ ۲)

”اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولے (ف۴) اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے، اور جو کچھ روک لے تو اس کے بعد اس کو کوئی چھوڑنے والا نہیں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔“

(ف۴) مثل بارش و رزق و صحت وغیرہ کے۔ (کنزالایمان)

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۶۲ؕ﴾ (النمل : ۲۷/ ۶۲)

”یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے (ف۱۱۰) جب اسے پکارے، دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کا وارث کر دیتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ بہت ہی کم دھیان کرتے ہو۔“

(ف: ۱۱۰) اور حاجت روائی فرماتا ہے۔ (کنزالایمان) اللہ تعالیٰ ہی سب کی ڈوبتی کشتیوں کو پار لگانے والا ہے۔ (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۷ پر)

﴿هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۲۲ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۳﴾ (یونس : ۱۰/ ۲۲، ۲۳)

”وہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے

ہوا اور وہ اچھی (خوشگوار) ہوا سے انھیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوئے، پھر ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف سے انھیں آلیا اور وہ سمجھ گئے کہ ہم گھر گئے۔ اس وقت خالص اللہ کو پکارتے ہیں خالص اسی کے بندے ہو کر، اگر تو ہمیں اس سے بچالے گا تو ہم شکر گزار ہوں گے۔ اللہ جب انھیں بچالیتا ہے تو فوراً زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمہاری زیادتی تمہاری ہی جانوں کا وبال ہے۔ دنیا کے جیتے جی فائدہ اٹھا لو پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے۔ پھر اس وقت ہم تم کو باخبر کر دیں گے اس سے جو تمہارے کام تھے۔"

(مزید کنزالایمان 29/ف155+31/ف60-61) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۲۹ پر)

حدیث میں آتا ہے کہ جب مشرکین مکہ کی کشتیاں ڈوبنے لگتیں تو سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کو پکارتے ہیں۔

صرف اللہ تعالیٰ ہی رب یعنی داتا ہے:

اللہ تعالیٰ رب العالمین یعنی سارے جہانوں کا داتا ہے۔ قرآن مجید ان الفاظ سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رب العالمین یعنی سارے جہانوں کا داتا ہے۔ (یاد رہے داتا سنسکرت کا لفظ ہے عربی میں اس کا مطلب رب، وہاب اور وکیل/ولی ہیں۔ ان تینوں لفظوں پر ہم اس کتاب میں بحث کریں گے۔) قرآن کریم میں جگہ جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سیّدنا آدم علیہ لسلام سے لے کر ہمارے پیارے نبی ﷺ تک سب کا رب یعنی داتا ہے۔ رب العالمین کے معنی ہیں ہر چیز مثلاً جن، انسان، ملائکہ، مویشی، پرندے، آبی، مخلوق وغیرہ کو پیدا کر کے ان کی ضروریات، ان کے احوال اور اجسام کے مطابق مہیا کرنے والا اور ان کے نفع ونقصان کا مالک۔

﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى
اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا
ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

الْاٰیٰتِ وَلَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴿۱۷۴﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۷۲۔۱۷۴)

''اور جب تیرے رب (داتا) نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں سے اقرار کرایا، کیا میں تمہارا رب یعنی داتا نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں، ہم اقرار کرتے ہیں۔ کہیں قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا۔ اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا؟ اور اس طرح ہم کھل کر آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ لوٹ آئیں۔''

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ہر انسان سے اقرار کرایا کہ اللہ ہی سب کا رب یعنی داتا ہے، اور کوئی نہیں۔ اب کئی لوگ اس اقرار سے پھر گئے ہیں اور دیگر کو اپنا داتا بنا لیا ہے جو شرک ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں کھول کھول کر بیان کر رہا ہے کہ اور کوئی داتا نہیں ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴿۳۰﴾﴾

(حم السجدة: ٤١/ ٣٠)

''بے شک جنھوں نے کہا کہ ہمارا رب (یعنی داتا) اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے (موت کے وقت) کہ تم خوف نہ کرو نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

یعنی جنھوں نے دنیا میں آ کر عالم ارواح کا وعدہ یاد رکھا کہ اللہ ہی رب یعنی داتا ہے اور اس بات پر قائم رہے وہ جنتی ہیں۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے الانعام: ۶/ ۶۱ تا ۶۵۔ آل عمران: ۳/ ۶۴، ۵۱، ۷۹، ۸۰۔ الکہف: ۱۸/ ۳۷ تا ۴۴۔ مومن ۶۰ تا ۶۸)

عالم ارواح کا ذکر ہو چکا، دنیا میں داتا کہنے کا ذکر ہو چکا، اب یاد رہے کہ موت کے بعد سب سے پہلا سوال یہ ہوگا ''من ربك'' تیرا رب یعنی داتا کون ہے؟ یہ سوال نہیں ہوگا کہ تیرا اللہ کون ہے؟ کیونکہ اللہ کو اللہ تو تقریباً ساری مخلوق مانتی ہے۔ کئی لوگ اوروں کو داتا مانتے ہیں۔ قبر میں

سوال یہ ہوگا کہ تیرا داتا کون ہے؟ جو لوگ دوسروں کو اللہ کے علاوہ داتا مانتے ہیں وہ مارے جائیں گے کیونکہ انہوں نے شرک کا ارتکاب کیا ہے اور شرک ظلم عظیم ہے جس کے بارے رب نے واضح کیا ہے کہ وہ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ (کنزالایمان ۴/ف ۳۰۵)

بے قراری کی دعا:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ)) ❶

''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عرش عظیم کا رب، (یعنی داتا) ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں کا رب (یعنی داتا) اور زمین کا رب (یعنی داتا) ہے اور عرش کریم کا رب (یعنی داتا) ہے۔''

((اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا)) ❷

''اللہ! اللہ میرا رب یعنی داتا ہے، میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا۔''

ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو داتا سمجھنا شرک ہے۔

(مزید ۱۸/۳۸۔ کنزالایمان 164/6 ف 341)

صرف اللہ ہی سب کا وہاب اور داتا ہے:

فرمان الٰہی ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ

---

❶ بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء، عند الكرب: ٦٣٤٦۔ مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب الدعاء، الكرب: ٢٧٣٠ .

❷ ابن ماجه، ابواب الدعا، باب الدعا، عند الكرب: ٣٨٨٢۔ ابو دائود: كتاب الوتر: باب فی الاستغفار: ١٥٢٥ .

عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ (حم السجدہ: ۴۲/ ۴۹۔ ۵۰)

''اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت۔ (ف ۱۲۶) پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے (ف ۱۲۷) اور جسے چاہے بیٹے دے (ف ۱۲۸) یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں، اور جسے چاہے بانجھ کر دے'' (ف ۱۲۹)۔

(ف ۱۲۶) جیسا چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے، کوئی دخل دینے اور اعتراض کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔

(ف ۱۲۷) اسے بیٹے نہ دے۔

(ف ۱۲۸) دختر نہ دے۔

(ف ۱۲۹) یعنی اس کے اولاد ہی نہ ہو۔ وہ مالک ہے، اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے، جسے جو چاہے دے۔ انبیاء علیہم السلام میں بھی سب صورتیں پائی جاتی ہیں۔ سیدنا لوط علیہ السلام اور سیدنا شعیب علیہ السلام کی صرف بیٹیاں تھیں کوئی بیٹا نہ تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صرف فرزند تھے کوئی دختر نہ تھی۔ اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے تین فرزند عطا فرمائے اور چار صاحبزادیاں اور سیّدنا یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے یہاں کوئی اولاد ہی نہیں (کنز الایمان) وہاب یعنی داتا کے لیے مزید حوالہ جات (سورہ مریم: ۵، ۴۹، ۵۰، ۵۳)۔

صرف اللہ ہی سب کا وکیل یعنی کارساز اور داتا ہے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ﴿٩﴾﴾

(المزمل: ۷۳/ ۹)

''وہ مشرق کا رب اور مغرب کا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم (اے نبی!) اسی کو اپنا کارساز بنالو'' (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے آل عمران ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۷۳۔ النساء: ۸۱، ۱۳۲، ۱۷۱۔ کنز الایمان 54/39 تا67 ف124 تا140)

کنز الایمان (۹/۷/۵۴ تا ۶۷ بمع فوائد ۱۲۴ تا ۱۴۰ میں ہے ف ۱۲۴) اخلاص کے ساتھ طاعت بجالاؤ (ف ۱۲۵) وہ اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے (ف ۱۲۷) کہ اس کی طاعت بجا نہ لایا اور اس کے حق کو نہ پہچانا اور اس کی رضا جوئی کی فکر نہ کی۔ (ف ۱۳۱) یعنی تیرے پاس قرآن پاک پہنچا اور حق و باطل کی راہیں واضح کر دی گئیں تو نے حق کو چھوڑا جو حکم دیا گیا، اس کی ضد و مخالفت کی (ف ۱۳۲) اور شان الٰہی میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں اس کے لیے شریک تجویز کیے، اولاد بتائی، اس کی صفات کا انکار کیا (۳۹/۶۲) کا ترجمہ کیا ''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے اسی کے لیے ہیں آسمان اور زمین کی کنجیاں اور کنز الایمان میں یہاں فوائد (۱۳۵ تا ۱۳۹-۱۴۰) قابل دید ہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور مختار اللہ ہے اس کے پاس سب خزانوں کی کنجیاں ہیں جو شرک کرتا ہے وہ جاہل ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتا ہے وہ جاہل ہے اور (۳۹/ ۶۵) میں ہے ''اے نبی ﷺ! اگر تو نے شرک کیا تو تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔''

تبصرہ: ......مندرجہ بالا سب باتوں میں اللہ کی زبردست توحید پائی جاتی ہے، رسول ﷺ سے شرک کا ارتکاب ناممکن ہے لیکن اللہ نے (سورۃ ۳۹) میں آیات (۶۵-۶۶) میں فرمایا: ''اے نبی ﷺ! شرک کرنے والے کسی بھی شخص کو معافی نہیں۔

توحید فی التصرف کے شرکیہ امور:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو حقیقی مالک سمجھنا شرک ہے، وہی کائنات میں حکومت اور فرماں روائی کے تمام اختیارات رکھتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو اس میں کوئی اختیار نہیں۔'' (الحشر:۲۴)

اللہ تعالیٰ نے سورہ رعد میں فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ

الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴾ (الرعد : ١٣/ ٢)

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستون کے، تم اسے دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا اور سورج اور چاند کو مسخر کیا، ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے۔ وہ کام کی تدبیر کرتا ہے، نشانیاں کھولتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرلو۔''

کائنات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے اور وہی زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے، کسی اور کو داتا، گنج بخش، مشکل کشا یا دستگیر وغیرہ سمجھنا شرک ہے۔ جس کی معافی نہیں۔

نیز فرمایا:

﴿ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾ (الزمر : ٣٩/ ٤٣، ٤٤)

''کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور سفارشی بنالیے ہیں؟ کہو کہ خواہ وہ کسی چیز کا بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھتے ہوں؟ کہہ دو کہ سفارش تو سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، پھر تم اس کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔''

قیامت کے روز کسی کو سفارش کرنے کی اجازت دینے یا نہ دینے، سفارش قبول کرنے یا نہ کرنے، کسی کو ثواب یا عذاب دینے اور کسی کو پکڑنے یا چھوڑنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہوگا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ ﴾

(الانفال : ٨/ ٢٤)

''مومنو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو، جبکہ رسول تمہیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی بخشتا ہے، اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے

دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤ گے۔''

دلوں کو پھیرنے والا اور ہدایت دینے والا اور نیکی کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، کسی اور کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے۔ (الانفال: ۸/۲۴)

رزق کی تنگی یا فراخی، صحت اور بیماری، نفع اور نقصان، زندگی اور موت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور مخلوق کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے۔ (ھود: ۱۱/۶)

اولاد دینے یا نہ دینے، بیٹے اور بیٹیاں دینے والا صرف اللہ ہی ہے، اور کسی کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے۔

دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، کسی اور کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے۔

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾﴾ (آل عمران: ۳/ ۲۶)

''کہہ دو اے اللہ! بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہر بھلائی ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

دلوں کے بھید اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہی دلوں کو پھیرنے والا ہے، کسی مخلوق کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ (الانفال: ۸/۲۴)

یہاں ہم کنز الایمان سے وہ حوالے درج کریں گے جن سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی زندگی میں تصرف کا اختیار نہ تھا یعنی آپ نفع و نقصان کا اختیار نہ رکھتے تھے، بلکہ ہر

موقع پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی اور آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی حفاظت فرمائی۔

جب افضل الانبیاء ﷺ اور سب سے بڑے ولیوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال ہے تو باقی بزرگوں کا ذکر ہی کیا۔

آپ ﷺ کے تصرف کے بارے میں کنزالایمان کے حوالے: (آل عمران فوائد: ۴۷، ۳۴۰۔ المائدۃ، ف: ۱۳۴۔ الانعام، فوائد: ۷۹، ۸۷، ۱۲۶، ۱۲۸۔ یونس، فوائد: ۳۴ تا ۴۰، ۱۴۹، ۱۷۷، ۲۰۸، ۲۲۲، ۲۲۵۔ الانفال (مکمل سورت) الرعد، فوائد: ۸۴، ۸۶، ۹۰۔ بنی اسرائیل، فوائد: ۱۷، ۲۷، ۱۶۷، آیت ۵۴، ۲۶، ۲۷۔ الکہف، فوائد ۹، ۴۸، ۴۹۔ مریم، فوائد: ۱۰۹ تا ۱۱۱۔ الضحیٰ، فوائد: ۴ تا ۱۲۔ النصر، فوائد: ۲، ۳) اور اس تفسیر میں بے شمار اور جگہ۔ ۳/۱۵۴ ف ۲۸۷۔ ۴/۸۷ ف ۲۰۳)

آپ ﷺ کی دعاؤں کے بارے میں حوالے جس میں آپ ﷺ نے اپنے رب ہی سے التجائیں کیں: (البقرۃ، ف ۳۸۸۔ آل عمران، فوائد ۱۱۶، ۳۴۰۔ النساء، ف ۲۸۳۔ الانعام، ف ۱۴۱۔ الانفال، فوائد ۱۹، ۸۹ بدر۔ التوبہ: ف ۲۷۳۔ الرعد: ف ۳۹۔ بنی اسرائیل، فوائد ۲۷۔ ۱۷۵، ۱۷۶۔ المومنون، فوائد: ۱۰۱۔ ۱۲۴۔ الزخرف، فوائد: ۱۵، ۱۴۱۔ الدخان، ف ۸۔ القلم: ۱۸)۔

اور کنز الایمان میں ایک بہت بڑی بات لکھی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کفار کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے لیے نکلے تو آپ ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ پڑھتے پڑھتے تشریف لے گئے۔ (آل عمران: ۳/۱۷۳، ف ۳۴۰) اور جب ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو انہوں نے بھی یہی الفاظ پڑھے۔ (الانبیاء: ۶۸، ف ۱۲۳) ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کو اور ابراہیم علیہ السلام کو تصرف کا کوئی اختیار نہ تھا بلکہ انہوں نے نازک مواقع پر یہی کہا کہ ہمیں اللہ ہی کافی ہے، وہی ہمارا کارساز ہے۔

فرق صاف ظاہر ہے

جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یکا یک خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔ (الزمر:۳۹/۴۵)

نام نہاد مسلمان کی پکار	اللہ کا فرمان
بھر دو جھولی میری یا محمد ﷺ	''اے نبی! ان سے کہہ دو کہ میں تمہارے نفع ونقصان میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔'' (الجن:۲۱)
کچھ بھی مانگنا ہے در مصطفیٰ ﷺ سے مانگ	''تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری فریاد سنوں گا۔'' (المومن ۴۰/:۶۰۔ مزید حوالہ جات کے لیے النمل:۲۷/۶۳۔ الاعراف:۷/۵۵۔۵۶)۔
شہباز کرے پرواز کہ جانے راز دلاں دے	''اور اللہ دلوں کے حال تک جانتا ہے'' (التغابن:۴۔ مزید حوالہ جات کے لیے ق:۱۶۔ العنکبوت:۱۰)
بری بری امام بری میری کھوٹی قسمت کرو کھری	''اور اگر اللہ تمھیں کسی مصیبت میں ڈال دے تو کون ہے جو تمھیں اس مصیبت سے نکال دے؟ اور اگر وہ تمھیں کسی خیر سے نوازنا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الانعام:۱۷۔ مزید حوالہ جات کے لیے یونس:۱۰۷۔ فاطر:۲)
نورانی نور ہے ہر بلا دور ہے	''اور جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔'' (الفاطر:۳۴/۱۳۔ مزید حوالہ جات کے لیے آل عمران:۳/۲۶۔ یونس:۱۰/۶۵)
رکھ لاج میری لج پال بچالے مینوں غم توں قلندر لال	''اور جو کوئی عزت چاہتا ہو اسے معلوم ہو کہ عزت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔'' (الفاطر:۳۴/۱۰۔ مزید حوالہ جات کے لیے (آل عمران:۳/۲۶۔ یونس:۱۰/۵۶)۔
سارے نبی تیرے در کے سوالی شاہِ مدینہ	''اے لوگو! تم اللہ کے در کے فقیر ہو اور اللہ تو غنی اور حمید ہے۔'' (فاطر:۱۵۔ مزید حوالہ جات کے لیے الرحمٰن:۵۵/۲۹۔ البقرۃ:۲/۱۸۶)

اے مولیٰ علی اے شیر خدا! میری کشتی پار لگا دینا	''جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو خالص کر کے صرف اللہ کو پکارتے ہیں لیکن جب وہ نجات دے کر خشکی پر اتار دیتا ہے تو یکا یک شرک کرنے لگتے ہیں۔'' (العنکبوت ۶۵۔ مزید حوالہ جات کے لیے الانعام: ۶/۶۴۔ یونس: ۱۰/۲۲ ف ۶۱+۳۱/ ف ۶۰-۶۱)۔
بابا شاہ جمال! پتر دے دے رتا لال	''زمین اور آسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے، وہ تو جاننے والا اور قدرت والا ہے۔'' (الشوریٰ: ۴۹، ۵۰۔ الاعراف ۱۸۹ تا ۱۹۱، ۱۹۰۔ الزمر ۸)۔

تصرف کے مزید حوالہ جات

دیے گئے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نہ اپنے نفع ونقصان کے مالک ہیں اور نہ کسی کے نفع ونقصان کے مالک ہیں۔ اس سلسلہ میں مزید قرآنی حوالے کنزالایمان مندرجہ ذیل ہیں:۔

① ترجمہ ''کیا تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئے تھے۔ انہیں بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔'' (البقرۃ: ۲/۲۱۴)

② ترجمہ ''اور مدد تو صرف اللہ غالب حکمت والے ہی کے پاس ہے'' (آل عمران: ۳/۱۲۶)

③ ترجمہ ''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور وہ اگر تمہیں رسوا کرے تو اور کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے؟'' (آل عمران: ۳/۱۶۰)

④ ترجمہ ''جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے۔ اس لیے اللہ ہی سے ڈرو (نہ کسی اور سے) تاکہ تمہیں شکرگزاری کی توفیق ہو۔'' (آل عمران: ۳/۱۲۳)

⑤ ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ (ﷺ) ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ (ﷺ) بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ (ﷺ) کے پاس سے چھٹ جاتے۔ سو آپ (ﷺ) ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ (ﷺ) کا پختہ اردہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (آل عمران: ۳/ ۱۵۹)

⑥ ''یقیناً تمہارے لیے عبرت کی نشانی تھی ان دو جماعتوں میں جو بٹ گئی تھیں۔ ایک جماعت تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔ وہ انہیں اپنی آنکھوں سے دوگنا دکھائی دیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی مدد سے قوی کرتا ہے۔ یقیناً اس میں آنکھوں والوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔'' (آل عمران: ۳/ ۱۳)

⑦ ''اور اللہ ہی کی ملک ہیں وہ سب کچھ جو رات میں اور دن میں رہتی ہے اور وہی بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔ آپ (ﷺ) کہیے کہ کیا اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو کھانے کو دیتا ہے اور اس کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا، میں اور کسی کو کارساز قرار دوں؟ آپ (ﷺ) فرما دیجیے کہ مجھ پر یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تو مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہونا۔ آپ (ﷺ) کہہ دیجیے کہ میں اگر اپنے رب کا کہا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس شخص سے اس روز عذاب ہٹا دیا جائے گا تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور وہی اپنے بندوں کے اوپر غالب برتر ہے اور وہی بڑی حکمت اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔''

(الانعام: ۶/ ۱۳ تا ۱۸)

⑧ ''اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحم تجھ پر نہ ہوتا تو ان کی ایک جماعت نے تو تجھے بہکانے کا قصد کر ہی لیا تھا مگر دراصل یہ اپنے آپ کو ہی گمراہ کرتے ہیں۔ یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب حکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا

تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔" (النساء:۴/۱۱۳)

⑨ "اے رسول! جو کچھ بھی آپ (ﷺ) کی طرف آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہ کی، اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (المائدہ:۵/۶۷ص۱۷۴)

⑩ "اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ (ﷺ) کو ان کا نگران نہیں بنایا اور نہ آپ ان پر مختار ہیں۔" (الانعام:۶/۱۰۷)

⑪ "جو کچھ آپ (ﷺ) کی جانب آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے، اس کی اتباع کریں۔ (یقین مانو) اللہ تمہارے ہر ایک عمل سے باخبر ہے۔ آپ اللہ پر ہی توکل رکھیں، وہ کارسازی کے لیے کافی ہے۔" (الاحزاب:۳۳/۲،۳)

⑫ "اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے اور جو ایذا ان کی طرف سے پہنچے ان کا خیال بھی نہ کیجئے، اور اللہ پر بھروسہ کیے رہیں، اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کام بنانے والا۔" (الاحزاب:۳۳/ ۴۸)

⑬ "اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لیے صادر ہو چکا ہے کہ یقیناً وہی مدد کیے جائیں گے۔" (الصافات:۱۷۱،۱۷۲)

⑭ "اور تمہیں ایک دوسری نعمت بھی دے گا جسے تم چاہتے ہو وہ اللہ کہ مدد اور جلد فتح یابی ہے، ایمانداروں کو خوشخبری دے دو۔" (الصف:۱۳)

⑮ "یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیوی زندگانی میں ہی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے" (المومن:۴۰/ ۵۱)

⑯ "بے شک اے نبی (ﷺ)! ہم نے تم کو ایک کھلی فتح دی ہے۔" (الفتح:۴۸/۱)

⑰ "اور آپ (ﷺ) کو ایک زبردست مدد دی۔" (الفتح:۴۸/۳)

⑱ "جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو جگہ دی اور حمیت بھی جاہلیت کی، سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ

ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔'' (الفتح:۲۶)

رسول پاک ﷺ سے تصرف کی نفی میں مندرجہ بالا آیات واضح ہیں۔مزید حوالہ جات کے لیے آپ خود مندرجہ ذیل مقامات پر قرآن کا ترجمہ دیکھیں:

(یونس: ۱۵، ۴۸، ۹۹، ۱۰۰۔ البقرۃ: ۲۷۲۔ آل عمران: ۱۲۲، ۱۲۹۔ المائدہ: ۴۱۔ الانعام: ۱۰، ۴۸، ۵۰۔ الاعراف: ۱۸۸۔ الانفال: ساری۔ التوبہ: ساری۔ ھود: ۱۲۳۔ یوسف: ۱۰۳۔ النحل: ۱۲۷۔ بنی اسرائیل: ۵۴، ۷۴، ۷۵۔ آل عمران: ۶۴، ۷۹، ۸۰۔ النحل: ۳۵، ۳۷، ۸۲۔ بنی اسرائیل: ۸۰، ۸۶، ۸۷۔ ھود: ۱۷، ۱۰۷تا۱۱۹۔ طٰہٰ: ۱۳۱، ۱۳۲۔ الانبیاء: ۱۱۲۔ النجم: ۴۲تا۴۸۔ الزمر: ۱۳، ۱۴)

اس کے علاوہ (سورۃ الرحمٰن، سورۃ الملک، سورۃ الضحیٰ، سورۃ انشرح، سورۃ الکوثر، سورۃ الکافرون، سورۃ النصر، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس) یہ سب سورتیں مکمل اللہ تعالیٰ کے تصرف کے اثبات پر مشتمل ہیں۔اور آپ ﷺ سے تصرف کی نفی ہے۔

جنگ بدر کے لیے دیکھئے (آل عمران: ۱۳۔ ۱۲۳تا۱۲۷)، (انفال: ۱تا۷۵) جنگ احد (آل عمران: ۱۲۱تا۱۲۲۔ ۱۳۷تا۱۷۵) جنگ خندق (الاحزاب: ۳۳/ ۹تا۲۷)، فتح مکہ (النصر: ۱تا۳)

اللہ تعالیٰ تصرف میں اکیلا ہے، مزید قرآنی ثبوت:

﴿فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۸۱﴾

(النساء: ٤/ ٨١)

''تو آپ (ﷺ) ان سے منہ پھیر لیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔اللہ تعالیٰ کافی ہے کارساز۔''

اللہ تعالیٰ کافی ہے کے مزید حوالہ جات:

﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۳۲﴾ (النساء ٤/: ١٣٢، ١٧١، ١٧۔ بنی اسرائیل: ١٧/ ٦٥۔ الاحزاب: ٣٣/ ٣، ٤٨)

﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ﴾ (البقرۃ: ٢/ ١٨٦)

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ (ﷺ) سے سوال کریں تو آپ (ﷺ) کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔''

اللہ تعالیٰ عرش پر ہے پھر بھی اپنے علم اور طاقت و اختیار کی بنیاد پر سب بندوں کے قریب ہے۔ یہ صفت اور کسی میں بھی نہیں۔

اللہ کے قرب کے مزید حوالہ جات: (البقرۃ:۲/۲۱۴۔ ھود:۱۱/۶۱۔......:۵۰)

﴿اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۳۳)

''بیشک اللہ تعالیٰ ان کاموں کو دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو۔''

﴿اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ﴾ (المجادلہ: ۵۸/ ۱)

''بیشک اللہ سن رہا ہے دیکھ رہا ہے۔''

﴿اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ﴾ (الملك: ۶۷/ ۱۹)

''بیشک وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔''

اللہ تعالیٰ عرش پر ہونے کے باوجود سب کچھ دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے، اس کو خبر ہے، کے مزید حوالہ جات (البقرہ:۸۶، ۱۱۰، ۲۳۸، ۲۶۵۔ آل عمران: ۱۵، ۲۰، ۱۵۶، ۱۶۳۔ بنی اسرائیل: ۱۔ الحج: ۶۱، ۷۵۔ الانعام: ۱۸، ۷۳، ۱۰۳)۔ ان صفات کو اللہ کی طرح غیر اللہ میں تسلیم کرنا شرک و کفر ہے۔

غوث کے معنی ہیں فریاد رس یعنی جس کو پکارا جائے اور وہ فریاد پوری کر دے۔ اسباب کے تحت کسی کو مدد کے لیے پکارنا جائز ہے۔ بغیر اسباب کے صرف اللہ تعالیٰ ہی ایسی ذات ہے جس کو پکارا جائے اور وہ فریاد کو سن کر پورا کر دے یا اپنی مرضی سے نہ پورا کرے۔ اس سلسلہ میں قرآن کے یہ حوالہ جات قابل غور ہیں: (الکہف:۲۹۔ القصص:۱۵۔ الاحقاف:۱۷۔ الانفال:۹۔ ف ۱۹ کنز الایمان)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۷۷ پر)

بعض لوگ کہتے ہیں اللہ نبی ﷺ وارث ہے۔ یہ کئی بسوں پر بھی لکھا ہوا ملتا ہے لیکن قرآن کہتا ہے کہ صرف اللہ وارث ہے۔

﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ﴾ (الحجر: ۱۵/ ۲۳)

''ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی (بالآخر) وارث ہیں۔''

مزید قرآنی حوالہ جات (الانبیاء:۸۹۔ القصص:۵۸۔ آل عمران:۱۸۰۔ الحدید:۱۰)۔

﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا﴾ (النساء : ٤/ ٤٥)

''اور کافی ہے اللہ کارساز۔''

﴿وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا﴾ (النساء : ٤/ ٤٥)

''اور کافی ہے اللہ مددگار۔''

﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا﴾ (النساء : ٤/ ٧٠)

''اور کافی ہے اللہ جاننے والا۔''

﴿وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا﴾ (الفرقان : ٢٥/ ٣١)

''اور کافی ہے تیرا رب ہدایت دینے والا، مدد کرنے والا۔''

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (الزمر: ٣٩/ ٣٦۔ سورة فلق : ١١٣۔ سورة الناس ١١٤ مکمل)

''کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔''

﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الانعام : ٦/ ١٠١)

''اس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔''

﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الانعام : ٦/ ١٠٢)

''اور وہ ہر چیز کا خالق ہے۔''

اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا کے مزید حوالہ جات۔ (الرعد : ١٣/١٦)، (طٰہٰ: ٢٠/٥٠)، (الانبیاء: ٢١/٣٠) (النور: ٢٤/٤٥)، (الفرقان: ٢٥/٢)، (السجدہ: ٣٢/٧)، (الزمر: ٣٩/٦٢)، (غافر: ٤٠/٦٢)، (القمر: ٥٤/٤٩)۔

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (البقرة : ٢/ ٢٨٤)

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ اللہ کا ہے۔''

اس کے مزید حوالے: (البقرۃ: ١٠٧، ٢٥٥۔ آل عمران: ١٠٩، ١٢٩، ١٨٩۔ النساء: ١٢٦، ١٣١، ١٣٢، ١٧٠، ١٧١)۔

رسول اللہ ﷺ کے آنسو......اور مختار کل کا مسئلہ

❀......رسول اکرم ﷺ والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر اتنا روئے (صحابہ رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں ہم نے کبھی آپ ﷺ کو اتنا روتے ہوئے نہ دیکھا۔ (صحیح مسلم، مسند احمد)

❀......ابو طالب کے بے دین فوت ہونے پر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ زار و قطار رونے لگے۔ (طبقات ابن سعد، ابن کثیر)

❀......رسول اللہ ﷺ کا سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد میں آنسو بہانا۔ (بخاری، مسلم، ابن ہشام)

❀......نبی ﷺ نے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کی نشانی دیکھی تو آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔ (ابوداؤد، تاریخ طبری)

❀...... سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں آپ ﷺ کی ملاقات کے لیے آئے تو رحمت عالم ﷺ ان پر جھک پڑے اور آنکھوں سے آنسو چھلک آئے۔ (ابن کثیر)

❀...... سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مصائب سن کر آپ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔

(ابن ہشام)

❀......رسول اکرم ﷺ نے مرض الموت میں سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جسم پر چمٹا لیا اور رو پڑے۔ (ملخص صحاح ستہ)

❀......رسول اکرم ﷺ نے سیّدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کی بے بسی دیکھی تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ (مدارج النبوۃ)

❀......حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے مکہ! اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو اللہ کی قسم، میں کبھی نہ جاتا۔“

(کنز الایمان)

❀......رحمت عالم ﷺ کے آنسوؤں سے سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار تر ہو گئے۔

❀......رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر پر۔ (بخاری شریف)

❀...... جب نبی ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے لگے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ (ابن ہشام)

❀......سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح اور رخصتی کا رقت انگیز منظر۔

❀...... سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ بن محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات۔ (بخاری)

❀...... سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بچے کی وفات پر محسن عالم ﷺ کے آنسو۔

❀......رحمۃ للعالمین ﷺ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر میں لیٹ گئے، باہر نکلے تو آنسو جاری تھے اور ریش مبارک ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ (صحاح ستہ، ابن ہشام طبقات)

❀......سید الشہداء سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ۔ (صحاح ستہ، ابن ہشام طبقات)

❀...... سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔ (صحاح ستہ، ابن ہشام طبقات)

❀...... سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔ (صحاح ستہ، ابن ہشام طبقات)

❀...... رسول اللہ ﷺ کو جب سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم ہوا تو نبی ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ (بخاری، ابن ہشام)

❀...... سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر رسول اللہ ﷺ اتنا روئے کہ شاید ہی چشم فلک نے آپ ﷺ کے اتنے آنسو دیکھے ہوں۔ (صحاح ستہ، ابن ہشام طبقات)

❀......سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (صحاح ستہ، ابن ہشام طبقات)

❀......رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ قتیلہ رضی اللہ عنہا کا مرثیہ سنا تو رو رو کر ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ (صحاح ستہ، ابن ہشام طبقات)

❀......ایک صحرا نشین صحابیہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر رحمت عالم ﷺ رونے لگے۔ (ابن ماجہ)

❀......ایک اعرابی کی گفتگو سن کر نبی ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ (ابن ماجہ)

❀...... جب نبی ﷺ کی رضاعی بہن قید ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئی۔ (الرحیق المختوم)

❀......سرور عالم ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۃ النساء کی چند آیات سنیں تو آپ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہے۔

❀......نبی ﷺ اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک جنگل میں بیٹھ کر بہت روئے۔

❀......نبی ﷺ نے متعدد قسم کھانے اپنے سامنے دیکھے تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ (ترغیب وترہیب)

❀......رسول اللہ ﷺ پر خشیت الٰہی کی وجہ سے رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ (بخاری)

❀......رسول اللہ ﷺ کا امت کے لیے رونا۔ (صحیح مسلم)

❀......ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ پیشانی بار بار زمین پر رکھتے اور آہ و زاری کرتے رہے۔ (صحیح مسلم)

❀......رسول اللہ ﷺ کا تمام رات روتے رہنا۔ (مسلم، احمد)

❀......قبر کا منظر دیکھ کر آپ ﷺ بے اختیار رو پڑے۔ (ابن ماجہ، ترغیب)

❀......رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے اٹھے اور اتنا روئے کہ رحمت عالم ﷺ کے آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی۔ (ابن کثیر)

❀......رسول اللہ ﷺ رات کو بڑے ہی تضرع و آہ و زاری کے ساتھ یہ مبارک کلمات بھی پڑھتے۔ (بخاری، مسلم)

❀......رسول اکرم ﷺ کے سامنے جبریل امین علیہ السلام نے جہنم کا منظر بیان کیا تو آپ ﷺ بے اختیار رونے لگے۔ (طبرانی، ترغیب)

❀......سرزمین بدر پر رسول اللہ ﷺ کے آنسو۔ (زاد المعاد ابن ہشام)

❀......رسول اللہ ﷺ عریش میں رو رو کر اللہ سے دعا کی۔ (زاد المعاد)

❀......بیئر معونہ کا دردناک واقعہ جب آپ ﷺ کو 70 صحابہ کے شہید ہونے کی خبر ملی تو آپ ﷺ کو بے حد صدمہ ہوا۔ پھر آپ ﷺ کئی دن صبح کی نماز میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے ان ظالموں کے لیے بددعا کرتے رہے۔ (صحیح بخاری، زاد المعاد)

تبصرہ:......مندرجہ بالا حوالوں سے کلی طور پر ثابت ہو گیا کہ مختار کل اللہ تعالیٰ ہے، رسول اللہ ﷺ مختار کل نہیں۔

مسئلہ شفاعت:

سفارش پر تکیہ کرنا نری بے وقوفی ہے۔ان کے اسی غلط عقیدہ کا اس آیت (البقرۃ:۲/۴۸) میں جواب دیا گیا ہے کہ عذاب سے نجات کی جو چار صورتیں ممکن ہیں، ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آ سکے گی۔ یعنی کوئی شخص دوسرے شخص کا بوجھ اٹھانے کو تیار نہ ہو گا نہ کسی کی سفارش کام آئے گی، نہ وہ فدیہ دے کر چھوٹ سکے گا، اور نہ اللہ کے مقابلے میں وہاں اس کا کوئی حامی و مددگار ہو گا۔لہٰذا خوب سمجھ لو کہ محض انبیاء کی اولاد ہونے کی بنا پر تم کبھی اپنی کرتوتوں کی سزا سے بچ نہ سکو گے۔ یہ درست ہے کہ قیامت کے دن انبیاء اور صلحاء گنہگاروں کے لیے سفارش کریں گے لیکن اس سفارش کی شرائط ایسی ہیں کہ سفارش پر تکیہ کرنا مشکل ہے۔مثلاً یہ کہ:

❶......سفارش وہی کرے گا جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔

(کنز الایمان ۲/۲۵۴-۲۵۵-۱۱/۲۱۴+۳۹/ف ۱۰۵)

❷......اتنی ہی کر سکے گا جتنی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو گی۔

❸......صرف اسی گناہ کے لیے سفارش کر سکے گا جس کا اللہ کی طرف سے اذن ہو گا۔

❹......صرف اس شخص کے حق میں کر سکے گا جس کے حق میں سفارش کرنا منظور ہو گا۔

آج کل امت محمدیہ کی اکثریت بداعمالیوں اور شرک و بدعات میں مبتلا ہے اور اسی فریب میں مبتلا ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے (البقرۃ:۲/۴۸) میں تذکرہ فرمایا کہ بنی اسرائیل شفاعت کے معاملہ میں فریب میں مبتلا ہے۔امت محمدیہ نے بھی مسئلہ شفاعت کو (جو اہل سنت کے یہاں مسلمہ ہے) اپنی بدعملی کا جواز بنا رکھا ہے۔

﴿مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾

(البقرة: ٢/ ٦٢)

ترجمہ: ''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اچھے عمل کیے، اس کے لیے اپنے رب

کے پاس اجر ہے۔"

نوٹ:...... اللہ پر ایمان لانے کا مطلب ہے اللہ کی توحید پر ایمان لانا ہے۔

مزید قرآنی حوالہ جات کے لیے دیکھئے: (البقرہ:۲/ ۸، ۱۲۶، ۱۷۴، ۲۲۸، ۲۳۲، ۲۶۴)

اے نبی ﷺ! تجھے اللہ کافی ہے۔ (الانفال: ۸/ ۶۲ ۔ ۶۴)، (التوبہ: ۹/ ۱۲۹)، (الزمر: ۳۹/ ۳۸)

اللہ سب کا رازق ہے اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب رزق دیتا ہے۔ (البقرہ: ۲/ ۲۱۲)، آل عمران: ۳/ ۲۷، ۳۷)، (النور: ۲۴/ ۳۸)

اللہ جس کو چاہے بخش دے جس کو چاہے عذاب دے (البقرہ: ۲/ ۲۸۴ آل عمران: ۳/ ۱۲۹۔ المائدہ: ۵/ ۱۸۔ ۴۰)

باقی انبیاء کے تصرف کی نفی:

باقی انبیاء کے تصرف کی نفی کے لیے (سورۃ الاعراف: ۷، سورۃ ھود: ۱۱، سورۃ یوسف: ۱۲، سورۃ الحجر: ۱۵، سورۃ الانبیاء ۲۱، سورۃ الشعراء: ۲۶، سورۃ القصص ۳۷، سورۃ التحریم: ۶۶) کا خود مطالعہ کریں۔ کچھ انبیائے کرام قتل ہوئے۔ دیکھئے (البقرہ ۲/ ۶۱ ۔ ۹۱) اگر انبیاء تصرف کا اختیار رکھتے تو قتل نہ ہوتے۔

نجات یعنی مشکل میں نبیوں اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے بچایا: (۲/ ۴۹، ۵۰)، (۷/ ۶۴، ۷۲، ۸۳، ۱۴۱)، (۱۰/ ۷۳، ۱۰۳)، (۱۹/ ۷۲)، (۲۰/ ۸۰)، (۱۱/ ۵۸، ۶۶، ۹۴)، (۱۵/ ۵۹)، (۲۱/ ۷۱، ۷۴، ۷۶، ۸۸، ۹)، (۲۳/ ۲۸)، (۲۶/ ۶۵، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۶۹، ۱۷۰)، (۲۷/ ۵۳، ۵۷)، (۲۸/ ۵۱، ۱۲)، (۲۹/ ۱۵، ۲۴، ۳۲، ۳۳، ۴۵)، (۳۷/ ۷۶، ۱۳۴، ۱۱۵)، (۵۴/ ۳۴)، (۴۱/ ۱۸)، (۴۴/ ۳۰)

اللہ تعالیٰ رب العالمین یعنی داتا ہے اور کوئی نہیں:

صرف اللہ تعالیٰ ہی رب یعنی داتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب جہانوں کا رب یعنی داتا ہے، رب العالمین ہے یعنی اللہ تعالیٰ سب نبیوں کا، عرش کا، آسمان کا، زمین کا اور سب مخلوق کا رب یعنی داتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے، اس کے قرآنی حوالہ جات کے لیے (الفاتحہ:۲۔البقرۃ:۱۳۱۔ المائدہ: ۲۸۔الانعام: ۴۵، ۷۱، ۱۶۲۔الاعراف: ۵۴، ۶۱، ۶۷، ۱۰۴، ۱۲۱۔الشعراء: ۱۶، ۲۳، ۲۶، ۴۸، ۷۷، ۹۸، ۱۰۹، ۱۲۷، ۴۵، ۱۲۷، ۱۴۵، ۱۶۴، ۱۹۲) مزید بہت جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے رسول ﷺ کا رب یعنی داتا ہے۔ یہ قرآن مجید میں بہت جگہ وارد ہوا ہے۔ مثلاً النحل میں ۹ دفعہ، بنی اسرائیل میں ۱۵ دفعہ، الشعراء میں ۸ دفعہ اور بھی بے شمار جگہ پر قرآن میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور اہل کتاب کا رب (یعنی داتا) ہے۔ (البقرۃ:۲/۳۹)

اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کا اور ان کی امت کا رب (یعنی داتا) ہے۔ (آل عمران:۳/۵۱)

سیّدنا آدم علیہ السلام کا رب (داتا)۔ (۲/۲۳، ۷/۲۰ تا ۲۳، (۳ بار) ۲۰/۲۱، ۲۲ (۲ بار)۔

سیّدنا نوح علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۷۱/۵، ۲۱، ۲۶، ۲۷، ۲۸ (۴ بار)۔

سیّدنا ھود علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۷/۶۵ تا ۷۲ (۲ بار)، ۱۱/۵۶، ۵۷ (۴ بار)۔

سیّدنا صالح علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۷/۷۹، ۱۱/۶۱، ۶۳ (۲ بار)۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۱۱/۷۶۔ ۲/۱۲۴ تا ۱۳۴ (۶ بار) ۲۵۸ تا ۲۶۰ (۳ بار)۔

سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۲/۲۶، ۳/۸۴)

سیّدنا اسحٰق علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۲/۲۶۔ ۳/۸۴)

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۱۲/۵۱)

سیّدنا یوسف علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۱۲/۵۱)

سیّدنا لوط علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۱۱/۸۱، ۲۶/۱۶۹، ۲۹/۳۰)

سیّدنا شعیب علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۷/۸۹ تا ۹۳، (۴ بار)، ۱۱/۸۸ تا ۹۲ (۳ بار)۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۷/۱۰۳ تا ۱۵۵ (۶ بار)، ۲۰/۶۱، ۶۳، ۶۹، ۷۰)

سیّدنا ایوب علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۲۱/۸۳، ۳۸/۴۰)

سیّدنا یونس علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۲۱/۸۹ (۲ بار)

سیّدنا زکریا علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۲۱/۸۴ (۲ بار)، ۳/۳۸ تا ۴۱ (۵ بار)۔

سیّدنا داوٗد علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۳۸/۲۴)

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا رب (داتا)۔ ۲۷/ ۱۹، ۴۰ (۳ بار)، ۳۴/۱۲، ۳۸/۲۳، ۲۵، ۲/ ۲۸۵ (۵ بار)۔

''اے ہمارے رب! (داتا) ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا اونچی آواز سے ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب (داتا) پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لائے۔''

(آل عمران:۳/۱۹۳)

''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کریں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ہی ایک دوسرے کو رب (داتا) بنائیں۔'' (آل عمران:۳/۶۴)

''کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب وحکمت اور نبوت دے، یہ لائق نہیں کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ وہ تو کہے گا کہ تم سب رب کے ہو جاؤ (یعنی اسے داتا بنالو) تمہاری کتاب سکھانے کے باعث اور تمہاری کتاب پڑھنے کے سبب اور یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب (یعنی داتا) بنانے کا حکم کرے۔ کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا؟'' (آل عمران۳/۷۹، ۸۰۔ف ۱۵۰)

تبصرہ:...... ثابت ہوا فرشتوں اور نبیوں کو رب یعنی داتا بنانا کفر ہے۔ اور شرک ہے (۱۸/ ۳۸، ۳۹ ف ۸۲)

''آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب (داتا) بنانے کے لیے تلاش کروں، حالانکہ وہ رب (داتا) ہے ہر چیز کا۔'' (الانعام:۶/۱۶۴)

سورۃ الرحمٰن میں ۳۱ دفعہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' (اے جنوں اور انسانو!) تم دونوں اپنے رب (داتا) کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

مزید ثابت ہوگیا کہ سب مخلوق کا رب یعنی داتا اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کے سوا کوئی رب

نہیں اگر کسی نے ایسا کیا یعنی کسی اور کو رب بنایا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور کسی کی سرارش اسے بچانے کا کام نہ دے گی۔

اہل تصوف:

آپ کی توجہ نوائے وقت لاہور مورخہ: 04.4.2007،ص:2پر شائع شدہ ایک اشتہار کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔اشتہار یہ ہے

''اہل تصوف اور روحانیت میں دلچسپی رکھنے والے خواتین وحضرات کے لیے دعوت عام سالانہ روحانی اجتماع بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار۔ بمقام ذکر اللہ ہاؤس (قادرآباد) ظفروال شکرگڑھ روڈ ضلع نارووال 0542-538081اس اشتہار میں مندرجہ ذیل شعر درج ہے جو قابل غور ہے۔

آئی ہے مجھے غیب سے آواز مسلسل
ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

آپ ان اہل تصوف، روحانی اجتماع والوں اور سلسلہ عالیہ توحیدیہ والوں کے عقیدے کا اندازہ اسی ایک شعر سے لگاسکتے ہیں کہ وہ پرواز مسلسل کے ذریعے سے عرش سے بھی اوپر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ انتہائی پرلے درجے کی گمراہی ہے۔کوئی بڑے سے بڑا صحابی اپنی زندگی میں پہلے آسمان پر تو گیا نہیں پھر یہ لوگ کدھر جارہے ہیں؟ سوچنے کی بات ہے۔

کنزالایمان، شفاعت، تصرف کے حوالے:

کنزالایمان میں ہے (۲/۲۵۵ ف ۵۲۱) اس کے ملک میں اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا اور یہی خدا کی شان ہے (ف ۵۲۳) میں ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی توحید کا بیان ہے۔ (ف ۵۲۴) میں ہے یعنی واجب الوجود اور عالم کا ایجاد کرنے اور تدبیر فرمانے والا اور (ف ۵۲۶) میں ہے اس کی اس کی ملکیت اور نفاذ امر وتصرف کا بیان ہے اور اس میں ردشرک ہے کہ جب سارا جہاں اس کی ملک ہے تو شریک کون ہوسکتا ہے؟ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے ف ۵۲۷ میں ہے اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی

شفاعت نہیں کر سکتا۔

اور (کنزالایمان ۶۴/ف۲) میں ہے اپنے ملک میں متصرف ہے جو چاہتا ہے جیسا چاہتا ہے کرتا ہے نہ کوئی شریک نہ ساجھی سب نعمتیں اسی کی ہیں اور (۶۴/ف ۱۷-۱۸) موت یا مرض یا نقصان مال یا اور کوئی جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے اور (۶۷/ف۲) میں ہے جو چاہے کرے، جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت اور (ف ۳۷) میں ہے اس کے سوا کوئی روزی دینے والا نہیں (ف ۴۱) مومن آنکھیں کھولے راہ حق دیکھتے پہنچانتے چلتا ہے اور (ف ۶۰) میں ہے جو کسی چیز پر قدرت نہ رکھے ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ نیز دیکھئے (کنزالایمان ۵/۷۲ تا ۷۷ فوائد ۱۷۴ تا ۱۹۴) جس میں لکھا گیا کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بھی عبادت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ غذا کھاتے تھے اور نفع ونقصان کے مالک نہ تھے۔

کنزالایمان (۵۵/ف ۲۳) میں لکھا ہے فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں اور زبان حال وقال سے اس کے در کے سوالی ہیں اور ف ۲۴ میں لکھا ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۵۷ پر)

تبصرہ:...... وہ ہر وقت اپنی قدرت کے آثار ظاہر فرماتا ہے کسی کو روزی دیتا ہے کسی کو مارتا ہے، کسی کو زندہ کرتا ہے، کسی کو عزت دیتا ہے، کسی کو ذلت۔ کسی کو غنی کرتا ہے، کسی کو محتاج۔ کسی کے گناہ بخشتا ہے، کسی کی تکلیف رفع کرتا ہے۔ اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ۔ اور بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے، مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے۔ ذلیلوں کو عزت دیتا ہے۔ مالداروں کو محتاج کرتا ہے اور محتاجوں کو مالدار۔

تبصرہ:...... ثابت ہو گیا صرف اللہ داتا ہے اور کوئی نہیں۔ اللہ ہی مشکل کشا ہے اور کوئی نہیں، اللہ ہی حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔

ہم مانتے ہیں......ہم کون ہیں؟

ہم اللہ کی وحدانیت کو مانتے ہیں۔
کافر کے مقابلے میں ہم مسلمان ہیں۔
ہم رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو مانتے ہیں۔
اہل شرک کے مقابل ہم اہل توحید ہیں۔
ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت کو مانتے ہیں۔
اہل بدعت کے مقابل ہم اہل سنت ہیں۔
ہم فقہا کی فقاہت کو مانتے ہیں۔
منکرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابل ہم سپاہ صحابہ ہیں۔
ہم اولیاء کی ولایت کو مانتے ہیں۔

اپنی نجات کی فکر کیجئے۔ رسول پاک ﷺ کی شفاعت کے حقدار بنیں۔ نجات اس کو ملے گی جس کا عقیدہ ٹھیک ہوگا اور شفاعت اس کی ہوگی جس نے رسول پاک ﷺ کی اتباع کی ہوگی، رسول پاک ﷺ کی شان کو تسلیم کیا ہوگا۔ اماموں اور پیشواؤں کو رسول پاک ﷺ کے برابر درجہ مت دیجئے۔ رسول پاک ﷺ کی سنتوں اور حدیثوں کا علم حاصل کیجئے۔ اس شرک سے بچیے جس کو کنزالایمان میں شرک کہا گیا ہے۔ ہم نے یہ ساری باتیں اس کتاب میں لکھ دی ہیں، شرک جلی و خفی سے بچیں۔ تحقیق کریں۔ مکھی پر مکھی مت ماریں۔ ہمارا تو آپ کو یہی مشورہ ہے، آگے آپ کی مرضی۔

غُلُوّ

محبت اور بغض کی وجہ سے بہت سے لوگ افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ.)) [1]

---

[1] شعب الایمان للبیهقی ۱/ ۳٦۸ ح ۴۱۲ وسنده صحیح.

''تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔''

نصرانیوں نے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی محبت میں غلو کرتے ہوئے انہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا۔ ''تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا''

بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے والے بہت سے لوگوں نے انبیاء وصالحین اور شہداء کو عملاً رب ومعبود اور مشکل کشا بنا دیا، اماموں کا درجہ نبیوں سے بلند کیا اور طرح طرح کے غلو اور افراط وتفریط کا شکار ہوئے۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَلْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ.))❶

''اے لوگو! دین میں غلو سے بچو۔ کیونکہ بے شک تم سے اگلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔''

ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اہل حق سے محبت میں افراط وتفریط اور غلو کا شکار ہونے سے مکمل طور پر بچا جائے۔ واللہ ھو الموفق (اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے)۔

شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی بریلوی جلد 2 (یہ کتاب ۹ بریلوی علماء کے تعاون سے لکھی گئی، جن میں پروفیسر منیب الرحمٰن اور دوسرے علماء شامل ہیں) میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوع انسان سے مبعوث ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان کامل اور افضل البشر ہیں (ج ۲ ص ۱۴۵)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۶ پر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات صائب پر ہر قول صحیح اور ہر فعل مبنی بر ہدایت ہوتا تھا (ج ۲ ص ۲۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں بعد کے لوگوں کو کسی اضافے کا حق نہیں (ج ۲ ص ۲۱۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عبادت کا جو طریقہ مقرر کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عمل کا جو اسوۂ اور نمونہ مہیا کیا اس عبادت کو بالکل اسی طریقہ سے ادا کیا جائے اور جو عبادات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح منقول ہیں ان کو کسی سابقہ یا لاحقہ کے اضافے کے بغیر محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ اور نمونہ کے مطابق کرنا ہی

❶ سنن ابن ماجه: ٣٠٢٩ وسنده صحيح واللفظ له، سنن النسائى ٥/ ٢٦٨، ح٣٠٥٩ وسنده صحيح، وصححه ابن خزيمه: ٢٩٦٧ ابن حبان، الموارد ١٠١١، والحاكم: ١/ ٤٦٦ والذهبى.

اصل اور سنت ہے اور آپ ﷺ اور جماعت صحابہ کے کیے ہوئے کام کو بدلنا اور اس میں کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ کر کے اس کام کو کرنا بہر حال ناپسندیدہ اور مکروہ عمل ہے، اس میں کسی ترمیم اور اضافہ کے بغیر اسی طرح کرنا اتباع رسول اور جماعت صحابہ کے ساتھ وابستگی ہے اور اپنی رائے سے ان میں کسی سابقہ یا لاحقہ کا اضافہ کرنا بالکل درست نہیں (ج ۲ ص ۵۴۲) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۷ پر)

جو لوگ آپ ﷺ کی بتائی ہوئی اور مقرر شدہ عبادات پر سابقہ یا لاحقہ کا اضافہ کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یہ اضافہ آپ ﷺ کی محبت میں کرتے ہیں لیکن یہ طریقہ صحیح نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند کیا ہے۔ (ج ۲ ص ۵۶۲-۵۶۳)

رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرنے میں غلو سے احتراز کرنا چاہیے رسول اللہ ﷺ اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں۔ اللہ ہیں نہ اللہ سے بڑھ کر ہیں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں اور یہ آپ ﷺ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ (ج ۱ ص ۴۴۲)

ایمان اور محبت رسول

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا و آخرت میں مومنوں کے زیادہ قریب میں ہوں۔ اگر تم چاہو تو پڑھو ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (بخاری: ۲۳۹۹)

② نبی ﷺ سے محبت جزو ایمان اور اتباع فرض ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسے میں والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ (بخاری: ۱۵، مسلم: ۴۴)

③ نبی ﷺ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر فرض ہے۔

④ عبادت میں توحید ضروری ہے۔ توحید پر ہی سابقہ انبیاء سے عہد لیا گیا۔

⑤ انبیاء سے ”وعدۂ وفا“ کے متعلق پوچھا جائے گا اور جنہوں نے انبیاء کی دعوت سے انکار کیا وہ دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ (اعاذنا اللہ منہ)۔

شرح صحیح مسلم میں ہے خود آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ((صَلُّوْ کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ)) ”جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اس طرح نماز پڑھو۔“ اس وجہ سے نماز اس

طرح پڑھنی چاہئے جس طرح آپ ﷺ نے پڑھی۔ اردو بازار لاہور سے ایک کتاب ملتی ہے جس کا نام ہے ''صحیح نمازِ نبوی'' ہر کلمہ گو کو اگر رسول ﷺ پر ایمان ہے اور محبت ہے تو نماز اس طرح پڑھے جس طرح آپ ﷺ نے پڑھی، ورنہ محبت کے زبانی دعوے باطل ہیں (ج۲ ص ۶۵۰) ایک صحابی مسجد میں داخل ہوئے اس وقت خطیب بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا، انہوں نے کہا اس خبیث کو دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور جب ان لوگوں نے تجارت یا کھیل کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ گئے اور آپ ﷺ کو کھڑا ہوا چھوڑ گئے۔'' (سورۃ الجمعہ)

(دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۶۹ پر)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یاد رکھو! بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین کام نئے طریقے ہیں اور ہر نیا طریقہ گمراہی ہے۔'' (ج۲، ص۶۳۶)

(دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۸ پر)

تبصرہ:...... رسول اللہ ﷺ تمام محدثات (دین میں نئے کاموں) کو بدعت اور گمراہی فرما رہے ہیں لیکن لوگوں نے اپنے طور پر دین میں جو نئے کام ایجاد کیے اور جو نئی بدعات نکالیں ان کو اپنی طرف سے بدعات حسنہ کا نام دیا جو فرمانِ رسول ﷺ کے سراسر خلاف اور باطل ہے۔

تبصرہ:...... خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا جو شخص خلاف سنت کام کرے اسے خبیث کہنا بھی جائز ہے۔ خبیث کا معنی ہے گندہ، ناپاک (ج۲ ص۶۵۰) تمام آلات موسیقی کو رسول اللہ ﷺ نے مطلقاً حرام فرما دیا ہے (ج۲ ص ۶۷۵) صحیح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں ہے (ج۲ ص ۸۷۳) شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی بریلوی میں رسول اللہ ﷺ سے محبت کی 10 علامات لکھی ہیں (1) جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے سنت پر سختی سے عمل کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ (2) آپ ﷺ کو بے عیب سمجھے، ان کے طریقے کو اختیار کرے، ان کے طریقے کا حدیث کی کتابوں سے پتہ کرے (3) آپ ﷺ کا کثرت سے ذکر کرے یعنی آپ ﷺ پر کثرت سے وہ درود شریف پڑھے جو آپ ﷺ نے بتایا (4) آپ ﷺ

کو اللہ کا بندہ، اور رسول اور مخلوق سمجھ کر آپ ﷺ کی شان سے خوش ہو جائے اور بھی آپ ﷺ کی محبت کی علامات لکھی ہیں اور لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے برابر بیان نہ کیا جائے، نہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے بڑھایا جائے مثلاً یوں نہ کہا جائے کہ اللہ کا ذکر مٹ جائے گا مصطفیٰ کا ذکر جاری رہے گا یہ شعر بھی غلط ہے، اللہ جس کو پکڑے چھڑائے محمد، محمد کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکتا۔ مندرجہ بالا تمام باتیں شرح صحیح مسلم (ج ا ص ۴۳۳ تا ص ۴۵۲) میں لکھی گئی ہیں اور لکھا ہے اللہ سے محبت کی علامات قرآن سے محبت کرنا ہے اور قرآن سے محبت کی علامت نبی ﷺ سے محبت کرنا ہے اور نبی ﷺ سے محبت کی علامت آپ ﷺ کی سنت سے محبت کرنا ہے۔

یہود و نصاریٰ کو کیوں مشرک اور کافر کہا گیا؟

یہود و نصاریٰ کا قرآن و حدیث اور حنفی فقہ کی روشنی میں جائزہ لینے کے لیے سورۂ بقرہ آیات (۴۰ تا ۱۴۷، ۲۴۶۔ ۲۱۱۔ سورۃ آل عمران آیات ۱ تا ۱۲۰۔ سورۃ النساء آیات ۴۴ تا ۵۷ تا ۱۹۹۔ سورۃ المائدہ آیات ۱۲ تا ۲۶، ۴۱ تا ۱۲۰۔ سورۃ اعراف آیات ۱۶۰ تا ۱۷۹۔ سورۃ توبہ ۳، ۷، ۹، ۲۹ تا ۳۵۔ سورۃ بنی اسرائیل آیات ۵۶، ۵۷، ۸۹، ۱۱۱۔ سورۃ مریم آیات ۳۰ تا ۶۰، ۸۸ تا ۹۵۔ سورۃ یونس آیات ۶۸ تا ۷۰۔ سورۃ جن آیات ۱۳ تا ۲۱۔ سورۃ جمعہ آیات ۵ تا ۸)

تبصرہ:...... یہاں یہود و نصاریٰ کو کیوں مشرک اور کافر کہا گیا؟ اور ان کے دیگر جرائم سے آگاہی کے لیے مندرجہ بالا جگہوں پر کنز الایمان کا خود مطالعہ کیجئے اور ان باتوں سے قطعی پرہیز کیجئے۔

اس سلسلے میں سورہ (1 تا 5) کا بار بار ترجمہ اور تفسیر پڑھیں ان سورتوں میں یہود اور نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ نے جو فرد جرم عائد کی ہے، اس کی فہرست تیار کریں اور ان جرائم سے بچیں ورنہ خطرہ ہی خطرہ ہے۔

◆ ۱ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بندگی کیوں کی جاتی ہے حالانکہ وہ کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ (دیکھئے ۵/۷۶)

- ② سیّدنا عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام کو پکارنے والے کافر ہیں۔ ۱۷/۵۶-۵۷ ف ۱۱۸-۱۲۰
- ③ عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام اور فرشتوں کو اولیاء یعنی کام بنانے والے، بچانے والے، آقا کہنے والے، کارساز سمجھنے والے، مددگار سمجھنے والے کافر و مشرک ہیں یعنی اللہ کے بندوں کو ایسا سمجھنے والے کافر و مشرک ہیں۔ دیکھئے کنز الایمان (۱۸/۱۰۲ ف ۲۱۳-۲۱۴+ ۲۹/۴۱+ ۴۲/۶-۹+ ۶/۱۴ تا ۱۷ ف ۳۷ تا ۴۳)



باب 6

توحید فی الذات اور شرک فی الذات

توحید فی الذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں اکیلا، بے مثل اور لاشریک لہ مانا جائے، اس کی نہ بیوی ہے نہ اولاد، نہ ماں ہے نہ باپ، نہ کسی کی ذات کا جزو، نہ کوئی اس کی ذات کا کوئی جزو ہے۔ شرک فی الذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی اور کو شریک سمجھنا یعنی فلاں اس کی اولاد ہے یا فلاں اس کی ذات کا جزو ہے۔

اہل کتاب کے شرک فی الذات کی قرآن میں تردید آئی ہے اور ان کو اس عقیدہ کی وجہ سے کافر اور مشرک قرار دیا گیا ہے:

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝﴾ (التوبة: ۹/ ۳۰، ۳۱)

''یہودی کہتے ہیں عزیر (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں مسیح (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے، یہ سب ان کے منہ کی باتیں ہیں، لگے اگلے کافروں کی سی باتیں بنانے، اللہ ان کو غارت کرے کہاں بہک گئے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو اور مسیح مریم کے بیٹے کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے حالانکہ ان کو یہی حکم ملا تھا کہ اکیلے اللہ کی پرستش کریں اور اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔''

اللہ کی اولاد اور جزو بنانا:

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس باطل عقیدہ کی تردید فرمائی۔ (الانعام: ۶/۱۰۱) بعض مشرک مخلوق میں مثلاً فرشتوں، جنوں اور انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو مدغم سمجھتے تھے (اسے عقیدۂ وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے) بعض مشرک کائنات کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو مدغم کہتے تھے (اسے عقیدۂ وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے ان تمام باطل عقائد کی تردید فرمائی:

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴾

(الزخرف: ۴۳/ ۱۵)

''اور اس کے لیے اس کے بندوں کو ٹکڑا (جزء) ٹھہرایا (ف۱۶) بے شک آدمی (ف۱۷) کھلا ناشکرا ہے۔ (ف۱۸)''

(ف۱۶) اولاد، صاحب اولاد کا جزو ہوتی ہے، ظالموں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جزو قرار دیا، کیسا عظیم جرم ہے۔ (ف۱۷) جو ایسی باتوں کا قائل ہے (ف۱۸) اس کا کفر ظاہر ہے۔

(کنزالایمان)

ان ساری آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاندان نہیں، نہ اس کی بیوی ہے نہ اولاد، نہ ماں ہے نہ باپ، نہ اللہ تعالیٰ کی ذات کائنات کسی جاندار یا غیر جاندار چیز میں مدغم ہے، نہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کا جزو ہے، نہ اللہ تعالیٰ کے نور سے کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے، نہ کوئی مخلوق اس کے نور کا جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک فی الذات سے پاک ہے۔ (البقرۃ: ۲/۱۱۶۔۱۱۷)

پیغمبروں کو انسانی جامہ میں اللہ سمجھنا کفر وشرک ہے، آج کچھ کلمہ گو بالکل عیسائیوں کی طرح عقیدہ رکھتے اور کہتے ہیں۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ﷺ ہو کر

بلکہ اپنے اوپر مزید ظلم کرتے ہیں کیونکہ عیسائیوں نے تو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہا (المائدۃ: ۵/۷۲

تا ۷۷) لیکن انہوں نے چند قدم آگے بڑھ کر رسول ﷺ کے علاوہ عام بزرگوں کو بھی اللہ کہا۔

چاچڑ وانگ مدینہ جاتم تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
رنگ بنا بے رنگی آیا کیتم روپ تجلی
ظاہر دے وچ مرشد ہادی، باطن دے وچ اللہ
نازک مکھڑا پیر فریدا سانوں ڈسدا ہے وجہ اللہ

(حج فقیر بر آستانہ پیر: ص ۴۵)

اور یہ جو کچھ کلمہ گو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور ہیں۔ یہ قرآن مجید کی ان آیات کا انکار کر رہے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا بندہ، بشر اور ان کے خاندان اور ان کی اولاد کا تذکرہ ہے (جس کا تفصیلی ذکر نور و بشر کی بحث میں آئے گا) اور اس کے علاوہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کا بھی کھلم کھلا انکار کر رہے ہیں، جن میں ہے کہ اللہ جیسا کوئی نہیں ہے نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ اختیارات میں اور نہ ہی حقوق میں۔

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ: ۴۲/ ۱۱)

”اللہ جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔“

انھوں نے اللہ کے بندوں کو اللہ کا جزو بنا دیا، بے شک ایسے انسان کافر ہو گئے:

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾﴾

(الزخرف: ۴۳/ ۱۵)

”ان لوگوں نے اللہ کے بندوں کو اللہ کا جزو (ٹکڑا) بنا دیا، بے شک انسان کھلم کھلا کافر ہو گیا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کا وفد نجران کے ۶۰ عیسائیوں سے مناظرہ ہوا۔ انھوں نے کہا: ”اگر عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں ہیں تو بتائیے ان کا باپ کون ہے؟“ اور سب کے سب بولنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے ضرور مشابہ ہوتا ہے؟“ انھوں نے اقرار کیا۔ پھر فرمایا: ”تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حی لا یموت ہے، اس کے لیے موت محال ہے اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آنے والی ہے۔“ انھوں نے اس کا بھی اقرار کیا۔ پھر فرمایا: ”کیا تم نہیں

جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز اور ان کا حافظ حقیقی اور روزی دینے والا ہے؟ کہنے لگے: ''ہاں!'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے ہی ہیں؟'' کہنے لگے: ''نہیں۔'' فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پر آسمان وزمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں؟'' انھوں نے اقرار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو عیسیٰ علیہ السلام بغیر تعلیم الٰہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''نہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ علیہ السلام حمل میں رہے، پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیے گئے، کھاتے پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے؟'' انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ کیسے اللہ ہو سکتے ہیں، جیسا کہ تمہارا گمان ہے؟'' اس پر وہ سب ساکت رہ گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ اس پر سورۃ آل عمران کی اول سے کچھ اوپر ۸۰ آیات نازل ہوئیں۔ (کنز الایمان، آل عمران: ۳/۲، فائدہ ۲)

صفات الٰہیہ میں حی بمعنی دائم باقی ہے، یعنی ایسی ہمیشگی رکھنے والا جس کی موت ممکن نہ ہو۔ قیوم وہ ہے جو قائم بالذات ہو اور خلق اپنی دنیوی اور اخروی زندگی میں جو حاجتیں رکھتی ہے اس کی تدبیر فرمائے:

﴿ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ ﴾

(الزخرف: ۴۳/ ۱۵)

اس آیت کا احمد رضا صاحب ترجمہ کرتے ہیں:

''اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا۔ (ف۱۶) بے شک (ف۱۷) آدمی کھلا ناشکرا ہے۔ (ف۱۸)''

تفسیر میں لکھا ہے (ف۱۶) ظالموں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جزو قرار دیا، کیسا عظیم جرم ہے۔ (ف۱۷) جو ایسی باتوں کا قائل ہے (ف۱۸) اس کا کفر ظاہر ہے۔

اوپر احمد رضا خان صاحب کا ترجمہ اور نعیم مراد آبادی کی تفسیر میں آپ نے ملاحظہ فرمایا، جن باتوں کی احمد رضا خاں صاحب کے مطابق قرآن تردید کر رہا ہے کیا کچھ کلمہ گو حضرات رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہی عقائد نہیں رکھتے؟

قرآن مجید میں بہت سی جگہ شرک فی الذات کی تردید آئی ہے۔ (البقرۃ: ۲/۱۱۶، ۱۱۷۔ التوبہ: ۳۰، ۳۱۔ بنی اسرائیل: ۱۱۱) اوران مقامات پر شرک فی الذات کو شرک اور کفر قرار دیا گیا ہے اور فرمایا کہ جن کو یہ اللہ کی ذات کا حصہ قرار دیتے ہیں وہ کھانا کھاتے تھے اور دوسرے بشری تقاضے ان میں موجود تھے۔ (المائدۃ: ۵/۷۲تا۷۷۔ مریم: ۱۹/۱۶تا۳۶)

اگر نبی ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوتے تو آپ ﷺ کو نیند، موت اور دوسری چیزیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے منافی ہیں، کیونکر پیش آتیں؟ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرح کھانے پینے اور شادی بیاہ سے پاک ہونا چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اللہ کے نور سے پیدا نہیں ہوئے، ورنہ آپ ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی صفات موجود ہوتیں۔

بریلوی حضرات کی دورخی: (مسئلہ نور و بشر)

سورۃ بقرہ کی آیت (۹) کے ف۱۳ کے تحت نعیم مرادآبادی دوسرا مسئلہ لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے، اس لیے قرآن پاک میں جا بجا انبیائے کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔''

اور سورہ بقرہ کی ایک آیت (۳۰) کے (ف۵۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں۔ بات یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء بھی ہوں گے، اولیاء بھی، علماء بھی اور وہ علمی و عملی دونوں فضیلتوں کے جامع ہوں گے۔'' (یعنی یہاں سب انبیاء کو خود مرادآبادی صاحب نے انسان کہا)۔

آل عمران کی آیت (۲) کے فائدہ (۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حمل میں رہے، پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیے گئے، کھاتے پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے؟ انہوں نے اس کا اقرار کیا۔'' (یعنی یہاں عیسیٰ علیہ السلام کو مرادآبادی صاحب نے خود بشر کہا)۔

آل عمران کی آیات (۳۲ تا ۳۵) کے تحت فائدہ (۲۷) میں لکھتے ہیں کہ سیّدنا آدم، نوح، ابراہیم اور عمران علیہم السلام ایک دوسرے کی نسل سے تھے۔

آل عمران (۷۹) میں اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء کو بشر فرمایا۔ الشوریٰ (۴۲: ۵۱، ۵۲) میں اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء کو بشر فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی بشر فرمایا۔

بنی اسرائیل (۹۳ تا ۹۵) میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بشر فرمایا اور آپ ﷺ سے اعلان کروایا کہ کہہ دیجئے میں بشر ہوں۔ احمد رضا نے ترجمہ کیا ''تم فرماؤ! اگر زمین میں فرشتے ہوتے، چین سے چلتے تو ہم ان پر رسول بھی فرشتہ اتارتے۔'' مراد آبادی صاحب یہاں (فائدہ ۱۹۹) کے تحت لکھتے ہیں ''کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا نہایت ہی بے جا ہے۔'' یعنی یہاں مراد آبادی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کو آدمی کہا۔

بنی اسرائیل کی آیت (۸۷) کے تحت (فائدہ ۱۹۰) میں لکھتے ہیں: ''اس نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور اس کو باقی و محفوظ رکھا اور آپ ﷺ کو بنی آدم کا سردار اور خاتم النّبیین کہا اور مقام محمود عطا فرمایا۔'' یعنی اس جگہ مراد آبادی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کو خود بنی آدم کا سردار کہا۔ بنی اسرائیل کی (آیت ۷۰) کے تحت (فائدہ ۱۵۸) میں لکھتے ہیں ''خواص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔'' یعنی یہاں مراد آبادی صاحب نے خود انبیائے کرام کو بشر لکھا۔ (مزید حوالہ جات کے لیے النساء: ا کے تحت فائدہ ۲، ۳ دیکھئے۔ الاعراف: ۳۵، ۱۴۳ کے تحت فائدہ ۵۳، ۲۶۴ دیکھئے۔ التوبہ ۱۲۸ کے تحت فائدہ ۳۰۷ دیکھئے۔ النحل: ۴۳ کے تحت فائدہ ۸۹، ۹۰ دیکھئے۔ الانبیاء: ۳۴ کے تحت فائدہ ۶۶، ۶۷ دیکھئے۔ حم السجدہ: ۶ کے تحت فائدہ ۱۲ دیکھئے۔ الزخرف: ۱۵۔ ابراہیم: ۱۰، ۱۱۔ اور الرحمٰن: ۳ دیکھئے)

مندرجہ بالا تمام مقامات پر احمد رضا خان صاحب کا ترجمہ اور مراد آبادی صاحب کی تفسیر دیکھنے کے بعد یہ بات بالکل عیاں ہے کہ انہوں نے قرآن میں جگہ جگہ انبیائے کرام علیہم السلام اور خود ہمارے پیارے رسول ﷺ کو انسان، بشر اور آدمی لکھا۔ اس باب کے شروع میں مراد آبادی صاحب نے انبیائے کرام کو بشر کہنے والوں پر کفر کا جو فتویٰ لگایا تھا وہ کس کس پر لگا؟ توبہ کی

ضرورت ہے، سوچنے کی ضرورت ہے۔

احمد رضا خان کے قرآنی ترجمہ وتفسیر مرادآبادی کے مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ کو النحل (۴۳، ف۸۹، ۹۰) میں بشر، انسان، مرد کہا اور النساء (۱، ف۳) میں لکھا کہ آدم علیہ السلام ابوالبشر ہیں جن کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا گیا اور سب انسان جن میں سید عالم ﷺ اور سیدنا یعقوب علیہ السلام شامل ہیں، سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ الاعراف ۳۵، ف۵۳ میں لکھا کہ تمام مرسلین آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور خاص سید عالم خاتم الانبیاء ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اور انبیاء (۳۴، ف۶۶) میں آپ ﷺ کو آدمی لکھا اور آپ ﷺ کی وفات کا ذکر کیا اور الحج ((۷۵، ف۱۹۳) میں آپ ﷺ، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بشر اور انسان لکھا، اور حم السجدۃ (۶، ف۱۲) میں آپ ﷺ کو بشر تسلیم کیا اور یونس (۲، ف۲-۳) میں آپ ﷺ کو بشر لکھا، اور ھود (۱، ف۱) میں آپ ﷺ کے بڑھاپے کا ذکر کیا، اور النور (۴۵، ف۱۰۴، ۱۰۶) میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اجناس حیوان کو پانی کی جنس سے پیدا کیا اور پانی ان سب کی اصل ہے اور آدمی اور پرند دو پاؤں پر چلتے ہیں، اور المومنون (۱۲ تا ۱۶، ف۹ تا ۱۴) میں لکھا کہ انسان یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا اور پھر پانی کی بوند سے انسان کی نسل چلی اور اسے ماں کے پیٹ میں مختلف مراحل سے گزارا گیا، پھر اس کی پیدائش ہوئی اور عمر پوری ہونے کے بعد اسے موت آئی پھر قیامت کے دن اسے اٹھایا جائے گا (یہ بات ہر انسان پر صادق آتی ہے جس میں انبیائے کرام علیہم السلام بھی شامل ہیں)۔

اور النجم (۶، ف۸) میں اور الرحمٰن (۳، ف۳) میں اور العلق (۲ تا ۵، ف۶) میں ہر جگہ آپ ﷺ کو انسان لکھا۔ (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۹ پر)

اور سبا (۴۶، ف۱۲۴) میں لکھا کہ آپ ﷺ قریش میں سے اور نوع انسان میں سے ایک شخص ہیں اور لکھا کہ آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ دیکھیے ان کی تفسیر لبقرۃ (آیات ۱، ۹۰، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۵۰ اور فوائد ۱، ۱۵۴، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۴۲، ۲۷۳) اور پ ﷺ کا سایہ لکھا۔ (النور: ۱۱، ف۱۵) اور آپ ﷺ کی خواب گاہ کا لکھا (الانفال: ۳۰، ـ۵۱) اور آپ ﷺ کی قضائے حاجت کا ذکر کیا (النساء: ۱۰۲، ف۲۸۳) اور آپ ﷺ کے

نکاح نو بیویوں، بیٹیوں اور بیٹوں، آپ ﷺ کے والد، والدہ، دادا اور چچوں اور آپ ﷺ کی عمر وفات اور کھانا کھانے اور لباس اور آپ ﷺ کے رشتہ داروں اور آپ ﷺ کی ولادت اور بیری کے سائے میں آرام فرمانے کا ذکر کیا اور آپ ﷺ کو اللہ کے بندے اور مخلوق کہا۔ دیکھیے احمد رضا خان صاحب کا قرآنی ترجمہ مع تفسیر (الرعد: ۳۸، ف۱۰۵۔ الاحزاب: ۲۸، ف۳۷۔۴۰، ف۱۰۳۔۳۳، ف۸۵۔ الاحقاف: ۱۵، ف۳۹۔ الضحیٰ: ۶، ف۷۔ الطارق: ۱، ف۲۔ الاحقاف: ۲۰، ف۵۶۔ الممتحنۃ: ۷، ف۲۰۔ الفیل: ۵، ف۵۔ بنی اسرئیل: ۱، ف۵۔ الشعراء: ۲۲۷، ف۱۹۵۔ حم السجدۃ: ۶، ف۱۱) اور لکھا کہ اللہ کا بندہ اور مخلوق معبود نہیں ہو سکتا جیسے عیسیٰ علیہ السلام (مریم: ۳۸ف۵۹) اور لکھا الٰہ یعنی معبود صرف ایک ہے۔ (حم السجدۃ: ۶، ف۱۱)۔ اور لکھا کہ رسول اللہ ﷺ مخلوق ہیں۔ (280/16 ف79-80 ف150+17 ف6)

یاد رہے کہ قرآن اور حدیث کی رو سے انبیائے کرام علیہم السلام سب مخلوق سے افضل ہیں لیکن وہ انسان، بشر اور مرد تھے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا کا ذکر بے جا نہ ہوگا جو آپ ﷺ صبح کی نماز کے وقت مانگتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَتَحْتِيْ نُوْرًا وَ اَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا وَفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَ عَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَ اجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا.)) [1]

''اے اللہ! میرے دل میں نور بنا دے اور میری آنکھوں میں نور بنا دے اور میرے کانوں میں نور بنا دے اور میرے دائیں اور بائیں نور بنا دے اور میرے سامنے اور پیچھے نور بنا دے اور مجھے نور عطا فرما اور میری زبان میں نور بنا دے اور میرے پٹھوں اور میرے گوشت میں اور میرے خون میں اور میرے چمڑے میں نور بنا دے اور بڑا

---

[1] بخاری شریف، کتاب الدعوات، باب الدعاء، اذا انتبه من الليل: ۲۳۱۶۔ مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الانبياء ودعاء ه بالليل: ۸۶۳.

کر میرے لیے نور، یا الٰہی دے مجھ کو نور۔‘‘

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو نور من نور اللہ مانتے ہیں، ان کا مندرجہ بالا دعا کے بارے میں کیا تبصرہ ہو گا جو دعا آپ ﷺ ہر صبح کی نماز کے وقت مانگتے تھے۔ اگر آپ نور من نور اللہ تھے تو یہ دعا مانگنے کی ضرورت نہ تھی۔

باقی انبیائے کرام علیہم السلام کے بشر ہونے کے رضا خانی ثبوت:

البقرۃ (۱۷۷، ف ۳۱۲) میں لکھا کہ انبیاء مرد ہوتے ہیں۔ النساء (۱، ف ۳) میں لکھا کہ تمام انبیاء بشر اور انسان تھے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۹۰ پر)

یوسف (۱۰۹، ف ۲۳۵، ۲۳۶) میں لکھا کہ تمام انبیاء مرد تھے۔ الحج (۷۵، ف ۱۹۳) میں لکھا انبیاء بشر اور انسان ہیں۔ المومنون (۲۴، ف ۳۳) میں لکھا کہ بشر کا رسول ہونا نہ تسلیم کرنا کمال حماقت ہے۔ التغابن (۶، ف ۱۱) میں لکھا انھوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی و نافہمی ہے۔ مزید حوالہ ضرور ملاحظہ فرمائیں (بنی اسرائیل: ۹۴، ف ۱۹۷)۔

جنہوں نے بشر کو رسول تسلیم نہ کیا ان کی یہ کمال بے عقلی و نافہمی ہے لیکن جو آج انبیائے کرام علیہم السلام کو بشر تسلیم نہیں کرتے، کیا یہ ان کی کمال بے عقلی و نافہمی نہیں؟ کیونکہ وہ بھی وحیٔ کے منکر ہوئے اور یہ بھی، کیونکہ قرآن تو بار بار انبیائے کرام علیہم السلام کو بشر کہتا ہے۔

قرآن میں ہر نبی کو اس قوم کا بھائی کہا گیا ہے۔ (الاعراف: ۶/۶۵، ۷۳، ۸۵۔ ھود: ۱۱/۵۰، ۶۱، ۸۴) جس کا مطلب اس قوم اور قبیلے کا فرد ہے، جس کو بعض جگہ ﴿رَسُوۡلٌ مِّنۡهُمۡ﴾ یا ﴿مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ﴾ یا ﴿مِنۡكُمۡ﴾ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ (البقرۃ: ۲/۱۲۹، ۱۵۱۔ آل عمران: ۳/۱۶۴۔ الاعراف: ۷/۳۵۔ الزمر: ۳۹/۷۱) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فلاں نبی کی قوم۔

اور مطلب ان سب کا یہ ہے کہ رسول اور نبی انسانوں میں سے ہی ایک انسان ہوتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے چن لیتا ہے اور وحی کے ذریعے سے ان پر اپنی کتاب اور احکام نازل فرماتا ہے اس طرح وہ رسول اور نبی تمام عام انسانوں سے افضل ہو جاتا ہے۔

اس باب میں عرض یہ ہے کہ سب سے پہلے نعیم مراد آبادی تفسیر میں کہا گیا کہ قرآن پاک

میں جابجا انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔ (البقرۃ: ف۱۳ مسئلہ) اس کے بعد دورخی اختیار کرتے ہوئے انبیائے کرام علیہم السلام کو جابجا اپنی تفسیر میں بشر، انسان اور مرد لکھا، جس کا ہم بہت تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں، اور پھر سے دورخی اختیار کرتے ہوئے لکھا کہ رسولوں کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے کمالات کے معترف نہ ہوئے، یہی ان کے کفر کی اصل تھی یعنی مراد آبادی صاحب نے یہاں اصل بات لکھ دی۔ (بنی اسرائیل: ۹۴/۱۷، ف۱۹۷)

توحید فی الذات یہ ہے کہ اس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا: ''کہہ دیجیے میں تمہاری طرح بشر ہوں۔'' (الکہف: ۱۱۰/۱۸) یعنی میں تمہاری طرح بشری تقاضے پیدائش، موت، کھانا، پینا، نیند، بولنا، تھکنا، شادی، اولاد وغیرہ رکھتا ہوں، یہ آپ ﷺ کی ذات ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات ثابت شدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں، یہ آپ کا مقام ہے۔ یاد رہے کہ قیامت کے دن یہود و نصاریٰ شرک فی الذات کی وجہ سے بغیر حساب و کتاب دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔''[1] اور امت محمدیہ کے ایسے لوگوں کا انجام خود سوچ لیں کیا ہو گا؟

شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی بریلوی میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ انسان کامل اور افضل البشر ہیں۔ (ج2 ص145) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۸٦ پر)

عین الھدایہ میں ہے کہ آپ ﷺ خیر البشر ہیں۔ عین الھدایہ مقدمہ ص 17 (کنزالایمان 2/ف291)



[1] مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رؤیۃ المؤمنین......الخ: ۱۸۳.

باب 7

توحید فی الصفات اور شرک فی الصفات

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں واحد اور بے مثل ہے، ان میں اس کا کوئی ہمسر نہیں، اس عقیدہ کو توحید فی الصفات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی اور کو شریک کرنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں، ان میں سے اللہ اس کا ذاتی نام ہے، ننانوے صفاتی نام تو ترمذی کی ایک روایت میں مذکور ہیں، یہ سب صفاتی نام ہیں۔

آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی جو صفات بیان ہوئی ہیں وہ کسی مخلوق میں نہیں ہیں:

''اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے، سب کا سنبھالنے والا ہے، نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یعنی اس کا کوئی شریک نہیں)۔ اس کے حکم کے بغیر اس کے سامنے کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ وہ گزرے ہوئے حالات اور آنے والے حالات سب جانتا ہے۔ اللہ کی کرسی کے اندر آسمان اور زمین سب آ گئے ہیں۔ وہ ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔ وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔'' (۲/۲۵۵)

سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات بیان ہوئی ہیں جو کسی مخلوق میں نہیں:

''اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ چھپی اور کھلی باتیں جانتا ہے، وہ رحمان ہے، رحیم ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، وہ پاک ہے، وہ سلامت ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے غالب ہے، زبردست ہے، تکبر والا ہے، شرک سے پاک ہے، ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، مخلوق کے نقشے کھینچنے والا ہے، اس کے پیارے پیارے نام ہیں، آسمان اور زمین والے اس کی تسبیح کرتے ہیں، وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔'' (الحشر: ۲۲ تا ۲۴)

سورۃ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان ہوئی ہیں، یہ صفات کسی مخلوق میں نہیں۔ یاد رہے

کہ سورہ اخلاص صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق تہائی قرآن کے برابر ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝﴾ (اخلاص)

''کہہ دیجئے، وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں (نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ اختیارات میں، نہ حقوق میں) اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا، زمین اور آسمان بنائے، زمین سے میوے نکالے (یہ صفات کسی مخلوق میں نہیں)۔ (البقرۃ:۲۲)

بطور مالک اللہ کے برابر کسی سے محبت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ تمام طاقت اللہ کے پاس ہے۔ (البقرۃ: ۱۶۵ تا ۱۶۷) جو اللہ کے برابر کسی اور کو جانے وہ کافر ہے۔ (الانعام: ۱ تا ۳۔ سبا: ۳۳۔ حم السجدۃ: ۹) جو اپنے مالک کے برابر دوسروں کو جانے اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیے (الانعام: ۱۵۰) جو اللہ کے برابر دوسروں کو جانے وہ دوزخی ہے۔ (ابراہیم: ۳۰۔ الزمر: ۸) جو سارے جہاں کے مالک کے برابر دوسروں کو سمجھے وہ صاف گمراہ ہے۔ (الشعراء: ۹۷ تا ۹۹) اللہ کے جوڑ کا کوئی نہیں، وہ ہر چیز کا رب (داتا) ہے۔ (مریم: ۶۵) اللہ تعالیٰ ﴿كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ کا مالک ہے اور کوئی نہیں۔

﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۱۷)

''(اللہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو صرف یہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، پس ہو جاتا ہے۔''

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے آل عمران: ۴۰، ۴۷، ۵۹۔ الانعام: ۷۳۔ النحل: ۴۰)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور کوئی نہیں) اللہ تعالیٰ عرش پر ہے پھر بھی ناظر ہے، یعنی دیکھ رہا، سن رہا ہے (یہ صفت اور کسی میں نہیں)۔

﴿وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ﴾ (البقرة: ٢/ ٩٦)

''اور اللہ دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں''

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے النساء: ۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۵۸، ۷۰، ۱۰۸)

جب تین آدمی ہوں تو اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے، جب پانچ آدمی ہوں تو اللہ ان کا چھٹا ہوتا ہے (وہ ناظر ہے):

ترجمہ: ''جس دن اللہ ان سب کو زندہ اٹھائے گا پھر جیسے کام وہ کرتے رہے ان کو جتلا دے گا، اللہ کو تو وہ سب یاد ہیں اور وہ اپنے کیے ہوئے کام بھول گئے ہیں اور ہر چیز اللہ کے سامنے حاضر ہے۔ کیا تجھ کو یہ چیز معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے۔ جب تین آدمی کچھ کانا پھوسی کرتے ہیں تو اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور جب پانچ آدمی صلاح مشورہ کرتے ہیں تو اللہ ان کا چھٹا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سے کم آدمی ہوں یا زیادہ اللہ ضرور ان کے ساتھ ہے وہ کہیں بھی ہوں۔ پھر جو کام انہوں نے کیے قیامت کے دن انہیں جتلا دے گا، بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔'' (مجادلہ ٦۔٧)

ہر جگہ ناظر ہونا اور یہ صفت کسی اور میں رکھنا اللہ کی صفت میں برابری ہے، اس کی وضاحت ہم نے پیچھے بیان کر دی ہے اور یہ شرک ہے، کیونکہ اللہ کے برابر کوئی نہیں اور اللہ جیسا کوئی نہیں: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ: ۱۱) اور فرمایا: ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ (مریم: ۱۹/ ٦٥) ''کیا تو جانتا ہے اس کا کوئی ہم نام؟'' اللہ کی سب صفات جو اس باب میں مذکور ہیں، یہ اللہ کے لیے خاص ہیں، ان صفات میں سے کسی ایک کو بھی اللہ کی طرح کسی اور میں تسلیم کرنا شرک فی الصفات ہوگا۔ اور ان صفات میں دلائل توحید والی صفات بھی آتی ہیں جو قرآن میں جگہ جگہ مذکور ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان میں پیدا کردہ چیزوں اور انسانوں پر کیے گئے انعامات کا ذکر ہے۔ (ابراہیم: ۳۲ یا ۳۴۔ بنی اسرائیل: ۱۲، ۷۰)۔ "سبحان الله و بحمده" (جو فرشتوں اور مومنوں کی تسبیح ہے) (بخاری: ۸۱۷۔ مسلم: ۴۸۴) کا بھی یہی مطلب ہے کہ اللہ اپنی صفات میں شرک سے پاک ہے۔ ''سبحان اللہ!'' جہاں بھی قرآن یا حدیث میں آیا

ہے اس کے صرف دو معنی ہیں، اول اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے، ثانی اللہ تعالیٰ مخلوق کے نقائص سے پاک ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو مخلوق کی کسی صفت کے مشابہ کہا تو وہ کافر ہے۔
(فقہ اکبر۔ مقدمہ ہدایہ ۱/۴)

توحید فی الصفات کے بارے میں شرکیہ امور:

امور کائنات اور نظم کائنات کی تدبیر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال کو شریک سمجھنا شرک ہے۔ (یونس:۳۔ الرعد:۲) زمین و آسمان کے تمام خزانوں میں تصرف کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اس میں کسی نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال کو شریک سمجھنا شرک ہے۔ (المنافقون:۷۔ الانعام:۵۰)

قیامت کے روز کسی کو سفارش کرنے کی اجازت دینے یا نہ دینے، سفارش قبول کرنے یا نہ کرنے، کسی کو ثواب یا عذاب دینے، کسی کو پکڑنے یا چھوڑنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہوگا، اللہ تعالیٰ کے اس اختیار میں کسی کو بھی شریک سمجھنا شرک ہے۔ (الزمر:۴۳، ۴۴) غیب کا علم رکھنے والا اور ہر جگہ ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کسی اور کو عالم الغیب یا حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے۔ (النمل:۶۵) اللہ ہی دلوں کے چھپے بھید جانتا ہے۔ (الملک:۱۳، ۱۴) دلوں کو پھیرنے والا، ہدایت دینے والا، نیکی کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (الانفال:۲۴۔ القصص:۵۶) رزق کی تنگی یا فراخی، صحت اور بیماری، نفع اور نقصان، زندگی اور موت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، کسی بھی اور کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۚ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۳۱)

''اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انھیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔''

﴿قُلْ اِنَّ رَبِّیْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (سبا: ۳۴/ ۳۶)

''کہہ دو میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے کم کردیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے'' (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے القصص: ۷۸ تا ۸۲۔ الشوریٰ: ۴۹، ۵۰۔ الاعراف: ۱۸۹ تا ۱۹۱۔ آل عمران: ۲۶، ۲۷۔ الملک: ۱۳، ۱۴۔ آل عمران: ۱۱۹، ۱۵۴)

''اولاد دینے یا نہ دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، کسی بھی اور کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے۔'' (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے کنزالایمان ۷/۱۸۹ تا ۱۹۱ ف ۳۷۳)

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝﴾ (الشوری: ۴۲/ ۴۹، ۵۰)

''آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے، یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کردیتا ہے۔ بے شک وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔''

دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ تعالیٰ کے ہی ہاتھ میں ہیں، کسی بھی اور کو اس میں شریک سمجھنا شرک ہے۔ دلوں میں چھپے راز اور بھید صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، کسی بھی اور کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ (الملک: ۱۳، ۱۴۔ آل عمران: ۱۱۹، ۱۵۴)

اور کنزالایمان میں بھی یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہ مثل نہ نظیر، الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں، وہ یکتا ہے، اپنی صفات میں یگانہ ہے، کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ (دیکھئے البقرہ: ۱۶۳، ۱۷۷، ۲۵۵، فوائد ۲۹۱، ۲۹۲، ۳۱۲، ۵۳۱۔ الانعام: ۱۰۰، ۱۰۱، فوائد ۲۱۱ تا ۲۱۴۔ الحشر: ۲۲ تا ۲۴، فوائد ۶۷ تا ۷۵)۔

کنزالایمان کے حوالوں کے لیے دیکھئے یہ کتاب باب کنزالایمان سے خصوصی اقتباسات نمبر شمار ۱۵۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۲۷۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۴۔ ۳۷۔ ۴۱ تا ۴۷ تا ۵۶، ۶۲۔ ۶۴۔ ۶۷۔ ۶۸۔ تا ۷۲

ابراہیم علیہ السلام کا اعلان توحید ۲۶/ ۲۷ تا ۱۰۱ فوائد کنزالایمان ۷۹ تا ۹۲ ف ۷۹ میرا رب ہے میرا کارساز ہے میں اس کی عبادت کرتا ہوں وہ مستحق عبادت ہے اس کے اوصاف یہ ہیں ف ۸۰

نیست سے ہست فرمایا اور اپنی طاعت کے لیے بنایا ف۸۲ اور میرا روزی دینے والا ہے ف۸۳ میرے امراض دور کرتا ہے ف۸۴ موت اور حیات اس کے قبضہ قدرت میں ہے ف۸۵ معبود وہی ہوسکتا ہے جس کے یہ صفات ہیں۔

آپ ﷺ کی دعا ۲/ف ۳۸۸ رسول اللہ ﷺ اکثر یہی دعا مانگتے تھے: ((رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ .))

تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔

آپ ﷺ کی ایک اور دعا ۸/ ف ۱۹ مسلم شریف کی حدیث ہے روز بدر رسول ﷺ نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور آپ ﷺ کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور ﷺ قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھ پھیلا کر اپنے رب سے یہ دعا کرنے لگے یا رب جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر یا رب جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرمایا رب اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی اسی طرح حضور ﷺ دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دوش مبارک سے چادر اتر گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کیا یا نبی ﷺ اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ضرور ہو گی اور وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔

آپ ﷺ کی ایک اور دعا رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ چکتے اور سلام پھیرتے تو کہتے، ترجمہ کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سلطنت اسی کی ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ یا اللہ جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور کسی کی کوشش تیرے آگے پیش نہیں جاتی۔

(بخاری جلد ا ص ۹۰۴ مسلم ج ۲ ص ۵۶۲)

آپ ﷺ کی ایک اور دعا ترجمہ: اے اللہ مجھ پر یا تیری مخلوق میں سے کسی پر جس نعمت نے بھی صبح کی ہے وہ تیری طرف سے ہے تو ایک ہے تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لیے حمد ہے اور تیرا ہی شکر ہے (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن حبان۔ تحفۃ الخیار) آپ ﷺ کی ایک اور دعا۔ ترجمہ:۔

اے اللہ تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ دے اور اسے پاک کر تجھ سے بڑھ کر کوئی اسے پاک نہیں کر سکتا۔ تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ ہے (فتح القدیر بحوالہ احمد نسائی)

تبصرہ:...... ان دعاؤں سے کلی طور پر ثابت ہو گیا کہ نبیوں اور سب انسانوں کا والی، کارساز دنیا و آخرت میں بھلائی کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے وہ ایک مختار کل ہے باقی سب اس کے در کے سوالی ہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں سب کا داتا ہے۔

عین الھدایہ سے کچھ حوالے

اس وقت فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''الہدایہ'' کا اردو ترجمہ ''عین الہدایہ'' جلد اول میرے سامنے ہے۔ اس کے 1486 صفحات ہیں۔ یہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور سے دستیاب ہے اس کی چار جلدیں ہیں۔ اس کتاب کے مقدمہ ہدایہ، فقہ اکبر کے 118 صفحات ہیں۔ ان میں سے چند حوالے درج ذیل ہیں تاکہ آپ کو پتہ چل جائے کہ فقہ حنفی عقائد کے بارے میں کیا کہتی ہے

① اور جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کا اعلیٰ درجہ ہے۔ (صفحہ ۳)

② اللہ تعالیٰ ذات میں اکیلا اور صفات میں نرالا ہے۔ (صفحہ ۳)

③ بھلائی، برائی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے کسی کی تدبیر سے بدلتی نہیں ہے۔ (صفحہ ۴)

④ لا الہ الا اللہ یعنی الوہیت کسی میں نہیں سوائے اس کے یعنی ذات وصفات میں اس کا شریک نہیں ہے۔ کسی کا محتاج نہیں اور سب اسی کے محتاج ہیں۔ اور نہ کوئی اس کے مثل نہ ہم جنس نہ مشابہ اور نہ مانند ہے۔ وہ پاک عز و جل مشابہ نہیں اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ۔ ف یعنی جو کچھ اس کے سوائے ہے وہ قطعاً اسی کی مخلوق ہے۔ وہ اسی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ مشابہ بھی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی چیز اس کے خلق میں سے اس کے ساتھ مشابہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ: ﴿لیس کمثلہ شیء و ھو السمیع البصیر﴾ یعنی نہیں اس کی مثال کوئی چیز اور وہی سمیع و بصیر ہے۔ اس سے معلوم ہوا سننے والا اور دیکھنے والا جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس میں کسی مخلوق کی مشابہت بالکل نہیں ہے۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کی

کسی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے مشابہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا۔ (صفحہ۴)۔

⑤ پیدا کرنا اور رزق دینا صرف اس کا (اللہ تعالیٰ) کا کام ہے۔ اور ہمیشہ سے خالق ہے اپنی تخلیق کے ساتھ اور پیدا کرنا اس کی صفت ازلی ہے (صفحہ۵)۔

⑥ کوئی شے اس کے مثل نہیں اور وہ سمیع وبصیر ہے۔ اور صفات الٰہی سب برخلاف مخلوق کی صفات کے ہیں یعنی باہم کچھ مشابہت نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے بدون مشابہت ہمارے جاننے کے اور وہ قدرت رکھتا ہے بلاتشبیہ کے ساتھ جیسے ہم سنتے ہیں۔ ف یعنی اللہ تعالیٰ و مخلوقات کی صفات میں کچھ مشابہت نہیں ہے۔ (صفحہ۶)۔

⑦ لیس کمثله شئ و هو السميع البصير. اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع وبصیر ہے۔ ف علی قاری نے کہا کہ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ مخلوق کے مشابہ ہے اور نہ کوئی مخلوق کسی طرح خالق عز وجل کے مشابہ ہے اور نہ اس کے بعض ہیں اور نہ اس کے اجزاء ہیں۔ (صفحہ۷)

⑧ یعنی آدمیوں کے دل سب کے سب حضرت الرحمٰن کے اصابع سے دو اصبع کے بیچ میں مانند ایک دل کے ہیں، ان کو جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ (صفحہ۸)

⑨ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوا۔ اور عرش کے سوائے سب کا حافظ و قیوم ہے اور قاری نے لکھا کہ ظاہر قرآن کو بغیر موجب کے اپنی ظاہر وحقیقت سے پھیرنا حرام ہے۔ اور ہم اس کی کسی صفت سے انکار نہیں کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا۔ (صفحہ۹)

⑩ یعنی کہہ دے اے محمد کہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے کل ہے (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۶، ۷۶۷ پر) اور جس نے گمان کیا کہ بھلائی و برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی (یعنی مشرک ہوا) اور اللہ نے کہا: ﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ﴾ (۶/ ۷۸، ف۲۰۳) کنز الایمان میں ہے کہ گرانی ہو یا ارزانی قحط ہو یا فراخ حالی رنج ہو یا راحت اور تکلیف ہو یا فتح ہو یا شکست سب اللہ کی طرف سے ہے۔ (صفحہ:۱۰)

⑪ لیکن اس سے پہلے آدم علیہ السلام کی پشت سے قیامت تک کی ذریات کو عہد لینے کے لیے یکبارگی کا طبقہ طبقہ نکالا سو ان کو عاقل کر کے خطاب فرمایا: ”الست بربکم“ یعنی کیا میں

تمہارا رب نہیں ہوں؟ قالوا بلی۔ بولے کہ کیوں نہیں یعنی بے شک تو ہمارا رب ہے۔ (صفحہ۱۱)۔

۱۲ آیات اس میں بہت ہیں کہ خالق کسی چیز کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے۔(صفحہ۱۲)۔

۱۳ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی و بندے اور اس کے رسول و برگزیدہ ہیں۔کبھی آپ ﷺ نے نہ بت پوجا اور نہ کسی اور طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ پلک مارنے برابر کبھی شرک کیا اور نہ کبیرہ و صغیرہ کے مرتکب ہوئے۔(صفحہ۱۳)

۱۴ خصوصی محمد ﷺ کا مرتبہ کہ وہ سب انبیاء ورسل سے اعلیٰ وافضل ہیں،نسب آپ ﷺ کا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان چاروں خلفائے راشدین کے بعد باقی عشرۂ مبشرہ ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے دس کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت دی۔پھر فضیلت میں اہل بدر، پھر اہل احد، پھر اہل بیعۃ الرضوان ہیں(صفحہ۱۴)۔

۱۵ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جس کو یاد کرے صرف بھلائی ہی کے ساتھ یاد کرے(صفحہ۱۵)۔

۱۶ حق صریح یہی ہے جو اہل السنۃ کا اجماعی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اصحاب خاتم المرسلین ﷺ کہا اور خیر امت قرار دیا، پس سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک چاند کے تارے ہیں اور ان کی فضیلت میں قرآن کلام الٰہی ناطق حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی شہادت کے بعد پھر کسی دلیل وگواہی کی حاجت نہیں ہے۔(صفحہ۱۶)۔

۱۷ ان صحابہ کے فضائل بکثرت ومعناً متواتر ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارے تم اصحاب محمد ﷺ کی بدگوئی مت کرنا کہ ان میں سے ایک کا قیام ایک دم بھر آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمہاری عمر بھر کی عبادت (شب وروز) سے بہتر ہے۔(صفحہ۱۷)۔

۱۸ اللہ اور حرمت وصحبت خیر البشر ﷺ کا پاس ولحاظ نہ رکھا۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ۷۹۱ پر) اور عین الھدایہ میں ہے خوارج وروافض بے شبہ جہالت سے گمراہ ہوئے کہ کلام الٰہی عزوجل سے معارضہ کیا اور حرمت وصحبت خیر البشر ﷺ کا پاس ولحاظ نہ رکھا خبردار خبردار کہ تو کسی صحابی

کے حق میں بدگمان ہو کر گمراہ نہ ہو۔

تبصرہ :....... عین الھدایہ میں رسول ﷺ کو خیر البشر لکھا گیا عین الھدایہ مقدمہ ص ۱۷

⑲ مخلوق کی صفات سے وہ منزہ و پاک ہے۔ تو اس کی شان کا قیاس مخلوق پر نہیں ہوگا۔ (صفحہ ۲۰)۔

⑳ اس کا بڑا فضل و انعام ہے کہ اس نے بندہ کو طریقہ بتلا دیا اور اس کے بجالانے کا حکم کیا۔ اور اسی فعل کو اپنی رحمت سے بندہ کی عبادت قرار دیا۔ پس بندگی ہے کہ اس کے حکم سے اس کے بتلائے طریقہ کو ادا کرے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہے اور ہر دم استغفار کرے۔ (صفحہ ۲۲)

㉑ حدیث میں ہے کہ میری شفاعت میرے امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے۔ (صفحہ ۲۳)

㉒ کیونکہ روح کے واسطے وارد ہوا کہ وہ داخل جسم ہوتی اور خارج ہوتی اور مومنوں کی روحیں علیین کی طرف صعود کرتی ہیں۔ (صفحہ ۲۶)۔ اور کافروں کی روحیں سجین کی طرف گرائی جاتی ہیں۔

㉓ تشبیہ و کیفیت کے بغیر یعنی اس کی تشبیہ کسی مخلوق سے یا کیفیت اس کی تصور میں نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کو تشبیہ و کیفیت سے منزہ و پاک جانے۔ (صفحہ ۲۷)۔

㉔ سوائے انبیاء کے و ماسوائے ان امت کے جن کے لیے قطعی جنتی ہونے کی بشارت ہے، باقی اولیاء و علماء و اصفیاء کی نسبت خاص کر کے ہم یہ قطعی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ایمان پر مرے ہیں اگرچہ ان سے کسی قدر حالات و خوارق عادات ظاہر ہوئے ہوں کیونکہ یہ تو مشاہدۂ غیبی پر حکم ہو سکتا ہے۔ (صفحہ ۲۸)۔

㉕ آپ ﷺ کا چچا کافر مرا۔ ف ابو طالب نے زمانہ اسلام پایا اور وفات کے وقت حضرت محمد ﷺ ابو طالب کے پاس آئے اور وہاں ابو جہل وغیرہ کافروں کی جماعت کو پایا تو حضرت محمد ﷺ نے کہا کہ اے چچا کلمہ توحید کہہ دے تاکہ تیرے واسطے اللہ تعالیٰ کے یہاں میرے پاس حجت ہو اور ابو جہل وغیرہ نے کہا کہ اے ابو طالب کیا تم ملت عبد المطلب سے پھر و گے اور یہ کلام وہاں مقرر ہوا۔ ابو طالب نے کہا کہ اے بھتیجے اگر قریش نہ کہتے کہ ابو

طالب ڈر گیا تو میں یہ کلمہ کہہ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی کرتا لیکن ابو جہل وغیرہ سے کہا کہ میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں۔ (صفحہ ۲۸، ۲۹)۔ نیز دیکھئے کنز الایمان ۲۸/ ۵۶ ف ۱۴۲ اور ۳۴/ ۴۴ ف ۱۱۶ میں ہے ف ۱۱۶ یعنی آپ ﷺ سے پہلے مشرکین عرب کے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ رسول جس کی طرف اپنے دین کی نسبت کر سکیں۔ تو یہ جس خیال پر ہیں ان کے پاس کی کوئی سند نہیں وہ ان کے نفس کا فریب ہے۔

۲۶ حدیث کے رد کرنے والے کو گمراہ اور مبتدع (بدعتی) فرمایا ہے (صفحہ ۳۰)۔

۲۷ اعتماد کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام خلق سے افضل ہمارے پیغمبر محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ ایک نبی افضل ہے تمام اولیاء سے اور بہت سی قومیں ولی کو نبی پر تفضیل دینے میں گمراہ ہوئیں۔ (صفحہ ۳۲)

۲۸ ولی کسی حال میں کبھی نبی کے درجہ پر نہیں پہنچتا۔ اور ولی میں چاہے کسی درجہ پر ہو ایسا کوئی کمال نہیں ہوتا جو انبیاء علیہم السلام میں نہ ہو۔ ولی افضل از نبی ہو، یہ قول کفر و الحاد و ضلالت و جہالت ہے۔ لقولہ "انما بعثت معلما" میں تو تعلیم کرنے والا بھیجا گیا ہوں۔ بندہ جب تک عاقل بالغ ہے، کبھی ایسے مقام پر نہیں پہنچتا کہ اس سے امر و نہی یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام شرعی کی بجا آوری ساقط ہو جاوے لقولہ تعالیٰ: ﴿واعبد ربك حتى يأتيك اليقين﴾ مفسرین نے اجماع کیا ہے کہ یقین سے مراد موت ہے بعضے اباحیہ فرقہ کے اس طرف گئے ہیں کہ بندہ جب انتہائے محبت کو پہنچ گیا اور غفلت سے اس کا قلب صاف ہو گیا۔ اور اس نے ایمان کو کفر پر اختیار کیا تو اس سے امر و نہی ساقط ہو جاتی ہے۔ اور ایسے شخص کے کبیرہ گناہ کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل نہیں کرے گا۔ اور بعضے اباحیہ اس طرف گئے کہ اس کے ذمہ سے ظاہری عبادات ساقط ہو جاتی ہیں اور اس کی عبادت یہی رہ جاتی ہے کہ تفکر کرے اور اخلاق باطنی کو درست کرے۔ قال القاری یہ سب کفر و زندقہ والحاد و ضلالت و جہالت ہے۔ اور امام حجۃ الاسلام نے کہا کہ ایسے شخص کا قتل کر دینا سو کافروں کے قتل سے بہتر ہے۔ (صفحہ ۳۴)۔

۲۹ نصوص قرآن و حدیث ظاہر پر ہیں۔ مسئلہ سیزدہم نصوص قرآن و حدیث کے اپنے ظاہر پر

محمول رہیں گے جب تک کہ آیت ازقسم متشابہات نہ ہو۔ پھر یہ کہ ظاہر نصوص قرآن وسنت کو ایسے معانی کی طرف پھیرنا جن کو کچھ تعلق نہیں ہے، صرف باطنیہ وملاحدہ ان کے مدعی ہیں تو یہ الحاد وزندقہ وکفر ہے۔ سب مشائخ نے اتفاق کیا کہ امت میں جو کوئی دعویٰ کرے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دنیا میں بچشم بصر دیکھا تو گمراہ جھوٹا ہے۔ اور شیخ ابوسعید خزار وسید الطائفہ جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جس نے ایسا کہا اس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا۔ اور ایک جماعت نے اجماع نقل کیا کہ اولیاء کو دنیا میں دیدار الٰہی نہیں حاصل ہوتا ہے۔ شیخ ابن الصباح وابوشامہ نے کہا کہ بیداری میں دیکھنے کا جو شخص مدعی ہو اس کی تصدیق نہ کی جاوے۔ کیونکہ اس سے تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام روک دیے گئے اور ایسا ہی کواشی رحمہ اللہ نے کہا ہے اور علامہ اردبیلی رحمہ اللہ نے ابوار میں لکھا کہ اگر کسی نے کہا کہ میں دنیا میں اللہ تعالیٰ کو عیاناً دیکھتا ہوں یا بلاحجاب مجھ سے کلام فرماتا ہے تو یہ کفر ہے۔ (صفحہ ۳۵)

۳۰ پھر قبروں کے پاس قرآن کی قراءت امام ابوحنیفہ و مالک واحمد کے نزدیک مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بدعت ہے کہ سنت وارد نہیں ہوئی ہے۔ (صفحہ ۴۰)

۳۱ پھر قاری نے لکھا کہ امام ابوحنیفہ وصاحبین نے کہا کہ مکروہ ہے کہ آدمی یوں کہے کہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں بحق فلاں یا بحق انبیاء ورسل یا بحق بیت الحرام ومانند اس کے۔ اس واسطے کہ کسی کا اللہ تعالیٰ پر کچھ حق نہیں ہے۔ نصوص کا رد کرنا کفر ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۸ پر) یہ بھی ضرور کہنا چاہیے کہ تاویل نصوص کی بمعانی نصوص دیگر واحادیث ہو یعنی جس طریقہ سے تاویل ہونی چاہیے اور وہ دلیل شرعی ہے۔ اور اگر اس طریقے سے نہ ہو بلکہ صرف اپنی رائے وقیاس اور دعویٰ عقل سے ہو جیسے سابق میں باطنیہ فرقہ کرتا تھا یا ہمارے زمانے میں نیچریہ فرقہ کرتا ہے۔ تو یہ کفر ہے اور ایسی ہی جس نے صریح آیات برأت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے باوجود ان کی نسبت رفض بد کیا تو یہ کفر ہے۔ مسئلہ بست ونہم عقائد نسفیہ میں ہے کہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو، کسی معصیت کو حلال کر لینا کفر ہے۔ (صفحہ ۴۱)

۳۲ لہٰذا جو کوئی قطعیات سے منکر ہو کافر ہے۔ (45) (یعنی نص کا منکر کافر ہے)۔

۳۳ کاہن نے جو غیب کی خبر دی اس میں اس کی تصدیق کرنا کہ غیب جانتا ہے کفر ہے۔

بدلیل قولہ تعالیٰ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (65/27) اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا پس اس نے تصدیق کی جو کاہن کہتا ہے تو اس نے کفر کر لیا اس سے جو محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے۔ قاری نے کہا کہ کاہن ہر وہ شخص ہے جو آئندہ آنے والے زمانے کے امور کی خبر دے۔ مترجم کہتا ہے کہ ان ظاہر عبادات سے مراد یہ ہے کہ بدون دلائل ظاہرہ کے جو معروف ہیں بطور علم غیب کے خبر دے یا وہ قرآن کے ساتھ قطعی وقوع کی خبر دے پھر قاری نے فرمایا کہ منجم نے جب دعویٰ کیا آئندہ یہ حوادث واقع ہوں گے تو وہ مثل کاہن کے ہیں اور اس کے معنی میں رمال ہے۔ قونوی نے فرمایا کہ حدیث موصوف کے تحت میں کاہن وعراف و منجم داخل ہیں۔ پس حلال نہیں اور نہیں ہے کہ کوئی شخص پیروی کرے منجم کی یا رمال کی یا اس کے سوائے کنکریاں پھینکنے والے وغیرہ کی اور جو کچھ ان لوگوں کو دے وہ بالاجماع حرام ہے۔ (صفحہ ۵۶)

۳۴ اور واضح ہو کہ انبیاء کو غیب کا علم نہ تھا، مگر اسی قدر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف اوقات میں اس پر اطلاع دے دی اور علمائے حنفیہ نے تصریح کر دی کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی ﷺ علم غیب جانتے تھے تو وہ کافر ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۹۳ پر) بوجہ معارضہ قولہ تعالیٰ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ٦٥۔ ص ٥٩)

۳۵ جمہور علماء کے نزدیک نظر ایمانی کے ساتھ جس نے آپ ﷺ کو ایک نظر دیکھا اور ایک ساعت آپ ﷺ کے حضور میں بیٹھا اور ایک بات آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنی اس کو جو کچھ حاصل ہوا کسی کو عمر بھر کی خلوت و چلہ میں میسر نہیں ہو سکتی مترجم کہتا ہے کہ یہ کلام بالکل حق و صدق ہے۔ اور جس شخص نے اس میں کچھ بھی تردد کیا اس نے شان حضرت رسالت ماب محمد ﷺ کو نہیں پہچانا اور اسی پر متفرع ہے کہ کوئی ولی کسی صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ (صفحہ ٦٠)

۳۶ اسی طرح آپ کے وقت کے مومنین جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہلاتے ہیں اور آپ کے دیدار بے مثل کے ساتھ آنکھوں والے کر کے مشرف و منور کیے گئے وہ قیامت تک سب مومنوں کے سردار ہیں اور کوئی فضیلت کمال روحانی میں اس سے بڑھ کر نہیں کہ آپ کا دیدار دل کو باایمان

حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ وہم بوجہ غفلت اسرار شریعت کے پیدا ہوگا۔ جماعت سے وہ متفق گروہ مراد ہے جو حضرت محمد ﷺ کے عہد مبارک میں تھا (۶۱)۔

۳۷ جب قطعی فرمان الٰہی کو ترک کر کے اپنی رائے کی طرف رجوع لائے تو اللہ تعالیٰ نے اس ناشکری کے وبال میں ان اہل شک کو شیطان کے اوہام میں مبتلا کر دیا اور جس حالت پر مومنین مجمع تھے اس جماعت سے پھوٹ کر علیحدہ ہو گئے (۶۷)۔

۳۸ اگر حرام کو اس راہ سے کہ حرام ہے حلال کرے یا حلال اعتقاد کرے بدون اجازت شرعی کے تو کافر ہے۔ (۸۲)۔

۳۹ یہ جو نام مشہور ہوئے ہیں مانند عبدالنبی وغیرہ کے تو ظاہر کفر ہے (۸۶)۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۹۲ پر)

۴۰ وقال علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الحدیث یعنی سب زمانوں میں میرا زمانہ بہتر ہے، پھر جو میرے زمانے والوں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین، پھر جو اُن سے ملے ہوئے ہیں یعنی تبع تابعین۔ پس اتباع رحمہم اللہ کے واسطے یہ فضیلت کافی ہے لیکن تابعین رحمہم اللہ واتباع وہی ہیں جو تابع رہے اور مخالف ہو کر خوارج وروافض کی طرح جماعت چھوڑ کر الگ نہیں ہوئے کیونکہ جو پھوٹ کر نکل گیا وہ تابع نہیں رہا بالجملہ ان تین قرون کے واسطے جو جماعت متحدہ ایک اعتقاد پر تھے۔ حدیث مزبور میں ان قرون کے بعد والوں میں صدق وامانت کی کمی ہونا اور دروغ وتن پروری ظاہر ہونا مذکور ہے اور صحیح مسلم کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوا کہ ہر زمانہ کے بعد دوسرا زمانہ لوگوں کا بدتر آتا جاوے گا (صفحہ ۸۷)۔

۴۱ کہ کفر وایمان کی راہیں وانجام مختلف ہیں۔ کفر کی راہ ضلالت جہنم کو منتہی ہے اور ایمان کی راہ مستقیم ہدایت جنت کو منتہی ہوئی ہے اور ایمان وکفر کا مدار اعتقاد پر ہے۔ پس جب دل سے توحید الٰہی وصدق رسالت کی تصدیق کی تو وہ راہ ایمان پر چلا اور اس کے برخلاف ہوا تو کفر کی راہ پر روانہ ہوا۔ پھر راہ ایمان لازم فرق ہے کہ طریقہ عبادت اسی موافقت سے ہو جو اللہ تعالیٰ واس کے رسول ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے اور اپنی ہوا وہوس سے نہ ہو کیونکہ جب اپنی

رائے پر مدار ہوگا تو کافروں کی مشابہت خود رائی میں ہوگئی۔ لہٰذا قرآن وحدیث کا علم ضرور ہے تا کہ طریقہ معمول معلوم ہو۔ پھر خبردار ہو کہ جو حکم علم الٰہی میں ہے وہ بعد رسول ﷺ کے نہیں معلوم ہوسکتا۔ (صفحہ ۸۸)

۳۲ حتی کہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب منخول میں کہا کہ امام ابو یوسف وامام محمد نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ دو تہائی مذہب میں اختلاف کیا ہے۔ (صفحہ ۹۲) + درمختار

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۹۴۷، ۹۵۵ پر)

۳۳ پس یہ صریح ہے کہ دلائل شرعیہ یعنی کتاب وسنت واجماع سے ترجیح دی جاوے۔ (صفحہ ۱۰۵)

۳۴ حنفی فقہ کی کتابوں میں نماز عیدین کے باب (صفحہ: ۱۰۹) ہیں، عیدات کے باب نہیں ہیں۔ اس لیے عید میلاد النبی کا حنفی فقہ کی کتابوں میں ذکر نہیں اور نہ ہی علماء حضرات کا دھیان کبھی اس طرف گیا۔ ثابت ہوا یہ عید میلاد النبی آج کی ایجاد ہے۔

۳۵ واضح ہو کہ دین اسلام کا مدار قرآنِ پاک وحی جلی اور حدیث جو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا یا کہا یا دکھایا وحی خفی ہے۔ (صفحہ ۱۱۰)۔

۳۶ جمہور محدثین کے نزدیک صحیح بخاری اصح ہونے میں مقدم ہے باقی کتب حدیث پر اور صحت وقوت میں کوئی کتب صحیح بخاری کے برابر نہیں، بدلیل آنکہ صحت میں جو کمال صفات معتبر ہیں سب اس کے رجال میں موجود ہیں۔ اور جس حدیث پر بخاری ومسلم دونوں متفق ہیں وہ حدیث متفق علیہ کہلاتی ہے۔ اور جمہور محدثین کے نزدیک یہ حدیث سب سے مقدم، پھر جو تنہا صحیح بخاری میں، پھر جو تنہا صحیح مسلم میں، پھر جو حدیث صحاح معتمد میں برشرط بخاری ومسلم ہو، پھر جو بشرط بخاری، پھر جو بشرط مسلم ہو۔ (صفحہ ۱۱۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۹۶۷ پر)

۳۷ موضوع حدیث سے کسی طرح استدلال کرنا حرام ہے۔ (صفحہ ۱۱۶)۔

اب صحیح بخاری کی کچھ احادیث کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں۔ صحیح بخاری کی دس دس پاروں کی تین جلدیں ہیں۔

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اس وقت (پورا) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ (بخاری جلد اول حدیث ۱۴)

② میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کیا اور (قاعدہ ہے) پورے میں سے کوئی کچھ چھوڑ دے تو وہ ادھورا رہ جاتا ہے۔ (بخاری جلد اول حدیث ۴۲)

③ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا، یوں کہتا جاتا تھا قسم خدا کی میں نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ (بخاری جلد اول حدیث ۴۴)

④ سب سے زیادہ میری شفاعت کا نصیب ہونا اس شخص کے لیے ہوگا جس نے اپنے دل سے یا اپنے جی کے خلوص سے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ (بخاری جلد اول حدیث ۹۸)

⑤ خضر علیہ السلام نے کہا موسیٰ علیہ السلام! میرے اور تمہارے علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے جتنا اس چڑیا کی چونچ نے سمندر میں سے۔ (بخاری جلد اول حدیث ۱۲۲)

⑥ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (عورت کے) رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ عرض کرتا ہے پروردگار! اب نطفہ پڑا، پروردگار! اب کون ہوگا؟ پروردگار! اب گوشت کا مچھ ہو گیا۔ پھر جب اللہ پیدائش کو پورا کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے مرد ہے یا عورت، بد بخت ہے یا نیک بخت، اس کی روزی کیا ہے، اس کی عمر کیا ہے پھر ماں کے پیٹ ہی میں یہ سب لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری جلد اول حدیث ۳۰۱)

⑦ جب ان میں کوئی اچھا شخص مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ مورتیں رکھتے۔ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے ساری مخلوق سے بدتر ہوں گے۔

(بخاری جلد اول حدیث ۴۱۳)

⑧ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں ان میں جب کوئی نیک بندہ مر جاتا (یا یوں فرمایا نیک مرد) تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور وہاں یہ مورتیں اتارتے، اللہ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوقات میں برے ہیں۔ (بخاری جلد اول حدیث ۴۲۰)

⑨ اور اسی حال میں یوں فرماتے اللہ کی پھٹکار ہو یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ آپ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کام سے ڈراتے تھے۔

(بخاری جلد اول حدیث ۴۲۱)

⑩ فرمایا کیا تم نے اس رات کو دیکھا (اسے یاد رکھنا) اس رات سے سو برس گزرنے تک جتنے

لوگ آج زمین پر بستے ہیں ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ (بخاری جلد اول حدیث ۵۳۵)

۱۱ فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے بغیر کوئی سایہ نہیں ملے گا۔ (بخاری جلد اول حدیث ۶۲۶)

۱۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑا کرتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے یا اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تو پانی برستا تھا، اب اپنے پیغمبر ﷺ کے چچا کا وسیلہ لاتے ہیں ہم پر پانی برسا۔ راوی نے کہا پھر پانی برستا۔ (بخاری جلد اول حدیث ۹۵۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۹۷ پر)

۱۳ آپ نے کہا پروردگار فرماتا ہے آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی۔ ایک مومن ہے ایک کافر۔ جس نے کہا اللہ کے فضل اور رحم سے پانی پڑا وہ تو مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا فلاں تارے کے فلاں جگہ آنے سے پانی پڑا اس نے میرا کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا۔ (بخاری جلد اول حدیث ۹۸۰)

۱۴ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا غیب کی کنجیاں پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک یہ کہ کل کیا ہوگا کوئی نہیں جانتا۔ دوسرے ماں کے پیٹ میں کیا ہے کوئی نہیں جانتا۔ تیسرے آدمی کل کیا کرے گا (اچھا یا برا) کوئی نہیں جانتا۔ چوتھا آدمی کہاں مرے گا کوئی نہیں جانتا۔ پانچویں برسات کب آئے گی کوئی نہیں جانتا۔ (بخاری جلد اول حدیث ۹۸۱)

۱۵ دیکھو سورج اور چاند کسی کے مرنے سے نہیں گہناتے اور جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور گہن کھل جانے تک دعا کرتے رہو۔ (بخاری جلد اول حدیث ۹۸۲)

۱۶ انہوں نے کہا حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے گھر پر گئے وہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی انا کے خاوند تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لے لیا اور ان کو پیار کیا اور سونگھا پھر اس کے بعد جو ہم ابو سیف کے پاس گئے، دیکھا تو ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ﷺ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا عوف کے بیٹے! یہ بے صبری نہیں رحمت ہے۔ پھر دوسری بار روئے اور

فرمایا آنکھ تو آنسو بہاتی ہے اور دل کو رنج ہوتا ہے، پر زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے۔ بے شک ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔

(بخاری جلد اول حدیث ۱۲۲۵)

۱۷ اور یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کا گھر ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل۔ آپ سر تو اٹھائیں۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک ابر کی طرح کی چیز میرے اوپر ہے۔ انہوں نے کہا یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے کہا مجھے چھوڑ دو میں اپنے مقام میں جاؤں۔ انھوں نے کہا ابھی دنیا میں رہنے کی آپ کی کچھ عمر باقی ہے جس کو آپ نے پورا نہیں کیا۔ اگر پوری کر چکے ہوتے تو اپنے مقام میں آجاتے۔ (بخاری جلد اول حدیث ۱۳۰۳)

۱۸ آنحضرت ﷺ نے اپنی اس بیماری میں جس سے (اچھے ہو کر) نہیں اُٹھے، یوں فرمایا، اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اگر ڈر نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر کھول دی جاتی مگر آپ ڈرے یا لوگوں کو ڈر ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کی قبر مسجد نہ ہو جائے۔ اوز ہلال اس حدیث کے راوی نے کہا، عروہ نے میری کنیت رکھ دی اور میری کوئی اولاد ہی نہ تھی۔

(بخاری جلد اول حدیث ۱۳۰۷)

۱۹ جب ولید بن عبد الملک ابن مروان کی حکومت کے زمانہ میں حضرت عائشہ کے حجرے کی دیوار گری تو اس کو بنانے لگے۔ ایک ٹانگ دکھلائی دی تو لوگ گھبرا گئے، سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کا مبارک قدم ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کو پہچانتا ہو۔ یہاں تک کہ عروہ بن زبیر نے انہیں کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم یہ آنحضرت ﷺ کا قدم نہیں ہے، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ (بخاری جلد اول حدیث ۱۳۰۹)

۲۰ جب آپ ﷺ کعبے کے پاس تشریف لائے، اندر جانے سے انکار کیا کیونکہ وہاں بت تھے پھر آپ ﷺ نے حکم دیا وہ نکالے گئے۔ لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل کی مورتیاں بھی نکالیں۔ (بخاری جلد اول حدیث ۱۵۰۷)

۲۱ آپ ﷺ نے فرمایا ہوا یہ کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کی امت کے

لوگوں میں سے جو کوئی مر جائے اور وہ شرک نہ کرتا ہو تو جنت میں جائے گا۔ میں نے کہا اگر چہ وہ ایسے ایسے کام کرتا ہے (زنا یا چوری) انہوں نے کہا ہاں۔ (بخاری جلد اول حدیث ۲۲۲۹)

۴۲ ہم سے آنحضرت ﷺ نے بیان کیا اور آپ سچے تھے، جو وعدہ آپ سے کیا گیا وہ بھی سچا تھا، تم میں سے ہر ایک کا مادہ (نطفہ) اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع کیا جاتا ہے پھر چالیس دن تک وہ خون کی پھٹکی رہتا ہے۔ پھر چالیس دن تک گوشت کا مچھ۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتے کو بھیجتا ہے چار باتیں لکھنے کا اس کو حکم دیتا ہے: اس کے اعمال، روزی، عمر، نیک بخت ہے یا بد بخت، پھر اس میں روح (انسانی جس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں) پھونکی جاتی ہے۔ پھر تم میں کوئی ایسا ہوتا ہے جو (ساری عمر) نیک کام کرتا رہتا ہے، بہشت اس کے ایک ہاتھ کے فاصلے پر رہ جاتی ہے، پھر تقدیر کا لکھا زور کرتا ہے۔ اور وہ دوزخیوں کا کام کر بیٹھتا ہے (دوزخ میں جاتا ہے)؛ اور کوئی بندہ (ساری عمر) برے کام کرتا رہتا ہے دوزخ اس کے ایک ہاتھ کے فاصلے پر رہ جاتی ہے، پھر تقدیر کا لکھا زور کرتا ہے اور وہ بہشتیوں کا کام کرتا ہے (بہشت میں جاتا ہے) (بخاری جلد دوم حدیث: ۴۴۱)

۴۳ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جبرئیل نے مجھ سے کہا آپ کا امتی جو کوئی اس حال میں مرے کہ شرک نہ کرتا ہو تو وہ ایک نہ ایک روز بہشت میں جائے گا، یا یوں فرمایا دوزخ میں (اس طبقے جہاں مشرک رہیں گے) نہ جائے گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چہ وہ زنا کرتا ہو یا چوری کرتا ہو؟ تو آپ نے فرمایا گو زنا اور چوری کرتا ہو۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۴۵۵)

۴۴ اس وقت ابراہیم علیہ السلام پروردگار سے عرض کریں گے، پروردگار تو نے میری یہ دعا قبول کی تھی جو سورۂ شعراء میں ہے، مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تجھ کو ذلیل نہیں کروں گا۔ اس سے زیادہ ذلت کیا ہوگی کہ میرا باپ ذلیل ہوا جو تیری رحمت سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تو کافروں پر بہشت حرام کر دی ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو تسلی دینے کے لیے کہا جائے گا ذرا اپنے پاؤں کے تلے تو دیکھو۔ وہ دیکھیں گے تو (ان کے والد کا پتہ نہیں) ایک بجو ہے نجاست سے لتھڑا ہوا۔ اس کے پاؤں پکڑ کر (فرشتے) دوزخ میں ڈال دیں گے۔ (بخاری جلد دوئم حدیث ۵۷۵)

۲۵ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت ﷺ بیت اللہ میں گئے، دیکھا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت بی بی مریم علیہا السلام کی مورتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا قریش کے کافروں کو کیا ہو گیا ہے، وہ تو سن چکے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں مورت ہو۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۵۷۶) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۲۷ پر)

۲۶ آپ نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی مورتیں بنائی ہیں۔

(بخاری جلد دوئم حدیث ۵۷۷)

۲۷ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن نوح پیغمبر بلائے جائیں گے (پروردگار بلائے گا) وہ عرض کریں گے پروردگار حاضر ہوں، جو ارشاد ہو بجا لاؤں۔ پروردگار فرمائے گا تو نے میرا حکم اپنی امت کو پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے جی ہاں۔ اس وقت ان کی امت والوں سے پوچھا جائے گا کہ نوح نے تم کو میرا حکم پہنچایا تھا (یا نہیں)؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر آیا ہی نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کوئی تیرا گواہ ہے؟ وہ کہیں گے محمد ﷺ اور ان کی امت کے لوگ گواہ ہیں۔ پھر اس امت کے لوگ گواہی دیں گے، کہ نوح علیہ السلام نے بے شک اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا تھا اور پیغمبر (یعنی حضرت محمد ﷺ) تم پر گواہ بنیں گے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا: ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ وسط کے معنی عادل بہتر۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۹۸)

۲۸ پھر آپ نے حکم دیا اور وہ بت نکالے گئے۔ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی مورتیاں بھی نکلیں۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۴۲۱)

۲۹ آنحضرت ﷺ مرض الموت میں یوں فرماتے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھ کو اب تک اس (زہر آلود بکری کا گوشت) کھانے کی تکلیف معلوم ہوتی ہے جو خیبر میں میں نے کھایا تھا۔ اب مجھ کو معلوم ہوا، اس زہر کے اثر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی۔

(بخاری جلد دوئم حدیث ۱۵۴۸)

۳۰ انہوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے جمعرات کا دن، (ہائے) جمعرات کا دن! اسی دن

آنحضرت ﷺ کی بیماری سخت ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ، میں تم کو ایک کتاب (وصیت نامہ) لکھوا جاؤں، تم اس پر چلو تو کبھی خراب نہ ہو گے۔

(بخاری جلد دوئم حدیث ۱۵۵۱)

۳۱ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہونے لگی، اس وقت گھر میں کئی صحابہ بیٹھے تھے۔ فرمایا ادھر آؤ میں تم کو ایک کتاب (وصیت نامہ) لکھوائے دیتا ہوں۔ تم اس پر چلتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ (بخاری جلد دوئم حدیث ۱۵۵۲)

۳۲ آنحضرت ﷺ نے اس بیماری میں جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا۔ ان کے کان میں بات کی۔ وہ رونے لگیں۔ پھر بلایا اور کان میں بات کی تو وہ ہنس دیں۔ ہم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی) اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا پہلے تو آنحضرت ﷺ نے میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ میں اس بیماری سے بچنے والا نہیں یہ سن کر رو دی۔ پھر کان میں مجھ سے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے عزیزوں میں سب سے پہلے آپ سے ملوں گی تو میں ہنس دی۔

(بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۵۳)

۳۳ پھر میں نے آنحضرت ﷺ سے آپ کی وفات کی بیماری میں سنا، آپ فرماتے تھے، یا اللہ ان لوگوں کے ساتھ رکھ جن پر تو نے اپنا انعام کیا، اخیر آیت تک۔ جب میں سمجھی کہ آپ ﷺ کو بھی اختیار ملا۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۵۴)

۳۴ جب آنحضرت ﷺ موت کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو فرماتے تھے یا اللہ بلند رفیقوں میں رکھ (یعنی پیغمبروں میں)۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۵۵)

۳۵ آنحضرت ﷺ جب اچھے تندرست تھے تو فرماتے تھے کوئی پیغمبر اس وقت تک نہیں مرا جب تک بہشت میں اس کا مقام اسے نہیں دکھلایا گیا پھر اس کو اختیار رہے۔ جب آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ ﷺ کا وقت آن پہنچا آپ کا سر میری ران پر تھا، تو آپ کو غش آ گیا۔ جب ہوش آئی تو نگاہ چھت کی طرف لگائی اور فرمایا بلند رفیقوں میں رکھ یا اللہ (جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے ساتھ) اس وقت میں نے (اپنے دل میں کہا)

اب آپ ہم لوگوں کے پاس رہنا گوارا نہیں کریں گے اور میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ نے جو حدیث صحت کی حالت میں فرمائی تھی اسی کا ظہور رہوا۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۵۶)

۳۶ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ یا انگلی کو اٹھایا پھر تین بار یہ فرمایا: بلند رفیقوں کا ساتھ عنایت فرما۔ اس کے بعد تمام ہو گئے (انتقال فرمایا)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں آنحضرت ﷺ نے میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے بیچ میں انتقال فرمایا۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۵۷)

۳۷ آنحضرت ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوذات سورتیں (سورۂ اخلاص اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر دم کرتے اور ہاتھ اپنے بدن پر پھیرتے۔ جب آپ ﷺ موت کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو میں نے یہ سورتیں پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرنا شروع کیا اور آپ ﷺ کا ہاتھ لے کر آپ ﷺ کے بدن پر پھیرتی (اس امید سے کہ شاید آپ ﷺ اچھے ہو جائیں)۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۵۸)

۳۸ آنحضرت ﷺ کی بات سنی، آپ ﷺ اپنی پیٹھ کا ٹیکا مجھ پر دیئے ہوئے تھے اور یہ فرما رہے تھے: یا اللہ مجھ کو بخش دے، مجھ پر رحم کر، مجھ کو بلند رفیقوں سے ملا دے۔

(بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۵۹)

۳۹ اسی حالت میں یوں فرماتے: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت، انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ آپ ﷺ لوگوں کو اس بُرے کام سے ڈراتے تھے۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۶۱)

۴۰ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے خدا کی قسم تم تین دنوں بعد غلام بنو گے اور میں تو قسم بخدا یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اس بیماری میں عنقریب گزر جائیں گے۔ میں عبدالمطلب کی اولاد کا منہ دیکھ کر پہچان لیتا ہوں جب وہ مرنے والے ہوتے ہیں۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۶۳)

۴۱ آپ ﷺ کے سامنے پانی کی ایک چھاگل رکھی تھی آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور منہ پر پھیرتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ، موت میں بڑی سختیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا اللہ بلند رفیقوں میں (رکھ) یہاں تک کہ آپ ﷺ

کی روح مبارک نکل گئی اور آپ ﷺ کا ہاتھ گر گیا۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۶۵)

۴۲ آپ ﷺ نے جس بیماری میں انتقال فرمایا اس میں یوں پوچھتے تھے: کل میں کہاں ہوں گا، کل میں کہاں ہوں گا۔ آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب آئے گی۔

(بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۶۶)

۴۳ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک گھوڑے پر سوار اپنے گھر سے جو (سنح میں تھا) آئے، گھوڑے سے اتر کر مسجد میں آئے کسی سے بات نہیں کی میرے حجرے میں آئے، آنحضرت ﷺ کی نعش کی طرف گئے آپ ﷺ کو ایک یمن کے کپڑے سے ڈھانپ دیا تھا، انہوں نے کپڑا اٹھایا، پھر آپ ﷺ کے اوپر اوندھے گر کر روئے، بوسہ دیا، کہنے لگے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، اللہ تعالیٰ دوبار آپ کو نہیں مارنے کا، بس ایک موت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لکھ دی تھی (فرمایا ایک موت) ہو چکی۔ زہری نے کہا، کہا مجھ سے ابوسلمہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر) آپ ﷺ کے پاس سے باہر نکلے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ (باہر کھڑے ہوئے تھے) کہا اجی بیٹھو بھی۔ انہوں نے نہ سنا۔ آخر سب لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوگئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا (سنو لوگو!) اما بعد تم میں جو کوئی اگر محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا (یہ سمجھتا تھا کہ وہ پروردگار کی طرح کبھی فوت ہونے والے نہیں ہیں) تو محمد ﷺ تو فوت ہوگئے (اس کا خیال غلط ٹھہرا) اور جو کوئی اللہ کی پوجا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں (سورۃ آل عمران) میں فرماتا ہے محمد تو اور کچھ نہیں وہ اللہ کے ایک بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ بس ان سے پہلے کئی رسول بھیجے ہوئے آچکے ہیں) اخیر آیت ﴿وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے (جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی) تو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے لوگ یہ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھی تو معلوم ہوا۔ خیر پھر تو سب نے یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سیکھ لی اور جس کو دیکھو وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا۔ زہری نے کہا مجھ سے سعید

بن مسیّب نے بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے ایسا معلوم ہوا کہ میں نے یہ آیت سنی ہی نہ تھی، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پڑھی تو میں نے سنی۔ اسی وقت میں سہم گیا اور دہشت کے مارے میرے پاؤں نہیں اٹھتے تھے۔ میں زمین پر گر گیا۔ جوں ہی میں نے یہ آیت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سنی اور مجھ کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۶۸)

۳۴ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہونے لگی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے یہ حال دیکھ کر فرمایا: ہائے میرے باپ پر کیسی سختی ہو رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس آج ہی کا دن ہے، اس کے بعد تیرے باپ پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یوں کہہ کر رونے لگیں ہائے ابا جان! آپ نے اپنے پروردگار کا بلاوا منظور کیا۔ ہائے ابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت الفردوس میں ٹھکانا بنایا۔ ہائے ابا جان میں جبرئیل علیہ السلام کو آپ کی موت کی خبر سناتی ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دفنائے جاچکے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا تم لوگوں نے یہ کیسے گوارا کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۷۴)

۳۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت صحت میں فرماتے تھے کوئی پیغمبر اس وقت تک نہیں مرا جب تک اس نے بہشت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ نہیں لیا۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۷۵)

۳۶ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اختیار دیا گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کے پاس رہنا پسند نہیں کیا اور میں جان گئی کہ یہ اسی حدیث کا مضمون ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت صحت میں فرمائی تھی اور آخر کلام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہ تھا: یا اللہ بلند رفیقوں میں رکھ۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۵۷۵)

۳۷ جب ابو طالب مرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ (کافروں کے رئیس) بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا چچا! تم ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ لو، میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہاری نجات کے لیے سند پیش کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے کیا تم عبدالمطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ آخر ابو طالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۸۷۸)

۴۸ انہوں نے لات اور عزیٰ کے بیان میں کہا کہ لات ایک شخص کا نام تھا جو حاجیوں کے لیے ستو گھولا کرتا تھا۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۱۹۶۴)

۴۹ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نوح علیہ السلام کی قوم میں جو بت پوجے جاتے تھے اخیر میں وہ عرب لوگوں میں آ گئے۔ کلب قبیلوں والوں کا بت تھا دومۃ الجندل میں، اور سواع ہذیل قبیلے کا تھا، اور یغوث مراد قبیلے والوں کا بت تھا، پھر بنی غطیف کا ہو یا جوف میں جو شہر سبا کے پاس ہے اور یعوق ہمدان قبیلے کا بت تھا جو ذی الکلاع (بادشاہ) کی اولاد میں سے تھے۔ یہ سب چند نیک بخت شخصوں کے نام ہیں جو نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے۔ (بخاری جلد دوم حدیث ۲۰۲۴)

۵۰ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے یہ تشہد ہم اس وقت پڑھا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم السلام علیك ایها النبی کے بدل السلام علی النبی کہنے لگے۔

(بخاری جلد سوم حدیث ۱۱۹۳)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۱ پر)

۵۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کو اپنے عملوں کی وجہ سے نجات نہ ہوگی (بلکہ پروردگار کے فضل و کرم سے)۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی بھی نہیں؟ فرمایا مجھ کو بھی نہ ہوگی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔ (بخاری جلد سوم حدیث ۱۳۸۳)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۹۸ پر)

۵۲ ایک انصاری عورت (نام نا معلوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کسی مقدمہ میں کچھ گفتگو کی۔ آپ نے حکم بھی دیا پھر وہ کہنے لگی یا رسول اللہ میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (تو کیا کروں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیو۔ امام بخاری نے کہا حمیدی نے روایت میں ابراہیم بن سعد سے اتنا بڑھایا ہے آپ کو نہ پاؤں۔ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہے۔ (بخاری جلد سوم حدیث ۲۱۹۸)

۵۳ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے۔ پیٹوں کا گھٹنا بڑھنا، ان میں ایک بچہ ہے یا زیادہ، پورا ہے یا ادھورا، اللہ کے سوا

کوئی نہیں جانتا۔ کل کیا ہوگا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مینہ کب برسے گا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جاندار کس سرزمین میں مرے گا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب ہوگی، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (بخاری جلد سوم حدیث ۲۲۱۴)

۵ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے کہا جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تو سورۂ انعام میں فرماتا ہے آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں۔ اور جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی بات جانتے تھے وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ نمل میں فرماتا ہے کسی کو غیب کا علم بجز خدا کے نہیں ہے۔ (بخاری جلد سوم حدیث ۲۲۱۵)

۵ بخاری...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۷ پر)



باب 8

اصلی اور حقیقی امام کون؟

امام سے مراد وہ امام نہیں جو نماز پڑھاتا ہو، امام سے مراد وہ امام نہیں جو کسی فن میں مہارت رکھنے کی وجہ سے اس فن میں امام کہلاتا ہو، امام سے مراد وہ امام نہیں جو امیر یا حکمران ہو، امام سے مراد وہ امام بھی نہیں جو کسی نیکی میں پہل کرنے کی وجہ سے دوسروں کے لیے پیش رو بن جائے...... بلکہ امام سے مراد وہ امام ہے جس کو اللہ نے منصب امامت و رسالت پر سرفراز فرمایا ہو، جس کا ہر حکم واجب الاتباع ہو، جس کا ہر فقرہ ضابطہ حیات ہو، جس کا ہر فعل مشعل راہِ ہدایت ہو، جس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو، جس کی امامت عارضی نہ ہو بلکہ قیامت تک کے لیے دائمی ہو اور جو معصوم ہو، جس سے دینی بات میں غلطی کا صدور ناممکن ہو اور جس کی ہر دینی بات وحی الٰہی ہو۔

حاکم صرف ایک ہے یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے بندوں پر صرف اسی کا حکم چلتا ہے، دوسروں کا نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہر بندے کے پاس براہ راست نہیں پہنچتا بلکہ وہ اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو منتخب کر لیتا ہے اور اس بندے کو اپنے تمام احکامات سے بذریعہ وحی مطلع فرماتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات سے دوسروں کو مطلع کر دیتا ہے۔ ایسے بندے کو عربی زبان میں نبی یا رسول کہتے ہیں۔

اطاعت رسول دراصل اطاعت الٰہی:

رسول، بندوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے۔ اس کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے۔ ارشاد باری ہے

"جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت کی۔" (النساء:۴/۸۰)

رسول خود اپنی اطاعت نہیں کراتا بلکہ اس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (النساء: ٤/ ٦٤)

''کوئی رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

کیونکہ اطاعت (جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں) صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، لہٰذا بغیر اس کے حکم یا اجازت کے کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔ اگر کوئی شخص بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم یا اجازت کے دوسرے کی اطاعت کرتا ہے تو گویا اس نے اس دوسرے شخص کو اطاعت میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ اپنے کسی بندے کی اطاعت کو انسانوں پر فرض قرار دے دے۔ اگر بندے خود کسی کو اطاعت کے لیے منتخب کر لیں تو گویا وہ خود الٰہ بن بیٹھے، اللہ تعالیٰ کے حق عطائے رسالت پر خود قابض ہو گئے اور یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (الانعام: ٦/ ١٢٤)

''اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کس کو عطا فرمائے۔''

امام بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے:

لہٰذا وہ جس کسی کو رسالت عطا فرماتا ہے، اسے بنی نوع انسان کا امام و مطاع بنا دیتا ہے۔ امام بنانا لوگوں کا کام نہیں۔ جو لوگ رسول ﷺ کے علاوہ دوسروں کو اپنا مطاع اور امام بنا لیں پھر انہی کی اطاعت کریں، انہی کے فتووں کو سند آخر سمجھیں، وہ شرک فی الحکم کے مرتکب ہوں گے۔

صرف رسول ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انسانوں کے لیے امام بنا کر بھیجا جاتا ہے۔
رسول کو رسالت یا امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ (البقرہ: ٢/ ١٢٤)

''(ابراہیم!) میں تمھیں لوگوں کے لیے امام بنا رہا ہوں۔''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام جانتے ہیں کہ امام بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے، لہٰذا دعا فرماتے ہیں

﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ﴾ (البقرہ: ٢/ ١٢٤)

''اے اللہ! میری اولاد میں سے بھی (امام بنانا)''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۲۴)

''ہاں! بناؤں گا لیکن یہ وعدہ گنہگاروں کے لیے نہیں ہوگا۔''

آیت بالا سے ثابت ہوا کہ امام بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ انسانوں کا۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ امام گنہگار نہیں ہوتا بلکہ معصوم ہوتا ہے، لہٰذا جو معصوم ہوگا وہی امام ہوگا۔ جو معصوم نہیں وہ امام بھی نہیں اور معصوم سوائے نبی کے اور کوئی نہیں ہوتا لہٰذا سوائے نبی کے اور کوئی امام نہیں ہوسکتا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور چند رسولوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ﴾

(الانبیاء: ۲۱/ ۷۳)

''ہم نے ان رسولوں کو امام بنایا تھا، وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیک کام کرنے کی وحی کی تھی۔''

اس آیت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے امام بنائے جانے کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ امام بنانا اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ امام صرف رسول ہی ہوتے ہیں۔ رسول کے علاوہ اگر کسی دوسرے کو امام بنالیا جائے تو یہ شرک فی الحکم ہے۔

رسول ہی حاکم ہوتا ہے:

رسول ہی وہ ہستی ہے جس کو اپنے تمام اختلافات میں فیصلہ کرنے والا ماننا اور اس کے فیصلہ کو بلا چون و چرا تسلیم کرنا حقیقی ایمان ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء: ۴/ ۶۵)

''اے رسول! آپ ﷺ کے رب کی قسم! لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپ ﷺ کا فیصلہ نہ مان لیں اور جو فیصلہ

آپ ﷺ کریں اس سے کسی قسم کی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ اس کو برضا و رغبت تسلیم کرلیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام اختلافات دینی و دنیوی میں رسول آخری سند ہیں۔ جو لوگ اپنے معاملات میں کسی غیر نبی کو سند مانتے ہیں، اس کے قول و فعل کو بلا چون و چرا اور بے دلیل تسلیم کرتے ہیں، وہ گویا اس کو نبی کا درجہ دے دیتے ہیں۔ آیت بالا کی رو سے ایسے لوگ مومن نہیں ہوسکتے۔

اطاعت رسول باعث محبت الٰہی:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی پیروی کرنے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٣١﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۱)

''(اے رسول!) کہہ دیجیے: اگر تم (واقعی) اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ (میری پیروی کروگے تو) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہوں کو معاف کردے گا۔ اللہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

اطاعت رسول سبب ہدایت:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی اطاعت اور پیروی سے ہدایت ملتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ﴾ (النور: ۲۴/ ۵۴)

''اگر تم رسول کی اطاعت کروگے، تو ہدایت یاب ہوجاؤ گے۔''

﴿وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝١٥٨﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۵۸)

''رسول کی پیروی کرو، تاکہ تمھیں ہدایت مل جائے۔''

کیا اللہ کی طرف سے ایسی سندیں رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کے حق میں بھی وارد ہوئی ہیں؟ اگر نہیں تو بے سند شخص کیسے امام ہوسکتا ہے اور کیسے اس کی اطاعت اور پیروی سے ہدایت مل

سکتی ہے!؟

رسول شریعت الٰہی کا شارح:

رسول ہی وہ ہستی ہے جو اپنے منصب کے لحاظ سے اس بات کا حقدار ہے کہ وہ منجانب اللہ شریعت کی تشریح وتوضیح کر سکے، کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی طرف سے تشریح وتوضیح کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ۝۴۴﴾ (النحل: ١٦/ ٤٤)

''(اے رسول!) ہم نے یہ شریعت آپ ﷺ پر (اس لیے) نازل کی ہے تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے لیے نازل شدہ باتوں کی تشریح کر دیں اور لوگ (اپنی نجات کے متعلق) سوچ سکیں۔''

رسول کے قول وفعل کی مخالفت فتنہ عظیم:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کے قول وفعل کی مخالفت کرنا فتنہ عظیم اور دردناک عذاب کو دعوت دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝۶۳﴾ (النور: ٢٤/ ٦٣)

''ان لوگوں کو جو رسول کے قول وفعل کے خلاف چلتے ہیں، ڈرتے رہنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔''

رسول کی زندگی اسوۂ حسنہ:

رسول ہی وہ ہستی ہے جس کا طریقہ تمام مسلمانوں کے لیے ضابطہ حیات ہے، یہی وہ نمونہ ہے جس کے مطابق بن کر لوگ اللہ تعالیٰ سے کوئی امید رکھ سکتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾﴾ (احزاب : ٣٣/ ٢١)

''بے شک تمہارے لیے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔''

یہ نمونہ اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ اللہ کے نمونہ کے علاوہ دوسرے نمونے بنانا خود کو اللہ تعالیٰ کے منصب پر فائز کرنا ہے اور یہ شرک ہے۔ رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی ہر بات وحی الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾﴾ (النجم : ٥٣/ ٣، ٤)

''رسول اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا، وہ جو کچھ کہتا ہے وحی ہوتی ہے۔''

کیا یہ سند کسی اور کو حاصل ہے؟ اگر نہیں تو پھر کسی دوسرے کی بات کیسے سند ہو سکتی ہے؟ رسول ﷺ ہی کی وہ ذات گرامی ہے جس کی ہر بات حق ہے، جو معصوم ہے، جو کبھی غلطی پر قائم نہیں رہتا۔ ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾﴾ (النمل : ٢٧/ ٧٩)

''(اے رسول!) بے شک آپ درخشاں حق پر قائم ہیں۔''

کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سند کسی اور کو ملی ہے؟ اگر نہیں ملی تو وہ امام کیسے ہو سکتا ہے؟ امام وہی ہو سکتا ہے جس کی ہر بات حق ہو۔

رسول ﷺ ہی سراج منیر اور روشن چراغ ہے جس کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کا مطالعہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ روشن چراغ نہ ہو تو پھر تاریکی میں نہ شریعت الٰہی کا مطالعہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی صراط مستقیم مل سکتی ہے۔ ظلمت میں سوائے ضلالت کے اور کیا مل سکتا ہے؟ انسانوں میں رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کا فیصلہ مل جانے کے بعد کسی مومن کا اختیار باقی نہیں رہتا کہ وہ اس معاملہ میں خود کوئی رائے دے یا کسی دوسرے کی رائے لے۔ مومن کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ ہی پر عمل کرنا ہوگا اور بس۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ ''مومن مرد اور عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب اللہ اور رسول کسی معاملہ میں فیصلہ صادر فرما دیں تو پھر بھی اُنھیں اس معاملہ میں کسی قسم کا اختیار باقی رہے (کہ اس فیصلہ کے مطابق کریں یا نہ کریں) اور جو شخص بھی اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے گا گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔'' (الاحزاب:۳۳/۳۶)

کیا یہ حق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اور انسان کو دیا گیا ہے؟ اگر نہیں دیا گیا تو پھر وہ امام کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ واجب الاتباع کیسے ہوسکتا ہے؟ کسی مومن کو اختیار نہیں کہ رسول ﷺ کا فیصلہ سننے کے بعد کوئی اور بات کہے، سوائے اس کہ ''میں نے سنا اور میں اطاعت کروں گا۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جب مومنین کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کا قول سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہونا چاہیے کہ ''ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی'' ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

(النور:۲۴/۵۱)

کیا یہ منصب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اور کو عطا ہوا ہے؟ یقیناً نہیں اور جب یہ منصب کسی اور کو عطا نہیں ہوا تو پھر وہ واجب الاتباع کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ امام کیسے ہوسکتا ہے؟

رسول ہی منبع ہدایت:

رسول اللہ ﷺ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ وہ سیدھے راستے پر ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾ (الزخرف: ۴۳/ ۴۳)

''(اے رسول!) بے شک آپ ﷺ سیدھے راستے پر ہیں۔''

رسول ﷺ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ وہ سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾ (المؤمنون: ۲۳/ ۷۳)

”(اے رسول!) بے شک آپ سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔“

﴿وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝﴾ (الزخرف: ٤٣/ ٦١)

”(اے رسول! کہہ دیجیے) میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔“

یہ آیات اس بات کی کھلی سند ہیں کہ رسول ﷺ صراط مستقیم پر ہیں۔ بتائیے! یہ سندیں اور ضمانتیں کسی اور کے پاس ہیں؟ نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو پھر وہ امام کیسے ہو سکتے ہیں؟ ان کی بات آخری سند کیسے ہو سکتی ہے؟ ان کے فتوے اور قیاسات دین میں کس طرح شامل ہو سکتے ہیں؟

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی ہر دعوت اور ہر پکار حیات جاودانی بخشتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ﴾

(الانفال: ٨/ ٢٤)

”اے ایمان والو! جب اللہ اور رسول تمھیں ایسی بات کی طرف بلائیں جو تمھارے لیے حیات بخش ہو تو فوراً ان کی بات قبول کر لیا کرو۔“

رسول ﷺ کی نافرمانی باعث حسرات وندامت:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی پیروی نہ کرنا میدان محشر میں باعث حسرت وندامت کا سبب ہوگا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝﴾ (الفرقان: ٢٥/ ٢٧)

”روز محشر گنہگار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا اے کاش! میں نے رسول کی پیروی کی ہوتی۔“

اتباع رسول باعث رحمت:

رسول اللہ ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی پیروی سے رحمت ملتی ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ ﴾

(الاعراف: ۷/ ۱۵٦-۱۵۷)

''میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔ یہ رحمت میں ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو رسول کی پیروی کرتے ہیں۔''

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار اطاعت رسول ﷺ پر ہے۔ تمام اعمال حسنہ جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق نہ کیے جائیں، باطل ہیں۔ کیا یہ حیثیت بھی کسی اور کو حاصل ہے؟ اگر نہیں تو وہ امام کیسے ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾

(آل عمران: ۳/ ۱٦٤)

''یقیناً اللہ نے مومنین پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

کیا ایسی سند اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اور کو حاصل ہے؟ کیا کسی دوسرے کی اتباع سے تزکیۂ نفس ہونا یقینی ہے؟ کیا کسی اور شخص کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ اس نے کتاب وحکمت کا جو مفہوم بتایا ہے وہ یقیناً صحیح ہے؟ اگر نہیں تو امام کیسے ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴾ (النساء: ٤/ ٥٩)

''اگر تمہارا کسی معاملہ میں اختلاف ہوجائے تو اس معاملہ میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔''

کیا آپس کے اختلافات میں اللہ کی طرف سے رسول ﷺ کے علاوہ بھی کسی اور کو آخری سند مقرر کیا گیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر وہ امام کیسے ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ﴾

(النساء: ٤/ ١٠٥)

''(اے رسول!) ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے، تاکہ آپ لوگوں کے درمیان (اس طرح) فیصلہ کریں جس طرح اللہ آپ کو بتائے۔''

کیا کسی اور کے فیصلے بھی اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں صادر ہوتے ہیں؟ اگر نہیں تو ان کی بات کیسے سند ہو سکتی ہے؟

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ صرف ایک ہی ہستی ایسی ہے جس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، جس کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، جس کا طریقہ واجب الاتباع ہے، جس کی ہر بات وحی ہے، جو خود ہدایت پر ہے اور ہدایت کی دعوت دیتا ہے، جس کی اطاعت واتباع سے ہدایت ملتی ہے، جس کی پیروی سے ولایت ملتی ہے، جس کے پاس ان تمام باتوں کے لیے وحی الٰہی کی سند ہے اور وہ ہستی صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے، تو پھر بتائیے! رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کی اطاعت سے، کسی اور کو آخری سند یا امام بنانے سے سوائے نقصان کے اور کیا مل سکتا ہے؟ یہ نقصان دو قسم کا ہوگا: ایک شرک فی الحکم کا، دوسرا فرقہ بندی کا۔ شرک کسی قسم کا بھی ہو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، لہٰذا اس سے بچنا بڑا ضروری ہے، ورنہ نجات ناممکن ہے۔ فرقہ بندی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ صرف ایک متفق علیہ امام کو امام مانا جائے۔ ایسا امام سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کون ہو سکتا ہے؟ کوئی فرقہ ایسا نہیں جو رسول اللہ ﷺ کو واجب الاتباع نہ مانتا ہو، ان کی پیروی کو ذریعہ نجات نہ سمجھتا ہو۔ اتباع رسول اللہ ﷺ مقصد ہے، علماء اور فقہاء ذریعہ تو ہو سکتے ہیں، مقصد نہیں بن سکتے۔ علماء اور فقہاء امام کائنات ﷺ کی باتیں ہم تک پہنچانے والے ہیں۔ امام ہمارا صرف ایک ہی ہے اور وہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا امام بنایا ہے۔

آیئے! صرف اللہ کے بنائے ہوئے امام کو امام مانیے، فرقہ بندی ختم کر دیجیے، سب ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور ایک ہو جائیں۔ (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)

آؤ! اپنے نبی کی طرف

دوستو! یا تو کہہ دو کہ ہم حدیث رسول پر عمل نہیں کرتے یا آؤ ان پر بھی عمل شروع کر دو۔ پروردگار! تو خوب دانا وبینا ہے، میری یہی عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر مسلمان عامل ہو جائیں۔

اے لوگو، جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے ہو! میری بات ذرا غور سے سنو!

١. وہ رسول محترم (ﷺ) جن پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔
٢. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے لیے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔
٣. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی عمر کی قسم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اٹھائی ہے۔
٤. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے بہترین نمونہ قرار دیا۔
٥. وہ رسول محترم (ﷺ) جن پر ایمان لانے کا وعدہ تمام انبیائے کرام (علیہم السلام) سے عالم ارواح میں لیا گیا۔
٦. وہ رسول محترم (ﷺ) جنھیں اللہ تعالیٰ نے معراج جسمانی کے شرف سے نوازا۔
٧. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے بعد قیامت تک اب کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔
٨. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے خوش ہونے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔
٩. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے ناراض ہونے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔
١٠. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔
١١. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔
١٢. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے کسی بھی فیصلے یا حکم سے روگردانی سارے نیک اعمال برباد کر دیتی ہے۔
١٣. وہ رسول محترم (ﷺ) جن سے آگے بڑھنے کی کسی کو اجازت نہیں۔
١٤. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے حضور اونچی آواز میں بات کرنا اپنی دنیا وآخرت برباد کرنا ہے۔
١٥. وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی اطاعت میں جنت اور نافرمانی میں جہنم ہے۔

ہم سب اسی رسول محترم (ﷺ) کی امت سے ہیں۔ہم سب نے اسی رسول محترم (ﷺ) کا کلمہ پڑھا ہے۔ ہماری نسبت اسی رسول محترم (ﷺ) کے ساتھ ہے۔تو پھر یہ کیا کہ ہم نے علیحدہ علیحدہ نسبتیں قائم کر رکھی ہیں۔علیحدہ علیحدہ فرقے اور مسلک بنالیے ہیں۔علیحدہ علیحدہ نام رکھ لیے ہیں......!؟اور پھر اپنی اپنی نسبت اپنے اپنے فرقے،اپنے اپنے مسلک اور اپنے اپنے نام پر فخر جتانے پر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اے لوگو جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ رکھتے ہو! کیا ہمارے دل اپنے اپنے پسندیدہ مسلکوں اور طور طریقوں پر پتھروں سے بھی زیادہ سختی سے جمے ہوئے ہیں کہ سنت رسول (ﷺ) جان لینے کے باوجود ہم انہیں چھوڑنے کو تیار نہیں؟

اللہ اور رسول (ﷺ) پر ایمان لانے والو! ذرا کان لگا کر میری بات تو سنو، صحابی رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ)) [1]

''جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔''

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ہم سب نے اپنے رسول محترم ﷺ کا ارشاد مبارک سن لیا، آیئے! ذرا غور کریں کہ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

جماعت محمدی اور اہل سنت رسول اللہ ﷺ کے پیروکاروں کا نام ہے۔قرآن مجید سچی کتاب ہے، سب مسلمان اس کو مانتے ہیں۔اگر کوئی آیت آپ کو ناگوار گزرے تو سمجھ لو کہ ایمان مفقود ہے اور اگر غصے سے کوئی شخص قرآن مجید کی کوئی آیت پھاڑ دے تو سمجھ لو کہ وہ مسلمان نہیں۔

قرآن کریم کو مان کر اس کی آیت کا احترام کرو......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ﴾

(الانعام: ٦/ ١٥٩)

---

[1] بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ٥٠٦٣۔ مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح ......الخ: ١٤٠١.

''جن لوگوں نے دین کو فرقوں میں تقسیم کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، (اے رسول!) تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔''

تقلید چوتھی صدی میں شروع ہوئی، اس سے پہلے کوئی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی نہ تھا۔ مدرسہ دیوبند ۱۸۶۷ء میں بنا، اس سے پہلے کوئی دیوبند نہ تھا۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی ۱۹۲۱ء میں فوت ہوئے، اس سے پہلے کوئی بریلوی نہ تھا۔ یہ سب فرقے جدید ہیں۔ اہل سنت ہی صرف ''جماعت'' ہے، باقی سب فرقے ہیں۔ ہم کو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے فرامین کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث رسول ﷺ کو مان کر محمدی بنو۔ پھر ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چل کر اہل سنت بنو۔ یہی نبی ﷺ کی سنت پر چلنے والی جماعت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ.))

''جو جماعت سے بالشت بھر پیچھے ہٹا، اس نے ایمان کا حلقہ اپنی گردن سے اتار دیا۔''

اہل سنت نبی ﷺ کے فرماں برداروں کا نام ہے اور سب فرقے امتیوں کے نام پر بنے ہیں۔ نبی ﷺ کے مقابلے میں کسی امتی کی کوئی حیثیت نہیں۔ اپنی نسبت اپنے نبی ﷺ کی طرف کرو، امتی کی طرف نہ کرو کیونکہ رسول ﷺ کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں اور ان کی بات جیسی کوئی بات نہیں۔

چھوڑ کر راہ سنت کی مگن بیٹھے ہو
اپنے فرقوں کی لگائے لگن بیٹھے ہو
جب محمد (ﷺ) کا کسی فرقے سے کوئی تعلق ہی نہیں
کیوں مانتے اور چھوڑتے فرقوں کو نہیں

حنفی فقہ کے مسائل کی حقیقت جاننے کے لیے فقہ حنفی کے باب میں حوالے دیکھیں۔

چند دیگر امور

محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں عقیدہ:

رسول اللہ ﷺ کے متعلق سب سے اہم بات جو امتی کی آخرت کے حساب سے نہایت ہی اہم ہے، وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کفر ہے اور سب سے بڑی بے ادبی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ کے فرمان اور آپ ﷺ کی سنت کی بے ادبی کی جائے۔ یعنی ان پر عمل نہ کیا جائے اور آپ ﷺ کا جو مقام ہے وہ کسی امتی کو دے دیا جائے۔ یعنی آپ ﷺ کے احکام ماننے کے بجائے کسی دوسرے امتی کے احکام مانے جائیں۔ جو کچھ یہود و نصاریٰ نے کیا وہی کچھ آج امت مسلمہ بھی کر رہی ہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کا مقام امتیوں کو دے دیا اور اللہ کا مقام انبیاء کو دے دیا۔ اسی وجہ سے یہود و نصاریٰ کو کافر و مشرک کہا گیا۔ ہمیں اس معاملے کو اچھی طرح سمجھ کر چلنا چاہیے کیونکہ اس معاملے میں نہایت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ لوگ آپ ﷺ کی اطاعت سے گریزاں ہیں۔ اور کنز الایمان (18 ف 178) میں ہے ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے۔ بعض لوگ ولی کو نبی پر فضیلت دے کر گمراہ ہو گئے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۹ پر)

تبصرہ: ...... ثابت ہو گیا اماموں کو نبی ﷺ پر فضیلت دینے والے گمراہ اور سخت خطرے میں ہیں۔

① محمد رسول اللہ ﷺ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ (البقرۃ:۲/۲۵۲،۲۵۳)

② آپ ﷺ پر آسمانی ہدایت کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور توحید لازم تھی۔ (البقرۃ:۲/۲۸۵)

③ آپ ﷺ کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ (آل عمران:۳/۳۱)

④ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور بشر ہیں۔ (البقرۃ:۲/۲۳،۹۰،۱۲۸،۱۲۹،۱۵۱)

⑤ آپ ﷺ بشیر و نذیر ہیں۔ (المائدۃ:۵/۱۹)

⑥ آپ ﷺ اپنے یا کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں۔
(القصص:۵٦، الانعام:۵۰، ۵۲، ۵۷، ۵۸۔ الجن:۲۱)

⑦ آپ ﷺ کا کام صرف دین کی تبلیغ ہے۔ (آل عمران:۲۰۔ الاعراف:۲۔ ھود:۱۲)

⑧ آپ ﷺ غیب نہ جانتے تھے۔ (الانعام:۵۰۔ الاعراف:۱۸۸)

⑨ آپ ﷺ کو توحید پر عمل کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ (ھود:۱۱۳۔ یوسف:۱۰۸)

⑩ آپ ﷺ کو معجزات کا اختیار نہ تھا۔ (بنی اسرائیل:۹۰ تا ۹۳۔ طٰہٰ:۱۳۳۔ المومن:۷۸۔ العنکبوت:۵۰)

⑪ آپ ﷺ کو قیامت کے وقت کا علم نہ تھا۔ (الاعراف:۱۸۷۔ طٰہٰ:۱۵۔ النمل:٦۵)

⑫ قرآن مجید میں آپ ﷺ کی موت کا ذکر ہے۔ (الانبیاء۳۴، ۳۵۔ الزمر:۳۰۔۳۱)

⑬ آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اللہ کو کارساز یعنی مشکل کشا سمجھو۔
(الاحزاب:۳، ۴۸۔ النمل:۷۹۔ الزمر:۳۸)

⑭ آپ ﷺ کو مقام محمود ملے گا۔ (بنی اسرائیل:۷۹)

⑮ آپ ﷺ کسی کے وکیل (کارساز) نہیں یعنی مشکل کشا نہیں۔ (القصص:۵٦)

⑯ آپ ﷺ کا اسوہ۔ (الاحزاب:۲۱۔ القلم:۴)

⑰ آپ ﷺ پر درود پڑھنا۔ (الاحزاب:۵٦)

⑱ شعر کہنا آپ ﷺ کے لائق نہیں۔ (یٰسین:٦۹)

⑲ آپ ﷺ کوئی نئے رسول نہیں۔ (الاحقاف:۹)

⑳ آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل یعنی کارساز سمجھیں اور اللہ پر توکل یعنی بھروسا کریں۔ (النمل:۷۹۔ الزمر:۳۸۔ المزمل:۹)

㉑ ہدایت دینا آپ ﷺ کے اختیار میں نہیں۔ (القصص:۵٦) یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (دیکھئے کنز الایمان)

جن باتوں سے انسان کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں:

① جو لوگ اللہ کے حکموں کا انکار کرتے ہیں اور پیغمبر کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں

انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں، ان کے عمل دنیا میں برباد ہو گئے۔ (آل عمران: ۲۲) اور جو ایمان سے منکر ہوا تو اس کے عمل برباد ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے: المائدہ: ۵، ۵۳۔ التوبہ: ۱۷، ۶۹۔ محمد: ۹، ۲۸، ۳۲)

۲ دین کی باتوں میں ہنسی مزاح سخت منع ہے۔ (التوبہ: ۶۵، ۶۶)

۳ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو بھرنا ہے، جہنم سے بچو۔ (ھود: ۱۱۸، ۱۱۹)

۴ اللہ تعالیٰ مالک یوم الدین ہے۔ یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب فیصلے فرمائے گا اور کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (المومن: ۱۶۔ فاتحہ: ۳)

۵ زمین اور آسمان میں ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ (النساء: ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۷۰ تا ۱۷۲)

۶ صراط مستقیم صرف ایک ہے اور وہ نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کا طریقہ ہے۔ ان پر نہ خوف ہوگا نہ غم۔ (النساء: ۶۹) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا بتایا ہوا صراط مستقیم صرف ایک ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی راستے اختیار کیے جائیں گے وہ سیدھے نہیں ہیں، بلکہ جہنم کی طرف لے جائیں گے۔

۷ موت کا منظر، جب فرشتے جان نکالتے ہیں اور فرشتوں کے فرائض۔ (الاعراف: ۳۷ تا ۴۱۔ النحل ۲۸، ۲۹، ۳۲۔ حم السجدہ: ۳۰ تا ۳۲)۔

۸ اللہ پر جھوٹ باندھنے سے سخت منع کیا گیا ہے۔ جھوٹ باندھنا یہ ہے کہ انسان وہ بات کہے جو اللہ نے نہ کہی ہے۔ (النساء: ۵۰۔ المائدہ: ۱۰۳)

۹ مومن کا کافر و مشرک سے کوئی تعلق نہیں۔ (آل عمران: ۲۸۔ النساء: ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۴۔ التوبہ: ۲۳، ۲۴، ۲۸، ۲۹، ۱۱۳)۔

۱۰ مشرکین کا پرانا شیوہ ہے کہ وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ تم پر ہمارے معبودوں کی مار پڑ گئی ہے۔ (ھود: ۵۴، ۶۱) جیسے آج کل کہتے ہیں کہ تم پر ہمارے گیارھویں والے کی مار پڑ گئی ہے۔

۱۱ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی امتوں سے فرمایا ہم تم سے اجر نہیں مانگتے، ہمارا اجر اللہ کے پاس ہے۔ (ھود: ۲۹، ۵۱۔ الانعام: ۹۰۔ یونس: ۷۲)

۱۲ مومنوں کا عیب کیا ہے؟ جرم کیا ہے؟ (آل عمران: ۱۹۵۔ البروج: ۸، ۹) یعنی توحید پر ایمان لانا

ہی ہمیشہ سے مومنوں کا جرم رہا ہے۔

نعت خوانی اور شرک:

رسول اللہ ﷺ کے وقت توحید پر مبنی شعر کہے جاتے رہے ہیں، ان کا ذکر بخاری اور مسلم شریف میں ہے۔لیکن آج کل نعت خوانی میں شرکیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں، جو اپنی عاقبت برباد کرنے کے مترادف ہیں۔غلط قسم کے اشعار کی قرآن میں مذمت آئی ہے

﴿وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ؕ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ۙ وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ۙ﴾ (الشعراء : ٢٦/ ٢٢٤ تا ٢٢٦ بمع فوائد كنزالايمان)

''اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ ہی کرتے ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں کرتے نہیں۔''

شاعروں کی اکثریت چونکہ ایسی ہوتی ہے کہ وہ اصول وضابطہ کے بجائے ذاتی پسند و ناپسند کے مطابق اظہار رائے کرتے ہیں، علاوہ ازیں شعر گوئی میں غلو و مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور شاعرانہ تخیلات میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھٹکتے ہیں، اس لیے فرمایا کہ ان کے پیچھے لگنے والے بھی گمراہ ہیں۔اس قسم کے اشعار کے لیے حدیث میں بھی فرمایا گیا ہے کہ ''پیٹ کا لہو و پیپ سے بھر جانا جو اسے خراب کر دے، شعر سے بھر جانے سے بہتر ہے۔''[1]

راگ اور گانے کے متعلق حنفی فقہ کی مشہور کتابوں کے حوالے:

1. جو قرآن کو دف وغیرہ کے ساتھ پڑھے، وہ کافر ہے۔(درمختار:۵۹۲)
2. رقص کرنے والے اور حال جاننے والے اور حال کھیلنے والے کافر ہیں۔(درمختار:۶۱۰)
3. گانے بجانے سے لذت اٹھانا کفر ہے۔(درمختار:۲۲۲۔ہدایہ:۲۴۶)
4. صوفیہ گانا سننے والے، حال کھیلنے والے مفسد بے دین ہیں۔(ہدایہ:۴/۳۱۷)
5. گانا اللہ کے نزدیک شرک ہے۔(ہدایہ:۳۴۶)

[1] مسلم، كتاب الشعر، باب فى النشاد الاشعار و بيان الشعر الكلمة و ذم الشعر:٢٢٥٧.

رسول اللہ ﷺ کا سایہ مبارک

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ بشر نہیں بلکہ صرف نور ہیں، اس لیے آپ کا سایہ نہیں، یہ بھی جھوٹ ہے۔ آؤ! میں قرآن وسنت سے ثابت کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کا سایہ تھا:

پہلی دلیل:

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾ (الرعد: ۱۳/ ۱۵)

"اور اللہ کو ہر وہ چیز سجدہ کرتی ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں، خوشی سے اور ناخوشی سے اور ان سب کے سائے بھی سجدہ کرتے ہیں، صبح وشام۔"

اس آیت میں فرمایا جو آسمان اور زمین میں ہے، تو رسول اللہ ﷺ بھی زمین ہی میں ہیں، لہٰذا آپ بھی اللہ کو سجدہ کرتے تھے اور آپ کا سایہ بھی تھا۔ قرآن سے آپ کا سایہ ثابت ہوا۔

دوسری دلیل:

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ﴾ (النحل: ۱۶/ ۴۸)

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی چیز پیدا کی ہے سب کے سائے دائیں بائیں پھرتے ہوئے نہایت عاجزی سے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔"

تمام مخلوق کے سائے اس آیت میں ثابت ہوئے اور آپ ﷺ کا سایہ بھی ہوا۔

تیسری دلیل:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ سیدہ زینب کے پاس زائد اونٹ موجود تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "زینب! یہ اونٹ سواری کے لیے صفیہ کو دے دو۔" سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا "میں اس یہودیہ

کو دوں'' (سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا یہودی خاندان سے مسلمان ہوئی تھیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ناراض ہوگئے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے کلام ترک کر دیا۔ ذوالحجہ کے چند دن، ماہ محرم، ماہ صفر اور ربیع الاول کے کچھ دن گزر گئے۔ طویل بائیکاٹ سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری حاجت نہیں رہی۔ اپنا سامان اور چارپائی کو اٹھانا چاہا اور فرماتی ہیں ((فَبَيْنَمَا اَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ اِذَا اَنَا بِظِلِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُقْبِلٌ .)) کہ میں اسی سوچ بچار میں بیٹھی تھی کہ دوپہر کا وقت تھا، اچانک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دیکھ لیا۔ [1]

کنزالایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ مبارک کا ذکر موجود ہے لیکن حسب عادت تھوڑی سی گڑبڑ کے ساتھ۔ (دیکھئے ان کا ترجمہ مع تفسیر (النور: ۱۱ف ۱۵)۔

چوتھی دلیل:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی، نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پھر پیچھے کر لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے نماز کے دوران (کشفی حالت میں) جنت کو اپنے سامنے دیکھا تو اس کے میوے قریب ہی جھک رہے تھے۔ میں نے ارادہ کیا اس میں سے کچھ میوے توڑلوں تو جنت بحکم الٰہی غائب کر دی گئی۔ پھر میں نے جہنم کو دیکھا: ((ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَى النَّارِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ حَتّٰى رَأَيْتُ ظِلِّيْ وَظِلَّكُمْ)) ''پھر مجھ کو میرے اور تمہارے درمیان پیش کیا گیا، یہاں تک کہ اس آگ کی روشنی میں میں نے اپنا سایہ اور تمہارا سایہ دیکھ لیا۔'' [2]

قرآن وحدیث سے یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تھا جو کوئی اب یہ

---

[1] مسند احمد: ٦/ ١٣٢ ، ٢٦١ ، ح: ٢٥٥١٦ ، ٢٦٧٨٠ و سنده صحيح فى اسناده شميسة و ثقها يحيىٰ بن معين تاريخ عثمان بن سعيد الدارمى ص: ١٣١ ، ت ٤١٨۔ و مجمع الزوائد : ٤/ ٣٢٣ .

[2] صحيح ابن خزيمة: ٢/ ٥٠ ، ١٥ ، ح: ٨٩٢ واسناده صحيح۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٤٥٦ وفى النسخة الجديدة: ٤/ ٥٠٣ ، ح: ٨٤٠٨ واسناده حسن لذاته .

کہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا تو اُس نے قرآن و حدیث کی بات ہی نہیں مانی اور غلو میں مبتلا ہو گیا۔

قبر میں نبی ﷺ کی حیات کا مسئلہ

سوال:...... اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ کی یہ زندگی اخروی اور برزخی زندگی ہے یا دنیاوی زندگی؟ ادلہ اربعہ سے جواب دیں۔

جواب:...... الحمدلله رب العالمين و الصلوة و السلام على رسوله الامين اما بعد! اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ دنیا کی زندگی گزار کر فوت ہو گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝﴾ (الزمر: ٣٩/ ٣٠)

''بے شک تم وفات پانے والے ہو اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔''

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ مَاتَ...... : الخ)) [1]

''سن لو! جو شخص (سیدنا) محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا تو بے شک محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔''

اس موقع پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ﴾ الخ (آل عمران : ٣/ ١٤٤) کی آیت تلاوت فرمائی تھی۔ ان سے یہ آیت سن کر (تمام) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ آیت پڑھنی شروع کر دی۔ (البخاری: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسے تسلیم کر لیا۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۴۴۵۴)

معلوم ہوا کہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔

---

[1] صحيح بخاري: ٣٦٦٨.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) ❶

''جو نبی بھی بیمار ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے۔''

آپ ﷺ نے دنیا کے بدلے آخرت کو اختیار کر لیا۔ یعنی آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی زندگی اخروی زندگی ہے جسے بعض علماء برزخی زندگی بھی کہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ نَبِيٌّ حَتّٰى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.)) ❷

''میں (آپ ﷺ) سے سنتی تھی کہ کوئی نبی بھی وفات نہیں پاتا یہاں تک کہ دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دے دیا جاتا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((فَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْآخِرَةِ)) ❸

''پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میرے اور آپ ﷺ کے لعاب دہن کو (مسواک کے ذریعے سے) جمع (اکٹھا) کر دیا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت ہے کہ:

((لَقَدْ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . . . الخ)) ❹

''یقیناً رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے''

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں۔ ان صحیح و متواتر دلائل سے معلوم ہوا کہ سیدنا محمد رسول ﷺ فداہ ابی و امی فوت ہو گئے ہیں۔

---

❶ صحيح البخاري: ٤٥٨٦، صحيح مسلم.

❷ البخاري: ٤٤٣٥، مسلم ٢٤٤٤.

❸ صحيح البخاري: ٤٤٥١.

❹ صحيح مسلم: ٢/ ٢٩٧٤ وترقيم دارالسلام: ٧٤٥٣.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی نماز کے بارے میں فرماتے تھے:

((اِنْ كَانَتْ هٰذَا لِصَلَاتِهِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا)) ❶

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے۔''

ایک دوسری روایت میں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

((حَتّٰى فَارَغَ الدُّنْيَا)) ❷

''حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا......الخ)) ❸

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے۔''

ان ادلہ قطعیہ کے مقابلے میں فقہ دیوبندیہ کے بانی محمد قاسم نانوتوی (متوفی ۱۲۹۷ھ) لکھتے ہیں کہ:

''ارواح انبیائے کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا، فقط مثل نور چراغ اطراف و جوانب سے قبض کر لیتے ہیں، یعنی سمیٹ لیتے ہیں۔ اور سوا ان کے اوروں کی ارواح کو خارج کر دیتے ہیں۔'' (جمال قاسمی ص ۱۵)

تنبیہ:...... میر محمد کتب خانہ باغ کراچی کے مطبوعہ رسالے ''جمال قاسمی'' میں غلطی سے ارواح کی بجائے ''ازواج'' چھپ گیا ہے۔ اس غلطی کی اصلاح کے لیے دیکھئے سرفراز خان صفدر دیوبندی کی کتاب ''تسکین الصدور'' (ص ۲۱۶)۔

محمد حسین نیلوی دیوبندی کی کتاب ''ندائے حق'' (ج ۱ ص ۵۷۲ و ص ۶۳۵)۔

نانوتوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

---

❶ صحيح بخاری: ۸۰۳.

❷ صحيح مسلم: ۲۹۷۶/۳۳ و دار السلام: ۷۴۵۸) نیز دیکھئے: طاہر القادری کی کتاب میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۵۳ تا ص ۴۸۱)

❸ صحيح البخاری: ۵۴۱۴.

''رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے، اس میں انقطاع یا تبدل وتغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا۔''

(آب حیات ص ۲۷)

''انبیاء بدستور زندہ ہیں۔'' (آب حیات ص ۳۶)

نانوتوی صاحب کے اس خودساختہ نظریے کے بارے میں نیلوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''لیکن حضرت نانوتوی کا یہ نظریہ صریح خلاف ہے اس حدیث کے جو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل فرمایا ہے۔۔۔'' (ندائے حق جلد اول ص ۲۳۶)

نیلوی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ

''مگر انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں مولانا نانوتوی قرآن و حدیث کی نصوص و اشارات کے خلاف جمال قاسمی ص ۱۵ میں فرماتے ہیں: ''ارواح انبیائے کرام علیہم السلام کا اخراج نہیں ہوتا'' (ندائے حق جلد اول ص ۲۱۷)

لطیفہ نانوتوی صاحب کی عبارت مذکورہ پر تبصرہ کرتے ہوئے محمد عباس رضوی لکھتا ہے:

''اور اس کے برعکس امام اہلسنّت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب وفات (آنی) ماننے کے باوجود قابل گرفت زنی ہیں۔'' (واللہ آپ زندہ ہیں ص ۱۲۴)

یعنی بقول رضوی بریلوی، احمد رضا خان بریلوی کا وفات النبی ﷺ کے بارے میں وہ عقیدہ نہیں جو محمد قاسم نانوتوی کا ہے۔

(۲)......اس میں کوئی شک نہیں کہ وفات کے بعد نبی کریم ﷺ جنت میں زندہ ہیں۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں آیا ہے کہ فرشتوں (جبریل، میکائیل علیہما السلام) نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

((اِنَّهٗ بَقِیَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْ، فَلَوْ اِسْتَكْمَلْتَ اَتَيْتَ منزلك)) [1]

''بے شک آپ کی عمر باقی ہے جسے آپ نے (ابھی تک) پورا نہیں کیا۔ جب آپ

[1] صحيح البخاری / ح۱۳۸۶ .

یہ عمر پوری کرلیں گے تو اپنے جنتی محل میں آ جائیں گے۔"

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ دنیا کی عمر گزار کر جنت میں اپنے محل میں پہنچ گئے ہیں۔ شہداء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اَرْوَاحُهُمْ فِیْ جَوْفِ طَيْرٍ خضرٍ ، لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ تْ ، ثُمَّ تَاْوِىْ اِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ)) [1]

"ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں۔ ان کے لیے عرش کے نیچے قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں۔ وہ (روحیں) جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ پھر واپس ان قندیلوں میں پہنچ جاتی ہیں۔"

جب شہداء کی روحیں جنت میں ہیں تو انبیائے کرام علیہم السلام ان سے بدرجہا اعلیٰ جنت کے اعلیٰ و افضل ترین مقامات و محلات میں ہیں۔ شہداء کی یہ حیات جنتی، اخروی و برزخی ہے۔ اسی طرح انبیائے کرام کی یہ حیات جنتی، اخروی و برزخی ہے۔

حافظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

((وَهُوَ حَیٌّ فِیْ لَحْدِهٖ حَيَاةَ مِثْلِهٖ فِی الْبَرْزَخِ))

(سیر اعلام النبلاء ۹/ ۱۶۱)

"اور آپ ﷺ اپنی قبر میں برزخی طور پر زندہ ہیں۔"

پھر آگے وہ یہ فلسفہ لکھتے ہیں کہ یہ زندگی نہ تو ہر لحاظ سے دنیاوی ہے اور نہ ہر لحاظ سے جنتی ہے بلکہ اصحاب کہف کی زندگی کے مشابہ ہے۔ (ایضاً ص۱۶۱)

حالانکہ اصحاب کہف کی دنیاوی زندگی تھے جب کہ نبی کریم ﷺ پر بہ اعتراف حافظ ذہبی وفات آ چکی ہے۔ لہٰذا صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی ہر لحاظ سے جنتی زندگی ہے۔ یاد رہے کہ حافظ ذہبی بصراحت خود، آپ ﷺ کے لیے دنیاوی زندگی کے عقیدے کے مخالف ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم: ۱۲۱/ ۸۸۷ اور دارالسلام: ۴۸۸۵ .

"لِاَنَّهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَ اِنْ كَانَ حَيًّا فَهِىَ حَيَاةٌ اُخْرَوِيَّةٌ لا تَشْبَهُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ" ❶

"بے شک آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن یہ اخروی زندگی ہے۔ دنیاوی زندگی کے مشابہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم"

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ زندہ ہیں لیکن آپ ﷺ کی زندگی اخروی و برزخی ہے، دنیاوی نہیں ہے۔

اس ساری تحقیق کا یہ خلاصہ ہے کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ وفات کے بعد آپ ﷺ جنت میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کی یہ زندگی اخروی ہے جسے برزخی زندگی کہا جاتا ہے۔ یہ زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے۔ (و ما علینا الا البلاغ)

نیز دیکھئے کنز الایمان (110 ف 4) جس میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل و تمام ہو گیا اور اب آپ ﷺ دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے اور آپ ملاقات الٰہی اختیار کی یعنی اللہ کے پاس چلے گئے اور کنز الایمان میں ہے آپ ﷺ فوت ہو گئے اللہ کے پاس چلے گئے اب دنیا میں نہیں ہیں۔ (21/ف66+46/10) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۰، ۷۹۹ پر)



---

❶ فتح الباری ج ۷ ص ۳۴۹ تحت ح ۴۰۴۲۔

باب 9

ضعیف احادیث کی بنیاد پر دورِ حاضر میں مروج چند بدعات

☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ ساری دنیا کی تخلیق نبی ﷺ کے لیے ہوئی (من گھڑت)
☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ سب سے پہلے نبی ﷺ کا نور پیدا ہوا (موضوع ہے)
☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر درود پڑھنے والے کی آواز نبی ﷺ قبر میں سنتے ہیں۔ (ضعیف ہے)
☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ امت کے اعمال نبی ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں (ضعیف ہے)
☆ وضوء کے دوران گردن کا مسح کرنا۔ (ضعیف ہے)
☆ وضوء کے بعد آسمان کی طرف دیکھنا اور انگلی اٹھانا (منکر، ضعیف ہے)
☆ اذان کے دوران انگوٹھوں کے ساتھ آنکھیں چومنا۔ (ضعیف ہے)
☆ جمعہ کے روز والدین کی قبروں کی زیارت کا خاص اہتمام کرنا۔ (من گھڑت ہے)
☆ قبروں پر سورۂ یسٓ کی قراءت کرنا (من گھڑت ہے)
☆ شب براءت کی رات کو عبادت کے لیے خاص کرنا (ضعیف ہے)

اہل بدعت کا عبرتناک انجام

☆ بدعتی کا عمل قبول نہیں ہوتا (درست ہے ۱۸/۱۰۳، ۱۰۴)
☆ بدعتی کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ (درست ہے حدیث کے مطابق)
☆ بدعتی کو پناہ دینے والا بھی لعنتی ہے۔ (درست ہے حدیث کے مطابق)
☆ بدعتی حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے (درست ہے حدیث)

چند ضعیف و موضوع احادیث کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بیان

☆ ضعیف و موضوع احادیث کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ (صحیح ہے حدیث)
☆ ضعیف احادیث اور بدعات پر عمل سے ہم کیسے بچیں؟

☆ ضعیف احادیث کی پہچان کے سلسلہ میں شیخ محمد صالح المنجد ﷾ کا بیان
☆ بے حیائی اور برائی سے نہ روکنے والی نماز، نماز نہیں۔ (باطل ہے)
☆ مسجد میں فضول گفتگو نیکیوں کو کھا جاتی ہے (کوئی اصل نہیں)
☆ دنیا اور آخرت کے لیے عمل کی مثال (ثابت نہیں)
☆ رسول اللہ ﷺ ہر متقی کی خوش بختی کا محور (کوئی اصل نہیں)
☆ رسول اللہ ﷺ کی بعثت بحیثیت معلم (ضعیف ہے)
☆ دنیا کی طرف اللہ کی وحی (من گھڑت ہے)
☆ خوبصورت عورت سے بچو (ضعیف ہے)
☆ دو گروہوں کی درستگی پر پوری امت کی درستگی کی ضمانت۔ (موضوع ہے)
☆ میرے مرتبے کا وسیلہ پکڑو۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ نماز کے لیے نکلتے وقت دعا کرنے سے ہزار فرشتوں کی استغفار۔ (ضعیف ہے)
☆ امت محمد تا قیامت خیر و بھلائی کا مرکز (کوئی اصل نہیں)
☆ عصر کے بعد سونے سے عقل خراب ہو جانے کا اندیشہ (موضوع ہے)
☆ بے وضو ہونے کے بعد وضوء کرنے کی ترغیب (من گھڑت ہے)
☆ حج کے دوران قبر نبوی کی زیارت کی ترغیب۔ (موضوع ہے)
☆ حج کے دوران قبر نبوی کی زیارت کی فضیلت۔ (ضعیف ہے)
☆ امت کا اختلاف رحمت ہے۔ (موضوع ہے)
☆ کسی بھی صحابی کی اتباع ذریعۂ ہدایت۔ (موضوع ہے)
☆ نفس کی پہچان ہی رب کی پہچان ہے۔ (موضوع ہے)
☆ مجھے میرے رب نے ادب سکھایا۔ (ثابت نہیں)
☆ مخلص لوگ بھی خطرے میں ہیں۔ (جھوٹ ہے)
☆ مومن کے جوٹھے میں شفا ہے۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ خلیفہ مہدی کی آمد کی ایک علامت۔ (ضعیف ہے)

☆ توبہ کرنے والے کی فضیلت۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ نبی کریم ﷺ کو کوئی بات بلا مقصد نہیں بھلائی جاتی تھی۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ لوگ مرنے کے بعد ہوش میں آئیں گے۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ سچی حدیث کی پہچان۔ (موضوع ہے)
☆ طلاق سے عرش کانپ اٹھتا ہے۔ (موضوع ہے)
☆ بقدرِ درہم خون لگا ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (موضوع ہے)
☆ سخی کی فضیلت۔ (ضعیف ہے)
☆ عربی زبان کی شان۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ قرآن کا دل سورۂ یس۔ (موضوع ہے)
☆ فکرِ آخرت کی فضیلت۔ (موضوع ہے)
☆ مسجد کا پڑوسی گھر میں نماز ادا نہیں کر سکتا۔ (ضعیف ہے)
☆ حجرِ اسود اللہ کا دایاں ہاتھ۔ (موضوع ہے)
☆ روزے تندرستی کی ضمانت۔ (ضعیف ہے)
☆ پڑوس کی حد۔ (ضعیف ہے)
☆ کائنات کی تخلیق رسول اللہ ﷺ کے لیے۔ (موضوع ہے)
☆ سورۂ واقعہ کی تلاوت سے فقر و فاقے کا خاتمہ۔ (ضعیف ہے)
☆ رضائے الٰہی اور اہل اسلام کے لیے فکر کرنے کی ترغیب۔ (موضوع ہے)
☆ جیسی عوام ویسا حکمران۔ (ضعیف ہے)
☆ شب براءت میں گناہوں کی بخشش اور رزق کی فراخی۔ (ضعیف ہے)
☆ نومولود کے کان میں اذان و اقامت کہنے کی فضیلت۔ (موضوع ہے)
☆ ایک سنت زندہ کرنے سے سو شہیدوں کا اجر۔ (ضعیف ہے)
☆ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ قرآن، والدین اور علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (موضوع ہے)

☆ مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی فضیلت۔ (ضعیف ہے)
☆ قریبی رشتہ دار نیکی کے زیادہ مستحق۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص۔ (موضوع ہے)
☆ بہترین نام۔ (موضوع ہے)
☆ طلب علم کے لیے چین تک جانے کا حکم۔ (موضوع ہے)
☆ عورتوں کی رائے کی مخالفت کرنے کا حکم۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ روزِ قیامت لوگوں کو ماؤں کے ساتھ بلایا جائے گا۔ (موضوع ہے)
☆ حکمران زمین میں اللہ کا سایہ ہے۔ (موضوع ہے)
☆ اللہ سے ڈرنے والے اور نہ ڈرنے والے کا انجام۔ (ضعیف ہے)
☆ اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہونے والے کو دوسرا رب تلاش کرنے کا حکم۔ (ضعیف ہے)
☆ فاسق کی غیبت نہیں ہوتی۔ (موضوع ہے)
☆ تدفین کے بعد مردے کو ہدایت۔ (ضعیف ہے)
☆ استخارہ، مشورہ اور میانہ روی اختیار کرنے والے کے لیے بشارت۔ (ضعیف ہے)
☆ بال اور ناخن کاٹ کر نبی ﷺ دفن کرنے کے لیے جنت البقیع بھیجتے۔ (موضوع ہے)
☆ مومن کی صفات۔ (موضوع ہے)
☆ ماہِ رمضان کی فضیلت۔ (ضعیف ہے)
☆ جہنم کی کیفیت۔ (موضوع ہے)
☆ کثرتِ کلام کا نقصان۔ (ضعیف ہے)
☆ اگلی صف پوری ہو چکی ہو تو کسی آدمی کو پیچھے کھینچنا۔ (ضعیف ہے)
☆ اس امت میں تیس ابدال ہوں گے۔ (موضوع ہے)
☆ تمام صحابہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی وجہ۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ بیت اللہ میں طواف ہی تحیۃ المسجد ہے۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ نماز میں انسان اللہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ (ضعیف ہے)

☆ کیا اللہ تعالیٰ بھی سوتے ہیں؟ (ضعیف ہے)
☆ نظر شیطان کا ایک تیر ہے۔ (ضعیف ہے)
☆ نکسیر پھوٹ پڑنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (موضوع ہے)
☆ ایمان کی حقیقت۔ (موضوع ہے)
☆ قیامت کی ایک علامت۔ (جھوٹ ہے)
☆ نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے مکڑی نے غار کے دروازے پر جال بن دیا۔ (ضعیف ہے)
☆ وضوء ٹوٹ جانے پر وضوء کرنے کا حکم۔ (باطل ہے)
☆ پندرہ کام، جنہیں کرنے کے بعد امت آزمائش کا شکار ہو جائے گی۔ (ضعیف ہے)
☆ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ۔ (موضوع ہے)
☆ رزقِ حلال کمانا بھی جہاد ہے۔ (ضعیف ہے)
☆ قرآن کی دلہن سورۂ رحمٰن ہے۔ (جھوٹ ہے)
☆ قوم کا سردار درحقیقت قوم کا خادم ہوتا ہے۔ (ضعیف ہے)
☆ شہد اور قرآن میں شفاء ہے۔ (ضعیف ہے)
☆ امیہ بن ابی الصّلت کی حالت زار۔ (ضعیف ہے)
☆ جیسا دین اختیار کرو گے ویسی ہی جزاء دیئے جاؤ گے۔ (ضعیف ہے۔
☆ ملک الموت کا سامنا کرنا کتنا سخت ہے؟ (ضعیف ہے)
☆ سات کاموں سے پہلے اعمال میں جلدی کرو۔ (ضعیف ہے)
☆ فتویٰ جہنم میں لے جانے کا بھی باعث بن سکتا ہے۔ (ضعیف ہے)
☆ مومن کی فراست سے بچو۔ (ضعیف ہے)
☆ دنیاوی عیش و عشرت کے لیے مال جمع کرنے والا بے عقل ہے۔ (ضعیف ہے)
☆ کھانے کے آخر میں پانی پینے کی ممانعت۔ (کوئی اصل نہیں)
☆ دلوں کے زنگ کا علاج۔ (موضوع ہے)
☆ جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف (کوئی اصل نہیں)

☆ بلاوجہ چھوڑے گئے ایک روزے کی قضاء کبھی نہیں دی جا سکتی۔ (ضعیف ہے)
☆ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا جنت میں داخل ہونے کا انداز۔ (موضوع ہے)
☆ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین چیز۔ (ضعیف ہے)
☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری پر عورتوں اور بچوں کے اشعار۔ (ضعیف ہے)
☆ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ (ضعیف ہے)
☆ حکمرانوں کے ہاتھوں ملنے والی سزا در حقیقت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ (ضعیف ہے)
☆ نومولود کے کان میں اذان و اقامت۔ (ضعیف ہے)
☆ دانائی کا زیادہ مستحق کون؟ (ضعیف ہے)

چند ضروری اصطلاحاتِ حدیث

حدیث	ایسا قول، فعل اور تقریر جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہو۔ سنت کی بھی یہی تعریف ہے۔ یاد رہے کہ تقریر سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی کام کی اجازت ہے۔
خبر	خبر کے متعلق تین اقوال ہیں۔ (1) خبر حدیث کا ہی دوسرا نام ہے۔ (2) حدیث وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو کسی اور سے منقول ہو۔ (3) خبر حدیث سے عام ہے یعنی اس روایت کو بھی کہتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو اور اس کو بھی کہتے ہیں جو کسی اور سے منقول ہو۔
آثار	ایسے اقوال اور افعال جو صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منقول ہوں۔
متواتر	وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلی طور پر محال ہو۔
آحاد	خبر واحد کی جمع ہے۔ اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔

مرفوع	جس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
موقوف	جس حدیث کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
مقطوع	جس حدیث کو تابعی یا اس سے کم درجے کے کسی شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
صحیح	جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی ثقہ، دیانت دار اور قوت حافظہ کے مالک ہوں۔ نیز اس حدیث میں شذوذ اور کوئی خفیہ خرابی بھی نہ ہو۔
حسن	جس حدیث کے راوی حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کم درجے کے ہوں۔
ضعیف	ایسی حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات پائی جائیں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔
موضوع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی من گھڑت خبر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔
شاذ	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک ثقہ راوی نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کی ہو۔
مرسل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے۔
معلق	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ابتدائے سند سے ایک یا سارے راوی ساقط ہوں۔
معضل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کے درمیان سے اکٹھے دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں۔
منقطع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو۔
متروک	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔

منکر	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق، بدعتی، بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا یا بہت زیادہ غفلت برتنے والا ہو۔
علت	علم حدیث میں علت سے مراد ایسا خفیہ سبب ہے جو حدیث کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہو اور اسے صرف فن حدیث کے ماہر علماء ہی سمجھتے ہوں۔
صحیحین	صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔
صحاح ستہ	معروف حدیث کی چھ کتب یعنی بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ۔
جامع	حدیث کی وہ کتاب جس میں مکمل اسلامی معلومات مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، تفسیر، سیرت، مناقب، فتن اور روز محشر کے احوال وغیرہ سب کچھ جمع کر دیا گیا ہو۔
اطراف	وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایسا حصہ لکھا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو مثلاً تحفۃ الأشراف از امام مزی وغیرہ۔
اجزاء	اجزاء جز کی جمع ہے اور جزء اس چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق بالاستیعاب احادیث جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو مثلاً جزء رفع الیدین از امام بخاری وغیرہ۔
اربعین	حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی بھی موضوع سے متعلقہ چالیس احادیث ہوں۔
سنن	حدیث کی وہ کتب جن میں صرف احکام کی احادیث جمع کی گئی ہوں مثلاً سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد وغیرہ۔
مسند	حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو مثلاً مسند شافعی وغیرہ۔
مستدرک	ایسی کتاب جس میں کسی محدث کی شرائط کے مطابق ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جنہیں اس محدث نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا مثلاً مستدرک حاکم وغیرہ۔
مستخرج	ایسی کتاب جس میں مصنف نے کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہو مثلاً مستخرج ابونعیم الاصبہانی وغیرہ۔

معجم	ایسی کتاب جس میں مصنف نے اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے احادیث جمع کی ہوں مثلاً معجم کبیر از طبرانی وغیرہ۔

وہ کتب جن میں ضعیف احادیث یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

① سلسلة الاحاديث الضعيفة للألبانی
② ضعيف الجامع الصغير للألبانی
③ ضعيف الترغيب والترهيب للألبانی
④ ضعيف أبو داود للألبانی
⑤ ضعيف ترمذی للألبانی
⑥ ضعيف نسائی للألبانی
⑦ ضعيف ابن ماجه للألبانی
⑧ الفوائد المجموعة فی الأحاديث الموضوعة للشوكانی
⑨ الأسرار المرفوعة فی الأحاديث الموضوعة لابن عراق
⑩ اللآلئ المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة للسيوطی
⑪ العلل المتناهية لابن جوزی
⑫ كتاب الموضوعات لابن جوزی
⑬ المنار المنيف لابن القيم



باب 10

من گھڑت قصے اور ان کے مہلک اثرات

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور اجتہاد کا قصہ:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قصہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا (تو اس وقت ان سے پوچھا) جب آپ کو کوئی قضیہ پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا کہ میں کتاب اللہ کے ذریعے سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا: ''اگر تم کتاب اللہ میں (اس قضیہ کا حل) نہ پاؤ؟ تو عرض کیا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا کہ اگر تم سنت رسول میں بھی (اس کا حل) نہ پاؤ؟ تو عرض کیا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر (اپنا بابرکت ہاتھ) مارا اور فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق مرحمت فرمائی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے۔'' (منکر، یعنی یہ روایت منکر وضعیف ہے)۔ (الحدیث نمبر ۲۱ صفحہ ۴۱ تا ۴۴)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا قصہ:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ (اسلام قبول کرنے سے پہلے) تلوار لٹکائے ہوئے نکلے تو آپ کی ملاقات بنو زہرہ کے شخص (نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) سے ہوئی۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ تو نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالا تو بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے بچ پاؤ گے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لگتا ہے تو بھی بے دین ہو کر اپنا پچھلا دین چھوڑ چکا ہے۔'' انہوں نے کہا: اے عمر تمہیں ایک عجیب بات پر اطلاع نہ دوں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بھی (تمہارے زعم کے مطابق) بے دین ہو چکے ہیں اور دونوں نے وہ دین چھوڑ دیا ہے جس پر تم ہو۔ (یہ سن کر) عمر رضی اللہ عنہ انتہائی غصے میں ان کی طرف چلے یہاں تک کہ ان کے پاس آ پہنچے...... آخر تک۔ (یہ روایت سخت منکر ہے) (الحدیث ۲۲، صفحہ ۲۴ تا ۲۷) (سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی صحیح روایات کے لیے دیکھئے صحیح بخاری حدیث ۳۸۶۳ تا ۳۸۶۷)۔

قصہ آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کی خواتین اور بچے یہ کہنے لگے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

(ضعیف روایت ہے)(الحدیث نمبر ۲۵، صفحہ نمبر ۱۲)

کشتیاں جلانے کی حقیقت:

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ طارق بن زیاد نے جب سپین (اندلس) پر حملہ کیا تھا تو کشتیاں جلانے کا حکم دے کر تمام کشتیاں جلا ڈالی تھیں۔ کشتیاں جلانے والا یہ سارا واقعہ جعلی اور من گھڑت ہے۔ دیکھئے کتب اخبار رجال احادیث تحت المجھر (ص ۱۷، ۹۱) (الحدیث نمبر ۲۵ صفحہ نمبر ۱۲)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قصہ:

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے رب! مجھے ایسی چیز سکھلا دے کہ جس سے میں تیرا ذکر کروں اور تجھے پکاروں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو لا الہ الا اللہ کہہ۔ موسیٰ السلام نے کہا: اے میرے رب یہ تو تیرا ہر بندہ کہتا ہے، میں کوئی ایسی چیز چاہتا ہوں جسے تو میرے لیے خاص کر دے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ (علیہ السلام) اگر ساتوں آسمان زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور لا الہ الا اللہ کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا غالب رہے گا۔ (ضعیف ہے)

لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدہٗ ورسولہ قیامت کے دن میزان کے پلڑے میں سب سے بھاری ہوگا۔ (الجامع الترمذی: ۲۶۳۹ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم ۶، ۵۲۹ ووافقہ الذہبی)
پھر محض اپنی تقریر وتحریر کو مزین وخوبصورت بنانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک غیر ثابت شدہ بات منسوب کرنا قطعاً درست نہیں۔ (الحدیث نمبر 27 صفحہ نمبر 36)۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں دریائے نیل کی روانی کا قصہ:

قیس بن الحجاج اس سے روایت کرتے ہیں جن سے یہ قصہ بیان کیا کہ جب ملک مصر فتح ہوا تو سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (بطور گورنر) وہاں تشریف لائے۔ جب عجمی مہینوں میں ایک مہینہ شروع ہوا تو (کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور) کہا: اے حاکم وقت! یقیناً ہمارے اس دریائے نیل کا ایک دستور ہے اور یہ اس دستور کے بغیر اپنی روانی جاری نہیں رکھتا۔ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ دستور کیا ہے؟ تو ان میں سے ایک نے کہا ''جب اس ماہ کی گیارہ راتیں گزر جاتی ہیں تو ہم ایک کنواری لڑکی جو اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہو تلاش کرتے ہیں، اس کے والدین کو رضامند کرتے ہیں پھر بہترین لباس پہنا کر زیورات سے آراستہ کر کے اسے (بھینٹ چڑھاتے ہوئے) دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں، تو پھر دریائے نیل کی روانی جاری رہتی ہے ورنہ رک جاتی ہے...... ''

(یہ روایت منکر ہے)۔

گویا دریائے نیل میں یہ قوت و صلاحیت اختیاری طور پر موجود تھی کہ چاہتا تو بہتا رہتا اور چاہتا تو اپنی روانی پر فل سٹاپ (Full Stop) لگا دیتا اور اپنا بہاؤ روک دیتا اور پھر دریائے نیل عقل و شعور سے بھی مالا مال تھا کہ اپنا مطالبہ پورا ہوتے ہی بہنا شروع کر دیتا۔ کیا ہی زبردست کرشمہ۔ بہت خوب اب سرسوتی اور گنگا جمنا نامی دریاؤں میں کرشموں کے قائل اور ان کی داستانیں سنانے والوں کو کس منہ سے احمق کہا جائے؟ افسوس ہے ایسی کہانیوں کو سچا سمجھ کر بیان کرنے والوں کی عقل و فہم پر، ان کی چھوٹی سمجھ اور محدود سوچ پر۔

المختصر! اس قسم کی کہانیوں کو سچا سمجھ کر بیان کرنے والے مولویان گرامی کو چاہیے کہ وہ دریاؤں سمندروں کی کرامتوں اور کرشموں کے بھی قائل ہو جائیں تا کہ ان بے سر و پا کہانیوں پر پوری طرح سے عمل پیرا ہوں۔ نہ صرف یہ کہ ان کہانیوں کا بھی حق ادا ہو جائے بلکہ ان کے طلسمی کرامات کے من گھڑت قصوں اور دیو مالائی کہانیوں کو بھی پوری تقویت ملے۔ (الحدیث نمبر ۲۷، ص ۳۶)

ایک عبادت گزار کا قصہ:

(مروی ہے کہ) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے

جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو اس میں رہنے والوں کے ساتھ الٹ دو (تباہ کردو)۔ سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! اس شہر میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے اس نے پلک جھپکنے کے لمحے بھی تیری نافرمانی نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان سب پر اس شہر کو الٹ دو اس لیے کہ اس کا چہرہ (میری نافرمانیوں کو دیکھ کر) ایک گھڑی بھی (غصے سے) متغیر نہ ہوا۔ باطل قصہ ہے۔
(الحدیث نمبر 27 صفحہ نمبر 37)

غار میں مکڑی اور کبوتر کا قصہ:

ابو مصعب المکی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا زید بن ارقم وسیدنا انس بن مالک اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو پایا، وہ بیان کر رہے تھے: اللہ نے غار والی رات کو حکم دیا تو غار کے دہانے پھر ایک درخت اگا اور اس نے اسے چھپا دیا، اور اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے غار کے دہانے پر ایک جال بن دیا اور اس دہانے کو چھپا دیا۔ اور دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا تو وہ غار کے منہ پر کھڑے ہو گئے اور قریش کے جوان اپنی لاٹھیوں، سامان جنگ اور تلواروں کے ساتھ وہاں آ گئے حتیٰ کہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس ہاتھ دور تھے تو ان میں کوئی غار کی طرف دیکھنے لگا اور کہا: میں نے غار کے دہانے پر دو کبوتروں کو دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ اس میں کوئی نہیں۔ اگر اندر کوئی ہوتا تو غار کے دروازے پر مکڑی کا یہ جال نہ ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سن لی اور جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کے ذریعے سے ان لوگوں کو ہم سے دور کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین راتیں اس میں ٹھہرے رہے۔ (اس کی سند ضعیف ہے)۔

عرض مترجم:...... تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث تین سندوں سے مذکور ہے۔ تینوں میں سے ہر ایک کا ضعف آپ کے سامنے ہے۔ باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کا واقعہ قرآن واحادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے۔ نیز غار ثور میں تین راتیں قیام فرمانا اور کفار کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں غار کے دہانے تک آ پہنچا بھی احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے (دیکھئے سورۂ توبہ آیت ۴۰، صحیح البخاری، کتاب الفضائل۔ البتہ غار کے دہانے پر درخت کا اگنا، مکڑی کا جال بننا، دو کبوتروں کا کھڑا ہونا ثابت نہیں لہٰذا اس کے بیان

کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (الحدیث نمبر ۲۸، صفحہ نمبر ۴۳، ۴۴)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سونے کا قصہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ...﴾ (کہ جب کفار آپ کے متعلق یہ چالیں بنارہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں) سے متعلق فرمایا: ''ایک رات قریش نے مکہ میں مشاورت کی، تو ان میں سے کسی نے کہا کہ صبح ہو تو انکو رسیوں سے باندھ لو۔ ان بدبختوں کی اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی اور کسی نے کہا کہ بلکہ انہیں مکہ سے نکال دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع دی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بستر پر وہ رات گزاری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سفر ہجرت کے لیے) تشریف لے گئے) یہاں تک کہ غار میں داخل ہو گئے اور مشرکین انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہوئے ساری رات علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی کرتے رہے۔ جب انہوں نے صبح کی تو ان پر پل پڑے جب یہ دیکھا کہ یہ تو علی ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کا مکر انہی پر ہی لوٹا دیا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے صاحب کہاں ہیں؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا...... الحدیث (یہ روایت ضعیف ہے)۔

عرض مترجم:...... اس ضعیف روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر ہجرت کے لیے رات کو نکلے جب کہ صحیح روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹھیک دوپہر کو نکلے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اس دوران میں کہ ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو کہنے والے نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (تشریف لا رہے) ہیں سر پر کپڑا باندھے ہوئے۔ آپ ایسے وقت تشریف لا رہے تھے کہ ایسے وقت آپ ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے تھے۔'' (بخاری) (الحدیث نمبر ۲۸، صفحہ نمبر ۴۵ تا ۴۷)

اے میرے بھائی! ہمیں دعا میں نہ بھولنا:

(مروی ہے) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کے لیے جانے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا ''اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔''

یہ روایت ابو داود (ج ۲ ص ۸۰ ح ۱۴۹۸) ترمذی (ج ۵ ص ۵۵۹ ح ۳۵۶۲ وقال: حسن صحیح) ابن ماجہ (ج ۲ ص ۹۶۶ ح ۲۸۹۴) احمد (ج ۱ ص ۲۹ ح ۱۹۵) ابن السنی (عمل الیوم واللیلۃ ص ۱۸۶ ح ۳۸۵) ابن حبان (المجروحین ج ۲ ص ۱۲۸) خطیب بغدادی (تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۳۹۶) اور بیہقی (السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۵۱) نے عاصم بن عبیداللہ عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ رضی اللہ عنہ" کی سند سے بیان کی ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے، اس میں عاصم بن عبیداللہ بن عاصم المدنی (العدوی) ہے۔

حق مہر میں زیادتی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ:

شعبی کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: "خبردار! عورتوں کے حق مہر میں زیادتی نہ کرو؛ پس مجھے کسی کے متعلق یہ خبر نہ پہنچے کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حق مہر دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو اضافی مال بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا...... آخر تک......" (یہ روایت منکر ہے)۔

جرح: ...... یہ سند ضعیف ہے، اس میں دو علتیں ہیں۔ (الحدیث نمبر ۳۰ ص ۲۰، ۲۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا شیر کے ساتھ قصہ:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک سفر پر نکلے۔ وہ چل رہے تھے کہ اس دوران میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ان کے ساتھ کیا ہوا؟ جواب ملا کہ راستے میں ایک شیر ہے جس نے انہیں خوف زدہ کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اترے اور اس شیر کی طرف چل دیئے یہاں تک کہ اسے کان سے پکڑ کر کھینچا پھر گدی سے پکڑ کر اسے راستے سے ہٹا دیا، پھر فرمایا: "اے ابن آدم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے متعلق درست فرمایا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جس چیز سے ابن آدم ڈرتا ہے وہی چیز ابن آدم پر مسلط کر دی جاتی ہے۔ اگر ابن آدم اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے تو وہ اپنے علاوہ کسی اور کو اس کا اختیار نہیں دیتا اور ابن آدم کو اس کے حوالے کر دیتا ہے جس کی وہ امید رکھتا ہے۔ اگر ابن آدم کسی اور کی امید نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے علاوہ کسی کے حوالے نہ کرے گا" (یہ موضوع

روایت ہے)۔

خلاصۃ التحقیق:...... یہ روایت دونوں سندوں سے باطل وموضوع ہے۔

(الحدیث نمبر۳۰،ص۲۳،۲۴)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک قصہ:

ابوجعفر سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ چھوٹی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ بڑی ہوگئی ہے۔ پس آپ بار باراس سلسلے میں گفتگو فرماتے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم انہیں آپ کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان (علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی) کی پنڈلی پر کپڑا اٹھایا تو اس نے کہا: کپڑا چھوڑ دیجئے، اگر آپ امیر المومنین نہ ہوتے تو میں آپ کی آنکھیں پھوڑ ڈالتی۔

عرض مترجم:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر غیور صحابی قطعاً ایسا نہیں کر سکتے اور معلوم نہیں کہ ابوجعفر نے کس سے یہ بات سنی تھی؟

باقی یہ بات درست ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا رشتہ مانگا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے قبول بھی فرمایا اور اپنی لخت جگر کا نکاح امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے کر دیا جیسا کہ بالاتفاق روایات سے ثابت ہے۔ (الحدیث نمبر۳۲،ص۱۸،۱۹)

اور شیعہ کی پانچ کتابوں میں یہ بات شیعہ عالموں نے تسلیم کی ہے کہ عمر بن خطاب علی بن ابوطالب کے داماد ہیں۔

سیدہ ام سلمہ ومیمونہ رضی اللہ عنہما کا ایک قصہ:

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھی اور وہاں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں تو سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور یہ پردہ کے حکم کے بعد کی بات ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان سے پردہ کرو، تو ہم نے کہا اے اللہ کے نبی! کیا یہ نابینا نہیں؟ نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ جان سکتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں دیکھ نہیں رہی؟ (یہ منکر روایت ہے) (الحدیث نمبر۳۳،ص نمبر۱۹)

سیدنا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کا غزوۂ بدر کا قصہ:

بنوسلمہ کے کچھ لوگوں نے یہ قصہ بیان کیا کہ سیدنا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جس مقام پر ہم ٹھہرے ہوئے ہیں آیا اس مقام پر (بذریعہ وحی) اللہ تعالیٰ نے آپ کو ٹھہرایا ہے یا یہ ایک رائے اور جنگی تدبیر ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ تو رائے ہے، جنگ اور جنگی تدبیر ہے، تو حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ٹھہرنے کی کوئی مناسب جگہ نہیں، آپ ان لوگوں کو لے چلیے...... آخر تک۔ (سخت ضعیف حدیث ہے) (کلبی کذاب، دجال، سبائی اور رافضی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مؤقر ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو مئی ۲۰۰٦ شمارہ نمبر ۲۴ ص ۵۳ تا ص ۵۴۔ مترجم) الحدیث نمبر ۳۴، ص ۳۳ تا ۳۵)۔

نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کا قصہ:

یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ سے روایت ہے کہ قریش نے جب ابوطالب سے یہ بات کہی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد بھیجا (جب آپ تشریف لائے تو) چچا نے کہا: اے میرے بھتیجے! آپ کی یہ قوم میرے پاس آئی اور مجھ سے ایسا ایسا کہا۔ آپ اپنے آپ پر اور مجھ پر رحم کیجئے، مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالیے کہ جسے میں اٹھا نہ سکوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا رکھیں کہ میں اس دعوت کو چھوڑ دوں تو میں کبھی نہیں چھوڑوں گا'' الخ۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی سند بھی نہیں۔ (ضعیف جداً)

(الحدیث نمبر ۳۵ ص ۳۹)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دودھ فروش خاتون کے ساتھ قصہ:

اسلم بیان کرتے ہیں اس دوران کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جب وہ مدینہ میں گشت فرما رہے تھے۔ جب وہ انتہائی تھک گئے تو رات کے ایک حصہ میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر آرام فرمانے لگے۔ ایک خاتون اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی اے بیٹی! اٹھ کر ذرا دودھ میں پانی ملا دے۔ بیٹی نے کہا: امی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے آج کس قدر تاکید فرمائی ہے؟ ماں نے کہا انہوں نے کس بات کی تاکید فرمائی ہے؟ بیٹی نے کہا انہوں نے ایک منادی

کرنے والے کو حکم دیا...... آخر تک (یہ منکر روایت ہے) (الحدیث نمبر ۳۶، ص ۳۰)

نبی کریم ﷺ اور ایک بوڑھی خاتون کا قصہ:

حسن سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بوڑھی عورت آئیں۔ عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے جنت میں داخل فرما دے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فلاح کی ماں! یقیناً جنت میں بوڑھیاں داخل نہیں ہوں گی۔'' راوی نے کہا: وہ روتی ہوئی چلی گئی...... آخر تک۔

جرح: ...... اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ اس میں دو علّتیں ہیں۔ (الحدیث نمبر ۳۶، ص ۳۲)

شیر کا ابن ابی لہب کو قتل کر دینے کا قصہ:

ابو نوفل بن ابی عقرب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابولہب کا بیٹا عتیبہ رسول ﷺ کی شان اقدس میں بکواس کیا کرتا تھا اور آپ کو بددعا دیا کرتا تھا۔ ایک دن اللہ کے نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور دعا فرمائی: اے اللہ! اس پر کتا مسلط کر دے۔

ابولہب شام کی طرف کپڑے کی تجارت کرتا تھا اور ان کپڑوں کے ساتھ اپنے بیٹے، خدام اور معاونین کو بھیج دیتا اور کہتا: میں اپنے بیٹے پر محمد (ﷺ) کی بددعا سے خائف ہوں۔ پس وہ اس کے ساتھ عہد و پیمان کرتے...... آخر تک۔ (یہ ضعیف و مضطرب روایت ہے) (الحدیث نمبر ۳۷ ص ۲۵)

مشرکین میں سے ایک شخص کے غار ثور تک پہنچ جانے کا قصہ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: مشرکین میں سے ایک شخص غار ثور کے دہانے تک پہنچ گیا، حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بالکل سامنے پیشاب کرنے لگا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ شخص ہمیں دیکھ نہیں رہا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے ہمیں دیکھا ہوتا تو یہ کبھی اپنی شرمگاہ ہمارے سامنے نہ کرتا۔'' (یہ جھوٹا قصہ ہے) (الحدیث نمبر ۳۷، ص ۲۵)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک قصہ:

سبکی نے شفاء السقام (کتاب) میں کہا: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت المقدس

کے فتح کے بعد جب سید نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے تو لبیہ کے مقام پر ٹھہرے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے شام میں رہنے کی درخواست کی۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ان سے فرما رہے تھے کہ بلال یہ کیسی بے رخی ہے؟ کیا تمہارے لیے اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ تم میری زیارت کرتے؟ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ غمگین و مضطرب حالت میں بیدار ہوئے، اپنی سواری پر سوار ہوئے، رخت سفر باندھا اور مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔ (وہاں پہنچ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر تشریف لائے اور وہاں رونے لگے، اپنا چہرہ اس پر ملنے لگے۔ (کچھ دیر بعد) وہاں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو بلال رضی اللہ عنہ ان سے بغلگیر ہو کر انہیں چومنے لگے۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: ہماری خواہش ہے کہ آپ سے وہ اذان سنیں جو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں مسجد میں کہا کرتے تھے۔۔ آخر تک۔

عرض مترجم:...... بہت سے لوگ یہ من گھڑت قصہ بیان کر کے محفل پر رنگ جمانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سے عجیب عجیب باتیں ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد امت کے احوال سے بخوبی آگاہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی امت کا حال پوشیدہ نہیں اور محبت کرنے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ بھی بلاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس قصہ کی اصل حقیقت آپ کے سامنے ہے کہ یہ مستند ذرائع سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ جب یہ ثابت ہی نہیں تو اس سے استدلال کیسا؟ (الحدیث نمبر ۱۴ ص ۵۹ تا ۶۱)

چند عجیب سوالات اور ان کے جوابات

سوال:...... کیا یہ بات صحیح ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ کائنات کو پیدا نہ کرتا؟ وضاحت فرمائیں۔ (محمد ندیم سلفی، سرکلر روڈ راولپنڈی)

خلاصة التحقیق:...... لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اور اس مفہوم کی ساری روایات موضوع اور باطل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذریات: ۵۱/ ۵۶)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔''

سوال:......امام بوصیری جن کا عقیدہ بردہ شریف مشہور ہے۔اور عموماً ٹی وی پر بھی نشر ہوتا ہے۔اس کی کیا حقیقت ہے؟ امام بوصیری نام کا شخص کون ہے؟

جواب:......قصیدہ بردہ میں غلو سے بھر پور اور کتاب وسنت کے خلاف اشعار موجود ہیں۔ مثلاً الفصل العاشر فی ذکر المناجات وعرض الحاجات میں لکھا ہے:

"یااکرم الخلق ما لی من الوذبه
سواك عند حلول الحادث العمم"

''اے بزرگ ترین مخلوقات! یا اے بہترین رسل! بوقت نزول حادثہ عظیم وعام کے آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی میں پناہ میں آؤں۔صرف آپ ہی کا بھروسہ ہے۔'' (عطر الورود فی شرح البردہ، ترجمہ از ذوالفقار علی دیوبندی ص ۸۵)

یہ کہنا کہ عظیم حادثوں میں صرف نبی کریم ﷺ کی ہی پناہ اور بھروسہ ہے، قرآن مجید اور صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ﴿۱۲۶﴾﴾

''اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے۔''

(آل عمران:۳/۱۲۶ کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ مافوق الاسباب مدد کرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت خاصہ ہے۔لہٰذا اس مدد کے لیے رسول اللہ ﷺ کو طلب کرنا غلط ہے۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا اس آدمی کے بارے میں ارشاد ہے جو کہتا ہے یا کہے گا۔''یا رسول اللہ! اَغثنی ''یارسول اللہ ﷺ میری مدد کریں، ((لَا اَمْلِكُ لَكَ شَیْئًا))''میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔'' (صحیح بخاری:۳۰۷۳وصحیح مسلم:۱۸۳۱)

اس صحیح حدیث کی تائید سورۃ الاعراف کی (آیت نمبر ۱۸۸) سے بھی ہوتی ہے۔واضح رہے کہ صحیح حدیث بذات خود حجت ہے، چاہے عقائد واحکام کا مسئلہ ہو یا فضائل ومناقب کا اور چاہے اس کی تائید قرآن مجید میں واضح طور پر موجود ہو یا نہ ہو، ہر حال میں صحیح حدیث حجت ہے۔والحمدللہ۔

فائدہ:......قصیدہ بردہ میں ایک شعر لکھا ہوا ہے کہ

"فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْ هَانِهٖ بَشَرٌ
وَاِنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمْ"

''ہے ہمارے علم اور تحقیق کی غایت یہی تھا وہ انسان اور انسانوں میں افضل اوراتم۔''

(قصیدہ بردہ مع ترجمہ ملک محمد اشرف نقشبندی ص ۳۲)

ترجمے میں غالباً: اوراتم کے الفاظ ہیں۔ واللہ علم

اس شعر میں بوصیری صاحب نے نبی کریم ﷺ اور نور ہدایت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو بشر اور خیر خلق الله کلهم قرار دیا ہے؟ جبکہ بعض بشر کے لفظ سے چڑتے ہیں۔

سوال:......سورۃ الحدید کی چوتھی آیت کی روشنی میں یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، کیا صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو کیا دلیل ہے؟

جواب:......ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝﴾

(الحدید: ٥٧/ ٤)

''وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر متمکن ہو گیا۔ وہ اسے بھی جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے۔ اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے۔ اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے۔ اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ اور تمہارے ساتھ ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔ اور جو کچھ بھی تم کیا کرتے ہو، اسے وہ دیکھتا ہے۔''

(سورۃ الحدید: ۴، الکتاب/ ڈاکٹر محمد عثمان ص ۳۲۴)

اس آیت کریمہ میں ﴿هُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ﴾ کی تشریح میں قدیم مفسر قرآن، امام محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

"وَهُوَ شَاهِدٌ عَلَیْکُمْ اَیُّهَا النَّاس اَیْنَمَا کُنْتُمْ یَعْلَمُکُمْ وَیَعْلَمُ

اَعْمَالُكُمْ وَمُتَقَلَّبُكُمْ وَمَثْوَاكُمْ وَهُوَ عَلٰى عَرْشِهٖ فَوْقَ سَمٰوَاتِهِ السَّبْعِ"

"اور اے لوگو! وہ اللہ تم پر گواہ ہے۔ تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے۔ وہ تمہارے اعمال پھرنا اور ٹھکانا جانتا ہے۔ اور وہ اپنے سات آسمانوں سے اوپر عرش پر ہے۔"

(تفسیر طبری ج ۲۷ ص ۱۲۵)

اس مفہوم کی ایک آیت کریمہ کے بارے میں مفسر ضحاک بن مزاحم الہلال الخراسانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

"هُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ وَعِلْمُهٗ مَعَهُمْ اَيْنَمَا كَانُوْا"

"وہ عرش پر ہے اور اس کا علم ان لوگوں کے ساتھ ہے، چاہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔" (تفسیر طبری ج ۲۸ ص ۱۰ وسندہ حسن)

امام مقری محقق محدث ابو عمر احمد بن محمد بن عبداللہ الطلمنکی الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) فرماتے ہیں کہ اہل سنت مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ "وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ" (الحدید:۴) وغیرہ آیات کا مطلب یہ ہے کہ "اِنَّ ذٰلِكَ عِلْمُهٗ" اللہ کا علم مراد ہے۔ اللہ اپنی ذات کے لحاظ سے آسمانوں پر ہے، عرش پر مستوی ہے، جیسے وہ چاہتا ہے۔

(شرح حدیث النزول لابن تیمیہ ص ۱۴۴، ۱۴۵)

اس اجماع سے معلوم ہوا کہ بعض الناس کا اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ تراشنا کہ "اللہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے" غلط اور باطل ہے اور اجماع کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

سوال:...... ایک روایت میں آیا کہ ثابت البنانی رحمہ اللہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے۔ اس روایت کی حقیقت کیا ہے؟

جواب:...... یہ بات تو ثابت ہے کہ مشہور تابعی ثابت بن اسلم البنانی رحمہ اللہ قبر میں نماز پڑھنے کی دعا کرتے تھے، مگر یہ بات ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے قبر میں نماز پڑھی ہے۔ ضعیف ومتروک راویوں کی روایات کی بنیاد پر اس قسم کے دعوے کرنا کہ ثابت رحمہ اللہ قبر میں نماز پڑھتے تھے، غلط ومردود ہے۔ (۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ)

باب 11

فقہ حنفی کے چند مسائل جو قرآن کے خلاف ہیں

فقہ میں موجود حوالہ اور ساتھ ہی ان قرآنی آیات کا ترجمہ/حوالہ درج کیا گیا ہے جو ان مسائل کو رد کرتی ہیں۔

❶ ......"اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔" (المدثر ۷۴/۴)۔

تبصرہ: ......اور فقہ میں لکھا ہے مغلظ نجاست یعنی پاخانہ، منی، مذی (بمقدار 3.5) ماشے کپڑے کو لگ جائے تو اس کے ساتھ بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ (قدوری ص ۷۵، عالمگیری ج ۱ ص ۱۷)۔

❷ ......ایمان اہل آسمان اور اہل زمین کا نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے۔

(مقدمہ عین الھدایہ جلد ۱ ص ۲۱)

تبصرہ: ...... یہ قرآن کے خلاف ہے۔ ایمان ہر ایک مومن کا اس کے مدارج عمل و عقیدہ کے موافق کم و زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے: "جنہیں لوگوں نے کہا تمہارے (مقابلے کے لیے سامان) جمع کر لیا ہے پس ان سے ڈرو تو ان کا ایمان زیادہ ہوا اور انہوں نے کہا ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیسا اچھا کارساز ہے۔" درج ذیل مقامات پر واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ (آل عمران ۳/۱۷۳، التوبہ ۹/۱۲۴، الکہف ۱۸/۱۳، مریم ۱۹/۷۶، الاحزاب ۳۳/۲۲، محمد ۴۷/۱۷، الفتح ۴۸/۴)۔ کتب احادیث میں کثرت سے اس مسئلہ میں روایات بہت ہیں غرض یہ مسئلہ قرآن و حدیث کے بالکل خلاف ہے۔

❸ ......جو اللہ کی صفات اور دیدار کے منکر ہیں وہ کافر نہیں۔ (درمختار جلد ۱ ص ۲۹۲)

تبصرہ: ...... جو اللہ کی صفات کا منکر ہے وہ سارے قرآن کا منکر ہے۔ نا معلوم پھر کافر کون ہوں گے؟

❹ ......حدیث مشہور کا منکر بقول صحیح کافر نہیں۔ (درمختار جلد ۲ ص ۵۹۲)

تبصرہ:......حدیث صحیح کا منکر کم از کم قرآن کی ۳۱ آیات کا منکر ہوا جن میں رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے مثلاً (النساء ۴/۱۳، ۱۴، ۵۹، ۶۴، ۶۵ تا ۶۸ تا ۷۰، ۸۰، ۱۱۵) (نامعلوم پھر کافر کون ہوں گے؟)

۵......بسم اللہ کا منکر کافر نہیں۔ (درمختار جلد ۱ ص ۲۵۱)

تبصرہ:......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن کی آیت ہے۔ (النمل ۲۷/۳۰) قرآن کی ایک آیت کا منکر بھی کافر ہے۔ (کنزالایمان 85/2 ف 139)

۶......رضاعت (ماں کا بچے کو دودھ پلانا) امام ابوحنیفہ کے نزدیک اڑھائی برس ہے۔

(درمختار جلد ۲ ص ۸۸، قدوری ص ۴۱۰، شرح وقایہ جلد ۲ ص ۳۱)

تبصرہ:......صریح نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (البقرہ ۲/۲۳۳)

۷......جو عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں (ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی وغیرہ) ان سے نکاح کر کے اور حلال جان کر صحبت کرے تو حد نہیں۔ (درمختار ج ۲ ص ۲۷۴، عالمگیری ج ۳/۲۶۴، عین الھدایہ ج ۲ ص ۴۵۷، شرح وقایہ جلد ۲ ص ۹۵، ۹۶، کنز ص ۴۱۱، قدوری ص ۴۹۵)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲ پر)

تبصرہ:......یاد رہے محرم عورتوں کو قرآن میں ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے (النساء ۴/۲۳) اور رضا خانی قرآنی تفسیر میں ہے (۹/۴۰ ف ۹۴) نص قرآنی کا منکر کافر ہے اور حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میرے ماموں ابو بردہ رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے ان کے ساتھ نشان تھا میں نے کہا "کدھر کا ارادہ ہے" کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ رسول ﷺ کا حکم ہے کہ میں اس کا سر لے کر آؤں (ترمذی، ابوداؤد، النسائی ابن ماجہ اور دارمی) بحوالہ کتاب الظفر المبین ص ۲۰۳۔

۸......خلیفہ اور امام اور بادشاہ زنا کرے تو حد نہیں۔

(درمختار جلد ۲ ص ۲۷۶ عالمگیری جلد ۳ ص ۲۷۰، شرح وقایہ ص ۹۶ کنز ص ۴۱۱، عین الھدایہ جلد ۲ ص ۴۶۳)

تبصرہ:......سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ (النور ۲۴/۲)

۹......روزہ میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اگر زنا کے خوف سے جلق

لگا کر منی نکال دے تو توقع ہے کہ وبال نہ ہو۔ جانور کی فرج کو ہاتھ لگایا، منہ چوما اور انزال ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ سوئی عورت یا مجنونہ سے جماع کیا گیا تو روزے کا کفارہ نہیں (درمختار جلد ا ص ۵۶۴ تا ۵۶۸)۔ جو روزے میں زنا کے ڈر سے جلق لگائے اور منی نکال دے تو امید ثواب ہے۔

(عین الہدایہ جلد ۳ ص ۲۷۲) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۰۳، ۸۰۴ پر)

تبصرہ:...... اللہ تعالیٰ نے البقرہ ۲/۱۸۳ میں فرمایا کہ

"اے مومنو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔"

اور حنفی فقہ مندرجہ بالا مسائل میں مسلمانوں کو پرہیز گاری کی راہ دکھا رہی ہے۔ (اللہ کی پناہ)۔

⑩ ...... نماز کے دوران دیکھ کر قرآن کی قراءت کی تو نماز فاسد ہو جائے گی (عین الھدایہ جلد ا ص ۶۴۰) اور نماز کے دوران اگر مطلقہ رجعیہ کی فرج کو شہوت سے دیکھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(عین الھدایہ جلد ا ص ۶۵۰)

تبصرہ:...... تم نے قرآن کا خوب احترام کیا............ حنفیو!

⑪ ...... قول امام و صاحبین کی اتباع واجب ہے حدیث کی نہیں۔

(مقدمہ عین الھدایہ جلد ا ص ۱۱۰)

تبصرہ:...... حدیث، رسول اللہ ﷺ کے قول کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ، اللہ کے رسول ہیں اور ہم نے ان کا کلمہ پڑھا ہے، ان کی اطاعت کو اللہ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے اور ان پر وحی آتی تھی۔ اور امام ابو حنیفہ و صاحبین کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ لیکن کیا امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا آپ نے کلمہ پڑھا؟ کیا ان کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے واجب قرار دی؟ کیا وہ صاحب وحی تھے؟ یاد رہے تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔ اس سے پہلے صحابہ اور سب مسلمان صرف قرآن اور حدیث پر عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾ تم مضبوط تھامے رہو اسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔ (الزخرف ۴۳/۴۳) وحی قرآن و

حدیث ہے۔ (نیز دیکھئے توبہ ۹/۳۱، شوریٰ ۴۲/۲۱)

⓬ ...... اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں ترجمہ ''اے ایمان والو مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔'' (التوبہ ۹/۲۸) اور سادات حنفیہ فرماتے ہیں ترجمہ ''اہل ذمہ کے مسجد حرام میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔'' (عین الہدایہ جلد ۴ ص ۳۱۱)

⓭ ...... ترجمہ ''اے ایمان والو! مقتول کے بارے میں قصاص (خون کے بدلے خون) تم پر فرض کیا گیا ہے۔'' (البقرۃ ۲/۱۷۸) لیکن سادات حنفیہ بتاتے ہیں ایک شخص کسی کو زہر کھلا دے اور وہ اس سے مر جائے اس کے منہ میں زبردستی ڈالا ہو یا اسے پکڑ کر دیا ہو۔ پھر اسے پینے پر مجبور کیا ہو یہاں تک کہ وہ پی لے یا وہ مجبور کیے بغیر از خود پی لے اور مر جائے تو ان تمام صورتوں میں زہر دینے والے اور پلانے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا تاہم اس کا عاقلہ (قبیلہ) دیت دینے کا ذمہ دار ہے۔ (عالمگیری جلد ۹ ص ۳۰۰)

⓮ ...... قرآن کہتا ہے: ''پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی تم پر کرے ویسی ہی زیادتی تم اس پر کرو'' (البقرۃ ۲/۱۹۴) اور فقہ کہتی ہے کہ قصاص صرف تلوار کے ساتھ لیا جائے گا۔ (عین الھدایہ جلد ۴ ص ۶۱۹، عالمگیری جلد ۹ ص ۲۹۷)

⓯ ...... امام نے آخری حج میں کعبہ شریف کے خادموں سے ایک رات داخل ہونے کی اجازت لی اور اللہ نے فرمایا ہم نے تجھ کو اور اس کو بخشا جو تیرا فرمانبردار ہوا ان لوگوں میں سے جو تیرے مذہب پر ہیں قیامت تک۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۰) اور سارے قرآن میں لکھا ہے کہ جو اللہ کی اطاعت کرے گا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اس کو اللہ بخش دے گا اور یہ کہ دین رسول پاک ﷺ کی زندگی میں ہی مکمل ہو گیا تھا اور امام صاحب تو بعد میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور فقہ حنفی کے بہت سارے مسائل قرآن و صحیح احادیث کے خلاف ہیں اس لیے مندرجہ بالا دعویٰ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور امام ابو حنیفہ کا مکمل شدہ دین میں کہیں ذکر تک نہیں۔ (کنز الایمان ۱۸/۸۲ ف ۱۷۸) میں ہے کہ ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۳۹ پر)

⓰ ...... فقہ میں ہے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر امام ابو حنیفہ کے مذہب پر حکم کریں گے (درمختار

جلد ۱ ص ۳۴)۔

تبصرہ:...... وہی جو اوپر والے نمبر میں گزر چکا ہے اس کا مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام امام ابو حنیفہ کی تقلید کریں گے جو سراسر غلط ہے۔ کیا امام ابو حنیفہ پر وحی آئی تھی؟

۱۷...... فقہ میں ہے محمود بن عمر معتزلی حنفی تھے۔ ناصر بن عبدالستار معتزلی حنفی تھے۔ مختار بن محمود معتزلی حنفی تھے۔ امام زاہدی معتزلی تھے لیکن تمام فروع میں حنفی ہیں۔ (مقدمہ عالمگیری ص ۷۶ تا ۸۴، درمختار جلد ۱ ص ۹۵)

تبصرہ:...... یہی وجہ ہے کہ حنفی فقہ قرآن وصحیح حدیث کے خلاف بول رہی ہے اور فقہ کے بہت سے مسائل شیعہ حضرات سے ملتے جلتے ہیں۔ جو سراسر قرآن کے خلاف ہے۔

۱۸...... صاحبین یعنی امام ابو حنیفہ کے شاگردوں امام محمد وابو یوسف نے دو ثلث سے زیادہ مسائل میں امام ابو حنیفہ کا خلاف کیا ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۴) (مقدمہ عین الہدایہ ص ۹۲)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۹۴،۹۵،۷۷ پر)

تبصرہ:...... امام صاحب کی امامت تو اُسی دن ہی ختم ہوگئی جس دن صاحبین نے اختلاف کیا...... سوچنے کا موقع ہے۔

امام ابو حنیفہ کا کوئی قول اس قسم کا نہیں کہ جس کی دلیل قرآن حدیث سے نہ ہو۔

(شرح وقایہ ص ۱۱)

تبصرہ:...... اگر امام ابو حنیفہ کا کوئی قول اس قسم کا نہیں کہ جس کی دلیل قرآن وحدیث سے نہ ہو تو امام صاحب کے شاگردوں امام محمد امام ابو یوسف نے دو ثلث سے زیادہ مسائل میں ابو حنیفہ کے خلاف کیوں کیا۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کے کلام میں اختلاف نہیں۔

(النساء ۴/۸۲)

۱۹...... فقہ کہتی ہے کہ ہمارا مذہب حق ہے دوسروں کا مذہب خطا۔ (درمختار جلد ۱ ص ۲۶ جلد ۴ ص ۲۷۲)

تبصرہ:...... جب فقہ قرآن حدیث سے ٹکرا رہی ہے تو حنفی مذہب کیسے حق ہوا؟ حق تو وہ ہے جو اللہ کے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں ہے۔

۲۰ ...... اجماع ہے عوام کے لیے کہ تقلید صحابہ کی ائمہ کے مقابلے میں نہ کی جائے۔ (شرح وقایہ ص ۱۳)

تبصرہ: ...... پہلے نمبر ۱۶ میں عیسیٰ علیہ السلام کو امام ابو حنیفہ کا مقلد بنایا گیا۔ اب صحابہ کا درجہ امام ابو حنیفہ سے گرایا جا رہا ہے۔ یہ باتیں قرآن کے خلاف ہیں۔ دیکھیے (سورۃ البقرہ/۱۳۷ اور النساء /۱۱۵) ان دو آیات میں صحابہ کا طریقہ اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

۲۱ ...... فقہ سیکھنا افضل ہے باقی قرآن سیکھنے سے۔ پورے قرآن سے فقہ پڑھنا افضل ہے۔ (عالمگیری جلد ۹ ص ۱۲۹، درمختار جلد ۱ ص ۱۹)

تبصرہ: ...... تبصرے کی ضرورت نہیں سارا قرآن تلاوت کے لیے ہے۔ سمجھنے کے لیے اور اس پر عمل کرنے کے لیے اترا۔

۲۲ ...... کتاب درمختار باذن نبوی تالیف ہوئی۔ (درمختار جلد ۱ ص ۱۱) خواب میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان ماتن کے منہ میں داخل کی اس کے بعد تالیف اس متن کی شروع کی۔ (درمختار جلد ۱ ص ۱۲)

تبصرہ: ...... اس کا مطلب ہے رسول اللہ ﷺ نے خود مکمل شدہ دین کے بعد بھی درمختار کے مولف کو اور کتاب لکھنے کی اجازت دی۔ بتایئے اس سے بڑا بہتان رسول اللہ ﷺ پر کیا ہو گا؟ اور درمختار کا حال حقیقۃ الفقہ کتاب سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ درمختار میں ۲۴۰ سے زیادہ ایسے مسائل ہیں جو قران وحدیث، تہذیب، اخلاق کے خلاف ہیں۔

۲۳ ...... درمختار کی اسناد رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے اللہ تک پہنچی ہیں۔ (درمختار جلد ۱ ص ۱۳)

تبصرہ: ...... رسول اللہ ﷺ کو وحی تو جبرئیل کے ذریعے پہنچی اور یہاں کوئی اور ہی سند بتلائی جا رہی ہے۔ جس سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ بات سراسر جھوٹ ہے اور قرآن کے خلاف ہے اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی فقہ کے مسئلہ کی سند امام صاحب تک نہیں پہنچتی۔ آپ فقہ کی ساری کتابیں چیک کر کے دیکھ سکتے ہیں۔

۲۴ ...... جو اہل قبلہ صحابہ کو گالی دینا جائز سمجھے وہ کافر نہیں۔ (درمختار جلد ص ۲۹۲)

تبصرہ:......نص قرآنی کے خلاف ہے۔

(النساء۴/۱۱۵)(البقرہ۲/۱۳۷)(الفتح ۴۸/۲۹ خاص طور پر ۱۸ تا ۲۰)

۲۵ ...... پانچ مسئلے (عین الہدایہ جلد۴ ص ۵۰۷ تا ۵۲۷) پر درج ہیں۔ جن میں زکوۃ نہ دینے کے حیلے بیان کیے گئے ہیں۔

تبصرہ:...... اللہ تعالیٰ قرآن میں بار بار کہہ رہے ہیں کہ زکوۃ کو اسلامی معاشرے کی بنیادی ضرورت قرار دیا گیا ہے۔ فقہ میں زکوۃ نہ دینے کے حیلے بیان کر کے زکوۃ نہ دینے کی ترغیب دی جارہی ہے۔ جو سراسر قرآن کی منشاء کے خلاف ہے۔

۲۶ ......لونڈے بازی کا جنت میں بھی وجود ہوگا لیکن یہ ضعیف ہے۔ (درمختار جلد۲ ص ۴۷۴)

تبصرہ:...... یادر ہے کہ قرآن میں ہے کہ قوم لوط علیہ السلام اسی گناہ کی وجہ سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئی۔ (الحجر۱۵/۵۷تا۷۷) (فقہ حنفی کا حال قابل رحم ہے)۔

۲۷ ......سوائے شراب کے جتنی چیزیں پینے کی حرام ہیں۔ سب کی فروخت جائز ہے۔ (ابو حنیفہ) شیرۂ انگور شراب بنانے والے کو فروخت کرے تو جائز ہے (عالمگیری جلد۴ ص ۳۹۶) مکروہ نہیں۔ (فتاوی عالمگیری جلد۹ ص ۱۹۱)

۲۸ ...... کتا اور گدھا فروخت کر کے ان کا گوشت فروخت کرنا جائز ہے۔

(فتاوی عالمگیری جلد۴ ص ۳۹۴)

تبصرہ:......قرآنی نص کے خلاف ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور برائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

(المائدہ ۵/۲)

۲۹ ...... کسی شخص نے مسلمان کے واسطے شراب رکھ چھوڑی تو مکروہ نہیں اور کافر کے لیے رکھے تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد۹ ص ۱۱۹)

تبصرہ:...... وہی جو اوپر ۲۷ میں گزرا ہے۔

۳۰ ...... تیمّم میں ترتیب شرط نہیں۔ (شرح وقایہ جلد۱ ص ۵۴) صاف چکنے پتھر پر تیمّم جائز ہے۔ اگر چہ دھلا ہوا ہو۔ (بہشتی زیور حصہ ۱ ص ۴) کیچڑ سے تیمّم جائز ہے۔ سور یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمّم

جائز ہے۔ (عین الھدایہ جلد اص ۱۸۲) (درمختار جلد اف ۱۲۸) (عالمگیری جلد اص ۴۰)

تبصرہ:......قرآنی نص کے خلاف ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پاک مٹی سے تیمّم کرو۔ (النساء ۴/ ۴۳)

۳۱......جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر بھی پڑھنا جائز ہے۔ (عین الھدایہ جلد ۲ ص ۵۴۳)

تبصرہ:......نص قرآنی کے خلاف ہے (الجمعہ: ۱۱/۶۲) اور صحیح مسلم کی حدیث کے بھی خلاف ہے۔ نیز دیکھئے (کنز الایمان 11/62 ف 26)

۳۲......مصنف درمختار کے استاد کا نام عبدالنبی تھا۔ (درمختار جلد اص ۱۳)

تبصرہ:......نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (آل عمران ۳/ ۷۹، ۸۰) اور مقدمہ عین الھدایہ جلد اص ۸۶ پر لکھا ہے کہ عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا ظاہر کفر ہے۔

حنفی فقہ کے وہ مسائل جو صحیح احادیث کے خلاف ہیں

ایسے مسائل کی تعداد دو سو سے اوپر ہے جو صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔ اختصار کی خاطر ہم آپ کو مشورہ دیں گے کہ اس سلسلے میں دو کتابوں کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

(۱) الظفر المبین (تالیف) مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی۔

(۲) حقیقة الفقه (تالیف) مولانا محمد یوسف جے پوری۔

یہ دونوں کتابیں آپ کو مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور سے مل جائیں گی۔

ان کا فون نمبر 37240585 - 042-37351124 ہے۔

مقلدین کے مغالطات کا ایک طائرانہ جائزہ

(کتاب ظفر المبین تصنیف مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی)

فقہ حنفی کے قرآن و حدیث کے خلاف مسائل جاننے کے لیے کتاب ظفر المبین کا مطالعہ مفید ہوگا۔ طائرانہ جائزہ لینے کے لیے ہم اس کتاب کی فہرست کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

بارھواں مغالطہ: صفحہ کتاب

فقہ حنفی کے مردود مسائل

دوسرا مغالطہ

مسئلہ نمبر ۵۰ اتعزیز میں انتالیس کوڑے لگائے جائیں ------------------------ ۴۶۱

حقیقة الفقه

(تالیف) مولانا محمد یوسف جے پوری

باب: فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے بیان میں:

(۱۲) امام ابو یوسف رحمہ اللہ قاضی تھے بعضوں نے آپ کو سخت سست لکھا ہے۔

(مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنفیہ وغیرہ ج ا ص ۵۳)

(۱۳) امام حسن بن زیاد محدثین کے نزدیک متروک الحدیث ہے اور ضعیف ہے۔

(مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنفیہ وغیرہ ج ا ص ۵۴)

(۱۴) محمود بن عمر زمخشری مؤلف تفسیر کشاف معتزلی تھے۔

(مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنفیہ وغیرہ ج ا ص ۷۶)

(۱۵) ناصر بن عبد الستار معتزلی حنفی تھے۔ (مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنفیہ وغیرہ ج ا ص ۸۲)

(۱۶) مختار بن محمود مؤلف قنیۃ المنیہ معتزلی حنفی تھے۔

(مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنفیہ وغیرہ ج ا ص ۸۴)

(۱۷) امام زاہدی معتزلی تھے اور فروع میں حنفی تھے۔

(مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ الدراسۃ الرابعۃ، ج ا، ص ۱۱)

(۱۸) معتزلہ فروع میں حنفی ہیں۔ (در المختار، کتاب النکاح فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۲۲ غور کی ضرورت ہے)

باب: متعلق اختلاف اقوال:

(۱۹)

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ
عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ

''لعنت ہو ہمارے رب کی بقدر شار ریت کے اس شخص پر کہ جو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو رد کرے یعنی قبول نہ کرے۔'' (مقدمۃ در المختار: فضائل امام اعظم، ج ا، ص ۳۶)

(۲۰) صاحبین یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں امام محمد رحمہ اللہ و ابو یوسف رحمہ اللہ نے دو ثلث سے زیادہ مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اختلاف کیا ہے۔

(مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الثانیۃ فی ذکر طبقات الحنفیۃ، ج۱،ص ۸)

(۲۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کوئی قول اس قسم کا نہیں کہ جس کی دلیل قرآن و حدیث سے نہ ہو۔ (مقدمۃ شرح الوقایۃ جواب مطاعن غیر مقلدین، ج۱ص۱۴)

(۲۲) جب صاحبین (ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ) اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ باہم مختلف ہوں تو ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ ہوگا۔ اگر چہ دوسرے کی دلیل قوی ہو۔ پھر ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر۔ پھر محمد رحمہ اللہ کے قول پر۔ پھر حسن رحمہ اللہ بن زیادہ کے قول پر۔ (مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الرابعۃ، ج۱،ص ۱۳)

(۲۳) جب طرفین (ابوحنیفہ و محمد رحمہما اللہ) و ابو یوسف رحمہ اللہ مختلف ہوں تو ابو یوسف کے قول کو لیں گے بسبب آسانی کے۔ (درمختار، کتاب الطہارت، ج۱،ص ۹۲)

(۲۴) جس کو اہلیت نظر ہے اس پر مطلقاً ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دینا واجب نہیں ہے۔ (مقدمۃ عین الہدایۃ: طریقہ فتویٰ، ج۱،ص ۱۰۳۔۱۰۴)

(۲۵) عبادات میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر اور وقف و قضا میں ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے۔ (مقدمۃ عین الہدایۃ: طریقہ فتویٰ، ج۱،ص ۱۰۴)

(۲۶) سترہ مسائل میں امام زفر کے قول پر فتویٰ ہے۔

(مقدمۃ عین الہدایۃ: طریقہ فتویٰ، ج۱،ص ۱۰۴۔ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الرابعۃ، ص ۱۴)

درمختار کی بابت لکھا ہے کہ یہ بوجہ ایجاز قابل افتاء نہیں۔

(مقدمہ عین الہدایۃ۔ طریقہ فتویٰ، ج۱،ص ۱۰۶)

(۴۳) خواب میں آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان ماتن [صاحب متن] کے منہ میں داخل کی اس کے بعد تالیف اس متن کی شروع کی۔ (درمختار۔ خطبہ مؤلف، ج۱ص ۱۲)

(۴۴) درمختار کی اسناد آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تک پہنچتی ہیں۔

(درمختار۔ خطبہ مؤلف، ج۱ص ۱۳)

ایک مسئلہ کی سند بھی تو امام صاحب رحمہ اللہ تک نہیں پہنچتی ہے اللہ تک ضرور ہی پہنچے گی۔

گویا اسی موقع پر کسی شاعر نے کہا ہے ۔

تو کار زمیں رانکو ساختی
کہ برآسماں نیز پر داختی

(۴۵) مصنف درمختار کے استاذ کا نام عبدالنبی تھا۔ (درمختار۔ خطبہ مؤلف، ج ا ص ۱۳)

(عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا ظاہر کفر ہے) (مقدمہ عین الھدیۃ ۔ باب اقوال وافعال کفر ج ا ص ۸۶)

(۴۶) فتاویٰ عالمگیری بانصرام شیخ نظام صاحب بھمراہی جماعت عظیم جن کی تعداد کمتر پانچ سو ہے اتمام کو پہنچا۔ (مقدمہ عالمگیری۔ خاتمہ مترجم، ج ا ص ۲۰۸)

(اس مجموعہ کے عطر کی مہک عنقریب آنے والی ہے) (اس فتاویٰ عالمگیری کے متعلق مولوی عبدالہادی صاحب لکھنوی ایک استفتا مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۳۷ھ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ فتاویٰ عالمگیری کسی ایک شخص کی تصنیف نہیں ہے اور مصنفین کا پتہ کامل طریقہ سے نہیں چلتا ہے۔ اس لیے اس کی سندیں بھی مجہول ہیں۔)

باب: متعلق عقائد:

(۴۷) ایمان اہل آسمان واہل زمین کا نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔

(مقدمۃ عین الھدایۃ ۔ مترجم اردو، ج ا ص ۲۱)

(ایمان ہر ایک مومن کا اس کے مدارج وعقیدہ کے موافق کم وزیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں درج ذیل مقامات میں واضح بیان کیا گیا ہے کہ (۳/ آل عمران: ۱۷۳) (۹/ التوبہ: ۱۲۴) (۸/ الکھف: ۱۳) (۱۹/ مریم: ۷۲) (۳۳/ الاحزاب: ۲۲) (۴۷/ محمد: ۱۷) (۴۸/ الفتح: ۴) کتب احادیث میں کثرت سے اس مسئلہ میں روایات ہیں۔ غرض یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے۔)

(۴۸) مومن ایمان اور توحید میں برابر ہیں۔ (مقدمۃ عین الھدایۃ ۔ مترجم اردو، ج ا ص ۲۱)

(معاذ اللہ انبیاء اور ادنی درجہ کے ایمان والے کا ایمان اور توحید کیسے برابر ہو سکتی ہے۔ کجا نبی علیہ السلام کجا ادنی امتی۔)

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

(۴۹) مسلمان فاسق عام فرشتوں سے افضل ہے۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ ج،اص۲۷۲)

(۵۰) جو اہل قبلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینا جائز سمجھنے وہ کافر نہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ ج،اص۲۷۲)

(۵۱) جو اللہ کی صفات اور دیدار کے منکر ہیں وہ کافر نہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ ج،اص۲۷۲)

(نہ معلوم پھر کافر کون ہوں گے)

(۵۲) حدیث مشہور کا منکر بقول صحیح کافر نہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ ج،اص۵۹۲)

باب: ان چیزوں کے بیان میں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا:

(۷۳) باہم ننگے مرد اور عورت کی شرمگاہیں مل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (محمد رحمہ اللہ)۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مستحبات وضو، ج اص۸۲)

(۷۴) انگلی مقعد میں داخل کی اگر خشک نکلی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مستحبات وضو، ج اص۸۳)

(۷۵) مرد عورت کو اور عورت مرد کو مساس کرے تو وضو فاسد نہیں ہوتا۔

(فتاویٰ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب اول فصل پنجم، ج اص۱۸)

(۷۶) اپنے ذکر کو یا دوسرے کے ذکر کو پکڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(فتاویٰ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب اول فصل پنجم نواقض الوضو، ج اص۱۸)

(۷۷) زندہ یا مردہ جانور یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (عالمگیری: جلد،اص۱۶)

باب: ان چیزوں کے بیان میں کہ جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا مستحب ہیں:

(۷۸) اگر آنکھیں اٹھی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، ج اص۸۳)

(۷۹) جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے اور شعر خوانی کے بعد اور عالموں کے اختلاف سے بچنے کی غرض سے وضو کرنا مستحب ہے۔ (درالمختار: کتاب الطہارت، مقامات استحباب وضو، ج ا ص ۵۱)

باب: ان چیزوں کے بیان میں کہ جن سے غسل لازم نہیں ہوتا:

(۸۰) جماع کے بعد غسل کر لے اور پھر مرد کی منی سفید گاڑھی فرج سے نکلے تو عورت پر غسل فرض نہیں۔ (درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۱)

(۸۱) بوجھ اٹھانے سے منی بلاشہوت نکلے تو غسل فرض نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۱)

(۸۲) منی شہوت سے جدا ہو اور ذکر پکڑ لے بعد در د ہونے شہوت کے منی نکلے تو غسل فرض نہیں۔ [ابو یوسف رحمہ اللہ] (درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۲)

(۸۳) منی اپنی جگہ سے بلاشہوت جدا ہو اور باہر نکلے تو غسل فرض نہیں۔

(بہشتی گوہر: جن صورتوں میں غسل فرض نہیں، ص ۱۷)

(۸۴) کسی نے حلق لگائی یا عورت سے سوا فرج کے صحبت کی اور منی نکلنے پر سر ذکر کو پکڑ لیا۔ بعد جانے شہوت کے ذکر کو چھوڑنے پر منی نکلے تو غسل واجب نہیں۔ [ابو یوسف رحمہ اللہ]

(عین الہدایہ: کتاب الطہارت فصل فی الغسل، ج ا ص ۸۲)

(۸۵) شہوت سے نظر کی اور منی اپنی جگہ سے جدا ہوئی پھر ذکر کو دبایا کہ شہوت جاتی رہی۔ پھر بدون شہوت کے منی نکلی تو غسل واجب نہیں۔ [ابو یوسف رحمہ اللہ]

(عالم گیری: کتاب الطہارۃ، باب دوم۔ فصل سوم، موجبات غسل، ج ا ص ۲۰)

(۷۶) پیشاب کرنے یا سونے سے پہلے غسل کیا اور پھر منی نکلی تو غسل فرض نہیں۔

[ابو یوسف رحمہ اللہ] (درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل ج ا ص ۹۲)

(۸۷) جنابت کے بعد بغیر پیشاب اور بغیر سوئے نہایا اور نماز پڑھی پھر باقی منی نکلی تو غسل واجب نہیں۔ [ابو یوسف رحمہ اللہ] (عالمگیری: کتاب الطہارت، باب دوم۔ فصل سوم، ج ا ص ۲۰)

(۸۸) بول یا نیند و مستی کے بعد منی نکلے تو غسل واجب نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارت مسائل الغسل، ج ا ص ۹۲)

(۸۹) جانور یا مردہ یا کم لڑکی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۵۔ عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۲، فصل ۳، ج ا ص ۲۲)

(۹۰) دس برس کا لڑکا عورت بالغہ سے جماع کرے تو غسل فرض نہیں۔

(بہشتی زیور۔ غسل کا بیان حصہ ا ص ۸۹۔ عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۲، فصل ۳، ج ا ص ۲۲)

(۹۱) ذکر کسی عورت یا مرد کے ناف میں داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔

(بہشتی گوہر۔ کتاب الطہارت جن صورتوں میں غسل فرض نہیں، ص ۱۸)

(۹۲) اپنی دبر میں حشفہ داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ [شرم شرم]

(درالمختار۔ کتاب الطہارت مسائل الغسل، ج ا ص ۹۳)

(۹۳) مرد اپنی دبر میں اور عورت اپنی فرج میں مردہ کا ذکر یا انگلی یا لکڑی داخل کرے تو غسل نہیں۔ (عین الہدایہ۔ کتاب الطہارت فص فی الغسل، ج ا ص ۸۸)

(۹۴) خنثیٰ مشکل کی قبل یا دبر میں حشفہ داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۳۔ عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۲، فصل ۳، ج ا ص ۲۲)

(۹۵) خنثیٰ مشکل اپنے ذکر کو کسی عورت کی فرج میں یا دبر میں داخل کرے تو دونوں پر غسل نہیں۔ (عالمگیری۔ کتاب الطہارت، واجبات غسل، باب دوم فصل سوم، ج ا ص ۲۲)

(۹۶) ذکر پر کپڑا لپیٹ کر قبل یا دبر میں داخل کیا اگر لذت و حرارت نہ پائے تو غسل فرض نہیں۔ (درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۵۔ عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۲، فصل ۳، واجبات غسل، ج ا ص ۲۲)

(۹۷) ذکر کو سر سے کم داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔

(بہشتی گوہر۔ کتاب الطہارت، جن صورتوں میں غسل فرض نہیں، ص ۱۷)

(۹۸) کسی جانور کا ذکر فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل لازم نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۵)

(۹۹) خنثیٰ اور میت کے ذکر کو فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل لازم نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۵)

(۱۰۰) بے شہوت لڑکے کے ذکر کو فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۶)

(۱۰۱) لکڑی کا یا کسی کا ذکر بنا کر داخل کرے تو غسل واجب نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ا ص ۹۶)

(۱۰۲) کم عمر لڑکی سے جماع کرنے کے بعد ذکر دھونا بھی ضروری نہیں۔[ابوحنیفہ رحمہ اللہ]

(درالمختار: کتاب الطہارت، باب دوم، فصل سوم، ج ا ص ۲۲)

(۱۰۳) باکرہ سے جماع کرے اور بکارت قائم رہے تو غسل لازم نہیں۔

(درالمختار: کتاب الطہارت، باب دوم، فصل سوم، ج ا ص ۲۲)

(۱۰۴) فرج کے باہر مجامعت کی اور منی رحم میں داخل ہوئی۔ عورت خواہ باکرہ (کنواری) ہو یا ثیبہ (مدخولہ) تو غسل واجب نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب دوم، فصل سوم، ج ا ص ۲۲)

(۱۰۵) ایک شخص جاگا، ذکر پر تری معلوم ہوئی، احتلام یاد نہیں۔ اگر سونے سے پہلے ذکر کھڑا تھا تو غسل لازم نہیں۔ (عین الہدایہ۔ کتاب الطہارت، فصل موجبات الغسل، ج ا ص ۸۳)

(۱۰۶) ایک شخص نے جاگ کر تری پائی۔ احتلام یاد نہیں اور شک ہے کہ منی ہے یا مذی تو غسل واجب نہیں۔[ابویوسف رحمہ اللہ] (عین الہدایہ۔ کتاب الطہارت، فصل موجبات الغسل، ج ا ص ۸۳)

باب: عام نجاستوں کے متعلق:

(۱۹۲) فرج کی رطوبت پاک ہے بالاتفاق جیسے رینٹ اور تھوک وغیرہ۔[ابوحنیفہ رحمہ اللہ]

(درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ا ص ۱۷۷)

(۱۹۳) کپڑے کا کوئی کونہ نجس ہو گیا مگر یاد نہیں کہ کون سا تھا کوئی سا کونہ دھو ڈالے تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔(درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ا ص ۱۷۰)

(۱۹۴) رال سے نجاست پاک ہو جاتی ہے۔

(درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ا ص ۱۶۴)

(۱۹۵) جس عضو پر نجاست لگی ہو وہ تین بار چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔[منہ ناپاک ہو تو بلا سے] (عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۰۔ بہشتی زیور۔ حصہ دوم باب اول نجاسات کے پاک کرنے کا بیان، ص ۱۲۱)

(۱۹۶) نجاست بھرا کپڑا اس قدر چاٹے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہے۔

(عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۰)

(۱۹۷) چھری پر نجاست لگے تو چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

(عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۰)

(۱۹۸) جو انگلی یا پستان ناپاک ہو جائے تو چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔

(درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۴)

(۱۹۹) خون سے سورہ فاتحہ (سورہ اخلاص) ماتھے پر لکھنا جائز ہے اگر امتحاناً معلوم ہو کہ خون بند ہو جائے گا۔ (درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۴)

(۲۰۰) جو نکسیر بند نہ ہوتی ہو تو قرآن کی آیت کو خون سے پیشانی پر لکھنا جائز ہے۔

(عالمگیری۔ کتاب الکراہیۃ باب ۱۸، تداوی و معالجات ج ۹ ص ۹۱)

(۲۰۱) فاسق اور کافر ذمیوں کے کپڑے پاک ہیں پاجامہ میں کراہت ہے۔

(درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۴)

(۲۰۲) بچھونے پر خشک منی لگی ہو اس پر سویا اور پسینہ سے بچھونا تر ہو گیا۔ تو اگر بدن پر اثر ظاہر نہ ہو تو بدن پاک ہے۔ (عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۳)

(۲۰۳) گیلے نجس کپڑے کے ساتھ پاک کپڑا لپیٹا گیا کہ وہ تر ہو گیا۔ اگر نچڑ نہ سکے تو پاک ہے۔ (درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۶)

(۲۰۴) گیلی نجس زمین پر پاک خشک کپڑا بچھایا گیا اور وہ تر ہو گیا۔ اگر نچڑ نہ سکے پاک ہے۔ (عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۳)

(۲۰۵) تر پاؤں نجس زمین بچھونے پر رکھے تو وہ نجس نہ ہو گا۔

(عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۳)

(۲۰۶) نجس دودھ تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔

(درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ص ۱۷۶)

(۲۰۷) نجس شہد تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔

(بہشتی زیور۔ حصہ دوم، بیان تطہیر النجاسۃ ص ۱۹)

(۲۰۸) نجس شیرہ خرما تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔

(بہشتی زیور۔ حصہ دوم، بیان تطہیر النجاسۃ ص ۱۲۱)

(۲۰۹) نجس تیل تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔

(درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ص ۱۷۶)

(۲۱۰) گھی ناپاک ہوگیا جتنا گھی ہوا اتنا پانی ڈال کر پکائے جب پانی جل جائے تین دفعہ اسی طرح کرے تو پاک ہوجائے گا۔

(بہشتی زیور۔ حصہ دوم باب اول نجاست کے پاک کرنے کا بیان، ص ۱۲۱)

(۲۱۱) گوشت کے شوربے میں نجاست پڑی جوش کی حالت میں تین بار ابال آنے سے پاک ہوجائے گا۔ (درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ص ۱۷۶)

(۲۱۲) پانی میں نجاست گری اس سے چھینٹیں اچھل کر کپڑے پر لگیں۔ اگر رنگ و بو ظاہر نہ ہو تو کپڑا پاک ہے۔ (عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ص ۴۳)

(۲۷۶) آدمی کے کان پاک ہیں۔ (درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج ۱ص ۱۱۸)

باب: تیمّم کے بیان میں:

(۲۷۷) تیمم میں ترتیب شرط نہیں۔ (شرح الوقایۃ: کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱ص ۵۴۔)

(۲۷۸) صاف چکنے پتھر پر تیمّم جائز ہے اگر چہ دھلا ہوا ہو۔

(بہشتی زیور۔ حصہ تیمم کا بیان ص ۸۳)

(۲۷۹) کیچڑ سے تیمم جائز ہے۔ [یہاں آیت فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا کا حکم کہاں چلا گیا]

(بہشتی زیور۔ حصہ تیمّم کا بیان ص ۸۳۔ عین الہدایۃ۔ کتاب الطہارت، باب التیمم، ج ۱ص ۱۷۹)

(۲۸۰) تیمّم ہڑتال وسرمہ گیرو وگندھک وسینڈھے نمک اور پانی سے بنے ہوئے نمک اور کوئلے سے جائز ہے۔

(عین الہدایہ۔ کتاب الطہارت، باب التیمم، ج ا ص ۱۷۸، ۱۷۹۔ مالا بدمنہ: کتاب الطہارۃ فصل فی التیمم، ص ۲۰۔ بہشتی زیور۔ حصہ انی بیان التیمم ص ۸۲۔ درالمختار، کتاب الطہارت، باب التیمم جلد، ا ص ۱۳۲۔ عالمگیری، کتاب الطہارت باب سوم فصل اول مسائل تیمّم، ج ا ص ۴۰)

(۲۸۱) جو غبار کی جگہ چہرہ گھسائے تیمّم کی نیت سے تو تیمّم جائز ہے۔

(درالمختار۔ کتاب الطہارت، باب التیمم، ج ا ص ۱۳۱)

(۲۸۲) سور یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمّم جائز ہے۔[ابو حنیفہ رحمہ اللہ]

(عین الہدایہ۔ کتاب الطہارت باب، التیمم ج ا ص ۳۹)

(۲۸۳) جو تیمّم کا ارادہ کر کے زمین پر لیٹے اگر مٹی بازو اور ہتھیلیوں اور منہ تک پہنچے تو تیمّم جائز ہے۔ (عالمگیری۔ کتاب الطہارت، باب التیمم، ج ا ص ۱۸۲)

(۲۸۴) جنبی نے تیمّم وضو کی نیت سے کیا تو جنابت کے لیے بھی کافی ہے۔

(عین الہدایہ۔ کتاب الطہارت باب، التیمم ج ا ص ۱۸۴)

(۲۸۵) نماز جنازہ وعید کے واسطے تیمّم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو۔

(عین الہدایہ۔ کتاب الطہارت باب، التیمم ج ا ص ۱۹۳، ۱۹۴۔ کنز الدقائق۔ کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ص ۱۰)

باب: مسح کے بیان میں:

(۲۸۶) موزے پر مسح بھول گیا اتفاقاً پانی موزے پر پڑ گیا مسح درست ہے۔

(بہشتی زیور۔ حصہ مسح علی الخفین، ص ۸۶)

کتاب الصلوٰۃ

باب: اذان کے بیان میں:

(۲۸۷) اذان فارسی وغیرہ ہر زبان میں جائز ہے اگر لوگ یہ سمجھ لیں کہ اذان ہوئی

ہے۔(عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص ۴۴۹۔ درمختار۔ کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۱ص۲۴۶)

باب: نماز کی کیفیت میں:

(۲۸۸) نماز میں روزے کی نیت کرے تو درست ہے۔

(درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، ج۱ص۲۲۴)

(۲۸۹) ایک پاؤں کی جگہ بھی پاک ہو تو دوسرے پاؤں کو اٹھائے رہے تو کافی ہے۔

(بہشتی گوہر۔ نماز کی شرطوں کا بیان، ص۳۰)

(۲۹۰) شروع کرنا نماز کا سوا عربی کے درست ہے اگرچہ عربی جانتا ہو۔ (درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، ج۱ص۲۳۰۔عین الہدایہ۔کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص۴۴۶)

(۲۹۱) بجائے اللہ اکبر کے اللہ الاکبر یا اللہ کبیر یا اللہ الکبیر یا اللہ، اکبار یا یا اللہ الاکبار کہنا جائز ہے۔[ابو یوسف رحمہ اللہ] (عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص۴۴۳۔ عالمگیری، کتاب الصلوٰۃ باب چہارم صفۃ، ج۱ص۱۰۶۔ درمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۱ص۲۴۶)

(۲۹۲) بجائے اللہ اکبر کے الحمدللہ یا تبارک اللہ یا اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہے تو جائز ہے۔ (عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص۴۴۲۔ شرح الوقایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص۱۴۳)

(۳۱۲) پچھلی دو رکعتوں میں بجائے الحمد کے تین دفعہ سبحان اللہ کہے تو درست ہے۔

(بہشتی زیور۔ حصہ باب ۸ فرض نماز پڑھنے کے طریقے، ص۱۳۵)

(۳۱۳) پچھلی دونوں رکعتوں میں اگر کچھ بھی نہ پڑھے تو درست ہے۔

(بہشتی زیور۔ حصہ باب ۸ فرض نماز پڑھنے کے طریقے، ص۱۳۵)

(۳۱۴) اگر امام مسافر قصر کرے تو مقتدی پوری کرلے مگر مقتدی بقیہ رکعات میں الحمد نہ پڑھے۔ (کنز ص۵۹)

(۳۱۵) آمین بالجہر مکروہ ہے۔ (عالمگیری۔ کتاب الصلوٰۃ باب ہفتم مفسدات نماز ج۱ص۱۷۱)

(۳۱۶) رفع الیدین قبل الرکوع و بعد الرکوع مکروہ ہے۔ (مینہ ص ۱۰۱)

(۳۱۷) سجدہ فقط ناک یا فقط پیشانی پر کرنا جائز ہے۔ [ابو حنیفہ رحمہ اللہ]

(عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۸۲)

(۳۱۸) عورت سجدے میں پیٹ کو اپنے دونوں زانوں سے ملا ہوا رکھے۔

(کنز الدقائق۔ کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ق ۴۸۲۔ عالمگیری کتاب الصلوٰۃ باب چہارم صفۃ الصلوۃ ج ۱ ق ۱۰۹)

(۳۱۹) التحیات سوا عربی کے ہر زبان میں جائز ہے۔ [ابو حنیفہ رحمہ اللہ]

(عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۴۹)

(۳۲۰) عورت التحیات کے وقت اپنے دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر چوتڑوں پر بیٹھے۔ (عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۵۰۲)

(۳۲۱) دورد پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہیں ہے۔

(عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۵۱۰)

(۳۲۲) سلام کے وقت قصداً حدث کرے (پاد مارے) تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔] (شرح وقایہ۔ کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۱۱۰)

(۳۲۳) امام نے بعد تشہد کے باتیں کیں یا مسجد سے نکل گیا تو نماز جائز ہے۔ (در المختار۔ کتاب الصلوٰۃ باب الاستخلاف، ج، ۱ ص ۳۲۰۔ عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۵۱۷)

(۳۲۴) مقتدی تشہد پڑھ کے امام سے بول پڑا تو نماز درست ہوگی۔

(در المختار۔ کتاب الصلوٰۃ باب الاستخلاف، ج، ۱ ص ۲۷۱)

(۳۲۵) سلام کے وقت عمداً قہقہہ کرے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

(عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۵۱۷)

باب: بیان میں ان امور کے کہ جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی:

(۳۲۶) پیشاب کی جگہ یا دبر پر نجاست لگی ہو گو بکثرت ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔

(در المختار۔ کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۳)

(۳۲۷) نمازی جب آدمی یا کتا منہ بندھا لے کر نماز پڑھے تو جائز ہے۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۰۴)

(۳۲۸) نمازی کی جسم پر کتا بیٹھ جائے منہ لعاب نہ نکلے تو مضائقہ نہیں۔

(بہشتی گوہر۔ نمازی کی شرطوں کا بیان، ص ۲۹)

(۳۲۹) بلغار میں عشاء کا وقت معلوم نہ ہو تو نماز واجب نہیں۔

(درالمختار۔ الصلوٰۃ، ج ا ص ۱۸۵)

(۳۳۰) نمازی گریبان کی طرف سے شرمگاہ کو دیکھے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(درالمختار۔ کتاب الطہارۃ، باب شروط الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۰۷)

(۳۳۱) دبر یا ذکر فوطے چوتھائی سے کم کھل جائیں تو نماز جائز ہے۔

(شرح وقایہ ص ۹۰، منیہ ص ۶۵)

(۳۳۲) ہاتھ اور زانو کی جگہ کا پاک ہونا ضروری نہیں۔ اگر ناپاک جگہ رکھے جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (درمختار۔ کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاء، ج ا ص ۳۲۹)

(۳۳۳) نماز میں کپڑا نجس جگہ پر پڑتا ہو تو حرج نہیں۔

(بہشتی گوہر۔ نماز کی شرطوں کا بیان، ص ۳۰)

(۳۳۴) ہجے کر کے نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(درالمختار۔ کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۴۷)

(۳۳۵) مردہ کے پیٹ پر نمدا پڑا ہے اور اس پر سجدہ کیا اگر سختی معلوم نہ ہوئی تو سجدہ جائز ہے۔ (عالمگیری۔ جلد ا ص ۹۵)

(۳۳۶) نمازی سلام کا جواب اشارہ سے دے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۲۳۔ ایضا باب الاستخلاف، ص ۳۱۵)

(۳۳۷) نماز میں پانی مانگنے کے لیے دو صف سے تجاوز کر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ باب الاستخلاف، ج ا ص ۳۱۶)

(۳۳۸) اگر مسبوق (مسبوق وہ ہے کہ جس کو امام کے ساتھ کچھ نماز نہ ملی ہو) کا امام تشہد

کے بعد بول پڑا یا مسجد سے نکل گیا تو مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ باب الاستخلاف، ج ا ص ۳۲۰)

(۳۳۹) کتے بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۲۲)

(۳۴۰) امام کی قرأت مقتدی کو اچھی معلوم ہوا اور رو کر کہے کیوں یا ہاں یا البتہ تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۲۵)

(۳۴۱) نماز میں قبلہ سے منہ پھیر لینے سے اگر چہ سارا پھیر لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۳۰)

(۳۴۲) بے وضو ہونے کے گمان سے نماز میں منہ پھیر لے اور یاد آنے پر قبلہ کی طرف منہ کر لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۳۰)

(۳۴۳) نمازی قبلہ کی طرف منہ کئے چلا بقدر ایک صف کے اور ٹھہرا اور چلا اور پھر ٹھہرا تو جب کہ مسجد کے باہر نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۳۰)

(۳۴۴) مرد نماز پڑھ رہا ہے اور عورت نے بوسہ لیا تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ہاں اگر مرد نے نمازی عورت کا بوسہ لیا کی نماز فاسد ہوگی۔ (درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۳۰)

(۳۴۵) پرندے پر پتھر پھینکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۳۰)

(۳۴۶) نمازی ہاتھ یا سر سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(عالمگیری۔ کتاب الصلوٰۃ باب ہفتم، مفسدات نماز، ج ا ص ۱۵۵)

(۳۴۷) جس عورت کو مرد طلاق رجعی دے چکا ہو اگر نماز میں اس کی فرج دیکھے تو نماز فاسد نہیں۔ (عین الہدایہ۔ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ و ما یکرہ فیہا ج ا ص ۶۵۰)

(۳۴۸) اپنا ستر دیکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (ہدایہ جلد ا ص ۳۱۲)

(۳۴۹) کسی نے نماز پڑھنے والے سے پوچھا کہ کتنی رکعتیں ہوئی تو یہ اشارہ سے بتا دے تو

نماز فاسد نہیں ہوتی۔(منیہ ص ۱۱۶)

(۳۵۰) تین کلموں سے کم لکھنے میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔(منیہ ۱۱۶)

(۳۵۱) نماز میں اذان دے دے مگر حی علی الصلوٰۃ نہ کہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(منیہ ص ۱۱۶)

(۳۵۲) نماز میں لفظ اللہ سن کر بلا قصد جل جلالہ اور آنحضرت ﷺ کا نام سن کر درود پڑھے تو نماز فاسد نہیں۔(منیہ ص ۱۱۶)

(۳۵۳) دل میں شعر بنائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔(منیہ ص ۱۱۰)

(۳۵۴) لکھے ہوئے پر نظر کی اور اس کے معنی دریافت کئے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(مالا منہ کتاب الصلوٰۃ فصل در مفسدات نماز، ص ۴۳)

(۳۵۵) نماز میں ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک رکن کے بعد ایک ایک جوں مارے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔(منیہ ص ۱۱۷)

(۳۷۵) منجملہ شرائط جمعہ کے یہ بھی ہے کہ اذان عام ہو۔[بالعموم اہلحدیث کو روکا جاتا ہے تو جمعہ ناجائز ہوا] (در المختار۔کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج۱، ص ۴۱۹)

(۳۷۶) جمعہ کے روز تمام مساجد بند کی جائیں سوا جامع مسجد کے۔[عمل کی ضرورت ہے]

(در المختار۔کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج۱، ص ۴۲۲)

(۳۷۷) جمعہ متعدد جگہ نہ ہو اور احتیاطی ظہر پڑھی جائے۔[ابوحنیفہ رحمہ اللہ]

(در المختار۔کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج۱، ص ۴۱۶)

(۳۷۸) جمعہ کے دن سورہ سجدہ وسورہ دہر معین کر کے پڑھنا مکروہ ہے۔

(در المختار۔کتاب الصلوٰۃ، فصل فی القرأۃ ج۱ ص ۲۸۱)

(۳۷۹) خطبہ بے وضو بھی پڑھنا درست ہے۔

(ہدایہ۔کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ الجمعۃ ج۱، ص ۸۶۷۔قدوری کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۹۔در المختار۔کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج۱، ص ۴۱۸)

(۳۸۰) ابو یوسف جب خطیب سے دور ہوتے تو کتاب دیکھا کرتے اور قلم سے تصحیح بھی

کرتے۔ (درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج ۱، ص ۴۲۳)

(۳۸۱) خطبہ ایک تسبیح (سبحان اللہ) کے برابر ہو۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج ۱، ص ۴۱۷)

(۳۸۲) جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر بھی پڑھنا جائز ہے۔

(ہدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، ج ۱ ص ۱۶۹۔ مختصر قدوری، کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجمعہ ص ۲۹)

(۳۸۳) جمعہ کے روز روحیں اکٹھی ہوتی ہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج ۱، ص ۴۲۷)

باب: متعلق عیدین:

(۳۸۴) جو شرطیں جمعہ میں ہیں۔ وہی عیدین میں بھی واجب ہیں۔ [محض بے اصل ہے] (درالمختار۔ کتاب الصلوٰۃ باب العیدین، ج ۱ ص ۴۲۸)

(۳۸۵) تکبیرات عید الاضحیٰ جہرے سے کہنا بدعت ہے۔

(عین الہدایہ، کتاب الصلوۃ باب العیدین، ج ۱ ص ۸۵۸۔ ملاحظہ ہو مسئلہ ۴۰۳ و ۴۰۴ حصہ دوم)

کتاب الزکوٰۃ

(۳۸۶) کسی کو انعام کا نام لے کر زکوٰۃ دی اور دل میں نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(بہشتی زیور۔ حصہ سوم، باب پندرہ۔ زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان، مسئلہ ۱۰)

(۳۸۷) زکوٰۃ کا بیسواں حصہ کافر سے شراب اور مردار کھالوں کی قیمت سے لینا چاہیے۔

(درالمختار۔ کتاب الزکوٰۃ، باب العشر ج ۱ ص ۵۰۸)

(۳۸۸) زکوٰۃ نہ دینے کا حیلہ یہ ہے کہ جس کے پاس مال ہو بقدر نصاب سال گزرنے سے پہلے ایک درم خیرات کر دے یا بعض دراہم اپنی اولاد کو ہبہ کر دے تاکہ مال نصاب سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ [ابو یوسف رحمہ اللہ] (عین الہدایہ، کتاب الحیل فصل فی مسائل الزکوٰۃ ج ۴ ص ۹۳۲)

(۳۸۹) جو شخص زکوٰۃ اپنے قرضہ میں وصول کرنا چاہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اپنے قرضہ دار محتاج کو زکوٰۃ حوالہ کرے پھر اس کو واپس اپنے قرضہ میں وصول کر لے۔ اور اگر وہ نہ دے تو چھین

لے۔(عین الھدایۃ۔کتاب الحیل فصل سوم مسائل الزکوۃ ج۴ص۹۳۳)

(۳۹۰) دوسرا حیلہ یہ ہے کہ قرضدار سے کہے کہ میرے خادم کو اپنا وکیل کر لے کہ وہ مجھ سے زکوٰۃ وصول کر کے تیرے قرضہ میں مجھ کو دیدے۔[خیرات دے کر واپس لینے والے کی مثال حدیث میں کتے کی سی آئی ہے کہ جو قے کر کے خود چاٹتا](عین الھدایۃ۔کتاب الحیل فصل سوم مسائل الزکوۃ ج۴ص۹۳۳)

(۳۹۱) جو شخص چاہے کہ زکوٰۃ میں کفن دے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ محتاج کی ملک کر کے اور محتاج کفن دے دے۔(عین الھدایۃ۔کتاب الحیل فصل سوم مسائل الزکوۃ ج۱ص۹۳۳)

(۳۹۲) جو شخص چاہے کہ زکوۃ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا چاہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کسی کو دے اور وہ مسجد میں لگا دے۔(عین الھدایۃ۔کتاب الحیل فصل سوم مسائل الزکوۃ ج۱ص۹۳۳۔۹۳۴)

(۳۹۳) صاع۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ و محمد رحمہ اللہ کے نزدیک آٹھ رطل عراقی کا ہے۔ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا۔

(ہدایہ۔کتاب الزکوٰۃ باب صدقۃ الفطر، ج۱ص۱۰۶۸)

کتاب لصوم

باب: شک کے روزہ کے متعلق:

(۳۹۴) شک کے دن کا روزہ خواص رکھیں اس طرح کہ عوام کو نہ معلوم ہو۔

(درالمختار۔کتاب الصوم، ج۱ص۵۵۳)

(۳۹۵) شک کے دن نفل کی نیت سے روزہ رکھنا بالاتفاق افضل ہے۔

(درالمختار۔کتاب الصوم، ج۱ص۵۵۳)

باب: بیان میں ان چیزوں کا جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا یا کفارہ لازم نہیں آتا:

(۳۹۶) عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھنے سے اگر انزال ہو جائے اگرچہ دیر تک دیکھنے اور فکر کرنے کے بعد تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

(درالمختار کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم، و مالا یفسد، ج۱ص۵۶۲)

(۳۹۷) لکڑی دبر میں ڈالی گئی اگر ایک سرا باہر رہا تو روزہ فاسد نہیں۔ (درالمختار، کتاب الصوم باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ص۵۶۳۔ ہدایہ کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارۃ ج۱ص۱۱۱۲)

(۳۹۸) دبر یا فرج میں انگلی داخل کی اگر خشک نکلی تو روزہ فاسد نہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصوم باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ص۵۶۳)

(۳۹۹) قبل فجر عمداً جماع کیا پھر فجر ہوتے ہی نکال لیا بعد اس کے منی نکلی تو روزہ فاسد نہیں۔ (درالمختار۔ کتاب الصوم باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ص۵۶۳)

(۴۰۰) ناف یا ران میں جماع کرے اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ص۵۶۴)

(۴۰۱) روزہ میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ج۱ص۵۶۴۔ کتاب الصوم باب مایوجب القضاء ولا کفارۃ ج۱ص۱۱۱۲)

(۴۰۲) اگر زنا کے خوف سے جلق لگا کر منی نکال دے تو توقع ہے کہ وبال نہ ہو۔

(درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد ج۱ص۵۶۴)

(۴۰۳) چوپایہ کی فرج یا مردے سے جماع کرے اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں۔ (درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ج۱ص۵۶۴۔ کتاب الصوم باب مایوجب القضاء ولا کفارۃ ج۱ص۱۱۱۲)

(۴۰۴) جانور کی فرج کے ہاتھ لگایا یا منہ چوما اور انزال ہوا تو روزہ فاسد نہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد ج۱ص۵۶۴)

(۴۰۵) مردہ عورت سے وطی کی۔ چھوٹی لڑکی یا بہیمہ سے وطی کی یا ران میں پیٹ میں وطی کی یا بوسہ لیا تو روزہ فاسد نہیں۔ (درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ص۵۶۸)

(۴۰۶) منی اپنے ہاتھ سے نکالے یا عورت کے ہاتھ سے یا عورت و مرد باہم ننگے ہو کر شرمگاہیں ملائیں اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

(درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ص۵۶۸)

(۴۰۷) سوتی عورت یا مجنونہ سے جماع کیا گیا تو روزے کا کفارہ نہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ص۵۶۸)

(۴۰۸) روزہ میں عورت و مرد ننگے ہو کر شرم گائیں ملائیں تو مضائقہ نہیں۔

(درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج ا ص ۵۶۸)

(۴۰۹) عورت کو کپڑے کے اوپر سے مساس کیا اور انزال ہوا۔ اگر حرارت معلوم نہ ہوئی تو روزہ فاسد نہیں۔ (درالمختار۔ کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج ا ص ۵۶۷)

(۴۱۰) عورت نے شوہر کا مساس کیا اور شوہر کو انزال ہوا تو روزہ فاسد نہیں۔

(عین الہدایہ۔ کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء الکفارۃ، ج ا ص ۱۱۱۳)

کتاب الحج

(۴۱۹) مدینہ حرم نہیں۔ [حنفیہ کے نزدیک سراسر حدیث کے خلاف ہے] (درمختار۔ جلد ا ص ۶۱۹)

کتاب النکاح

(۴۳۰) عورت کے وکیل نے بھولے سے لڑکی کی ولدیت میں فرق کر دیا اور عورت وہاں موجود نہیں ہے تو نکاح نہیں ہوا۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، ج ۲ ص ۱۳)

(۴۳۱) زوجہ کو بوقت صحبت کے ثیبہ (یعنی کنواری نہ تھی) پایا۔ مرد کے دریافت کرنے پر عورت نے کہا کہ تیرے باپ نے ازالہ بکر (یعنی صحبت کی ہے) کیا ہے تو مرد اگر تصدیق نہ کرے تو نکاح قائم ہے۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۶)

(۴۳۲) عورت سے وطی کی اس کی فرج و مقعد (پیشاب اور پاخانہ کی جگہ) پھاڑ کر ایک کر دیا تو اس عورت کی ماں اس مرد پر حرام نہیں ہوگی۔ [اسے یاد رکھ کے نیچے دیکھیں]

(درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۶)

(۴۳۳) جس عورت کے سر کے بالوں کا بشہوت مساس کیا اگرچہ باریک کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس ہو یا بوسہ لیا یا معانقہ کیا تو اس عورت کی ماں مرد پر حرام ہوگی۔

(درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۶)

(۴۳۴) جس عورت نے بشہوت مرد کو چھولیا یا ذکر کو بشہوت دیکھ لیا۔ عورت کی ماں مرد پر

حرام ہوگی۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۶)

(۴۳۵) جس عورت کی فرج شیشہ یا پانی کی آڑ سے دیکھی تو اس عورت کی ماں مرد پر حرام ہوگی۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۶)

(۴۳۶) عورت کے مساس پر اگر انزال نہ ہو تو اس کی ماں حرام ہے اور انزال ہو جائے تو عورت کی ماں حرام نہیں۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۷)

(۴۳۷) شب کو جگانے میں مرد کا ہاتھ اپنی بیٹی پر لگا یا عورت کا ہاتھ اپنے بیٹے پر لگا تو میاں بیوی باہم حرام ہیں۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۸)

(۴۳۸) بشہوت ساس کے بوسہ لینے سے جورو حرام ہو جاتی ہے۔

(درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۸)

(۴۳۹) ساس سے بشہوت سے مساس کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے۔

(درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۸)

(۴۴۰) اپنی بیٹی کی شرمگاہ بشہوت دیکھنے سے جورو حرام ہو جاتی ہے۔

(درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۹)

(۴۴۱) بیٹی ڈر کر بچھونے میں گھس گئی۔ باپ نے شہوت سے مساس کیا تو میاں بیوی باہم حرام ہیں۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲، ص ۱۹)

(۴۴۲) مساس خواہ عمداً ہو یا سہوا خواہ باکرہ ہو تو عورت کی ماں مرد پر حرام ہوئی۔

(عالمگیری: کتاب النکاح فصل فی المحرمات، ج ۲ ص ۱۸)

(۴۴۳) عورت کے دبر میں صحبت کرنے سے اس کی ماں حرام نہیں ہوتی۔

(عالمگیری۔ کتاب النکاح باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۲)

(۴۴۴) نشہ میں اپنی بیٹی کو پکڑ کر بوسہ لیا لڑکی نے کہا کہ میں تیری بیٹی ہوں تو جورو حرام ہو جائے گی۔ (عالمگیری۔ کتاب النکاح باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۲)

(۴۴۵) لڑکے نے بدنیتی سے سوتیلی ماں پر ہاتھ ڈالا تو وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہے۔

(بہشتی زیور۔ حصہ ۴ جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے، مسلہ ۱۷، ص ۳۱۶)

(۴۴۶) عورت کے ساتھ اغلام کرنے سے حرمت نہیں آتی۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲،ص ۱۷۔ عالمگیری۔ کتاب النکاح باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۲)

(۴۴۷) جس بیوی سے مرد کم عمری میں صحبت کر چکا ہو اور پھر اس کو طلاق دیدے تو اس کی بیٹی سے اس مرد کا نکاح درست ہے۔ (درالمختار۔ کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲،ص ۱۷۔۱۸)

(۴۴۸) سات آٹھ برس کی لڑکی سے جماع کیا تو اس لڑکی کی ماں مرد پر حرام نہیں ہوگی۔ (عالمگیری۔ کتاب النکاح باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۰)

(۴۴۹) مرد کا آلہ منتشر ہوا اور اس نے بشہوت جورو کو طلب کیا اس درمیان میں اس نے اپنی بیٹی کی ٹانگوں میں داخل کیا تو اگر حرکت انتشار کی نہ بڑھی ہو تو جورو حرام نہیں اور اگر بڑھ گئی ہو تو جورو حرام ہے۔ [شرم] (عالمگیری۔ کتاب النکاح باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۱)

(۴۵۰) ساس نے لڑائی میں اپنے داماد کا ذکر پکڑ لیا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے شہوت سے نہیں پکڑا تھا تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔

(عالمگیری۔ کتاب النکاح باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۲)

(۴۵۱) عورت نے جھوٹے گواہ پیش کر کے دعویٰ کیا کہ میرا فلاں مرد سے نکاح ہو گیا اور قاضی نے تسلیم کر لیا تو مرد کو اس سے وطی کرنا جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمہ اللہ]

(عالمگیری۔ کتاب النکاح فصل فی المحرمات، ج ۲ ص ۲۶)

(۴۵۲) اسی طرح مرد عورت پر جھوٹا دعویٰ کر کے ڈگری حاصل کر لے تو مرد کو اس عورت سے وطی کرنا جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمہ اللہ ومحمد رحمہ اللہ] (عالمگیری۔ کتاب النکاح فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۲۶)

(۴۵۳) نکاح متعہ منعقد ہوگا جبکہ اس کی مدت اس قدر دراز ہو کہ آدمی اس مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ [ابوحنیفہ رحمہ اللہ]، (عالمگیری۔ کتاب النکاح باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۵۵)

(۴۵۴) متعہ درست ہے۔ [زفر رحمہ اللہ]

(عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح الوقایۃ، کتاب النکاح، فی ما یصح نکاحہن وما لا یصح، ج ۲ ص ۱۸)

باب: مہر کے متعلق:

(۴۵۵) شراب اور سور مہر کے بدلے میں ہو تو نکاح صحیح ہے۔ (شرح الوقایۃ۔ کتاب النکاح،

باب المہر ،ج ۲ص ۳۱)

(۴۵۶) حالت کفر میں مہر سور یا شراب سے مقرر ہوا ہو تو مسلمان ہونے کے بعد بھی وہی ادا کرنا ہوگا۔(شرح الوقایۃ۔کتاب النکاح، باب المہر ،ج ۲ص ۳۱۔درمختار کتاب النکاح باب المہر ،ج ۲ص ۶۷)

(۴۵۷) بیٹے نے سوتیلی ماں کا بوسہ لیا تو بیٹا مہر کا ضامن ہوگا۔

(درالمختار۔کتاب النکاح،باب الرضاع ج ۲ص ۹۸)

(۴۵۸) بیٹے نے سوتیلی ماں سے جماع کیا تو بیٹا مہر کا ضامن نہ ہوگا۔

(درالمختار۔کتاب النکاح،باب الرضاع ج ۲ص ۹۸)

کتاب الرضاعۃ

(۴۵۹) رضاعت امام حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ڈھائی برس ہے۔[صریح نص ﴿وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ﴾ کیخلاف ہے](درالمختار۔کتاب النکاح،باب الرضاع ج ۲ص ۸۸)

(۴۶۰) رضاعت امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک تین برس ہے۔[یہ بھی خلاف ہے]

(عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح الوقایۃ۔کتاب الرضاع، ج ۲ص ۵۷ حاشیہ ۱۲)

کتاب الطلاق

(۴۶۱) مرد کسی اجنبیہ عورت سے کہے کہ اگر میں نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے۔تو طلاق واقع ہو جائے گی۔(ہدایہ جلد ۲ص ۲۲۲)

(۴۶۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ مست کی طلاق جائز رکھتے تھے۔مگر بعض علماء کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی۔(نورالہدایۃ کتاب الطلاق ج ۲ص ۳۵)

(۴۶۳) نا بالغہ کا نکاح باپ یا دادا نے کر دیا۔لڑکی کی بالغ ہونے پر نکاح فسخ نہیں کرا سکتی۔[خلاف حدیث ہے۔ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۴۷۳ حصہ دوم](ہدایہ جلد ص ۴۱)

باب: نسب کے بیان میں:

(۴۶۴) مرد انتہائے مغرب میں ہوا اور عورت انتہائے مشرق میں اپنے فاصلہ پر کہ دونوں

درمیان سال بھر کی راہ ہو۔ کسی طرح ان کا نکاح کر دیا گیا۔ اگر بعد تاریخ نکاح کے عورت چھ مہینے میں بچہ جنے تو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا۔ حرامی نہ ہوگا بلکہ یہ اس مرد کی کرامت تصور کی جائیگی۔

(درمختار۔ کتاب النکاح فصل فی المحرکات ج۲،ص۲۰)

(۴۶۵) کسی نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی۔ دو برس سے کم میں لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے، حرامی نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ۴ص۶۷)

(۴۶۶) نکاح ہو گیا اور رخصت نہ ہوئی لڑکا پیدا ہو گیا تو شوہر ہی کا ہے حرامی نہیں۔

(بہشتی زیور حصہ۴ص۶۹)

(۴۶۷) میاں پردیس میں ہے برسیں گزر گئیں۔ یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تو شوہر کا ہے حرامی نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ۴ص۶۹)

باب: عدت کے بیان میں:

(۴۶۸) عورت کو ہر شوہر کے مرنے پر تین دن سیاہ ماتمی لباس پہننا جائز ہے۔ [رافضیوں اور عیسائیون نے کیا قصور کیا] (درالمختار، کتاب الطلاق فصل فی الحداد ج۲ص۲۵۷)

باب: حیلون کے بیان میں:

(۴۶۹) خاوند اپنی بیوی کو شہر کے باہر نہ لے جاسکے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ عورت اپنے اوپر باپ بھائی وغیرہ جس پر اطمینان ہو اس کے بہت سے قرضہ کا اقرار کرے اور گواہ کر دے۔ جب شوہر لے جانا چاہے تو جس کے قرضہ کا اقرار کیا ہے وہ مانع ہو۔ [ابو یوسف رحمہ اللہ]

(عین الهدایہ، کتاب الحیل فصل ۶ حیلہ ج۴ص۹۳۶)

(۴۷۰) اگر شوہر قرضہ کی بابت قسم دلوائے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ قرضہ کے عوض کپڑا وغیرہ اسی قیمت پر جتنا کہ شوہر پر قرضہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ فروخت کر دے بعد اس کے وہ قسم کھا جائے تو شوہر نہیں لے جاسکے گا۔ [ابو یوسف رحمہ اللہ] (عالمگیری جلد۴ص۱۰۴۶ ہدایہ جلد۴ص۸۶۱)

کتاب الحدود

(۴۷۱) کم عمر لڑکا یا مجنوں بالغہ عاقلہ عورت سے وطی کرے تو عورت پر حد نہیں۔ (درالمختار۔

کتاب الحدود ج ۲ص ۴۵۷)

(۴۷۲) گونگا زنا کرے تو اس پر حد نہیں اگر چہ خود اقرار کرے خواہ گواہ بھی گزر جائیں۔

(درالمختار۔کتاب الحدود ج ۲ص ۴۵۷)

(۴۷۳) اندھا زنا کرے پھر انکاری ہو اگر چہ بذریعہ شہادت کے اس کا زنا کرنا ثابت ہو جائے تو حد نہیں۔(درالمختار۔کتاب الحدود ج ۲ص ۴۵۸)

(۴۷۴) کم عمر لڑکی یا مردہ جانور سے وطی کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار۔کتاب الحدود ج ۲ص ۴۵۸)

(۴۷۵) دارالحرب اور دارالبغی میں زنا کرے تو حد نہیں اگر چہ دارالاسلام میں آ جائے۔

(درالمختار۔کتاب الحدود ج ۲ص ۴۵۸)

(۴۷۶) زنا کرنے والے کو اگر حرمت زنا کی معلوم نہ ہو تو حد نہیں۔

(درالمختار۔کتاب الحدود ج ۲ص ۴۵۸)

(۴۷۷) بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے جماع کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار۔کتاب الحدود باب مایوجب الحدود مالا یوجب، ج۲ص ۴۵۸)

(۴۷۸) دادا یا دادی کی لونڈی سے جماع کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود وطی الذی یوجب الحدود باب لا یوجبہ، ج ۲ص ۴۷۰)

(۴۷۹) کسی کی لونڈی رہن ہوا اور وہ اس سے زنا کرلے تو حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحدو مالا یوجبہ ج ۲ص ۴۷۱)

(۴۸۰) منکوحہ بلا گواہ سے جماع کرنے میں حد نہیں ہے۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحدو مالا یوجبہ ج ۲ص ۴۷۱)

(۴۸۱) غیر کی منکوحہ سے نکاح کر کے صحبت کرے حلال جان کر یا اپنی مطلقہ عدت والی سے تو حد نہیں۔(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحدو مالا یوجبہ ج ۲ص ۴۷۲)

(۴۸۲) جو عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں (ماں، بہن، بیٹی، خالہ پھوپھی وغیرہ) ان سے نکاح کر کے اور حلال جان کر صحبت کرے تو حد نہیں۔[ابوحنیفہ رحمہ اللہ] (درالمختار کتاب الحدود باب وطی

الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۲)

(۴۸۳) محرمات (جو عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں) سے حرام جان کر کے بھی نکاح کر لے تو حد نہیں۔[ابو حنیفہ رحمہ اللہ] (درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۲)

(۴۸۴) جس عورت کو اجارہ پر لیا ہو (خرچہ دیے کر) زنا کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۴)

(۴۸۵) زنا بالجبر کرنے سے حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۵)

(۴۸۶) زنا کے بارے میں مرد یا عورت دونوں میں سے کوئی انکار کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۵)

(۴۸۷) جو آزاد عورت کو لونڈی کہہ کر زنا کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۵)

(۴۸۸) کسی کی لونڈی کو غصب کر کے زنا کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۵)

(۴۸۹) خلیفہ اور امام اور بادشاہ زنا کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۶)

(۴۹۰) جو مرد عورت سے کہے کہ میں نے تجھ کو اس قدر مہر دیا تا کہ زنا کروں اور اس سے زنا کرے تو حد نہیں۔ (درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۴)

(۴۹۱) عورت سوتے مرد سے وطی کرے تو دونوں پر حد نہیں۔

(عالمگیری کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد، ج ۳ ص ۲۶۷)

(۴۹۲) لونڈی سے اس طرح وطی کی کہ اس کی بینائی جاتی رہی تو زانی پر بلا خلاف حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۵)

(۴۹۳) ماں اور جورو کی لونڈی سے حلال جان کر صحبت کرے تو حد نہیں۔

(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج ۲ ص ۴۷۰)

(۴۹۴) باپ کی لونڈی سے حلال جان کر بھی وطی کرے تو حد نہیں۔
(کنز الدقائق۔کتاب الحدود، باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج۲ص۱۸۳)

(۴۹۵) حربی حربیہ سے زنا کرے تو دارالاسلام میں حد نہیں اور ابو یوسف کے نزدیک حد ہے۔(شرح الوقایہ۔کتاب الحدود، باب الوطی الذی یوجب الحد ج۲ص۲۵۱)

(۴۹۶) جانور سے جماع کرنے پر حد نہیں آتی۔
(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج۲ص۴۷۱)

(۴۹۷) اغلام کرنے سے حد نہیں آتی۔[ابوحنیفہ رحمہ اللہ] (درالمختار، کتاب الحدود باب الوطی ج۲،ص ۴۷۳۔عالمگیری، جلد۲ص۴۷۳۔ہدایہ۲ص۶۵۸۔شرح وقایہ ص۳۳۱۔کنز ص۱۹۲،قدوری ص۲۲۶)

(۴۹۸) غلام یا لونڈی یا بیوی سے اغلام کرے تو بالاجماع حد نہیں۔
(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج۲ص۴۷۳)

(۴۹۹) اجنبیہ عورت سے فرج کے سوا وطی کرے تو حد نہیں۔
(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج۲ص۴۷۳)

(۵۰۰) لونڈے بازی کا جنت میں بھی وجود ہوگا۔لیکن ضعیف ہے۔
(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج۲ص۴۷۴)

(۵۰۱) اپنی بیوی یا لونڈی سے جلق لگوائے تو نہ حد ہے نہ تعزیر۔
(درالمختار کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ ج۲ص۴۷۳)

(۵۰۲) گونگے شرابی پر حد نہیں اگرچہ اقرار کرلے۔
(فتاوی عالمگیری، کتاب الحدود باب ۵ فی حد الشرب ج۲،ص۲۸۴)

(۵۸۳) سور کے بال سے موزہ سینا جائز ہے۔[ابوحنیفہ رحمہ اللہ]
(عالمگیری، کتاب الکراھیۃ ، باب ۱۸ تداوی ومعالجہ ج۹،ص۸۸)

(۵۸۴) کتے کی ہڈی سے دوا کرنا جائز ہے۔
(عالمگیری، کتاب الکراھیۃ ، باب ۱۸ تداوی ومعالجہ ج۹،ص۸۸)

(۵۸۵) گدھے کا گوشت مکروہ ہے۔[ابوحنیفہ رحمہ اللہ] (عین الہدایۃ ، کتاب الکراھیہ ج۴ص۲۳۴)

(۵۸۶) مستعمل پانی سے آٹا گوندھنے میں ڈر نہیں۔ [محمد رحمہ اللہ]

(عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، باب ۱۱ کھانے میں کراہیت ج ۹، ص ۶۲)

(۵۸۷) مردار کھال پر قرآن لکھنا جائز ہے۔ [محمد رحمہ اللہ]

(عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، باب ۱۸ تداوی ومعالجات ج ۹، ص ۹۱)

(۵۸۸) مسجد کو گوبر مٹی سے لیپنا جائز ہے۔ [محمد رحمہ اللہ]

(عین الہدایۃ، کتاب الکراھیہ ج ۴ ص ۲۳۴)

(۵۸۹) فقیہہ ابو جعفر نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابو بکر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ابراہیم سے دریافت کیا گیا کہ ایام تشریق میں بازار میں آواز سے تکبیر کہنا کیسا ہے؟ فرمایا یہ جولاہوں کی تکبیر ہے۔ [کیا یہ سنت رسول اللہ ﷺ پر حملہ نہیں ہے]

(عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، باب ۴ صلوٰۃ تسبیح وقرأت، ج ۹، ص ۲۴)

(۵۹۰) مرد کا مرد سے معانقہ (بغل گیر) ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ [اور حدیث سے جائز ہے] (عین الہدایۃ کتاب الکراہیہ ج ۴ ص ۳۱۷)

(۵۹۱) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مکہ معظمہ میں رہنا مکروہ جانتے تھے۔

(عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، باب ۵ آداب مسجد، ج ۹، ص ۳۴)

(۵۹۲) زیر ناف کے بال حجام آنکھیں بند کر کے مونڈے تو جائز ہے۔

(عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، باب ۱۹، ج ۹، ص ۹۴)

(۵۹۳) مرد اپنی عورت کے منہ میں ذکر داخل کرے تو مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ بھی نہیں۔ (عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، باب ۳۰ المتفرقات، ج ۹، ص ۱۱۹)

(۵۹۴) باکرہ عورت سے سوا فرج کے جماع کیا اور حمل رہ گیا بایں طور پر کہ نطفہ اس کے فرج میں ٹپک گیا پھر جب ایام ولادت قریب آئے تو اس کا پردہ بکارت انڈا وغیرہ ڈال کر توڑ دیا جائے گا کیوں کہ بدوں اس کے بچہ نہیں نکلے گا۔ (عالمگیری جلد ۴ ص ۳۳۶)

(۵۹۵) کافر کا قول گوشت کے متعلق قابل قبول ہے۔ (شرح وقایہ ص ۵۶۱ کنز ص ۳۷۹)۔

(۵۹۶) زمین کا غصب کر کے مسجد بنائے تو ڈر نہیں۔ [ابو یوسف رحمہ اللہ] (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۶۹)

کتاب الاشربہ

(۵۹۷) ابو یوسف رحمہ اللہ نے ایک قسم کی انگوری شراب خلیفہ ہارون رشید کے واسطے تیار کی تھی۔اس شراب کو ابا یوسفی کہتے تھے۔(درالمختار، کتاب الاشربۃ، ج۴ص۲۹۰)

(۵۹۸) بختج ایک قسم کی شراب ہے جو ابو یوسف رحمہ اللہ اکثر استعمال کیا کرتے تھے۔

(فتاویٰ عالمگیری۔کتاب الاشربۃ باب الاول فی تفسیر الاشربۃ ج۹ص۱۸۱)

(۵۹۹) شراب میں تھوڑی سے ترشی آ جائے تو پینا حلال ہے۔[صاحبین رحمہ اللہ]

(فتاویٰ عالمگیری۔کتاب الاشربۃ باب الاول فی تفسیر الاشربۃ ج۹ص۱۸۲)

(۶۰۰) مچھلی یا نمک بہ نسبت شراب کے کم ہو تو ترش ہونے پر پاک ہے۔[ابو یوسف رحمہ اللہ]

(فتاویٰ عالمگیری۔کتاب الاشربۃ باب الاول فی تفسیر الاشربۃ ج۹ص۱۸۳)

(۶۰۱) کپڑا شراب میں گرا پھر سرکہ میں ڈالا گیا تو پاک ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری۔کتاب الاشربۃ باب الاول فی تفسیر الاشربۃ ج۹ص۱۸۴)

(۶۰۲) شراب کی تلچھٹ پینا مکروہ ہے۔[پینے والے کو حد نہ ماری جائے گی]

(فتاویٰ عالمگیری۔کتاب الاشربۃ باب الاول فی تفسیر الاشربۃ ج۹ص۱۸۴)

(۶۰۳) شراب گیہوں و جو و شہد و جوار کی حلال ہے۔(عین الہدایہ۔کتاب الاشربہ ج۴ص۴۳۵)

(۶۰۴) شراب میں ایسی چیز ملائی جو نظر آتی ہو اگرچہ وہ چیز غالب ہو تو کھانے میں مضائقہ نہیں۔(عالمگیری کتاب الاشربۃ، باب۲ فی المتفرقات، جلد۹ص۱۹۰)

(۶۰۵) شیرہ انگور کی دو تہائی جل جائے تو حلال ہے۔[ابو یوسف و ابو حنیفہ رحمہ اللہ]

(فتاویٰ عالمگیری۔کتاب الاشربۃ باب الاول فی تفسیر الاشربۃ ج۹ص۱۸۵)

(۶۰۶) شراب سے گوندھے ہوئے آٹے کی روٹی کھانا مکروہ ہے۔

(عین الہدایہ۔کتاب الاشربہ، ج۴ص۴۴۴)

(۶۰۷) شراب میں دوا گوندھی گئی جس کا غلبہ ہو اسی کا اعتبار ہے۔

(عین الہدایہ۔کتاب الاشربہ، ج۴، ص۴۳۶)

(۶۰۸) انگور کو پانی میں پکانے کے بعد جھاگ آ جائے تو پینا درست ہے۔[ابوحنیفہ رحمہ اللہ]
(شرح الوقایہ۔ کتاب الاشربہ فصل فی الشرب، ج ۴ ص ۶۸۔۶۹)

(۶۰۹) شراب چھوارے اور منقّی کی حلال ہے۔ (عین الہدایہ۔ کتاب الاشربہ، ج ۴، ص ۴۳۶)

(۶۱۰) سرکہ شراب میں ڈالا گیا ترشی آنے پر کھانا جائز ہے۔ اگر چہ شراب غالب ہو۔
(فتاویٰ عالمگیری۔ کتاب الاشربۃ باب الاول فی تفسیر الاشربۃ ج ۹ ص ۱۸۲)

(۶۱۱) نبیذ اور شہد اور انجیر اور گیہوں اور جوار اور جو کی شراب لہو ولعب کے لیے نہ پیئے تو حلال ہے۔[ابوحنیفہ وابویوسف رحمہ اللہ] (درالمختار۔ کتاب الاشربہ، ج ۴ ص ۲۹۵)

(۶۱۲) جس نے شراب کے نو پیالے پیئے اور نشہ نہ ہوا پھر دسواں پیالہ پیا تو نشہ ہوا تو یہ دسواں پیالہ حرام ہے پہلے کے نو نہیں۔ (درالمختار۔ کتاب الاشربہ، ج ۴ ص ۲۹۴)

(۶۱۳) سوا شراب کے دیگر مسکرات میں جب تک نشہ نہ ہو پینا حرام نہیں۔
(عین الہدایہ۔ کتاب الاشربہ ج ۹ ص ۱۸۲)

(۶۱۴) تحقیق یہ ہے کہ بھنگ مباح ہے۔ (درالمختار۔ کتاب الاشربہ، ج ۴ ص ۲۹۷)

(۶۱۵) نان پاؤ میں کوئی مسکر (نشہ والی) چیز مل جائے تو کھانے درست ہے۔
(شرح وقایہ ص ۵۷۶)

کتاب الجنایات

(۶۱۶) جائفل حرام ہے۔ (درالمختار۔ کتاب الاشربہ، ج ۴ ص ۲۹۸)

کتاب الصید

(۶۱۷) جو شخص زبان اور آلہ تناسل کو جڑ سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہیں ہے۔
(درالمختار۔ کتاب الجنایات، باب لقود مادون النفس ج ۴ ص ۳۷۱)

(۶۱۸) سور کا شکار کرنا درست ہے۔ (شرح وقایہ ص ۵۷۶)

(۶۱۹) سور کے علاوہ دیگر جانوروں کی کھال اور گوشت شکار کرنے سے پاک ہوتی ہے۔
(شرح وقایہ ص ۵۷۶)

باب 12

سوال نامہ

یہاں ایک سوالنامہ پیش خدمت ہے۔

① کیا دین اسلام قرآن وحدیث میں مکمل ہو چکا ہے؟

جواب: ہاں۔ (المائدہ: ۵/۳)

② کیا رسول اللہ ﷺ دین مکمل چھوڑ کر گیارہ ہجری کو فوت ہو گئے؟

جواب: ہاں (بخاری ومسلم)

③ کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے؟ انہوں نے اپنی زندگی میں فقہ لکھی۔ فقہ کی کتابیں اردو ترجمہ کے ساتھ دستیاب ہیں۔ یادر ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث کی کوئی کتاب نہیں لکھی۔

سیّدنا عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا موقف بھی انتہائی اہم ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے (مسلم کتاب الامارۃ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد نبوی میں صبح کی نماز کے وقت جب قاتلانہ حملہ ہوا تو وہ شدید زخمی ہو گئے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: میں نے لوگوں سے ایک بات سنی وہ کہتے ہیں کہ آپ کسی کو خلیفہ تو مقرر نہیں کریں گے میرے کہنے سے وہ ایک گھڑی تک سر جھکائے رہے پھر سر اٹھایا اور کہا اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کرے گا اور میں اگر خلیفہ مقرر نہ کروں تو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا پھر اگر خلیفہ مقرر کروں تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر قسم اللہ تعالیٰ کی! جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں کرنے والے اور وہ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کی پیروی سیدنا عمر اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی سے مقدم ہے گو سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فعل بھی خلاف شرع نہ تھے مومن کا یہی کام ہے کہ رسول ﷺ کی

پیروی کرے اور جب آپ ﷺ کا قول یا فعل بصحت پہنچ جائے پھر اس کے خلاف کسی اور کے قول اور فعل کی کچھ پروا نہ کرے اور اپنے پیغمبر ﷺ کے طریقے پر چلے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کے مقابلہ میں سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی بات نہ مانی جائے گی تو پھر دوسرے مسلمانوں کی بات تو بالکل ہی نہ مانی جائے گی اور اگر کوئی مانے تو پھر اس کی عقل کا آپ خود اندازہ لگا لیں اور ایسے شخص کا انجام برا ہوگا۔

حج تمتع کا مسئلہ:

(کتاب الحج بخاری و ترمذی کتاب الحج) رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد حج تمتع ادا کیا جاتا رہا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انھوں نے بعض وجوہات کی بناء پر حج تمتع سے مسلمانوں کو منع فرمایا لیکن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اتفاق نہیں کیا لہٰذا حج تمتع نہ کرنا اہل سنت والجماعت کا عمل نہ ٹھہرا اور سنت رسول ﷺ کے مقابلے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو تسلیم نہ کیا گیا۔

کتاب حجۃ اللہ البالغہ (صفحہ 257) میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے لکھا تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی، اور حافظ ابن قیم نے اپنی کتاب اعلام الموقعین (صفحہ ۱۹۴) پر لکھا کہ تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔

④ کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دو شاگردوں یعنی امام محمد رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے دو تہائی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اختلاف کیا؟ (جواب: ہاں دیکھئے ہدایہ۔ درمختار)

⑤ کیا تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی یعنی تقریباً ۲۰۰ سال امت نے فقہ حنفی کو تسلیم نہیں کیا۔ کیا یہ سچ ہے؟ جواب: ہاں

⑥ کیا فقہ حنفی قرآن سے اختلاف کر رہی ہے اور حدیث رسول ﷺ سے بھی اختلاف کر رہی ہے جیسا کہ اسی کتاب میں بیان ہو چکا ہے۔ پھر اس فقہ پر اعتبار کیوں؟

⑦ اگر آپ حنفی فقہ کا تحقیقاتی جائزہ لینا چاہتے ہیں تو فقہ کی اردو ترجمہ والی کتابیں سامنے رکھ لیں اور کتاب حقیقۃ الفقہ بھی سامنے رکھ لیں یہ سب کتابیں اردو بازار لاہور سے دستیاب ہیں۔

⑧ تقلید کا بھیانک نتیجہ یہ نکلا کہ امت فرقوں میں تقسیم ہو گئی اور خانہ کعبہ میں بھی پانچ مصلے رکھ دیے گئے۔

⑨ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں مکمل تحقیق کر کے قرآن اور حدیث کی طرف لوٹ آیئے۔

⑩ مزید سوالات یہ ہیں:

ا۔غیر اللہ کو پکارنا۔ وہ مسائل جو نہ قرآن سے ثابت ہیں نہ حدیث سے اور نہ فقہ حنفی سے ان پر عمل کرنا۔ مثلاً (الف) شیخ عبد القادر رحمہ اللہ جیلانی کے متعلق سارے عقائد۔ (ب) لاہور والے علی ہجویری رحمہ اللہ صاحب کے متعلق سارے عقائد (ج) قبروں کی زیارت اور صاحب قبر کے لیے دعا کے علاوہ جو کام قبروں پر کیے جاتے ہیں (د) میت کے متعلق جملہ بدعات مثلاً سوم، چہلم وغیرہ (ر) بے شمار بدعات جن کا قرآن و حدیث اور فقہ حنفی سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ان ساری باتوں کا کیا جواز ہے؟

⑪ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نماز محمدی پڑھنی چاہیے یا حنفی؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نماز محمدی پڑھنی چاہیے کیونکہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں، امام ابو حنیفہ کے امتی نہیں ہیں۔ محمدی نماز اور حنفی نماز میں فرق معلوم کرنے کے لیے آپ دار السلام ادارہ کی کتاب نماز نبوی ﷺ کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اگر آپ کو محمد ﷺ سے محبت ہے تو اس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو واضح ہو جائے گا کہ محمدی نماز اور حنفی نماز میں کتنا فرق ہے!

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بخاری) ((صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ)) ترجمہ: ''نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو'' (یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے) اور قرآن میں کنز الایمان میں ہے معنی یہ ہیں جب تک آپ ﷺ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ......! اس سے رسول اکرم ﷺ کی شان معلوم ہوتی ہے۔

تبصرہ:...... حنفی نماز پڑھنے والے اور محمدی نماز نہ پڑھنے والے اپنا انجام سوچ لیں۔

⑫ مقدمہ عالم گیری (ص ۳۴) میں لکھا ہے کہ لوگوں کی باتیں مان لینے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو کیونکہ یہود اور نصاریٰ جو اپنے عالموں اور

درویشوں کا کہنا اپنے اوپر فرض سمجھتے تھے، ان کو صریح آیت میں مشرک فرمایا ہے۔ تو مومنوں کو حکم دے دیا کہ لوگوں کا قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ اور رسول ﷺ کا حکم وحی کیا ہے۔

⑬ تنازعات کا حل کنز الایمان میں لکھا ہے کہ تنازعات کا حل یہ ہے کہ اللہ کی مانو رسول اللہ ﷺ کی مانو (۸/ ف ۸۷+۴/ ف ۳۰۴-۳۰۵)

⑭ پہلوں نے کہا ہمیں آسمانی نعمت من وسلویٰ نہیں چاہیے، ہمیں زمینی چیزیں چاہئیں انہوں نے بھی کہا ہمیں آسمانی نعمت یعنی وحی نہیں چاہیے اس کی بجائے ہمیں خودساختہ فقہ چاہیے۔ کنز الایمان (۲/۵۲ ف ۱۰۶) میں ہے تم نے اعلیٰ کے بدلے ادنیٰ مانگا تو اب تمہارے لیے خواری اور ناداری ہے۔

تبصرہ:...... یہی کچھ آج کل امت مسلمہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔

⑮ کنز الایمان میں ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اماموں کے نام پر پکارا جائے گا جس کی دعوت پر لوگ چلے (۱۷/۷۱ ف ۱۵۹+) تبصرہ: ثابت ہوا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو امام اعظم مانتے ہیں، ان لوگوں کو قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے نام پر پکارا جائے گا اور جو لوگ امام ابوحنیفہ کو امام اعظم مانتے ہیں ان کو ابوحنیفہ کے نام پر قیامت کے دن پکارا جائے گا فرق صاف ظاہر ہے حنفی اپنا انجام سوچ لیں خطرہ ہی خطرہ، ہم آپ کو مکہ مدینہ کی طرف بلا رہے ہیں یعنی قرآن حدیث کی طرف آپ کوفہ کی طرف جا رہے ہیں فرق صاف ظاہر ہے......اور یاد رہے کہ فقہ وحی نہیں ہے۔

⑯ بخاری اور مسلم میں فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ تم پہلوں کی چال چلو گے اس کتاب میں یہود اور نصاریٰ کا باب پڑھ کر آپ خود جائزہ لیں تحقیق کریں اور یہود و نصاریٰ کے طریقے اختیار نہ کریں ہم نے تحقیق کی۔

⑰ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا حق کو باطل سے نہ ملاؤ حق قرآن و حدیث ہے جو وحی ہے باطل خودساختہ رائے سے بنائے گئے مسائل ہیں فقہ ان مسائل سے بھری پڑی ہے جو خودساختہ ہیں رائے سے بنائے گئے ہیں۔ (دیکھئے کنز الایمان ۲/۴۲+۳/۷۱)

اوپر والا (نمبر شمار ۱۴) باقی حصہ (دیکھئے کنز الایمان ۴/ف ۴ ۳۰۴+ ۶/ف ۲۹۷ +۷/ ف ۳-۴)

ایک عالم یوسف جے پوری نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "حقیقۃ الفقہ" یہ ۱۳۴۰ھ میں لکھی گئی۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۰۵ پر) اس میں (۶۱۹) فقہ کے مسائل ایسے لکھے ہیں جو قرآن حدیث کے خلاف ہیں۔ یاد رہے فقہ حنفی کی کتابوں کے نام یہ ہیں (1) قدوری (2) عین الهدایہ (3) منیۃ المصلی (4) کنز (5) شرح وقایہ (6) در مختار (7) فتاویٰ عالمگیری (8) مالا بد منہ (9) بہشتی زیور۔ یہ سب فقہ حنفی کی کتابیں ہیں جو مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور سے دستیاب ہیں۔

تین زمانوں والی حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب زمانوں میں بہتر میرا زمانہ ہے (صحابہ رضی اللہ عنہم کا) پھر ان کا جو ان سے نزدیک ہیں (تابعین کا)، پھر ان کا جو ان کے نزدیک ہیں (تبع تابعین کا)۔ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں جانتا آنحضرت ﷺ نے دو زمانے کا (اپنے بعد) ذکر کیا یا تین کا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن میں ایمان کا نام نہ ہوگا۔ اور کوئی ان کو گواہ نہ بنائے یا نہ بلائے جب بھی گواہی دینے کو موجود ہوں گے منت مانیں گے لیکن پوری نہ کریں گے موٹاپا ان پر بہت پڑے گا۔" (بخاری)



بریلویوں کے عقائد

بریلویوں کی مزید تفصیلات (کنز الایمان سے)۔

نوٹ: اس کتاب میں (۲/۳۴) کا مطلب ہے کہ (۲ نمبر سورۃ اور ۳۴) نمبر آیت۔ اسی طرح سارے حوالے لکھے گئے ہیں۔

۱ صرف اللہ کو پکارو (۶/۶۲ تا ۶۶ ـ ف ۱۳۷ تا ۱۴۱)۔

۲ صرف اللہ کو پکارو (۶/۱۴ تا ۱۷ ـ ۴۰ - ۴۱)۔

۳ وکیل کے معنی کارساز کیے۔ (۳۳/۳، ۴۸)، (۷۳/۹)، (۴/۸۱، ۱۳۲، ۱۷۱)، (۱۷/۲، ۵۴، ۶۵)، (۶/۶۶، ۱۰۷)، (۱۰/۱۰۸)، (۶/۶۶، ۱۰۷)، (۱۰/۱۰۸)، (۱۷/۵۴)۔

۴ ''کَ'' سے مراد آپ ﷺ ہیں۔ (۴۸/۱، ۲، ۳)، (۴۶/۹ ـ ف: ۲۳) (مِنْ ذَنْبِكَ'' پکڑا گیا)۔ دورخی اختیار کی (۴۸/۲) کے معنی اور (۴۶/۹ ف ۲۳) میں

۵ آپ ﷺ سے تصرف کی نفی۔ (۱۶/ف ۲۸۰) (۱۷/۲۸، ۵۴، ۷۴ تا ۷۷، ۸۶، ۸۷)، (۲۸/۵۶)، (۳۹/۳۸)، (۳۳/۳، ۴۸)، (۷۳/۹)، (۶/۶۶)، (۳/۱۲۶ تا ۱۲۹)، (۵/۴۰، ۴۱، ۶۷)، (۶/۱۴ تا ۱۹، ۳۳ تا ۴۱، ۱۲۵ تا ۱۲۷)، (۱۶/۳۷) سب فوائد۔

۶ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا درست ترجمہ کیا یعنی اللہ کے سوا (۳/۶۴، ۷۹)، (۱۰/۱۸)۔

۷ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ: مسلمانوں کے سوا کیا۔ (۳/۲۸)، (۴/۷۶، ۱۴۴)، (۱۰/۳۷، ۳۸، ۶۶، ۱۰۴)، (۴/۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۷۳)، (۵/۱۱۶)، (۱۸/۱۴، ۱۵)، (۲/۲۳)، (۱۷/۸۸)، (۲۷/۲۲)، (۲۱/۲۴، ۶۶)، (۹/۱۱۶)، (۶/۷۰)، (۲۹/۲۲)، (۲۵/۳، ۱۷، ۱۸، ۵۵)۔

۸ ''مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' کا غلط ترجمہ کیا ''اللہ کے مقابل۔'' (۳۹/۴۳)، (۴۲/۳۱، ۴۶)، (۴۶/۳۲)، (۲۷/۲۰)، (۷۱/۲۵)۔

۹ غیراللہ کے معنی کیے ''اللہ کے سوا''(۳۹/۶۴)۔

بریلویوں کی مزید تفصیلات

۱ مشرک کی پہچان(۳۹/ف: ۲۷تا۷۵)، (۴۰/ف: ۲۴، ۲۵، ۶۱ کنز الایمان) (۲۷/۵۹ تا ۶۴ مع فوائد)۔

۲ گڑبڑکی، غورطلب۔(۳۰/۲۰ تا ۴۱ ف ۵۱،۵۲تا۵۹،ف:۸۷،۸۸،ف:۱۰۱)، یہاں بہت سے دلائل توحید ہیں۔

۳ شریعت اسلام نہایت سہل وآسان ہے۔(۸۷/ف:۷)۔

۴ اللہ کا سایہ؟ (۲/ف: ۵۹۵)، (۱۶/ف: ۳۷) بریلویوں کی دو رخی کہ اللہ کا سایہ ہے، نبی ﷺ کا سایہ نہیں ہے۔

۵ آپ ﷺ مخلوق ہیں اور مخلوق کی عبادت نہیں۔(۱۷/ف:۶)،(۴۱/ف:۱۱)تفسیر سورۃ فاتحہ۔ (۱۶/ف:۲۸۰)

۶ مشرک وموحد کی مثال۔(۳۹/ف:۲۷تا۷۵) نیز ف ۸۳،۹۰،۹۲،۱۰۵)۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۵ پر)

۷ اسباب کا ذکر۔(۲/ف:۳۱،۱۸۲)،(۴/ف:۲۰۵)۔۸/ف ۲۱

۸ مرنے کے بعد عمل منقطع۔(۲۶/ف:۹۲)۔(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۴ پر)

۹ ابوطالب کا اس تفسیر میں ذکر۔(۶/ف ۶۱)، (۹/ف: ۲۶۵)، (۲۳/ف: ۱۱۴)، (۲۸/ف:۱۴۲)۔(۸۶/ف:۲)۔

۱۰ گانے باجے(۱۷/ف:۱۴۰)۔

۱۱ نجاشی کا غائبانہ نماز جنازہ(۳/ف:۳۸۷)۔

۱۲ انبیاء کو پکارنا کفر اوران کی عبادت ہے۔(۱۷/۵۶، ۵۷۔ف:۱۱۷تا۱۲۰)۔

۱۳ یہود ونصاریٰ کے طریقے استعمال نہ کرو۔(۵۸/۱۷، ۱۸،ف:۳۷) اور تفسیر سورۃ فاتحہ۔

۱۴ اللہ کے بندوں کو کارساز بنانا شرک ہے۔(۱۸/۱۰۲ف:۲۱۳،۲۱۴) عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام، ملائکہ۔

⑮ آپ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ (۳/ف ۲۵٦، ۲۵۷، ۱۰اف ۵)

⑯ بندوں کے بت بناتے تھے۔ (۳۰/ ۲۸، ۲۹ اور ۷/ ۱۹۴۔ ۱۶/ ۸۵، ۳٦۔ ۳۹/ ۲۹ مع ان چاروں حوالوں کے فوائد۔

چند حوالے کنز الایمان سے

ملاحظہ ہو قرآنی ترجمہ از احمد رضا خان صاحب اور تفسیر نعیم الدین مراد آبادی صاحب

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٩٤﴾﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۹٤)

"بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے (پکارتے) ہو تمہاری طرح بندے ہیں۔ (ف۳۷۹) تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو۔"

ف۳۷۹:...... اور اللہ کے مملوک اور مخلوق کسی طرح پوجنے کے قابل نہیں اسی پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہو؟

تبصرہ (۱):...... سورۃ اعراف مکی سورت ہے، اس سورت میں جا بجا اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ مثلاً (اعراف ۷/ ۳۷ تا ۴۱ اور اعراف: ۷/ ۱۸۹ تا ۱۹۹) (۲)۔ آیات (۱۸۹ تا ۱۹۹) میں مشرکین مکہ کے بتوں کا ذکر ہے اور مندرجہ بالا (آیت ۱۹۴) میں فرمایا جا رہا ہے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ اللہ کے بندے اور مملوک و مخلوق ہیں اگر تم ان کو پکارنے میں حق بجانب ہو تو انہیں پکارو کہ وہ تمہاری پکار کا جواب دیں۔ (۳) ان آیات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مشرکین مکہ اللہ کے بندوں کے بت بنا کر انہیں پکارتے تھے۔ (۴) مندرجہ بالا سب آیات سے بریلویوں کے غیر اللہ کو پکارنے کی سخت تردید کا ثبوت ملتا ہے اور غیر اللہ کو پکارنے والوں کو کافر، مشرک اور جہنمی قرار دیا گیا ہے۔

ترجمہ "ایک کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے (ف۵۳) کیا تمہارے لیے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں۔ (ف۵۴) اس میں جو

ہم نے تمہیں روزی دی۔ (ف۵۵) تو تم سب اس میں برابر ہو (ف۵۶) تم اس سے ڈرو (ف۵۷) جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو۔ (ف۵۸) ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لیے۔" (الروم: ۲۸)۔

ف۵۶:...... یعنی کیا تمہارے غلام تمہارے ساجھی ہیں۔

ف۵۷:...... اپنے مال و متاع میں بغیر ان غلاموں کی اجازت کے تصرف کرنے سے۔

ف۵۸: مدعا یہ ہے کہ تم کسی طرح اپنے مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مملوکوں کو اس کا شریک قرار دو۔ اے مشرکین! تم اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں اپنا معبود قرار دیتے ہو وہ اس کے بندے اور مملوک ہیں۔

تبصرہ (۲):...... وہ جو پہلے تبصرہ میں گذرا ہے۔

ترجمہ "اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے۔ (ف۷۲) ایک غلام میں کئی بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا، کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے؟ (ف۷۳) سب خوبیاں اللہ کو (ف۷۴) بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے (ف۷۵)۔" (الزمر: ۲۹)۔

ف۷۲:...... مشرک اور موحد کی مثال۔

ف۷۳:...... یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے۔ وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجالائے۔ اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے؟ بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو۔ وہ اس کی خدمت کر کے اس کو راضی کر سکتا ہے۔ یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے دیے ہیں۔

ف۷۴:...... جو اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ف۷۵:...... اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔

تبصرہ (۳):...... وہ جو تبصرہ میں گذرا ہے۔ غیر اللہ کے سامنے کوئی حاجت و ضرورت پیش کرنا شرک ہے، خود ہی تسلیم کر لیا۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝١٠ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝١١ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝١٢ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝١٣﴾ (المومن: ٤٠/ ١٠ تا ١٤)

''بے شک جنہوں نے کفر کیا ان کو ندا کی جائے۔ (ف٢٠) کہ ضرور تم سے اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو۔ جب کہ تم (ف٢١) ایمان کی طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے۔ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دوبار مردہ کیا اور دوبار زندہ کیا (ف٢٢) اب ہم اپنے گناہوں پر معترف ہوئے۔ تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے۔ (ف٢٣) یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے۔ (ف٢٤) اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے (ف٢٥) تو حکم اللہ کے لیے ہے۔ جو سب سے بلند بڑا ہے۔ وہی ہے کہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ (ف٢٦) اور تمہارے لیے آسمان سے روزی اتارتا ہے۔ (ف٢٧) اور نصیحت نہیں مانتا ف٢٨: مگر جو رجوع لائے۔ (ف٢٩) تو اللہ کی بندگی کرو (پکارو) نرے اس کے بندے ہو کر۔ (ف٣٠) پڑے برا مانیں کافر۔

ف٢٣:...... اس کا جواب یہ ہوگا کہ تمہارے دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں اور تم جس حال میں ہو جس عذاب میں مبتلا ہو اور اس سے رہائی کی کوئی راہ نہیں پا سکتے۔

ف٢٤:...... یعنی اس عذاب اور اس کے دوام و خلود کا سبب تمہارا یہ فعل ہے کہ جب توحید الٰہی کا اعلان ہوتا اور لا الٰہ الا اللہ کہا جاتا تو تم اس کا انکار کرتے ہو اور کفر اختیار کرتے۔

ف٢٥:...... اور اس شرک کی تصدیق کرتے۔

ف٢٦:...... یعنی اپنی مصنوعات کے عجائب جو اس کے کمال قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔

مثل ہوا اور بادل اور بجلی وغیرہ کے۔

ف۲۷:...... مینہ برسا کر۔

ف۲۸:...... اور ان نشانیوں سے پند پذیر نہیں ہوتا۔

ف۲۹:...... تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف اور شرک سے تائب ہو کر

ف۳۰:...... شرک سے کنارہ کش ہو کر۔

تبصرہ (٤):...... ان آیات میں بھی غیر اللہ کو پکارنے والوں کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈالنے کی وعید سنائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ تم اے مومنو! خالص اللہ کو پکارو چاہے کافر برا مانیں۔

''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز کا مختار ہے۔ اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔ (ف۱۳۵) اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں۔ تم فرماؤ (ف۱۳۶) تو کیا اللہ کے سوا دوسرے کے پوجنے کو مجھ سے کہتے ہو اے جاہلو! (ف۱۳۷) اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے! اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا۔ بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو۔ (ف۱۳۸) اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا۔ (ف۱۳۹) اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا۔ اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے۔ (ف۱۴۰) اور ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔'' (الزمر: ٦٠ تا ٦٧)۔

ف۱۳۵:...... یعنی خزائن رحمت و رزق و بارش وغیرہ کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ ان کا مالک ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا کہ مقالید سماوات و ارض یہ ہیں: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٍ)) مراد یہ ہے کہ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توحید وتمجید ہے یہ آسمان وزمین کی بھلائیوں کی

کنجیاں ہیں جس مومن نے یہ کلمے پڑھے دارین کی بہتری پائے گا۔

ف۱۳۷:...... جاہل اس واسطے فرمایا کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی مستحق عبادت نہیں باوجود یکہ اس پر قطعی دلیلیں قائم ہیں۔

ف ۱۳۹:...... جبھی تو شرک میں مبتلا ہوئے اگر عظمت الٰہی سے واقف ہوتے اور اس کا مرتبہ پہچانتے تو ایسا کیوں کرتے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کا بیان ہے۔

ف۱۴۰:...... حدیث بخاری و مسلم میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا۔ پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں جبار، کہاں ہیں متکبر ملک وحکومت کے دعوے دار؟ پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دوسرے دست مبارک میں لے گا۔ اور یہی فرمائے گا۔ پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟''

تبصرہ (۵):...... ان آیات میں غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو جاہل قرار دیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کو مشرک قرار دیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کو سخت وعید سنائی گئی ہے۔ (یاد رہے! پکارنا عبادت ہے اور جو غیر اللہ کو پکارتا ہے وہ غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہے۔ اس طرح وہ لا الٰہ الا اللہ سے ہی پھر گیا اور کافر، مشرک ہوگیا)۔ کنز الایمان میں ہے پکارنا عبادت ہے۔ (60/40 ف 127۔ 7/ف100 + 110/17 ف230 + 29/39 ف73) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۴۰۷، ۴۱۷ پر)

''اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے (ف۱۴۲) اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں (ف۱۴۳) اور وہی سنتا جانتا ہے۔ (ف۱۴۴) اور اگر تم ان سے پوچھو (ف۱۴۵) کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند؟ تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں (ف۱۴۶) اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جو تم ان سے پوچھو کس نے اتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کر دی مرے پیچھے، ضرور کہیں گے اللہ نے (ف۱۴۷) تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں (۱۴۸) اور

یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود (ف ۱۴۹) اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے۔ (ف ۱۵۰) کیا اچھا تھا اگر جانتے (ف ۱۵۱) پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں (ف ۱۵۲) اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لا کر (ف ۱۵۳) پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے (ف ۱۵۴) جبھی شرک کرنے لگتے ہیں (ف ۱۵۵) کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی (ف ۱۵۶) اور برتیں (ف ۱۵۷) تو اب جانا چاہتے ہیں۔" (ف ۱۵۸)۔ (العنکبوت: ۶۰ تا ۶۶)

ف ۱۵۵:...... زمانہ جاہلیت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی خطرہ میں آتی تو بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یا رب یا رب! پکارنے لگتے اور امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۹ پر)

تبصرہ (۶):...... کنز الایمان والوں (احمد رضا صاحب اور نعیم مراد آبادی) نے مندرجہ بالا آیات کے ترجمہ اور تفسیر میں خود ہی تسلیم کر لیا کہ جب مشرکین مکہ کو کوئی مصیبت پڑتی تو سب غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اللہ کو پکارتے اور جب اللہ تعالیٰ وہ مصیبت ٹال دیتا تو پھر غیر اللہ کو پکار کر شرک کرنے لگتے۔ (تو آج کے بریلوی حضرات مشرکین مکہ سے آگے چلے گئے اور مصیبت اور غیر مصیبت میں غیر اللہ کو پکارتے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ مشرکین مکہ مصیبت میں غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ کو پکارتے تھے۔ عبرت کا مقام ہے)۔

ترجمہ "اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین؟ تو ضرور کہیں گے اللہ نے، تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو (ف ۴۶) بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں، اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (ف ۴۷) بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔ اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور (ف ۴۸) تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی (ف ۴۹) بیشک اللہ عزت و حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا (ف ۵۰) بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ اے سننے والے! کیا تو نے

نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں (ف ۵۱) اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے (ف ۵۲) ہر ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے (ف ۵۳) اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے، یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے (ف ۵۴) اور اس کے سوا جن کو پوجتے (پکارتے) ہیں سب باطل ہیں (ف ۵۵) اور اس لیے کہ اللہ ہی بلند بڑائی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے (ف ۵۶) تا کہ تمہیں وہ اپنی (ف ۵۷) کچھ نشانیاں دکھائے، بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو (ف ۵۸) اور جب ان پر (ف ۵۹) آ پڑتی ہے کوئی موج پہاڑوں کی طرح تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ رکھتے ہوئے (ف ۶۰) پھر جب انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو ان میں کوئی اعتدال پر رہتا ہے (ف ۶۱) اور ہماری آیتوں کا انکار کرے گا مگر ہر بڑا بے وفا ناشکرا۔" (لقمان ۳۱ تا ۳۲)

فائدہ ۶۰:...... اور اس کے حضور تضرع اور زاری کرتے ہیں اور اسی سے دعا والتجاء اس وقت ماسوا کو بھول جاتے ہیں۔

ف ۶۱:...... اپنے ایمان واخلاص پر قائم رہتا کفر کی طرف نہیں لوٹتا۔

شان نزول:...... کہا گیا ہے کہ یہ آیت عکرمہ بن ابی جہل کے حق میں نازل ہوئی، جس سال مکہ مکرمہ فتح ہوا تو وہ سمندر کی طرف بھاگ گئے وہاں باد مخالف نے گھیرا اور خطرے میں پڑ گئے تو عکرمہ نے کہا: " اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطرے سے نجات دے تو میں ضرور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا یعنی اطاعت کروں گا۔" اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہوا ٹھہر گئی اور عکرمہ مکہ مکرمہ کی طرف آ گئے اور اسلام لائے اور بڑا مخلصانہ اسلام لائے اور بعض ان میں ایسے تھے جنہوں نے عہد وفا نہ کیا ان کی نسبت اگلے جملہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

تبصرہ (۷):...... بالکل اسی طرح جس طرح کہ اوپر تبصرہ ۶ میں درج ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۙ﴿۱﴾ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ یَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ﴿۳﴾﴾ (الفتح : ٤٨/ ١ تا٣)

''بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی (ف۲) تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے (ف۳) اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے (ف۴) اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے (ف۵) اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔'' (ف۶)۔

تبصرہ (۸):...... ان آیات میں اللہ تعالیٰ رسول ﷺ کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے، ہم نے تمہیں روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے اور تمہاری زبردست مدد فرمائے لیکن (ف:۲، ف۳)، کے درمیان ترجمہ صحیح نہیں کیا گیا، لکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے۔

ترجمہ ''تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں (ف۲۲) اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا؟ (ف۲۳) میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے (ف۲۴) اور میں نہیں مگر ڈر سنانے والا۔'' (الاحقاف۴۶/۹)

ف۲۳:...... اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں۔ یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے۔ مروی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد ﷺ کا یکساں حال ہے۔ انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں، اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو اس کا بھیجنے والا ان کو خبر ضرور دیتا۔ کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ﴾ نازل فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ حضور کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ اس پر اللہ یہ آیت نازل فرمائی ﴿لِّيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿لِّيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ﴾ اور یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِيۡرًا﴾ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ حضور ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنین کے ساتھ کیا۔

تبصرہ (۹):...... تبصرہ ۸ میں جو چیز تفسیر بریلوی میں تسلیم نہیں کی گئی وہ یہاں تسلیم کر لی گئی دیکھئے مندرجہ بالا (ف:۲۳) یہ واضح دورخی ہے جو ان لوگوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ نیز دیکھئے طاہر القادری کی کتاب عید میلاد النبی ﷺ (ص۸۱،۸۲)

ترجمہ ''کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں؟ (ف۸۳) اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے (ف۸۴) اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں۔ کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں (ف۸۵) اور اگر تم ان سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے اللہ نے (ف۸۶) تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے (پکارتے) ہو (ف۸۷) اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے (ف۸۸) تو کیا وہ اس کی بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر مہر فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی مہر کو روک رکھیں گے؟ (ف۸۹) تم فرماؤ اللہ مجھے بس ہے (ف۹۰) بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں۔ تم فرماؤ اے میری قوم! اپنی جگہ کام کیے جاؤ (۹۱) میں اپنا کام کرتا ہوں (ف۹۲) تو آگے جان جاؤ گے کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے گا (۹۳) اور کس پر اترتا ہے عذاب کہ رہ پڑے گا؟ (۹۴) بیشک ہم نے تم پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کو حق کے ساتھ اتاری (۹۵) تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو (ف۹۶) اور جو بہکا وہ اپنے ہی برے کو بہکا۔ (ف۹۷) اور تم کچھ ان کے ذمہ دار نہیں (ف۹۸) اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مرے ہیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا، اسے روک رکھتا ہے۔ (ف۹۹) اور دوسری (ف۱۰۰) ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔ (ف۱۰۱) بیشک

اس میں ضرور نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لیے (ف۱۰۲) کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں؟ (ف۱۰۳) تم فرماؤ کیا اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں (ف۱۰۴) اور نہ عقل رکھیں؟ تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے (ف۱۰۵) اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اس کی طرف پلٹنا ہے۔ (ف۱۰۶) اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے (ف۱۰۷) اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے (ف۱۰۸) جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔'' (الزمر: ۳۶ تا ۴۵)

ف۹۴:...... میرا اسی پر بھروسہ ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا، تم جو مجھے بت جیسی بے قدرت، بے اختیار چیزوں سے ڈراتے ہو یہ تمہاری نہایت ہی بے وقوفی اور جہالت ہے۔

ف۹۴:...... جس پر مامور ہوں یعنی دین کا قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ میرا معین و ناصر ہے۔

ف۱۰۴:...... نہ شفاعت کے، نہ اور کسی چیز کے۔

ف۱۰۵:...... جو اس کا ماذون (اجازت دیا گیا) ہوگا وہی شفاعت کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے شفاعت کا اذن دیتا ہے، بتوں کو اس نے شفیع نہیں بنایا اور عبادت تو خدا کے سوا کسی کی بھی جائز نہیں شفیع ہو یا نہ ہو۔

تبصرہ (۱۰):...... یہ آیات توحید الٰہی کی زبردست دلیل ہیں۔ مومن کو اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اس کے سوا کسی سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ اللہ مومن کا معین و ناصر ہے۔ (اللہ کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگنی چاہیے) شفاعت وہی کر سکے گا جس کو اللہ اجازت دے گا۔ (بریلوی اکابرین نے یہاں بیان کردہ باتیں اپنے ترجمہ وتفسیر میں تسلیم کر لی ہیں۔ تو پھر اس کے برعکس عقیدہ اور عمل کیوں؟ غیر اللہ کو پکارنے کا کیا جواز ہے؟

''اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے (ف۶۰) کہا: میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے کہ حساب کے دن پر یقین نہیں لاتا (ف۶۱)۔'' (المومن: ۲۷)

ف۶۱:...... سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی سختیوں کے جواب میں اپنی طرف سے کوئی کلمہ نہ

فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہی اور اس پر بھروسہ کیا۔ یہی خدا شناسوں کا طریقہ ہے اور اسی لیے اللہ نے آپ کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھا، ان مبارک جملوں میں کیسی نفیس ہدایتیں ہیں یہ فرمانا کہ میں تمہارے اور اپنے رب (داتا) کی پناہ لیتا ہوں اور اس میں ہدایت ہے۔ رب (یعنی داتا) ایک ہی ہے۔ یہ بھی ہدایت ہے کہ جو اس کی پناہ میں آئے اس پر بھروسہ کرے اور وہ اس کی مدد فرمائے کوئی اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ یہ بھی ہدایت ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا شان بندگی ہے اسی میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اگر تم اس پر بھروسہ کرو تو تمہیں سعادت نصیب ہو۔

مزید دیکھئے (النمل: ۲۷/۵۹ تا ۶۵)۔

مزید دیکھئے (۳۰/۲۸ تا ۳۵ ف ۵۱ تا ۵۹) اور (۳۰/۴۰، ۴۱، ف ۸۷، ۸۸) اور (۳۰/۴۶ ف ۱۰۱)

تبصرہ:...... ان سب آیات میں زبردست دلائل توحید ہیں، پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہیں۔

''اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے (ف۳۳۲) ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں (ف۳۳۳) شاداں ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا (ف۳۳۴) اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے (ف۳۳۵) کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔ خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا (ف۳۳۶)۔'' (آل عمران: ۳/۱۶۹ تا ۱۷۱)

ف۳۳۲: شان نزول:...... اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہدائے احد کے حق میں نازل ہوئی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے، وہ جنتی نہروں پر بسیرا کرتے پھرتے ہیں، جنتی میوے کھاتے ہیں، طلائی قنادیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں، جب انہوں نے کھانے پینے، رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں؟ تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا پس یہ آیت نازل فرمائی (ابوداود) اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں۔

ف۳۲۳:...... اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح وجسم دونوں کے لیے ہے۔ علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں، مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اوراس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تروتازہ پائے گئے (خازن وغیرہ)۔

ف۳۲۴:...... فضل وکرامت اور انعام واحسان، موت کے بعد حیات دی، اپنا مقرب کیا، جنت کا رزق اوراس کی نعمتیں عطافرمائیں اوران منازل کے حاصل کرنے کے لیےتوفیق شہادت دی۔

تبصرہ:...... مندرجہ بالا آیات کے ترجمہ وتفسیر بریلوی سے صاف ظاہر ہے کہ شہداء کے جسم قبروں میں ہیں اوران کی روحیں جنت میں ہیں۔ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں اورمٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی (یادرہے! انبیاء یقیناً شہداء سے افضل ہیں۔ اگر شہید کی روحیں جنت میں ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے، تو انبیاء کی روحیں شہداء کی روحوں سے اعلیٰ درجے پر جنت میں ہیں)۔

ترجمہ ''اورصور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہوجائیں گے (ف۱۴۱) جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے (ف۱۴۲) پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا (ف۱۴۳) جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے۔'' (الزمر:۶۸)

ف۱۴۱:...... یہ پہلے "نفخہ" کا بیان ہےاس نفخہ سے جو بے ہوشی طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اورزمین والوں میں اس وقت جولوگ زندہ ہوں گے جن پرموت نہ آئی ہوگی، وہ اس سے مرجائیں گے اور جن پرموت وارد ہوچکی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عنایت کی وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے کہ انبیاء وشہداء ان پراس نفخہ سے بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی اور جولوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں، انہیں اس نفخہ کا شعور بھی نہ ہوگا (جمل وغیرہ)۔

تبصرہ:...... یہاں تفسیر میں انبیاء اورشہداء کوقبروں میں زندہ لکھا گیا ہے۔ یہ ان کی ایک اوردورخی ہے۔

کنز الایمان سے چند مزید تڑپا دینے والے حوالے:

بریلوی قرآن پاک کے ترجمہ کنز الایمان سے مزید حوالہ جات درج ذیل ہیں:۔

1. آپ ﷺ مخلوق اور اللہ کے بندے ہیں۔ دیکھئے (1) (بنی اسرائیل 01/17 ف 6,5 شعراء 227/26 ف 195، حم السجدہ 06/41 ف 11، القلم 2/68 ف 4)
2. آپ ﷺ اور انبیاء کی عبادت نہیں ہو سکتی (1) آل عمران (64/3 ف 120)، آل عمران (79/3-80 ف 150) یہاں لکھا گیا ابورافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور دو عالم ﷺ سے کہا: یا محمد! آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں اور نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لیے بھیجا۔''

مزید حوالے (بنی اسرائیل 54/17 تا 57 پر ف 120-118۔ الشعرا 70/26 تا 99 ف 79 تا 92۔ الزخرف 45/43 ص 75 الکافرون 2/109 ف 1)

(ج) مملوک کی عبادت نہیں (مالک یعنی اللہ کی عبادت ہے):

1. الفاتحہ 4/1 میں لکھتے ہیں اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔
2. البقرہ (22/2 ف 35) کے تحت لکھتے ہیں غیر کی پرستش محض باطل ہے۔
3. مزید حوالہ جات کے لیے دیکھئے: (النحل 50/16 ف 104۔ یونس 66/10 ف 151۔ الصافات 5/37 ف 4)

مخلوق اور مملوک کی عبادت نہیں: (الاعراف 194/7 ف 379 ۔ ابراہیم 2/14 ف 7، الرعد 14/13 ف 51,40)

کسی غیر اللہ کی عبادت نہیں: (1) (آل عمران 64/3 ف 120 اور آل عمران 79/3 ف 150)

(س) نہ جاندار کی عبادت ہے، نہ بے جان کی۔ نہ کوئی اللہ کے سوا معبود ہے نہ رب یعنی داتا (1)

النساء36/4 ف109۔

(ص) غیر اللہ کو پکارنا عبادت ہے۔ یہ بات بریلویوں کے کنز الایمان میں لکھی گئی ہے (1) المومن (60/40) ف127 (2) الاعراف56,55/7 ف100 (3) الجن18/72 ﴿وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ ''اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ (ف38) کے تحت بریلوی قرآن میں لکھا ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے (یعنی اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی پکارتے تھے)۔ (مزید 110/17 ف230 میں ہے+ 29/39 ف73)

کنز الایمان (۱۷/۱۱۰ ف ۲۳۰) میں ہے شان نزول۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شب سید عالم ﷺ نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں یا اللہ یا رحمٰن! فرماتے رہے ابوجہل نے سنا تو کہنے لگا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمٰن کو (معاذ اللہ)، اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔

تبصرہ:...... کنز الایمان سے ثابت ہو گیا کہ پیارے رسول ﷺ ابوجہل کو کہتے تھے کہ ایک کو پکارو لیکن وہ باز نہ آیا، اب بھی جو لوگ ایک سے زیادہ کو پکارتے ہیں اور باز نہیں آتے وہ اپنا انجام سوچ لیں...... ! یہ بھی ثابت ہوا کہ پکارنا عبادت ہے جو ایک سے زیادہ پکارتا ہے وہ کلمہ سے مکر گیا وہ کلمہ سے پھر گیا کیونکہ کلمہ کا مطلب ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔ ان کا سارا ڈھانچہ تباہ ہو گیا یہ فارغ ہو گئے۔

کنز الایمان (۳۹/۲۹ ف ۷۳) میں ہے یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حق بجا لائے اور کیسے تمام آقاؤں کو راضی کرے؟ اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے؟ بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی

طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے دیئے ہیں۔ (ف ۴۷) جو اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۵ پر)

تبصرہ:...... کنز الایمان سے ثابت ہو گیا کہ کئی آقا بنانے والے اور ان کے سامنے اپنی حاجت وضرورت پیش کرنے والے مشرک ہیں جنہوں نے لاہور والے کو، بغداد شریف والے کو، علی رضی اللہ عنہ کو، رسول اللہ ﷺ کو آقا بنایا اور ان کے سامنے بھی ضروریات پیش کیں وہ مشرک ہیں اور کنز ایمان میں ہے کہ نبیوں کا بھی آقا اللہ ہے۔ (۳۷/ف ۱۲۵)

مزید دیکھئے (الانعام 41,40/6) (یہاں لفظ غیر اللہ ہے)۔

(ع) مسلمان حنیف ہونا چاہیے دیکھئے بریلویوں کا کنز الایمان: (الروم 27/30 تا 30 مع فوائد 51 تا 65) اور یہ بہت زبردست ہے اور قابل دید حوالہ ہے "حنیفا" کا مطلب ہے ایک اکیلے (اللہ) اسی کا ہو جانا۔ دیکھئے کنز الایمان (۱۰/۱۰۳ تا ۱۰۹ ف ۲۱۵ تا ۲۲۵ و ۱۶/۱۲۳ اف ۲۸۰)

پہلے ہم نے کتاب میں بریلوی اکابرین کی بہت سی دورخیوں کا ذکر کیا، اب ان کی کچھ اور دورخیاں ملاحظہ فرمائیں:

① بریلوی رسول اللہ ﷺ کو مختار کل کہتے اور مانتے ہیں لیکن رضا خانی قرآن میں جگہ جگہ درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی ہر موقع پر مدد فرمائی اور رسول ﷺ نے ہر موقع پر اللہ سے دعا کی اور الانعام (65/6 ف 141) پر درج ہے کہ رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے، ان میں سے صرف دو قبول فرمائے گئے تیسرا سوال قبول نہیں ہوا۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۰ پر)

② قرآن میں جگہ جگہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی کو قیامت برپا ہونے کے وقت کا علم نہیں۔ رسول ﷺ کو بھی علم نہیں۔ یہ قرآن میں بہت جگہ وارد ہے لیکن یہاں بریلوی حضرات کے اکابرین کہہ رہے ہیں کہ نبی ﷺ کو وقت قیامت کا علم ہے (الاعراف 187/7 ف 365,364) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک قیامت آنے والی ہے، میں اس کے وقت کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں (طہ 15/20) یہ واضح دورخی اور قرآن کا انکار ہے۔ اور

آپ ﷺ نے وفات سے ایک ماہ پہلے فرمایا: ''قیامت کے وقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔''❶

③ رضا خانی قرآن میں جگہ جگہ لکھا گیا کہ قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا ذکر ہے اور ایک جگہ لکھ دیا کہ ان کے چچا کا ذکر ہے۔ یہ واضح دورخی ہے۔ دیکھئے رضا خانی قرآن (الشعراء 86-70/26) (الانبیاء 52/21) (التوبہ 114/9 ف 267 یعنی آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ)۔

④ ایک اور واضح دورخی ملاحظہ فرمائیں۔ کئی سورتوں میں رضا خانی تفسیر میں جہاں جہاں غیر اللہ کی عبادت کا ذکر ہے وہاں وہاں انہوں نے تفسیر میں بت لکھ دیا ہے اور تاثر یہ دیا ہے کہ بتوں کی عبادت شرک ہے حالانکہ اسی قرآن میں اور تفسیر میں بت بھی لکھے اور اللہ کے سوا بھی لکھا اور اللہ کے سوا غیر اللہ میں سب مخلوق داخل ہے۔ دیکھیے رضا خانی تفسیر یونس (29/10 تا 33 ف 75 تا 83) اور اسی تفسیر میں مزید جگہ بت بھی لکھا، اللہ کے سوا بھی لکھا (یونس 68/10 تا 71 ف 151 تا 162) (حم السجدہ 9/41 تا 14 ف 20 تا 26) اور (آیات 37 تا 41 ف 85 تا 96 اور آیات 47 تا 48 ف 119,118) (الشوریٰ 6/42 تا 9 ف 6 تا 14 اور آیات 12 تا 13 ف 27,25,21) اور مزید بھی کئی جگہ (الزمر 01/39 تا 3 ف 5,4)۔

ایک اور دورخی ملاحظہ فرمائیں: (الصافات 89,88/37 ف 87) میں لکھا علم نجوم حق ہے اور حم السجدہ (47/41 ف 115) میں لکھا کہ نجومیوں کی خبریں محض اٹکل ہوتی ہیں جو اکثر و بیشتر غلط ہو جایا کرتی ہیں۔ قرآن میں جہاں جہاں ''الکتب والحکمة'' کا لفظ آیا ہے وہاں وہاں بریلوی تفسیر میں اس کا مطلب لکھا ہے قرآن اور سنت لیکن (الجمعہ 2/62 ف 6) میں ان ہی قرآنی الفاظ کا ترجمہ لکھا گیا ہے: ''کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے سنت وفقہ ہے یا احکام شریعت اور اسرار طریقت۔'' یہ واضح دورخی ہے اور (الجمعہ 3/62 ف 10) میں لکھتے ہیں ''صحابہ کے بعد کے لوگ خواہ غوث قطب ہو جائیں مگر فضیلت صحابیت نہیں پاسکتے'' حالانکہ اسی تفسیر میں

❶ صحیح مسلم کتاب فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم حدیث نمبر ٨٣٥٦ .

بغداد شریف والے کو غوث الاعظم لکھا گیا۔ دیکھئے بریلوی تفسیر مریم (96/19 ف156) یعنی بغداد والے کو اللہ کے برابر قرار دے دیا۔ اور اسی تفسیر میں اللہ کو غوث الاعظم لکھا 9/8، ف19-21۔

نبی ﷺ کے 5 نام (صحیحین) مسلم (جلد 6 ص 464)، بخاری (جلد 2، ص: 383، 1032) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۲۷ پر)

رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں کہ میرے پانچ نام ہیں لیکن بریلوی کہہ رہے ہیں کہ پانچ ناموں والی بات ٹھیک نہیں رسول ﷺ کے (99) نام ہیں۔ حالانکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بات ماننی چاہیے تاکہ ہم فلاح پاسکیں۔

یاد رہے!...... بریلویوں کے سیہون شریف اور مٹھن کوٹ اگست 2010ء کے سیلاب میں ڈوب گئے اور ان دونوں مقامات پر بریلویوں کے بزرگوں کے مزارات اور مٹھن کوٹ میں مزار پر قائم لائبریری بھی تباہ ہوگئی۔ یہ اخبارات میں آیا، یہ ٹی وی چینلز پر آیا۔ جو کچھ بغداد عراق میں امریکہ نے کیا، جو لاہور میں علی ہجویری کے مزار پر ہوا، اور جو کچھ سیہون شریف اور مٹھن کوٹ میں ہوا اور اس کے باوجود کہ بریلوی جلسے جلوس نکال کر حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ لاہور میں علی ہجویری کے دربار پر دھماکوں کے مجرموں کو پکڑ کر سزا دی جائے ورنہ ہم اگلے الیکشن میں ان کو ووٹ نہیں دیں گے، یہ بار بار اخبارات اور ٹی وی پر آ رہا ہے۔

تبصرہ:...... حیرانی کی بات ہے کہ علی ہجویری یعنی ان کے نام نہاد داتا نے تو کچھ بھی نہ کیا لیکن گورنمنٹ سے ملزموں کے پکڑنے اور ان کو سزا دینے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے...... ان کے داتا نے تو ان ملزموں کو نہیں پکڑ وایا حالانکہ وہ ان کا داتا ہے اور ظاہر ہے سب علم بھی رکھتا ہے گورنمنٹ کو تو علم ہی نہیں کہ ملزم کون ہیں؟ بریلویوں نے پہلے داتا سے مطالبات کرنے کی بجائے گورنمنٹ سے اس ضمن میں مطالبات شروع کر رکھے ہیں۔ ظاہر ہے یہ غلط مطالبات ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود پاکستان کے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے لاہور کے تاجروں سے خطاب کے دوران 20-09-2010 کو فرمایا ''میں غوث الاعظم کی اولاد ہوں۔''

تبصرہ:...... غوث الاعظم صرف اللہ ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں (دیکھئے قرآن سورۃ الاخلاص نمبر112)۔ (کنزالایمان 9/8، ف۱۹)

چند اقتباسات (شرح صحیح مسلم)

(از:- غلام رسول سعید بریلوی)

ایک بریلوی عالم غلام رسول سعیدی بریلوی نے بہت سے کراچی اور لاہور کے بریلوی عالموں کیساتھ ملکر صحیح مسلم کی شرح لکھی جس کی تفصیل شرح صحیح مسلم (ج دوم ص 24 تا 30) پر ہے اوران سب علماء نے اس جگہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت لکھا اور بریلویوں کی رضا خانی تفسیر قرآن میں جگہ جگہ لکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت سے مراد رسول ﷺ اور صحابہ کا طریقہ ہے جو اس سے پھر گیا وہ خطرے میں ہے۔ (کنزالایمان ۴/۱۱۵ ف ۳۰۴ + ۷/۳۲ ف ۴۶ + ۳۱/۱۵ ف ۲۴ + ۳/۱۰۳ تا ۱۰۸ ف ۱۸۶ تا ۱۹۹ + ۲/۱۳ ف ۱۷ + ۶/۱۵۹ ف ۳۳۵)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۱۷ پر)

اب ہم غلام رسول سعیدی بریلوی کی شرح صحیح مسلم میں سے چند اقتباسات نقل کرنا چاہتے ہیں تا کہ قارئین کو پتہ چل جائے کہ بریلوی اہل سنت والجماعت ہیں یا نہیں لکھتے ہیں؟ کہ سبز عمامہ دیندار جماعت کا شعار ہے اب ایک گمراہ فرقہ یعنی دیندار جماعت نے بھی سبز عمامہ باندھنا شروع کر دیا ہے اور اس کو اپنی علامت بنا لیا ہے اس فرقہ کی تعداد بہت کم ہے اور یہ لوگ خال خال نظر آتے ہیں (شرح صحیح مسلم ج 6 ص 382) لکھتے ہیں بدعقیدگی، بدعات اور بداعمالیوں میں مشا بہت کی وجہ سے کفر، گمراہی اور حرمت کا حکم لاگو ہوگا (ایضاً ص 383) لکھتے ہیں ناپاک چیز سے علاج کرنا جائز ہے، صاحب ہدایہ نے تجنیس میں یہی اختیار کیا ہے انہوں نے کہا اگر کسی آدمی کی نکسیر پھوٹ گئی اور اس نے خون کے ساتھ اپنی ناک اور پیشانی پر سورۃ فاتحہ کو لکھ دیا تو یہ طلب شفا کے لیے جائز ہے اور اگر ظن غالب ہو کہ پیشاب کیساتھ لکھنے سے شفا ہو گی تو پیشاب کیساتھ لکھنا بھی جائز ہے لیکن یہ منقول نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ طلب شفا کی وجہ سے حرمت ساقط ہو جاتی ہے جیسے بھوکے اور پیاسے کے لیے خنزیر کھانا اور شراب پینا حرام نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ خون یا پیشاب کیساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے والے کا ایمان خطرے میں ہے۔ اگر کسی آدمی کو روز روشن سے زیادہ یقین ہو کہ اس عمل سے اسے شفا ہو جائے گی تب بھی اس کا مر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ خون یا

پیشاب کیساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے کی جرأت کرے۔ اللہ تعالیٰ ان فقہا کو معاف کرے، بال کی کھال نکالنے اور جزئیات مستنبط کرنے کی عادت کی وجہ سے ان سے یہ قول شنیع سرزد ہو گیا ورنہ ان کے دلوں میں قرآن مجید کی عزت اور حرمت بہت زیادہ تھی۔'' (شرح صحیح مسلم ج6 ص556، 557)

لکھتے ہیں ''بعض لوگ اہل سنت کے بارے میں یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ رسول ﷺ کو جنس بشر سے مبعوث نہیں مانتے اور آپ کو چاند سورج کی طرح نوری مخلوق مانتے ہیں۔ یہ الزام سراسر غلط ہے۔ آپ کی حقیقت کیا ہے؟ اس سے بحث کرنا ہمارا منصب نہیں ہے۔ ہمیں کسی چیز کے بارے میں یقینی علم نہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے تو حضور سرور کائنات ﷺ کی حقیقت کو ہم کیسے جان سکتے ہیں؟ قرآن کریم سے قطعیت کے ساتھ جو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ آپ نوع انسان سے مبعوث ہوئے۔ آپ انسان کامل اور افضل البشر ہیں۔'' (شرح صحیح مسلم ج دوم ص144، ص145)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۶۷ پر)

لکھتے ہیں ''قبروں پر مسجد بنانے، ان پر تصاویر رکھنے اور ان کو سجدہ کرنے کی ممانعت، پختہ قبر بنانے کی کراہت اور کوہان کی شکل بنانے کا استحباب حدیث (نمبر 2141) میں ہے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے سے، قبروں پر بیٹھنے سے اور قبروں پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مزارات پر گنبد بنانے کا حکم زیر بحث حدیث میں قبر پر عمارت تعمیر کرنے سے بھی منع فرمایا ہے لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ شروع سے لے کر اب تک امت کے صالحین اور علماء بزرگان دین کے مزارات پر گنبد بناتے چلے آئے ہیں اس لیے امت کے اجماع عملی سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے۔'' (شرح صحیح مسلم ج دوم ص74، 814,813)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۶ پر)

تبصرہ:...... بریلوی حضرات کی یہ بات سارے قرآن اور ساری احادیث کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ۳۱ جگہ فرمایا اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ یہ ۳۱ حوالے ہم نے اس کتاب کے باب توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم میں لکھ دیے ہیں اور اس کتاب کے باب عید میلاد النبی میں ہم نے اس سلسلہ میں سارے حوالے لکھ دیے ہیں۔ بار بار پڑھیں، ٹھنڈے دل سے غور کریں اور کنز الایمان میں ہے جس نے رسول ﷺ کی

اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی (۸۰/۴) اور کنز الایمان میں ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (۶۹/۴) اور کنز الایمان میں ہے جب تک آپ ﷺ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے (۱۷۸/۴) تو یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے سے، قبروں پر بیٹھنے سے اور قبروں پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مزارات پر گنبد بنانے کا حکم زیر بحث حدیث میں قبر پر عمارت تعمیر کرنے سے بھی منع فرمایا ہے لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ شروع سے لے کر اب تک امت کے صالحین اور علماء بزرگان دین کے مزارات پر گنبد بناتے چلے آئے ہیں اس لیے امت کے اجماع عملی سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے۔'' (شرح صحیح مسلم ج دوم ص ۴۷-۸۱۳-۸۱۴)

رسول اللہ ﷺ تو پکی قبر بنانے سے منع فرما رہے ہیں، قبروں پر عمارات بنانے سے منع فرما رہے ہیں یعنی مزارات بنانے سے منع فرما رہے ہیں، یہ اس کے بالکل الٹ امت کا اجماع ثابت کر رہے ہیں اور کنز الایمان میں لکھا ہے جب تک آپ ﷺ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے اور یہ کہنا کہ ان باتوں پر امت کا اجماع ہے۔ سراسر جھوٹ اور باطل ہے (سعیدی) اور شرح صحیح مسلم میں بریلوی نے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ یہ کام لگایا کہ اونچی قبریں زمین کے برابر کر دو (ج ۲ ص ۷۲۶) اور فقہ حنفیہ میں لکھا ہے علی رضی اللہ عنہ نے ابوالھیاج کو بھیجا کہ کوئی قبر جو اونچی ہو برابر کر دے۔ (ہدایہ جلد ۱ صفحہ نمبر ۹۲۲)

غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں ''یاد رکھیے جب کوئی مسئلہ حدیث سے ثابت ہو اور اس کے معارض اور مخالف کتاب وسنت میں کوئی قطعی دلیل نہ ہو تو ایسی صورت میں اس حدیث پر عمل کرنا ہی صحیح دین ہے اور کوئی شخص اپنی جگہ پر کتنا ہی بڑا بزرگ اور عالم دین کیوں نہ ہو لیکن جب وہ حدیث صریح کے خلاف کوئی بات محض اپنی رائے سے بلا دلیل کہتا ہو تو صحیح اور صریح حدیث کے مقابلہ میں اس کی ذاتی رائے کو چھوڑ دینا ہی ہدایت اور راہ استقامت ہے۔ بعد کا کوئی شخص علم و فضل میں کتنا ہی فائق کیوں نہ ہو، صحابہ سے نہیں بڑھ سکتا۔ اور جب اصول یہ ہے کہ قول صحابی بھی اگر حدیث رسول کے معارض ہو، تو حدیث کے مقابلہ میں اس قول کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو سوچیے جن

کی حدیث کے خلاف صحابہ کی بات بھی نہ سنی جاتی ہو تو ان کے خلاف بعد کے کسی بزرگ کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ (ذکر بالجہر ص 105، مطبوعہ فرید بک سٹال 40/ اردو بازار لاہور) (الحدیث 54 ص 49)

لکھتے ہیں اذان ختم ہونے کے بعد مسنون درود (ابراہیمی) اور دعائے وسیلہ پڑھنی چاہیے۔ واضح رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد میں غیر مسنون درود پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے جیسا کہ غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں ''تاہم بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں اذان دی جاتی تھی اسی طرح اذان دی جائے اور اذان کے ساتھ اپنی طرف سے کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے۔'' (شرح صحیح مسلم 1092/1) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۸ پر)

مزید لکھتے ہیں ''لیکن اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ رسول ﷺ کے سامنے مدینہ منورہ میں دس سال اذان دی جاتی رہی، خلفائے راشدین کے دور میں تیس سال اذان دی جاتی رہی اور سو سال تک عہد صحابہ وتابعین میں اذان دی جاتی رہی اور کسی دور میں بھی اذان سے پہلے یا بعد فصل کر کے جہراً درود شریف نہیں پڑھا گیا اور آٹھ صدیوں تک مسلمان اسی طریقے سے اذان دیتے رہے۔ تو آیا اذان دینے کا افضل طریقہ وہ ہے جس طریقہ سے عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اذان دی جاتی تھی یا وہ افضل طریقہ ہے جو آٹھویں صدی میں ایجاد ہوا؟'' (شرح صحیح مسلم 1094/1)

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے:

احادیث اور مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوا کہ ''مروجہ بریلوی طریقہ'' درست نہیں ہے۔ (الحدیث 11 ص 7,6) کے تحت علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں ''یعنی آپ کو اس کا خدشہ نہیں تھا کہ پوری امت مشرک ہو جائے گی۔ بعض لوگوں کا مرتد ہو کر ہندو یا عیسائی ہو جانا اس حدیث کی پیش گوئی کے خلاف نہیں ہے۔'' (شرح صحیح مسلم ج 6 ص 738) ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ پوری امت کبھی بالاجماع شرک نہیں کرے گی تاہم ایسا ہوگا کہ بعض امتی شرک کریں گے۔ لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں شرک واقع نہیں ہوگا، ان کا قول سنن ابو داود کی صحیح حدیث اور شارحین حدیث کی تصریحات اور خود بریلوی تحقیقات کے بھی خلاف ہے۔ (الحدیث 28 ص 8)

مولوی غلام رسول سعیدی بریلوی صحیح مسلم شریف کی شرح میں لکھتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ

سے محبت کی علامات: آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے احکام پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، ان سے اجتناب کیا جائے خواہ تکلیف ہو یا راحت، خوشی ہو یا رنج، ہر حال میں آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کی سنتوں کی اقتدا کی جائے اور اپنے نفس کی خواہشوں اور تقاضوں پر آپ ﷺ کی سنت کو ترجیح دی جائے۔

(ص433، جلد نمبر1)

مزید لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی شان میں غلو سے احتراز کرنا، رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرنے اور آپ ﷺ کی نعت میں یہ ادب ملحوظ رہنا چاہیے کہ آپ ﷺ کو اللہ کے برابر بیان نہ کیا جائے اور نہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے بڑھایا جائے اسی طرح یہ شعر بھی غلط ہے

خدا جس کو پکڑے چھڑائے محمد ﷺ
محمد ﷺ کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

بعض واعظین خوش خطابت میں یہ نعرہ لگوانے اور داد حاصل کرنے کے شوق میں اس قسم کی باتیں کہہ دیتے ہیں۔ ان سب سے احتراز لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ وافضل ہیں۔ اور یہ آپ ﷺ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ صورت اور سیرت میں آپ ﷺ کی کامل اتباع کی جائے۔ یاد رکھیں کسی عمل کی اس وقت تک کوئی قدر نہیں اور نہ ہی اللہ کی بارگاہ میں کوئی فضیلت ہے جب تک اس عمل کا سرکار دوعالم ﷺ نے حکم نہ دیا (ص345ج2) لکھتے ہیں:

"کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ نماز یا کسی معین عبادت میں اپنی طرف سے ذکر واذکار کا اضافہ کردے حتیٰ کہ ہمارے فقہاء نے کہا ہے کہ اگر پہلے تشہد کے بعد کسی شخص نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سہواً یا عملاً پڑھ دیا تو اس پر سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں بعد کے لوگوں کو کسی اضافے کا حق نہیں ہے، ہاں جن امور کی شرع میں تعیین نہیں ہے ان میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔ درود شریف کا مختلف تعظیم کے صیغوں سے پڑھنا، فوت شدہ لوگوں کے لیے انواع واقسام کی نفلی عبادت کا بغیر شرعی تعین کے ایصال ثواب کرنا اور استحسان کی نیت سے رسول اللہ ﷺ

کے فضائل ومناقب اور آپ ﷺ کے مناقب اور آپ ﷺ کے شمائل وفضائل بیان کرنے کے لیے مجالس ہائے میلاد یا سیرت منعقد کرنا یہ تمام امور مستحسن ہیں۔ البتہ آج کل میلاد النبی ﷺ کے جلوسوں میں باجے تاشے، نوجوانوں کا ڈھول کی تھاپ پر رقص، فلمی گانوں کی ریکارڈنگ، لڑکیوں سے چھیڑ خوانی اور میلے ٹھیلے کا سماں ہوتا ہے، اوقات نماز کے دوران فرض نمازوں کی ادائیگی کے بغیر جلوس جاری رہتا ہے اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، یہ تمام امور مذموم ہیں۔

(مسلم ج2 ص212)

تبصرہ:...... یہ سب کام جو دین میں نہیں وہ بدعات میں شامل ہوتے ہیں اور یہ خباثت والے کام ہیں بلکہ یہ سب کام خلافِ سنت ہیں اور جو خلافت سنت کام کرے اسے خبیث کہنا جائز ہے۔ (شرح مسلم: ۲/۶۵۰) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۹ پر)

توبہ......! یہ قبے یہ مزارات

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

توحید وسنت کے احیاء اور شرک وبدعت کے استیصال کے لیے دین اسلام میں جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ وہ بہت ہی جامع واہم ہیں۔ سد ذرائع کے تمام وہ رخنے بند کر دیئے گئے ہیں جن سے شرک کی بو آ سکتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ)) اے اللہ! میری قبر کو وثن (عبادت گاہ) نہ بنانا۔ اللہ کی لعنت ہے ایسی قوم پر جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنایا۔"[1]

کائنات میں نبی ﷺ سے بڑھ کر مکرم ومعظم اور محبوب کون ہے؟ جب آپ ﷺ اپنی قبر کو عبادت گاہ نہ بنائے جانے کی دعا فرما رہے ہیں تو یہ کسی دوسرے کے لیے کیسے جائز ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے قبر کو چونا گچ کرنے، اس پر (مجاور بن) بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر

---

[1] مسند حمیدی ۱۰۳۱۔ و سندہ حسن تحقیق شیخنا حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ.

کرنے سے منع کیا ہے۔ (مسلم: ۱۹۷۰) بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں (پر بنی ہوئی عمارتوں) کو (گرانے اور انہیں) برابر کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ (مسلم: ۹۶۹) لیکن ''یہاں گنگا الٹی بہتی ہے۔''

اقتدار کی حرص اور کرسی کی سلامتی کے لیے مزارات وسیع وعریض کیے جا رہے ہیں، قبروں پر کمپلیکس تعمیر ہو رہے ہیں بلکہ بعض قبروں پر تو حرم (بیت اللہ) کے برآمدے کی نقل اتاری گئی ہے۔ اس کے باوجود کہ ان سے پہلے جو لوگ ان امور میں سرگرم تھے وہ تا حال ''نشان عبرت'' بنے ہوئے ہیں۔

کیونکہ اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کو بھول کر قبر والوں سے لو لگانے والے نہیں جانتے کہ ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾ ''اللہ جسے چاہتا ہے اقتدار عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے۔'' (آل عمران: ۳/۲۶) اور جسے دینا چاہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے اللہ روک لے اسے کوئی دے نہیں سکتا (بخاری: ۸۴۴) تو پھر اہل اقتدار ہوں یا حزب اختلاف، عوام ہوں یا خواص، ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے توحید وسنت کا دامن تھامتے ہوئے اپنے اللہ وحدہ لاشریک کو راضی کر لیں تو کتنا ہی اچھا ہو۔

اذان سننے والا کیا کہے؟:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جب تم موذن کی اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر تم میرے لیے اللہ سے وسیلے کا سوال کرو، یقیناً جنت میں یہ وسیلہ ایک بلند مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں پس جس نے میرے لیے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے (میری) شفاعت حلال ہوگئی۔'' (مسلم ۳۸۴)

فوائد:...... موذن کے کلمات سن کر انہی کلمات کو دہرانا چاہیے البتہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سننے کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا چاہیے۔
(مسلم ۳۸۵)

اذان ختم ہونے کے بعد مسنون درود (ابراہیمی) اور دعائے وسیلہ پڑھنی چاہیے، واضح رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد میں غیر مسنون درود پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ جناب غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں۔

''تاہم بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں اذان دی جاتی تھی اسی طرح اذان دی جائے اور اذان کے ساتھ اپنی طرف سے کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے۔'' (شرح صحیح مسلم: ج ا۔ص ۱۰۹۶)

مزید لکھتے ہیں ''لیکن اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مدینہ منورہ میں دس سال اذان دی جاتی رہی، خلفائے راشدین کے دور میں تیس سال اذان دی جاتی رہی اور سو سال تک عہد صحابہ و تابعین میں اذان دی جاتی رہی اور کسی دور میں بھی اذان سے پہلے یا بعد میں جہراً درود شریف نہیں پڑھا گیا اور آٹھ صدیوں تک مسلمان اسی طریقہ سے اذان دیتے رہے تو آیا اذان دینے کا افضل طریقہ وہ ہے جس طریقہ سے عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اذان دی جاتی تھی یا وہ افضل طریقہ ہے جو آٹھویں صدی میں ایجاد ہوا؟'' (شرح صحیح مسلم ۱/۱۰۹۴)

احادیث اور مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوا کہ ''مروجہ بریلوی طریقہ'' درست نہیں ہے۔

بریلوی لڑکی نے تقریر سن کر ''مردہ'' کو ''داتا'' کہنا چھوڑ دیا:

کراچی صدر پی آئی اے کے دفتر پہنچا تو نوجوان لڑکی نے کہا کہ مولوی صاحب میں نے آپ کو ہوائی جہاز والا رات کا سستا ٹکٹ دیا ہے۔ آپ لاہور جا کر داتا صاحب سے کہنا، میں بہت پریشان ہوں، وہ میری پریشانی کو رفع کر دیں۔ راقم السطور نے کہا: بیٹی! آپ کا نام کیا ہے؟ وہ بولی داتا صاحب میرا نام تو جانتے ہیں۔ میں نے کہا بیٹی! آپ فکر نہ کریں میں داتا صاحب سے کہوں گا وہ تمہاری سب پریشانی کو ختم کر دیں گے مگر یاد رکھیں۔

لاہور والا داتا صدیوں سے فوت ہو گیا ہے۔

میں اس داتا سے کہوں گا جو حی اور قیوم ہے جو ﴿لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ ہے۔ جس کو نیند نہیں آتی جس کو اونگھ بھی نہیں جو ﴿عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے جو رگ وجان سے بھی قریب ہے جو ہر وقت ہر مقام سے ہر ایک کی بغیر وسیلہ کے سب کی سب سنتا ہے۔ وہ عرش معلیٰ پر ہے، وہ ارحم الراحمین ہے۔ اس اللہ عزوجل نے فرمایا ''اے لوگو! تم مجھے ہی پکارو، میں تمہاری دعا کو قبول فرماؤں گا۔''

بیٹی مردوں سے مانگنا بہت بڑی گمراہی ہے پھر ان کو پتہ بھی نہیں کہ تم کون ہو تمہارا نام کیا ہے؟ ڈاکٹر اقبال نے بہت اچھا وعظ کیا ہے کہ:۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں اللہ سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اس نوجوان لڑکی نے عملہ کی موجودگی میں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کھڑے کر دیئے اور کہا کہ مولوی صاحب! آپ نے ماشاء اللہ اچھا سمجھایا کہ جو مر جائے وہ داتا نہیں۔ وہ نفع ونقصان کا مالک نہیں واقعی ہدایت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔

قاری عبدالخالق کا اعلان:

بسم اللہ سے ہر تحریر کا آغاز کریں ۷۸۶ لکھ کر رب کو ناراض نہ کریں۔

نبی ﷺ کا فرمان کہ میں غیب نہیں جانتا

فرمان اللہ رب العالمین

''اے نبی ﷺ! کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں میں غیب کو بھی جانتا نہیں اور میں فرشتہ بھی نہیں۔'' (انعام:۵۰) ف 113 کنز الایمان)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۰۶ پر)

مقام افسوس ہے کہ پڑھے لکھے نادان لوگ تو مردوں کو داتا گنج بخش اور عالم الغیب سمجھ کر پھر ان کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔

اگر غیب داں ہوتے ہمارے نبیؐ
بدر کے صحابہؓ سے کیوں رائے لی
قصہ عائشہؓ کا نہیں تجھ کو یاد
افک والوں نے جب کیا تھا فساد
نبی ﷺ اگر ذرہ کی رکھتے خبر
تو کیوں زہر کھاتے وہ جنگ خیبر
نبی ﷺ کو جو حاضر و ناظر کہے
بلاشک شرع اس کو کافر کہے

قارئین کے لیے لمحہ فکریہ!

مگر تعجب ہے ان پڑھ نادان لوگ تو مردوں کو بھی عالم الغیب سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں جو شرک ہے اور پیروں سے گمشدہ چیزیں پوچھتے ہیں حالانکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''جو کسی نجومی سے پوچھے اور پھر اس کی بات کی تصدیق کرے "فقد کفر" پس وہ کافر ہو گیا۔'' کسی اللہ والے نے کیا خوب کہا کہ

پڑے بھٹکے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
مگر خوب دیکھا ہے یارا تو اللہ کی باتیں اللہ ہی جانے

جب لوگوں کے ہو جاتے ہیں، بدعت سے دل کالے:

کبھی یونس پیغمبر بھی نہ جاتا پیٹ ماہی میں
نبی اللہ سمجھ سکتے اگر اللہ کی تقدیریں
کبھی یوسف پیغمبر نہ زلیخا سے نکل سکتے
اللہ کا خاص منشا تھا کٹیں طاقتوں کی زنجیریں
زمین و آسمان میں اس اللہ کی بادشاہی ہے
اگر چاہے تو وہ مخلوق کو یکدم بدل ڈالے

نبی ہوں ولی ہوں سب محتاج بندے ہیں
مصیبت ٹل نہیں سکتی نہ جب تک خود اللہ ٹالے
نہیں ہر گز بدل سکتا کوئی تقدیر خالق کی
یہی قرآن کہتا ہے یہی نبیوں کی تقریریں
بدل سکتے اگر تقدیر خالق کی اللہ والے
کیوں نہ آج تک بدلے گئے لوگوں کے دل کالے
نہ چھوڑو گے عزیزو جب تک شرک و بدعت کو
نہ آئے گی وہاں کچھ کام صلوٰتیں نہ تکبیریں
جو عقل کا دیوانہ مردوں کی تجارت کرتا ہے
وہ توحید کیا جانے جو دین فروخت کرتا ہے

تسبیح صرف سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر کریں مروجہ تسبیح بدعت ہے۔

لکیر کا فقیر بنا مقلدین کا کام ہے۔

اللہ واحد القہار کا فرمان ہے ''اے نبی ﷺ کہو! اے لوگو! اگر اللہ کے ساتھ محبت کرنا چاہتے ہو پھر میری فرمانبرداری کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔(آل عمران:۳/۳۱)ف 65-64 کنزالایمان)

ہوتے ہوئے مصطفیٰ ﷺ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار
جب اصل ہے تو نقل کیا ہے
یہاں وہم و گمان کو دخل کیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ''اے لوگو! تم سب اللہ مالک کے فقیر ہو'' (فاطر/۱۵)۔ پھر فقیروں کو داتا اور غوث اعظم کہنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔(کنزالایمان 9/8ف 19-21)

اللہ والے بدل سکتے اگر اللہ کی تقدیریں

اگر نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
تو غازی کس لیے پھر ساتھ لے جاتے ہیں شمشیریں

تھپیڑے موج دریا کے نہ کھاتی نوح کی بیوی
گر نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

نہ ہوتا غرق دریا میں کبھی بیٹا پیغمبر کا
گر نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

نہ جاتا باپ ابراہیم کا نار جہنم میں
گر نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

نہ جاتا نار دوزخ میں کوئی انسان سچ پوچھو
گر نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اندھیرا شرک و بدعت کا جہاں سے دور ہو جاتا
اللہ والے بدل سکتے اگر اللہ کی تقدیریں

نہ جاتے جنگ کے میدان میں حسینؓ سچ پوچھو
گر نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

نہ بدلا مصطفیؐ نے کیوں مقدر کچھ عم امجد کا
نبی اللہ بدل سکتے اگر اللہ کی تقدیریں

ابولہب و ابوجہل نہ جاتے نار دوزخ میں
رسول اللہ ﷺ بدل سکتے اگر اللہ کی تقدیریں

عقل والو عبرت حاصل کرو!

اللہ عزوجل کا فرمان ''اے نبی ﷺ! کہو کہ اے لوگو! میں تو اپنی ذات کے لیے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔'' (کنز الایمان ۷/۱۸۸ف ۳۶۷)

پیارے بھائیو! میں آپ کو رب کعبہ کا واسطہ دے کر غور وفکر کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

قرآن کے مزید حوالہ جات:

① قرآنی چیلنج (کہ قرآن جیسا کلام کوئی نہیں لاسکتا) البقرۃ: (۲۳/۲) بنی اسرائیل: (۸۸/۱۷) ھود: (۱۴/۱۱) یونس: (۳۹/۱۰) طور: (۳۴/۵۲)

② صراط مستقیم کیا ہے؟ (قرآن کے مطابق) الانعام: (۱۲۶/۶) الحج: (۶۷/۲۲) المومنون: (۷۳/۲۳) یٰسین: (۳۶/ ۳، ۵، ۶۰، ۶۱) الشوریٰ: (۴۲/ ۱۰، ۵۳) الزخرف: (۴۳/ ۴۳، ۶۴)

③ آدم علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں کہاں کہاں ہے؟ البقرۃ: (۲/ ۳۰ تا ۳۹) اعراف: (۷/ ۱۲ تا ۲۸) حجر: (۱۵/ ۲۶ تا ۴۳) طٰہٰ: (۲۰/ ۱۱۵، ۱۲۱) بنی اسرائیل: (۱۷/ ۶۱ تا ۶۵) کہف: (۱۸/ ۵۰) ص: (۳۸/ ۷۱ تا ۸۵)

④ امنوا (قرآن میں مومنوں سے خطاب)

الف:...... ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ۴۷ بار

ب:...... ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ ۸۹ بار

⑤ امر بالمعروف ونہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) آل عمران: (۳/ ۱۰۴، ۱۱۰، ۱۱۴) المائدہ: (۵/ ۷۹) اعراف: (۷/ ۱۵۷) التوبہ: (۹/ ۷۱، ۶۷) الحج: (۲۲/ ۴۱) لقمان: (۳۱/ ۱۷)

⑥ جب آپ ﷺ موجود ہوں تو اللہ نے کیا حکم دیا؟

النساء: (۴/ ۱۰۲) النور: (۲۴/ ۶۲، ۶۳) الحجرات: (۴۹/ ۲، ۳، ۴، ۵، ۷) الممتحنۃ: (۶۰/ ۱۲)

﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ﴾ (۲/ ۱۸۶ تا ۲۲۲) آپ سے سوال پوچھ سکتے ہیں (کنز الایمان 101/3)

⑦ نہ خوف نہ ڈر (کن لوگوں پر قیامت کے دن نہ خوف ہوگا نہ غم)

(۲/ ۳۸، ۶۲، ۱۱۲، ۲۶۲، ۲۷۴، ۲۷۷)، (۳/ ۱۷۰)، (۵/ ۶۹)، (۶/ ۴۸)، (۷/ ۳۵، ۴۹)، (۱۰/ ۶۲)، (۴۳/ ۶۸)، (۴۶/ ۱۳)۔

۸ "عَلَیْكَ الْبَلٰغُ" یعنی آپ ﷺ کا کام صرف پہنچا دینا ہے۔
(۳/۲۰)، (۵/ ۹۲، ۹۹)، (۱۳/۴۰)، (۱۴/۵۲)، (۱۶/۳۵، ۸۲)، (۲۴/۵۴)،
(۲۹/۱۸)،(۳۶/۱۷)،(۴۲/۴۸)،(۴۶/۳۵)،(۶۴/۱۲) سب کے فوائد کنزالایمان

۹ "حَنِیْفًا" یعنی سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کے ہو جاؤ۔
۲/۱۳۵۔۳/۶۷، ۹۵۔۴/۱۲۵۔۶/۱۶۱۔۱۰/۱۰۵۔۱۶/۱۲۳۔۳۰/۳۰۔۲۲/۳۱۔۹۸/۵۔

۱۰ علم آنے کے بعد یعنی جب شریعت کا مسئلہ معلوم ہو چکا تو اور کسی کی نہ مانی جائے گی۔
(۲/۱۲۰، ۱۴۵۔۳/۶۱۔۱۳/۳۷۔۴۵/۱۷) بمع سب کے فوائد کنزالایمان

۱۱ انکار آیات۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟
(۲/۲۸۵)، (۳/۷)، (۶/۲۶، ۲۷، ۵۵تا۵۷، ۱۴۴، ۱۴۸)، (۷/۱۴۶، ۱۸۲، تا۱۸۶)،
(۱۶/ ۲۵، ۱۰۴تا۱۰۶تا۱۱۰)، (۲۲تا۲۷)، (۶/۸تا۲۷/ ۸۱تا۸۵)، (۳۱/ ۲۰تا۲۴)،
(۳۳/ ۳۶، ۶۶، ۶۸)، (۴۰/ ۳۵، ۸۳)، (۴۷/ ۱تا۹)، (۵۱/ ۱۰، ۱۱)،
(۵۳/۲۸تا۳۰)،(۵۴/۳تا۶)،(۵۶/۷۷تا۸۹تا۹۶)۔

۱۲ قرآن یہ کہتا ہے کہ دنیا میں اکثر لوگ مشرک/ کافر اور نافرمان رہے ہیں۔
(۲/۱۰۰، ۲۴۳، ۲۴۹)، (۵/۴۹، ۵۹، ۶۶، ۸۱، ۱۰۳)، (۶/۳۷، ۱۱۱، ۱۱۶، ۱۱۹)،
(۷/۱۰۲، ۱۸۷)، (۱۰/۳۶، ۵۵، ۶۰، ۹۲)، (۱۱/۱۷، ۴۰)، (۸/۳۴)، (۱۲/۲۱، ۳۸،
۴۰، ۶۸، ۱۰۳، ۱۰۶)، (۱۳/۱)، (۱۴/۳۶)، (۱۶/۳۸، ۷۵، ۸۳)، (۱۷/۸۹)،
(۲۱/۲۴)، (۲۵/۵۰)، (۲۶/۸، ۶۷، ۱۰۳، ۱۲۱، ۱۳۹، ۱۵۸، ۱۷۴، ۱۹۰)، (۲۷/۶۱،
۷۳)۔ نیز دیکھئے کنزالایمان ھود: ۱۱/۱۱۹۔ ف۲۴۳ جس میں ہے "کیونکہ اس کو (رب کو) علم ہے کہ باطل کے اختیار کرنے والے بہت ہوں گے۔"

۱۳ "صلصال" یعنی اللہ نے انسان کو مٹی سے بنایا۔(۱۵/۲۶، ۲۸، ۳۳)،(۵۵/ ۱۴)

۱۴ "تراب" یعنی اللہ نے انسان کو مٹی سے بنایا۔
(۳/۵۹)،(۱۸/۳۷)،(۲۲/۵)،(۳۰/۲۰)،(۳۵/۱۱)،(۴۰/۶۷)

۱۵ "طین" یعنی اللہ نے انسانوں کو مٹی سے بنایا۔

(۲/٦)، (۱۲/۲۳)، (۷/۳۲)، (۱۱/۳۷)، (۷٦،۷۱/۳۸)

⑯ "الھویٰ" یعنی اپنی خواہش پر چلنا سختی سے منع فرمایا گیا۔
(۲٦/۳۸)، (۳/۵۳)، (۴۰/۷۹)، (۲۸/۱۸)، (۴۳/۲۵)، (۵۰/۲۸)، (۲۳/۴۵، ۱۸)، (۵٦/٦)، (۱۴۵، ۱۲۰/۲)(۴۹، ۴۸/۵)، (۵۰/۲۸)، (۲۹/۳۰)، (۱۵/۴۲)، (۱٦، ۱۴/۴۷)۔ مع سب کے فوائد کنزالایمان

⑰ "حبط" یعنی وہ جرائم جن کی وجہ سے انسان کے سب اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔
(۵۳،۵/۵)، (۲۱۷/۲)، (۲۲/۳)، (۸۸/٦)، (۱۴۷/۷)، (٦۹،۱۷/۹)، (۱٦/۱۱)، (۱۰۵/۱۸)، (۲/۴۹)، (۱۹/۳۳)، (٦۵/۳۹)۔

⑱ "ظن" یعنی انسان کو اپنے گمان یا خیال پر نہیں چلنا چاہیے۔ شریعت کے احکام کی پیروی کرنی چاہیے۔ (۷۸/۲)، (۱۵۴/۳)، (۲۴/۴۵)، (۱۴۸، ۱۱٦/٦)، (۱۰/٦۰،۳٦، ٦٦)، (۲۸/۵۳)۔ ۳۵/ف۱۹+مع سب کے فوائد کنزالایمان

⑲ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مشرکین مکہ اور عیسائی اور یہودی اس لیے مشرک کافر اور گمراہ ہوئے کہ وہ اٹکل پچو اور اپنے خیال سے مسئلے گھڑتے تھے ان کے پاس کوئی کتابی دلیل یا سند یا ثبوت نہ ہوتا تھا محض اپنے خیالات سے عقائد گھڑتے تھے اس لیے مشرک کافر اور گمراہ ہو گئے۔

ہر کلمہ گو کو چاہئے کہ ثبوت اور دلیل سے اپنے عقائد اور اعمال بنائے من گھڑت بے دلیل بے سند باتوں پر عقیدہ اور اعمال کا دارومدار نہ ہو یا ثبوت قرآن سے ہو یا صحیح حدیث سے یا صحابہ کے عمل سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝﴾ ترجمہ: لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ اور (۱۵۱/۳) میں فرمایا انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنائے جس پر اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور (۷۸/۲) میں ہے کہ وہ اپنی من گھڑت اور نرے گمان میں ہیں۔ اور (۱۵۴/۳) میں ہے وہ جاہلیت کے سے گمان میں ہیں اور (۱۰٦/٦) میں ہے اور زمین میں اکثر وہ ہیں کہ تو ان کے کہنے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ سے پھیر دیں وہ صرف گمان کے پیچھے ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں اور (۱۸۴/٦) میں ہے تم تو نرے

گمان کے پیچھے ہو اور تم یوں ہی اندازے کرتے ہو (ف ۳۰۸) میں ہے اور غلط اٹکلیں چلاتے ہو اور (۱۰/۳۶) میں ہے اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان بے شک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا۔

تبصرہ:...... گمان کا کوئی فائدہ نہیں حق سچ اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی بات ہے اور ۱۰/۶۰ میں ہے اور کیا گمان ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔

تبصرہ:...... یعنی وہ باتیں کرتے ہیں جو اللہ نے نہیں بتائیں یہ اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے ایسے لوگوں کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا؟ اور (۶/ ٦٦) میں ہے وہ جو اللہ کے سوا شریک پکارتے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر گمان کے اور وہ تو نہیں مگر اٹکل دوڑاتے (ف ۱۵۳) میں ہے اور بے دلیل محض گمان فاسد سے اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنی قدرت و نعمت کا ذکر فرمایا ہے اور (۵۳/ ۲۸) میں ہے اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا (ف ۳۲) میں یہاں ہے حقیقت حال علم و یقین سے معلوم ہوتی ہے نہ کہ وہم و گمان سے اور (۴۵/۲۴) میں ہے اور انہیں اس کا علم نہیں وہ نرے گمان دوڑاتے ہیں اللہ کی ہدایت (قرآن وحدیث) کے علاوہ ہر راہ باطل ضلالت ہے دیکھئے کنز الایمان (۲/ ۱۱۹-۱۲۰ ف ۲۱۸-۲۱۹) غیر اللہ کا حکم ماننا شرک ہے دیکھئے کنز الایمان (۶/ ف ۱۲۴ تا ۱۲۶۔ ۲۴۲+ کنز الایمان ۳۴ ف ۱۱۶) میں ہے آپ ﷺ سے پہلے مشرکین عرب کے پاس نہ کوئی کتاب آئی جس کی طرف اپنے دین کی نسبت کر سکیں تو یہ جس خیال پر ہیں ان کے پاس کوئی سند نہیں وہ ان کے نفس کا فریب ہے اور (۶۸/ ۳۹ تا ۴۱ ف ۴۵) میں ہے حقیقت میں وہ باطل پر ہیں نہ ان کے پاس کوئی کتاب جس میں یہ مذکور ہو جو وہ کہتے ہیں نہ اللہ کا کوئی عہد نہ کوئی ان کا ضامن نہ موافق۔

تبصرہ:...... کوئی ثبوت کہ ابو حنیفہ امام اعظم ہیں، لاہور والے داتا ہیں، بغداد شریف والے غوث اعظم ہیں۔ یہ سب باتیں گمان اٹکل پچو بے دلیل خود ساختہ ہیں قرآن وحدیث سے یہ باتیں ثابت نہیں اور (۲۲/ ف ۱۸۰) میں ہے ان کے پاس اپنے اس فعل کی نہ کوئی دلیل عقلی

ہے نہ نقلی نادانی سے گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے علم یعنی قرآن حدیث کے بغیر اپنی خواہشات پر چلتے ہیں وہ دوزخی ہیں وہ خطرے میں ہیں وہ گمراہ ہو جاتے ہیں دیکھئے کنز الایمان (۲/۱۲۰ف ۲۱۹-۲۲۰+۳/۳۷ف ۱۳۷+۶/۱۷-۲۷ف ۱۵۵تا ۱۶۴+۲/۱۴۵+۱۳/۳۷ف ۱۰۳-۱۰۴۔۶/ف ۲۴۲-۲۹۷+۷/ف ۳-۴)

اپنی خواہشات پر چلنے سے انسان کو منع کیا گیا کیونکہ دین میں رسول اللہ ﷺ بھی اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے صرف وحی کے مطابق بولتے ہیں کیونکہ اپنی خواہش پر چلنا اپنی خواہش کو معبود بنانا ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں دیکھئے کنز الایمان (۵۳/۳+۳۸/۲۶+۹/۴۰+۲۵/۴۳+۲۸/۵۰ ۴۵/۲۳+۵/۷۷+۶/۱۵۰+۴۵/۱۸+۶/۵۶+۵/۴۸-۴۹+۲۳/۷۱+۲۸/۵۰+۳۰/۲۹+۴۲/۱۵+۴۷/۱۴+۴۸/۱۶+۵۴/۳)

اللہ کے دیئے ہوئے علم یعنی قرآن حدیث کے بغیر کوئی دلیل نہیں پکڑنی چاہیے اور کسی کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔(۶/۱۰۰+۶/۱۰۸-۱۱۹-۱۴۰-۱۴۴+۱۶/۲۵+۳۰/۲۹+۳۱/۶+۴۸/۲۵)



باب 13

مختلف لوگوں سے میری بات چیت

جب میں اصلی اہل سنّت و جماعت (دیکھئے کنزالایمان 15/31 ف24 +115/4 ف304 میں شامل ہوا تو مختلف موقعوں پر مختلف لوگوں سے میری جو بات چیت ہوئی اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

① سب سے پہلے شہر میں دو بریلوی مولویوں سے میری بات چیت ہوئی میں نے انہیں کہا کہ کنزالایمان لاؤ۔ میرے پاس بھی اپنا ترجمے والا قرآن تھا۔ میں نے ان دو بریلویوں سے کہا کہ سورۃ کہف کی آخری آیت نکالو اور کنزالایمان سے اس کا ترجمہ پڑھو۔ انہوں نے وہ مقام نکالا تو کنزالایمان میں یہ ترجمہ لکھا تھا۔

"تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

پھر میں نے اپنے قرآنی ترجمے سے ان کو ترجمہ پڑھ کر سنایا جو یہ تھا:

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔"

میں نے ان سے پوچھا کہ کنزالایمان کے ترجمہ میں جو یہ الفاظ درج ہیں "ظاہری صورت میں" یہ عربی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ وہ کافی دیر ادھر ادھر کی ہانکتے رہے لیکن آیت میں عربی کے یہ الفاظ نہ دکھا سکے جن کا ترجمہ "ظاہر صورت میں" کیا گیا ہے۔ کافی دیر کے بعد لاچار اور مجبور ہو گئے۔

② کچھ دنوں بعد شہر کے خطیب مولوی نور محمد سے بات چیت ہوئی، میں نے اسے کہا کہ مجھے بریلویت پر ہزاروں اعتراض ہیں جو کہ قرآن کو پڑھ کر اس رجسٹر میں درج کیے ہوئے ہیں۔ وہ رجسٹر میں نے مولوی نور محمد خطیب بریلوی مسجد "مسجد غلہ منڈی" کے حوالے کر دیا

انہوں نے اس کی ورق گردانی کی اور مجھے کہا کہ یہ تو آپ نے بہت سے مسائل لکھے ہوئے ہیں۔ ایسا کرتے ہیں ایک مسئلہ شروع کرتے ہیں اور آپ کو میں زبانی سمجھاؤں گا اور پڑھنے کے لیے کتابیں بھی دوں گا۔ اس طریقے سے سب مسائل پر بار بار بات کریں گے۔ میں نے کہا میں ملازم ہوں، اتنا وقت میرے پاس نہیں۔ آپ مجھے ایک مسئلہ میں مطمئن کر دیں، میں بریلوی ہو جاؤں گا۔ وہ کہنے لگے وہ کیا مسئلہ ہے؟ میں نے کہا وہ مسئلہ یہ ہے کہ آپ جمعہ کی نماز کے بعد سپیکر کے سامنے سیکڑوں آدمی کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں ''دم بدم پڑھو درود، حضرت بھی ہیں یہاں موجود'' دلیل کے لیے آپ کی بات تھوڑی دیر کے لیے مان لیتے ہیں۔ آپ سپیکر پر سلام اور درود پڑھ رہے ہیں، جس کی آواز شہر سے باہر دور تک جا رہی ہے اور رسول پاک ﷺ جو آپ کی مسجد میں موجود ہیں ان کی آواز کوئی نہیں سن رہا، جس کا مطلب ہے کہ آپ لوگوں کی آواز رسول پاک ﷺ کی آواز سے بہت زیادہ اونچی ہو گئی اور سورت حجرات میں ہے کہ جس مسلمان کی آواز رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں آپ کی آواز سے اونچی ہو گئی اس کے سب اعمال برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ یہ سن کو مولوی لا جواب ہو گیا اور ہم اٹھ کر آ گئے۔

﴿۳﴾ ملازمت کے دوران میرا تبادلہ لاہور ہو گیا۔ وہاں ایک دن میں ایک مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گیا، مسجد کے مولوی صاحب نوجوانوں کو گیارھویں کے برکات بتا رہے تھے۔ میں بھی نماز سے فارغ ہو کر ان میں بیٹھ گیا۔ جب وہ گیارھویں کی برکات بتا چکے تو میں نے کہا مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے؟ مولوی صاحب نے کہا، اجازت ہے۔ میں نے کہا کیا آپ کو پتہ ہے کہ بغداد شریف والے گیارھویں والے پیر صاحب رسول اللہ ﷺ سے کتنا عرصہ بعد پیدا ہوئے؟ انہوں نے کہا مجھے پتہ نہیں۔ میں نے کہا: دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کوئی کتاب بھی لکھی ہے جو اردو ترجمہ کے ساتھ لاہور میں دستیاب ہے؟ انہوں نے کہا مجھے پتہ نہیں۔ میں نے کہا آپ کو ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ پیر صاحب رسول اللہ ﷺ سے تقریباً ۵۰۰ سال بعد پیدا ہوئے اور انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''غنیۃ الطالبین'' ہے جو

لاہور میں اردو ترجمہ کے ساتھ دستیاب ہے۔ اس میں گیارھویں کا تذکرہ تک نہیں۔ دین اسلام تو رسول پاک ﷺ کی زندگی میں ہی مکمل ہو چکا۔ (المائدہ:۳) مولوی صاحب آپ کو کس نے اختیار دیا کہ مکمل شدہ دین میں گیارھویں کو شامل کریں اور گیارھویں کو لازم قرار دیں اور اس کی برکات بتائیں؟ حالانکہ مکمل و کامل دین میں اس کا تذکرہ تک نہیں۔ میرے بار بار کے اصرار پر مولوی صاحب مکمل طور پر بے بس ہو گئے اور بہت پریشان ہو گئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب گیارھویں کے مسئلہ میں مجھے تو آپ کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے؟ مولوی بے حد پریشان ہو گیا۔

④ پھر میرا تبادلہ ضلع راولپنڈی ہو گیا۔ وہاں ڈاکٹر عثمانی کراچی والے کی جماعت کے ایک آدمی سے میری ملاقات ہوئی۔ کئی دن تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ میں نے اس سے کہا کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ دین اسلام قرآن و صحیح حدیث میں مکمل ہو چکا ہے۔ ان دونوں کے مطابق اپنا عقیدہ رکھنا چاہیے اور ان کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ وہ کہنے لگا ہمارے عقیدے کے مطابق آپ لوگ مسلمان نہیں۔ اس کی اس بات پر مجھے سخت غصہ لگا اور میں وہاں سے اٹھ کر آ گیا اور پھر اس کے پاس نہیں گیا۔ بعد میں وہ مجھے ایک دن جی ٹی روڈ پر اچانک مل گیا۔ میں نے منہ موڑ لیا۔ وہ مجھے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے کہا تم ظالم لوگ ہو۔ جو شخص کہتا ہے کہ قرآن و حدیث پر ایمان ہونا چاہیے اور عمل ہونا چاہیے، تم کہتے ہو وہ مسلمان نہیں۔ تم بتاؤ پھر مسلمان کون ہے؟ قرآن اللہ کا کلام اور حدیث رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ تو حق کے بعد باقی تو سب باطل ہے۔ وہ لاجواب ہو گیا اور میں چلا گیا۔

⑤ ریٹائرڈ ہونے کے بعد میں نے کتاب لکھی اور اپنے گاؤں میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ وہاں چونکہ ۹۵ فیصد لوگ بریلوی تھے، اس لیے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے پیار سے، محبت سے اور قرآن و حدیث کے دلائل سے ان کو قائل کیا۔ ہدایت چونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، صبر کے ساتھ اور منصوبہ بندی کے ساتھ کئی سال کام کرنے کے بعد وہاں کافی کامیابی ہوئی۔ ایک دن میں نے کچھ بریلوی حضرات کو پیار سے مسجد میں بٹھا کر ان سے کہا کہ لڑائی جھگڑے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ بھی دلیل سے بات کریں میں بھی دلیل سے

بات کروں گا۔ آپ جو اعتراض ہم پر کریں گے میں اس کا سات دن کے اندر قرآن یا حدیث سے ثبوت دوں گا۔ کیونکہ ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ ثبوت کے بغیر نہیں کرتے میں۔ جو آپ پر اعتراض کروں گا اس کا آپ ایک سال کے اندر ثبوت دکھائیں گے۔ انہوں نے کہا آپ سات دن کے اندر ثبوت دکھائیں گے اور ہم ایک سال کے اندر، یہ کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا ہم تو قرآن وحدیث سے تحقیق کر کے ثبوت ملنے پر کام کرتے ہیں اور آپ بغیر دلیل کے بغیر تحقیق کے بغیر ثبوت کے کام کرتے ہیں۔ مثلاً آپ لوگ کہتے ہیں کہ بغداد والے غوث اعظم ہیں، لاہور والے داتا ہیں اور قل چہلم کرتے ہیں۔ آپ ان باتوں کا ثبوت نہ قرآن سے دکھا سکتے ہیں نہ حدیث سے اور نہ ہی حنفی فقہ سے۔ ایک سال کیا ساری عمر بھی نہیں دکھا سکتے۔

⑥ میری فیصل آباد تعیناتی کے دوران ایک دن میں دفتر سے ریلوے سٹیشن فیصل آباد ویگن میں آ رہا تھا۔ عام سواریوں میں ایک بزرگ بریلوی بھی تھا۔ اس نے اچانک کہا بھائیو! میں آپ کو اپنے ایک بزرگ کا قصہ سناتا ہوں۔ فلاں بزرگ نے کچے دھاگے کے ساتھ کنویں میں الٹا لٹک کر دس سال چلہ کاٹا۔ میں نے کہا دس سال کنویں میں الٹا لٹک کر کھانا کس طرح کھایا؟ حاجت پوری کس طرح کی؟ نمازیں کس طرح پڑھتا رہا؟ وہ کہنے لگا تم مجھے وہابی لگتے ہو۔ میں نے کہا مجھے چھوڑ دیں میں کیا ہوں، تم میری بات کا جواب دو۔ وہ غصے میں آ کر الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا۔ گاڑی میں بیٹھے لوگوں نے مجھے کہا کہ آپ چپ کر جائیں، اس بے وقوف کو اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ میں خاموش ہو گیا۔

⑦ میں اپنے شہر میں حجام کی دکان پر بال کٹوانے گیا۔ وہاں ایک بریلوی بزرگ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے علی ہجویری رحمہ اللہ کو داتا کہہ کر نعرے لگانے شروع کر دیے۔ میں نے اس سے کہا بھائی چپ ہو کر ذرا میری بات سنو۔ لاہور والے علی ہجویری رحمہ اللہ کو قرآن میں داتا کہا گیا ہے یا فرمان رسول ﷺ میں؟ وہ کہنے لگا ہم نے خود ہی ان کو داتا بنا لیا ہے۔ میں نے کہا پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے؟ کہنے لگا ہم وہاں بھی داتا داتا کے نعرے لگائیں گے۔ میں نے کہا وہ کیا بھٹو کا جلسہ ہو گا کہ تم نعرے لگاؤ گے۔ کہنے لگا ہم یہ نعرے

لگائیں گے۔ میں پھر بولنے لگا۔ پاس بیٹھا ایک آدمی کہنے لگا آپ اس آدمی کو اس کے حال پر چھوڑ دیں اور مزید بات نہ کریں۔ میں خاموش ہو گیا۔

⑧ میں مسجد میں اپنے محلے میں نماز پڑھنے گیا تو وہاں ایک بریلوی بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر باتیں شروع ہو گئیں تو وہ بزرگ کہنے لگے سیّدنا آدم علیہ السلام نے جب درخت کھا کر غلطی کی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ میں نے کہا آپ کی یہ بات قرآن (الاعراف: ۷/۲۳) کے خلاف ہے۔ جس میں ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ نے یہ دعا مانگی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳﴾

یہ بات سن کر وہ کہنے لگا ہم لوگوں کو پہلے اس بات کا علم ہی نہ تھا جو آپ نے بتائی۔ میں نے کہا قرآن کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر ترجمہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے، اسی میں فلاح ہے۔

⑨ میں شہر میں مارکیٹ میں اپنی کتاب کمپیوٹر میں درج کروا رہا تھا، وہاں ایک آدمی پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا تم لوگ جو باتیں بتوں کے بارے میں قرآن کہتا ہے وہ بزرگوں کے بارے میں ہم پر چسپاں کرتے ہو۔ میں نے پاس پڑا ہوا قرآن اٹھا کر اسے (الاعراف: ۷/۱۹۴) آیت اور ترجمہ پڑھ کر دکھایا اس آیت کا ترجمہ ہے

"بے شک تم جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو ان کو پکارو، وہ تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں۔ اچھا (ان کو) کو پکارو اگر تم سچے ہو تو وہ تمہاری بات کا جواب دیں۔"

میں نے کہا اس آیت میں پکارنا بھی آ گیا ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ کے سوا بھی آ گیا اور تمہاری طرح اللہ کے بندے بھی آ گیا۔ اس آیت میں بت کا لفظ نہیں ہے۔ وہ لاجواب ہو گیا اور خاموش ہو گیا۔

⑩ میں شہر سے ٹیکسی لے کر بھائی پھیرو جا رہا تھا۔ میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو کہا کہ تجھے میں نے صبح سات بجے بلایا تھا، تم نو بجے آ گئے ہو۔ تم نے اتنی دیر کیوں لگائی؟ وہ کہنے لگا میں رات لاہور سلام کرنے گیا تھا۔ دیر سے گھر پہنچا اور صبح دیر سے اٹھا ہوں۔ میں نے کہا تم تیار ہو کر

نہا دھو کر کرایہ خرچ کر کے لاہور سلام کرنے گئے۔ وہاں سلام کیا ہوگا اور کچھ عرض بھی کی ہوگی تو علی ہجویری صاحب رحمہ اللہ نے تمہیں کیا جواب دیا کہ بیٹا تیرا کام ہو جائے گا یا نہ ہوگا؟ انہوں نے کچھ تو جواب دیا ہوگا؟ کہنے لگا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا پھر تم وہاں کیا کرنے گئے جب انہوں نے جواب ہی نہیں دیا، تو تمہارا وہاں جانا بے کار ہے۔ پڑھو سورت اعراف کی آیت (۱۹۴) جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جن کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں۔ اگر تم پکارنے میں سچے ہو تو پھر وہ تمہاری پکار کا جواب دیں۔'' لہٰذا وہاں جانا اور ان کو پکارنا قرآن کے خلاف ہے۔

﴿۱۱﴾ میری کتاب پڑھ کر فاروق آباد کا ایک بریلوی آدمی میرے گھر میرے پاس آیا۔ کافی ناراض تھا، کہنے لگا آپ نے اپنی کتاب میں ہمیں بہت کچھ کہا ہے۔ میں نے کہا آپ پیار محبت سے میری بات سنیں۔ آپ مکی سورتوں کا ترجمہ غور سے پڑھیں اور عیسائیوں اور یہودیوں کے متعلق مدنی سورتوں کا بھی غور سے مطالعہ کریں اور فہرست بنا کر غور سے تحقیق کریں کہ مکی سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو کیوں مشرک اور کافر کہا اور یہ بھی تحقیق کریں کہ مدنی سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں اور یہودیوں کو کیوں مشرک اور کافر کہا؟ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں پارٹیوں کو جس وجہ سے مشرک اور کافر کہا؟ اگر کوئی کلمہ گو آج بھی وہی عقیدے اور وہی کام کرے گا تو لازمی مشرک اور کافر ٹھہرے گا۔ بس میری آپ بریلوی حضرات کو یہی نصیحت ہے۔

﴿۱۲﴾ میری کتاب دو بریلوی حضرات کے پاس پہنچی جو کالا خطائی کے علاقے میں دو مختلف گاؤں میں امام مسجد تھے۔ انہوں نے کتاب پڑھی اور میرے پاس میرے گھر آ گئے۔ انہوں نے اپنا تعارف یوں کروایا کہ ہمارے باپ دادا بھی اپنے اپنے گاؤں میں امام مسجد تھے اور ہم بھی اب امام ہیں۔ آپ کی کتاب پڑھ کر حنفی فقہ کے متعلق ہمیں شدید شکوک وشبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ آپ کی کتاب میں حنفی فقہ کے جو مسائل لکھے ہوئے ہیں، وہ ہم دیکھنے آئے ہیں۔ میرے پاس چونکہ حنفی فقہ کی اردو ترجمہ والی ساری کتابیں موجود ہیں، میں نے ان کو حنفی فقہ کی کتابوں سے ان کے مطالبے کے مطابق سارے مسائل دکھا دیے۔ وہ میرے گھر

سے حنفیت اور بریلویت سے تائب ہو گئے اور اصلی اہلسنت بن گئے۔

﴿۱۳﴾ پھر میرا تبادلہ ہو گیا۔ میرے گھر کے نزدیک مسجد ہے جو دیوبندیوں کی مسجد ہے۔ میں نے ریٹائرمنٹ کے بعد مسجد میں صبح کی نماز کے بعد قرآن کا درس اور مغرب کی نماز کے بعد بخاری شریف کا درس شروع کر دیا۔ کچھ لوگوں نے مسجد کے خطیب اور مسجد کی انتظامیہ کے صدر کو میرے درس کی باتیں جا کر ان کے گھر میں بتائیں۔ وہ مشتعل ہو گئے اور مسجد میں آ کر مجھے کہنے لگے کہ آپ یہاں بیٹھ کر ہم سے باتیں کریں۔ میں نے کہا آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور ماشاءاللہ گورنمنٹ کالج سے اسلامیات کے ریٹائرڈ پروفیسر ہیں۔ میں آپ سے الجھنا نہیں چاہتا۔ انہوں نے کہا آپ یہاں میرے ساتھ بات کیے بغیر جا نہیں سکتے۔ بیٹھ جائیں اور میرے ساتھ بات کریں۔ میں اس کے ساتھ مسجد میں بیٹھ گیا، نمازی بھی بیٹھ گئے۔ میں نے کہا میں آپ سے الجھنا نہیں چاہتا، آپ نے مجھے مجبور کر کے بٹھا لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ میں پوری تحقیق کے بعد اصلی اہلسنت والجماعت میں شامل ہوا ہوں۔ میری تحقیق کے مطابق دیوبندی فارغ ہیں۔ حافظ صاحب کہنے لگے ہم کس طرح فارغ ہیں؟ میں نے کہا یہ مسجد 1974ء میں ہم سب کی کوششوں سے بنی۔ اب 1997ء ہے۔ آج تک ۲۳ سال آپ نے یہاں قرآن کا درس دیا ہے، حدیث کا درس نہیں دیا۔ حالانکہ قرآن نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ کا حکم دیتا ہے لیکن قرآن یہ نہیں بتاتا کہ نمازیں کس طرح پڑھنی ہیں؟ روزہ کس طرح رکھنا ہے؟ حج کس طرح کرنا ہے؟ زکوٰۃ کس طرح دینی ہے؟ قربانی کس طرح کرنی ہے؟ یہ سب باتیں تو ہمیں حدیث بتاتی ہے آپ یہاں بخاری کا درس کیوں نہیں دیتے؟ حافظ صاحب کہنے لگے بخاری تو شافعی ہے۔ میں نے دوسری دفعہ کہا اگر بخاری شافعی ہے تو آپ فارغ ہیں۔ وہ کہنے لگا۔ فارغ کس طرح؟ میں نے کہا ابھی پتا چل جائے گا۔ میں نے کہا اگر بخاری شافعی ہے تو کون سی کتاب پڑھنی چاہیے جس سے مندرجہ بالا باتوں کا پتہ چلے؟ وہ کہنے لگے کنز اور قدوری۔ میں نے کہا بس آپ فارغ ہو چکے ہیں۔ وہ کہنے لگے وہ کس طرح؟ میں نے کہا آپ ایک کاغذ منگوائیں، اس پر اوپر والی ساری بات لکھ کر نیچے دستخط کر دیں، میں بھی دستخط کر دوں گا۔ جو نمازی ادھر

بیٹھے ہوئے ہیں ان کے دستخط بھی بطور گواہ کروالیں اور آج کی تاریخ بھی اوپر لکھ لیں۔ کنز اور قدوری آپ لائیں گے اور میں ان دونوں میں سے یہ مسئلہ آپ کو دکھاؤں گا کہ ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی کے ساتھ نکاح پڑھ کر جو مرضی کرو کوئی حد نہیں۔ حافظ صاحب لاجواب ہو گئے۔

میں نے کہا اور سنیئے۔ (۱) اعلام الموقعین از حافظ ابن قیم۔ (۲) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ۔ (۳) محمد یوسف لدھیانوی حنفی دیوبندی کی کتاب اختلاف امت اور صراط مستقیم میں ہے کہ تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔ اس کا مطلب ہے اس سے پہلے رسول پاک ﷺ سے لے کر چوتھی صدی تک سب لوگ غیر مقلد تھے، ہم ان کے ساتھ ہیں۔ آپ اپنا جواب جو آپ نے اللہ کو قیامت کے دن دینا ہے سوچ لیں۔ حافظ صاحب اس کا بھی جواب نہ دے سکے۔

(۱۴) جب میں اپنے شہر میں اصلی اہل سنت ہوا تو میرے استاد کہنے لگے کہ آپ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھا کریں۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے ثبوت دکھا دیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے تھے تو میں ایسا کروں گا ورنہ نہیں۔ یعنی میرا جواب یہ تھا کہ عقیدہ اور فعل وہ ہونا چاہیے جس کا اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان سے ثبوت ہو۔

(۱۵) میں ایک دن مسجد میں نماز پڑھنے گیا جو مسجد اہل حدیث ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تو ایک آدمی میرا واقف نکل آیا۔ وہ کہنے لگا کہ آپ نے کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نماز باجماعت کے بعد اجتماعی دعا نہیں مانگنی چاہیے۔ اس کی وضاحت کریں۔ میں نے کہا بہت تحقیق کی گئی، یہ دعا ثابت نہیں۔ پاس بیٹھا ہوا ایک بزرگ اہل حدیث کہنے لگا اس دعا میں حرج کیا ہے؟ میں نے کہا آپ نے تو بالکل بریلویوں والی بات کر دی۔ وہ بھی کہتے ہیں گیارھویں میں کیا حرج ہے؟ دودھ، چاول اور چینی تو ہوتی ہے جس کو پکا کر ہم تقسیم کرتے ہیں۔ اجتماعی دعا اور گیارھویں دونوں میں حرج یہ ہے کہ یہ دین میں ثابت نہیں۔

(۱۶) میری کتاب چھپنے کے بعد جب تقسیم ہوئی تو کراچی والے ڈاکٹر عثمانی گروپ کے کچھ لوگ

میرے پاس آئے۔ میں ضلعی امیر ڈاکٹر صاحب جن کی دکان شیخوپورہ پریس کلب کے نزدیک ہے اور موڑ کھنڈا کا رہائشی ایک آدمی اور کدلٹھی کا رہائشی ایک شخص تھا۔ انہوں نے میری کتاب کے متعلق میرے ساتھ بات چیت کی۔ انہوں نے کہا یہ کتاب کافی حد تک ٹھیک ہے لیکن ہمیں اس پر کچھ اعتراضات ہیں اور کتاب پر مختلف معمولی قسم کے اعتراضات کرنے لگے۔ میں نے کہا میں نے یہ کتاب اس عقیدہ کے ساتھ لکھی ہے کہ اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان میں دین مکمل ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر عثمانی والے کی جماعت کے آپ رکن ہیں۔ آپ کو میری کتاب پر اعتراضات ہیں، مجھے آپ پر اعتراضات ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ آپ کو میری کتاب پر جو اعتراضات ہیں وہ باقاعدہ لکھ کر دیں۔ ان پر تحقیق کر کے آپ کو لکھ کر جواب دیا جائے گا۔ آپ میری طرف سے لکھے ہوئے جواب کا تحقیق کر کے پھر لکھ کر جواب دیں گے۔ میں پھر تحقیق کر کے آپ کو لکھ کر جواب دوں گا۔ اس طرح یہ کام تین بار دہرایا جائے گا جس کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ اس ساری تحقیق کے بعد جو باتیں ثابت ہو جائیں گی وہ میں اپنی کتاب کے اگلے ایڈیشن میں شامل کر کے چھاپ دوں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے آپ زبانی مجھ سے کوئی بات نہ کریں۔ کئی سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے پھر وہ میرے پاس واپس نہیں آئے۔

یاد رہے کہ جب کسی اصلی سنی اور آل تقلید کے درمیان دین پر بات ہوتی ہے تو اصلی سنی تو قرآن اور اپنے رسول ﷺ کی حدیث کا حوالہ دیتا ہے اور آل تقلید امام ابوحنیفہ کے قول کا حوالہ دیتا ہے۔ فرق صاف ظاہر ہے۔ اس وقت اصلی سنی رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ ہوتا ہے اور آل تقلید امام ابوحنیفہ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ قیامت کو اللہ کو کیا جواب دو گے؟ ابھی اصلی سنی بن جاؤ۔ ہم تمہیں مدینہ منورہ بلاتے ہیں، تم ہمیں کوفہ کی طرف بلاتے ہو۔ فرق صاف ظاہر ہے۔



مزاروں کے متعلق

(مجبور اور بے بس خود ساختہ داتا)

❶ نوائے وقت مورخہ 5-12-2005 ص: ۱۴ پر ہے کہ مقامات مقدسہ کی توہین پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ داتا دربار کے آس پاس منشیات فروشی اور عریانیت عروج پر ہے۔ (ان خیالات کا اظہار سنی تحریک لاہور ڈویژن کے کنوینر محمد صدیق قادری نے کیا)۔

❷ آج کے علماء نے تبلیغ کا کام نعت خوانوں کے سپرد کر دیا جو فلمی گیتوں کی طرز پر نعت خوانی کر رہے ہیں اور انہی کی طرح کپڑے پہنتے ہیں۔ (مفتی منیب الرحمٰن کا نوائے وقت میں بیان)۔

❸ نوائے وقت ۲۹ مئی ۲۰۰۷ء ص: ۵ پر ہے کہ بغداد غوث الاعظم کے مزار کے سامنے ٹرک بم دھماکہ، ۳۰ جان بحق، درجنوں افراد زخمی، مینار اور مسجد کو جزوی نقصان، متعدد قریبی گھر تباہ، دھماکہ قابل مذمت ہے۔ (نوری المالکی) تشدد کے واقعات میں ۱۷ ہلاک۔

❹ نوائے وقت ۷ جون ۲۰۰۷ء ص: ۱۴ پر ہے کہ یہود و ہنود نے ہمیشہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کیے (اعجاز رؤف نورانی لاہور) سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے مزار پر بمباری سے امریکہ کے عزائم کھل کر سامنے آ گئے۔

❺ نوائے وقت مورخہ ۹ جون ۲۰۰۷ء ص: ۱۵ پر لکھا ہے کہ پانچ ماہ قبل اغواء ہونے والی دوشیزہ بازیاب، دو ملزمان گرفتار، شمائلہ کو خالق نامی شخص نے داتا دربار سے اغواء کیا، ملزمان اس سے زیادتی کرتے رہے، بعد ازاں فروخت کر دیا۔

❻ نوائے وقت مورخہ ۲۹ جون ۲۰۰۷ء ص ۴ پر ہے کہ گردہ نکالنے پر ۲ ڈاکٹروں اور نرس سمیت متعدد افراد کے خلاف مقدمہ۔ ملزمان نے سیالکوٹ کے محنت کش کو داتا دربار سے اٹھایا اور نشہ آور چیز کھلا کر گردہ نکال لیا۔

- ۷ نوائے وقت مورخہ 2006-9-06 میں ہے کہ محکمہ اوقاف کی غفلت سے دربار بابا شاہ گدا کی تاریخی عمارت گرنے کا خطرہ۔
- ۸ نوائے وقت ۱۷ جولائی ۲۰۰۶ء ص ۴ پر ہے کہ ۴ کار سواروں کا راوی روڈ کی رہائشی خاتون سے اغواء کے بعد گینگ ریپ، رابعہ کو جاوید وغیرہ نے داتا دربار سے اغوا کیا اور نامعلوم مقام پر لے جا کر زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا۔
- ۹ اولیائے کرام کے مزارات پر غیر قانونی دھندے بند کرائے جائیں۔ (سنی تحریک) لاہور سنی تحریک کے ضلعی کنوینئر محمد صدیق قادری نے کہا کہ اولیائے کرام کے مزارات کے اطراف میں کھلے عام منشیات فروشی اور فحاشی کا کاروبار عروج پر ہے۔
- ۱۰ پنجاب میں مزاروں کی تعداد تقریباً ۳۵۰ ہے۔ یہاں جیب تراشی، نوسر بازی، نشہ، گداگروں اور ملنگوں کے روپ میں غیر قانونی مجرموں کی پناہ گاہ۔ منشیات فروشی سے لے کر قتل تک کے جرائم، لڑکے اور لڑکیوں کے اغواء، جسم فروشی کا دھندا، ان سب جرائم کی آماج گاہ داتا دربار ہے۔ ۲۱ مئی کو بری امام کے مزار پر بم دھماکہ (یہ تمام باتیں اس مضمون میں بتائی گئی ہیں جو نوائے وقت میں علی ذوالقرنین نے ''مزاروں پر جرائم'' کے عنوان سے لکھا)۔
- ۱۱ ''داتا دربار کے جہیز فنڈ کا حشر'' (عبدالستار فیض باغ لاہور کا نوائے وقت کے ایڈیٹر کے نام خط) جس میں بتایا گیا ہے کہ اس فنڈ میں وسیع خورد برد کی جا رہی ہے۔
- ۱۲ نوائے وقت اخبار علی ہجویری کے سالانہ عرس کا اشتہار ہے جس میں ان کو داتا گنج بخش لکھا گیا۔ عرس ۸، ۹، ۱۰ مارچ ۲۰۰۷ء کو ہونا تھا۔ اشتہار میں سب سے اوپر یہ شعر لکھا گیا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

تبصرہ:...... اس شعر کے پہلے حصے میں علی ہجویری کو اللہ کے برابر قرار دیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں اللہ کے رسول ﷺ کے برابر قرار دیا گیا۔

- ۱۳ پاکپتن عرس بابا فرید سیوریج سسٹم خراب، علاقہ جھیل بن گیا، وی آئی پی روڈ بھی زیر آب

ہے۔ بہشتی دروازہ کے لیے راستہ بھی سیوریج اور گٹر ابلنے سے زیر آب آیا ہوا ہے۔ مچھلی چوک، شہیدی بازار اور ملحقہ آبادیاں دکانیں بدستور زیر آب ہیں۔ (نوائے وقت میں خبر)۔

⑭ نوائے وقت ۲۳ اپریل ۲۰۰۶ء، ص ۸ پر ہے کہ جہلم کی رہائشی جیٹھ اور اپنے بیٹے کے ہمراہ داتا دربار سلام کرنے کے بعد بچے کے لیے کھلونے خریدنے سرکلر روڈ آئی اور ملزموں نے اس کے بیٹے کو اغواء کر لیا۔

⑮ پولیس کی غفلت اور اداروں کی لاپروائی سے مزار جرائم کے اڈے بن گئے۔ یہاں جرائم پیشہ افراد غیر قانونی اور شرم ناک دھندوں میں ملوث، جسم فروشی، بچوں اور لڑکیوں کا اغواء، نوسر بازی اور جیب تراشی کی وارداتیں عام ہیں۔ مزاروں سے ملحقہ گلیوں میں منشیات کا سر عام استعمال ہو رہا ہے۔ داتا دربار، میاں میر اور دربار بی بی پاک دامن کی سروے رپورٹ۔

بدعات کی چھوٹی سی فہرست

ذیل میں چند مشہور بدعات کی فہرست پیش کی جا رہی ہے، تاکہ ہمارے مسلمان بھائی جان سکیں کہ ان کے وہ کون سے اعمال ہیں جن کو وہ ثواب سمجھ کر انجام دیتے ہیں؟ لیکن درحقیقت ان کا ثواب سے دور کا تعلق نہیں بلکہ ہمیں سنت کے اعتبار سے دور کر دیتے ہیں اور بدعتی بنا دیتے ہیں:

① تقلید ائمہ اربعہ (کیونکہ یہ چار صدی ہجری میں شروع ہوئی) تفصیل آگے آ رہی ہے۔
② عید میلاد النبی ﷺ۔
③ آخری بدھ۔
④ شب براءت۔
⑤ شب معراج۔
⑥ کونڈے۔
⑦ رسومات محرم۔
⑧ گیارھویں شریف۔

⑨ مزارات پر عرس اور میلے۔

⑩ نماز وحشت۔

⑪ قرآن خوانی (مردے بخشوانے کے لیے)۔

⑫ تیجہ، دسواں، چالیسواں (مردوں سے متعلق بدعات)۔

⑬ عہد نامہ۔

⑭ قبر پر اذان۔

⑮ عرفہ۔

⑯ تبرک کی روٹیاں اور شادی بیاہ سے متعلق رسومات اور بدعات۔

⑰ شرع محمدی مہر۔

⑱ چوتھی کھیلنا۔

⑲ بی بی کی فاتحہ۔

⑳ نو بیاہتا عورت کا محرم اور شعبان کا چاند میکے میں دیکھنا۔

㉑ بی بی کی کہانی ماننا۔

㉒ بی بی کی صحنک۔

㉓ بارہ اماموں کے پیالے۔

㉔ امام ضامن باندھنا۔

㉕ منت کی بالی اور کڑے پہننا۔

㉖ بڑے پیر صاحب کی ہنسلی پہننا۔

㉗ سہاگنیں کھلانا۔

㉘ محافل میلاد۔

㉙ صلوٰۃ وسلام (خودساختہ)۔

㉚ شرکیہ نعتیں لکھنا۔

㉛ شرکیہ نعت خوانی۔

۲۱ خودساختہ درود پڑھنا۔

۲۲ انگوٹھے چومنا۔

۲۳ خودساختہ دعائیں۔

۲۴ خودساختہ وظائف۔

۲۵ دعاؤں میں اضافے۔

۲۶ نماز، روزے اور وضو کی زبان سے نیت کرنا۔

۲۷ ندا لغیر اللہ۔

۲۸ ہرے اور کتھئی رنگ کا صافہ باندھنا۔

۲۹ سلسلہ ہائے طریقت۔

۳۰ قوالیاں۔

۳۱ تعویذ گنڈے۔

۳۲ ختم خواجگان۔

۳۳ شبینہ۔

۳۴ "بسم اللہ" کرنا۔

۳۵ آمین۔

۳۶ روزہ کشائی۔

۳۷ مساجد پر چراغاں کرنا۔

۳۸ مساجد میں ٹوپیاں رکھنا۔

۳۹ مزارات پر گنبد بنانا۔

۴۰ مزارات پر چراغاں کرنا۔

۴۱ مزارات کو غسل دینا۔

۴۲ قبروں پر پھول چڑھانا۔

۴۳ قبر پر اگربتی جلانا۔

- ۵۵ بزرگوں کے ختم۔
- ۵۶ تلاوت قرآن مجید کے بعد صدق اللہ العظیم کہنا۔
- ۵۷ فرض نماز کے بعد مروجہ اجتماعی دعا۔
- ۵۸ خانقاہیں تعمیر کرنا۔
- ۵۹ مساجد، مدارس اور گھروں میں مردوں کی تدفین۔
- ۶۰ وضو میں گردن کا مسح کرنا۔
- ۶۱ وضو کے دوران کلمہ شہادت پڑھنا۔
- ۶۲ مساجد میں میناکاری اور آرائش۔
- ۶۳ گھروں اور دکانوں پر تصاویر، مزارات کے طغرے لگانا۔
- ۶۴ قبر پر قرآن پڑھنا اور پڑھوانا۔
- ۶۵ برائے دفع بلیات اذان دینا۔
- ۶۶ بارش روکنے کے لیے اذان دینا۔
- ۶۷ علاوہ نماز کے قرآن پڑھتے ہاتھ باندھنا۔
- ۶۸ غیر اللہ کے لیے قیام تعظیمی کرنا۔
- ۶۹ نماز عید سے قبل تقریر کرنا۔
- ۷۰ چار ہاتھوں سے مصافحہ کرنا اور سینے پر ہاتھ رکھنا۔
- ۷۱ جمعہ کی نماز میں تین خطبے دینا۔
- ۷۲ خطبہ جمعہ سے قبل برائے ادائیگی سنت وقفہ دینا۔
- ۷۳ بعد نماز جمعہ ظہر احتیاطی پڑھنا۔
- ۷۴ مردوں اور عورتوں کا جدا جدا طریقے سے نماز پڑھنا۔
- ۷۵ چھ کلمے پڑھنا اور پڑھوانا۔
- ۷۶ نماز پڑھ کر امام کا صرف شمال کی طرف ہی منہ کر کے بیٹھنا۔
- ۷۷ نماز غوثیہ۔

۷۸ نماز رغائب۔

۷۹ نماز پڑھ کر ہتھیلیاں آسمان کی طرف کر کے سجدہ کرنا۔

۸۰ چلے لگانا اور چلہ کشی کرنا۔

۸۱ عقیق کی انگوٹھی مؤثر سمجھ کر پہننا۔

۸۲ "نویت سنت الاعتکاف" کہنا۔

۸۳ قبرستان میں مساجد بنانا۔

۸۴ مردے سے معافی مانگنا اور کہا سنا معاف کرنا۔

۸۵ سوگ میں کالے کپڑے پہننا اور کالی پٹیاں باندھنا۔

نادان بریلوی حضرات کی مزید دورخی

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات (جو دونوں وحی ہی ہیں، دیکھیے ترجمہ قرآن از احمد رضا: (الانعام: ۱۴۵، ف ۲۹۷) کے بارے میں نعیم مراد صاحب نے اپنی تفسیر (الانعام (۵۶، ف ۱۲۴) میں لکھا: "یعنی تمہارا طریقہ اتباع نفس و خواہش ہوا ہے نہ کہ اتباع دلیل، اس لیے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔" الانعام (۱۲۱، ف ۲۴۲) میں لکھا: "کیونکہ دین میں حکم الٰہی کو چھوڑنا اور دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے۔"

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۴۷ پر)

اور الاعراف (۱۲، ف ۱۷) میں لکھا: "نص کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابل قیاس کیا اور جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو، وہ ضرور مردود۔"

اور اس کے باوجود دین مکمل ہو چکا (المائدۃ: ۳/۵) اور اس کے باوجود کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں جنت کی خوشخبری دی گئی انھوں نے صرف قرآن و حدیث پر عمل کر کے یہ اعزاز حاصل کیا کیونکہ امام صاحبان تو بعد میں پیدا ہوئے۔

اور اس کے باوجود احمد رضا خان صاحب کے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں حدیث کی کتابوں کا کافی ذکر ہے۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث کا ذکر (۴۵) بار ہے اور ان دونوں کتب احادیث

کو صحیحین کہا ہے۔ (الانفال: ۶۹، ف ۱۲۸) صرف بخاری کا ذکر بائیس (۲۲) بار، صرف مسلم کا ذکر (۲۹) بار، ترمذی کا ذکر (۴۶) بار، ابوداود کا ذکر (۱۲) بار، نسائی کا دو بار اور ان سب کو پانچ بار صحاح لکھا ہے۔ دارمی اور موطا امام مالک کا ذکر بھی موجود ہے۔ یعنی قرآن وحدیث کا مکمل مطالعہ کیا لیکن اسے کافی نہ سمجھا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کا ذکر بار بار کیا اور فقہ حنفی کی کتابوں ہدایہ، عالمگیری، درمختار کا ذکر کیا۔

مندرجہ بالا صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ باتیں سامنے آئیں جو عظیم دو رخی ہے:

◆ وحی والا دین یعنی قرآن وحدیث اپنے پاس موجود ہوتے ہوئے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کی طرف رخ کیا، حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے، تقلید ۴۰۰ھ میں شروع ہوئی، تقریباً ۲۰۰ سال فقہ حنفی کو امت مسلمہ نے تسلیم نہ کیا۔ تقلید کے پودے کا پھل یہ نکلا کہ خانہ کعبہ میں پانچ مصلے رکھے گئے اور امت میں فرقہ بندی ہوگئی۔ یاد رہے! ائمہ اربعہ کی تقلید کے بعد رفتہ رفتہ ان کے مقلدین بھی بن گئے اور سلاطین کا میلان بھی تقلید ہی طرف ہوگیا۔ ہر بادشاہ اپنے ہی مذہب کے قاضی مقرر کرتا۔ ہر فرقہ اپنے مذہب کو فروغ اور دوسرے مذہب کو زیر کرنے کی تدبیریں اور کوشش کرتا اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتا۔ کبھی کوئی غالب ہو جاتا اور کبھی کوئی مغلوب۔ بالآخر شاہ بیبرس کے زمانے میں ۶۶۵ھ میں چار مذہبوں کے چار قاضی مقرر ہوئے۔ گویا سرکاری طور پر چاروں مذاہب تسلیم کر لیے گئے۔ آخر سلطان فرح بن برقوق نے اول نویں صدی میں کعبہ شریف کے اندر مصلیٰ ابراہیم کے علاوہ چار مصلے قائم کر دیئے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کے دین کے چار ٹکڑے کر دیے گئے۔ ایک مصلے پر نماز ہوتی تو تینوں مصلے والے بیٹھے دیکھا کرتے تھے اور اسی طرح یکے بعد دیگرے چاروں مصلوں پر نماز ہوتی تھی۔ یہ سلسلہ تقریباً ۵۰۰ سال تک چلتا رہا۔ اب سعودی عرب کے موجودہ حکمرانوں نے چاروں مصلوں کو ختم کر کے امتِ مسلمہ کو ایک مصلیٰ پر جمع کر دیا ہے۔ آپ پاکستان میں یہی فرقہ بندی دیکھ سکتے ہیں۔

دین کے معاملہ میں ہمارا رویہ:

دور حاضر میں دین کے معاملہ میں ہماری رویہ ﴿سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا﴾ ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی'' والا ہونا چاہیے نہ کہ مخالفانہ اور جدلی، یعنی جھگڑا والا انداز کہ ﴿سَمِعۡنَا وَ عَصَیۡنَا﴾ ''ہم نے سنا اور ہم نہیں مانتے'' نہیں ہونا چاہیے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۵۱﴾

(النور: ٢٤/ ٥١)

''مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے کہ جب انھیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

ہر کلمہ گو کو نازل شدہ دین پر ایمان لانا ضروری ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ (۲۸۵) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نازل شدہ دین پر ایمان لائے اور مومن بھی ایمان لائے اور انھوں نے ﴿سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا﴾ کہا۔ میری ایک کلمہ گو شخص سے ملاقات ہوئی، وہ میرے گھر میری کتاب لینے آیا۔ میں نے اسے کہا کہ نعیم مراد آبادی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انبیاء کو بشر کہنا کافروں کا شیوہ ہے؟ وہ آدمی کہنے لگا کہ یہ بات ٹھیک لکھی ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا کہ انبیاء بشر تھے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول ﷺ سے کئی جگہ اعلان کروایا کہ فرما دیجیے کہ میں بشر ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن میں بشر کہا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے بشر ہونے کا اعلان فرمایا لیکن آپ مجھے یہ دکھائیں کہ قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے کہ تم بھی رسول اللہ ﷺ کو بشر کہو اور اٹھ کر چلا گیا اور مزید بات نہ سنی۔ یہ بات سن کر مجھے بہت افسوس ہوا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہر کلمہ گو کے لیے ضروری ہے کہ اس پر ایمان لائے (البقرہ: ۲/۲۸۵) اور ﴿سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا﴾ کا رویہ اختیار کرے اور جو

کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس سے انکار نہ کرے کیونکہ انکار کرنے والا مسلمان نہیں رہتا اور اس کی بخشش ناممکن ہے (الاعراف: ۷/ ۳۷ تا ۴۱) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس کو ناپسند نہ کرے، کیونکہ ایسا کرنے والے کے سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں (محمد: ۱ تا ۹) ہر کلمہ گو کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے، اقرار باللسان و تصدیق بالقلب، کیونکہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم آ جائے تو کسی مسلمان مرد یا کسی مسلمان عورت کو کچھ اختیار نہیں رہتا اور جو حکم نہ مانے وہ صریح گمراہ ہو چکا۔ (الاحزاب: ۳۳/ ۳۶)

اور شرح صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ افضل بشر ہیں دیکھئے شرح صحیح مسلم (ج 2 ص 145) از سعیدی بریلوی اور عین الھدایہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیر البشر ہیں دیکھئے عین الھدایہ (مقدمہ ج 1 ص 17)

کچھ کلمہ گو صاحبان کی گوہر افشانیاں

اب ہم کچھ کلمہ گو صاحبان کے قرآنی ترجمہ سے ان کی ذہن پرستی کے ثبوت فراہم کریں گے:

① ذہن پرستی یہ ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر قرآن پاک کے ساتھ یا صحیح حدیث کے ساتھ یا اقوال صحابہ کے ساتھ یا پھر لغت عربی کے استعمالات کی روشنی میں کرنے کی بجائے اپنی رائے کے ساتھ کی جائے۔ یہی بات فرقہ پرستی کی جڑ ہے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ قرآن پاک کا کوئی ایسا ترجمہ کیا جائے جو مندرجہ بالا چاروں طریقوں سے ہٹ کر ہو بلکہ ان طریقوں کے خلاف ہو۔ مثلاً آیت: ﴿وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن: ۷۲/ ۱۸)

احمد رضا صاحب بریلوی اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔''

آیت میں لفظ "تَدْعُوْا" ہے، جس پر مفصل بحث دعا کے باب میں ہے۔ "تَدْعُوْا" کے معنی پکارنا ہیں، دوسرا لفظ "مع" ہے جس کے معنی ساتھ کے ہیں، اور تیسرا لفظ "احد" ہے جس کے معنی ہیں تنہا۔ یعنی مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یہ ہوگا: ''مسجدیں سب اللہ کی ہیں، سوا اللہ کے

ساتھ کسی ایک کو بھی نہ پکارو۔'' مطلب یہ کہ مشرکین مکہ اور یہود ونصاریٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو بھی عبادت گاہوں میں پکارتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا۔ لیکن احمد رضا صاحب اس آیت کا اپنی رائے سے ترجمہ فرمارہے ہیں۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کا یہاں حوالہ دینا نہایت مناسب ہوگا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے قرآن پاک کی تفسیر اپنی رائے کے ساتھ کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔'' ❶

اور ایک روایت میں ہے: ''جس شخص نے قرآن پاک کی تفسیر بلا دلیل کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔'' ❷

مزید حوالہ جات کے لیے ان کے قرآنی ترجمہ میں مندرجہ ذیل مقامات پر دیکھیے، وہاں بندگی ترجمہ کیا ہے۔ (الاعراف: ۷/ ۳۷۔ النحل: ۲۰۔ الاحقاف: ۴۶) اور لطف یہ ہے کہ "دعا" سے نکلے ہوئے انھی الفاظ کا قرآن میں کافی جگہ انہوں نے پکارنا، بلانا یا مانگنا ترجمہ کیا ہے۔

احمد رضا صاحب اپنا ایک عقیدہ بنا لیتے ہیں اور پھر قرآن کا ترجمہ اپنی رائے سے اپنے عقیدے کے مطابق کرتے چلے جاتے ہیں، قرآن مجید کے الفاظ کا کوئی خیال نہیں رکھتے۔ مثلاً لفظ ''أخ'' کا ترجمہ آل عمران (۱۵۶، ۱۶۸)، النساء (۱۱، ۱۲، ۱۷۶) اور یوسف (۱۲) میں ہر جگہ ''بھائیوں'' کیا ہے۔ یاد رہے کہ سورۃ یوسف میں یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا بار بار ذکر ہے، اسی طرح یونس (۸۷) میں ''بھائی'' کیا ہے۔ لیکن سورۃ الاعراف (۶۵، ۷۳، ۸۵) میں "أخاهم" کا ترجمہ برادری کیا، ان کا بھائی نہیں کیا۔ مطلب یہ کہ انبیائے کرام بشر نہیں، یہ ثابت کرنے کے لیے اپنی رائے سے ترجمہ کیا۔ یہی کچھ سورۃ ھود (۵۰، ۶۱، ۸۴) اور سورۃ الشعراء (۱۰۶، ۱۲۴، ۱۴۲، ۱۶۱) میں کیا۔ اس کی ایک اور مثال ان کے قرآنی ترجمہ وتفسیر (لقمان: ۳۴) میں

---

❶ ترمذی، ابواب التفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ماجاء فى الذى يفسر القرآن برايه: ۲۹۵۱.

❷ ترمذی، ابواب التفسيرالقرآن عن رسول الله ﷺ، باب ماجاء في الذى يفسرالقرآن برايه: ۲۹۵۰]

ہے۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور بخاری (۵۰) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پانچ باتیں غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' اور حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گزر چکی کہ جو کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کل کی بات جانتے تھے وہ جھوٹا ہے، اور یہ حدیث بھی گزر چکی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرمایا کہ ''قیامت کے وقت کا مجھے علم نہیں۔'' اور یہ حدیث بھی گزر چکی کہ ''جب بادل آتے تو رسول اللہ ﷺ پریشان ہو جاتے، شاید کہ ان میں عذاب نہ ہو۔''

لیکن نعیم الدین مراد آبادی کی اس جگہ تفسیر ان سب باتوں کی الٹ ہے یعنی چونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ بزرگوں کو غیب کا علم ہوتا ہے، اس لیے قرآن وحدیث کی ایک بھی نہ مانی اور دونوں اپنی رائے سے ترجمہ وتفسیر کرتے چلے گئے۔ ہم توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم میں اور سنت وبدعت کی بحثوں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں کہ آسمانی وحی (قرآن وحدیث) کے علاوہ نہ کوئی عقیدہ اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن نعیم الدین مراد آبادی قرآن وحدیث کے سارے احکامات کو نظر انداز کرتے ہوئے سورۃ الحدید کی آیت (۲۷) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ کام جن میں لوگ طاعات وعبادات میں ذوق وشوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔ حالانکہ نعیم الدین مراد آبادی کا ایسا فرمانا سورۃ البقرہ کی آیت (۱۲۰، ۱۴۵)، الرعد کی آیت (۳۷) اور الحدید کی آیت (۱۶) کے صریحاً خلاف ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے صرف آسمانی وحی کی پیروی کرنے اور یہود ونصاریٰ کی پیروی نہ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی انہوں نے اپنے پیروکاروں کو قرآن وحدیث کی لگام دینے کی بجائے قطعی طور پر بے لگام کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حنفی بریلوی صاحبان عقیدہ اور عمل کے معاملے میں بالکل آسمانی وحی (قرآن وحدیث) کی حدود سے باہر نکل چکے ہیں اور جو عقائد واعمال قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان صاحبان کے نہ وہ عقائد ہیں نہ وہ اعمال یعنی نہ ان کے پاس توحید رہی اور نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت۔ ہر معاملہ میں شرک وبدعت مکمل طور پر ان میں سرایت کر چکے ہیں۔ پھر بھی یہ پکے اہل سنت والجماعت ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات ماننے کی بجائے دوسروں کے احکامات مانتے ہیں، اللہ کی ذات وصفات میں دوسروں کو اللہ کے برابر جانتے ہیں بزرگوں کو عالم الغیب مانتے

ہیں، اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں، جیسے قبروں پر سجدے کرنا، چڑھاوے چڑھانا اور غیر اللہ کو پکارنا وغیرہ، اور اللہ کے علاوہ بزرگوں کو نفع ونقصان کا مالک سمجھتے ہیں جیسے کسی کو داتا، کسی کو گنج بخش، کسی کو مشکل کشا، کسی کو حاجت روا، کسی کو غریب نواز، کسی کو غوث الاعظم، کسی کو دستگیر وغیرہ مانتے اور کہتے ہیں، پھر بھی ان کی توحید کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ زندگی کے ہر شعبے میں سنت سے ہٹ کر عمل کرتے ہیں پھر بھی پکے سنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

ہم اس کتاب میں احمد رضا خان صاحب کی دورخی کا کئی بار ذکر کر چکے ہیں، اب مزید ایسی ہی باتوں کا ذکر پیش خدمت ہے:

① ہم قرآن مجید میں ان آیات کا تذکرہ کریں گے جن میں اللہ تعالیٰ نے پہلے کافروں اور مشرکین (مشرکین مکہ، یہودی، عیسائی) سے فرمایا کہ میرے بندوں کو بچانے والا، کام بنانے والا، والی، مددگار، کارساز، بااختیار، آقا اور مولانہ بناؤ کیونکہ ان صفات کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ اور فرمایا ایسے عقیدے کا مالک انسان (جو غیر اللہ کو کارساز سمجھے) کافر اور مشرک ہے۔ اور مندرجہ بالا جو معنی لکھے گئے ہیں یہ احمد رضا خانی ترجمہ میں ولی اور اس سے نکلے ہوئے الفاظ یعنی ''ولیا، ولینا اور اولیاءؑ'' وغیرہ کے معنی کیے گئے ہیں اور مولا سے نکلے الفاظ یعنی مولاکم، مولانا وغیرہ کے بھی۔ ولی اور اس سے متعلقہ الفاظ کے مندرجہ بالا ترجموں کے لیے دیکھیے کنزالایمان میں (۱) بچانے والا (البقرۃ: ۲/۱۲۰) (۲) کام بنانے والا (العنکبوت: ۲۲۔ الشوریٰ: ۲۸۔ یوسف ۱۰۱) (۳) والی (البقرۃ: ۲۵۸۔ آل عمران: ۶۸۔ التوبہ: ۱۱۶۔ الکہف: ۲۶۔ الشوریٰ: ۸، ۹۔ النساء: ۴۵۔ الانعام: ۲۴۔ الاعراف: ۱۹۶۔ الزمر: ۳۔ الشوریٰ: ۶، ۹) (۴) کارساز (النساء: ۴۵) میں معنی والی لکھا اور اس کے ف ۱۳۸ میں کارساز لکھا یعنی لکھا ہے کہ والی کا مطلب کارساز ہے اور اب وہ آیات درج ہیں جن میں اللہ کے بندوں کو کارساز بنانے سے منع فرمایا گیا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، لیکن بعض جگہ حسب عادت معنوں میں دورخی اختیار کی گئی اور تفسیر میں بھی تحریف کی گئی۔ (الانعام: ۱۱ تا ۱۹۔ یوسف: ۱۰۱ تا ۱۰۳۔ الشوریٰ: ۱ تا ۱۲۔ الکہف: ۳۲ تا ۴۴ اور ۱۰۲ تا ۱۱۰۔ الفرقان: ۱۲ تا ۲۰۔ العنکبوت: ۱۹ تا ۲۲۔ ۴۱ تا ۴۴۔ الزمر:

ا تا ۸)۔ مددگار کے لیے ۴۶/۳۲+۳/۱۲۲-۱۲۳-۱۷۳ + ۱۵۹-۱۶۰ ف۳۰۵-۳۰۶+ ۳۶/۷۴-۷۵+۶۷/۲۰-۲۱-۳۰ کنزالایمان) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۰،۸۰۸ پر)

۲ یہ ایک اور دو رخی ہے۔ احمد رضا خانی ترجمہ وتفسیر میں لکھا ہے کہ سورۃ محمد اترنے کے بعد رسول اللہ ﷺ منافقوں کو ان کی صورتوں اور ان کی باتوں سے پہچان لیتے تھے (دیکھیے محمد: ۳۰ ف ۴۸،۴۷) لیکن سورۃ التوبہ (۱۰۱) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور تمھارے آس پاس کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے۔ ان کی خو ہوگئی ہے نفاق۔ تم انھیں نہیں جانتے ہم انھیں جانتے ہیں۔“ یہ عجیب دو رخی ہے، حالانکہ اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ سورۃ التوبہ قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے آخر میں نازل ہوئی۔

۳ ایک اور عجیب دو رخی نوٹ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ کے طریقے نہ اختیار کرنا بلکہ نازل شدہ اسلام کی پیروی کرنا۔ احمد رضا خانی ترجمہ مع تفسیر میں یہ بھی لکھا گیا کہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے لیکن یہ بھی کہا گیا کہ انھوں نے اپنے نازل شدہ دین کو چھوڑ کر جو بھی بدعات شروع کی تھیں ان میں کوئی حرج نہ تھا اور کلمہ گو مسلمانوں کو اس تفسیر میں بار بار بدعات کی ترغیب دی گئی۔ دیکھیے ان کا ترجمہ مع تفسیر (الحدید: ۱۶، ف ۴۸، ۲۷، ف ۹۰، ۹۱۔ البقرہ: ۱۲۰، ف ۲۱۹/۲۲۰۔ المجادلۃ: ۴، ف ۱۷، ۱۸، ۸ تا ۱۰، ف ۳۳، ۳۶/۳۷)۔

۴ الانعام (۱۴، ف ۳۸) میں ﴿اَوَّلَ مَنۡ اَسۡلَمَ﴾ یعنی سب سے پہلے گردن رکھوں کی تفسیر میں لکھا کہ نبی اپنی امت سے دین میں سابق ہوتے ہیں لیکن الانعام (۱۶۱ تا ۱۶۴، ف ۳۳۸ تا ۳۴۱) کے (ف ۳۴۰) میں لکھا: ”اولیت یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی امت پر مقدم ہوتا ہے یا اس اعتبار سے کہ سید العالم ﷺ اول مخلوقات ہیں تو ضرور اول المسلمین ہوئے۔“ یہ واضح دو رخی اور تضاد ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے ”اے نبی! قرآن اترنے سے پہلے تجھے قرآن اور ایمان کی خبر نہ تھی“ الشوریٰ (۵۲) اور البقرۃ (۲۸۵) میں ہے کہ رسول ﷺ اور مومن اللہ کی نازل کردہ وحی پر ایمان لائے۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ شریعت اترنے کے بعد اس پر ایمان لائے اور سیدنا

موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انھی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ بنی اسرائیل میں سے اول المومنین ہیں (دیکھیے الاعراف: ۱۴۳، ف ۲۶۶) اور انھی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرعون کے جادوگر جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر ایمان لے آئے وہ رعیت فرعون میں سے یا اس مجمع کے حاضرین میں سے اول المومنین تھے۔ ان باتوں سے ان کی دو رخی صاف ظاہر ہے۔

۵ انھوں نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو عزت دی اور آپ کی عزت اور تکریم کی خاطر آپ کو ''یا محمد!'' کہہ کر نہیں خطاب کیا حالانکہ باقی انبیائے کرام کو نام لے کر خطاب کیا۔ (الاحزاب: ۱، ف ۲) اور اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ مومنوں کو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کو ادب سے خطاب کریں اور نام لے کر آپ سے خطاب نہیں کرنا چاہیے (الحجرات: ۲، ف ۴) لیکن اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو ''یا محمد'' کہہ کر خطاب کیا۔ (المدثر ۱، ف ۲) یہ عجیب دو رخی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو رسول پاک ﷺ کو ''یا محمد'' کہنا پسند نہ فرمائیں لیکن جبرئیل ''یا محمد'' کہہ کر خطاب کرے۔

اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ عزت دار، عزت دار کا بیٹا، عزت دار کا پوتا اور عزت دار کا پڑپوتا یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے جو یعقوب علیہ السلام کے بیٹے، اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ اور براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔''[1] اور صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ابوطالب نے مرتے وقت کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مر رہا ہوں اور اس وقت رسول اللہ ﷺ وہاں موجود تھے۔[2]

۶ ﴿عَلَيْكَ الْبَلٰغُ﴾ قرآن مجید میں بار بار اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمے دین پہنچا دینا ہے اور آپ اپنے یا کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ (دیکھیے احمد رضا خانی ترجمہ مع تفسیر البقرۃ: ۲۷۲، ف ۵۷۷۔ المائدۃ: ۹۲، ۹۹، ف ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۴۰۔ التغابن: ۱۱ تا ۱۳، ف ۱۸ تا ۲۱۔

---

[1] بخاری، كتاب المناقب، باب من انتسب الى آبائه فى الاسلام والجاهلية، تعليقا، فوق الحديث: ۳۵۲۵۔ نیز دیکھیے: ۳۳۹۰، ۲۸٦٤)

[2] بخاری، كتاب الجنائز، باب اذا قال المشرك عند الموت لا اله الا الله: ۱۳٦۰، ۳۸۸٤.

آل عمران: ۱۸ تا ۲۰۔ الرعد: ۳۷ تا ۴۱۔ النحل: ۸۱ تا ۸۳۔ الشوریٰ: ۴۶ تا ۵۳)۔

تو پھر مندرجہ بالا صورت حال کے باوجود آپ ﷺ اور دوسرے بزرگوں کو پکارنا اور ان کو تصرف کے اختیار کا مالک سمجھنا دورخی نہیں تو اور کیا ہے؟

⑦ احمد رضا خاں صاحب کے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں بار بار حدیث کی معتبر کتابوں کا ذکر ہے لیکن ہم نے اپنی اس کتاب میں حدیث کی ان معتبر کتابوں اور فقہ کی کتابوں کے جو حوالے ہر باب میں دیے ہیں ان کا احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ مع تفسیر میں کہیں ذکر تک نہیں، یعنی اپنے عقیدہ کی یکطرفہ ٹریفک چلاتے رہے اور حدیث کی کتابوں اور فقہ کی کتابوں میں جو حوالے ان کے عقیدہ کے خلاف ہیں، ان کا ذکر تک نہیں کیا۔ یہ واضح دورخی ہے اور بار بار شرک اور بدعات کی ترغیب بھی دیتے رہے اور حق میں بھی لکھتے رہے، دونوں کام ساتھ ساتھ چلاتے رہے۔ (دیکھیے ان کا ترجمہ مع تفسیر النساء: ۶۴، ف ۱۷۷۔ النحل: ۱۱۶، ف ۲۶۸۔ مریم: ۹۶، ف ۱۵۶۔ طٰہٰ: ۸۵، ف ۱۲۲۔ البقرہ: ۳، ف ۷۔ آیت ۸، ف ۱۲، بہت اہم۔ آیت ۳۷۔ ف ۶۷۔ آیت ۵۰، ف ۸۶_ آیت ۵۸، ف ۹۶۔ آیت ۶۱، ف ۱۰۶، بہت اہم۔ آیت ۷۸، ف ۱۲۹ بہت اہم۔ آیت ۸۳، ف ۱۳۴، ف ۱۳۸، بہت اہم۔ آیت ۸۷، ف ۱۴۳ اف ۱۴۷، بہت اہم۔ آیت ۲۴۸، ف ۵۰۴۔ آیت ۲۶۱، ف ۵۴۷۔ النساء: فوائد ۲۰۔ ۲۴۔ ۴۱۵۔ المائدہ: فوائد ۱۵، ۶۶، ۱۹۸، ۲۱۱، ۲۸۲۔ الانعام: ۵۶، ف ۱۲۴، بہت اہم۔ التوبہ: ۸۹، ف ۲۲۵۔ آیت ۱۰۳، ف ۲۳۸۔ آیت ۱۱۵، ف ۲۷۰، بہت اہم۔ آیت ۱۲۸، ف ۳۰۷)۔

⑧ ان کا بار بار تفسیر میں یہ لکھنا ہے کہ وہ کام نہیں کرنا چاہیے جس کے کرنے سے سنت اٹھ جائے اور اس کے علاوہ جو چاہے کرو، ان کی یہ بات بے معنی ہے کیونکہ جو شخص یا جماعت بدعات پر عمل کرے گی زندگی کے اس موقع کی سنت خود بخود اٹھ جائے گی۔ مثلاً اگر کوئی موذن اذان سے پہلے صلوٰۃ پڑھتا ہے تو اذان سے پہلے صلوٰۃ نہ پڑھنے کی سنت خود بخود ختم ہو جائے گی۔ اگر کوئی جماعت رسم قل، رسم چالیسواں ادا کرتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کہ آپ نے یہ کام نہیں کیے، خود بخود ختم ہو جائے گی۔ اگر کوئی جماعت زیارت قبور اور قبر والوں کے لیے دعا کے علاوہ قبر پر کوئی اور کام کرتی ہے جیسے پکی قبر بنانا، قبروں پر پھول چڑھانا، قبروں پر چراغاں کرنا، قبروں کو غسل دینا، عرس کرنا، قبر والوں کو پکارنا، وہاں محفل

موسیقی منعقد کرنا، وہاں چڑھاوے چڑھانا تو رسول اللہ ﷺ کی یہ کام نہ کرنے کی سنت خود بخود اٹھ جائے گی۔ اگر کوئی آدمی گیارھویں دیتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی گیارھویں نہ دینے کی سنت خود بخود اٹھ جائے گی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جو چیز تمہیں دیں اسے پکڑ لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔'' (الحشر: ۷۔ احمد رضا، ف ۲۲ تا ۲۴)

⑨ ایک اور مسئلے سے ان لوگوں نے شرک کا دروازہ کھولا ہے۔ میں بفضل اللہ عزوجل ان کے صحیح معنی کی تحقیق اور غلط سمجھے ہوئے معنی کی تردید کرتا ہوں، تاکہ مسلمان ٹھوکر نہ کھائیں، برادران بھی ذہن کو دوڑائیں اور حق کو قبول فرمانے میں تامل نہ کریں۔ اے رب العالمین! تو اپنی توحید کی طرف ہماری صحیح رہنمائی فرما اور ہم میں سے جو تیرے در سے بھٹک گئے ہیں انہیں پھر اپنے در پر جھکا لے۔ آمین!

کہتے ہیں قرآن کریم میں ہے: ''وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کرتے، اگر تیرے پاس آتے، پھر اللہ سے استغفار کرتے اور رسول ان کے لیے استغفار کرتا تو یہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔'' وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جیسے آپ ﷺ کی حیات میں تھی ایسے ہی اب بھی ہے۔ آپ ﷺ کے روضہ پر جا کر آپ سے کہنا چاہیے کہ آپ ہمارے لیے استغفار کریں وغیرہ۔

لیکن یہ مفہوم صحیح نہیں، کیونکہ (۱) اس آیت میں لفظ ''جَآءُوْكَ'' ہے یعنی وہ تیرے پاس آتے۔ یہ لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ یہ آیت آپ ﷺ کی حیات کے ساتھ مخصوص ہے، بعد از وفات آپ ﷺ کے پاس کسی کا جانا ممکن ہی نہیں، آپ اس وقت اعلیٰ علیین میں ہیں۔ (۲) دوسرے یہ کہ خود آپ ﷺ کا صحیح فرمان موجود ہے: ((اِذَا مَاتَ اِبْنُ آدَمَ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ)) (مسلم،

---

[1] بخاری کتاب البیوع، باب النجش ومن قال، یجوز ذلك البیع تعلیقا قبل الحدیث: ۲۱۴۲، موصولاً: ۲۶۹۷۔ مسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ۱۸ ۱۷۱۸.

کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته: ١٦٣١) ''ہر انسان کا عمل اس کی موت کے ساتھ منقطع ہو جاتا ہے۔'' پس یہ آیت آپ کی حیات کے ساتھ مخصوص تھی۔ (۳) آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم ہزاروں کی تعداد میں تھے، نئے لوگ اسلام قبول کرتے جاتے تھے لیکن آپ کہیں بھی یہ نہ پائیں گے کہ ان میں سے کوئی بھی روضۂ رسول ﷺ پر آیا اور آپ ﷺ سے استغفار طلب کی، حالانکہ یہ آیت ان کے سامنے تھی، قرآن میں موجود ومکتوب تھی، جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت کو وہ صاحبان آپ کی حیات کے ساتھ مختص مانتے تھے۔ (۴) یہاں تک کہ جب بوقت خلافت فاروقی قحط سالی پڑتی ہے، اس وقت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روضۂ رسول ﷺ پر جا کر آپ سے طلب استغفار نہیں کرتے، بلکہ مسنون طریقے کے مطابق جنگل میں جا کر نماز استسقا ادا کرتے ہیں اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو آگے کر کے ان سے دعا کراتے ہیں، وہ مسلمانوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ استغفار رسول ﷺ مخصوص بحیات رسول ﷺ تھا۔ (۵) ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی صاحب اس بات کا دعویٰ کرے کہ ہم آیات قرآنیہ کا مطلب بہ نسبت صحابہ رضی اللہ عنہم کے زیادہ جانتے ہیں۔ (۶) یا انہوں نے نہ اس آیت کو سمجھا نہ اس پر عمل کیا بلکہ غیر مقلد اور منکر رسول (ﷺ) ہونے کا فتویٰ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی چسپاں کر دیں۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ آیت آپ ﷺ کی زندگی کے لیے تھی، ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم قبر شریف پر آتے، لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کو آگے کر کے ان سے استغفار کرایا اور خود بھی کیا اور مسلمانوں پر اس آیت کی تفسیر عملی طریقہ سے بھی واضح کر دی۔ فالحمد للہ۔ (۷) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس آیت کی تفسیر اپنے عمل سے کر دکھائی اور اپنی زبان سے بھی کہہ سنائی۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے:

((اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَانَ اِذَا قحطوا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتُسْقِيْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا .)) [1]

---

[1] بخاری، کتاب الاستسقاء، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا: ١٠١٠.

یعنی بوقت قحط سالی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے طلب باراں کراتے اور اپنی دعا میں کہتے کہ ''الٰہی! پہلے ہم تجھ سے طلب باراں، تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کراتے تھے (اب چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اس لیے) ہم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے ذریعہ سے تجھ سے طلب باراں کرتے ہیں، پس تو ہم پر بارش برسا۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر جو دعا کی تھی اس کے الفاظ بھی سن لیجئے:

((اَللّٰهُمَّ لَمْ يَنْزِلْ بِلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ يَكْشِفْ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَهٰذِهِ اَيْدِيْنَا اِلَيْكَ بِالذُّنُوْبِ لَوَاصيلنا اِلَيْكَ بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْبَ .))

(فتح الباری:۲/ ٦٤١)

''الٰہی گناہوں کی وجہ سے بلائیں نازل کی جاتی ہیں اور سوائے توبہ کے وہ ہٹائی نہیں جاتیں، اس لیے یہ ہمارے گنہگار ہاتھ تیری رحمتوں اور بخششوں کے طلب کرنے کے لیے تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں اور یہ ہماری خطا کار پیشانیاں جو توبہ طلبی کے لیے تیرے سامنے جھکی ہوئی ہیں۔ پس تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہم پر اپنی رحمت سے بارشیں برسا۔'' چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ بارش ہوئی۔

۱۰ اور سنیے! بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس امت کے لیے باعث امن تھا، لیکن کفار سے خطاب کرتے ہوئے جناب باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳﴾ (الانفال: ۸/ ۳۳)

''جب تک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں ہیں اور جب تک ان میں وہ لوگ ہیں جو اللہ سے استغفار کرتے ہیں، اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا۔''

پس ان دونوں امن میں سے ایک امن اٹھ گیا، اب ایک باقی ہے۔ یہ آیت بھی گویا اس آیت کی تفسیر ہے اور صاف بتلا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا آپ کی حیات تک تھا نہ کہ بعد از ممات بھی۔ اب آپ اعلیٰ علیین میں ہیں، اعمال امت سے بے خبر، استغفار امت سے

سبکدوش ہیں۔ صلی اللہ علی روحی فی الارواح و علی جسدہ فی الاجساد.

⑪ پھر کسی کے لیے آپ ﷺ کا اپنے روضہ مبارک سے استغفار کرنے کا عقیدہ رکھنا تب صحیح و اسلامی عقیدہ ہو سکتا ہے جب اس پر قرآن، صحیح احادیث سے ثابت اجماع امت سے خیر القرون کے سلف صالحین (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ثقہ وصدوق تابعین ومحدثین عظام) کے فہم پر واضح اور ٹھوس دلائل صحیح و حسن سندوں کے ساتھ موجود ہوں جبکہ بکثرت دلائل اس کے خلاف موجود ہیں، جو بتلا رہے ہیں کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور آپ کی روح اقدس وطیب جنت (الفردوس) میں ہے، (بخاری: ۱۳۸۶) اور جسم اطہر و اقدس مدینہ والی قبر میں ہے۔ (بخاری: ۴۴۶۲۔ ترمذی: ۳۶۱۸ و اسنادہ حسن لذاتہ) نیز بخاری و مسلم کی احادیث میں مقام دفن کو بھی ''رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ'' کہا گیا ہے۔ (بخاری: ۱۱۹۵۔ مسلم: ۱۳۹۰، ۱۳۹۱) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا جسد اطہر و اقدس بھی جنت میں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لِاَنَّهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَ اِنْ كَانَ حَيًّا فَهِيَ حَيَاةٌ اُخْرَوِيَّةٌ لَا تَشْبَهُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ'' (فتح الباری ج ۷ ص۳۴۹ تحت ح ۴۰۴۲)

''بے شک آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن آپ کی یہ زندگی اخروی زندگی ہے، دنیاوی زندگی کے مشابہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم''

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ زندہ ہیں لیکن آپ کی یہ زندگی اخروی و برزخی ہے، دنیاوی نہیں کہ آپ ﷺ امت کے حالات سے واقف ہوں۔

چنانچہ صحیح احادیث میں آتا ہے کہ جب بعض امتیوں کو فرشتے حوض کوثر سے روکیں گے اور آپ ﷺ فرمائیں گے کہ یہ میرے امتی ہیں، انہیں آنے دو، تو فرشتے کہیں گے ((اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ .))❶ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کر لی تھیں۔'' فرمان باری تعالیٰ ہے:

---

❶ بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض: ٦٥٧٣، ٦٥٨٤۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب الثبات حوض نبینا ﷺ و صفاتۃ: ٢٣٠٤.

﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١٠٩﴾﴾ (المائدہ: ٥/ ١٠٩)

''(یعنی قیامت والے دن) اللہ تبارک وتعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ تمہیں تمہاری امتوں کی طرف سے کیا جواب دیا گیا؟ وہ سب کہیں گے کہ الٰہی! ہمیں اس کا کوئی علم نہیں، غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔'' (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۰۹ پر)

اگر نبیوں کو اپنی امت کے اعمال کا علم ہوتا تو پھر نعوذ باللہ ان کا یہ جواب کہ ہمیں کوئی علم نہیں جھوٹا اور غلط ٹھہرتا۔ انہیں تو برابر علم ہے، امت کے گنہگار ان کے پاس آتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ فلاں نے یہ کہا، فلاں نے یوں کہا، پھر کیسے کہتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں؟ ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ اور یہ قول غلط بلکہ غلط العام ہے۔

۱۲ یہ بھی یاد رہے کہ دراصل یہ آیت منافقوں کے بارے میں ہے۔ شروع رکوع کی آیت: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ﴾ سے یہ مضمون شروع ہے۔ تفسیر کبیر اور تفاسیر اہل سنت وغیرہ میں مرقوم ہے (نزلت فی المنافقین) یعنی یہ آیتیں منافقوں کے بارے میں اتری ہیں اور

۱۳ خالص اس آیت کی بابت بھی صاف لفظ ہیں: ((الم ادبه من تقدم ذکره من المنافقین)) یعنی مراد اس سے وہی منافق ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ تو آپ حضرات سچے مسلمانوں کو منافقوں کے حکم میں کیوں گنتے ہیں؟

۱۴ اس سے ایک آیت پہلے بھی یہی لفظ ہیں، فرمان ہے ﴿ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ﴾ (النساء: ٤/ ٦٢) پھر وہ تیرے پاس آ کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ احسان توفیق کا ہی تھا، تو ان سے منہ پھیر لے اور انہیں وعظ ونصیحت کر اور ان کے دلوں میں کھب جانے والی مؤثر بات ان سے کہہ۔ پس آیت ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ﴾ (النساء: ٤/ ٦٤) کو آپ ﷺ کی قبر مبارک پر بھی چسپاں کرنے والو! کیا آپ ﷺ کے وعظ کو، آپ کے منہ پھیر لینے کو، آپ کی مؤثر تلقین کو بھی یہیں تک پہنچاؤ گے؟ کیا کہو گے کہ اب بھی آپ ﷺ وعظ کرنے میں، منہ موڑنے میں اور مؤثر باتوں کی

تلقین کرنے میں مصروف ہیں۔ (و ھل یقول ھذا الا من سفه نفسه)

⑮ ہاں کیا میں یہ بھی کہہ دوں کہ اگر روضہ رسول ﷺ پر جا کر آپ سے استغفار طلب کرنا لازمی ہے تو وہ کروڑوں مسلمان جنہوں نے مدینہ شریف دیکھا ہی نہیں، ان کی نسبت ان مفتی صاحبان کا کیا فتویٰ ہے؟

⑯ کسی گنہگار کا صرف اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لینا کافی ہے، جیسے کہ قرآن کریم کی بیسیوں آیتوں میں ہے ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ۙ﴾ (نوح:۷۱/۱۰) وغیرہ۔ ان منافقین کو جو آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر استغفار کرنے اور آپ ﷺ سے استغفار طلب کرنے کا حکم ہوا، اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آپ ﷺ کا قصور کیا تھا، آپ ﷺ کے سوا اوروں کی طرف اپنے جھگڑے چکانے کے لیے گئے تھے، آپ ﷺ کے حکم اور فیصلے سے رضا مند نہ تھے تو ان سے کہا گیا کہ اب اپنی اس روش کی مکافات کرو، آپ کے پاس جاؤ، توبہ کرو، معافی چاہو۔ چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں وعظ سنایا، فرمایا: ((فَلْيَقُوْمُوْا وَيَسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ)) ''یہ لوگ کھڑے ہو جائیں، اللہ سے استغفار کریں۔'' مگر ان منافقوں نے اب بھی سرتابی کی اور نہ کھڑے ہوئے۔ پس ان کی اس روش نے رسول اللہ ﷺ کو مغموم کیا تھا، ان کی روش نے آپ ﷺ کا حق سلب کیا تھا، اس لیے انہیں حکم ہوا کہ خود آپ ﷺ سے عذر خواہی کریں اور آپ ﷺ کو خوش کریں، تاکہ آپ ﷺ خود ہی ان کے لیے استغفار کریں۔

⑰ مسلمانوں میں سے کوئی اس بات کا قائل نہیں کہ انسان کا اللہ سے استغفار کرنا کافی نہیں، ہاں! ان منافقوں کے لیے ان کی سرتابی کے بدلے یہ خاص حکم اس حیثیت سے کہ اس کا امکان ہی آپ کے وصال کے بعد نہ رہا، مخصوص ہے۔ اب اس سے دلیل پکڑنا ڈوبتے ہوئے کا تنکے کا سہارا لینے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

⑱ اور فرض کرو کہ اسے مان لیا جائے تو یہ خاص ہوگا ذات رسول ﷺ کے ساتھ، لیکن حالت یہ ہے کہ آج کوئی کچا پکا ٹیلا، اونچی نیچی قبر، بلکہ کاغذ، ابرک اور بانس بھی نہیں چھوڑے جاتے۔

⑲ پھر یہ مخصوص ہوگا صرف طلب استغفار کے لیے لیکن یہاں تو اولاد، روزی، بارش، برکت

اور شفا غرض کل کام طلب کیے جاتے ہیں۔

﴿۲۰﴾ پھر طلب دراصل اللہ سے تھی لیکن یہاں تو براہ راست صاحب قبر سے طلب ہوتی ہے۔ ان وجوہ سے یہ دلیل مطابق دعویٰ اور قول مطابق فعل نہیں۔

﴿۲۱﴾ مسلمانو! قرآن کی ایک تفسیر اس چودھویں صدی کا کوئی شخص بیان کرے اور قرآن کی ایک تفسیر رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی، آپ کے صحابی جن کے لیے آپ ﷺ دعا کریں کہ یا اللہ! اسے اپنی کتاب کا علم سکھا دے، جنہیں آپ ﷺ نے اپنے سینہ پرنور سے لگا کر علم کتاب اللہ اور تفسیر کلام اللہ سکھائی، وہ بیان کریں، ایمان سے بتلاؤ کہ کس کا بیان معتبر ہوگا اور کس کا بیان غیر معتبر ہوگا؟ چنانچہ ثقہ وصدوق محدث امام عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی (المتوفی ۱۵۷ھ) فرماتے ہیں:

"عَلَيْكَ بِاٰثَارِ مِنْ سَلَفٍ وَاِنْ رَفَضَكَ النَّاُس وَاِيَّاكَ وَآرَاءَ الرِّجَالِ وَاِنْ زِخْرَفُوْا لَكَ بِالْقَوْلِ"

(كتاب الشريعة الامام الاجرى، ص: ۵۸ ح: ۱۲۷ و اسناده صحيح)

"اسلاف (سلف صالحین) کے آثار کو لازم پکڑو، اگر چہ لوگ آپ کو چھوڑ دیں اور لوگوں کی (قرآن وسنت، اجماع اور سلف صالحین کے خلاف) آراء (وقیاس زنی) سے بچو، اگر چہ وہ اپنی بات کو ملمع سازی، مرچ مسالا لگا کر ہی کیوں نہ بیان کریں۔"

ثقہ ومتقن محدث امام محمد بن سیرین التابعی (المتوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

"كَانُوْا يَرَوْنَ اِنَّهٗ عَلَى الطَّرِيْقِ مَا كَانَ عَلَى الْاَثَرِ"

(سنن الدارمى: ۱/ ۵۳، ۵۴، ح: ۱۴۲ و اسناده صحيح)

"اگلے علماء (یعنی صحابہ کرام اور کبار تابعین عظام) یہ سمجھتے تھے کہ جو شخص متبع آثار ہو (یعنی قرآن وسنت اور متفقہ آثار سلف صالحین پر قائم ہو) وہ شخص صراط مستقیم پر گامزن ہے۔"

پس ایک تو آپ کے زمانے کے کوئی صاحب ہیں، وہ تو آپ سے کہتے ہیں کہ اب بھی روضہ رسول ﷺ پر جا کر طلب استغفار کرو اور ایک وہ بزرگ ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی جناب

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے، ان کا فرمان سنیے، فرماتے ہیں:

"كَانَ فِيكُمْ اَمَانَانِ نَبِيٌّ ﷺ وَالْاِسْتِغْفَارُ، فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَ بَقِيَ الْاِسْتِغْفَارُ" ❶

''اس امت میں دو امن تھے ایک تو نبی ﷺ دوسرا استغفار، پس نبی ﷺ تو تشریف لے گئے (وہ امن تو اٹھ گیا)، اب ایک امن باقی ہے اور وہ استغفار ہے۔''

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"كَانَ فِيكُمْ اَمَانَانِ مَضَتْ اِحْدَاهُمَا وَ بَقِيَتِ الْاُخْرٰى، ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ ❷

''(پہلے) تم میں دو امان نامے تھے، ایک تو گزر چکا یعنی (رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس) اور ایک باقی ہے یعنی توبہ و استغفار۔ (پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی) اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا آپ ﷺ کی موجودگی میں اور نہیں اللہ عذاب دینے والا اس حال میں کہ وہ استغفار کرنے والے ہوں۔''

ممکن ہے کہ بعض حضرات شاید اس زیادہ طویل بحث سے اکتا جائیں، اس لیے میں اس بحث کو بادل ناخواستہ ختم کرتے ہوئے فریق مخالف کے نام نہاد محقق و مناظر محترم عباس رضوی صاحب سے ایک ایسی دلیل پیش کرتا ہوں جس کے بعد فریق مخالف کو اس مسئلہ میں کوئی کلام باقی نہیں رہنا چاہیے۔ چنانچہ عباس رضوی صاحب مصنف ابن ابی شیبہ اور تاریخ و تفسیر طبری سے ایک ضعیف روایت ((مِنْ رُجَلِ سُفْيَانَ وَ اَبِيْ اِسْحَاقَ وَهُمَا مُدَلِّسَانِ وَقَدْ عَنْعَنَا)) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بظاہر موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، کیونکہ یہ اصول ہے کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔'' (آپ ﷺ زندہ ہیں

---

❶ تفسير الطبرى: ٦/ ٢٣٣، ح: ١٦٠١٤ و اسناده حسن لذاته۔ سنن الكبرىٰ للبيهقى: ٥/ ٤٥، ٤٦، ح: ٩٠٣٧ و اسناده حسن لذاته۔ شعب الايمان: ٢/ ١٨٢، ح: ١٤٩١.

❷ مستدرك حاكم: ١/ ٥٤٢، النسخة الجديدة: ١/ ٨٢٦ ح: ١٩٨٨ و اسناده صحيح۔ شعب الايمان للبيهقى: ١/ ٤٤٢، ح: ٦٥٤ و اسناده صحيح.

واللہ: ص ۳۸۲،۳۰۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَ قَدِ اتَّفَقَا عَلٰى اَنَّ تَفْسِيْرَ الصَّحَابِيِّ حَدِيْثٌ مُسْنَدٌ“

”اور تحقیق امام بخاری اور امام مسلم اس بات پر متفق ہیں کہ صحابی کی تفسیر مسند (مرفوع) حدیث کے حکم میں ہے۔“ (المستدرک ۱/۵۴۲)

یعنی فریق مخالف کے مناظر و محقق عباس رضوی صاحب کے نزدیک بھی صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان آیات کی تفسیر محض اپنے اجتہاد سے نہیں کی تھی بلکہ یہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب استغفار کرنا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ساتھ مخصوص تھا، جب آپ نہ رہے تو وہ چیز ہی نہ رہی، اب انسان خود اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جناب باری کا وعدہ یہ

”لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ“ ❶

”جب تک میرے بندے مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں بھی انہیں بخشتا رہوں گا۔“

ایک اور حدیث سنیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَبْدُ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا اَسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ)) ❷

”بندہ اللہ کے عذاب سے امن میں ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے۔“

ان جوابات کے بعد غالباً آپ کی تسلی ہوگئی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کے دروازوں سے ہٹا کر اپنے در پر جھکا لے۔ آمین۔

منت، نذر اور صدقہ عبادات ہیں۔ (کنز الایمان، البقرۃ: ۲۷۰، ۲۷۱، ف ۵۷۴ تا ۵۷۶) لیکن

---

❶ مسند احمد: ۳/ ۲۹، ح: ۱۱۲۳۸.

❷ مسند احمد: ٦/ ٢٠، ح: ٣٩٥٣.

عادت کے مطابق گڑ بڑ کے ساتھ۔ (الدہر: ۷، ۸ف ۱۵ تا ۱۸)

ایک اور تحریف ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن مجید میں ہے ”یعنی تم پر حرام ہے مردار، خون، سوٗر کا گوشت اور وہ جس کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔“ (النحل: ۱۱۵، ف ۲۶۵)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۰ پر)

یعنی اس کو بتوں کے نام ذبح کیا گیا ہو۔ آپ نے دھاندلی نوٹ فرمائی۔ آیت میں غیر اللہ کے الفاظ وارد ہوئے یعنی اللہ کے علاوہ اور کوئی بھی ہستی لیکن یہاں صرف بتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے دیکھئے یہی تفسیر الکوثر (۲، ف ۳، ۴) ان آیات سے ثابت ہوا کہ ذبح مالی عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی نہیں ہو سکتی، صرف بتوں کی بات نہیں۔

(دیکھئے یہی تفسیر الاعراف: ۵۹، ۶۵، ۷۳، ۸۵، ہود: ۵۰، ۶۱، ۸۴)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۱ پر)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تین وعدے:

یاد رہے کہ ہر کلمہ گو نے اللہ تعالیٰ سے تین وعدے کیے ہیں:

① اللہ تعالیٰ ہمارا رب (یعنی داتا) ہے۔ (الاعراف: ۱۷۲ تا ۱۷۴)

لیکن اب امت مسلمہ کے کچھ لوگ بہت سے دوسرے بزرگوں کو بھی اپنا داتا مانتے ہیں یعنی اس وعدے سے پھر چکے ہیں۔ (مزید دیکھئے الانعام: ۱۶۱ تا ۱۶۵۔ الکہف: ۳۷ تا ۴۴) ہم اس مسئلہ پر توحید فی التصرف اور شرف فی التصرف کی بحث میں تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔

② دوسرا وعدہ لا الہ الا اللہ کا یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں لیکن اب کچھ لوگ غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے نظر آتے ہیں یعنی اس وعدے سے بھی پھر گئے۔ غیر اللہ کو پکارتے ہیں حالانکہ پکارنا عبادت ہے۔

③ تیسرا وعدہ تھا ﴿سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا﴾ یعنی ”ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت اختیار کی“ کا وعدہ کیا۔ (البقرۃ: ۲/۲۸۵) لیکن اب آسمانی وحی کی اطاعت سے منحرف نظر آتے ہیں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانی وحی کی پیروی کرنے کا حکم دیا، لوگوں نے تقلید اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کا حکم دیا، لوگوں نے شرک اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سنت رسول ﷺ

کو اختیار کرنے کا حکم دیا، لوگوں نے سنت سے ہٹ کر بدعات اختیار کیں۔ غور و فکر اور اصلاح کی ضرورت ہے، ورنہ خطرہ ہی خطرہ ہے (الاعراف: ۷/۱۰۲) اس سلسلہ میں ایک اور مثال بھی ضروری ہے، جو حسب ذیل ہے۔

قطعی نصوص قرآن اور احناف کی دیدہ دلیری:

قرآن مجید میں ماں کا بچے کو دودھ پلانے کا ذکر تین مقامات پر ہے۔ (البقرۃ: ۲/۲۳۳) لقمان (۱۴) اور الاحقاف (۱۵)۔ ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں بچے کو زیادہ سے زیادہ دو سال دودھ پلائے اور حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے۔ قرآن مجید کی اس قطعی نص کے مقابلے میں ان کی گوہر افشانی ملاحظہ ہو:

مولوی نعیم الدین مراد آبادی بریلوی (جس نے احمد رضا خان صاحب کے قرآنی ترجمہ کی تفسیر لکھی) سورۃ الاحقاف کی آیت (۱۵) کی تفسیر حاشیہ (۳۷) پر لکھتے ہیں کہ مسئلہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے، کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہوئی (البقرۃ: ۲/۲۳۳) تو حمل کے لیے چھ ماہ باقی رہے۔ یہی قول ہے امام محمد رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس آیت سے رضاعت کی مدت اڑھائی سال ثابت ہوتی ہے۔

> اسی طرح ایک اور صاحب فرماتے ہیں ''امام ابو حنیفہ جو اکثر مدت رضاعت اڑھائی سال بتاتے ہیں، ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی، جمہور کے نزدیک دو سال ہی ہے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۵۴۸)

یہ سب تقلید کی کارفرمائیاں ہیں۔ بہرحال ہمیں ان سب معاملات میں ﴿سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا﴾ کا رویہ اختیار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان جو سورۂ یونس (۶۰) اور سورۂ حم السجدۃ (۴۰) میں ہیں، ان کو قطعاً نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، ان مقامات پر ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید ہے۔



کیا فوت شدگان زندوں کی باتیں سنتے ہیں؟

قرآن مجید میں ہے کہ مردے نہیں سنتے:

﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝٨٠﴾

(النمل: ۲۷/ ۸۰)

''البتہ تو (اے نبی!) مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے، جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں۔''

ایک جگہ فرمایا:

﴿فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝٥٢﴾

(الروم: ۳۰/ ۵۲)

''بے شک تو (اے نبی!) مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے، جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝١٩ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝٢٠ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝٢١ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۝٢٢﴾ (فاطر: ۳۵/ ۲۰ تا ۲۲)

''اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے، اور نہ اندھیرے اور روشنی، اور نہ سایہ اور دھوپ، اور (اسی طرح) زندہ اور مردے برابر نہیں ہیں۔ بیشک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور آپ ﷺ انھیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔''

یعنی جس طرح قبروں میں مردہ اشخاص کو کوئی بات نہیں سنائی جاسکتی اسی طرح جن کے

دلوں کو کفر نے موت سے ہمکنار کر دیا ہے، اے پیغمبر! تو انہیں حق کی بات نہیں سنا سکتا۔

اور قبر پرستوں کا یہ کہنا کہ فوت شدگان قبروں والے سنتے ہیں، سراسر غلط ہے۔ ان کے اس عقیدہ سے شرک بہت پھیل گیا۔

① پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کہتا ہے کہ قبروں والے نہیں سنتے، فوت شدگان نہیں سنتے (۳۵/ ۱۹ تا ۲۲-۱۴+۴۶/۵)

② صحیح احادیث کہتی ہیں کہ قبروں والے نہیں سنتے، فوت شدگان نہیں سنتے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ کو اب دنیا کے حالات کا علم نہیں (بخاری)

③ فقہ حنفی کہتی ہے قبروں والے نہیں سنتے۔ فوت شدگان نہیں سنتے (ہدایہ جلد ا ص ۹۲۵ ج ۴ ص ۳۱۴) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۵ پر)

تبصرہ:- تو پھر ان قبر پرستوں نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا کہ قبروں والے سنتے ہیں، فوت شدگان سنتے ہیں؟ کیونکہ قرآن تو کہتا ہے جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں نہ وہ سنتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں نہ ان کی حاجت و ضرورت پوری کر سکتے ہیں دیکھئے کنز الایمان (۷/۱۹۴+ ۳۵/۱۴ تا ۲۲+ ۴۶/۴ تا ۶+) اور ان کا یہ کہنا کہ احادیث سے قبروں والوں کے سننے کے ثبوت ملتے ہیں سراسر جھوٹ اور باطل ہے کیونکہ قرآن بھی وحی ہے اور حدیث بھی وحی ہے۔ کنز الایمان (۶/ ف ۲۹۷)

اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ کنز الایمان میں یہ لکھا ہے کہ پکارنا عبادت ہے دیکھئے کنز الایمان (۴۰/۶۰ ف ۱۲۷+ ۷/ ۵۵-۵۶ ف ۱۰۰+ ۱۷/۱۱۰ ف ۲۳۰)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۰۷ پر)

اللہ تعالیٰ قرآن میں وحی کر کے بتا رہا ہے کہ مردے نہیں سنتے قبروں والے نہیں سنتے دیکھئے کنز الایمان (۲۷/ ۸۰+ ۳۰/۵۲+ ۳۵/ ۱۹ تا ۲۲+) اور اللہ تعالیٰ حدیث میں وحی کرے کہ قبروں والے سنتے ہیں مردے سنتے ہیں یہ ناممکن ہے جیسا کہ ملا علی قاری حنفی نے اپنی مشہور کتاب موضوعات کبیر میں لکھا کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہو وہ موضوع اور من گھڑت ہے دیکھئے موضوعات کبیر اردو ایڈیشن (ص ۵۲۵+) اور کنز الایمان میں ملا علی

قاری کا ذکر دو دفعہ آیا ہے اور ان کے حوالے دیے گئے ہیں دیکھئے کنز الایمان (۲۴/ ف ۱۵۰+ ۲۵/ ف ۳)

ان کا یہ عقیدہ کہ قبروں والے سنتے ہیں قرآن کا انکار ہے، صحیح احادیث کا انکار ہے اور خود حنفی فقہ کا انکار ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ زندہ اور مردہ برابر نہیں (۳۵/۲۲) قرآن کا انکار نہ کیجئے، اپنی عاقبت برباد نہ کیجئے۔ مرنے کے بعد کوئی شخص دنیا میں نہیں آسکتا۔ صحیح مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ تین مرتبہ شہدا سے پوچھتا ہے کیا تمہیں کسی اور چیز کی خواہش ہے؟ شہداء جواب میں کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہماری یہ خواہش ہے کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل ہوں جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اب ان کو کوئی خواہش نہیں ہے تو اب ان سے پوچھنا چھوڑ دیا۔

جابر رضی اللہ عنہ کے والد نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے رب! تو مجھے زندہ کر دے تاکہ میں تیرے راستہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری طرف سے یہ (فیصلہ) پہلے ہی ہو چکا ہے کہ وہ (دنیا میں) لوٹ کر نہیں جائیں گے۔

تبصرہ:...... مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ان کی روحیں جنت میں ہیں قبر میں ان کے جسم مردہ ہیں۔ انبیاء تو شہدا سے افضل ترین ہیں۔ انبیاء کی روحیں بھی جنت میں ہیں اور قبر میں جسم مردہ ہیں۔ ان لوگوں کے عقیدہ کی تردید رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی۔

جب انسان مرجاتا ہے تو عمل کا سلسلہ اس سے منقطع ہو جاتا ہے صحیح مسلم کتاب الوصیہ اور کنز الایمان میں بھی یہی لکھا ہے کہ کنز الایمان (۲۶/ ف ۹۲) اور کنز الایمان میں لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں۔ دیکھئے کنز الایمان (۵۵/۳ ف ۳ + ۴۱/ص ۱۲-) اور کنز الایمان میں ہے اپنی خواہش کا تابع ہو گیا جسے نفس نے چاہا پوجنے لگا (۴۵/ ف ۳۹) یہی ان لوگوں کا حال ہے کہ قبروں والوں کو پکارتے ہیں۔

فوت شدگان کو زندہ لوگوں کے کاموں کی خبر نہیں:

جن فوت شدگان کو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں یا عبادت کرتے ہیں، وہ ان کی پکار اور

عبادت سے بے خبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

① وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾ (النحل: ١٦/ ٢٠، ٢١)

''اور جن جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں۔ انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے؟''

جنہیں یہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو خود اللہ کی مخلوق ہیں۔ پھر بھلا خالق اور مخلوق کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟ جب کہ تم نے انہیں پکار کر اللہ کے برابر ٹھہرا رکھا ہے۔ کیا تم ذرا بھی نہیں سوچتے؟ مردہ سے مراد وہ جمادات (پتھر) بھی ہیں جو بے جان اور بے شعور ہیں اور فوت شدہ صالحین بھی ہیں کیونکہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا جس کا انہیں شعور نہیں، وہ تو جمادات کے بجائے صالحین ہی پر صادق آ سکتا ہے۔ ان کو صرف مردہ ہی نہیں کہا بلکہ مزید وضاحت فرما دی کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ اس سے قبر پرستوں کا بھی واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ قبروں میں مدفون مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور ہم زندوں کو ہی پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد دنیاوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے۔ پھر ان سے نفع کی اور ثواب و جزا کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟

② اور سورۂ فاطر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿١٣﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿١٤﴾﴾ (الفاطر: ٣٥/ ١٣، ١٤)

”وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اسی نے کام میں لگا دیا ہے، ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے۔ یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا (داتا)، اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمہارے شرک کا صاف انکار کر جائیں گے۔ آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔“

اللہ تعالیٰ مذکورہ تمام افعال کا فاعل ہے اور اس کے علاوہ جن کو پکار رہے ہو وہ اتنی حقیر چیز کے بھی مالک نہیں، نہ ہی اسے پیدا کرنے ہی پر قادر ہیں۔ ”قطمیر“ اس جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور اور اس کی گٹھلی کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ پتلا چھلکا گٹھلی پر لفافے کی طرح چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ آگے فرمایا اگر تم انہیں مصائب میں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں ہیں کیونکہ وہ جمادات ہیں یا منوں مٹی کے نیچے مدفون اور اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو بے فائدہ۔ اس لیے کہ وہ تمہاری التجاؤں کے مطابق تمہارا کام نہیں کر سکتے اور وہ قیامت کے دن کہیں گے کہ ہمیں تمہارے پکارنے کی خبر نہیں تھی۔ ہم اس پکار سے بالکل بے خبر تھے۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے یا انہیں پکارا جاتا ہے وہ سب پتھر کی مورتیاں ہی نہیں ہوں گی بلکہ ان میں عاقل (ملائکہ، جن، شیاطین اور صالحین) بھی ہوں گے، تبھی تو یہ انکار کریں گے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کو حاجت روائی کے لیے پکارنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے لیکن جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ بے اختیار ہیں، وہ پکار نہیں سنتے، اور قیامت کے دن اس پکار کا انکار کر دیں گے۔

سورۂ احقاف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۳ ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا

يَسْتَجِيبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ۝﴾

(الاحقاف: ٤٦/ ٤تا٦)

”کہہ دو! بھلا بتاؤ تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علم چلا آتا ہو وہ لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اسے پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکیں اور انہیں ان کے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کے منکر ہو جائیں گے۔“

اللہ تعالیٰ نے تو زمین و آسمان پیدا کیے، وہ ان کا مالک ہے۔ جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے خالق نہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ان کا کوئی حصہ نہیں تو پھر انکو پکارنا محض باطل ہے اور غیر اللہ کو پکارنے کی ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے، اس لیے غیر اللہ کو پکارنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ پتھر کی یہ مورتیاں یا فوت شدہ اشخاص جن کو یہ پکارتے ہیں، وہ قیامت تک ان کا جواب دینے سے قاصر ہیں اور قاصر ہی نہیں بلکہ بے خبر بھی۔ یہی مضمون قرآن کریم میں اور کئی مقامات پر بھی بیان ہوا ہے۔ (جیسے یونس: ۲۹۔ الاحقاف: ۵،۶۔ مریم: ۸۱،۸۲۔ النحل: ۸٦۔ الکہف: ۵۲۔ العنکبوت: ۲۵۔ الاعراف ۱۹۴)

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے مراد خود رسول ﷺ ہیں۔ دیکھئے کنز الایمان (۳/ ۷۹-۸۰ ف ۱۵۰) ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے مراد ساری مخلوق ہے دیکھئے کنز الایمان (۱۰/ ۹۲ ف ۲۱۵)

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ سے مراد سب ذوی العقول یعنی عقل رکھنے والے یا غیر ذوی العقول یعنی عقل نہ رکھنے والے سب مراد ہیں دیکھئے کنز الایمان (۲۵/ ف ۳۰)

موت کے بعد دنیا میں آنے کا رد:

﴿ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴾

(یٰس: ۳۶/ ۳۱)

''کیا یہ نہیں دیکھ چکے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا، وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے۔''

﴿ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۹۵)

''اور جن بستیوں کو ہم فنا کر چکے ہیں، ان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں۔''

یعنی جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس کا دنیا میں پلٹ کر آنا حرام ہے۔

قرآن میں ہے کہ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں، اندھیرا اور روشنی برابر نہیں، سایہ اور دھوپ برابر نہیں، زندہ اور مردہ برابر نہیں، اللہ جس کو چاہے سناتا ہے اور تو (اے پیغمبر!) قبر والوں کو نہیں سنا سکتا۔ (دیکھئے فاطر: ۱۹، ۲۲)۔ اور ہدایہ (۳۱۴) میں ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور سب مشائخ کے نزدیک بالاتفاق کسی کو قدرت نہیں کہ وہ اپنی آواز میت کو سنا سکے، لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو مردہ سنتا ہے۔ (ہدایہ: ۱/۹۲۲ تا ۹۲۵)

(ہدایہ ۴/۳۱۴) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۵ پر)

اس سے پہلے ہم اس کتاب کی بحث توحید فی العلم اور شرک فی العلم میں سترہ مختلف روایات کے ذریعے سے ثابت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فوت ہونے کے بعد پتا نہیں کہ ان کی امت کیا کر رہی ہے تو پھر اور بزرگوں کا ذکر ہی کیا؟

بخاری کی تین احادیث جن میں ذکر ہو چکا کہ رسول ﷺ کو بھی اس وقت پتہ نہیں کہ ان کی امت اس وقت کیا کر رہی ہے؟ دیکھئے بخاری (جلد۳ پارہ ۲۷ کتاب الرقاق حدیث نمبر ۱۴۴۵ باب نمبر ۸۴۹) اور بخاری کی اسی جگہ (حدیث نمبر ۱۴۹۷-۱۴۹۸ باب نمبر ۸۵۷) حوض کوثر کے بیان میں ان سب احادیث کا اس کتاب میں پہلے ذکر ہو چکا۔

نیز دیکھئے قرآن کے حوالے (۵/۱۰۰ ف ۲۶۲-۲۶۳+ ۵/۱۱٦ ف ۲۸۹ تا ۲۹۱+۲/ ۲۵۹ ف ۵۴۰+ ۱۸/ ۱۹-۲۰ ف ۲٦ تا ۳٦+ ۱۸/ ٦۰ تا ٦۵ ف ۱۳٦ تا ۱۴۳)

سماع موتیٰ کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ قبروں والے کسی کی بات نہیں سن سکتے۔ البتہ اس سے دوصورتیں مستثنیٰ ہوں گی کہ جہاں سماعت کی صراحت نص سے ثابت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ لوگ جب مردے کو دفنا کر واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے یا جنگ بدر کے مقتولین جن کو رسول اللہ ﷺ کی آواز معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے سنوادی تھی۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جهل: ۳۹۸٦) ان دو احادیث کے علاوہ سماع موتیٰ کی جتنی بھی احادیث ہیں وہ انتہائی ضعیف بلکہ موضوع ہیں اور قرآن وصحیح احادیث کے خلاف بھی ہیں۔



مشرکین مکہ اور آج کے کچھ کلمہ گو

یاد رہے کہ جو صفات یہود و نصاریٰ و مشرکین مکہ وغیرہ کے لیے بری تھیں وہی صفات اسلام کے دعویداروں میں اگر آ جائیں تو بھی بری ہوں گی۔ قرآن وحدیث میں ان قوموں کے حالات سے آگاہ کرنے کا مقصد دراصل ان کی بری صفات وعادات سے بچنا ہوتا ہے کیونکہ قرآن کے نزول کا مقصد صرف ان امتوں اور اشخاص کی تاریخ بیان کرنا ہی نہیں ہوتا بلکہ تاریخ کے واقعات سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ وہ لا الہ الا اللہ کا مطلب سمجھتے تھے، اس لیے انھوں نے کلمہ نہ پڑھا یعنی وہ غیر اللہ کی عبادت چھوڑنے کو تیار نہ تھے اور آج کل کچھ کلمہ گو حضرات کلمہ تو پڑھ چکے لیکن اس کا مطلب نہ سمجھ سکے یعنی کلمہ پڑھنے کے باوجود غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں۔

اس باب میں قرآن کی روشنی میں مشرکین مکہ کے متعلق بحث کریں گے، تاکہ ہمیں ان کے عقائد کا پتہ چل سکے اور ان کے غلط عقائد سے ہم پرہیز کر سکیں۔ یاد رہے! رسول اللہ ﷺ نے ان کے غلط عقائد یعنی شرک کی وجہ سے ان سے جنگیں لڑیں، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مشرکین مکہ کا ذکر اور جگہوں کے علاوہ قرآن میں مندرجہ ذیل مقامات پر آیا ہے: سورۃ الانعام اور سورۃ یونس (مکمل)، الانفال (۳۲ تا ۳۵)، النحل (۲۰، ۲۱، ۳۵، ۵۵)، بنی اسرائیل (۱۷)، العنکبوت (۶۱، ۶۳، ۶۵، ۶۶)، المومنون (۸۴ تا ۸۹)، لقمان (۲۵، ۳۱، ۳۲)، الزمر (۳۸) اور الزخرف (۹ تا ۱۵، ۸۷)، ساری مکی سورتیں۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں مشرکین مکہ کا ذکر ہے وہاں وہاں ان کے عقائد بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں ہم چند کا ذکر کریں گے:

① پہلی بات یہ ہے کہ مشرکین مکہ اللہ کو مانتے تھے، اپنے طریقے سے نماز پڑھتے تھے، حج کرتے تھے لیکن یہ سب کچھ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں تھا بلکہ ان میں

کافی بگاڑ پیدا ہو چکا تھا (مثلاً الانعام: ۱۳۰ تا ۱۴۰۔ یونس: ۱۵ تا ۲۳، ۳۱، ۳۲۔ الانفال: ۳۲ تا ۳۵) اور کہتے تھے کہ ہم دین ابراہیمی پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مشرک ہو، تمہارا دین ابراہیمی سے کوئی تعلق نہیں، قرآن اس بات پر گواہ ہے (دیکھیے تفسیر مراد آبادی الانعام: ۱۶۱۔ النحل: ۱۲۰ تا ۱۲۳)۔

۲ وہ اپنے کچھ مویشی اور کھیتی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے مخصوص کر دیتے اور کچھ مویشی اور کھیتی غیر اللہ کے لیے مخصوص کر دیتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک فرمایا۔ سورۃ الانعام (۱ تا ۱۴۰) میں مشرکین مکہ کے جاہلانہ نظریات کا ذکر ہے۔

۳ جب یہ لوگ زمین پر یا سمندر میں کسی مصیبت میں پھنس جاتے تھے تو غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اللہ کو پکارتے تھے، جیسا کہ قرآن میں بار بار اس کا ذکر ہے۔ (یونس: ۱۸ تا ۲۳۔ بنی اسرائیل: ۶۷ تا ۶۹۔ العنکبوت: ۶۱ تا ۶۶۔ الروم: ۳۳، ۳۴۔ الانعام: ۴۰، ۴۱، ۶۳ تا ۶۶۔ الزمر: ۱ تا ۱۵، ۴۹۔ النحل: ۵۳ تا ۵۵، ۲۰، ۲۱، ۲۵ تا ۳۲) دیکھیے ان تمام آیات کے لیے احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ مع تفسیر مراد آبادی۔

اور کمال کی بات یہ ہے کہ ان مقامات پر احمد رضا خاں صاحب نے بھی پکارنا ہی ترجمہ کیا ہے سوائے ایک جگہ کے۔ اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ آج کل کے کچھ کلمہ گو صاحبان کا طرز عمل مشرکین مکہ سے زیادہ خطرناک ہے، وہ اس طرح:

۱ مشرکین مکہ امن وسکون کے وقت غیر اللہ کو پکارتے تھے اور مصیبت کے وقت صرف خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے، باقی سب کو چھوڑ دیتے تھے۔ (حوالہ جات کے لیے دیکھیے یونس: (۱۸ تا ۲۳۔ العنکبوت: ۶۱ تا ۶۶۔ الروم: ۳۳، ۳۴۔ الانعام: ۴۰، ۴۱، ۶۳، ۶۴۔ لقمان: ۲۵ تا ۳۲) ترجمہ احمد رضا خاں صاحب وتفسیر مراد آبادی) لیکن آج کل کے کچھ کلمہ گو صاحبان مصیبت کے وقت بھی غیر اللہ کو پکارتے نظر آتے ہیں یعنی ان اہل جاہلیت سے چند قدم آگے جا چکے ہیں۔

۲ آج کل یہ لوگ بھی غیر اللہ کے نام پر مال خرچ کرتے نظر آتے ہیں۔

۳ اہل جاہلیت غیر اللہ کو اللہ کے ہاں سفارشی کے طور پر پکارتے اور ان کی عبادت کرتے تھے

(الزمر:۳ اور یونس: ۱۸) لیکن آج کل یہ لوگ براہ راست اپنے شریکوں کو داتا، گنج بخش، مشکل کشا، حاجت روا اور غوث اعظم سمجھ کر پکارتے ہیں یعنی اہلیت والوں سے آگے جا چکے ہیں۔

④ یہاں ہم مشرکین مکہ کا حج کے وقت کے تلبیہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کا غلط عقیدہ صاف ظاہر ہو جائے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مشرکین مکہ کہتے تھے: ((لَبَّیْكَ لا شَرِیْكَ لَكَ)) (ہم حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں) تو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ خرابی ہو تمہاری، یہیں تک رہنے دو، یہیں تک رہنے دو (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے آگے کہتے تھے کہ مگر وہ تیرا شریک ہے کہ یا اللہ! تو اس کا مالک ہے اور وہ کسی شے کا مالک نہیں۔ غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔ ❶

اس سے یہ معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی اپنے شریکوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا مالک جانتے تھے اور ان کو کسی شے کا مالک نہ جانتے تھے، تاہم ان کو پکارنا اور اپنا سفارشی اور وکیل قرار دینا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے مشرک ہونے کو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں جھونکے جانے کو کافی تھا، جیسا کہ آج کل لوگ قبروں پر جا کر کہتے ہیں۔

اب ہم مفتی احمد یار خان مشہور حنفی بریلوی عالم کا ترجمہ مشکوٰۃ مع شرح کی تیسری جلد سے کچھ اقتباسات نقل کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان لوگوں کی توحید کے معیار کا اندازہ لگایا جا سکے:

الف: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مچھلی والے پیغمبر کی دعا جب انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب سے کی، یہ ہے: ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، میں ظالموں میں سے ہوں۔'' کوئی مسلمان آدمی حاجت میں یہ دعا مانگے گا مگر قبول ہوگی۔ ❷

اپنی تفسیر میں احمد یار خاں فرماتے ہیں کہ علماء فرماتے ہیں کہ اس مچھلی کا پیٹ عرش عظیم سے افضل ہے کہ ایک پیغمبر کا کچھ دن تجلی گاہ رہا۔ جب مچھلی کا پیٹ عرش عظیم سے افضل ہو گیا تو آمنہ

---

❶ مسلم، کتاب الحج، باب التلبیة و وقتها: ۲۲ ۱۱۸۵.

❷ احمد: ۱/ ۱۷۰۔ ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعوة ذی النون: ۳۵۰۵.

خاتون کا شکم پاک جس میں سید الانبیاء نو ماہ تک جلوہ افروز رہے، وہ تو عرش سے کہیں افضل ہے۔

(مشکوۃ: ۱۳/ ۳۴۴ از احمد یار گجراتی)

آپ غور فرمائیں کہ غلو کی یہ انتہا ہے یا نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو عرش پر ہے جیسا کہ قرآن میں بار بار مذکور ہے اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے پیٹ کو اللہ کے عرش عظیم سے بھی کہیں افضل قرار دے دیا ہے تو پھر شرک کس چیز کا نام ہے؟

ب: اسی کتاب کے صفحہ (۳۰۱) پر ایک حدیث بیان کر کے لکھا گیا ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں سب حاجتیں اپنے رب سے مانگو، حتیٰ کہ جوتی کا تسمہ اور نمک بھی۔ اور اسی کتاب کے صفحہ (۱۴۲) پر لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مال، اعمال، کمال، رب کی رضا و جنت، دوزخ سے پناہ، ایمان پر خاتمہ سب کچھ مانگا جاتا ہے۔ تو پھر دینے والے دو ہو گئے تو توحید کدھر گئی؟

قرآن و حدیث میں ہے کہ دعا عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے: ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) یعنی ''دعا عبادت ہے۔'' (ترمذی، کتاب الدعوات، باب منه: ۳۳۷۲، ۲۹۶۹، ۳۲۴۷۔ ابوداود، کتاب الوتر، باب الدعاء: ۱۴۷۹) دیکھیے احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ مع تفسیر سورۃ المومن آیت (۶۰) کے تحت۔ ف۱۲۷+ ۷/۵۵-۵۶ ف ۱۰۰+ ۱۷/۱۱۰ ف۲۳۰+۳۹/۲۹ ف۲۷تا۷۵

تین احادیث بخاری گزر چکی ہیں کہ آپ ﷺ کو علم نہیں کہ ان کے بعد امت دین میں نئے کام کر رہی ہے۔ یہ کتاب باب توحید فی العلم۔ عین الهدایہ (ص ۵۹) پر ہے کہ علمائے حنفیہ نے تصریح کر دی کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی ﷺ علم غیب جانتے تھے تو وہ کافر ہے کیونکہ ایسا عقیدہ قرآن (النمل: 27/65) کے صریح کے خلاف ہے جس میں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا دیکھیے یہ کتاب باب عین الهدایہ سے کچھ حوالے (نمبر شمار 33) سے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے مشابہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا۔ دیکھئے یہ کتاب باب عین الهدایہ سے کچھ حوالے (نمبر شمار 4)

باب 14

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں

مختلف موضوعات پر قرآنی آیات اور اختلافی مسائل کا جائزہ:

① سورۃ انعام مسائل عقائد پر مشتمل ہے۔

② سورۃ النحل کو سورۃ نعم بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں نعمتوں کا ذکر ہے۔

③ انسان کی زندگی کے مراحل (الحج:۲۲/ ۵۔ المومنون:۲۳/۱۲ تا ۱۴)

④ نیک اعمال کے بدلے دنیا کمانا۔ (الشوریٰ:۴۲/ ۲۰۔ بنی اسرائیل:۱۷/ ۱۸، ۱۹)

⑤ ایمان والے عمل والے کم ہیں۔ (ص:۳۸/ ۲۴)

⑥ دین حنیف اور آسان ہے۔ (الحج:۲۲/ ۷۸)

⑦ ظالم کی پہچان، مومن کی پہچان۔ (النور:۲۴/ ۴۷ تا ۵۶)

⑧ مشرک کی پہچان۔ (الصّف: ۶۱/ ۹) مومن کی پہچان۔ (الصّف: ۶۱/ ۱۰ تا ۱۴) بدعتی کی پہچان یہ ہے کہ وہ سنت یعنی رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کو کافی نہیں سمجھتا (النساء:۴/ ۱۵۔ الاحزاب:۳۳/ ۳۶، ۶۶ تا ۷۱)۔

⑨ ہماری ان کے آگے، ان کی اللہ کے آگے کی تردید (جیسا کہ آج لوگ قبروں پر جا کر قبر والوں سے کہتے ہیں کہ ہماری تمہارے آگے اور تمہاری اللہ کے آگے) ایسے لوگ قرآن کی رو سے کافر ہیں۔ (یونس:۱۰/ ۱۸۔ الزمر:۳۹/ ۳)۔ کیونکہ وہ قبروں والوں کو پکارتے ہیں۔

⑩ اللہ تعالیٰ ناظر ہے۔ (البقرۃ:۲/ ۹۶، ۲۳۷، ۲۷۱، ۲۷۳)

⑪ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر ہمیشہ دوزخ میں۔ (الجن:۷۲/ ۲۳)

⑫ موت۔ (آل عمران: ۳/ ۱۶۸، ۱۸۵) سب کو موت۔ (العنکبوت: ۲۹/ ۵۷۔ الرحمٰن: ۵۵/ ۲۶، ۲۷)

⑬ موت کے بعد دنیا میں آنے کا رد۔ (یٰسین:۳۶/۳۱۔الانبیاء:۲۱/۹۵)

⑭ موت مؤخر نہیں ہوسکتی۔ (المنافقون:۶۳/۱۱)

⑮ آخرت میں موت نہیں۔ (ابراہیم:۱۴/۱۷۔طہٰ:۲۰/۷۴)

⑯ موت اور نیند برابر ہیں۔ (الزمر:۳۹/۴۲)

⑰ اپنا اپنا عمل ہی کام آئے گا۔ (البقرۃ:۲/۱۳۴،۱۳۹)

⑱ قبر میں برزخی زندگی۔ (المومن:۴۰/۱۱،۴۶)

⑲ دین کو چھپانا جرم ہے۔ (البقرۃ:۲/۱۵۹)

⑳ انکار آیات خطرناک ہے۔ (البقرۃ:۲/۳۹،۸۵،۹۹،۱۰۱،۱۲۱)

㉑ آیات میں جھگڑا خطرناک ہے۔ (الشوریٰ:۴۲/۱۶،۱۷)

㉒ آیات کا ٹیڑھا مطلب نکالنا خطرناک ہے۔ (حم سجدہ:۴۱/۴۰۔یونس:۱۰/۵۹،۶۰)

㉓ کتاب میں اختلاف کرنا خطرناک ہے۔ (البقرۃ:۲/۷۵،۸۵،۹۱،۱۷۶)

㉔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کسی کا حکم طاغوت کی پیروی ہے۔

(البقرۃ:۲/۲۵۶۔النحل:۱۶/۳۶)

㉕ قیامت کے دن مشرکوں کا حال۔

(البقرۃ:۲/۱۶۵تا۱۶۷۔الانعام:۶/۲۲تا۲۴۔یونس:۱۰/۲۸تا۳۶)

㉖ اللہ تھکتا نہیں۔ (البقرۃ:۲/۲۵۵) اللہ کھاتا نہیں۔ (الانعام:۶/۱۴) اللہ کو نیند نہیں، اونگھ نہیں۔ (البقرۃ:۲/۲۵۵) اللہ کو موت نہیں۔ (الرحمٰن:۵۵/۲۶،۲۷) اللہ بھولتا نہیں۔

(مریم:۱۹/۶۴)

㉗ آسمان اور زمین میں سب اسی سے مانگتے ہیں۔ وہ ہر روز ایک نئے کام میں لگا ہے۔

(الرحمٰن:۵۵/۲۹،۳۰)

㉘ مردے نہیں سنتے۔ (النحل:۱۶/۲۰،۲۱۔فاطر:۳۴/۱۳،۱۴،۲۲۔الزخرف:۴۳/۳،۴۔النمل:۲۷/۸۰۔ الروم:۳۱/۵۲۔یٰسین:۳۶/۲۶،۲۷،۳۱۔المومنون:۲۳/۱۲تا۱۶،۱۰۰)(ہدایہ:۱/۹۲۲تا۹۲۵، ہدایہ: ۴/۳۱۴)

(۲۹) دنیا میں انسان کو ظاہری اختیار ہے، موت کے بعد یہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ (الاعراف: ۷/۱۲۴، ۱۲۷، ۱۲۹) (کنز الایمان ۲۶/ف ۹۲)

(۳۰) غیر اللہ کی عبادت منع ہے۔ (البقرۃ: ۲/۸۳۔ آل عمران: ۳/۶۴، ۷۹، ۸۰) یہ شرک ۱۸/۱۰+ ۳/۷۹-۸۰ف ۱۵۰۔

(۳۱) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں کوئی نہیں جا سکتا۔ اپنے اعمال کی وجہ سے بھی کوئی جنت میں نہیں جا سکتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''کیا آپ (ﷺ) بھی؟'' فرمایا: ''ہاں میں بھی۔'' (بخاری، كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل: ٦٤٦٣ ـ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالى: ٢٨١٦)

(۳۲) رسول اللہ ﷺ کا نشانیاں دکھانے اور ہدایت دینے سے عجز (عاجز ہونا)۔ (الانعام: ۶/۵۰، ۵۷، ۵۸، ۱۰۷۔ القصص: ۲۸/۵۶)

کوئی نبی بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں:

''اے پیغمبر! کہہ دے میں اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کچھ تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو کچھ نہیں مگر (ایک بندہ) ایمان داروں کو ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔'' (الاعراف: ۷/۱۸۸)

یعنی مشیت الٰہی سے جو کچھ ہونا ہے ہو رہا ہے، مجھ میں ذاتی طور پر اتنا بھی اختیار وقدرت نہیں کہ میں اپنی جان سے کسی نقصان کو روک سکوں یا کچھ نفع حاصل کر سکوں۔ (کذا فی السّلفیہ)

یعنی نہ میں غیب دان ہی ہوں، اگر ایسا ہوتا تو کتنے ہی فائدے ہیں جن کو پیشگی علم کی وجہ سے میں سمیٹ لیتا اور کتنے ہی نقصانات ہیں جن سے قبل از وقت آگاہ ہونے کی بناء پر میں بچ جاتا۔ یہاں لفظ ''لو'' سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ باوجود افضل المرسلین ہونے کے علم غیب نہیں رکھتے تھے۔ خود واقعہ افک ہمارے سامنے ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کتنے دنوں

تک مضطرب اور پریشان رہے۔ آخر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل فرمائی تو آپ ﷺ حقیت حال سے آگاہ ہوئے۔ اس ایک واقعہ ہی سے آپ ﷺ کو مختار کل اور غیب دان کہنے والے خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے، سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں اور اس بات میں کچھ ان کی بڑائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عالم میں تصرف کی قدرت دے دی ہو کہ موت وحیات ان کے اختیار میں ہو یا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غیب دانی دے دی ہو کہ جس کے احوال جب چاہیں معلوم کرلیں۔ (سلفیہ) اس آیت سے شرک کی جڑ کٹ گئی، جب رسول اللہ ﷺ کو جو تمام عالم کے سردار ہیں، اپنی جان کے نفع ونقصان کا اختیار نہ ہو، نہ غیب کی بات معلوم ہو تو کسی اور نبی یا ولی یا بزرگ یا فقیر یا جن یا فرشتے کو کیا قدرت ہے کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچائے یا کوئی غیب کی بات بتائے؟ البتہ اللہ تعالیٰ جو غیب کی بات رسول اللہ ﷺ کو بتا دیتا وہ آپ کو معلوم ہو جاتی اور آپ لوگوں کو اس کی خبر دے دیتے۔ (از وحیدی)

قیامت کے دن گواہی:

”ویسے ہی ہم نے تم کو (اے مسلمانو!) ایک معتدل امت بنایا، تا کہ تم دوسرے لوگوں پر (قیامت کے دن) گواہ بنو اور پیغمبر (یعنی محمد ﷺ) تم پر گواہ ہوں، اور (اے پیغمبر!) جس قبلہ پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) ہم نے اسی کو (دوبارہ) مقرر کر دیا۔ اس کی غرض یہ تھی کہ ہم کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ کون پیغمبر کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے؟ اور قبلہ بدلنا بھاری (یعنی شاق) ہوا مگر ان پر (نہیں) جن کو اللہ تعالیٰ نے راہ بتلائی اور اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو بے فائدہ کر دے، یہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تو لوگوں پر بڑی شفقت کرنے والا، مہربان ہے۔“ (البقرۃ:۲/۱۴۳)

یعنی تمہیں امت وسط قرار دینے سے غرض یہ ہے کہ تم کو دنیا اور آخرت میں لوگوں پر شاہد ہونے کا درجہ حاصل ہو جائے۔ تم قیامت کے دن انبیاء کے حق میں گواہی دو کہ انہوں نے اپنی امتوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ یہ گواہی دیں گے کہ تم نے اس کے مطابق

عمل کر کے دکھایا۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں اور میری امت قیامت کے دن ایک بلند ٹیلے پر بیٹھے ہوں گے کہ جب کوئی امت اپنے نبی علیہ السلام کی تکذیب کرے گی تو ہم گواہی دیں گے کہ بے شک اس نبی نے امت کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیے تھے۔ امت کی یہ شہادت قرآن کے بیان پر مبنی ہوگی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس شہادت پر امت محمدیہ سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں ان واقعات کا کیسے علم ہوا؟ تو وہ کہیں گے ((اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ اَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوْا.)) کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے خبر دی تھی کہ تمام انبیاء نے اپنی امتوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیے تھے۔ [1] امت محمد (ﷺ) کی شہادت کے متعلق بھی احادیث وارد ہیں۔ ایک حدیث میں ہے اچھے اور برے لوگوں کی تمیز اور معرفت تمہاری شہادت پر ہوگی۔ جس کی تم نے تعریف کر دی وہ اچھا ہے اور جس کی تم نے مذمتِ کر دی وہ برا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۶۲) ایک مرتبہ دو جنازوں کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے جنتی اور دوزخی ہونے کا حکم صحابہ کی شہادت ہی پر فرمایا تھا اور ساتھ ہی اس کی وجہ بیان فرمائی کہ "اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ" کہ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ ہو۔ [2]

شہید کی برزخی زندگی:

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردے مت کہو، بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔'' (البقرۃ:۱۵۴)

اوپر کی آیت میں اقامت دین کے لیے صبر و صلوٰۃ سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب یہاں جہاد کی ترغیب ہے۔ (کبیر) جب غزوۂ بدر میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے تو بعض لوگ کہنے لگے ''فلاں مر گیا، اس سے زندگی کا عیش و آرام چھن گیا۔'' بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء کے متعلق کفار نے اس قسم کی باتیں کیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح البیان و کبیر) شہیدوں کو برزخی حیات حاصل ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ ان کی روحیں جنت میں عیش و

---

[1] ابن ماجه، ابواب الزهد، باب صفة امة محمد ﷺ: ٤٢٨٤.

[2] بخاري، كتاب الجنائز، باب جاء الناس على الميت: ١٣٦٧.

آرام سے گزر بسر کر رہی ہیں۔ (دیکھئے آل عمران: ۳/ ۱۶۹، ۱۷۰) اور قرآن واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد برزخ میں ہر شخص کو زندگی حاصل ہے۔ (دیکھئے سورۃ المومن: ۴۰/ ۱۱، ۴۶۔ سورۃ ابراہیم: ۱۴/ ۲۷) مگر مومن کی روح راحت میں ہے اور کافر کی روح کو عذاب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''(اے پیغمبر!) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ مت سمجھ، وہ اپنے مالک کے پاس زندہ ہیں، ان کو روزی ملتی ہے اور اللہ نے جو اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس پر خوش ہیں، اور جو لوگ ابھی ان کے پاس نہیں پہنچے ان کے پیچھے (دنیا میں زندہ) ہیں (لیکن جہاد میں مصروف ہیں) ان کی خوشی مناتے ہیں کہ نہ ان کو ڈر ہوگا اور نہ غم۔ اللہ کی نعمت وفضل کی خوشی کر رہے ہیں اور اس کی (خوشی کر رہے ہیں) کہ اللہ مسلمانوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا۔'' (آل عمران: ۳/ ۱۶۹ تا ۱۷۱)

احادیث میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں کے ساتھ آویزاں رہتی ہیں۔ [1] عالم برزخ کی یہ زندگی شہداء کو حاصل ہے۔ (نیز دیکھئے البقرۃ: ۱۵۴) ثابت ہوا کہ شہداء جنت میں زندہ ہیں، اپنی قبروں میں زندہ نہیں۔

مولویوں اور درویشوں کے غلط کام:

''بے شک ہم نے تورات اتاری، اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اللہ کے تابع فرمان پیغمبر (جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں آئے) یہودیوں کو اسی کے موافق حکم دیتے رہے اور پیغمبروں کے علاوہ مشائخ اور مولوی (بھی اسی پر حکم دیتے رہے)، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے وہ حافظ (امانتدار) بنائے گئے تھے اور اس کی نگہبانی کرتے تھے۔ تو اے یہود! لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے (دنیا کا) تھوڑا مول مت لو (رشوت کھا کر میرے حکم مت چھپاؤ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اترے کے موافق حکم نہ دیں وہی کافر ہیں۔'' (المائدۃ: ۵/ ۴۴)

[1] مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشہداء......الخ: ۱۸۸۷.

حسن بصری فرماتے ہیں کہ حکام پر اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں لازم کی ہیں: خواہش کی پیروی نہ کریں، درست فیصلہ کرنے میں کسی کی پروا نہ کریں اور رشوت لے کر غلط فیصلہ نہ کریں۔ اور سورۂ مائدہ ہی میں ہے:

''ان کے مشائخ اور مولوی جھوٹ بولنے اور حرام کا مال کھا جانے سے ان کو منع کیوں نہیں کرتے؟ بے شک برا (کام) کرتے رہے۔'' (المائدۃ: ۵/۶۳)

یعنی جنہوں نے سچ بات کہنے اور منکرات سے روکنے سے اپنی زبانوں کو گنگ بنالیا ہے ایسے مشائخ اور مولویوں کو یقیناً گناہ کرنے والوں سے بھی سخت سزا ملے گی۔ (ابن جریر)

اور ان کی بری خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں (علماء و مشائخ) کو اور مسیح مریم کے بیٹے کو اللہ کے سوا (جو اکیلا ہے) داتا بنالیا، حالانکہ ان کو (اللہ کے پاس سے) اور کچھ نہیں، یہی حکم ملا تھا کہ ایک (اکیلے سچے) اللہ کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں (سب جھوٹے معبود ہیں) وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔ (یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (قرآن یا دین یا پیغمبر کی پیغمبری) کو اپنے منہ سے (جھوٹی باتیں بنا کر) بجھا دیں اور اللہ تو ماننے والا نہیں جب تک اپنے نور کو پورا نہ کرے، گو کافر برا مانیں۔ وہی اللہ ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی باتیں (معجزے اور شریعت کے احکام) اور سچا دین (اسلام) دے کر بھیجا، اس لیے کہ اس کو (یعنی پیغمبر کو یا دین اسلام کو) ہر دین پر غالب کرے گو مشرک برا مانیں۔

مسلمانو! (اہل کتاب کے) بہت سے مولوی اور مشائخ لوگوں کے مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں۔'' (التوبہ: ۹/۳۱ تا ۳۴)

یعنی رشوت لے کر، غلط مسئلے بتا کر، رسول اللہ ﷺ کے متعلق بشارتوں کو چھپا کر اور ان کو غلط معنی پہنا کر اور لوگوں کو دین کی حفاظت اور تبلیغ دین کا چکمہ دے کر۔ امام رازی فرماتے ہیں: ''فی زمانہ بھی بہت سے علماء اور مشائخ اسی طرح کے حیلے حوالوں سے لوگوں کے مال ہضم کر رہے ہیں۔'' (کبیر، ابن کثیر)

نیک اعمال کے بدلے دنیا کمانا:

"جو کوئی (نیک اعمال کر کے) آخرت کی کھیتی (وہاں کا ثواب) چاہے ہم اس کی کھیتی اور بڑھائیں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہے (یہاں کا فائدہ، مال و متاع) ہم اس کو وہی دیں گے اور آخرت میں کچھ حصہ اس کا نہ رہے گا۔" (الشوریٰ:۲۰)

یعنی ہم اسے دنیا میں نیک کاموں کی زیادہ توفیق دیتے ہیں اور آخرت میں دس سے سات سو گنا تک اس کا اجر بڑھائیں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کیونکہ اس نے جو اعمال کیے اس سے اس کی نیت یہ تھی ہی نہیں کہ آخرت کا ثواب حاصل کیا جائے۔ ایک حدیث میں بھی ہے کہ جو شخص آخرت کا عمل کر کے دنیا چاہے گا اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (دیکھیے: بنی اسرائیل: ۱۷/ ۱۸،۱۹)

شاہ صاحب لکھتے ہیں: "دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے، یہ اس کی محنت کا فائدہ آخرت میں نہیں۔"

اور سورۂ بنی اسرائیل میں ہے:

"جو شخص دنیا کی بھلائی چاہتا ہو تو جتنا ہم چاہتے ہیں اس کو جلدی سے دنیا میں دے دیتے ہیں پھر (آخرت میں تو) ہم نے اس کے لیے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں برے حالوں مردود ہو کر اس کو جانا ہے، اور جو شخص (اچھے عمل کر کے) آخرت کی بھلائی چاہتا ہو اور اسی کے لیے جیسی کوشش کرنی چاہیے ویسی کوشش کرے اور ایماندار ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ دنیا چاہنے والے اور آخرت چاہنے والے ہر ایک کو ہم تیرے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں گھیری۔" (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۱۸ تا ۲۰)

یعنی وہ نیک اعمال محض اس لیے کرتا ہو کہ اسے دنیا کا فائدہ اور اس کی خوشحالی حاصل ہو جیسے منافق یا ریاکار۔

یعنی اس کا مقصد پورا کر دیتے ہیں مگر اتنا نہیں جتنا وہ چاہتا ہے بلکہ جتنا ہم چاہتے ہیں۔

ایصال ثواب کی حقیقت

''موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کے ورقوں میں اور ابراہیم علیہ السلام کی کتاب کے ورقوں میں جس نے اللہ کا حق پورا ادا کیا ان کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ بھی لکھا ہے کہ آدمی کو اپنی ہی کوشش سے ایمان سے فائدہ ہوگا اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چل کر قیامت کے دن اس کو دکھائی جائے گی۔'' (النجم:۳۶تا۴۰)

یعنی کسی دوسرے کا عمل فائدہ نہیں دے سکتا۔ ہوسکتا ہے کہ سیّدنا ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی شریعت میں یہ حکم عام ہو لیکن ہماری شریعت میں کچھ مستثنیات ہیں، مثلاً گنہگاروں کے لیے انبیاء اور فرشتوں کی شفاعت، مردوں کے لیے زندوں کی دعا اور باپ کے عمل سے اولاد کے درجوں کا بلند ہونا تو قرآن سے ثابت ہے اور میت کی طرف سے صدقہ خیرات اور حج کرنا وغیرہ کا نافع ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اب رہی نماز اور قرآن خوانی، تو اس کے متعلق چونکہ قرآن یا کسی حدیث میں صراحت نہیں ہے اس لیے اس آیت کے عام حکم کے تحت رہیں گے اور انسان کی اولاد بھی چونکہ اس کی سعی کا نتیجہ ہے، اس لیے اس کے نیک عمل کا ثواب پہنچنا اس آیت کے تحت داخل ہے۔ (قرطبی)

تقلید چھوڑو، اتباع رسول کرو:

''مسلمانو! جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ایسے کام کے لیے بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو (جواب دو۔ فوراً حاضر ہوجائیں) اور یہ سمجھ لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ ہوجاتا ہے اور تم کو آخر اسی طرف جمع ہونا ہے، وہ ہر کام کا بدلہ دے گا۔'' (الانفال:۸/۲۴)

یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنا تم پر لازم ہے۔ ''وہ جو تمہیں زندگی بخشتا ہے'' کے بارے میں علمائے سلف سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ بعض نے ایمان و اسلام اور بعض نے قرآن لیکن اکثر نے اس سے جہاد مراد لیا ہے کیونکہ جہاد دنیا و آخرت میں زندگی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور پھر سیاق کلام کے مناسب بھی یہی ہے لیکن اس سے مراد حق و ثواب لیا جائے

تو قرآن، ایمان، جہاد اور اطاعت کے جملہ امور کو یہ لفظ شامل ہو جاتا ہے۔ علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں: ''ان آیات سے تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی۔ جب اللہ کا حکم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کہا مانو تو کیونکر یہ درست ہو سکتا ہے کہ رسول کے حکم کی موجودگی میں دوسرے مجتہد یا امام کی بات پر عمل کیا جائے۔ دوسرے ائمہ تو رسول اللہ ﷺ کے کفش بردار ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کا حکم معلوم ہو جائے تو فرمانبرداروں کی بات سننا اور رسول اللہ ﷺ کا کہا نہ ماننا اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ (مختصر از وحیدی)

اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد اگر کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کہا نہ مانے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو یہ سزا ملتی ہے کہ وہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے کی توفیق نہیں ملتی، جیسے فرمایا:

﴿فَلَمَّا زَاغُوٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ﴾ (الصف : ٦١/ ٥)

''وہ خود ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔''

آیت کے یہ معنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور جمہور مفسرین نے بیان فرمائے ہیں۔ (ابن کثیر) ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے دل کے قریب ہے، اس لیے کہ وہ انسان کے دل کے حالات سے خوب واقف ہے، اسے خوب معلوم ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر اخلاص سے لبیک کہہ رہے ہو یا کسی دوسرے جذبے سے؟ مطلب یہ ہے کہ دلوں میں اخلاص پیدا کرو۔ (الفواد) شاہ صاحب اس آیت کی تشریح یہ فرماتے ہیں کہ حکم بجالانے میں دیر نہ کرو، شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے، دل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں اللہ کا حائل ہونا موت سے کنایہ ہے یعنی موت آنے سے قبل نیکی اور اطاعت بجالاؤ۔ اس کے بعد ''وَاَنَّهٗ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ'' کے جملے سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔ (رازی)

آیات کا ٹیڑھا مطلب نکالنے کی مذمت:

''جو لوگ ہماری آیتوں کا (جان بوجھ کر) ٹیڑھا مطلب نکالتے ہیں وہ ہم سے چھپے

ہوئے نہیں (ان کا حال ہم کو معلوم ہے)۔ بھلا جو کوئی دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا جو قیامت کے دن بے کھٹکے آئے؟ جو چاہو سو کرلو، وہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔'' (حم السجدہ: ۴۰)

لفظی ترجمہ یہ ہے ''جو لوگ ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں'' الحاد کے معنی ہیں حق سے پھر کر ٹیڑھی راہ اختیار کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد یہ ہے کہ ان کا سیدھا سادھا اور واضح مطلب لینے کے بجائے غیر متعلق بحثیں کرے اور انہیں غلط مطلب پہنانے کی کوشش کرے۔ جو لوگ مسلمان ہو کر باطل نظریات، مثلاً انکار حدیث، اشتراکیت، سرمایہ داری، بدعات وغیرہ کے حامی بن جاتے ہیں وہ یہی طرز اختیار کرتے ہیں۔ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں سخت سرزنش بھی ہے کہ ایسے لوگ ہماری گرفت سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ سورۂ یونس میں ہے:

''اے پیغمبر! ان لوگوں سے پوچھ، بھلا بتلاؤ تو سہی اللہ نے جو روزی تمہارے لیے اتاری پھر تم نے اس میں سے کچھ حلال ٹھہرائے کچھ حرام (اے پیغمبر!) کہہ دے کیا اللہ نے تم کو یہ حکم دیا یا تم اپنی طرف سے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں انہوں نے قیامت کے دن کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ بے شک اللہ تو لوگوں پر فضل کرتا ہے، بہت لوگ شکر نہیں کرتے۔'' (یونس: ۵۹، ۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی خواہشوں سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینا اللہ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔ (ابن کثیر) قاضی شوکانی فرماتے ہیں اس آیت میں ان مقلد حضرات کے لیے سخت وعید ہے جو فتوے کی کرسی پر بیٹھ کر حلال اور حرام، جواز و عدم جواز کے فتوے صادر کرتے ہیں، حالانکہ ان کا مبلغ علم صرف اتنا ہوتا ہے کہ امت کے کسی ایک شخص نے جو بات کہہ دی اسے نقل کر دیتے ہیں، گویا انہوں نے اس شخص کو ایک شارع کی حیثیت دے رکھی ہے، کتاب وسنت کے جس حکم پر اس نے عمل کیا اس پر یہ بھی عمل کریں گے اور جو چیز اسے نہ پہنچی یا پہنچی مگر وہ اسے ٹھیک طرح سمجھ نہ سکا یا سمجھا مگر اپنے اجتہاد و ترجیح میں غلطی کر بیٹھا وہ ان کی نظر میں منسوخ اور مرفوع الحکم ہے، حالانکہ جس کی یہ لوگ تقلید کر رہے ہیں وہ بھی اس شریعت اور اس کے احکام کا اسی

طرح پابند تھا جس طرح یہ لوگ۔

سورۂ انعام کا خلاصہ:

سورۃ الانعام اصول عقائد کے اثبات اور مشرکین واہل بدعت کے اقوال کے ابطال میں ایک اصل کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ پورے علم اصول یعنی عقائد پر حاوی ہے۔ (شوکانی وکبیر) اس سورت کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) دلائل توحید: (۱ تا ۳، ۶، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۲۲ تا ۲۴، ۹۵ تا ۹۹، ۱۴۱ تا ۱۴۴) (۲) دلیل لاؤ: (۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰) (۳) کسی چیز (شے) کو اللہ کا شریک نہ بناؤ: (۱۵۱)۔ (۴) اللہ کے برابر کوئی نہیں، غیر اللہ کو اللہ کے برابر سمجھنا کفر ہے: (۱، ۱۵۰)۔ (۵) انسان مٹی سے پیدا کیا گیا: (۲)۔ (۶) اللہ سب ظاہر اور باطن جانتا ہے: (۳، ۷۳، ۱۱۷، ۱۳۲، ۱۳۹)۔ (۷) سب کچھ اللہ کا ہے: (۱۳)۔ (۸) رسول اللہ ﷺ (اور امت کو) اللہ کے حکم (آسمانی ہدایت) ماننے کا حکم دیا گیا: (۱۴، ۱۵، ۵۰، ۵۶، ۵۷، ۱۰۶، ۱۱۴ تا ۱۱۶، ۱۲۱، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۳ تا ۱۵۷، ۱۶۱ تا ۱۶۵)۔ (۹) صرف اللہ تعالیٰ ہی نفع ونقصان کا مالک ہے: (۱۷، ۱۸، ۱۴، ۳۹، ۴۶، ۵۰، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۵، ۶۲، ۸۱، ف ۱، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۲۵، ۱۳۳، ۱۳۴) فائدہ ۸۱: اس امت کے کلمہ گو پیر پرست بھی اہل توحید سے کہتے ہیں کہ جو شخص بڑے پیر کی گیارھویں چھوڑ دے اس کا بیٹا یا بھینس مر جاتی ہے، یا کوئی اور نقصان پہنچ جاتا ہے، تو ان کا بھی یہی جواب ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اس آیت میں دیا ہے۔ (۱۰) معبود ایک ہے، شرک سے آپ ﷺ (اور امت) کو منع کیا گیا ہے: (۱۹، ۱۴، ۱۶۱ تا ۱۶۵) (۱۱) مشرکین قیامت کے دن شرک سے مکر جائیں گے: (۲۲ تا ۲۴) (۱۲) ہدایت رسول کائنات ﷺ کے اختیار میں نہیں: (۳۳ تا ۳۵) (۱۳) غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے: (۴۰، ۴۱، ۶۳ تا ۶۶) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۳ پر) (۱۴) معبود کون ہے؟ (۴۶، ۱۹، ۱۰۲) (۱۵) غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت ہے۔ (۵۶) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۶ پر) (۱۶) اللہ خالق ہے: (۱، ۲، ۳، ۷۳، ۱۰۱، ۱۰۲) (۱۷) یَرَوْا: (۶)۔ (۱۸) اللہ تعالیٰ ناظر ہے: (۱۳، ۱۱۵) (۱۹) معجزات کا اختیار آپ ﷺ کو نہ تھا: (۳۵، ۳۷، ۱۰۹) (۲۰) آپ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے نہیں، آپ

غیب نہیں جانتے۔ (۵۰، ۵۹) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۰۶ پر) (۲۱) آپ ﷺ کا الٰہ بھی اللہ ہے: (۱۹)۔ (۲۲) آپ ﷺ کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں: (۵۲، ۵۷، ۵۸، ۶۶، ۱۰۷) (۲۳) پیغمبر صرف بشیر ونذیر تھے: (۴۸) (۲۴) شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی والی یعنی کارساز ہے: (۹۴، ۵۱، ۷۰) (۲۵) قرآن کے متعلق: (۵۵، ۱۹، ۱۰۴، ۱۱۵، ۱۲۶، ۱۵۴ تا ۱۵۷، ۱۶۱، ۶۶، ۹۲) (۲۶) دین میں ہنسی مذاق منع ہے: (۱۰، ۵) (۲۷) اللہ تعالیٰ کن فیکون کا مالک ہے: (۷۳) (۲۸) اللہ تعالیٰ کل شیء قدیر ہے: (۱۷)۔ (۲۹) پہلے ایمان پھر عمل: (۴۸) (۳۰) انکار آیات: (۲۱، ۲۶، ۲۷، ۳۹، ۴۹، ۹۳) (۳۱) رسولوں کی اللہ نے مدد کی: (۳۴)۔ (۳۲) اعمال اپنے اپنے: (۵۲)۔ (۳۳) اللہ سب جہانوں کا رب (داتا) ہے۔ (۴۵، ۷۱، ۱۶۲، ۱۶۴) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۸ پر) (۳۴) اللہ وہاب (داتا) ہے: (۸۴) (۳۵) اللہ آپ ﷺ کا رب (داتا) ہے: (۱۵، ۵۷، ۱۰۶، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۸، ۱۶۵، ۱۶۴) (۳۶) اللہ ابراہیم کا رب (داتا) ہے: (۷۶، ۷۷، ۷۸، ۸۰) (۳۷) مشرکین مکہ کے کام: (۶۳ تا ۶۶، ۱، ۴، ۱۴، ۲۲ تا ۲۴، ۲۶، ۴۰، ۴۱، ۵۶، ۷۱، ۱۳۰ تا ۱۴۰، ۱۱۶، ۱۱۹، ف: ۳۷) (الف) وہ غیر اللہ کو پکارتے تھے، لہٰذا مشرک قرار پائے: (۶۳ تا ۶۶ اور ۴۰، ۴۱، ۷۱، ۵۶) (ب) وہ غیر اللہ کو اللہ کے برابر ٹھہراتے تھے، اس لیے کافر قرار پائے: ۱ (ج) وہ اللہ کی آیتوں سے منہ پھیر لیتے تھے: ۴۔ (د) وہ غیر اللہ کو اپنا والی یعنی کارساز بناتے تھے، اس لیے مشرک ٹھہرائے گئے: ۱۴، ۵۱، ۷۰۔ (ر) وہ غیر اللہ کو اللہ کا شریک ٹھہراتے لیکن قیامت کے دن مکر جائیں گے: ۲۲ تا ۲۴۔ (س) ترجمہ: ۲۶۔ (اور وہ لوگوں کو اس سے روکتے ہیں اور خود بھی الگ رہتے ہیں اور یہ لوگ کچھ نہیں مگر اپنے تئیں آپ تباہ کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں، اور اے پیغمبر! اگر تو ان کو اس وقت دیکھے جب دوزخ پر ٹھہرائے جائیں گے تو عجب تماشا یا بڑا ہولناک سانحہ دیکھے گا۔ یہ کہتے ہوں گے کاش! پھر ہم دنیا میں بھیج دیے جائیں اور اب کے بار اپنے مالک کی آیتوں کو جھٹلائیں نہیں اور ایماندار ہو جائیں۔ یہ جو خود آرزو کریں گے وہ بھی سچے دل سے نہیں، ایمان کو اچھا سمجھ کر نہیں، بلکہ جس بات کو پہلے وہ چھپاتے تھے وہ ان کے سامنے کھل گئی۔ یعنی صرف قرآن پر طعن کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ قرآن سننے اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے سے

دوسرے لوگوں کو بھی منع کرتے ہیں۔ (کذا فی الکبیر) بہت سے بدعت پرست علماء اپنے ماننے والوں کو اس قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں کہ کہیں وہ عشق وجذب، پاگل پن کی بھول بھلیوں سے نکل کر وہابی (ایک داتا کو ماننے والے) نہ بن جائیں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" (ص) وہ آسمانی ہدایت کی بجائے اپنے خیالات وخواہشات اور اٹکل پچو کی پیروی کرتے تھے۔ (۱۱۶، ۱۱۹، ۱۵۰، ۱۲۱، ۱۵۳، ۵۶) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۲ پر) (ع) وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے: (۶) ۲۱۔ (۳۸) دون اللہ، غیر اللہ: (۵۰، ۷۰، ۷۱، ۵۱، ۴۶، ۱۴۵، ۱۶۴) (۳۹) توبہ: ۵۴۔ (۴۰) مشرکین مکہ رسول کائنات کی قوم تھے: ۲۲۔ (۴۱) اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے: ۷۱۔ (۴۲) ابراہیم علیہ السلام سب کو چھوڑ کر اللہ کے ہو گئے: (۷۹تا۸۲، ۱۶۱) (۴۳) ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے: ۸۴تا۸۸۔ (۴۴) شرک کسی کو معاف نہیں خواہ نبی ہو: (۶) ۸۴تا۸۸۔ (۴۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، سب انبیاء علیہم السلام بشر ہیں۔ (۹۱، ۱۳۳، ۱۳۵، ۸۴تا ۸۸) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۱ پر) سب اولاد آدم ہیں: ۹۸، ۱۳۳۔ (۴۶) اللہ کی قدر نہ کی: ۹۱۔ (۴۷) توحید خالص: (۷۱تا۷۳، ۷۹تا۸۲، ۹۵، ۱۰۰تا۱۰۴، ۱۰۶، ۱۶۱تا۱۶۵) (۴۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عالمگیر ہے: (۶) ۹۰۔ (۴۹) عذاب قبر: ۹۳۔ (۵۰) اللہ پر جھوٹ بولنا: ۹۳، ۲۱۔ (۵۱) مخلوق خالق کی شریک نہیں ہوسکتی: ۱۰۰۔ (۵۲) لوگوں کی اطاعت نہ کرو وہ تمہیں گمراہ کردیں گے: (۱۱۶، ۱۲۱، ۱۵۳) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۲ پر) (۵۳) اپنے خیالات، خواہشات اور اٹکل پچو پر نہ چلو: (۱۱۶، ۱۱۹، ۱۵۰) (۵۴) اللہ تعالیٰ کی پسند وناپسند: ۱۵۱تا۱۵۳۔ (۵۵) یتیم کے مال کو استعمال کرنے میں غلط طریقہ سے بچو: (۱۵۲) (جیسے تیجہ، دسواں، چالیسواں اور دوسرے غیر شرعی طریقوں سے لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں) (۵۶) فرقہ بازوں سے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تعلق نہیں: ۱۵۹۔ (مراد یہود ونصاریٰ ہیں جنھوں نے گمراہی میں مبتلا ہو کر اپنے دین میں فرقہ بندیاں قائم کرلیں، یا تفریق دین کے یہ معنی ہیں کہ کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا اور خود مسلمانوں میں سے وہ اہل بدعت حضرات بھی اس کے مصداق ہیں جو دین میں بدعات پیدا کر کے اس میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں۔

(کذا المروی عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ابن کثیر: ۲/ ۳۱۶۔ الانعام: ۱۵۹)۔

باب 15

عقائد اہل سنت

سوالات و جوابات:

سوال :...... کیا شرک کا ارتکاب کرنے والے کو اس کے نیک اعمال فائدہ دیں گے؟

جواب :...... نیک اعمال (صدقہ، خیرات، نماز، روزہ لوگوں سے حسن سلوک) عقیدہ شرک کی موجودگی میں بے کار ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں رہتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قانون کی انتہائی بالا دستی بیان کرتے ہوئے سیّدنا ابراہیم، اسحاق، یعقوب، داؤد، سلیمان اور ایوب علیہم السلام سمیت ۱۸ جلیل القدر انبیاء کا نام لے کر فرمایا:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الانعام: ٦/ ٨٨)

"اور اگر (بفرض محال) ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کے بھی سب اعمال ضائع ہو جاتے۔" مزید دیکھئے کنز الایمان (116/4 ف 305) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۷ پر)

سوال :...... کیا شرک کرنے سے آدمی کا اسلام جاتا رہتا ہے؟

جواب :...... جس طرح نماز میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جان بوجھ کر کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح شرک کرنے سے آدمی کا اسلام جاتا رہتا ہے خواہ خود کو مسلمان کہے۔ اس کے بعد آدمی کا ہر عمل خود بخود ضائع ہو جاتا ہے۔ اسے عقائد کی اصطلاح میں نواقض اسلام کہتے ہیں۔ اسلامی فقہ کی ہر کتاب میں باب المرتد موجود ہے یعنی وہ باتیں جو کسی کلمہ گو کو کافر کر دیتی ہیں۔ اس کے بعد اس امر کی گنجائش نہیں رہتی کہ شرک کا داعی یا طاغوت کی کرسی پر بیٹھا ہوا کوئی کلمہ گو ہو تو اسے مسلمان کہا یا سمجھا جائے۔

سوال :...... کیا عامۃ الناس کو کافر سمجھا جائے گا؟

جواب :...... کسی گمان اور قیاس پر کسی کو کافر نہیں کہا جائے گا کیونکہ مسلمان پر کفر کا فتویٰ خود

لگانے والے پر پلٹ آئے گا۔ یہ کہنے میں تو کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے کہ جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا جان کر مشکلات میں امداد کے لیے پکارتا ہے وہ مشرک ہے۔ مگر فرد معین پر فتویٰ لگانے میں احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ چار وجوہات کی بنا پر فتویٰ نہیں لگتا:

(۱) تاویل:

کوئی شخص اپنے فعل کی کوئی تاویل کرے، مثلاً گیارھویں والے پیر کے نام کی نذر و نیاز کو ایصال ثواب کہے تو اس کو مشرک نہیں کہا جائے گا۔

(۲) اکراہ:

کوئی شرکیہ عمل اپنی جان بچانے کے خوف سے کرے تو وہ بھی مشرک نہ ہوگا۔

(۳) جہالت:

کوئی شخص جاہل ہے تو فتویٰ سے پہلے اس کی جہالت دور کی جائے گی۔ مثلاً وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور من نور اللہ کہتا ہے مگر اس کے مفہوم ہی سے نا آشنا ہے۔

(۴) بلا مقصد:

کسی شخص کی زبان سے بلا ارادہ شرکیہ یا کفریہ کلام نکلتا ہے اور وہ دل سے اس بات کا قائل نہ ہو تو بھی اس پر فتویٰ نہیں لگتا۔

یہ چاروں وجوہات مانع نہ ہوں اور واضح طور پر نواقض اسلام میں سے کسی ایک بات کا مرتکب ہو تو اس کو کافر کہا جائے گا۔ ورنہ فقہ اسلامی میں مرتد کا باب سرے سے نہ ہوتا، کیونکہ مرتد کلمہ گو ہوتا ہے۔ جس نے اسلام قبول ہی نہ کیا ہوا سے مرتد نہیں کہا جا سکتا۔

سوال:...... کیا قبر پرستی کو بت پرستی کہا جا سکتا ہے؟

جواب:...... جب کسی قبر کی پوجا ہوگی تو اس کو بت پرستی کہا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اس قوم پر سخت

غضب نازل ہوا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی (۱) ان عورتوں پر جو کثرت سے قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔ (۲) جو قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں۔ (۳) اور جو قبروں پر چراغ جلاتے ہیں۔ ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ آخر وقت میں فرماتے تھے: ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔'' اب اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ محمد ﷺ کی قبر کو بھی سجدہ بنالیا جائے گا تو آپ کو بند حجرہ میں دفن نہ کیا جاتا، بلکہ آپ کی قبر بھی کھلی ہوتی۔ ❸

سوال:...... کیا مشرکین بے جان پتھروں کے بنے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے تھے؟

جواب:...... بتوں کی حقیقت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر قوم نوح علیہ السلام کے صالحین تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ جن مقامات پر یہ اولیاء اللہ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے بت بنا کر کھڑے کر دو (تا کہ ان کی یاد تازہ رہے) وہ ان کو پوجتے نہ تھے۔ جب یہ یادگار بنانے والے فوت ہو گئے اور بعد والوں کو یہ شعور نہ رہا کہ ان بتوں کو صرف یادگار کے لیے بنایا گیا تھا؟ تو انہوں نے (ان بزرگوں کے بتوں کی) عبادت شروع کر دی۔ ❹ اسی طرح لات ایک مرد تھا جو حاجیوں کے لیے ستو بناتا تھا۔ ❺

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حبشہ

---

❶ مؤطا امام مالك، كتاب قصر الصلاة فى السفر، باب جامع الصلاة: ٨٥ .

❷ ابوداود، كتاب الجنائز، باب فى زيارة النساء القبور: ٣٢٣٦ـ ترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى كراهية ان يتخذ على القبر مسجدا: ٣٢٠، ١٠٥٦ .

❸ بخارى، كتاب الجنائز، باب ما يكره من اتخاذ المساجد على القبور: ١٣٣٠ـ مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن بناء المسجد على القبر......الخ: ٥٢٩تا٥٣٢ .

❹ بخارى، كتاب التفسير (سورةنوح) باب ﴿ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا﴾: ٤٩٢٠ .

❺ بخارى، كتاب التفسير (سورة والنجم)، باب ﴿افرأيتم اللات والعزى﴾: ٤٨٥٩ .

کے معبد کا ذکر کیا، جسے ماریہ کہا جاتا تھا، اس میں تصویریں تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک بندہ مر جاتا تو اس کی قبر پر سجدہ گاہ بنا دیتے تھے اور تصویریں بنا دیتے تھے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔''[1] اس لیے اللہ تعالیٰ مشرکین کے معبودوں کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۹۴)

''(مشرکو!) بے شک تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾﴾ (النحل: ۱۶/ ۲۱)

''وہ تو بے جان لاشیں ہیں، انکو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۸۷ پر)

جن اولیاء کو مشرکین پکارتے ہیں، ان کے بارے میں بتایا:

﴿وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴿٦﴾﴾

(الاحقاف: ۴۶/ ۶)

''اور جب (قیامت کے دن یہ) لوگ جمع کیے جائیں گے وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔''

ان تینوں آیات سے ثابت ہوا کہ مشرکین کے معبود اللہ کے بندے تھے اور وہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ (مزید کنز الایمان ۷/۱۹۴ف ۳۷۹+۱۶/۱۷ف ۱۵۴+۳۰/۲۸-۲۹-۵۳تا۶۵)

سوال:...... کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر! اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا، پھر اس کے چار حصے کیے، ایک سے قلم، دوسرے سے لوح محفوظ، تیسرے سے عرش اور چوتھے سے کل کائنات پیدا کی؟ (ریاض السالکین)

جواب:...... یہ روایت بلا سند ہے، موضوع یعنی من گھڑت ہے۔ ایسی روایات کو رسول

---

[1] بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی البیعة: ۴۳۴ .

اللہ ﷺ کا فرمان کہنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر کوئی ایسی بات میری طرف منسوب کی جو میں نے نہ کہی ہو، وہ اپنا مقام جہنم میں بنالے۔'' ❶

اس کے مقابلے میں صحیح ترمذی میں ہے:

''بے شک اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا۔'' ❷

سوال:...... حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((قلب المومن بيت الرب))

''مومن کا دل رب کا گھر ہے'' کیا یہ صحیح نہیں؟

جواب:...... یہ روایت بے اصل، جھوٹی اور باطل ہے۔ امام ابن تیمیہ، علامہ سخاوی اور ملا علی قاری نے اسے موضوع (من گھڑت) قرار دیا۔ جب کہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اولاد آدم کا دل رحمٰن کی دو انگلیوں میں ہے، وہ جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔'' ❸

یعنی سب قلوب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اور یہ جھوٹی روایت کہتی ہے کہ ہر قلب اللہ تعالیٰ کو محیط ہے۔ (معاذ اللہ)

سوال:...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرِفَ رَبَّهٗ)) ''جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا'' کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب:...... یہ بھی من گھڑت روایت ہے، اس کی سند کا ہی پتہ نہیں۔ امام نووی نے کہا "لَيْسَ هُوَ ثَابِتٌ" یہ ثابت نہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے موضوع کہا۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اسناد دین میں سے ہیں، اگر اسناد نہ ہوں تو جو کوئی جو چاہے کہتا رہے۔'' ❹

سوال:...... کیا اللہ کے سوا کوئی اور مافوق الاسباب (بغیر اسباب کے) لوگوں کی تکالیف کا

---

❶ بخاری، كتاب العلم، باب اثم من كذب على النبى ﷺ: ۱۰۲، ۱۰۷۔ مقدمة صحيح مسلم، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ: ۱ تا ٤ .

❷ ترمذی كتاب القدر، باب عظام امر اليمان بالقدر: ۲۱۵۵ .

❸ مسلم كتاب القدر، باب تصريف الله تعالٰى القلوب كيف شاء: ٢٦٥٤ .

❹ مقدمة صحيح مسلم، باب بيان ان الاسناد من الدين......الخ ۳۲ .

علم رکھتا ہے؟

جواب:......اللہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے۔فرمایا:

﴿اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۳۰)

''بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور ان کو دیکھ رہا ہے۔''

کسی فوت شدہ کو لوگوں کی تکالیف کا علم نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾ (الاحقاف: ٤٦/ ٥)

''اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسے شخص کو پکارے جو قیامت تک بھی اسے جواب نہ دے سکے اور وہ ان کی پکار ہی سے غافل ہوں۔''

خود رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا:

﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ﴾ (الفاطر: ۳۵/ ۲۳)

''(اے نبی!) آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔''

یہ بھی فرمایا:

﴿فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ (الروم: ۳۰/ ۵۲)

''پس بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔''

اور فقہ حنفی میں بھی یہی لکھا ہے کہ کسی کو قدرت نہیں کہ وہ مردوں کو سنا سکے لیکن جب اللہ جب چاہے تو مردہ سنتا ہے۔(ہدایہ) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۵ پر)

جب رسول اللہ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے تو اور کون ہے جو مردوں کو اپنی مشکلات سے آگاہ کرسکے؟ اس لیے فرمایا:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ (النمل: ۲۷/ ۶۲)

''بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون اس کی تکلیف دور کرتا ہے؟''

سوال:...... حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ)) "اے محمد! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو کائنات پیدا نہ کرتا" کیا یہ فرمان رسول ﷺ نہیں؟

جواب:...... یہ روایت من گھڑت ہے۔ امام اصفہانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ ایسی بلا سند روایت کو ماننا جائز نہیں۔ جب کہ قرآن حکیم بھی اس نظریہ کی تردید کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: ۵۱/ ۵۶)

"میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔"

معلوم ہوا کہ تخلیق کائنات کا سبب رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے۔

سوال:...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ﴾ (الفیل: ۱۰۵/ ۱)

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔"

تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے، حالانکہ آپ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے؟

جواب:...... ﴿أَلَمْ تَرَ﴾ (کیا تو نے نہیں دیکھا؟) سے مراد مشاہدہ نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ﴾ (الانعام: ۶/ ۶)

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی بستیاں ہلاک کیں۔"

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۹ پر)

اب کیا مشرکین مکہ کے بارے میں بھی یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ اپنی پیدائش سے پہلے ہلاک ہونے والی بستیوں کو دیکھ رہے تھے؟ یہ بھی فرمایا:

﴿فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَ

لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً﴾

(حم السجدة : ۴۱/ ۱۵)

''پس قوم عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہنے لگے کہ ہم سے قوت میں کون زیادہ ہے؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے انہیں پیدا کیا، وہ قوت میں ان سے زیادہ ہے۔''

اب کیا قوم عاد نے اللہ تعالیٰ کو تخلیق انسانیت کرتے ہوئے آنکھ سے دیکھا تھا؟ الغرض ''الم تر'' سے مراد آنکھ سے مشاہدہ کرنا نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ باتیں سب کے علم میں ہیں۔ (الانبیاء: ۳۰۔ العنکبوت: ۱۹۔ یٰسین: ۳۱، ۷۷۔ الاحقاف: ۳۳، نوح: ۱۵۔ الکهف: ۶۳) ان آیات سے ان لوگوں کے اس باطل عقیدہ کی واضح تردید ہوتی ہے۔

سوال:...... کیا غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے؟

جواب:...... غیر اللہ کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ﴾ (النحل : ۱۶/ ۸۶)

''اور جب شرک کرنے والے اپنے شرکاء کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہ ہمارے شرکاء ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ (مزید دیکھئے کنز الایمان ۳۹/ ۲۹ ف ۲ ۷ تا ۷۵)

سوال:...... کیا غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے؟

جواب:...... غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَإِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾﴾ (المومنون : ۲۳/ ۱۱۷)

''اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارتا ہے، اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں، اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ تحقیق کافر فلاح نہیں پاتے۔''

غیر اللہ کو پکارنے والے مرتے وقت اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْۤا اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ۝﴾

(الاعراف : ۷/ ۳۷)

''یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے فرشتے جان لینے کو آئیں گے تو وہ کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ وہ کہیں گے آج ہم سے گم ہو گئے ہیں اور اقرار کریں گے کہ بے شک وہ کافر تھے۔''

سوال:...... غیر اللہ کو پکارنے کا کیا نقصان ہے؟

جواب:...... غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا عذاب کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ۝﴾

(الشعراء : ۲۶/ ۲۱۳)

''اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو، ورنہ تم عذاب دیے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

یہ بھی فرمایا:

﴿وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ۝ وَ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ۝ فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ۝﴾

(الشعراء : ۲۶/ ۹۱تا۹٤)

''اور جہنم گمراہوں کے سامنے کر دی جائے گی اور کہا جائے گا وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے؟ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟ یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں؟ پس وہ باطل معبود اور گمراہ دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے۔''

یہاں یہ وضاحت بھی ہے کہ مشرکین اگرچہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ چونکہ مشرکین کے دشمن تھے اس لیے وہ ان کے معبود نہیں، ان کا معبود شیطان ہے۔ جیسا کہ

المائدۃ (۱۱۶، ۱۱۷) اور النساء (۱۱۷) میں ہے۔ یہ بھی فرمایا:

﴿وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ (يونس : ۱۰/ ۱۰۶)

"اللہ کے سوا ایسے کو نہ پکارنا جو تجھے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان کر سکتا ہے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو اسی وقت ظالموں میں سے ہو جائے گا۔"

سوال :...... کیا غیر اللہ کو پکارنا شیطان کی عبادت ہے؟

جواب :...... غیر اللہ کو پکارنا شیطان کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں سے فرمائے گا:

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝﴾

(يٰس : ۳۶/ ۶۰، ۶۱)

"اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا، یہی سیدھی راہ ہے۔"

آج شیطان کو کوئی سجدہ اور رکوع نہیں کرتا، کوئی شیطان کو نہیں پکارتا مگر چونکہ اللہ کے سوا کسی کو بھی پکارا جائے وہ شیطان ہی کی اطاعت ہے، اور اطاعت ہی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝﴾

(مريم : ۱۹/ ۴۱ تا ۴۴)

"اور کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کر، وہ سچے ترین نبی تھے۔ جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا اباجان! آپ کیوں اس کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتا ہے اور نہ

دیکھتا ہے اور نہ کوئی فائدہ دے سکتا ہے؟ ابا جان! میرے پاس وہ علم آ گیا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے، میرے پیچھے چلیں! میں آپ کو سیدھی راہ میں لے چلوں گا۔ اے ابا جان! شیطان کی عبادت نہ کریں، شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔"

ان آیات سے ثابت ہوا کہ بتوں کی پوجا بھی دراصل شیطان کی ہی عبادت ہے۔ درج ذیل آیات پر بھی غور کیجیے:

﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (سبا: ٣٤/ ٤٠، ٤١)

"اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا، پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ فرشتے کہیں گے آپ (ہر عیب سے) پاک ہیں، ان کی بجائے آپ ہی ہمارے کارساز ہیں، بلکہ یہ لوگ جنات کی عبادت کرتے تھے، ان کی اکثریت انھی کو مانتی تھی۔"

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے اور ان کی عبادت کرتے تھے مگر فرشتے صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ یہ شیطان جنات کی عبادت کرتے تھے۔ بعض تعویذات پر یا جبرئیل، یا میکائیل، یا اسرافیل، یا عزرائیل لکھا جاتا ہے، بعض چوروں کو پکڑنے کے لیے مٹی کا لوٹا لے کر اس پر یہ نام لکھتے ہیں اور پھر مشکوک لوگوں کے نام کاغذ پر لکھ کر اس میں ڈالتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ چور کے نام پر لوٹا گھومے گا، یہ سب شیطان کی عبادت ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝﴾ (النساء: ٤/ ١١٧)

"اور یہ لوگ شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔"

سوال:...... کیا غیر اللہ کسی کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں؟

جواب:...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴾ (الرعد: ۱۳/ ۱۴)

’’اسی کو پکارنا سود مند ہے اور جو اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس کی مثال پانی کی طرف ہاتھ پھیلانے والے کی مانند ہے (جو چاہتا ہے کہ) پانی اس کے منہ میں آ جائے، حالانکہ وہ نہیں آ سکتا اور کافروں کی پکار بے کار ہے۔‘‘

معلوم ہوا اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا ایسا ہی ہے کہ آدمی کنویں کے پانی کو کہے کہ وہ اس کے منہ میں آ جائے۔ یہ بھی فرمایا:

﴿وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ؕ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَ لَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ﴾ (الفاطر: ۳۵/ ۱۳، ۱۴)

’’اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اگر تم ان کو پکارو، تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن لیں تو تمہاری درخواست قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔‘‘

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۲۰ پر)

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کسی کو نفع دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ مزید فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴾ (الاحقاف: ۴۶/ ۵تا۶)

’’اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے سکیں اور وہ ان کے پکارنے سے ہی غافل ہیں اور جب

لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔''

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ غیر اللہ قیامت تک ان پکارنے والوں کو جواب نہیں دے سکتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکین نیک لوگوں کو پکارتے ہیں، اسی لیے وہ ان کے دشمن ہوں گے۔ (مزید کنز الایمان ۷/۱۹۴ف ۳۷۹)

سوال:......قرآن مجید میں: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ ﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ﴾ آیا ہے، اگر ہم یا رسول اللہ (ﷺ) کہیں تو کیا حرج ہے؟

جواب:......اللہ تعالیٰ جس کو چاہے خطاب کرے، وہ سنوانے پر قادر ہے۔ فرمایا:

﴿يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝﴾

(الفاطر: ۳۵/ ۲۳)

''بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے سناتا ہے اور آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔''

جب اللہ سنانے پر قادر ہے تو اس نے ان چیزوں سے خطاب بھی کیا ہے۔ زمین و آسمان سے بھی خطاب کیا ہے:

﴿يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ﴾ (هود: ۱۱/ ٤٤)

''اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تھم جا۔''

سب انسانوں سے ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ﴾ (البقرة: ۲/ ۲۱) کہہ کر خطاب کیا۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (التحريم: ٦٦/ ٧) کہہ کر کفار سے خطاب کیا۔ ﴿يا ابليس﴾ (ص: ۳۸/ ۷۵) کہہ کر شیطان سے خطاب کیا۔ چونکہ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں، وہ جس کو چاہے خطاب کرے، وہ تو ہر ایک کو دیکھتا اور اس کی سنتا ہے، مگر ہم نہ یہ قدرت رکھتے ہیں کہ اپنی آواز انھیں پہنچا سکیں اور نہ وہ جواب دینے پر قادر ہیں، لہٰذا اس میں دلیل نہیں ہے۔ (مزید کنز الایمان ۷/۱۹۴+۱۴/۳۵+۴۶/۵-۶)

سوال:......تشہد میں ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ)) کہا جاتا ہے جو اس بات کی

دلیل ہے کہ ہم ''یارسول اللہ (ﷺ)'' کہیں؟

جواب:...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں زندہ تھے تو ہم ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ)) کہتے تھے لیکن جب آپ وفات پا گئے تو ہم ((اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِیُّ)) کہتے ہیں۔ [1] (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳ پر)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشہد میں (اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِیِّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ) پڑھتے تھے۔ [2]

دراصل تشہد میں خطاب کا صیغہ اس لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ تشہد کی یہ دعا اس طرح یاد کراتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت، اس لیے قرآن میں جہاں خطاب کے الفاظ آتے ہیں انہیں اسی طرح پڑھا جاتا ہے، لہٰذا یہ دعا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی طرح جاری رکھی۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ ﷺ وفات کے بعد نہیں سنتے۔ سلف میں جو لوگ خطاب کے قائل تھے وہ بھی ندا اور استغاثہ لغیر اللہ کو شرک شمار کرتے ہیں۔ وہ تاویل کرتے ہیں کہ ہم حکم کے مطابق الفاظ استعمال کرتے ہیں، ہم ندا لغیر اللہ کے قائل نہیں ہیں۔

سوال:...... قبرستان جا کر ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ)) کہا جاتا ہے، اگر مردے نہیں سنتے تو پھر ان سے خطاب کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب:...... صرف خطاب کرنا سننے کی دلیل نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کو خطاب کر کے کہتے ہیں: ''اے حجر اسود! تو ایک پتھر ہے، نفع ونقصان تیرے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔'' کیا یہ بات دلیل ہے کہ پتھر سنتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ صرف خطاب سننے کی دلیل نہیں ہے۔

سوال:...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (البقرة: ٢/ ٨٩)

---

[1] بخاری، کتاب الاستئذان، باب الأخذ باليدين: ٦٢٦٥.

[2] مؤطا امام مالك، كتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة: ٥٤.

''اور اس سے پہلے وہ کافروں کے خلاف فتح کی درخواست کرتے تھے۔''

کیا یہ آیت نبی ﷺ کا واسطہ دینے کی دلیل نہیں ہے؟

جواب:...... اس آیت میں اس بات کا ذکر ہے کہ یہود اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! اس نبی ﷺ کو ہمارے لیے بھیج جس کی جماعت میں شامل ہو کر ہم مشرکین سے لڑیں گے اور فتح حاصل کریں گے۔ اس آیت میں کوئی ایسا ذکر نہیں کہ فلاں کے واسطے سے ہماری مدد فرما۔

سوال:...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ ٱللَّهَ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُوا۟ ٱللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝٦٤﴾ (النساء: ٤/ ٦٣)

''جب ان لوگوں نے خود پر ظلم کیا اگر آپ کے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول ﷺ ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔''

کیا اس آیت کے مطابق ہمیں قبر نبوی پر جا کر مغفرت کی دعا نہیں کرنی چاہیے؟

جواب:...... ﴿جَآءُوكَ﴾ سے آپ ﷺ کے پاس آنا مراد ہے، یہاں قبر نبوی مراد نہیں ہے۔ اس آیت میں بھی ﴿جآء وك﴾ کا لفظ ہے

﴿وَإِذَا جَآءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ ٱللَّهُ﴾ (المجادلة: ٥٨/ ٨)

''اور جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو جس (کلمے) سے اللہ نے آپ کو دعا نہیں دی اس سے آپ کو دعا دیتے ہیں۔''

دونوں آیتوں سے مراد آپ کی زندگی کا وقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی، تابعی یا امام سے یہ ثابت نہیں کہ کسی نے قبر پر آ کر آپ کے وسیلہ سے استغفار کیا ہو۔

سوال:...... ابو منصور نے عتبی سے روایت کیا کہ ایک اعرابی نے قبر نبوی ﷺ پر سلام کیا اور کہا کہ اللہ نے فرمایا: ''جب یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کر چکیں پھر آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے استغفار کریں اور رسول ان کے لیے بخشش کی دعا مانگیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں گے۔'' میں اپنے رب کے پاس آپ کی سفارش لینے آیا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ عتبی کے

خواب میں آئے کہ اسے مغفرت کی خوشخبری سنا دو۔ (ابن کثیر)

جواب:...... یہ قصہ من گھڑت ہے۔ عتبی کی توثیق کسی نے نہیں کی اور اس کی سند میں محمد بن حرب الہلالی ہے۔ نہ معلوم کون ہے، کہیں اس کا ذکر نہیں۔ جب سند کا حال معلوم نہ ہو تو اس مجہول روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

سوال:...... کیا ہم زندہ اور موجود لوگوں سے تعاون طلب کر سکتے ہیں؟

جواب:...... جس چیز میں اللہ تعالیٰ نے زندہ لوگوں کو قدرت دی ہے، اس میں ہم ان سے معاونت طلب کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدة : ۵/ ۲)

''نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ اپنے بندے کی مدد اس وقت تک کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔''[1]

یہ اسباب سے مشروط امداد اس بات کی قطعاً دلیل نہیں بن سکتی کہ فوت شدہ انبیاء و اولیاء کو پکارا جائے۔ مافوق الاسباب امداد کے لیے پکارنا قرآن مجید کی کئی آیات کے مطابق شرک ہے۔

سوال:...... کیا کسی قبر سے تبرک حاصل کیا جا سکتا ہے؟

جواب:...... صالحین کی قبروں پر جا کر ان کی قبر کے پتھر یا درخت سے برکت حاصل کرنا شرک ہے۔ بیان ہے کہ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے، ہمارا زمانہ کفر ابھی قریب ہی گزرا تھا کہ راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیا جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔ مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اور اپنے ہتھیار بھی برکت کے لیے اس درخت پر لٹکایا کرتے تھے۔ جب ہم اس درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ ''جیسے ان مشرکوں کے لیے ذات انواط ہے

---

[1] مسلم، كتاب الذكر و الدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن و على الذكر: ٣٦٩٩

آپ ﷺ ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیجئے؟'' آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے وہی بات کہی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''تم بھی اگلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے۔'' ❶

معلوم ہوا کہ برکت کے حصول کے لیے ایسی جگہیں مقرر کرنا جائز نہیں۔

سوال:...... کیا قبر پر، جہاں دوسرے لوگ غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرتے ہوں، کوئی مؤحد خالص اللہ تعالیٰ کے لیے جانور ذبح کر سکتا ہے؟

جواب:...... وہ مقام جہاں غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیے جاتے ہیں وہاں خالص اللہ کے لیے بھی جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ نامی مقام پر جا کر چند اونٹ ذبح کرے گا۔ اس نذر کے ماننے والے نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا ''کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟'' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا وہاں کوئی بت تھا جس کی مشرک پوجا کرتے تھے؟'' صحابہ نے عرض کی ''نہیں'' آپ ﷺ نے پھر پوچھا ''کیا وہاں مشرکین کا میلا لگتا تھا؟'' صحابہ نے عرض کی ''نہیں'' آپ ﷺ نے اس صحابی کو نذر پوری کرنے کی اجازت دی اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر پوری کرنا درست نہیں اور نہ وہ نذر پوری کرنا صحیح ہے جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو۔'' ❷

سوال:...... کیا قرآنی آیات یا مسنون دعاؤں سے تعویذ لکھ کر لٹکانا اچھا عمل ہے؟

جواب:...... قرآن و سنت میں وارد دعاؤں کا استعمال وہی صحیح ہے جو اللہ کے نبی محمد ﷺ نے سکھایا۔ یوں آیات و احادیث کو لکھ کر گھونگے و سیپی کی سی شکل بنا کر کالے یا سفید دھاگوں میں باندھنا یا گرہ دار دھاگوں میں لٹکانا ہرگز ہرگز سنت سے ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ انداز تو تمائم (تعویذوں) کے ساتھ مشابہ ہے۔ جب کہ تمائم سے مراد گھونگے و سیپیاں وغیرہ ہیں جو مشرکین

---

❶ ترمذی، تاب الفتن، باب ما جاء لترکبین سنن من کان قبلکم: ۲۱۸۰ .

❷ ابو داود۔ کتاب الایمان و النذور، باب مایؤمر به من وفاء النذور: ۳۳۱۳ .

بلاؤں سے بچنے کے لیے لٹکایا کرتے تھے۔ ان تمائم کو اللہ کے نبی ﷺ نے شرک کہا ہے، (مسند احمد، ابوداؤد) پھر تعویذ تو اچھا خاصا کاروبار بن چکا ہے اور شاید ہی کوئی تعویذ لکھنے والا لوگوں کو یہ بتاتا ہو کہ اس میں کیا لکھا گیا ہے۔ جب کہ بعض تعویذوں میں یا جبرئیل یا اسرافیل وغیرہ (ندالغیر اللہ) تک لکھا ہوتا ہے۔

سوال:...... کیا دعا میں کسی فوت شدہ نبی یا ولی کا واسطہ دیا جا سکتا ہے؟

جواب:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی یا کسی دوسرے فوت شدہ نبی کی ذات کے وسیلہ سے کوئی دعا نہیں کی۔ آپ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد دونوں صورتوں میں آپ ﷺ کا وسیلہ یکساں ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے بجائے آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو دعا کے لیے نہ کہتے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ دیتے۔ دعا میں محمد ﷺ، آل محمد یا کسی ولی اور پیر کا وسیلہ بعض اوقات انسان کو شرک تک پہنچا دیتا ہے، جب کہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی محبوب کے واسطے کا محتاج ہے، جیسا کہ بادشاہ یا افسران بالا ہوتے ہیں۔ ایسا کہنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔ کیونکہ کسی کو واسطہ اسی کا دیا جاتا ہے جس سے وہ ڈرتا یا جس کی محبت میں مجبور ہو جائے یعنی اس کے نام سے وہ لاچار ہو جائے اور انکار کرنا مشکل ہو۔ اللہ تعالیٰ ان نقائص سے پاک ہے۔ (مزید دیکھیے یہ کتاب باب عین الهدایہ نمبر شمار ۳۰)

سوال:...... جب آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تو کیا انہوں نے محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا نہیں کی تھی؟

جواب:...... آدم علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳﴾ (الاعراف: ۷/ ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔''

آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا واسطہ نہیں دیا، یہ روایت موضوع ہے کیونکہ اس حدیث کا راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد سے موضوع روایات بیان کرتا ہے۔ (التوسل لعلامة ناصر الدين الالبانی)۔ حافظ ذہبی اور امام ابن تیمیہ نے اسے موضوع کہا۔ قرآن مجید میں انبیاء اور اولیاء کی بہت سی دعائیں مذکور ہیں۔ نماز کے اندر ہر مسلمان بہت سی دعائیں کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دن کے مختلف اوقات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت سی دعائیں سکھائی ہیں لیکن کسی دعا میں یہ موجود نہیں کہ اے اللہ! میری مصیبت کو بحق فلاں، بطفیل فلاں، بصدقہ فلاں، بوسیلہ فلاں دور فرما۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کسی وکیل کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المومن: ٤٠/ ٦٠) ''مجھ سے دعائیں کرتے رہو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔''

سوال:...... مسلمانوں کو غلبہ کب نصیب ہوگا؟

جواب:...... مسلمانوں کو غلبہ اس وقت ملے گا جب وہ انبیاء کی دعوت قبول کریں گے۔ یعنی

1. توحید باری تعالیٰ پر ایمان لائیں گے اور شرک کی تمام اقسام سے دست بردار ہو جائیں گے۔
2. توحید کا پرچار کرتے ہوئے عقیدہ کو بنیاد بنا کر کثیر مسلمان ایک جماعت یعنی جسد واحد کی طرح ہو جائیں۔ گویا کہ فرقہ بندی کا جنازہ نکل جائے اور خالص توحید کی برکت سے کل دنیا کے اندر بہت سے مسلمانوں کا رخ دین حنیف کی طرف مڑ جائے۔
3. دین اسلام کے لیے لڑنے کی حسب استطاعت تیاری کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ﴾ (النور: ٢٤/ ٥٥)

''اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میں سے جو ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں

گے وہ ان کو زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ ان کے لیے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کی حالت خوف کو امن سے بدل دے گا۔ پس وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔"

سوال:...... انبیاء نے قوم کو کیا دعوت دی؟

جواب:...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾

(النحل: ١٦/ ٣٦)

"اور بے شک ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔"

معلوم ہوا کہ ابن آدم پر جو چیز سب سے پہلے فرض کی گئی ہے وہ طاغوت سے کفر اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔

سوال:...... اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بجائے کسی اور سے فیصلہ کروانے کا جرم کتنا بڑا ہے؟

جواب:...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۝۶۰﴾ (النساء: ٤/ ٦٠)

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ (ﷺ) پر اور آپ (ﷺ) سے پہلے نازل ہوا اس پر ایمان رکھتے ہیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کروائیں، حالانکہ ان کو اس سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان ان کو دور کی گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے۔"

یقیناً جو حکمران ان قوانین کو ملک کے عوام پر نافذ کرتے ہیں جو انسانوں نے بنائے ہیں، وہ

طاغوت ہیں اور جو شخص طاغوت سے فیصلہ کروانا چاہتا ہے ﴿یَزْعُمُوْنَ﴾ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ ایمان کو جھٹلا دیا کہ یہ ایمان دار بنتے ہیں لیکن یہ طرز عمل اور ایمان ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ شیطان نے ان کو گمراہ کر دیا ہے ﴿قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ﴾ فرما کر مسلم پر لازم کر دیا کہ وہ طاغوت سے دشمنی کرے۔ یہ طاغوت چاہے دیہاتوں میں قبیلوں کے سرداروں کی پنچایت، ثالثی کمیٹی یا جرگہ ہو، جو کتاب وسنت کی بجائے رسم ورواج کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، یا وہ عدالتیں ہوں جو اسلامی ممالک میں موجود ہیں، یہ عدالتیں اسمبلی کے بنائے ہوئے آئین کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں تو اس کفر سے بڑھ کر اور کفر کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۝ .... هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝ ... هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝﴾ (المائدہ: ٥/ ٤٤ تا ٤٨)

''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں، وہی ظالم ہیں......اور وہی فاسق ہیں۔''

یہ محال ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو کافر کہے اور وہ کافر نہ ہوں، ہرگز نہیں یہ لوگ پکے کافر ہیں اور جب ان سے فیصلہ کروانے والے منافقین کے دعوائے ایمانی (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار) کی اللہ تعالیٰ نے نفی کی ہے تو خود فیصلہ کرنے والوں کے کلمہ کا کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ جب صحابہ نے منکرین زکوٰۃ کے کلمہ کا اعتبار نہ کیا اور ان کو قتل کیا تو بشری قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے والے بھی کافر ہیں، خواہ وہ کلمہ پڑھتے ہوں۔

سوال:......کیا علماء کی غیر مشروط اطاعت کی جاسکتی ہے؟

جواب:......علماء کی غیر مشروط اطاعت حرام ہے، جیسا کہ سورۂ توبہ میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۝﴾ (التوبة: ٩/ ٣١)

''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح مسیح

ابن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو معبود واحد کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔
وہ معبود واحد جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ پاک ہے ان مشرکانہ باتوں
سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔" (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۰ پر)

معلوم ہوا کہ علماء کی غیر مشروط اطاعت ان کی عبادت ہے، خصوصاً جب کہ ان کی وجہ سے شرک کو توحید سمجھ کر قبول کیا جارہا ہو۔ اسی لیے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنہوں نے حدیث رسول ﷺ سنی، اس کی سند کی صحت معلوم کی پھر اسے چھوڑ کر سفیان رحمہ اللہ یا کسی دوسرے کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (النور: ٢٤/ ٦٣)

"رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔"

کسی کو حلال وحرام کرنے کا حق دینا اس کو الٰہ بنانا ہے۔ اس لیے باطنی فرقے مشرک ہیں جو اپنے اماموں کو حلال وحرام کرنے کا مطلق حق دیتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کا شرک بھی لازم آتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی بجائے اپنے پیروں، درویشوں اور علماء سے زندگی کے مختلف احکام لیتے ہیں اور طریقت کے مختلف سلسلوں (نقشبندی، سہروردی، قادری اور چشتی وغیرہ) سے منسلک ہیں۔ اسی طرح قومی اسمبلی کو یہ حق دینے والے بھی مشرک ہیں کہ وہ سیاسی، معاشی، دیوانی اور بین الاقوامی قانون بنانے میں کتاب وسنت کے پابند نہیں اور ان کی اکثریت جو قانون بنا دے اس کی اطاعت لازم قرار دینے والے اس کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے قانون پر چلنا اللہ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کے قانون پر چلنا غیر اللہ کی عبادت ہے۔

(مزید دیکھئے کنز الایمان ۱۸اف ۱۷۸)

سوال:...... اللہ کے نزدیک دین کیا ہے؟

جواب:...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۹)

"بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔"

سوال:...... کیا اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر عمل جائز ہے؟

جواب:...... اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ﴾

(الاعراف: ۷/ ۳)

"لوگو! تمہارے رب کی طرف سے جو نازل ہوا اس کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو۔"

اور یہ بھی فرمایا:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۸۵﴾ (آل عمران: ۳/ ۸۵)

"اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طلب گار ہوگا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

سوال:...... کیا قرآن حکیم کے علاوہ وحی کے ذریعے سے احکامات نازل ہوئے؟

جواب:...... بلاشبہ قرآن مجید کے علاوہ بھی احکامات نازل ہوئے مثلاً مسلمانوں کا پہلا قبلہ بیت المقدس تھا جس کی طرف ۱۴ سال تک منہ کر کے مسلمان نماز ادا کرتے رہے۔ بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے کا حکم قرآن حکیم میں نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ (البقرة: ۲/ ۱۴۳)

"اور ہم نے وہ قبلہ جس پر آپ اب تک تھے اس لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے؟"

معلوم ہوا کہ بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے کا حکم اللہ نے بذریعہ وحی خفی دیا۔ قرآن حکیم

کے علاوہ دوسری وحی کو وحی خفی (سنت) بھی کہتے ہیں۔

سوال:...... کیا سنت کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھا جا سکتا ہے؟

جواب:...... سنت کے بغیر قرآن حکیم سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کے بعد سب سے زیادہ تاکید اقامت صلوٰۃ کی فرمائی مگر سنت کے بغیر اس حکم پر عمل بھی ممکن نہیں۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۳۸)

''نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص وسطی نماز کی۔''

وسطی نماز سے کیا مراد ہے؟ جب تک نمازوں کی کل تعداد معلوم نہ ہو، وسطی نماز کیسے معلوم ہو سکتی ہے؟ نمازوں کی تعداد کا ذکر قرآن حکیم میں نہیں۔ معلوم ہوا کہ وحی خفی کے ذریعے سے مسلمانوں کو اطلاع دی ہوئی تھی۔ اسی طرح فرمایا:

''جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو۔''

اس آیت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ نماز کو سفر میں کتنا کم کیا جائے؟ پھر نماز کے کم کرنے کا تصور اسی صورت میں ممکن ہے جب یہ معلوم ہو سکے کہ پوری نماز کتنی ہے۔ یہ بھی فرمایا:

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۳۹)

''اگر تم خوف میں ہو تو نماز پیدل یا سواری پر پڑھ لو لیکن جب امن ہو جائے تو اسی طریقہ سے اللہ کا ذکر کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا اور جس کو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔''

اس آیت میں واضح ہے کہ نماز پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ مقرر ہے جو بحالت جنگ معاف ہے۔ اس طریقہ تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا۔ نماز کا طریقہ اور اس کے اوقات وغیرہ قرآن مجید میں کہیں مذکور نہیں پھر اللہ نے کیسے سکھایا؟ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ وحی آئی ہے۔ یہ آیت بھی قابل غور ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة : ٦٢/ ٩)

''اے ایمان والو! جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔''

معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کا اہتمام باقی دنوں کے علاوہ خاص درجہ رکھتا ہے۔ اس نماز کا وقت کون سا ہے؟ بلانے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کی رکعات کتنی ہیں؟ قرآن مجید اس سلسلہ میں خاموش ہے اور کوئی شخص آیات قرآنی کے ذریعے سے نماز کی تفصیل نہیں جان سکتا، جب تک وہ حدیث کی طرف رجوع نہ کرے۔

سوال :...... کیا خضر علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں؟

جواب :...... خضر علیہ السلام اللہ کے بندے تھے اور کئی ایک محدثین نے با دلائل ثابت کیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔ امام قرطبی نے کہا وہ جمہور کے نزدیک نبی تھے۔ اس بات کی شہادت قرآنی آیات دیتی ہیں اس لیے بھی کہ نبی اپنے سے کم مقام والے سے علم نہیں سیکھتا اور باطن کے حکم پر انبیاء ہی کو اطلاع دی جاتی ہے اور ان کے آب بقا پینے والی کہانی بلا دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کے لے بھی ہیشگی نہیں رکھی۔ قرآن اس پر گواہ ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (الانبیاء : ٢١/ ٣٤، ٣٥)

''اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لیے زندہ نہیں رہنے دیا۔ پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ ہمیشہ رہ جائیں گے؟ ہر جان دار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔''

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۹۹ پر)

ہر ایک نے موت کا جام پینا ہے اور خضر علیہ السلام کی موت پر امام بخاری، ابراہیم الحربی، ابو جعفر ابن المناوی، ابو یعلی بن الفراء، ابو طاہر العبادی اور ابو بکر ابن العربی وغیرہ محدثین نے قطعی حکم صادر کیا ہے اور ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جو آپ ﷺ نے آخری ایام میں فرمایا:

''ایک صدی بعد سطح زمین پر جو لوگ آج موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔'' ❶

اور سورۃ آل عمران کی آیت (۸۱) میں ہے ''اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ''جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔''

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۶۷ پر)

لیکن کسی بھی صحیح خبر میں موجود نہیں کہ سیدنا خضر علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے ہوں اور نہ یہ ثابت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر قتال کیا ہو۔ آپ ﷺ نے بدر والے دن فرمایا ''اے اللہ! اگر یہ گروہ ہلاک کر دیا گیا تو تیری زمین میں عبادت نہیں کی جائے گی۔'' ❷

اگر سیدنا خضر علیہ السلام موجود ہوتے تو یہ نفی صحیح نہ ہوتی۔ مزید تفصیل صحیح البخاری مع فتح الباری (۴۳۴/۶) وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ لہٰذا سیدنا خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یہی بات دلائل کی رو سے قوی اور مضبوط ہے۔ اس سلسلے میں کئی شعروں اور حکایتوں میں سیدنا خضر علیہ السلام کی تا قیامت زندگی اور عمر خضر کی جو باتیں کی جاتی ہیں وہ سراسر غیر شرعی اور قرآن و حدیث کے خلاف ہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔



---

❶ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب بیان معنی قولهم: علی رأس مائة...... الخ ۲۵۳۸ .

❷ مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب الامداد بالملائکة فی غزوة بدر: ۱۷۶۳ .

نبی ﷺ کا خواب میں آنا

نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے اس دنیا سے منقطع ہو جانے والے رابطے کو جوڑنے کے لیے ہمارے علمائے کرام نے ایک انوکھا طریقہ اختیار کیا یعنی قرآن و حدیث کی غلط تاویلات کے ذریعہ سے خواب میں نبی ﷺ کی دنیا میں آمد اور ان ''عشاق'' سے ملاقات کا مستقل ذریعہ بنا دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ خوابوں میں آتے ہیں، بشارتیں دیتے ہیں، ہدایات سے نوازتے ہیں، پیشگوئیاں فرماتے ہیں اور اب تو صرف نبی ﷺ ہی نہیں بلکہ اولیاء اللہ بھی خوابوں میں تشریف لاتے ہیں۔ (تبلیغی جماعت) کبھی امام بخاری خوابوں میں آکر بخاری پڑھا جاتے ہیں، کبھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ عرش پر بیٹھ کر نکاح پڑھانے لگ جاتے ہیں۔ (علامہ یوسف بنوری) کوئی صاحب دل خواب میں اپنے بختی اونٹ کا سودا کر لیتے ہیں۔ (فضائل صدقات، حصہ دوم) کبھی خود نبی کریم ﷺ آکر خواب میں چالیس حدیثیں پڑھا دیتے ہیں۔ (شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ) یہاں تک کہ کبھی خاص مواقع پر تو رب العالمین بھی خود ہی خواب میں آکر اپنے ولیوں کو ضروری ہدایات سے نواز دیتا ہے۔

خوابوں کا یہ سلسلہ خیر القرون کے بعد اس وقت شروع ہوا جب آپ ﷺ کے ''سچے عاشقوں'' نے دین اسلام پر غلبہ حاصل کر لیا اور تبھی سے دنیا میں آپ ﷺ کی آمد و رفت شروع ہو گئی جو اب تک جاری ہے اور اب تو ماشاء اللہ آپ ﷺ کی زیارت کے لیے وظیفہ بھی موجود ہے۔

زیارت نبوی ﷺ کا نسخہ:

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں کہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب دو رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ آیت الکرسی، گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ تین جمعہ نہیں گزریں گے کہ (ان شاء اللہ) رسول اللہ ﷺ کی زیارت

نصیب ہو جائے گی۔ درود یہ ہے: ((اللھم صل علی محمد النبی الامی و آلہ و اصحابہ وسلم))۔

افسوس کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ومحدثین کے پاس یہ نسخہ موجود نہ تھا، ورنہ ان کو اپنے دورِ حیات میں رونما ہونے والے فتنوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ مثلاً خلیفہ ثالث کی نامزدگی کے مسئلہ پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کئی دن پریشان رہے۔ نبی ﷺ نے خواب میں آ کر ان کی رہنمائی نہ فرمائی۔ اسی طرح جنگ جمل اور جنگ صفین جیسے افسوس ناک واقعات پیش آئے جس میں محض غلط فہمیوں کی وجہ سے ہزاروں صحابہ شہید ہو گئے مگر اس وقت بھی نبی ﷺ نے آ کر اپنے عزیز ساتھیوں کی رہنمائی نہ فرمائی۔ محدثین کرام نے احادیث کو جمع کر کے ان کی جانچ پڑتال اور راویوں کو پرکھنے میں پوری زندگیاں لگا دیں لیکن نسخہ زیارت استعمال کر کے نبی ﷺ سے ملاقات نہ کی، تاکہ مشقت سے بچ جاتے اور بے شمار پیچیدہ مسائل چٹکی بجاتے حل ہو جاتے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ لوگ سچے محبان رسول نہ تھے ورنہ نبی ﷺ ان سے یہ بے اعتنائی نہ برتتے، یا ان ''عاشقین صادقین'' کا درجہ نبی ﷺ کے نزدیک صحابہ، تابعین اور محدثین سے زیادہ ہے۔ (نعوذ باللہ!)

یہ ''محبان'' رسول ﷺ:

ان ''محبان'' رسول ﷺ کو جن کے پاس آپ کی باقاعدہ آمدورفت ہے، چاہیے کہ آپ ﷺ سے ان مسائل کے بارے میں رہنمائی حاصل کریں جن کی وجہ سے امت فرقوں میں بٹی ہوئی ہے اور یہ فرقے باہم دست و گریباں ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ کا حاضر ہونا، آپ ﷺ پر درود پیش ہونا، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین وغیرہ اور اپنے اپنے فرقوں کے برحق ہونے کی بھی نبی ﷺ سے تصدیق کرالیں، آیا کہ بریلوی مسلک درست ہے یا دیوبندی؟ غیر مقلدین، یا پھر سب غلط ہیں؟ ویسے یہ اور بات ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے تو چار مصلوں کے درست ہونے کے بارے میں نبی ﷺ سے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے۔ اس خواب کے عقیدہ کا اگر قرآن کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس عقیدہ کی عمارت بغیر بنیاد کے قائم ہے۔ یہ عقیدہ تو آیات قرآنی کا صریح کفر ہے کیونکہ اس کی بنیاد دو باتوں پر ہے، اول یہ کہ مرنے کے بعد بھی نبی یا ولی دنیا میں آسکتے ہیں۔ دوم یہ کہ نبی یا ولی عالم الغیب بھی ہوتے ہیں کہ ان کو اگر یاد

کیا جائے تو انہیں خبر ہو جاتی ہے اور وہ حاجت روائی کے لیے فوراً چلے آتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کے مطابق وہ تو ان باتوں سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں، جیسا کہ سورہ احقاف میں فرمایا:

﴿وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝﴾ (الاحقاف: ٤٦/ ٥)

''وہ ان کی پکاروں سے بے خبر ہیں۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ﴾ (فاطر: ٣٥/ ١٣، ١٤)

''اور جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو جواب نہ دے سکیں اور وہ قیامت کے روز تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے۔''

اس کے علاوہ خواب کے معاملہ میں جو سوال تشنہ تاویل ہے وہ یہ ہے کہ جب نبی یا ولی کسی کے خواب میں داخل ہونے کے لیے قبر سے باہر جاتے ہیں تو اپنی قبر سے کس طرح اور کہاں سے نکلتے ہیں؟ یہ قبر سے باہر جانے کا فعل عام مادی قوانین کے تحت ہے یا خارق الفطرت معجزہ و کرامتا گر مادی ہے تو مادی قوانین کے دائرہ میں اس کی توجیہ وتوضیح درکار ہے اور اگر یہ فعل معجزانہ ہے تو اس کا ثبوت قرآن وصحیح حدیث سے پیش کیا جائے۔ اس کے علاوہ نبی ﷺ کے قبر کے باہر ہونے کے دوران اگر کوئی شخص قبر نبوی پر درود وسلام پیش کرے تو کیا وہ ضائع ہو جائیں گے؟ کیونکہ درود وسلام (ان کے عقیدہ کے مطابق) صرف نبی ﷺ پر پیش ہوتے ہیں، اس لیے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ کس وقت قبر میں موجود ہیں اور کس وقت قبر سے باہر ہیں؟ اس کے علاوہ نبی یا ولی قبر سے نکل کر چند لمحات میں ہزاروں میل کی مسافت کیسے طے کر لیتے ہیں؟ کیا وہ کسی کو قبر سے نکلتے ہوئے یا دوران سفر میں نظر آتے ہیں؟ کیا یہ سب کچھ تصرف فی الامور نہیں جو صرف اللہ ہی کا اختیار ہے؟

علی ہجویری رحمہ اللہ کا داتا ہونے سے انکار

اس وقت میرے سامنے روزنامہ نوائے وقت کے دو سنڈے میگزین مؤرخہ 23 جنوری 2011ء صفحہ ۲ - اور 12-01-14 ہیں جن میں پیر صاحب سید معین الحق معین گولڑہ شریف والے کا مضمون ''حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری'' کے عنوان کے تحت چھپا ہے۔ اس میں پیر صاحب مذکور فرماتے ہیں چند اوراق کا چھوٹا سا رسالہ کشف الاسرار بھی آپ کی قابل قدر تحریر ہے اور شائع ہو چکا ہے۔ آپ کی اپنی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ آپ کو آپ کی زندگی میں ہی گنج بخش کے لقب سے پکارنا شروع ہو گئے تھے۔ کشف الاسرار میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

''اے علی! لوگ تجھے گنج بخش کہتے ہیں حالانکہ تو خود محتاج ہے اور تیرے پاس تو ایک دانہ تک نہیں ہے، تو اس پر فخر نہ کر۔ گنج بخش، رنج بخش اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔''

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۰۸ پر)

تبصرہ:...... اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سچ فرمایا کہ جن کو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں وہ قیامت کے دن کہیں گے کہ ہم اللہ کے سامنے عرض کرتے ہیں کہ ہمیں تمہاری عبادت کی کچھ خبر نہ تھی۔ یاد رہے کہ 2010-06-30 کو لاہور میں علی ہجویری کے مزار میں تین دھماکے ہوئے جس میں 45 افراد مارے گئے اور 100 کے قریب زخمی ہوئے۔

نوائے وقت لاہور 7 جولائی 2010ء کے اخبار میں ایک صاحب کرنل (ر) اکرام اللہ نے قندیل مضمون کے تحت لکھا ''داتا نگری پر حملے نے ابرہہ کی یاد تازہ کر دی'' اور 21 جولائی 2010ء کے نوائے وقت کے صفحہ 4 پر خبر ہے ''داتا دربار سلام کرنے کے لیے آنے والا شخص نوسر بازوں کے ہاتھوں ہلاک۔''

تبصرہ:...... اوپر والے قندیل مضمون میں لاہور علی ہجویری والے مزار کو مکہ میں خانہ کعبہ کے برابر قرار دیا گیا ہے جو سراسر غلط اور شرک اور کفر ہے جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں

① مکہ میں خانہ کعبہ قرآن کے مطابق زمین پر اللہ کا قرار دیا ہوا سب سے پہلا مقام ہے۔
(کنز الایمان ۳/۹۶ ف ۱۷۶)

② سب مسلمان خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کم وبیش 1400 سال سے نماز پڑھ رہے ہیں۔

③ خانہ کعبہ میں عمرہ کیا جاتا ہے، وہاں حج کیا جاتا ہے، وہاں مقام ابراہیم علیہ السلام ہے، وہاں آب زمزم ہے، وہاں صفا مروہ ہیں، وہاں منیٰ ہے، وہاں عرفات ہے، وہاں مزدلفہ ہے، وہاں وہ میدان ہے جہاں ابرہہ اس کی فوج اور اس کے ساتھی تباہ کیے گئے، وہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور سب مسلمان 1400 سال سے عمرہ وحج کے لیے جاتے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، مقام ابراہیم علیہ السلام پر نمازیں پڑھیں، آب زمزم کا پانی پیا، صفا اور مروہ میں سعی کی، مکہ سے باہر منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں پانچ دن قیام کر کے حج کیا، اس سب کچھ کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لاہور میں علی ہجویری کے مزار پر یہ سب کچھ کرنے کا حکم دیا ہے اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے لاہور میں آ کر یہ سب کچھ کیا جو مکہ میں کیا جاتا ہے؟ واہ رے کرنل (ر) اکرام اللہ واہ رے! آج کے مسلمان تیرے عقائد کیا سے کیا ہو گئے......!؟ یہی وجہ ہے کہ آج کے کلمہ گو ساری دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ اللہ کے گھر کو ایک بزرگ کی قبر کے برابر قرار دیا جا رہا ہے۔ ابرہہ کو تو اللہ تعالیٰ نے مکہ سے باہر ہی مع فوج اور ہاتھی تباہ کر دیا تھا اور لاہور مزار پر حملے کرنے والی تنظیم کا آج تک پتا نہ چل سکا اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ ان کے غوث الاعظم کے ملک عراق اور شہر بغداد پر تقریباً ۱۰ سال سے امریکہ نے قبضہ کر رکھا ہے اور ان کے غوث الاعظم کے مزار پر بم باری بھی ہو چکی ہے۔ ان کے غوث الاعظم نہ اپنے ملک کو امریکہ سے اب (2014ء) تک آزاد کروا سکا اور نہ اپنے مزار پر بم باری کا امریکہ سے بدلہ لے سکا۔ ثابت ہوا ان لوگوں کا ان بزرگوں کو داتا اور غوث الاعظم کہنا غلط ہے، سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ ان عقائد کا قرآن، حدیث اور فقہ حنفی میں کوئی ثبوت نہیں کہ بغداد میں غوث اعظم اور لاہور میں داتا ہے۔ یہ سب من گھڑت اور خود ساختہ عقائد ہیں۔

اعمال و رسومات اور بدعات

اسلام میں اعمال کی قبولیت کی درج ذیل شرائط ہیں
① ...... توحید۔ ② ...... اخلاص (رضائے الٰہی) ③ ...... نبوی ﷺ طریقہ (سنت)۔
بدعت، کہ جس سے سب اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، کی تین اقسام ہیں:
پہلی قسم یہ ہے کہ ایسی عبادات جن کا ثبوت قرآن وسنت میں موجود ہے تو ان پر کچھ اضافہ کر لیا جائے۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ رات کو عبادت بھی کرتے اور سو بھی جاتے تھے۔ اب اگر کوئی شخص ساری رات عبادت کرنے کو اپنے اوپر فرض قرار دے لے یا تہجد کو اپنے اوپر فرض قرار دے لے، پانچ کی جگہ سات نمازیں فرض سمجھ لے تو یہ اضافہ بدعت کہلائے گا جو گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

بدعت کی دوسری قسم یہ ہے کہ انسان عبادت میں اضافہ تو نہ کرے لیکن اس کی انجام دہی کا طریقہ بدل لے اور سمجھے کہ یہ خود ساختہ طریقہ سنت سے افضل ہے تو یہ بھی بدعت ہے، کیونکہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مختلف گروہوں (حلقوں) میں لوگ بٹے ہوئے ہیں۔ ہر حلقہ کے درمیان کنکریوں کا ڈھیر ہے اور ہر حلقہ میں ایک آدمی کھڑا ہے جو ان سے کہتا ہے کہ سو بار سبحان اللہ کہو تو وہ کہنا شروع کر دیتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے کہ سو بار الحمدللہ کہو تو سب کہنا شروع کر دیتے ہیں، اسی طرح جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے تو سب ایسا ہی کرتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یا تو تم ایسے دین پر ہو جو اللہ کے رسول ﷺ کے دین سے زیادہ ہدایت والا ہے یا پھر گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو۔'' اب دیکھئے سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر کا وظیفہ مسنون ہے مگر اجتماعی ذکر کے طور پر جو طریقہ اپنایا، یہ دور نبوت میں رائج نہیں تھا تو نبی اکرم ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ نے اسے گمراہی اور بدعت قرار دیا ہے۔
(دارمی)

بدعت کی تیسری قسم یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے اصل ثابت ہی نہ ہو مگر وہ ثواب اور دین کا حصہ سمجھ کر رائج کر دی جائے اور ایسی بدعات آج بے شمار ہیں۔ مثلاً: عید کی نماز سے پہلے اذان دینا، اذان سے پہلے درود ضرور پڑھنا، تیجا، ساتواں اور چالیسویں کے ختم وغیرہ، محرم کی رسوم وخرافات، ماہ صفر کو منحوس قرار دینا، چپ کا روزہ رکھنا، مستقل (وصلی) روزے رکھنا، زادراہ نہ ہونے کی وجہ سے بھیک مانگ کر حج کرنے جانا، گٹھلیاں پڑھنا، صوفیہ میں ترک دنیا اور نفس کی ریاضتیں، چلہ کشی، حبس دم، عید میلاد النبی، کونڈے، شب براءت، معراج کی رات کی عبادتیں، گیارھویں کے ختم، استقبال رمضان کا روزہ، قرآن خوانی، عرس، میلے، قوالیاں، شرکیہ اشعار، صلوٰۃ التسبیح کی جماعت وامامت، مزار، قل، دفن کے بعد قبر پر اذان، جمعرات کو روحوں کی واپسی کا تصور، صلوۃ الرغائب، انگوٹھے چومنا، آئمہ اربعہ کی تقلید، جمعرات کو اجتماعی ذکر کی صورت میں محافل میلاد کا منعقد کرنا، ان سب رسومات کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی ثبوت نہیں حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی سمجھ رکھنے والا کوئی نہیں۔

ماتھے کے نور والی حدیث کی حقیقت:

سوال:......لوگوں کو ایک حدیث کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتھے پر ایک نور تھا اور یہ نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے ماتھے پر بھی تھا اور یہ نور جناب اسماعیل علیہ السلام کے ماتھے پر بھی تھا۔ یہ روایت یا یہ واقعہ کیا درست ہے یا غلط؟

الجواب بعون الوھاب:...... یہ واقعہ بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں بیان کر دی ہیں اور وہ جو صحیح سند سے ثابت ہیں ہم صرف ان کو مانتے ہیں اور بیان کرتے ہیں۔ باقی اپنی طرف سے بنا بنا کر ہندوستانی ساختہ (Made in India) روایت ہم ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ یہ سب بے سند باتیں ہیں، کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ صحیح حدیث وہ ہوتی ہے جس میں بیان کرنے والے سے لے کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے درمیان میں راوی ہیں، دو یا تین، وہ سب قابل اعتماد اور سچے (یعنی عادل اور ضابط) ہوں، سند متصل ہو، درمیان میں کوئی انقطاع نہ ہو۔ ایسے تو نہیں کہ جو بھی حدیث کا لفظ بول کر بیان کر دے اس کو حدیث مان لیا جائے۔

جی ہاں! یہ بات بالکل بجا اور درست ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رؤف ورحیم جناب محمد ﷺ کو سب سے اعلیٰ خاندان میں پیدا فرمایا، سب سے اعلیٰ لڑی (سلسلہ الذہبیہ/سنہری لڑی) میں پیدا فرمایا۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بُعِثَ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ))[1]

''میں آدم علیہ السلام میں سے بہترین قرنوں (لوگوں) میں منتقل ہوتا چلا آ رہا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک کہ مجھے اس صدی میں مبعوث کیا گیا جس میں اب ہوں۔''

سب سے پہلے انسان آدم علیہ السلام تھے۔ آدم علیہ السلام سے انسانی نسل دنیا میں پھیلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول جناب محمد ﷺ جناب آدم علیہ السلام کی نسل میں منتقل ہوتے رہے تا آنکہ اس دنیا میں اپنے وقت پر تشریف لائے جس کا تعین اللہ تعالیٰ نے پہلے سے کر رکھا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم ﷺ کے نسب کے جتنے خاندان ہیں، وہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے بہترین خاندان گزرے ہیں۔ آپ ﷺ کے اجداد میں جناب ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر اسماعیل علیہ السلام ہیں جو ابوالعرب ہیں۔ اس کے بعد عربوں کے جتنے سلسلے ہیں، ان سب میں سے آپ ﷺ کا خاندان سب سے زیادہ شریف النسب اور رفیع الدرجہ تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا تعلق اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی شاخ بنی کنانہ سے تھا، پھر قریش سے، پھر بنی ہاشم سے ہے۔ قرن کی مدت چالیس سال سے لے کر ایک سو بیس سال تک بتلائی جاتی ہے۔

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كَنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كَنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ))

---

[1] صحيح بخاری کتاب المناقب: باب صفة النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۵۵۷ .

”بے شک اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کا انتخاب کیا۔ پھر بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو منتخب کیا۔ پھر بنی کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا۔ پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا۔ پھر بنو ہاشم میں سے مجھے اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا۔“ ❶

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاندانی حسب ونسب اور عزت و اکرام میں تمام دنیا کے خاندانوں سے ممتاز اور نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو بات، جو عقیدہ، جو موقف اور نظریہ صحیح احادیث سے ملتا ہے، اس کو تسلیم کرنے اور بیان کرنے میں ہم کوئی تنگ نظری نہیں رکھتے لیکن جو باتیں صحیح احادیث سے ثابت نہیں، ان کو بالکل نہیں مانتے۔ مثلاً:

- سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا تھا اور وہ قطب ستارے میں رکھا گیا تھا۔
- جب آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا معاملہ درپیش تھا تو اس وقت جناب آدم علیہ السلام نے عرش پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا تو اس کے واسطے سے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی۔

الغرض بے بنیاد، من گھڑت اور فضول باتیں عام کر دی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتھے پر نور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے ماتھے پر بھی نور تھا اور جناب اسماعیل علیہ السلام کے ماتھے پر بھی نور تھا۔ یہ بالکل من گھڑت باتیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہدایت تو یقیناً تھے لیکن جسمانی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہی تھے۔



❶ صحيح مسلم: كتاب الفضائل: باب فضل نسب النبى صلی اللہ علیہ وسلم و تسليم الحجر عليه قبل النبوة، حديث نمبر ٢٢٦٧ و سنن ترمذى ٣٦٠٦.

عید میلا د النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴾ (احزاب: ۳۳/ ۲۱)

"تمہارے لیے اللہ کے رسول بہترین نمونہ ہیں جو بھی اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو۔"

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ (النساء: ٤/ ٦٥)

"تمھارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ ﷺ کا حکم تسلیم نہ کریں، پھر آپ ﷺ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں گھٹن بھی محسوس نہ کریں اور اس فیصلہ پر پوری طرح سر تسلیم خم نہ کریں۔"

موجودہ دور میں احمد رضا خان بریلوی متوفی 1921ء کو اپنا مذہبی رہنما ماننے والے بریلوی حضرات ہر سال قمری مہینے ربیع الاول کی 12 تاریخ کو رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک کا دن بڑے جشن اور جلوس جھنڈیوں اور بجلی کے قمقموں کی روشنی وغیرہ کی صورت میں بطور ثواب وعبادت سمجھ کر مناتے ہیں۔ حالانکہ ۱۲ ربیع الاول کو نبی پاک ﷺ کی وفات ہوئی۔ دیکھئے احمد رضا خاں صاحب کی کتاب فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶، صفحہ ۴۱۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۸۳ پر)

حالانکہ اس کا قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت نہیں اور قرون اولیٰ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین کا زمانہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے بہترین لوگ قرار دیا ہے (بخاری) اس

زمانے میں ان لوگوں کے ہاں اس عید جشن و جلوس وغیرہ کا کوئی تصور تک نہ تھا، اور نہ قرآن، حدیث، فقہ حنفی کی کتابوں میں اس کا کہیں ذکر ہے۔

یاد رہے کہ بریلوی حضرات کے محدثین بھی اسے بدعت ہی تسلیم کرتے ہیں مگر بدعت حسنہ کہہ کر عام سادہ لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے جشن میلاد النبی ﷺ ائمہ و محدثین کی نظر میں، صفحہ ۱۴۔ (تصنیف محمد طاہر القادری/ بریلوی)۔

فرمان رسول ﷺ ((کل بدعة ضلالة)) "ہر بدعت گمراہی ہے۔"[1] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہر بدعت گمراہی ہے خواہ لوگ اسے حسنہ خیال کرتے ہوں۔" (السنة للمروزی) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۲۲ پر)

نوٹ:...... علامہ طاہر القادری بریلوی اپنی مندرجہ بالا کتاب میں عید میلاد النبی ﷺ کا جواز ثابت کرنے میں قطعی طور پر ناکام ہوئے ہیں)۔

علامہ طاہر القادری صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب میلاد النبی (جو 831 صفحات پر مشتمل ہے) میں تسلیم کیا ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے جشن میلاد نہیں منایا۔ (صفحہ نمبر 451) طاہر القادری صاحب اسی کتاب کے (صفحہ نمبر 453) پر لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے حضور اکرم ﷺ کا سانحہ ارتحال انتہائی غم انگیز تھا۔ جب سرکار دو عالم ﷺ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غم و آلام کا کوہ گراں ٹوٹ پڑا، اس لیے جب ان کی زندگی میں بارہ ربیع الاول کا دن آتا تو وصال کے صدمے تلے ولادت کی خوشی دب جاتی اور جدائی کا غم از سر نو تازہ ہو جاتا۔ (صفحہ نمبر 454+453)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب رسول اکرم ﷺ کے وصال کا غم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فراق میں آپ رضی اللہ عنہ کا جسم انتہائی کمزور ہو گیا تھا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ (صفحہ نمبر 456۔) اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور شدت غم سے کہنے لگے کہ اگر کسی نے کہا کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ (صفحہ نمبر 456) اور سیدۂ کائنات فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے ابا جان کی جدائی کا غم برداشت نہ کر سکیں اور آپ رضی اللہ عنہا اکثر

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفیف الصلوة.

غمگین رہتیں اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد کبھی آپ رضی اللہ عنہا کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، حتیٰ کہ ۲۹ سال کی کم عمری میں وفات پا گئیں۔ (صفحہ نمبر 461) سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز آپ ﷺ کا وصال ہوا تو مدینہ کی ہر شے تاریک ہو گئی۔ (صفحہ نمبر 471) سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول ﷺ بھی فراق محبوب کو برداشت نہ کر سکے اور مدینہ منورہ کو چھوڑ کر شام کے شہر حلب کی طرف چلے گئے۔ (صفحہ نمبر 472) اور سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ میں اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھنا نہیں چاہتا، پس ان کی بینائی ختم ہو گئی۔ (صفحہ نمبر 478) اور علامہ طاہر القادری صاحب نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالعموم مغموم رہتے تھے، حتیٰ کہ بعض نے مسکرانا ہی ترک کر دیا۔ (صفحہ نمبر 465)

علامہ طاہر القادری صاحب کی کتاب عید میلا دالنبی کے مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اسی لیے صحابہ نے اتنا شدید غم کیا اور صحابہ سمجھ گئے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور اب صحابہ کا رسول اللہ ﷺ سے رابطہ نہیں ہو سکتا، ان حوالوں میں لکھا گیا (1) سانحہ ارتحال (2) آپ ﷺ خالق حقیقی سے جا ملے (3) وصال ہو گیا (4) جدائی کا غم (5) وصال ہو گیا جدائی کا غم برداشت نہ کر سکیں اور آپ یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اکثر غمگین رہتیں۔ (6) وصال ہوا۔ کائنات کی ہر شے تاریک ہو گئی (7) فراق محبوب کو بلال رضی اللہ عنہ برداشت نہ کر سکے۔ (8) حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھنا نہیں چاہتا (سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ) مندرجہ بالا باتوں سے صحابہ کا عقیدہ ثابت ہو گیا لیکن کچھ لوگ ان باتوں کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں یعنی ان کا عقیدہ ہے کہ آپ حاضر ناظر ہیں دنیا میں آتے جاتے رہتے ہیں ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ سب عقائد قرآن حدیث اور صحابہ کے طرزِ عمل کے خلاف ہیں اپنا انجام سوچ لو ایسے لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔

یہاں وصال کا ذکر 27 بار چھ جدائی۔ فراق کا ذکر 6 بار۔ وفات کا ذکر 6 بار ہے۔ یہاں آپ ﷺ کی موت کا ذکر 3 بار ہے دفن کا ذکر 2 بار ہے۔ آپ ﷺ کے نت میں جانے کا ذکر 2 بار ہے۔ آپ ﷺ شفاعت کریں گے کا ذکر 3 بار ہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد کا ذکر چھ بار کتاب میں ہے۔ اور کتاب میں بخاری کے حوالے سے لکھا گیا کہ سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا فرمایا:

"(کتاب میلاد النبی از علامہ طاہر القادری ص 463) ہائے ابا جان! میں اس غم کی خبر جبرئیل علیہ السلام کو سناتی ہوں۔ ہائے ابا جان! آپ اپنے رب کے کتنے نزدیک ہو گئے۔ ہائے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں قیام پذیر ہیں ہائے ابا جان! آپ نے (اپنے) رب کا بلاوا قبول فرمالیا۔"

اسی طرح کے اور واقعات بھی علامہ طاہر القادری صاحب نے اپنی اسی کتاب میں لکھے ہیں۔ لیکن علامہ طاہر قادری صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ واقعات لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ واقعی قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تہوار نہیں منایا۔ جب کہ اس کے برعکس بریلوی حضرات ۱۲ ربیع الاول کو جشن و جلوس، بھنگڑے، میوزک پر دھمال اور نعرے بازی اور کئی قسم کے غیر شرعی کام بڑے فخر سے کرتے اور کراتے ہیں۔ جو بڑے ہی افسوس کی بات ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا ذریعہ ہیں۔

علامہ طاہر القادری صاحب نے اپنی اس کتاب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی (صفحہ نمبر 35، 282، 335) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن کا روزہ رکھا۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۱۳ پر)

تبصرہ:...... تو ہم مسلمانوں کو بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے ہر پیر کو روزہ رکھنا چاہیے، جو ہر قمری مہینے میں ۴ یا ۵ بار پیر کا دن آتا ہے نہ کہ بارہ ربیع الاول کا کہ جس دن کا حدیث کی کتابوں میں ذکر تک نہیں ہے۔ اس کتاب میں بہت سے حوالوں سے لکھتے ہیں کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت ہے۔ (صفحہ نمبر 320، 344، 373) اور اسی کتاب میں بہت سے علمائے کرام کے حوالوں سے لکھا ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوا اور پہلی تین صدیوں میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منائی گی۔ (صفحہ نمبر 349، 373، 396، 482)

بدعت کی تعریف اور علامہ طاہر القادری صاحب:

1. کسی سابقہ مثال کے بغیر کوئی نئی چیز ایجاد کرنا اور بنانا۔ (صفحہ نمبر 699)
2. بدعت سے مراد ایسے نئے کام کی ایجاد ہے جو عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہو۔
3. بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہ ہو۔ (صفحہ نمبر 701)

اب قرآن وحدیث رسول ﷺ سے بدعت کی مذمت ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴾

(النساء: ٤/ ١١٥)

''اور جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا اس نے رخ کیا ہے پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔''

(دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۲۱۷ پر)

لیکن قرآن کے اس واضح حکم کے برعکس کہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے راستے کو نہ چھوڑو) علامہ طاہر القادری صاحب اپنی اسی کتاب کے (صفحہ نمبر 395) پر ایک مفتی صاحب کا فتویٰ لکھتے ہیں:

''یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے نہ کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی (استغفر اللہ) کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کرسکتا۔''

اسے کہتے ہیں انکار قرآن وانکار حدیث رسول ﷺ اور انکار سبیل المومنین۔ اگر قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومقام واضح ہے لیکن یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''کسی'' کہا جارہا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی ہے اور بے ادبی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان اور فضیلت کے لیے قرآن کی آیات دیکھیے: (البقرہ/ ۱۳۷۔ الفتح/ ۱۸ تا ۲۰ اور ۲۹۔ النساء/۴/ ۴۵ اور ۱۱۵) اللہ کا فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① ﴾ (الحجرات: ٤٩/ ١)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔''

اسی آیت کی تشریح میں نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں ''یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو، نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدم کرنا رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کے خلاف ہے۔ اور علامہ طاہر القادری صاحب 1 ہجری (جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے) سے ۱۰ ہجری تک (جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تھا) کے متعلق اپنی کتاب میں عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر کرنا بھول گئے ہیں یا علامہ صاحب کو رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ کی زندگی سے کوئی حوالہ ہی نہیں ملا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے 10 سالہ رسول اللہ ﷺ کی مدنی زندگی میں بریلویوں کی طرح جشن میلاد النبی ﷺ کیوں نہ منائی؟ کیا کوئی رکاوٹ تھی یا بریلویوں کی طرح عید میلاد النبی ﷺ منانے میں کوئی امر مانع تھا؟ ذرا سوچیے!

فرمانِ ربانی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝﴾ (النساء: ٤/ ٥٩)

''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو اللہ کے رسول ﷺ کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو، اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔''

فرمان رسول ﷺ:

((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) [1]

''یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب کی بات اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے برے امور وہ ہیں جنہیں دین میں نیا ایجاد کیا جائے اور بدعت گمراہی ہے۔''

---

[1] مسلم شریف كتاب الجمعه .

فرمان رسول ﷺ:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ)) ❶

''جس شخص نے ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کیا جو اس سے نہیں تھا وہ مردود ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ))❷

''جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو، تو وہ مردود ہے۔''

یعنی لغو اور مردود ہے، اس سے بچنا چاہیے اور اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ یہ احادیث تمام بدعات اور نئی چیزوں کو جو لوگوں نے دین میں داخل کی ہیں، کے خلاف ایک جامع حصار ہیں، اور دوسری حدیث پہلی حدیث سے بھی زیادہ صاف ہے۔ ان احادیث نے بدعتیوں کا سارا ڈھانچہ توڑ کر رکھ دیا اور ان کا گھر اجڑ گیا کیونکہ انہوں نے دین میں جو نئے کام نکالے یہ احادیث ان سب کو رد کرتی ہیں۔

تیسری حدیث جس کا ذکر ہوا وہ یہ ہے:

''سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم کے متعلق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے گھر آئے اور آپ ﷺ کی عبادت کا حال پوچھا۔ جب ان کو بتلایا گیا تو انہوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا، کہنے لگے: ہم کہاں، رسول اللہ (ﷺ) کہاں، ہم لوگ تو گناہ گار ہیں۔ ایک کہنے لگا میں تو ساری عمر رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرا کہنے لگا میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا۔ اور تیسرا کہنے لگا میں تو عمر بھر عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ فرمایا ''میں روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا

---

❶ صحیح بخاری و صحیح مسلم.

❷ بخاری، تعلیقا، کتاب البیوع، باب النجش، فوق الحدیث: ۲۱۴۲۔ مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور: ۱۸/ ۱۷۱۸ .

ہوں، سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو کوئی میرے طریقے کو ناپسند کرے وہ مجھ سے نہیں۔'' ❶

یاد رہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات سب بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ و ارفع ہے اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیم ''سنت'' طریقہ بھی روئے زمین کے تمام طریقوں سے اعلیٰ و ارفع ہے اور پیغمبر ﷺ کی بات سب باتوں سے اعلیٰ ہے۔

دین میں اپنی طرف سے کوئی نئی بات نکالنا جس کا اللہ اور رسول ﷺ نے حکم نہیں دیا، یہ نئی شریعت کا ایجاد کرنا ہے، یہ دین سازی ہے جس کا حق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ اس کے لیے دیکھئے قرآن سورۃ (الانعام آیت نمبر 57، 62، 106۔ سورۃ یوسف آیت نمبر 40۔ سورۃ الزخرف ۴۴/۴۳)

دین اسلام میں نئی بات نکالنے والا دین اسلام کو نامکمل سمجھتا ہے حالانکہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے۔ سورۃ المائدہ کی (آیت نمبر 3 اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 85 کو دیکھئے) نیز سورۃ انفال کی آیت نمبر 21، 20۔ اس لیے بدعتی کی کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔

فرمان رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَ بِدْعَتَهٗ .)) (طبرانی)

''صاحب بدعت کی توبہ اللہ تعالیٰ روک لیتا ہے یہاں تک کہ بدعت کو چھوڑ دے۔''

((وَ تَفَرَّقَ أُمَّتِىْ عَلٰى ثَـلَاثٍ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِى النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِىَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ .))

(ترمذی)

آپ نے فرمایا: ''میری امت میں ۷۳ فرقے پیدا ہو جائیں گے۔ سب جہنم میں

---

❶ بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ۵۰۶۳ .

جائیں گے، صرف ایک ہی جنتی ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ فرقہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔'' (کنز الایمان: ۶/۳۳۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۷۷ پر)

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ))

''لہٰذا جو شخص میرے طریقے سے اعراض کریگا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔'' (بخاری و مسلم)

امام مالک کا یہ فرمان کہ ''جو عمل اس وقت دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتا۔'' قیامت تک کے لوگوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور ہر دینی مسئلہ کا ثبوت قرون اولیٰ سے ڈھونڈنا چاہیے۔ اگر اس کا ثبوت اس وقت سے مل جائے تو اس پر عمل کر لیا جائے ورنہ اسے قطعاً دین تصور نہ کیا جائے۔

قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہیں بڑھنا، نہ قول میں نہ فعل میں۔ دین میں کوئی نیا کام نہیں کرنا کیونکہ ہر بدعت گمراہی کا سبب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ پر نہ چلنے والا کوئی شخص بھی جنتی نہیں ہو سکتا۔

علامہ طاہر القادری نے اپنی کتاب میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تسلیم کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جشن میلاد نہیں منایا۔ اب اوپر دیے گئے تمام شواہد کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ آپ خود کر لیں۔ کیونکہ دین مکمل ہو چکا ہے اور اس دین کے علاوہ اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔

محبت کا معیار:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۱)

''اے محبوب! فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲﴾

(آل عمران: ۳/ ۳۲)

''آپ فرمادیں کہ حکم مانو اللہ اور رسول ﷺ کا۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا۔''

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

فرمان رسول ﷺ:

((مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ))

(ترمذی)

''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

ایک اور فرمان رسول ﷺ ہے

''میری تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا۔ بے شک میں ایک بندہ ہوں لہٰذا تم بھی اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔'' (بخاری شریف)

سنت نبوی ﷺ پہ چلا جا تو اے سالک بے دھڑک
جنت الفردوس کو جاتی ہے سیدھی یہ سڑک

مولوی غلام رسول سعیدی بریلوی (جامعہ نعیمیہ کراچی والے) صحیح مسلم شریف کی شرح میں لکھتے ہیں

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامات:

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے احکام پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کیا جائے، خواہ تکلیف ہو یا راحت، خوشی ہو یا

رنج، ہر حال میں آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کی سنتوں کی اقتداء کی جائے اور اپنے نفس کی خواہشوں اور تقاضوں پر آپ ﷺ کی سنت کو ترجیح دی جائے۔" (صفحہ ۴۳۳، جلد نمبر ۱)۔

مزید لکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی شان میں غلو سے احتراز کرنا:

"رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرنے اور آپ ﷺ کی نعت میں یہ ادب ملحوظ رہنا چاہیے کہ آپ ﷺ کو اللہ کے برابر بیان نہ کیا جائے اور نہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے بڑھایا جائے۔ اس طرح یہ شعر بھی غلط ہے

خدا جس کو پکڑے چھڑائے محمد ﷺ
محمد ﷺ کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

بعض واعظین جوش خطابت میں یہ نعرہ لگوانے اور داد حاصل کرنے کے شوق میں اس قسم کی باتیں کہہ دیتے ہیں۔ ان سب سے احتراز لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ اور یہ آپ ﷺ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ صورت اور سیرت میں آپ ﷺ کی کامل اتباع کی جائے۔

یاد رکھیں! کسی عمل کی اس وقت تک کوئی قدر و قیمت نہیں اور نہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی فضیلت ہے (ص ۴۹۲/۲۱۲/۹۳۲/۹۳۱) جب تک اس عمل کو سرکار دو عالم ﷺ نے کر نہ لیا ہو۔

(ص ۳۴۵۔ ج ۲)

ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب اپنی کتاب میلاد النبی ﷺ میں فرماتے ہیں:

"میلاد مبارک پر دلائل طلب کرنا اور اس کے عدم جواز پر بحث و مناظرہ کرنا حضور ﷺ سے محبت کے تقاضوں کے منافی ہے۔ محبت کبھی دلیل کی محتاج نہیں ہوتی۔"

ثابت ہوا کہ ان کے پاس اس سلسلے میں کوئی دلیل نہیں۔ (صفحہ ۲۰۲) مزید لکھتے ہیں کہ "جب حضور اکرم ﷺ کا سایۂ رحمت امت کے سر سے اٹھ گیا ہو یا رابطہ اور تعلق منقطع ہو چکا

ہو......غم کس بات کا'' (ص ۴۸۸) مزید لکھتے ہیں ''آپ ﷺ کے وصال پر غم کا اظہار خلاف شریعت ہے اور اسلام کے ابدی اصول کے منافی ہے۔'' (ص ۴۹۱)

تبصرہ:...... قادری صاحب کی ان باتوں کا خیال رکھیں اور اس کتاب کے شروع میں رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو حال ہوا، اس کو بھی دیکھیں تو ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے وصال پر جو غم کا اظہار کیا وہ خلاف شریعت اور اسلام کے ابدی اصول کے منافی تھا۔ حالانکہ ایسا کہنا قرآن، فرمان نبوی ﷺ اور قول احمد رضا خان صاحب سب کے خلاف ہے، جیسا کہ اسی کتاب میں ذکر ہو چکا ہے۔ (کنز الایمان ۶۲/ ف ۱۱)

نیز قادری صاحب نے اپنی اس کتاب میں بہت جگہ رسول پاک ﷺ کے ساتھ عشق اور آپ ﷺ کے عاشق ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس پر دو ہی تبصرے ہو سکتے ہیں۔ علماء نے تحقیق کے بعد لکھا ہے کہ عشق اور عاشق کا لفظ قرآن و کسی صحیح حدیث رسول ﷺ سے ثابت نہیں، محبت کا لفظ ثابت ہے اور ویسے بھی یہ عشق اور عاشق کے الفاظ نازیباں اور بازاری الفاظ ہیں ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو کائنات کی عظیم ہستی ہیں اُن کے لیے یہ الفاظ استعمال کرنا نہایت نامناسب ہیں۔

(۲)...... میرا بریلویوں اور دیو بندیوں کو مشورہ ہے کہ رسول ﷺ کے بارے میں عشق اور عاشق کا لفظ استعمال نہ کریں۔ کیا کوئی اپنی ماں، بہن اور بیٹی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کر سکتا ہے؟ غور طلب بات ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی اسی کتاب میں یہ بھی تسلیم کیا کہ جس طرح ہم عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں قرون اولیٰ میں اس طرح جشن منانے کا کلچر نہ تھا۔ (ص 681، 684، 493، 498) خود ہی تسلیم کر لیا کہ یہ بدعت ہے۔

تبصرہ:...... یہ کتاب لکھ کر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے اپنی ڈاکٹریٹ کا صحیح تعارف کروا دیا کہ انہیں شریعت کا کچھ علم نہیں۔ ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ صحابہ کا اجماع حجت ہے۔ (امت کا اجماع قرآن سے ثابت ہے)۔ دیکھئے قرآن (النساء ۴/ ۱۱۵ اور البقرہ ۲/ ۱۳۷) اور یہ اجماع فرمان رسول ﷺ سے ثابت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت گمراہی پر جمع نہ

ہوگی۔" یادر ہے کہ قرآن بھی وحی ہے اور حدیث بھی وحی ہے یہ جواب ہے ان کی کتاب "میلاد النبی ﷺ" میں جوانہوں نے لکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ یہ کام کیے۔(صفحہ 726 سے 731 تک)۔(کنزالایمان ٦/ف ٢٩٧+٤/١١٥ف ٣٠٤۔٣١/١٥ف ٢٤+٦/١٥٩ف ٣٣٥)

اور ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے اپنی اسی کتاب میں صفحہ (51 تا 307 اور 499 تا 786) پر بے شمار دلائل عید میلا دالنبی ﷺ کے حق میں درج کیے۔ یہ سب کے سب دلائل غیر متعلقہ ہیں۔ کیا یہ دلائل رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے نہ تھے؟ پھر انہوں نے بریلویوں کی طرح عید میلا دالنبی ﷺ کیوں نہ منائی؟ یہ اپنے اعمال بدعات سے عملی طور پر یہ ثابت کررہے ہیں کہ دین مکمل نہیں ہے۔اور بریلوی دین کو رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہتر سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں، اور یہ بریلویوں کی پرلے درجے کی حماقت، بے عقلی اور گمراہی ہے، اور ان کو رسول ﷺ کے فرامین اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کا کچھ پتہ نہیں۔ یہ ڈاکٹر نہیں بلکہ مریض ہیں جیسا کہ اس تفصیل سے صاف عیاں ہے اور ان کے عقیدے کے اس مرض کا (یعنی بدعات ہی بدعات اور ان پر اصرار) قرآن، فرمان رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کی روشنی میں علاج کرنا چاہیے۔ہم تو ان کو یہی مشورہ دے سکتے ہیں۔ باقی رہی ہدایت، تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ہم تو ان کی منت ہی کر سکتے ہیں اور ان کے لیے اللہ سے دعا گو ہیں کہ اللہ ان کو پکا اور سچا سنی بنائے۔(کنزالایمان)

(٣)......ہم آپ کو مدینہ منورہ کی طرف بلاتے ہیں اور آپ ہم کو بریلی شہر کی طرف بلاتے ہیں۔فرق صاف ظاہر ہے!

کتب فقہ حنفی کے چند مسائل:

قرآن وحدیث:

1. کتاب وسنت میں سب کچھ موجود ہے۔(مقدمہ عالمگیری، الوصل فی الافتاء ج اص ١١٧)۔
2. آیت ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ سے دین قرآن وحدیث میں مکمل ہو چکا ہے۔

(مقدمۃ عالمگیری الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ۔ج اص ٣٤، عین الہدایہ، ص:٣٤)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ٨٢٦ پر)

۳ دین اسلام کا مدار قرآن وحدیث واجماع پر ہے۔ (مقدمہ عین الھدایہ فصل فی الحدیث ج۱،ص۱۱۰)

۴ نص کے ہوتے ہوئے قیاس ترک کیا جائے گا۔ (ہدایہ جلد۱ص۵۴، وجلد۲،ص۶۴۸)۔

۵ کتاب وسنت کے موافق عمل کرے اور تعصب باطل اور کجروی سے بچے۔ اور یہ مراد نہیں کہ جو کہے میں حنفی ہوں اس کی مغفرت ہو جائے۔

(مقدمہ درالمختار فضائل امام اعظم، ج۱،ص۹۳۰)

۶ فتوی میں نہ لکھا کرو کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں، بلکہ یوں لکھا کرو کہ اس واقعہ میں اللہ ورسول ﷺ کا حکم تم کو کیا معلوم ہے؟

(مقدمہ عالمگیری، الوصل فضائل علم وعلماء ج۱ص۱۴)

۷ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول خلاف کتاب وسنت کے معتبر نہ ہوگا۔

(درمختار جلد۲ص۶۱۱، مقدمہ ہدایہ جلد۱ص۳۵)

۸ حدیث وحی خفی ہے۔ (مقدمہ عین الھدایہ فصل فی الحدیث ج۱ص۱۱۰)

۹ حدیث حجت ہے۔ (مقدمہ عین الھدایہ فصل فی الحدیث، ج۱ص۱۱۰)۔ حدیث کا رد کرنے والا گمراہ ہے۔ (فقہ اکبر) (مقدمہ عین الھدایہ، ج۱ص۳۰)

۱۰ جو بات آنحضرت ﷺ کے بال برابر خلاف ہو اس کو ترک کرے۔ (مالا بدمنہ ص۸)

۱۱ سنت چھوڑنے پر ملامت کی جائے گی۔ (ہدایہ جلد۱،ص۱۱)۔

۱۲ آنحضرت ﷺ کی محبت محض زبان کے کہنے سے نہیں ہوتی بلکہ اتباع سے ہوتی ہے۔ (شرح وقایہ،ص۱۰۷)

۱۳ عمل حرمین شریفین کا بمقابلہ حدیث کے حجت نہیں۔ (شرح وقایہ،ص۸۶)۔

۱۴ موضوع حدیث سے استدلال کرنا حرام ہے اور عمل کرنا بھی حرام ہے۔

(مقدمۃ عین الھدایہ: بیان احادیث ج۱ص۱۱۶)

۱۵ ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل ۱۶/ ۴۳) سے مراد قرآن و حدیث کا حکم دریافت کرنا ہے۔ لوگوں کی باتیں مان لینا کا حکم نہیں ہے۔

(مقدمہ عالمگیری، ج۱ص۱۴)

⑯ یہود و نصاریٰ اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہنا مانتے تھے، اس لیے اللہ نے مشرک فرمایا۔ مومنوں کو حکم کیا کہ لوگوں کے قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ و رسول ﷺ کا کیا حکم ہے؟

(مقدمہ عالمگیری: الوصل علم دین کے بیان میں، ج ا ص ۱۴)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال:

① فرمایا کہ آنحضرت ﷺ سے جو پہنچے ہمارے سر آنکھوں پر ہے، ہم کو مخالفت کی مجال نہیں، اور جو صحابہ سے پہنچے وہ بھی سر آنکھوں پر، اور جو تابعین رحمہ اللہ سے پہنچے اس پر غور کریں گے۔

(مقدمہ فتاویٰ عالمگیری، تذکرۃ الوصل ابی حنیفہ، ج ا ص ۴۵)

② فرمایا کہ پہلے ہم قرآن پر حدیث سے معنی سمجھ کر عمل کرتے ہیں، اور جب قرآن میں نہیں پاتے تو حدیث کو ڈھونڈتے ہیں، اور حدیث میں بھی نہیں پاتے تو خلفائے راشدین کے فیصلوں پر عمل کرتے ہیں، پھر بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتووں پر۔

(مقدمہ فتاوی عالمگیری تذکرۃ الوصل ابی حنیفہ، ج ا ص ۴۵)

③ فرمایا: ''جب حدیث صحیح مل جائے وہی میرا مذہب ہے۔''

(عین الھدایۃ طرقۃ الفتوی، ج ا ص ۱۰۴)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۲۷ پر)

④ فرمایا: ''چھوڑ دو میرے قول کو حدیث کے سامنے۔ (مقدمہ شرح الوقایہ، تقلید کا بیان ج ا ص ۱۰)

⑤ فرمایا: ''دین میں رائے سے بچو، سنت کے تابع رہو، اور جو اس سے باہر ہے گمراہی ہے۔''

(مقدمۃ عالمگیری الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ ج ا ص ۴۶)

⑥ فرمایا: ''اپنے اوپر آثار سلف کو لازم پکڑو۔ اور لوگوں کی رائے سے بچو، اگرچہ کیسی ہی آراستہ ہو۔'' (مقدمۃ عالمگیری الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ ج ا ص ۴۶)

⑦ فرمایا: ''بدعت سے بچو اور سلف صالحین کی رسی مضبوط پکڑو۔''

(مقدمہ عالمگیری الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ ج ا ص ۴۶)

ملا علی قاری رحمہ اللہ کا قول:

(۱)...... فرمایا: ''تو اے مخاطب! اپنے اوپر اتباع سنت غراء لازم کر کہ وہ پناہ ہے ہوا پرستی

سے اور سپر ہے سہام شیطانی سے۔ اور چھوڑ تعصب اور ناحق داری کو کہ وہ باب عظیم ہے ابواب شیطانیہ سے۔ (مقدمہ درالمختار: فضائل امام اعظم، ج ۱ ص ۳۳)۔

اب ہم بریلویوں کے کنز الایمان (قرآن) سے کچھ حوالے درج کرنا چاہتے ہیں:

سورت آل عمران (۳/آیت ۱۰۳) کے (ف ۱۸۷) کے تحت لکھتے ہیں "سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط تھام لو اور آپس میں پھٹ نہ جانا جیسے کہ یہود و نصاریٰ متفرق ہوگئے۔ اس آیت میں ان افعال و حرکات کی ممانعت کی گئی جو مسلمانوں کے درمیان تفریق کا سبب ہوں۔ طریقہ مسلمین مذہب اہل سنت ہے، اس کے سوا کوئی راہ اختیار کرنا دین میں تفریق اور ممنوع ہے۔" اور (ف: ۱۹۳) کے تحت لکھتے ہیں "مسئلہ اس آیت میں مسلمانوں کو آپس میں اتفاق و اجتماع کا حکم دیا گیا ہے اور اختلاف اور اس کے اسباب پیدا کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ احادیث میں بھی اس کی بہت تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔" اور (ف ۱۹۹) کے تحت لکھتے ہیں "ترمذی کی حدیث میں ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ میرے امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست رحمت جماعت پر ہے۔ جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔"

اور سورۃ لقمان (۳۱/آیت ۱۵ کے ف ۲۴) کے تحت لکھتے ہیں "یعنی نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کی راہ، اسی کو مذہب سنت و جماعت کہتے ہیں۔" (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۲۸ پر)

مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیں رضا خانی ترجمہ و تفسیر کے حوالے۔ (الاحزاب ۳۳/۲۱ ف ۵۶۔ آیت ۲۶ ف ۶۸ اور آیت ۳۴ ف ۸۶۔ سبا ۳۴/۴۶ ف ۱۲۴۔ الصفت ۳۷/۱۸۱ ف ۱۵۸۔ المعارج ۷۰/۳۴ ف ۳۰۔ الاحزاب ۳۳/۶۶ ف ۱۶۱ تا ۱۶۵) یہ حوالہ بہت اہم ہے۔

تبصرہ:...... اوپر احمد رضا خان صاحب بریلوی کے قرآنی ترجمہ و تفسیر سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ جو نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ سے ہٹ گیا وہ اہل سنت و جماعت نہ رہا اور وہ دوزخی ہے۔ اور دوزخی کہیں گے: "ہائے! کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول ﷺ کا حکم مانا ہوتا۔" (الاحزاب ۳۳/۶۶)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا

اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ (الانعام/٦ ١٥٩)

''وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے۔ ف۳۳۵ اے محبوب! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالہ ہے۔ پھر وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔'' (ف۳۳۶)

تشریح:...... (ف۳۳۵) مثل یہود و نصاریٰ کے حدیث شریف میں ہے، یہود اکہتر فرقے ہو گئے۔ ان میں سے صرف ایک ناجی ہے، باقی سب ناری۔ اور نصاریٰ بہتر فرقے ہو گئے۔ ایک ناجی باقی سب ناری۔ اور میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ وہ سب کے سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے جو سواد اعظم یعنی بڑی جماعت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۷۷ پر)

(ف۳۳۶) اور آخرت میں انہیں اپنے کردار کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾﴾ (محمد: ٤٧/ ٣٣)

''اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو (ف۸۶) اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔'' (ف۸۷)

تشریح:...... (ف۸۶) یعنی ایمان و اطاعت پر قائم رہو۔ (ف۸۷) اور بتایا گیا کہ مومن کے لیے اطاعت خدا و رسول ضروری ہے اور گناہوں سے بچنا لازم ہے۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ﴾

(محمد: ٤٧/ ٣٨)

''اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور اگر تم منہ پھیرو ف۹۹ تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا۔''

تشریح:...... (ف۹۹) اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے۔

اب ہم قرآن کے مزید کچھ حوالہ جات درج کریں گے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱﴾ (آل عمران ۳/ ۳۱)

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس آیت نے تمام دعوے داران محبت کے لیے ایک کسوٹی اور معیار مہیا کر دیا ہے تاکہ محبت الٰہی کا طالب اگر اتباع محمد ﷺ کے ذریعے سے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو پھر یقیناً وہ کامیاب ہے اور اپنے دعوے میں سچا ہے، ورنہ وہ جھوٹا بھی ہے اور اس مقصد کے حصول میں ناکام بھی رہے گا۔

نبی ﷺ کا بھی فرمان ہے ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))(متفق علیہ) ''جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا معاملہ نہیں ہے یعنی ہمارے بتلائے ہوئے طریقے سے مختلف ہے تو وہ مسترد ہے۔''

''تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آ جانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا۔ انہی لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔ جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ۔ سیاہ چہرے والوں (سے کہا جائے گا) کہ تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا، اب اپنے کفر کا عذاب چکھو۔ اور سفید چہرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

(آل عمران: ۳/ ۱۰۶، ۱۰۷)

تشریح:...... ''جن لوگوں نے روشن دلیلیں آ جانے کے بعد تفرقہ ڈالا'' اس سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلاف و تفرقہ کی وجہ یہ نہ تھی کہ انہیں حق کا پتہ نہ تھا اور وہ اس کے دلائل سے بے خبر تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے سب کچھ جانتے ہوئے محض اپنے دنیاوی مفاد اور نفسانی اغراض کے لیے اختلاف و تفرقہ کی راہ پکڑی تھی اور اس پر جمے ہوئے تھے۔ قرآن مجید نے مختلف اسلوب اور پیرائے سے بار بار اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے اور اس سے دور رہنے

کی تاکید فرمائی ہے۔ مگر افسوس کہ اس امت کے تفرقہ بازوں نے بھی ٹھیک یہی روش اختیار کی کہ حق اور اس کی روشن دلیلیں انہیں خوب اچھی طرح معلوم ہیں مگر وہ اپنی فرقہ بندیوں پر جمے ہوئے ہیں اور اپنی عقل و ذہانت کا سارا جوہر سابقہ امتوں کی طرح تاویل و تحریف کے مکروہ شغل میں ضائع کر رہے ہیں۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت و افتراق مراد لیے ہیں۔ (ابن کثیر و فتح القدیر) جس سے معلوم ہوا کہ اسلام وہی ہے جس پر اہل سنت و جماعت عمل پیرا ہیں اور اہل بدعت و اہل افتراق اس نعمت اسلام و اتحاد سے محروم ہیں۔

حاصل بحث سنت و بدعت:

بدعت میں مبتلا ہونے کے بعد قلب کی نورانیت و صلاحیت زائل ہو جاتی ہے۔ آدمی حق و باطل (قرآن و حدیث اور بدعت) کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ اس کی مثال اس اناڑی کی سی ہو جاتی ہے جس کو کسی نوسر باز نے روپیہ بڑھانے کا جھانسا دے کر اس سے اصلی نوٹ (قرآن و حدیث) چھین لیے ہوں اور جعلی نوٹوں (بدعات) کی گڈی اس کے ہاتھ میں تھما دی ہو۔ وہ احمق خوش ہے کہ اسے ایک کے بدلے میں سو مل گئے۔ مگر یہ خوشی اسی وقت تک ہے جب تک وہ انہیں لے کر بازار کا رخ نہیں کرتا۔ بازار جاتے ہی اس کو نہ صرف کاغذ کے ان بے قیمت پرزوں کی حقیقت معلوم ہو جائے گی بلکہ جعلی کرنسی کے الزام میں اسے ہتھکڑی بھی لگا دی جائے گی۔

خوب سمجھ لیجئے کہ آخرت کے بازار میں صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا سکہ چلے گا اور جن لوگوں نے بدعتوں کی جعلی کرنسیوں کے انبار لگا رکھے ہیں وہاں ان کی قیمت ایک کوڑی بھی نہ ہوگی۔ بلکہ سرکاری مہر والے سکہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں غیر سرکاری مہر والی جعلی کرنسی بنانے اور رکھنے کے الزام میں پابند سلاسل (دوزخ) کر دیے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب احادیث کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سختی سے سنت کے پابند تھے اور ہر نئی چیز سے سخت متنفر تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند واقعات:

ایک دیہاتی صحابی رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "مجھے ایسا

عمل بتایئے کہ میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟'' تو آپ ﷺ نے ارکان خمسہ کی تعلیم دی۔ سننے پر اس نے کہا ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم۔'' جب وہ واپس ہوا تو رسول کائنات ﷺ نے فرمایا ''جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ جنت والوں میں سے کسی آدمی کو دیکھے تو اس کو دیکھ لے۔'' ❶

چنانچہ فرائض و واجبات وغیرہ امور عظیمہ کا تو ذکر ہی کیا ہے، خفیف خفیف باتوں بلکہ امور اتفاقیہ میں بھی مخالفت روا نہ رکھتے تھے جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے:

① آپ ﷺ نے ایک خاص ضرورت سے انگوٹھی بنوائی اور پہنی تو سب نے انگوٹھیاں بنوا لیں اور پہن لیں۔ جب آپ ﷺ نے اس کو اتار کر پھینک دیا تو سب نے اتار کر پھینک دیں۔ ❷

② ایک مرتبہ آپ ﷺ نعلین پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے نماز کے دوران کسی ضرورت سے نعلین اتار دیے تو صحابہ نے بھی آپ کو اتارتے دیکھ کر اتار دیے۔ ❸

③ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول کائنات ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے قمیص کا بٹن کھلا ہوا تھا تو انہوں نے عمر بھر بٹن کھلا رکھا۔ ❹

④ ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر ہنسے، وجہ دریافت کرنے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ گھوڑے پر سوار ہو کر اسی طرح ہنستے دیکھا۔'' ❺

⑤ ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضو کے بعد کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا جیسا میں نے کیا۔ ❻

---

❶ بخاری، کتاب الزکاة باب و جوب الزکاة ١٣٩٧ .

❷ بخاری کتاب اللباس، باب من جعل فصل الخاتم فی بطن کفه: ٥٨٧٦ .

❸ ابو داؤ د، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی النعل: ٦٥ .

❹ ابوداود، کتاب اللباس، باب فی حل الازار: ٤٠٨٢ .

❺ مسند احمد: ١/ ٩٨۔ المستدرك للحاكم: ٢/ ٩٨، ٩٩۔ صحیح ابن حبان: ح: ٢٦٩٨۔ ترمذی، ح: ٣٤٤٦۔ سنن ابی دائود: ٢۔ ٢٦ .

❻ نسائی، کتاب الطهارة، باب صفة الوضوء: ٩٥ .

۶ ایک سفر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مقام پر راہ سے ہٹ کر چلنے لگے، ان سے دریافت کیا گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔" ❶

۷ اسی طرح نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آثار کی اتباع کرتے تھے اور جہاں کہیں آپ ﷺ سفر میں اترے تھے وہیں اترتے تھے۔ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے تھے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس درخت کی آبیاری کرتے تھے تاکہ سوکھ نہ جائے اور اسی درخت کے نیچے جا کر قیلولہ کرتے اور خبر دیتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ❷

۸ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں نے تو اس کٹورے سے رسول اللہ ﷺ کو اتنی اتنی بار سے زیادہ پلایا ہے۔ عاصم نے کہا ابن سیرین کہتے تھے اس کٹورے میں ایک کنڈا لوہے کا لگا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کے بدلے سونے یا چاندی کا کنڈا لگا دیں۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھایا کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی چیز مت بدل۔ تب انس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح رہنے دیا۔ ❸

۹ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو اپنی سونے کی جگہ آئے تو نماز کا سا وضو کر پھر داہنی کروٹ لیٹ اور یہ دعا پڑھ (ترجمہ) "یا اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنا سارا کام بھی تجھ کو سونپ دیا اور تجھی پر میں نے تیرے عذاب سے ڈر کر اور تیرے ثواب کی امید کر کے بھروسا کیا۔ تجھ سے بھاگ کر کہیں پناہ یا چھٹکارے کی جگہ تیرے سوا نہیں ہے۔ میں اس کتاب پر جو تو نے اتاری، ایمان لایا اور نبی (محمد ﷺ) پر جن کو تو نے بھیجا۔"
آپ ﷺ نے فرمایا "جو شخص اس دعا کو پڑھ کر سو جائے اور پھر مر جائے تو اسلام پر مرے گا اور ایسا کر کہ یہ دعا سب باتوں کے اخیر میں پڑھ۔ براء رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کو یاد کر لوں؟ انہوں نے پڑھا تو یوں کہا "وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ)

❶ سنن ابوداود، كتاب الادب، باب كراهية الغناء و الزمر: ٤٩٣٤.
❷ صحيح ابن حبان، ح: ٧٠٧٤.
❸ بخاري، كتاب الاشربة، باب الشرب من قدح النبي ﷺ و آنيته: ٥٦٣٨، ٣١٠٩.

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ یوں پڑھ "وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ) ❶ کیونکہ آپ ﷺ نے یہی الفاظ سکھائے تھے۔

⑩ سیدنا ابن عمرؓ کے سامنے ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے "الحمدللّٰه و السلام علی رسول اللّٰه" کہا۔ یہ سن کر سیدنا ابن عمرؓ فرمانے لگے میں بھی "الحمدللّٰه و السلام علی رسول اللّٰه" کہہ سکتا ہوں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ہمیں یہ تعلیم نہیں دی بلکہ فرمایا کہ چھینک آنے پر "الحمدللّٰه علی کل حال" پڑھا جائے۔ ❷

ثابت ہوا کہ رسول کائنات ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ میں ایک لفظ بھی بدلنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ دین کے معاملہ میں آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات وحی ہے اور وحی میں ردوبدل نہیں ہوسکتا۔

حدیث نبوی ﷺ میں ارشاد ہے "میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا، جو شخص میرے پاس آئے گا وہ اس کا پانی پیے گا، اور جو ایک بار پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ کچھ لوگ میرے پاس وہاں آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا (کیونکہ جہاں جہاں وضو کا پانی لگے گا وہ اعضا قیامت کے دن چمکتے ہوں گے اور حدیث کے مطابق یہ کسی اور امت کی خصوصیت نہ ہوگی) اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قیامت کے دن حوض کوثر دینے کا قرآن میں وعدہ فرمایا) مگر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا "یہ تو میرے امتی ہیں؟" مجھے جواب ملے گا کہ آپ ﷺ نہیں جانتے، انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یہ جواب سن کر میں کہوں گا "دور ہوں، دور ہوں وہ لوگ جنہوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا۔" ❸ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۷۷ پر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑ کر دین میں نئی نئی

---

❶ بخاری، کتاب الوضو، باب فضل من بات علی الوضوء: ۲۴۸.

❷ ترمذی، کتاب الادب، باب ما یقول العاطس اذا عطس ۲۷۳۸۔ مستدرك حاكم: ۶۲۵/۴، ۲۶۶.

❸ بخاری کتاب الرقاقی، باب فی الحوض ۶۵۸۳: ۶۵۸۴.

بدعتیں ایجاد کر لی ہیں وہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر سے محروم رہیں گے۔ ذرا سوچیے ! کیا اس سے بڑی محرومی کوئی ہو سکتی ہے حالانکہ وہ نمازی ہوں گے۔

تنبیہ (۱):...... یاد رہے کہ انسان کتنا بڑے سے بڑا گنہگار ہو وہ کسی وقت بھی اس گناہ کو چھوڑ کر توبہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ گناہ کو گناہ سمجھتا ہے۔ لیکن بدعتی بدعت کو نہیں چھوڑتا کیونکہ وہ اسے گناہ نہیں سمجھتا بلکہ ثواب سمجھتا ہے۔

تنبیہ (۲):...... جب دین، قرآن، رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا طرز عمل ہے اور ان تینوں میں دین مکمل ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم حنفی بریلوی تھے؟ سوچنے کا مقام ہے!



موت پر سوگ

(قرآن، حدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں)

1 سورۃ بقرہ آیات (155 تا 157) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾﴾

"اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنادو۔ ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کے جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے، اور یہی سیدھے رستے پر ہیں۔"

مندرجہ بالا آیات میں جانی و مالی نقصان پر صبر کرنے والوں کے لیے رحمت، بخشش اور ہدایت یافتہ ہونے کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

2 سورۃ النساء (آیت 10) مزید فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾﴾

"جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔"

مندرجہ بالا آیات میں یتیم کا مال ناحق کھانے والوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور وہ دوزخی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

حدیث نمبر ❶:......

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

"جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے وہ مردود ہے (رد کر دیا جائے گا) ہے۔" (بخاری، مسلم)

حدیث نمبر ❷:......

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ))

"جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں۔" (بخاری، مسلم)

(بخاری جلد 1 صفحہ 558-559 پارہ 5 کتاب الجنائز باب 814)

جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں مگر عورت اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن کا سوگ کرے۔

مسلم (جلد 4 صفحہ 116 تا 120) کتاب الطلاق بعنوان:۔ سوگ واجب ہے اس عورت پر جس کا خاوند مر جائے اور کسی حالت میں تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے۔

مسلم شریف کے مندرجہ بالا مقام پر سات احادیث اس مضمون کی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "نہیں حلال ہے، اس کو جو ایمان لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر یا ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر، سوگ کرنا کسی مردے پر تین دن سے زیادہ، البتہ عورت اپنے خاوند پر کر سکتی ہے چار مہینے دس راتیں۔" (مشکوۃ باب الجنائز حدیث نمبر 1739)

جب جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پہنچی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "آلِ جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، اس لیے کہ وہ ایک حادثہ سے دوچار ہوئے ہیں جس نے انہیں مشغول کر رکھا ہے۔"

(ترمذی۔ ابوداود۔ ابن ماجہ)

قرآن اور کتب حدیث کے بعد فقہ کی مشہور کتابوں کے حوالہ جات درج ذیل ہیں

فتاوی عالمگیری (جلد نمبر 1، کتاب الجنائز صفحہ 264) پر ہے کہ سنت سے قبر کی زیارت اور اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے کے سوا اور کچھ ثابت نہیں ۔۔۔۔ جب اہل میت کو ایک بار تعزیت کر دی تو دوبارہ اس کی تعزیت کرنا نہیں چاہیے اور تعزیت کا وقت موت کے وقت سے تین دن کا ہے اور اس کے بعد مکروہ ہے۔

(صفحہ نمبر 265) پر ہے کہ مضائقہ نہیں ہے کہ اہل مصیبت کسی گھر میں یا مسجد میں تین دن تک بیٹھے رہیں اور لوگ ان کے پاس تعزیت کو آتے رہیں اور گھر کے دروازہ کے پاس بیٹھنا مکروہ ہے۔ عجم کے شہروں میں جو فرش بچھاتے ہیں اور راستوں میں کھڑے رہتے ہیں وہ بہت بری بات ہے۔ مصیبت میں تین روز تک بیٹھنا رخصت ہے۔ اہل مصیبت کے واسطے کھانا تیار کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اور اہل مصیبت کو تیسرے دن ضیافت کرنا جائز نہیں۔

(صفحہ نمبر 263) پر ہے کہ قبر کو ہان شتر کی صورت میں ایک بالشت اونچی بنائی جائے اور چورس نہ کی جائے اور نہ کچ کی جائے۔ قبر پر کوئی عمارت بنانا مکروہ ہے۔

(صفحہ نمبر 264) پر ہے کہ قبر پر مسجد وغیرہ بنانا مکروہ ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب مالا بدمنہ میں ہے:

(صفحہ نمبر 80) پر ہے کہ تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے اور تین دن سے زیادہ حرام ہے۔

(صفحہ نمبر 82) پر ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی قبروں کو سجدہ کرنا اور ان کے گرد گھومنا اور چکر لگانا (طواف کرنا) اور ان سے مرادیں مانگنا اور ان کے نام کی نذر ماننا حرام ہے بلکہ ان چیزوں میں سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ کفر میں پہنچا دیتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افعال کے کرنے والوں پر شدید لعنت فرمائی ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے: (جلد اول صفحہ نمبر 922) پر ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوالھیاج رحمہ اللہ کو بھیجا کہ کوئی قبر جو مشرف یعنی بلند ہو برابر کر دے اور جو کوئی صورت ہو اس کو میٹ دیں اور فرمایا کہ اسی حکم کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا تھا۔"

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے۔ (صفحہ نمبر 923 پر ہے)

"مضائقہ نہیں کہ اہل مصیبت اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھیں کہ لوگ تین روز تک تعزیت کریں نہ زائد مگر جب کہ سفر میں ہو پھر آیا، اور اس کا ترک بہتر ہے، اور دروازوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ عجم میں جو لوگ فرش بچھاتے اور راستوں میں بیٹھتے ہیں تو یہ نہایت قبیح حرکت ہے۔"

(صفحہ نمبر 925) پر ہے۔ قبر کو نہ مسح کرے، نہ بوسہ دیں اور نہ چھودیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، اصحاب و سب مشائخ کے نزدیک بالا تفاق کسی کو قدرت نہیں کہ اپنی آواز کسی میت کو سنا دے لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو مردہ سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا چاہنا سلام و دعا وغیرہ کا ہم کو شرع سے معلوم ہوا۔ پس اپنے اٹکل سے ہم کسی چیز کو زائد نہیں کر سکتے۔ اور آخرت کی حیات کا قیاس دنیاوی زندگی پر بالکل غلطی ہے اس پر فقہائے و علمائے امت متفق ہیں۔

میت والوں کا کھانا پکا کر جمع ہونے والوں کو کھلانا مکروہ تحریمی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے سیّدنا برید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم لوگ میت کے یہاں جمع ہوتے اور ان لوگوں کے کھانا پکانے کھلانے کو نیاحت (نوحہ) میں شمار کرتے تھے اسناد صحیح۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم ایک نیاحت (نوحہ) حرام شمار کرتے تو یہ بدعت اس زمانے میں نہایت قبیح ہے۔ اہل میت کے واسطے اقرباء پڑوسیوں کو اس قدر طعام بھیجنا ہے کہ ایک رات دن ان کے واسطے پیٹ بھر کافی ہو مستحب ہے کیونکہ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کے لیے تیار کرایا تھا۔

فقہ کی مشہور کتاب بہشتی زیور میں ہے:

1. تیجہ۔ دسواں۔ چالیسواں نہایت مذموم اور بدعت ہے بہشتی زیور (حصہ 6 صفحہ 89)
2. فاتحہ مروجہ بدعت ہے بہشتی زیور حصہ 6 صفحہ 80)
3. قبروں پر قرآن پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے (ابو حنیفہ رحمہ اللہ و ابو یوسف رحمہ اللہ)

(عالمگیری جلد 9 صفحہ 81، ہدایہ جلد 4 صفحہ 314)

4. پختہ قبر نہ بنائی جائے۔ (درمختار جلد 1 صفحہ 468-469، کنز صفحہ 69)
5. عمارت بنانا قبر پر زینت کے لیے حرام ہے۔ (درمختار جلد 1 صفحہ 469)

⑥ اولیاء اللہ کی قبروں پر بلند مکان بنانا اور چراغ جلانا بدعت ہے اور حرام ہے۔

(درمختار، ہدایہ، مالا بدمنہ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

◆ (سورۃ النجم۔ آیات نمبر 5,4,3,2)

﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾﴾

"کہ تمہارے رفیق (محمد ﷺ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔ یہ (قرآن) یہ قرآن تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔ ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا۔"

◆ سورۃ اعراف۔(3/7)

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣﴾﴾

"(لوگو!) جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو۔ اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو، (اور) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔"

ایک کلمہ گو کے لیے صرف قرآن وحدیث ہی کافی ہیں۔ لیکن چونکہ کچھ لوگ فقہ کے بھی قائل ہیں، اس لیے فقہ حنفی کی کتابوں کے حوالہ جات بھی درج کیے گئے ہیں۔

خلاصہ تحریر:

① جو کام اللہ اور اس کے پیارے رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں وہ رد کر دیا جائے گا۔

② لوگ یتیموں کا مال ان کی موت پر کھا جاتے ہیں جس کی قرآن میں سخت وعید ہے کیونکہ مصیبت والوں کے گھر سے کھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حرام ہے۔ اور پھر یتیموں کا مال ناجائز کھانا تو اور بھی بری بات ہے

③ جن کے گھر موت ہو جائے ان کے گھر سے کھانا حرام ہے۔

④ تین دن سے زیادہ سوگ حرام ہے اور عجم میں جو لوگ فرش بچھاتے ہیں یعنی دریاں وغیرہ بچھا کر زمین پر بیٹھتے ہیں، یہ نہایت بری حرکت ہے۔

⑤ تیجہ، دسواں، چالیسواں شریعت سے ثابت نہیں۔ میں اخبار کا مستقل قاری ہوں میں نے کئی سالوں سے رسم سوئم، رسم ساتواں، رسم دسواں، رسم چہلم کی خبروں کے تراشے جمع کیے ہر تراشے میں رسم، رسم، رسم، رسم لکھا ہوا پایا کہیں ایک خبر میں بھی ان چار رسموں کو سنت لکھا ہوا نہیں پایا ثابت ہو گیا یہ سنت نہیں بدعت ہے۔

⑥ سنت سے قبر کی زیارت اور صاحب قبر کے لیے دعا کے علاوہ کچھ ثابت نہیں۔ یعنی باقی سارے کام جو قبر پر کیے جاتے ہیں سنت سے ثابت نہیں مثلاً پکی قبر بنانا قبروں پر چادریں اور پھول چڑھانا، قبروں کو غسل دینا وہاں چراغاں کرنا، عرس کرنا، کسی قسم کا چڑھاوا چڑھانا اور قوالیاں کرنا سب ثابت نہیں خلافِ سنت ہیں۔

آخر کار بریلویوں کو پتہ چل گیا کہ سوگ 3 دن ہے:

گزشتہ دنوں اہلسنّت والجماعت کے صوبائی صدر شمس الرحمٰن کریم پارک میں نماز جمعہ پڑھانے کے بعد گھر جا رہے تھے کہ گاڑی پر فائرنگ کر دی گئی۔ کارکنوں نے مال روڈ پر توڑ پھوڑ کی، دکانیں بند کر دیں اور 3 روزہ سوگ کا اعلان کر دیا۔ (روزنامہ دنیا، 7 دسمبر 2013ء)

تبصرہ:...... آخر بریلویوں (نام نہاد سنیوں) کو پتہ چل گیا کہ سوگ سنت کے مطابق تین دن ہے اور دوسری بات کہ قرآن میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سراجاً منیرا ہیں۔ یعنی چمکا دینے والا آفتاب (دیکھئے کنز الایمان الاحزاب ۳۳/۴۶، ف ۱۱۳ اور ان عام بریلوی مولوی صاحب کا نام بھی شمس الرحمٰن ہے یعنی رحمان کا سورج یعنی ان صاحب کو رسول اللہ ﷺ کے برابر قرار دیا گیا حالانکہ مخلوق میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے برابر نہیں۔



باب 16

توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم

توحید فی لحکم اور شرک فی الحکم میں جو بحث ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر کلمہ گو کو دین میں ثابت شدہ عقائد کے مطابق اپنا عقیدہ رکھنا چاہیے اور جو عقیدہ دین سے ثابت نہیں وہ کلمہ گو کے لیے قیامت کے دن مصیبت بن جائے گا اور اس سے خود ساختہ عقائد کے متعلق سوال ہو گا مثلا تمہیں کس نے کہا کہ علی تمہارے مشکل کشا ہیں؟ بغداد والے کے متعلق اور عقائد رکھو، لاہور والا تمہار داتا ہے اور فلاں امام کی تقلید کرنا؟ محمد ﷺ کے طریقے کو چھوڑنا اور قبروں پر غیر شرعی کام کرنا؟ تفسیر مراد آبادی میں بھی یہی لکھا ہے (الانعام :۵۶ ف ۱۲۴) یعنی تمہارا طریقہ اتباع نفس وخواہش ہے نہ کہ اتباع دلیل، اس لیے اختیار کرنے کے قابل نہیں (الانعام ۱۲۱ ف ۲۴۲) کیونکہ دین میں حکم الہٰی کو چھوڑنا اور دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے (الاعراف/۱۲ ف ۱۷) نص کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابل قیاس کرنا جو قیاس نص کے خلاف ہو وہ ضرور مردود ہے اور لکھا ہے کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے (۲/۱۲۰ ف ۲۱۹) کے تحت لکھتے ہیں اور وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر راہ باطل وضلالت ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۹ پر) مزید دیکھئے یہی تفسیر (۳/۳۷ ف ۱۳۷ + ۶/۱۷ ف ۱۵۵ تا ۱۵۸ + ۹/۳۱) ترجمہ: ”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے۔“ (ف ۶۸) کنزالایمان میں لکھا ہے حکم الہٰی کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے اور (۹/ف ۱۱۸) میں ہے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنا بہت بڑا فتنہ ہے۔

قرآن وحدیث ایک مکمل دین فقہ حنفی کی روشنی میں:

(۱) کتاب وسنت میں سب کچھ موجود ہے (مقدمہ عالمگیری ۱/۱۱۷) (۲) ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدہ : ۵/ ۳) سے دین قرآن وحدیث میں مکمل ہو چکا ہے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۲۶ پر)

(۳) (مقدمہ عالمگیری ۱/۳۴) ﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل: ١٦/ ٤٣) سے مراد قرآن وحدیث کا حکم دریافت کرنا ہے لوگوں کی باتیں مان لینے کا حکم نہیں ہے (۴) (مقدمہ عالمگیری ۱/۱۴) یہود ونصاریٰ اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہنا مانتے تھے اس لیے اللہ نے مشرک فرمایا، مومنوں کو حکم کیا کہ لوگوں کے قول مت پوچھو بلکہ پوچھو اللہ ورسول ﷺ کا کیا حکم ہے؟ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۷۷ پر) (مقدمہ عالمگیری ۱/۱۴) اور (۶/ ۱۵۹ف ۳۳۵) کنزالایمان میں لکھا ہے مثل یہود ونصاریٰ کے حدیث شریف میں ہے یہود اکہتر فرقے ہو گئے، ان سے صرف ایک ناجی ہے اور باقی سب ناری اور نصاری بہتر فرقے ہو گئے ایک ناجی باقی سب ناری اور میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب کے سب ناری ہوں گے سوا ایک جو سواداعظم یعنی بڑی جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہے (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۷۷ پر) اور (۳/ ۶۵ف ۱۲۲) کنزالایمان میں ہے شانِ نزول نجران کے نصاریٰ اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا، یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور نصرانیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ نصرانی تھے، یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے سید عالم ﷺ کو فیصل مانا اور آپ ﷺ سے فیصلہ چاہا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور علمائے توریت وانجیل پر ان کا انتہاء کمال ظاہر کر دیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کا دعوی ان کے انتہاء جہل کی دلیل ہے۔ یہودیت و نصرانیت، توریت وانجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ جن پر توریت نازل ہوئی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے صدہا برس بعد ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جن پر انجیل نازل ہوئی ان کا زمانہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد دو ہزار برس کے قریب ہوا ہے اور توریت وانجیل کسی میں آپ کو یہودی یا نصرانی نہیں فرمایا گیا، باوجود اس کے آپ کی نسبت یہ دعویٰ جہل وحماقت کی انتہا ہے۔

تبصرہ:...... ثابت ہو گیا کہ دین قرآن وحدیث میں مکمل ہو چکا ہے جو فرقے بعد میں بنے وہ دوزخی ہیں وہ شدید خطرے میں ہیں۔ سوچنے کا مقام ہے غور کا مقام ہے! حنفی بریلوی کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے، نہ حنفی فقہ کی کتابوں میں ہے، ہر کلمہ گو کو وہی عقیدہ اور عمل اختیار کرنا چاہیے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا تھا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ حنفی بریلوی نہ تھے قرآن وحدیث وحی ہے وحی کے مطابق عقیدہ اور عمل صراط مستقیم ہے (۳/ ۴۳+۴۲/ ۲+۱۲۰/ ۲+ ف ۲۲۰+

۶/۷۱ ف ۱۵۵ تا ۱۵۸ + ۳/۷۳ ف ۱۳۷) مزید دیکھئے کنزالایمان (۸/۲۰ ف ۳۴ + ۴۷/۳۳ ف ۸۶ـ۸۷ + ۵۲/۱۹ ف ۱۹ + ۵۳/۴ ف ۴ + ۶/۳۵ ف ۸۰) بہت ہی اہم زبانی اطاعت عملی مخالفت اس سے کچھ چھپا نہیں (۲۴/۵۰ تا ۵۴ فوائد ۱۱۲ تا ۱۲۴ خاص کر ف ۱۱۹ + ۷/۱۶ـ۲۹ ف ۲۱ـ۳۹)

کنزالایمان کی روشنی میں توحید فی العبادت اور شرک فی العبادت:

پہلے اس کتاب کا باب توحید فی العبادت اور شرک فی العبادت پڑھیں اور یاد رکھیں اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں (کنزالایمان ۲/۳۴ ف ۶۱) اور نذر نیاز عبادت ہے (کنزالایمان ۲/ ف ۴۷ تا ۵۷۶ + ۶/۷ ف ۱۵ تا ۱۸) اور پکارنا عبادت ہے کنزالایمان (۴۰/۶۰ ف ۱۲۷ اور + ۷/۵۵ ف ۱۰۰ + ۱۷/۱۱۰ ف ۲۳۰ + ۳۹/۲۹ ف ۷۲ تا ۷۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۰۴ پر) اور عبادت رسول اللہ ﷺ اور کسی بھی نبی کی عبادت نہیں ہو سکتی عبادت صرف اللہ کی ہے کنزالایمان (۳/۷۹، ۸۰ ف ۱۵۰ + ۳/۶۴ ف ۱۱۸ـ۱۲۰)

اور غیر اللہ کو پکارنا شرک اور کافروں کا کام ہے (۲/۷۱۸ تا ۲۰ ف ۳۸ + ۱۷/۵۷ ف ۱۱۸ـ۱۲۰) خالص اللہ کو پکارو، بے شک کافر برا منائیں (کنزالایمان ۴۰/۱۲ تا ۱۴)

توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف:

پہلے اس کتاب کا باب توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف پڑھیں۔ یاد رہے! برابر نہیں اندھا اور دیکھنے والا اور نہ اندھیریاں اور اجالا اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ اور برابر نہیں زندے اور مردے بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں (۳۵/۱۹ تا ۲۲) اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا (۷/۱۹۴) ”بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں۔“ ”تم انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو۔“ (ف ۳۷۹) میں لکھا ہے اور اللہ کے مملوک ومخلوق کسی طرح پوجنے (پکارنے) کے قابل نہیں اور کنزالایمان میں ہے (۳۹/۲۹ ف ۷۲) مشرک اور موحد کی مثال ہے (ف ۷۳) یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام

بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجالائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے؟ خود اس غلام کو جب کوئی حاجت وضرورت پیش آئے کس آقا سے کہے؟ بخلاف غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو، وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی، یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے دیے۔

تبصرہ:...... غیر اللہ کے سامنے اپنی حاجت وضرورت پیش کرنے والا کنز الایمان کی مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں مشرک ہے اور کئی آقاؤں کے سامنے اپنی حاجت وضرورت پیش کرنے والا مشرک ہے۔ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ غیر اللہ کو پکارنے والے مشرک ہیں یا موحد ہم اگر کچھ کہیں گے تو شکایت ہوگی اور کنز الایمان میں لکھا ہے کہ نبی بھی غلام ہیں اور ان کا آقا اور مولا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ (۳۷/۴۴اف ۱۲۵تا ۱۲۸)

کنز الایمان کے مطابق کافر کون؟

البقرہ (۲/ف ۲۱۔۱۳۹۔۱۸۷۔۴۳۱۔۵۸۳۔۳آل عمران ۳/ف ۵۹۔۱۸۱۔۲۳۵+۴/ف ۴۰۔۳۵۸+) کفر شرک نہ بخشا جائے گا۔ (۴/ف ۹۵۔۳۰۵+۵/ف ۱۱۶۔۱۹۰تا ۱۹۵)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۱۷ پر)

(۱) دین کا تمسخر اڑانا کفر ہے (۲/ف ۲۱) (۲) حرام کو حلال جانے تو کافر ہو گیا کتابِ الٰہی کی ایک آیت کا منکر ساری کتاب کا منکر ہے اور کافر ہے (۲/ف ۱۳۹) (۳) انبیاء کی جناب میں بے ادبی کفر ہے (۲/ف ۱۸۷+۳/ف ۴۹) کفر سے تمام اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔

تبصرہ:...... نبی ﷺ کی سب سے بڑی بے ادبی یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی بجائے دوسروں کو امام مان کر ان کی اطاعت کی جائے (۴) فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔

تبصرہ:...... سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے کسی اور کا حکم نہ مانا جائے کیونکہ دین اسلام ہی اللہ کو قبول ہے اور دین اسلام رسول ﷺ کی

حیات مبارک میں مکمل ہو چکا (۳/ف۱۸۱۔۱۸۴ + ۵/۳ + ۳/ ف۲۳۶) (۵) کل حدوں سے تجاوز کرنیوالا کافر ہے (۴/ف۴۰) (۶) کافر ومشرک نہ بخشا جائے گا (۴/ف۹۵) (۷) کفر سے بے زاری اور کفر جاننا ضروری ہے (۴/ف۲۵۸) (۸) کفر بخشا نہیں جاتا (۴/ف۳۵۱) (۹) کفر کے ساتھ راضی ہونیوالا بھی کافر ہے (۴/ ف۳۵۶) (۱۰) نص قرآنی کا منکر کافر ہے (قرآن سے ثابت شدہ بات کو نص کہتے ہیں (۹/ف۹۴) (۱۱) کافر غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے (۱۳/ ف۴۵) (۱۲) کفار کے اعمال بے کار ہیں (۱۶/ ف۲۳۰) (۱۳) دوسروں کو رب یعنی پالنے والا، داتا، مالک سمجھنے والا کافر ہے کیونکہ اختیار سچے اللہ کا ہے (۱۸/۳۲ تا ۴۴) نیز ولی کو نبی پر فضیلت دینے والا کافر ہے (۱۸/ ف۱۷۸)۔

تبصرہ:...... غیر نبی کو نبی کی بجائے امام ماننے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے (۱۴) اعمال کی مقبولیت کے لیے ایمان شرط ہے، اگر ایمان نہ ہو تو دوزخی ہے، ایمان یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا مطالعہ کر کے اس کے مطابق عقیدہ رکھے اور عمل کریں ورنہ خطرے میں ہے (۲۵/ ف ۴۸ (۱۵) کافر خارج از اسلام ہے (۳۳/ ف۱۰۵) (۱۶) مومن وہ ہے جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہے، محمد کے رسول ہونے پر راضی اسلام کے دین ہونے پر قرآن پر ایمان ہونے پر راضی ہو۔

عیسائی اللہ کو مانتے ہیں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک نبیوں کو مانتے ہیں اور انجیل تک کتابوں کو مانتے ہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو قرآن میں مشرک اور کافر فرمایا۔ عیسائی دعویٰ ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار ہونے کا کرتے ہیں لیکن شرک کرتے ہیں۔ دیکھئے کنز الایمان (۲/۱۲۴ تا ۱۴۱ ف۲۲۳ تا ۲۵۴ + ۳/۶۲ تا ۸۰ ف ۱۱۷ تا ۱۵۴ + ۳/۹۴ تا ۹۹ ف ۱۷۴ تا ۱۸۴ + ۴/۱۲۵ ف ۳۱۷ تا ۳۲۱ + تا ۹۸/مکمل ف ۱۱ تا ۱۵)

کنز الایمان میں اہل کتاب کے شرک کی تفصیل:

(۵۶/۱۷۔۵۷ ف ۱۱۸ تا ۱۲۰) اہل کتاب اللہ کے مقبول بندوں یعنی عیسیٰ، عزیر، ملائکہ رحمۃ اللہ کو پکارتے ہیں اس لیے کافر ہیں پکارنا مانگنا بلانا کے لیے دیکھئے کنز الایمان

(۶/۵۲۔۷۱) یعنی (۱۰/۶۶ + ۲۱/۹۰+۲+۷/۱۸اف ۳۸) اور (ف ۳۸) میں ہے جیسا کہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے ہیں یعنی اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں اس لیے مشرک ہیں دیکھئے کنزالایمان (۱۸/ ۲۸+۳۲/۱۶+ ۳۶/ ۵۷+ ۳۸/ ۵+۴۴/ ۵۵ +۶۸ /۴۳+۲/ ۲۲۱+۳/ ۲۳۔۱۰۴+۱۲/ ۳۳ +۲۸ /۴۱ یدعون کا ترجمہ ہر جگہ پوجنا کیا حالانکہ اسی کنزالایمان میں باربار اسی لفظ کا ترجمہ پکارنا کیا دیکھئے (۶/۵۲۔۷۱) ''تدعون'' کا ترجمہ بندگی کیا حالانکہ اس کنزالایمان میں ''تدعون'' کا ترجمہ بار بار پکارنا ،مانگنا، بلانا کیا دیکھئے کنزالایمان (۱۷/۱۱۰+ ۲۵/۱۴+ ۴۷/۳۵ + ۷۰/۱۷) توضیح ترجمہ (۱۸/۷۲) میں پکارنا ہوگا نہ کہ بندگی (۱۸/۱۰۲+ اف ۲۱۳۔۲۱۴) تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو (ف ۲۱۳) میرے سوا حمایتی بنالیں گے؟ (ف ۲۱۴) بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے (ف ۲۱۳) مثل عیسٰی وعزیر و ملائکہ علیہم السلام کے (ف ۲۱۴) اور اس سے کچھ نفع پائیں گے یہ گمان فاسد ہے بلکہ وہ بندے ان سے بیزار ہیں اور بے شک ہم ان کے اس شرک پر عذاب کریں گے۔ اولیاء کے معنی کے لیے دیکھئے کنزالایمان (۲۹/۴۱) یہاں اولیاء کا معنی مالک لکھا اور (۳۹/۳) یہاں اولیاء کا معنی والی لکھا اور (ف ۵) میں معبود لکھا اور (۴۲/۶۔۹) دونوں جگہ اولیاء کا معنی والی لکھا اور (۴۶/۳۲) میں اولیاء کا معنی مددگار لکھا اور (۴۲/۹) کا ترجمہ کیا: ''کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہرا لیے ہیں تو اللہ ہی والی ہے اور وہ مردے زندہ کرلے گا اور سب کچھ کرسکتا ہے۔'' (ف ۱۴) تو اسی کو والی بنانا (سزاوار) لائق ہے اور ۴/ ۴۵ کا ترجمہ کیا اور اللہ کافی ہے والی (ف ۱۳۸) میں لکھا اور جس کا کارساز اللہ ہو اسے کیا اندیشہ (۲/ ۱۲۰) میں ولی کا ترجمہ بچانے والا کیا اور (۲۹/۲۲+۴۲/ ۲۸+۱۲/۱۰۱) میں ولی کا ترجمہ (کام بنانے والا ،کارساز)

تبصرہ:...... مندرجہ بالا تمام تحریر سے ثابت ہوگیا کہ یہودی اور عیسائی، عیسٰی، عزیر اور ملائکہ علیہم السلام کو بچانے والا مددگار، کام آنے والے کارساز والی اور کارساز سمجھتے ہیں، اس لیے انہیں پکارتے ہیں، اس لیے مشرک اور کافر ہیں اور دوزخی ہیں۔ کلمہ گو بھائیوں کو اللہ کے فیصلوں سے عبرت پکڑنی چاہیے (۲/ ۱۰۷تا ۱۲۰ ف ۱۹۱تا ۲۲۰) شرک فی الذات کیا۔ اللہ اس سے پاک ہے زمین اور آسمان میں سب کچھ اسی کا ہے، سب اس کے تابعدار زمین آسمانوں کا بنانے والا کن

فیکون کا مالک (۲/۸۳) ان کو غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا گیا لیکن انہوں نے اس بات سے منہ پھیرا یعنی اعراض کیا (۲/۱۳۲تا۱۳۵) شرک فی العبادت کیا (۴/۱۷۱۔۱۷۲)۔

عیسائی، مشرک و کافر کیوں؟

(۵/۱۷تا۱۹ف۶۰ تا ۶۵ + ۵/۷۲تا۷۷ف۱۸۵تا۱۹۶) عیسائی سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں لیکن عیسٰی علیہ السلام ان کے نفع نقصان کے مالک نہیں (۵/۷۲تا۷۷) وہ عیسٰی علیہ السلام کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لیکن عیسٰی علیہ السلام ان کے نفع نقصان کے مالک نہیں (۱۷/۵۶۔۵۷ ف۱۱۸۔۱۲۰+ ۱۸/۱۰۲ف۲۱۳۔۲۱۴)

عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ میرا تمہارا رب ہے اس کی عبادت کرو'' (۳/۵۱ف۱۰۵)

غیر اللہ کی عبادت نہیں ہو سکتی (۳/۶۴۔۷۹۔۸۰) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عبادت نہیں ہو سکتی (۳/۷۹۔۸۰ف۱۵۰+) اہل کتاب نے غلو کیا (نبیوں کو اللہ کے برابر کر دیا) (۴/۱۷۱ف۴۲۳ تا۴۳۲ + ۵/۷۷تا۷۷بمع فوائد)

شرک فی الذات اور اس کی نفی بمع دلائل توحید کے لیے دیکھئے کنز الایمان (۵/۱۷+ ۵/۷۲تا۷۷) عیسٰی علیہ السلام اللہ کی ذات میں سے نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اور ان کی والدہ کھانا کھاتے تھے اور عیسٰی علیہ السلام والدہ کے پیٹ میں رہے (۳/۲ف۲ + ۵/۷۵۔۷۶ف۱۹۳۔۱۹۴+ ۱۷/۱۱۰ ف۲۳۰) پکارنا عبادت ہے کنز الایمان (۴۰/۶۰ ف۱۲۷+ ۷/۵۵۔۵۶ ف۱۰۰+ ۱۷/۱۱۰ ف ۲۳۰ + ۲۳/۱۱۶۔۱۱۷ ف۱۷۷+ ۲۵/۶۸ ف۱۲۲۔۱۲۵+ ۱۱/۱۰۱+ ۱۸/۱۴ تا ۱۶ف۱۹+ ۲۶/۲۱۳+ ۲۸/ ۸۸+ ۳۸/۲۹ بمع فوائد + ۶/۵۶۔۵۷+۱۰/ ۶۸ تا ۷۰۔۱۰۴تا۱۰۷بمع فوائد + ۱۷/۱۱۰ف۲۳۰+۱۳/۱۴ف۴۰+۴۰/۱۲+ ۶۵۔۶۶بمع فوائد + ۱۸/۴۔۵بمع فوائد)۔

تبصرہ:...... غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت ہے اور اللہ کو پکارنا اس کی عبادت ہے، کلمہ کا مطلب ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں جو غیر اللہ کو پکارتا ہے وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے یعنی وہ کلمے سے پھر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عبادت نہیں ہو سکتی دیکھئے کنز الایمان (۳/۷۹۔۸۰ ف۱۵۰) جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے ہیں بلکہ

آج کل تو لوگ لاہور والے، بغداد والے اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی پکارتے ہیں پکارنا عبادت ہے۔ کنزالایمان سے حوالے ہم نے اوپر درج کر دیئے ہیں۔ اور کنزالایمان (۳/۸۰۔۷۹ف ۱۵۰) میں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب خدا، مالک، پروردگار نہیں "من دون الله غیر الله" سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں (۱۰/۱۰۴تا۱۰۱ف ۲۱۵) "من دون الله" سے مراد مخلوق بھی ہے۔

انہوں نے شرک فی الحکم کیا (۵/۴۱تا۵۰ بمع فوائد ۹/۳۱ف ۶۸) حکم الٰہی چھوڑ کر اپنے پادریوں اور درویشوں کے حکم کے پابند ہوئے۔

تبصرہ:...... آج کل بھی بہت سے لوگ اللہ کے حکم کو چھوڑ کر پیروں، درویشوں اور اماموں کے حکم مانتے ہیں نہ قرآن کو غور سے پڑھتے ہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا؟ اللہ تعالیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان قیامت کے دن گفتگو ہوگی دیکھئے کنزالایمان (۵/۱۱۰ تا ۱۱۸ ف ۲۸۷ تا ۲۹۴) جس میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پتہ نہیں کہ عیسائی ان کی عبادت کر رہے ہیں۔

تبصرہ:...... عیسیٰ علیہ السلام کو تو پتہ نہیں کہ لوگ ان کی عبادت کر رہے ہیں، ان کو پکار رہے ہیں لیکن آج کل بہت سے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ لاہور والے، بغداد والے، علی رضی اللہ عنہ کو ان کی پکار کا علم ہے مزید دیکھئے (۷/۱۹۴ ف ۳۷۹+ ۱۷/۵۶۔۵۷ ف ۱۱۸۔ ۱۲۰+ ۲/۷/۱۸ ف ۳۸+ ۹/۲۹ تا ۳۵) بمع فوائد شرک فی الذات، شرک فی الحکم شرک فی العبادت (ف ۶۲ مزید دیکھئے ۹/۳۰ تا ۳۷۔۸۸ تا ۹۵ بمع فوائد+ ۱۷/۱۱۱ بمع فوائد+ ۲۵/۱۔۲ بمع فوائد)

اہل کتاب کے مزید جرائم

(۱) جن لوگوں کو توریت دی گئی (یعنی یہودی) اور انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا، ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں (سورۃ جمعہ ۶۲/ ۵ ف ۱۵) اور بوجھ کے سوا ان سے کچھ بھی نفع نہ پائے، اس کے الفاظ رٹتے ہیں اور اس سے نفع نہیں اٹھاتے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتے اور یہی مثال ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو قرآن کریم کے معانی کو نہ سمجھیں اور اس پر عمل نہ کریں اور اس سے اعراض کریں یعنی منہ پھیر لیں (۲) عہد پورا کرو (۲/۴۰) یعنی ایک اللہ کی عبادت کا عہد (۲/۸۳) اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا عہد (۳) اللہ سے

ڈرو (۲/۴۰۔۴۱) (۴) اللہ کے انعامات یاد رکھو (۲/۴۰) اللہ کی وحی پر ایمان لاؤ (۲/۴۱) (۵) اللہ کی آیتوں پر مول نہ لو (۲/۴۱) (۶) حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ (۲/۴۲) (۷) اللہ سے ملاقات کو یاد رکھو (۲/۴۶) قیامت کو یاد رکھو (۲/۱۲۳) (۸) شرک نہ کرو (۲/۵۱۔۶۲) (۹) اللہ کا شکر کرو (۲/۵۲) اللہ کے احکام نہ بدلو اللہ کی آیتوں کا انکار نہ کرو (۲/۹۹۔۱۰۱) (۱۰) "سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا" ہم نے سنا ہم نہیں مانتے (۴/۴۶) کا رویہ نہ اختیار کرو بلکہ "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" یعنی ہم نے سنا ہم نے اطاعت اختیار کی والا رویہ اختیار کرو (۱۱) اللہ کے احکام میں تحریف نہ کرو (۲/۷۵۔۷۹) (۱۲) قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا (۲/۴۸۔۱۲۳) اور شفاعت اللہ کی اجازت سے ہو سکے گی (۲/۲۵۴۔۲۵۵) (۱۳) آسمان سے نازل کردہ کی بجائے زمینی ادنیٰ چیزیں قبول نہ کرو، ورنہ اللہ تمہیں ذلیل کر دے گا (۲/۵۷ تا ۶۱) یعنی آسمانی وحی (قرآن وحدیث) کی بجائے فقہ کو قبول نہ کرو فقہ وحی نہیں ہے کتاب کا کچھ حصہ ماننا کچھ نہ ماننا بہت بڑا جرم ہے (۲/۸۳ تا ۸۵) (۱۴) ان میں سے بعض ان پڑھ ایسے بھی ہے جو کتاب کے صرف ظاہری الفاظ کو ہی جانتے ہیں اور صرف گمان اور اٹکل پر ہی ہیں (۲/۷۸ف۱۲۹ + ۹/ف۶۲ تا ۵۷) وہ جھوٹی گھڑی ہوئی باتیں مراد ہیں جو یہودیوں نے اپنے علماء سے سن کر بے تحقیق مان لی تھیں (جس طرح آج کل بہت زیادہ ہو رہا ہے لاہور والا داتا ہے) بغداد والا غوث اعظم ہے، ابوحنیفہ امام اعظم ہیں، گیارہویں دینی چاہیے، پکی قبریں عرس رسم سوم اور رسم چالیسواں، قبروں والے سنتے ہیں اور بھی بہت سی چیزیں علماء سُو نے اپنی طرف سے دین میں شامل کر دی ہیں۔ اور جاہل عوام بے تحقیق ان باتوں کو تسلیم کرتے ہیں حالانکہ یہ سب باتیں نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے اور نہ فقہ حنفی میں ان کا کوئی وجود ہے۔ گیارہویں کے لیے دیکھئے کنز الایمان (۲/ف۳۷ + ۷/ف۴۶۔ ۹۔۳۲۳) حالانکہ بغداد والے پیر صاحب (۵۰۰ھ) میں پیدا ہوئے۔

مخلوق پرستی شرک ہے (۱۲/ف۱۰۳ + ۲۳ف۳۲ + ۴۱/ف۲۰ + ۴۳/ف۳۳۔۳۴۔۷۵ + ۶/ف۳۴ عبادت خاص اللہ کی ہے ۲/ف۲۵۲۔۴۹۲ + ۳۹/۲۔۳ف۳۹ + ۹۸/ف۱۱ تا ۱۵ + ۱۰۹/ف۱ + ۲۲ف۱۹۶ + ۲۷ف + ۱۳ + ۲۸ف۱۸۹)

کنزالایمان کے مطابق رب کون ہے؟

رب کے معنی خدا (۲۰/۴۹) اللہ کے معنی خدا کنزالایمان (۲۷/۶۰ تا ۶۴) رب کے معنی مالک (۱/۱+ ۳۸/۶۶+ ۲۷/۲۶+ ۱۹/۶۵+ ۴۳+ ۴۷/۲۳+ ۸۶/۲۳ دوبار + ۳۲/۱+ ۲۵/۷۷) رب کے معنی پروردگار، رب کے معنی الٰہی ہیں (۳۷/۱۰۰) ثابت ہوا رب کے معنی خدا، الہ، مالک، پروردگار کے ہیں۔ کنزالایمان کے مطابق نہ اس کے لیے مثل، نہ نظیر اور الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے، کوئی اس کا قسیم نہیں (یعنی اس سے کوئی نہیں نکلا) اپنی صفات میں یگانہ ہے (۲/۱۶۳۔۱۶۴ف ۲۹۱۔۲۹۲) رب ایک ہے (۱۲/۳۹) زیادہ رب بنانا کفر اور شرک ہے (۳/۶۴۔ ۷۹۔ ۸۰+ ۹/۳۱+ ۶/۱۶۴ف ۳۴۱) یہ بہت زبردست ہے ۲/۱۰۹ف ۱۹۳ رسول کا رب بھی اللہ ہے (۶/۱۶۴ف ۳۴۱)

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ﴾ یعنی یہ اللہ ہے جو تمہارا رب ہے یعنی اللہ اور رب ایک ہے۔ ان مقامات پر کنزالایمان سے ان آیات کا خود مطالعہ کریں اور ایمان کو تازہ کریں (۶/۹۴ تا ۱۲۱ ف ۱۹۵ تا ۲۴۲ + ۱۰/۱ تا ۳۶+ ۳۔۳۲ف ۱ تا ۹۱+ ۳۵/۱ تا ۲۸۔۱۳ف ۱ تا ۶۷+ ۳۹/ ۱ تا ۶۷۔ ۶ف ۱ تا ۱۴۰+ ۴۰/۱ تا ۸۵۔ ۶۲۔ ۶۴ف ۱ تا ۱۸۲ خاص کر ۴۰/ف ۶۱) جو زبردست ہے، ان سب حوالوں سے پتہ چل جائے گا رب کے کیا کام ہیں اور وہ کن صفات کا مالک ہے مزید دیکھئے کنزالایمان (۲/۱۳۹+ ۳/۵۱۔۳۔۷۳۔۱۹۳+ ۴/۱۔۱۰+ ۵/۷۲+ ۷/۵۵+ ۸/۹+ ۱۰/۳+ ۷/۱۶۴ف ۳۳۵۔۳۳۶۔۳۴۱+ ۱۹/۶۵+ ۲۰/۴۹+ ۲۷/۶۰ تا ۶۴+ ۲۳/۵۹+ ۱۸/۳۸+ ۴۳/۶۴+ ۴۴/۸+ ۶/۱۶۳ف ۳۴۱+ ۶/۱۔۲۔۱۵۰ بمع فوائد) جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے وہ جنتی ہیں (۴۱/۳۰ تا ۳۲۔ف ۶۸، تا ۷۵ ۴۶/۱۳۔۱۴ف ۳۴۔ تا ۳۶) جو دوسروں کو رب کے برابر سمجھتے ہیں، دوسروں کو داتا قرار دیتے ہیں، دوسروں کو مشکل کشا حاجت روا، مددگار، مالک، آقا، مختار کل، غوث اعظم گنج بخش، فیض عالم ان کے نام کی نذر نیاز دیتے ہیں۔ وہاں مجاور بن کر بیٹھتے ہیں، سجدے کرتے ہیں، طواف کرتے ہیں، وہ شرک میں ڈوبے

جارہے ہیں۔ یادرہے! یہ سارے کام اللہ، رب کے ہے اور کوئی مندرجہ بالا کام نہیں کرسکتا قرآنی حوالے یہ ہیں (٦/١_١٥٠+ ٨/٢+ ١٦/٥٤+ ٢٣/٥٩ + ٢٩/٥٩+ ٣٠/٣٣+ ٣٢/١٦+ ٢/ ف١٥٠_٢٩١+ ٤/ ف١٠٩_١١٩_١٤٧_١٥٨_٢٢٦_٢٨٣_٤٠٣+ ٩/٢٥ تا ٣١ بمع فوائد+ ٤٢/ ٣٦+ ٦٧/ ٦+ ٧/ ١٨٩_١٩٠+ ٣/ ٥١+ /١٥+ ١٠/ ١٥+ ١١/ ٥٦+ ٣٩/ ٢٩ ف٧٢ تا ٧٥+ ٨/ ٩ ف١٩+ ٦/ ٥٠ ف١١٣ تا ١١٥+ ٣/ ١٥٩_١٦٠ ف٣٠٥+ ٢/ ف٥٧٤ تا ٥٧٦+ ٤/ ٧٨ ف٢٠٣+ ٣/ ١٥٤ ف٢٨٧+ ٢/ ١٢٥+ ٢٢/ ٢٦+ ٢/ ف٦١+ ٢٢/ ف١٩٤+ ٣٦/ ٧٤_٧٥+ ٦٧/ ٢٠ تا ٢٣ بمع فوائد+ ١٧/ ١١١+ ٢٥/ ٢_٣+ ١٨/ ٣٨)

صراط مستقیم کیا ہے؟

(کنزلایمان کے مطابق) صراط مستقیم ان کا راستہ ہے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء صدیق شہید اور نیک لوگ (١/ ٥_٦+ ٤/ ٦٩ ف١٨١ تا ١٨٤) یہ ان لوگوں کا راستہ ہے جو وحی پر چلے (٤٣/ ٤٣) جنہوں نے رب کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی (٣/ ٥١+ ٢/ ١٣٨_١٣٩ ف٢٥٢) اور وحی کے علاوہ سب راہ باطل و ضلالت ہیں (٢/ ١٢٠، ف٢١٩) اور صراط مستقیم اہل سنت و جماعت کی راہ ہے یعنی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی راہ (٣١/ ف٢٤) اور جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا راستہ چھوڑ دیا وہ دوزخی ہیں (٤/ ١١٥+ ٦/ ف٣٣٥)۔

ولی کون (کنزالایمان کے مطابق)

ولی، والی، کارساز صرف اللہ ہے (٤٢/ ٣ تا ٩ ف١٤) (١) ولی کا معنی ہے بچانے والا (٢/ ١٢٠) (٢) ولی کا معنی کام بنانے والا یعنی کارساز (٢٩/ ٢٢+ ٤٢/ ٢٨+ ١٢/ ١٠١) نبیوں کا دنیا اور آخرت میں کارساز (٣) ولی کا معنی ہے والی (٢/ ٥٧) اللہ والی ہے مسلمان کا (+٣/ ٦٨) ایمان والوں کا والی اللہ ہے (٩/ ١١٦) بے شک اللہ ہی کے لیے ہے زمین اور آسمان کی سلطنت زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی والی اور نہ مددگار (٩/ ١١١ تا ١٢٩ بمع فوائد ١٨/ ٢٦) اللہ کے سوا ان کا (ف٥٥ آسمان اور زمین والوں کا) کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک

نہیں کرتا مزید دیکھئے (۴۲/۶تا۹+ ۷/۱۴۶+ ۳۹/۱۳اور۶/۱۴) میں ہے تم فرماؤ (اے نبی ﷺ!) کیا اللہ کے سوا کسی اور غیر اللہ کو والی بناؤں، وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں اور ہر گز شرک والوں میں سے نہ ہونا (۴/۴۵+) اللہ کافی ہے والی اور کافی ہے مددگار، (ف ۱۳۸) میں ہے اور جس کا کارساز اللہ ہے اسے کیا اندیشہ (۶/۱۲تا۱۸ فوائد ۳۰ تا ۴۳) زبردست توحید خالص۔

تبصرہ:...... ثابت ہوا رسول اللہ ﷺ کا کارساز بھی اللہ ہے اور غیر اللہ کو والی بنانا اور سمجھنا شرک ہے مزید دیکھئے کیونکہ خود مختار کل صرف اور صرف اللہ ہے (۶/۱۲ تا ۱۸ فوائد ۳۰ تا ۴۳ + ۱۸/۳۷ تا ۴۴ فوائد ۸۱ تا ۹۲ + ۸/۹ ف ۱۰۔۱۹۔۱۲ تا ۲۳ + ۹/۲۵ ف ۴۷۔ ۵۰ + ۹/۴۰ ف ۹۲ تا ۹۷ + ۳/۱۵۳ ف ۲۲۵۔۲۵۷ + ۲/ ف ۱۹۲۔۱۹۳ + ۱۳/۱ تا ۳۰ بمع فوائد + ۱۳/۱۶)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۰۷، ۸۰۸ پر)

کنز الایمان کے مطابق غیر اللہ کو ولی، والی، کارساز، حامی، مددگار سمجھنا شرک و کفر ہے ایسے لوگ غیر اللہ کو والی، کارساز، حامی مددگار سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ پکارنا عبادت ہے غیر اللہ کو پکارنا ان کو الہ یعنی معبود قرار دینا ہے۔ غیر اللہ کو والی، کارساز، حامی، مددگار بنانا شرک اور کفر ہے (۱۸/۱۰۲ ف ۲۱۳۔۲۱۴) یعنی عیسیٰ، عزیر کو والی بنانا شرک اور کفر ہے اور بے شک اللہ نے ایسے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے اور (۵/۷۶) میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں۔

تبصرہ:...... تو جو لوگ غیر اللہ کو داتا، غوث اعظم، مشکل کشا، مختار کل بناتے ہیں ان کا انجام کیا ہوگا؟ اگر عیسیٰ علیہ السلام کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں تو غیر نبی کس طرح نفع نقصان کے مالک ہیں ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے (۱۸/ ف ۱۷۸ مزید حوالے ۲۵/ ۱۷تا۱۸ ف ۳۰ تا ۳۳) یہاں غیر اللہ (خواہ ذوی العقول یا غیر ذوی العقول) کو والی بنانا ان کو مولیٰ بنانا اور ان کو معبود بنانا ہے (یہاں تین باتیں یاد رکھیں) (۱) یہاں لفظ "من دون الله" اور "من دونك" استعمال ہوئے ہیں جس کا معنی ہے اللہ کے سوا اور قرآن میں جہاں یہ الفاظ آئیں گے اس کا

مطلب ہے ساری مخلوق کی نفی۔ دیکھئے کنزالایمان (۳/ف۱۵۰+ ۱۰/ف۲۱۵+ ۱۰/ف ۹۲ تا۹۶+ ۴۵/ف۱۱۰+ ۱۱/۲۰ف۴۴_۴۵) (۲) یہاں اولیاء کا معنی مولیٰ لکھا گیا اور قرآن سے ثابت ہے کہ مولیٰ یعنی آقا صرف اللہ تعالیٰ ہے، دیکھئے کنزالایمان جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ مومنوں کا مولیٰ مددگار آقا صرف اللہ ہے (۲/۲۸۶) مولیٰ کے لیے دیکھئے کنزالایمان (۸/۴۰ف۶۸) اسی کی مدد پر بھروسہ رکھو (۲/۲۸۶+ ۳/۱۵۰+ ۲۲/۱۳_۷۸+ ۴۷/۱۱+ ۶/۶۲+) اور آقا کے لیے دیکھئے کنزالایمان (۱۶/۶۷+ ۳۹/۲۹ف۷۳+ ۳۷/۱۳۹ تا۱۴۵ف۱۲۵) (۳) اس لیے (۲۵/ف۳۰) میں بت لکھنا باطل ہے کیونکہ (۲۵/۱۷_۱۸) اور ان کی اپنی تحریر کردہ حوالہ جات کی نفی ہو رہی ہے۔ مزید حوالہ جات (۲۹/۳۹+ ۳۹/۳+ ۴۲/۶ _۹_۴۶+ ۴۵/۱۰+ ۴۶/۳۲) یہاں اولیا کا معنی مددگار لکھا (+ ۱۸/۴۴) میں ولی کا معنی لکھا اختیار سچے اللہ کا ہے اور (۴/ف۳۰۵) میں ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ سے عرض کی کہ میں نے کبھی شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۱۷ پر) ثابت ہو اللہ کے سوا کسی اور کو ولی بنانا شرک ہے صرف اللہ مالک خالق آقا ہے باقی سب مملوک مخلوق غلام ہیں دیکھئے کنزالایمان (۲/ف۶۳_۲۰۹+ ۶/۳۴+ ۵۹/ف۶۸+ ۱۲/ف۱۰۵+ ۳۸/ ف۱۴+ ۱۹/ف۱۵۳+ ۲۰/ف۴+ ۲۱/ف۳۵ تا۴۴+ ۳۰/ف۶۸+ ۳۱/ف۴۶_۴۷+ ۳۷/ ف۴+ ۱۲/ ف۱۰۳+ ۲۳/ف۳۲+ ۴۱/ف۲۰_۷۵+ ۴۳/ف۳۲_۳۴) ابوطالب کا کنزالایمان میں ذکر (۹/ف۲۶۵+ ۲۳/ف۱۱۴+ ۲۸/۵۶ف۱۴۲)

ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے باوجود کلمہ نہ کہا اور جنتی جنت میں کہیں گے ہم دنیا میں اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اس نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں عذاب سے بچا لیا (۵۲/ ۲۸) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۲۸ پر)

اصل ہدایت کیا ہے؟

کنزالایمان (۲/۱۱۹ تا۱۲۰ف۲۱۸ تا۲۲۰+ ۳/۷۳ف۱۳۷_۱۳۸_۱۳۳)

آپ کے چاروں بیٹے فوت ہو گئے (۱۰۸/ف۵+ ۳۳/ف۱۰۳_۱۳۱)

اطاعت خالص اللہ کی ہے (۴/ف ۳۲۰۔۳۲۸+ ۵/ف ۱۷۵+ ۶/ف ۱۵۷+ ۷/ف ۳۹+ ۹/ف ۳۷۔۲۶۰+ ۲۲/ف ۹۰+ ۱۶/ف ۱۳۹+ ۲۶/ف ۱۵۵+ ۱۸/ف ۵۸+ ۳۷/ف ۴۱۔۹۵۔۱۵۲+ ۳۹/ف ۱۲۴)

اللہ پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟ کنزالایمان (۲/ف ۳۱۲۔۶۲۱+ ۹/ف ۶۱)

روزی دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں (۲/ف ۳۵) اللہ تعالیٰ "ولی النعمت" ہے یعنی سب نعمتیں دینے والا اس لیے غیر کی عبادت محض باطل ہے رسول اللہ ﷺ بھی کسی کو روزی نہیں دے سکتے۔ کنزالایمان (۲۰/۱۳۲۔ف ۲۰۶۔۲۰۷) اللہ آپ ﷺ کا کارساز ہے۔ (۲۰/۱۳۲ف ۲۰۷+) اور وہی آپ کو روزی دے گا (۲۰/۱۳۲+ ۲/ ف ۴۹۳۔۵۰۳+ ۴/ف ۱۴۷+ ۶/ ۳۱۵+ ۶۳/ف ۱۷+ ۱۱/ف ۹۔۱۲+ ۲۹/ ف ۳۷۔۱۴۲۔۱۴۴+ ۳۰/ف ۸۷+ ۳۹/ف ۱۳۵تا۱۳۹+ ۴۲/ف ۲۱+ ۵۱ /ف ۶۰+ ۱۱/ ۶ف ۱۱تا۱۵+ ۶۷/ ۳۷+ ۳۴/ ۳۹ ف ۱۰۳+ ۳۰/ف ۶۔۷۔۸) بہت زبردست حوالے ہیں (۶/ف ۱۱۷) (شفاعت) اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کرسکتا (۲/ف ۵۲۷۔۵۳۰+ ۱۱/۲۱۴+ ۳۹/ف ۱۰۵+ ۴۴/ف ۴۸+ ۴۷/ف+ ۸۹/ف ۲۰) بہت اہم ہے

رسول اللہ کے متعلق غائب اور حاظر ناظر کا عقیدہ:

یہ بات عجیب اور حیران کن ہے کہ کنزالایمان میں رسول اللہ ﷺ اور سب انبیاء کو قرآنی ترجمہ اور تفسیر میں بار بار حاضر ناظر لکھا گیا۔ دیکھئے (۳۳/ ۴۵ف ۱۱۰+ ۴۸/ ۸ف ۱۲+۳/ ۱۵/ ف ۲۱) لیکن اسی تفسیر میں بہت سے ایسے فوائد لکھے ہیں جن سے آپ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی واضح تردید ہوتی ہے جیسا کہ ہم اپنی کتاب میں بہت سی صحیح روایات بیان کر چکے ہیں دیکھئے ان کی تفسیر (۱) (۳۳/ ۹ف ۲۶) میں لکھا ہے کہ غزوہ احزاب کے وقت کفار نے بہت تیاری کی تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو کفار کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع دی، یہ اطلاع پاتے ہی آپ ﷺ نے بمشورہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ خندق کھدوانی شروع کر دی، جب مدینہ کے محاصرہ کو پندرہ روز یا چوبیس روز گزرے، صحابہ پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور

پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی...... پھر رسول اللہ ﷺ نے حذیفہ بن یمان کو خبر لینے کے لیے بھیجا۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۰، ۸۳۱ پر)

تبصرہ:...... ثابت ہو گیا رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر نہیں ہیں ورنہ آپ ﷺ کو اطلاع دینے کی اور حذیفہ کو خبر لینے کے لیے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سب سے افضل نبی ﷺ اور سب سے افضل ولی یعنی صحابہ کرام کچھ نہ کر سکے اور اللہ نے ان کی مدد فرمائی مزید (۲) (۹/ف ۱۷۴) میں ہے ایک روز رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں خطبہ ارشاد فرمایا اس میں منافقین کا ذکر کیا اور ان کی بدحالی اور بدمآلی کا ذکر فرمایا، یہ سن کر جلاس نے کہا کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو عامر بن قیس نے آپ ﷺ سے جلاس کا مقولہ بیان کیا، جلاس نے انکار کیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! عامر نے مجھ پر جھوٹ بولا آپ ﷺ نے دونوں کو حکم فرمایا کہ میرے ممبر کے پاس قسم کھائیں، جلاس اور عامر نے قسمیں کھائیں جلاس نے کہا، عامر نے مجھ پر جھوٹ بولا، عامر نے کہا میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا، پھر عامر نے اللہ سے دعا کی یارب......! اپنے نبی ﷺ پر سچے کی تصدیق نازل فرما، پھر یہ آیت نازل ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ عامر نے سچ کہا اور جلاس نے جھوٹ بولا۔

تبصرہ:...... ثابت ہو گیا رسول اللہ ﷺ (کو علم نہ تھا اور نہ ہی آپ ﷺ) حاضر ناضر تھے ورنہ وحی سے پہلے ہی فرما دیتے عامر سچا ہے اور جلاس جھوٹا ہے، وحی کے انتظار کی ضرورت نہ تھی مزید دیکھئے (۹/ف ۱۴۴۔ ۸۸۔ ۱۰۳۔ ۱۸۵۔ ۲۳۳۔ ۲۴۲۔ ۲۴۷+ اور ۴/ف ۲۸۸) میں ہے کہ ایک شخص نے زرہ چرا کر آٹے کی بوری میں یہودی کے یہاں چھپائی جب زرہ کی تلاش ہوئی تو وہ انکار کر گیا پھر گواہی ہوئی اور لوگوں نے آپ ﷺ کے سامنے جھوٹی گواہی دی، اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

تبصرہ:...... ثابت ہوا وحی سے پہلے آپ ﷺ کو علم نہ تھا یعنی آپ حاضر و ناظر نہ تھے (۳) (۵/ف ۴۹) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس پر مطلع فرمایا مزید دیکھئے (۳/ف ۲۴۳۔ ۹۲۔ ۳۳۲ + ۴/ف ۱۳۳+ ۲۸۳+ ۳۸/۵) نیز دیکھئے (۴) (۵/ف ۹۴) چند لوگ

مدینہ میں آ کر اسلام لائے اور بیمار ہو گئے، آپ ﷺ نے حکم دیا اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں، وہ مرتد ہو گئے، آپ ﷺ نے ان کی طلب میں ایک صحابی کو بھیجا (۵) (۵/ ف ۱۵۶) یہ آیت یہود کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ایمان و اخلاص کا اظہار کیا اور درحقیقت کفر وضلال چھپائے رکھا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ ﷺ کو ان کے حال کی خبر دی (۶) (۵/ ف ۲۵۲ تا ۲۵۴) میں ہے کہ ایک چاندی کے جام کے متعلق لوگوں کے درمیان مقدمہ ہوا، یہ مقدمہ آپ ﷺ کے دربار میں پیش ہوا، فریقین اپنے اپنے موقف پر ڈٹے رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ جام پکڑا گیا مزید (۶/ ف ۳۰۵+) (۷) (۸/ ف ۵۱) میں ہے کفار قریش دارالندوہ (کمیٹی گھر) میں آپ ﷺ کے خلاف مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے اور مختلف تجاویز پر غور کرتے رہے آخری تجویز یہ پاس ہوئی کہ آپ ﷺ کو قتل کر دیں، یہ تجویز سب کو پسند آئی جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذشتہ رات کا پراپیگنڈہ ذکر کیا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ اپنی خوابگاہ میں شب کو نہ رہیں (۸/ ف ۱۲۴ تا ۱۲۹) میں ہے کہ جنگِ بدر میں ستر کافر قید ہوئے، مشورہ کے بعد ان سے فدیہ لے کر چھوڑنے کا فیصلہ ہوا اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے غصے کا اظہار کیا۔ (۸/ ۶۷ تا ۶۹ + ۱۰/ ف ۴۸) میں ہے اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ غیب تو اللہ کے لیے ہے، اب راستہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں (۱۸/ ف ۴۸) میں ہے اہل مکہ نے آپ ﷺ سے جب اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کل بتاؤں گا اور ان شاء اللہ نہیں فرمایا تھا کئی روز وحی نہیں آئی پھر یہ آیت نازل ہوئی (+۲۲/ ف ۱۳۹) جبریل امین نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا، اس سے آپ ﷺ کو رنج ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۶۴۷ پر) مزید دیکھئے (۶/ ف ۳۰۵ + ۲۸/ ف ۱۱۸ + ۲۹/ ف ۱۱۷ + ۳۰/ ف ۲ تا ۷ + ۴۹/ ف ۹) آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو تحقیقِ حال کے لیے بھیجا (+ ۵۸/ ف ۲) آپ ﷺ نے فرمایا تیرے بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں پھر جب وحی آئی فرمایا اپنے شوہر کو بلا، وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں (۵۹/ ف ۲) میں ہے اور بنی نضیر سے ایک خیانت اور بھی واقع ہو چکی تھی

کہ انہوں نے قلعہ کے اوپر سے آپ ﷺ پر بارادہ فاسد ایک پتھر گرایا تھا، اللہ نے آپ کو خبر دار کیا اور آپ محفوظ رہے (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۲ پر) (+ ۵۹/ف۳۶) میں ہے آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کے ہجروں پر معلوم کرایا کہ کیا کھانے کی کوئی چیز ہے؟ معلوم ہوا کسی بی بی صاحبہ کے یہاں کچھ بھی نہیں تب آپ ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا جو اس شخص کو مہمان بنائے اللہ اس پر رحمت فرمائے۔ مزید دیکھئے کنز الایمان (۶۰/ف۲۔۴۵+ ۶۶/ف۲۔۹+ ۸۰/ف۳+ ۶۳/ف۱۵+ ۲۱/ف۱۸۱)

تبصرہ:...... مندرجہ بالا کنز الایمان کے سب حوالوں سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غیب نہ جانتے ہیں اور نہ حاضر وناظر ہیں۔ مزید دیکھئے (۶/۵۰ف۱۱۳تا۱۱۵۔۱۲۹+ ۷/۱۸۸+ ۳۱/ف۶۸+ ۱۲/ف۲۲۷)

اللہ کے سوا سب فانی ہیں (کنز الایمان)

(۵۷/۱تا۶ف۲تا۱۸+ ۲۸/۸۸) موسیٰ علیہ السلام ہلاک ہو گیا وہ فنا ہو گیا، مختلف انبیاء کے متعلق کہ وہ ہلاک ہوئے یعقوب علیہ السلام (۱۲/۸۵) یوسف علیہ السلام (۴۰/۳۴) موسیٰ علیہ السلام (۷/۱۵۵) وعیسیٰ علیہ السلام (۵/۱۷+) آپ ﷺ اور تمام صحابہ (۶۷/۲۸+ ۳۱/۲۰تا۳۲ف۵۵) فنا ہونے والا ان میں سے کوئی مستحق عبادت نہیں ہو سکتا (+۳/ف۳۵۰) سب کی ملک باطل سب مخلوق فانی ہے (۱۵/ف۲۹+ ۱۹/ف۶۳+ ۲۰/ف۹۶+ ۲۸/ف۱۴۹۔۱۵۳+ ۴۰/ف۳۵+ ۸۷/ف۶+ ۳/۱۸۵+ ۲۱/۳۵+ ۲۹/۵۷)

نذر نیاز عبادت ہے (کنز الایمان)

(۲/ف۵۷۴تا۵۷۶+ ۷۶/ف۱۵تا۱۸) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۵ پر) ”تو جو لوگ قبروں پر جا کر نذر نیاز دیتے ہیں ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں۔ وہ کلمہ سے مکر گئے۔“

آپ ﷺ صرف مبلغ (کنز الایمان کے حوالے)

دیکھئے کنز الایمان (۲/ف۵۷۷+ ۵/۲۲۲۔۲۲۳۔۲۴۰ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۵ پر) تینوں

بہت اہم حوالے ۶۴/ ف ۲۱ + ۱۳/ ۴۶ بہت اہم حوالہ ۶/ ۱۴۲ + ۱۷/ ف ۱۹۴ + ۲۴/ ف ۱۲۲ تا ۱۲۴ + ۲۹/ ف ۹)۔

(آپ ﷺ سے تصرف (نفع یا نقصان) کی نفی)

کنزالایمان (۲/ ف ۵۷۷ + ۳/ ف ۴۱۔ ۴۷ + ۳۳/ ف ۸۹ + ۴۶/ ف ۸۵ + ۵/ ف ۴ ۱۷ + ۶/ ف ۸۷ تا ۸۱۔ ۲۱۷۔ ۱۴۲ + انفال ۸ مکمل سورۃ توبہ ۹ مکمل سورۃ ۱۰/ ف ۱۴۹۔ ۲۰۸ بہت اہم حوالہ ہے ۱۷/ ف ۱۲۸ + ۱۸/ ف ۹ + ۲۰/ ف ۲۰۶۔ ۲۰۷ + ۲۶/ ف ۳ + ۴۷/ ف ۲ + ۸۴/ ف ۳ سورۃ ۹۳) مکمل بمع فوائد (۹۴/ ف ۵۔ ۸ + جنگ احد میں شکست ۲/ ف ۱۹۳ + ۳/ ف ۲۲۷) جنگ حنین میں شکست (۹/ ۲۵ + ف ۴۹۔ ۵۰)۔

آپ ﷺ کی ہر موقع پر اللہ نے مدد فرمائی

کنزالایمان میں دیکھئے (۳/ ف ۲۴ تا ۲۷۔ ف ۲۲۷ تا ۲۳۲۔ ۲۷۲۔ ۲۸۲۔ ۲۸۵۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶) بہت اہم (+۴/ ف ۲۲۵ تا ۲۲۸ + ۳۱/ ف ۱۶ تا ۱۹ + ۶۸/ ف ۶۵ + ۳۰/ ۴ تا ۶ + ۵/ ف ۱۳۸ + ۶/ ۸۷ ابہت اہم + ۲۲۹ + ۷/ ف ۱۶۵۔ ۳۰۳ + ۸/ ساری سورۃ + ۹/ ساری سورۃ + ۱۳/ ف ۸۹۔ ۱۱۰ تا ۱۱۹ + ۱۷/ ف ۱۷۶ + ۲۱/ ف ۱۹۸ + ۲۲/ ف ۴۳۔ ۱۱۲۔ ۱۵۷ تا ۱۶۰ + ۲۴/ ف ۱۲۹ + ۲۷/ ۱۲۵ بہت اہم ۳۰/ ف ۱۰۴۔ ۱۳۰ + ۳۳ ف ۲۶ تا ۳۰۔ ۵۸۔ ۵۹ + ۴۰/ ۱۱۵ + ۴۸/ ف ۸ تا ۱۰۔ ۲۰۔ ۵۳ تا ۵۶ + ۵۰/ ۲۵۔)

آپ ﷺ اللہ کی مخلوق اللہ کے بندے

دیکھئے کنزالایمان (۱۶/ ف ۲۸۰ + ۱۷/ ۵۶ + ۲۶/ ف ۱۹۵ + ۱۵/ ۷۸ + ۴۱/ ف ۱۱ + ۸۹/ ف ۴۰ + ۶۸/ ف ۴ + ۱۰۸/ ف ۲۔)

آپ ﷺ فوت

دیکھئے کنزالایمان (۳/ ف ۲۵۴ تا ف ۲۵۷) بہت اہم (+ ۸/ ف ۴۵، ف ۵۵ + ۲۱/ ف ۶۶۔ ۴۳ / ف ۷۶ + ۴۶ ف ۵۶ + ۱۳/ ۴۰ + ۶/ ۵۳ + ۱۱۰/ ف ۵ + ۱۰/ ۴۶)۔

آپ ﷺ کو حکم ہوا اللہ پر توکل و بھروسہ کرو

دیکھئے کنزالایمان (۸/ف۶+۳۳/ف۳_۸+ ۸/ف۱۹ تا ۳۱+ ۹/ف۴۹_۵۰+ ۲۶/
ف۱۸۱+ ۲۵/۵۸ف۱۰۳+ ۳۹/۹۰_۹۶+۹۴/ف۸)۔

قرآن کریم کو پڑھو، عقل سے کام لو، قرآن کے معنی سمجھو، قرآن فرقان ہے، ہدایت ہے:

دیکھئے کنزالایمان (۲/۱۲۰اف۲۱۸ تا تا۲۲۰+ ۳/۳/۷، ف۱۳۷_۱۳۸_۱۳۳+ ۶/
ف۲۳۱ ۷/ف۳۰۲+۱۰/ف۳۵ تا ۴۰_۹۲ تا ۹۷+ ۱۱/ف۲۹ تا ۳۲+۱۳/ف۱۰۴+ ۱۵/ف۱۳
+۱۶/ ۲۳۷+ ۱۷/ف۱۸۰ تا ۱۹۱+ ۲۵/ف۵۸+ ۲۶ف۱۶۹+ ۴۱ف۹۶)۔

(کنزالایمان) مشرکین مکہ اور پکارنا

مشرکین مکہ اور غیر اللہ کو پکارنا کنزالایمان کی روشنی میں جب مشرکین مکہ کسی مصیبت میں پھنس جاتے تو سب غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف یارب یارب پکارتے (۲۹/۶۵_۶۶ بمع فوائد+ ۳۱/ف۶۰_۶۱+ ۶/۶۳_۶۴ف۱۳۷ تا ۱۴۰+ ۶/۴۰_۴۱ تا ۵۲ بمع فوائد+ ۶/۵۷_۵۶ بمع فوائد+ ۶/۷۰ تا ۷۲ بمعہ فوائد+ ۶/۱۵۹ تا ۱۶۵ بمع فوائد+ ۷/۳۷ تا ۴۱ بمع فوائد ۷/۱۸۹ تا ۱۹۹ بمع فوائد خاص کر ۷/۱۹۴ف ۳۷۹+ ۱۶/۵۱ تا ۵۵ بمع فوائد+ ۱۷/۶۵_۶۶ بمع فوائد ۳۰/۳۲ تا ۳۵ بمع فوائد+ ۶/۶۳_۶۴ بمع فوائد ۱۳۷ تا ۱۴۰+ ۳۹/۸ بمعہ فوائد ۱۰/۲۲_۲۳+۱۰/۶۵ تا ۶۷ بمع فوائد+ ۱۰/۱۰۳ تا ۱۰۹ بمعہ فوائد ۱۱/۱۰۱+ ۱۳/۱۴ تا ۱۶ بمع فوائد+ ۳۹/۲۹ بمع فوائد ۷۲ تا ۷۵) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۹ پر)

تبصرہ:...... یاد رہے! اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا تمام مقامات پر "مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ، مِنْ دُوْنِہٖ، غیر اللہ، خلق" (۱۳/۱۶) کے الفاظ استعمال کیے وضاحت ہو چکی ہے کہ ان سب الفاظ سے اللہ تعالیٰ کا اثبات ہوتا اور تمام مخلوق کی نفی ہوتی ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۳/۷۹_۸۰ف۱۵۰)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۶ پر)

ہماری تمہارے آگے اور تمہاری اللہ کے آگے

اس کا مطلب ہے کہ مشرکین مکہ غیر اللہ کو پکارتے تھے ان کے نام کی نذر نیاز دیتے تھے (۶/۱۳۶ ف ۲۷۲) ان کی عبادت کرتے تھے اور بزرگوں کو اللہ کے ہاں سفارشی اور قریب کر دینے والا سمجھتے تھے۔ دیکھیے (۱۰/۱۸) اس کو اللہ نے شرک قرار دیا مزید دیکھیے (۳۹/۱ تا ۳) اس کو اللہ نے غیر اللہ کی عبادت اور کفر قرار دیا کیونکہ غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت کرنا ہے (۱۷/ ۱۱۰ ف ۲۳۰)۔

والی

کارساز (۱۰/ف ۸۳ + ۲۷/ف ۱۱۰)

دیکھیے کنز الایمان (۱۰/ف ۱۴۶ + ۶/۱۴ ف ۳۵ تا ۴۳ + ۲۵/ ۱۸) مولیٰ ف (۳۱۰ تا ۳۱۳ + ۲۹/۲۲) کام بنانے والا (+ ۱۸/ ۲۶ ف ۵۵) بہت اہم حوالہ تمام مخلوق مملوک ہے (۱۸/ ف ۱۲۱ + ۱۰/ف ۱۵۱۔۱۵۸) مخلوق کی عبادت نہیں (۱۰/ف ۲۱۵۔۲۱۶ + ۴۱/ف، ۸۵ تا ۹۶)۔

توحید خالص

دیکھیے کنز الایمان (۱۰/ف ۲۱۸ + ۱۱/ف ۹۔۲۴۔۲۵ + ۱۲/ف ۲۳۱ + ۲۲ +۲۲/ ف ۱۶۳ تا ۱۶۹ + ۵۵/ف ۱۳ تا ۲۴ + ۵۶/ ۳۹ تا ۵۴ + ۵۹/ ف ۶۷ تا ۷۴)۔

عصیتُ (میں نافرمانی کروں......!)

یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کی ایک سیکنڈ بھی نافرمانی نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیت، مالکیت اور ربوبیت ثابت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے کہلوایا قرآن میں کہ اے نبی ﷺ......! کہہ دیجیے کہ اگر میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو اللہ کی سزا سے بچ نہ سکوں تو پھر جو لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں ان کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا......؟ سوچنے کا مقام ہے غور کرنے کا مقام ہے۔ دیکھیے کنز الایمان (۶/۱۵ بمع فوائد + ۱۰/ ۱۵ بمع فوائد + ۳۹/ ۱۳ بمع فوائد + ۷۲/ ۲۱۔۲۲ تا ۲۵ ف ۴۲ تا ۵۰)

نعمتیں

رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا کا ذکر ''اے اللہ......! مجھ پر یا تیری مخلوق میں سے کسی پر جس نعمت نے بھی صبح کی ہے وہ صرف تیری طرف سے ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں پس تیرے ہی لیے حمد اور تیرے لیے ہی شکر ہے۔(ابوداؤد) مخلوق کے لیے سب نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں اور سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، یہ باتیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ (جو سب سے افضل رسول ہے) اور صحابہ کرام جو سب سے بڑے ولی ہیں کیونکہ صحابہ کے بعد کے لوگ خواہ کتنے بھی بزرگ ہو جائیں مگر فضیلت صحابیت نہیں پا سکتے (کنزالایمان ۶۲/ف ۱۰) کی موجودگی میں یہ آیات نازل ہوئیں اور یہ واقعات پیش آئے۔ دیکھئے کنزالایمان (۴/ ۷۸ف ۲۰۳+ ۳/۱۵۴ف ۲۸۷) تو جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور عین الھدایہ میں ہے اور جس نے گمان کیا کہ بھلائی و برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۲ پر) دیکھئے یہ کتاب باب عین الھدایہ (+۱۱/ف ۲۴_۲۵+ ۱۶/ مکمل سورۃ + ۲۶/ف ۱۲۳+ ۳۰/ف ۱۰۱+ ۲۳/ف ۱۲۸+ ۳۱/ف ۳۷) بہت اہم (+ ۳۱/ ۵۶+ ۳۴/ف ۲ تا ۶ + ۴۱/ف ۱۳۰+ ۴۲/ف ۱۲۵+ ۵۴/ف ۵۵ بہت اہم ہے+ ۵۵/ف ۱۲) بہت اہم ہے (+ ۶۱/ف ۲ بہت اہم ہے+ ۷۷/ف ۲۶+ ۸۶/ف ۱۰_۱۱+ ۸۸/ف ۱۰_۱۲+ ۹۰/ف ۱۲_۱۳+ ۹۱/ف ۵_۶+ ۱۰۰+ ف ۵+ ۱۰۴/ف ۹+ المومن)

یعقوب علیہ السلام کا تابوت (۱۲/ف ۲۴) عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش (۲۱/ف ۱۶۳) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا کارساز (۲۰/ف ۱۰۷) خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (۲/ ۲۹+ ۶/۱+ ۱۰۱+ ۲۵/۲+ ۳۱/ ۱۱+ ۳/ف ۱۳+ ۴۰/ف ۱۲۲_۱۲۳+ ۲۳/ف ۱۳۵_۱۳۶ + ۲۹/ ۴۱ تا ۵۰ + ۳۱/ف ۵۰+ ۵۰/ف ۱۶_۹+ ۵۱/ف ۵۴_۵۵+ ۱۱۴/ف ۲+ ۵۶/ف ۴۷+ ۵۷/ ف ۳+ ۵۹/ف ۷۰+ ۷۱/ف ۲+ ۸۷/ف ۳+ ۸۸/ف ۱۰_۳+ ۱۰۳/ف ۲)

نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں یعنی تصرف صرف اسی کا ہے اور کسی کا نہیں اور مشیت یعنی مرضی صرف اللہ کی چلتی ہے۔ کنزالایمان (۴/ ۷۸ف ۲۰۳+ ۳/۱۵۴ف

۲۸۷+ ۶/ف۴۳+ ۵۶/ف۳۴۳+۶۴/ف۱۸ + ۹/ف۶۰+۶۴/ف۲_۳+۲۳/ ف۱۴۶+
۱۴۷ + ۴۲/ف۱۲۶+ ۱۶/ف۱۰۴+ ۵/ف۱۰۱_۱۲۷+ ۱۳/۴۲ ف۱۱۶+ ۱۰/ف۱۲۴+ ۴/
ف۱۵۱)۔

ملا علی قاری کے لیے دیکھئے کنزالایمان ۲۴/ف۱۵۰+ ۲۵/ف۳

"مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" سے مراد مخلوق (۱۰/ف۲۱۵_۲۱۶) آپ ﷺ "مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" ہیں غیراللہ ہیں رب یعنی داتا نہیں۔ دیکھئے کنزالایمان (۳/۷۹_۸۰ف۱۵۰) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۶۷ پر)

"مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" غیراللہ (۴/ف۱۰۹) نہ جاندار کو، نہ بے جان کو نہ اس کی ربوبیت میں، نہ اس کی عبادت میں (شریک کرو) اور اللہ کافی ہے والی (ف ۱۳۸) اور اللہ کافی ہے مددگار (ف۱۳۸) میں ہے اور جس کا کارساز اللہ ہو اسے کیا اندیشہ! (کنزالایمان) (۴/۴۵ف۱۳۸)۔

(۳/۱۵۹_۱۶۰ ف ۳۰۵ تا ۳۱۱) یہاں توحید کا بہترین درس ہے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور سنت کا بہترین درس موجود ہے اور صد افسوس یہ چیزیں آج امت مسلمہ کی اکثریت میں مفقود ہیں۔

شریک بنانے سے یہ کہہ کر منع فرمایا گیا کہ اسے شریک کرتے ہو جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتا اور وہ خود پیدا کیا ہوا ہے لیکن یہاں "يَخْلُقُ اور يُخْلَقُوْنَ" کا ترجمہ پیدا کرنا کی بجائے بنانا کیا گیا جو سراسر تحریف ہے، اصل مطلب چھپایا گیا ہے۔ دیکھئے ترجمہ حافظ نذر احمد (ص ۳۹۲) (۱) حالانکہ اسی کنزالایمان میں (۳/۴۷) میں "یخلق" کا ترجمہ پیدا کرنا کیا گیا ہے اور (۵/۱۷+ ۱۶/۸) میں بھی پیدا کرنا ترجمہ کیا گیا اور دوسرے لفظ "یخلقون" کا بھی اس جگہ ترجمہ بنانا کیا گیا، حالانکہ (۲۵/۳) میں اسی الفاظ کا ترجمہ پیدا کرنا کیا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ قرآن مجید میں بار بار فرما رہا ہے کہ میں نے اپنے سوا ہر چیز کو پیدا کیا "خلق" سے نکلے ہوئے الفاظ بے شمار جگہ قرآن میں استعمال ہوئے مثلاً

(۶/۱۰۱_۱۰۲+۱۳/۱۶ف۱۵+۱۲/۳۰ف۵۷+۲۴/۴۵ف۱۰۴+ ۲۵/۲_۳+۳۲/۷+
۳۹/۶۲+ ۴۰/۶۲+ ۵۱/۴۹ف۵۳_۵۴+۵۴/۴۹اور۷/ف۶۰+۳۶/۲۲+۶۲/۳/۷+ ۳۹/۶۲+
۱۳/۵۱+ ۵۱/۵۴) ہر جگہ کنزالایمان میں بار بار لکھا کہ مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا اور (۵۱/ف

۵۴) میں لکھا اور سمجھو کہ ان تمام کو پیدا کرنے والا فرد واحد ہے، نہ اس کا نظیر ہے، نہ شریک نہ ضد اور نہ ند، معاملہ تو بالکل صاف ہو گیا لیکن یہاں یہ معاملہ زیر بحث ہے کہ (۱۹۱/۷) میں ترجمہ دوبار بنانا کیا گیا اور تفسیر میں بت لکھ دیا دیکھئے (ف ۳۷۴ تا ۳۷۸ تا ۳۸۵) اور ثابت کیا گیا کہ بت کچھ نہیں بنا سکتے حالانکہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کی یہاں نفی فرما رہا ہے کہ میرے سوا کوئی اولاد پیدا نہیں کر سکتا اس کا ثبوت اسی جگہ (۱۹۴/۷) میں موجود ہے۔ یہ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمۡثَالُكُمۡ فَادۡعُوۡهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝﴾ (۱۹۴) بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے یعنی پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں (ف ۳۷۹) تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو اور (ف ۳۷۹) میں لکھا اور اللہ کے مملوک و مخلوق کسی طرح پوجنے (پکارنے کے قابل نہیں) اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے اور پکارتے ہو......!

اس آیت کے ترجمہ اور تفسیر میں زبردست تحریف کی گئی (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۳۵۷ پر) (۱) تدعون کا ترجمہ پوجتے کیا گیا جو سرا سر غلط ہے "تدعون" کا صحیح ترجمہ پکارنا ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۴۱-۴۰/۶) بمع فوائد (۲) "فادعوھم" کا صحیح ترجمہ پکارنا کیا (۳) یہاں لفظ "من دون اللہ" ہے یعنی ساری مخلوق کو پکارنے کی نفی کی گئی ہے (۴) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مشرکین مکہ اللہ کے مملوک و مخلوق کے بت بنا کر ان کو پکارتے تھے۔ اس آیت میں ساری مخلوق کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے لیکن یہ لوگ اللہ کے مقبول بندوں کو پکارتے ہیں اس لیے اپنے عقیدے کی وجہ سے "تدعون" کا غلط ترجمہ کیا گیا اور (ف ۳۷۹) میں پوجنے اور معبود کا ذکر کیا گیا پکارنے کا ذکر تک نہیں کیا گیا اور ترجمے اور تفسیر میں اصل مطلب چھپایا گیا۔

یہی کچھ (۱۶/ ۱ تا ۲۳ بمع فوائد + ۳۱/ ۱۰-۱۱ ف ۱۲ + ۳۹/ ۱ تا ۶ + ۱۶/ ۶۵ تا ۸۶) بمع فوائد (+ ۴۶/ ف ۷ تا ۱۳ + ۱۸/ ۵۱-۵۲ ف ۱۱۵-۱۵۴ تا ۱۵۷ + ۱۳/ ۱۶ ف ۴۱ تا ۵۱) ان سب جگہوں پر تحریف کی گئی اور ترجمہ بھی جگہ جگہ غلط کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں "من دون اللہ، من دونہ، غیر اللہ" وغیرہ الفاظ وارد فرمائے، ساری مخلوق کی نفی فرمائی لیکن کنزالایمان میں صرف بتوں کی نفی کی گئی ہے۔ حالانکہ کنزالایمان سے ثابت ہے کہ مشرکین مکہ اللہ کے مقبول بندوں کے بت بنا کر انہیں پکارتے تھے۔ دیکھئے کنزالایمان (۱۹۴/۷ + ۱۶/ ف ۱۵۴ تا ۱۶۳ + ۳۰/ ف ۵۱

تا ٦٠ + ٣٩/ ٢٩ ف ٧٢ تا ٧٥) اللہ تعالیٰ نے خالص توحید کی طرف دعوت دی مخلوق کی نفی فرمائی لیکن یہ صرف بتوں کی نفی کر رہے ہیں۔ جہاں جہاں ہماری نشاندہی کے مطابق کنزالایمان میں پکارنے کے الفاظ اللہ کے پیدا کرنے کے الفاظ کا بندگی اور بنانا ترجمہ کیا گیا وہاں وہاں حافظ نذر احمد کے ترجمے میں جگہ جگہ ان الفاظ کا صحیح ترجمہ پکارنا اور پیدا کرنا کیا گیا، کچھ ثبوت اس کتاب میں دے دیئے ہیں باقی آپ خود حافظ نذر کے ترجمے میں دیکھ سکتے ہیں۔

اور (٣٩/٦٢) کنزالایمان میں ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا مختار ہے اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔'' (ف ١٣٥) یعنی خزانے رحمت و رزق و بارش وغیرہ کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں وہی ان کا مالک ہے (ف ١٣٧) جاہل اس واسطے فرمایا کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی مستحق عبادت نہیں (ف ١٣٨) جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تجھ کو عطا فرمائیں اس کی اطاعت بجالا کر ان کی شکر گزاری کر (ف ١٣٩) جبھی تو شرک میں مبتلا ہوئے اگر عظمت سے واقف ہوتے اور اس کا مرتبہ پہچانتے تو ایسا کیوں کرتے؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے عظمت و جلال کا بیان ہے۔

تبصرہ:...... اس آیت (٣٩/٦٢ تا ٦٧) کے کنزالایمان کے ترجمہ اور تفسیر سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، بنانے والا غلط ترجمہ ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے یعنی وکیل ہے، رسول اللہ ﷺ بھی مختار نہیں یعنی وکیل نہیں دیکھئے کنزالایمان (٦/ ٦٦ + ٦/ ١٠٧ + ١٠/ ١٠٨ + ١٧/ ٥٤) اور خزائن رحمت کی کنجیاں صرف اللہ کے پاس ہیں اور اللہ کے سوا دوسروں کو پوجنا جہالت اور شرک ہے اور اللہ کی توحید اختیار کر کے اللہ کی قدر کرنی چاہیے۔

ایک اور کام کنزالایمان میں یہ کیا گیا قرآن کی مکی سورتوں میں ترجمے اور تفسیر میں خالص توحید بھی بیان کی گئی ہے اور تفسیر میں جگہ جگہ بت بھی لکھ دیئے حالانکہ توحید کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی نفی اللہ کی مخلوق اور مملوک سب کی نفی لیکن یہ توحید بیان بھی کی گئی اور جگہ جگہ بت بھی لکھ دیئے سورۃ الحج (٢٢/ ف ٣٤ تا ٣٨ + ف ١٦١ تا ١٧٩، ١٨٠، ١٨٦، ١٨٧ تا ١٩١) ہم یہاں ایک سورۃ (المومن ٤٠) کا تحقیقی جائزہ آپ کے لیے پیش کریں گے یہ ساری سورت صرف اللہ کو

پکارنے اور اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے سے منع کرنے پر مشتمل ہیں۔اس سورت کو وہ لوگ جو غیر اللہ کو پکارتے ہے، بار بار غور سے پڑھیں تا کہ توحید اختیار کر کے جنت کے مستحق بنسکیں تا کہ شرک سے بچ کر دوزخ سے بچ سکیں (۱) (۴۰/۲) میں فرمایا کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی (۲) (۴۰/۳) میں فرمایا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا ہے، اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرنے والے کافر ہیں۔(۳) دوزخیوں سے کہا جائے گا تمہیں دوزخ میں اس لیے ڈالا گیا کہ جب اللہ واحد کو پکارا جاتا تو تم کفر کرتے یعنی انکار کرتے اور اگر کسی کو اس کا شریک کیا جاتا تو پھر مان لیتے (ثابت ہوا ایک اللہ کو پکارنا توحید ہے اور غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور مشرک دوزخی ہے) آگے (۴۰/۱۴) میں ہے تو اللہ کو پکارو نرے اس کے بندے ہو کر (ف۳۰ شرک سے کنارہ کش ہو کر)

تبصرہ:...... یہاں دو باتیں قابل ذکر ہیں ﴿فادعوا اللہ﴾ کا کنزالایمان میں ترجمہ اللہ کی بندگی کیا گیا حالانکہ حافظ نذر احمد کے ترجمہ میں پس تم اللہ کو پکارو، ترجمہ کیا گیا اور کنزالایمان میں (۷/۲۹+۴۰/۶۵) میں بھی یہی غلط ترجمہ کیا گیا حالانکہ اسی کنزالایمان میں (۱۰/۲۲+۲۹/ ۶۵+ ۳۱/۳۲) میں انہی آیتوں کا بار بار پکارنا ترجمہ کیا گیا اور حافظ نذر احمد کے ترجمہ میں ان چھ جگہوں پر پکارنا ترجمہ کیا گیا۔اس لیے سورۃ (المومن۴۰) کو جب آپ پڑھیں تو آیات (۱۰۔۱۲۔۱۴۔۲۶۔۴۱ تا ۴۳۔۴۹۔۵۰۔۷۳۔۷۴۔۶۰۔تا ۶۸)

میں "دعو" سے سے نکلے الفاظ کا ترجمہ پکارنا، بلانا کریں، یہی کچھ (سورۃ ۱۶ سورۃ، ۳۵ سورۃ ۴۱، سورۃ ۴۶، سورۃ ۱۶ سورۃ ۷، سورۃ ۱۷، سورۃ ۷۲) بلکہ قرآن مجید کی ساری سورتوں میں پکارنا، بلانا، مانگنا ترجمہ سے پڑھیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ الفاظ کا صحیح ترجمہ ہو کوئی ردوبدل نہ ہو، کوئی تحریف نہ ہو اور کوئی چیز چھپ نہ سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم خالص اللہ کو پکارو بھلا برا مانیں کافر یعنی جب خالص اللہ کو پکارا جائے تو جو لوگ برا مناتے ہیں وہ کافر ہیں، یہ بات اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے ہم نہیں کہہ رہے

اور (۴۰/۲۰) میں "یَدْعُوْنَ" کا ترجمہ پوجتے کیا جو سراسر غلط ہے اور (۴۰/۲۶) میں

"یَدْعُوْ" کا ترجمہ پکارنا کیا اور یہاں (ف ۶۱) قابل دید اور زبردست ہے اور (۴۰/۴۱ تا ۴۳) میں "دعو" سے نکلے چھ الفاظ کا صحیح ترجمہ کیا اور (۴۰/۴۹۔۵۰) میں بھی "دعو" سے نکلے تین الفاظ کا صحیح ترجمہ کیا اور (۴۰/۵۷) میں "خلق" سے نکلے دو الفاظ کا پیدا کرنا ترجمہ کیا اور (۴۰/۶۰) "دعو" سے نکلے ایک لفظ کا صحیح ترجمہ کیا اور اس جگہ (ف ۱۲۷) میں لکھا دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں "دعا" بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۴۰۷ پر) مزید دیکھئے (۷/۵۶۔۵۵+ ۱۷/۱۱۰ف ۲۳۰اور۴۰/۶۲) میں "خالق" کا ترجمہ بنانے والا کیا جو غلط ترجمہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے (۴۰/۵۵تا۸۵) میں دلائل توحید بیان فرمائے اور (۴۰/۶۵) میں (۴۰/۱۴) کے بعد دوبارہ فرمایا کہ خالص اللہ کو پکارو کیونکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور (۴۰/۶۶) میں "مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" وارد فرمایا تم فرمادو میں منع کیا گیا ہوں کہ انہیں پوجوں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے (پکارتے) ہو جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے رب کی طرف سے آئیں (یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے) کہ اللہ کے سوا دوسروں (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) کو پکارنا ان کی عبادت ہے لیکن یہاں اصل مطلب "تَدْعُوْنَ مِنَ دُوْنِ اللّٰهِ" (کا اللہ کے سوا پوجتے غلط ترجمہ کر کے چھپایا گیا اور (ف ۱۲۹۔۱۳۷) میں بت لکھ کر صرف بتوں کی نفی ظاہر کی گئی حالانکہ "مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" میں سب مخلوق کی نفی ہے حتیٰ کہ پیارے رسول ﷺ کی نفی بھی ہے دیکھئے (۳/۷۹۔۸۰ ف ۱۵۰+ ۱۰ /۴۰۔ف۹۲تا۹۶۔۲۱۵+ ۷/۱۹۴ف ۳۷۹+ ۴۰/۶۷) میں "خَلَقَكُمْ" کا بنانا ترجمہ کیا حالانکہ اس کا معنی پیدا کرنا ہے اور (۴۰/۷۳۔۷۴) میں ہے کہ اللہ فرمائے گا قیامت کے دن مشرکوں کو کہاں گئے وہ شریک؟ کہیں گے کہ ہم کسی چیز کو پہلے نہیں پکارتے تھے......! لیکن یہاں "مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کا ترجمہ اللہ کے مقابل کیا گیا حالانکہ اس کا ترجمہ ہے اللہ کے سوا اور "ندعو" کا پوجتے ترجمہ کیا گیا جو غلط ہے اس کا ترجمہ پکارتے ہے اور "شیئا" کا ترجمہ کچھ لکھ کر (ف ۱۵۶) میں بت لکھ دیا حالانکہ اس کا ترجمہ کنزالایمان (۳/۶۴ف ۱۲۰) میں عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور نہ کوئی اور کیا گیا اور (۴/۳۶ف ۱۰۹) میں نہ جاندار کو، نہ بے جان کو، نہ اس کی ربوبیت میں اور نہ اس کی عبادت میں (شریک کرو) "شیئا" کا مطلب سب مخلوق ہوا نہ کہ صرف بت اور (۴۰/۷۷) میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ترجمہ کیا اور (۴۰/۷۸) میں ہے

کسی رسول کو نہیں پہنچتا کوئی نشانی لے آئے بغیر حکم اللہ کے۔

اور (۴۰/۸۴) میں ہے پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا بولے ہم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جو اس کے شریک کرتے تھے ان سے منکر ہوئے۔

تبصرہ:...... یہ سورۃ المومن (۴۰) صرف پکارنے کے متعلق ہے اور اس میں فرمایا گیا کہ خالص اللہ کو پکارو (۴۰/۱۴۔۶۵) اور اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والوں کو کافر اور مشرک کہا۔ ساری تشریح ہم نے کر دی ہے اور اس کی تفسیر میں کنزالایمان میں خالص اور کھری توحید بھی لکھی جس سے ساری مخلوق کی نفی ہوتی ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۴۰/ ف ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۷۔ ۱۸ تا ۳۵۔ ۴۳۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۶۱) بہت اہم حوالہ ہے۔ (۱۷۔ ۱۲۰ کا ۱۲۷۔ ۱۳۶۔ ۱۳۸ تا ۱۴۶۔ ۹۱۔ ۸۶ تا ۸۸۔ ۱۰۳۔ ۱۱۵۔ ۱۵۰۔ ۱۶۵۔ ۱۷۸ تا ۱۷۸) اور جگہ جگہ تفسیر میں بت لکھ دیے یعنی صرف بتوں کی نفی ہوئی ہے ساری مخلوق کی نفی نہیں ہوتی حالانکہ قرآن میں جب اللہ کی توحید کا ذکر ہوگا تو سب مخلوق کی بھی نفی ہو جائے گی۔ صرف بتوں کی نفی نہ ہوگی جہاں جہاں بت لکھے دیکھئے کنزالایمان (۴۰/۹۰۔ ۱۲۹۔ ۱۳۷۔ ۱۵۴ تا ۱۵۶۔ ۱۵۸۔ ۸۰) اور یہی کچھ (۲۲/۱۲۔ ۱۳۔ ۶۲۔ ۷۳) میں کیا۔ ترجمہ بھی کیا تفسیر میں بت لکھ دیا حالانکہ "من دون اللہ من دونہ" لفظ آئے اور (۲۲/۷۳) میں فرمایا: "اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ سب اکٹھے ہو کر ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔" اللہ کا خیال نہ کیا، "تدعون" کا خیال نہ کیا "خلقو" کا خیال نہ کیا، ترجمہ بھی غلط کیا بتوں کا بار بار پکار کر کیا ہر جگہ بت لکھ دیا دیکھئے (۲۲/ ف ۳۴ تا ۳۶۔ ۳۸۔ ۱۶۱۔ ۱۸۵ تا ۱۹۰) اور جگہ جگہ توحید خالص بھی لکھی، مکس اپ کر دیا اور (سورۃ ۴۱) بھی صرف پکارنے کے متعلق ہے اس میں بھی "خلق" سے نکلے الفاظ کا بنانا ترجمہ کیا۔ دیکھئے (۴۱/۹۔ ۱۵۔ ۲۱)۔ اور پیدا کرنا بھی ترجمہ کیا۔ (۴۱/۴۷)۔

اور جو الفاظ پکارنے کے متعلق ہیں مثلاً "یدعون" ان کا پکارنا کی بجائے پوجنا ترجمہ کیا اور ختم صحیح بھی کیا (۴۱/۵۱) میں بت لکھ دیا (۴۱/ ف ۴۷۔ ۴۸) اور اصل مطلب چھپایا گیا بار بار توحید خالص بھی لکھی اور بت بھی لکھ دیا یہی ان کا وطیرہ ہے۔ دیکھئے توحید خالص کے لیے (۴۱/ ف ۱۱ تا ۱۵۔ ۲۰) بہت اہم حوالہ (۴۲۔ ۴۵۔ ۴۸۔ ۵۱۔ ۶۸ تا ۷۶۔ ۸۳ تا ۹۶۔ ۱۰۸۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۳۰ تا ۱۳۷) اور تفسیر میں بت بھی لکھ دیے (۴۱/ ف ۱۱۹۔ ۳۶۔ ۱۱۶ تا ۱۱۸+۲۸/۵۲) غلط

ترجمہ کیا اور الشوریٰ (۴۲) میں ولی اور اولیاء کا تذکرہ ہے، ولی واحد اور اولیاء جمع ہے اور (۴۲/ ۳ تا۹) میں وارد ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی والی (بچانے والا، کام بنانے والا، کارساز، مددگار) نہیں لفظ "دونہ" دو دفعہ آیا یعنی ایک اللہ کا اثبات اور سب مخلوق کی نفی اور یہاں کنزالایمان میں تفسیر میں (ف۱۴) میں لکھا تو اسی کو والی بنانا سزاوار ہے اور (ف۶۔۱۳) میں بت لکھ دیا، بار بار ایسا کیا گیا اور خالص توحید بھی لکھی یعنی سب مخلوق کی نفی دیکھئے۔(۴۲/ف۴۔۹۔۱۰۔۱۱۔۱۴۔۲۰۔۲۱۔ ۲۴۔۲۵۔۲۷تا۳۰۔۳۷۔۴۱۔۵۳۔۷۸۔۸۰۔۸۴تا۹۵۔۱۰۸۔۱۱۴تا۱۲۹+۴۲/ ۲۶ تا۳۶) یہ سب خالص توحید ہے اور (۴۲/۶) میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ تم ان کے مختار و کارساز نہیں۔

یہ کام یعنی "دَعَو" سے نکلے الفاظ "خَلَقَ" سے نکلے الفاظ "دُوْنِ اللّٰهِ، دُوْنَهٗ" کی غلط تفسیر یعنی بندگی، بنانا اور بت بار بار کنزالایمان میں ترجمہ بھی غلط کیا اور تفسیر میں بار بار بت لکھ دیئے جیسا کہ ہم اوپر وضاحت کر چکے ہیں یہ کام (سورۃ انعام۶،سورۃ یونس۱۰،سورۃ اعراف۷، سورۃ ہود۱۱، سورۃ مریم۱۹، سورۃ نحل ۲۷، سورۃ قصص ۲۸، سورۃ عنکبوت ۲۹، سورۃ روم ۳۰، سورۃ لقمان ۳۱،سورۃ سبا۳۴،سورۃ فاطر ۳۵،سورۃ صافات ۳۷،سورۃ زمر ۳۹ اور سورتیں ۴۰۔۴۱۔۴۲۔ ۴۵) میں کیا گیا حالانکہ اسی کنزالایمان میں "دعو" سے نکلے ہوئے الفاظ کا ترجمہ بار بار پکارنا کیا اور "خلق" سے نکلے الفاظ کا ترجمہ بار بار پیدا کرنا کیا اور "دونِ الله" سے مراد ساری مخلوق لکھی دیکھئے (۱۰/ف۲۱۵+۷/۱۹۴ف۹۷۳+۱۰ف۹۲ تا۹۶) اور کمال یہ ہے کہ کنزالایمان میں "من دون اللّٰه" سے مراد خود ہمارے پیارے رسول ﷺ لکھا گیا (۳/ف۱۵۰) میں لکھا گیا کہ آپ ﷺ رب نہیں اور آپ ﷺ غیر اللہ ہیں اور یہ کمال کی دورخی ہے کہ اسی کنزلایمان میں بار بار بلکہ سینکڑوں بار "من دون اللّٰه" غیر اللہ کی تفسیر میں بت لکھ دیا کمال ہے، اصل دین چھپایا گیا یہ بہت بڑا جرم ہے اور حافظ نذر احمد کے ترجمہ میں ہر جگہ بار باران الفاظ کا درست ترجمہ کیا گیا، ثبوت اس کتاب میں حاضر خدمت ہیں کہ کنزلایمان اور حافظ نذر احمد کا ترجمہ آپ اپنے سامنے رکھ لیں تاکہ اصل بات کا پتہ چل جائے مزید دیکھئے کنزالایمان (۹/۲۹تا۳۴ بمع فوائد ۶۱ تا۷۵۔خطرہ۔۳/۶۱ تا۸۰ بمع فوائد۱۱۶تا۱۵۰اور۱۰/۶۰ تا۶۸ بمع فوائد)۔

خطرہ ہی خطرہ ان لوگوں کو اللہ یاد نہیں، قیامت کا دن یاد نہیں، اللہ کچھ فرما رہا ہے یہ کچھ اور ہی بتا رہے ہیں

اللہ سب کا خالق یعنی پیدا کرنے والا ہے کنزالایمان بھی بہت جگہ "خلق" سے الفاظ کا بار بار جگہ جگہ پیدا کرنا ترجمہ کیا گیا اور تفسیر میں بھی پیدا کرنا لکھا گیا آپ خود دیکھ لیں (۲/۲۱_۱۶۴ ف۳۵ + ۳/۱۹۰_۱۹۱ف۳۱۱ + ۲_۹۴_۱۰۱_۱۰۲_۱۳۳_۱۴۱ + ۲۳/۸۴ تا ۹۸) بمع فوائد ۲۳/ ف۲۹_۳۲_۱۳۸_۱۴۱_۱۷۷ + ۲۸/۶۸ + ۲۵/۳_۴ + ۶/۱۰۰_۱۰۱ + ۱۶/۷۰ + ۲۶/۱۸۴ + ۲۹_۲۹/ف۴۱تا۴۵ + ۱۰/۶ + ۳۵/اف۳تا۷تا۴۸ + ۳۵/۳ + ۴۰/۵۷ + ۴۱/۳۷ + ۸۸/ ۱۷ + ۵۹/۲۴ف۷۳ + ۲۶/۷۸ + ۲۷/۶۰_۶۴_۱۰۳_۱۱۵ + ۳۰/۸ + ۳۱/۲۸ف۴۶تا۵۵ + ۴۵/۴ + ۶۷/۲_۳ف۵ + ۴ف۲۳_۲۴ + ۲۱/۵۶ + ۲۸/۶۸ + ۳۰/۲۲ف۶۲ + ۳۵/۱_۳_۱۶ ف۳_۷ + ۳۸/۷۵_۷۶_۷۷) اور بھی بہت جگہ ترجمہ پیدا کرنا ہے کیونکہ اللہ خالق ہے باقی ہر چیز مخلوق دیکھئے (۳۹/۶۲) کنزالایمان اور ان الفاظ کا ترجمہ بنانا ہرگز نہیں کیونکہ اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور مخلوق ان چیزوں کو ملا کر مختلف چیزیں بناتی ہے، مثلاً پرندے گھونسلے بناتے ہیں، انسان سڑکیں، عمارتیں، گھر، پل، ہوائی جہاز بحری جہاز بناتے ہیں، یہ سب کچھ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو ملا کر بنایا جاتا ہے اور کنزالایمان میں ہے کہ فرعون نے اینٹ بنوائی محل بنوایا۔
(۲۸/ف۹۹_۱۰۰_۱۰۱)

کنزلایمان سے چند اقتباسات

(۱) توحید فی الحکم:

کنزالایمان میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امت محمدیہ کے 73 فرقے ہو جائیں گے ایک کے سوا سب دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب ناری ہوں گے، جنتی فرقہ وہ ہو گا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی راہ پر ہیں اس کے علاوہ باقی سب دوزخی اور جو آپ اور صحابہ کی راہ پر ہو گا اس کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔" (۴/۱۱۵ف۳۰۴ + ۲۷/۳۲ ف۴۶ + ۳۱/۱۵ف۲۴) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۱۷ پر) وحی کے علاوہ باقی سب راہ باطل وضلالت

ہے دیکھئے کنزالایمان (۳/۱۰۳تا۱۰۸فوائد۱۸۶تا۱۹۹+۲/۱۳ف۱۷مسئلہ۶/ ۱۵۹ف۳۳۵+ ۴/ ف۱۶۷+ ۱۰/ف۶۵+ ۲۱/ف۱۹۱+ ۲۵/ ف۱۳۳+ ۳۱/ف۳۷+ ۳۳/ف۵۶-۸۹+ ۲۸/ ف۴۹) کنزالایمان کے مطابق باطل فرقوں کی نشاندہی ہوچکی، اب غور طلب بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام حنفی تھے، بغداد شریف والے کی گیارھویں دیتے تھے، ان کو غوث اعظم مانتے تھے، لاہور والے کو داتا مانتے تھے، خود ہی فیصلہ کرلیں باطل فرقہ کون؟ ہم کچھ کہیں گے تو شکایت ہوگی اور شور مچ جائے گا مزید دیکھئے (۹/۳۰تا۳۱ف۶۵-۶۲-۶۸-۷۵) یہ شرک فی الحکم ہے۔

(۲) توحید فی العبادت شرک فی العبادت:

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں، کلمہ کا یہی مطلب ہے کہ سب نبی یہی دعوت دیتے رہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں مخلوق کی عبادت نہیں دیکھئے کنزلایمان (۱۰/ف۲۱۵تا۲۱۸) پیارے رسول اللہ ﷺ کی بھی عبادت نہیں (۳/ ۷۹-۸۰ف۱۵۰) مخلوق کو اور رسول اللہ ﷺ کو بھی سجدہ نہیں دیکھئے کنزالایمان (۲/ف۶۱+۱۲/ ف۲۲۱) پکارنا عبادت ہے (۴۰/ ۶۰ ف۱۲۷+ ۷/ ۵۵-۵۶ف۱۰۰+ ۱۷/ ۱۱۰ف۲۳۰+ ۳۹/ ۲۹ ف۷۲تا۷۵) جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو صحابہ نے "اَلتَّحِيَّاتُ میں يَا اَيُّهَا النَّبِیُّ" کہنا چھوڑ دیا، (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۱ پر) خالص اللہ کی عبادت کریں اور کسی کی عبادت نہ کریں، خالص اللہ کو پکاریں اور کسی فوت شدہ یا غیر حاضر کو نہ پکاریں کیونکہ یہ عبادت ہے کسی اور کے نام کی نذر نیاز نہ دیں خالص اللہ کے نام کی نذر نیاز دیں جسمانی، مالی، قلبی، زبانی عبادت خالص اللہ کی کریں، سب حوالے ہم نے اس کتاب میں درج کردیئے ہیں۔

(۳) توحید فی الذات اور شرک فی الذات

کتاب میں سارے حوالے ہم نے لکھ دیئے ہیں شرک فی الذات سے بچیں۔ جو شرک فی الذات مرتکب ہے وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ ان سب چیزوں سے پاک ہے دیکھئے کنزاالایمان (۲/ف۲۹۱) دیکھئے فقہ حنفی کی مشہور کتاب عین الھدایہ جس کے کچھ اقتباسات اس

کتاب میں شامل کر دیے ہیں وہاں دیکھئے:

(۴) توحید فی الصفات اور شرک فی الصفات

اس کتاب میں سارے حوالے ہم نے لکھ دیئے ہیں اللہ کی صفات کسی غیر اللہ میں نہیں نہ کوئی خالق ہے، نہ رب یعنی داتا نہ والی یعنی کارساز نہ حاظر وناظر شرک فی الصفات سے بچیں ورنہ خطرہ ہی خطرہ ہے۔ دیکھئے کنز الایمان (۲/ف۲۹۱) دیکھئے یہ کتاب، باب عین الھدایہ۔

(۵) توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف

نفع ونقصان کا اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں غیر اللہ کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنے والا مشرک وکافر ہے سب حوالے ہم نے اس کتاب میں لکھ دیئے ہیں۔ دیکھئے فقہ حنفی کی مشہور کتاب عین الہدایہ کا باب جو ہم نے اس کتاب میں شامل کیا ہے

(۶) توحید فی العلم اور شرک فی العلم

غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں شرک فی العلم سے بچیں قرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھیں بخاری ومسلم (۵ جلد) مشکوٰۃ ان سب کو ترجمہ کے ساتھ پڑھیں اور دین کا علم حاصل کریں۔ مزید دیکھئے باب عین الہدایہ جو اس کتاب میں شامل ہے۔ دیکھئے یہ کتاب باب عین الھدایہ

(۷) اللہ کی ہدایت (قرآن وحدیث) کے علاوہ ہر راہ باطل وضلالت ہے دیکھئے کنز الایمان (۲/۱۱۹۔۱۲۰ف ۲۱۸۔۲۱۹+ ۶/۱۷ف۱۵۵تا۱۵۷+۳/۳۷ف۱۳۷)۔

(۸) دین میں غیر اللہ کا حکم ماننا شرک ہے۔ دیکھئے کنز الایمان (۶/ف۱۲۴تا۱۲۶۔۲۴۲)

مندرجہ ذیل حوالے بتاتے ہیں کہ مرنے کے بعد یا سوتے وقت یا دور ہوں تو نبیوں اور اللہ کے ولیوں کو بھی پتہ نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

(۹) سیدنا عزیر علیہ السلام کا واقعہ دیکھئے کنز الایمان (۲/۲۵۹ف ۵۴۰)

(۱۰) جس دن اللہ رسولوں سے پوچھے گا (۵/۱۰۹ف ۲۶۲۔۲۶۳)

(۱۱) جس دن اللہ عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا۔ (۵/۱۱۶ف ۲۸۹تا۲۹۱)

مندرجہ بالا دونوں مقامات پر اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف تفسیر لکھی، دیکھئے کنزالایمان اللہ تعالیٰ کچھ فرما رہا ہے یہ کچھ کہہ رہے ہیں یہی شرک ہے۔

(۱۲)اصحاب کہف کو جگایا(۱۸/۱۹۔۲۰ف۲۶تا۳۶)

(۱۳)موسیٰ علیہ السلام سو گئے۔زبردست کنزالایمان(۱۸/۶۰تا۶۵ف۱۳۶تا۱۴۳)

(۱۴)ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے۔کنزالایمان(۱۸/ف۱۷۸)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۹ پر)

(۱۵)اے نبی ﷺ! کہہ دیجئے نہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہ میں غیب جانتا ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے کنزالایمان(۶/۵۰۔۵۱ف۱۱۳۔۱۱۴)

(۱۶)بغیر اس کے بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا۔کنزالایمان(۶/ف۱۲۹+۳/۱۷۹ ف۳۵۴۔۳۵۵)

(۱۷)رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی سے تین سوال کیے دو قبول ہوئے ایک سوال قبول نہ ہوا۔دیکھئے کنزالایمان(۶/۶۵ف۱۴۱+۲/۱۶۵تا۱۶۷+۸/ف۱۹تا۲۱+۹/۲۵ف۴۹تا۶۱+ ف۹۲تا۹۶)

(۱۸)اولاد اللہ دیتا ہے غیر اللہ کی طرف اولاد کو منسوب کرنا شرک ہے۔کنزالایمان(۷/ ۱۸۹۔۱۹۰ف۳۷۳+۱۵/ف۵۹+۲/۲۱۱ف۴۰۱+۴۲/۴۹۔۵۰)

(۱۹)مشرکین مکہ اللہ کے مقبول بندوں کے بت بناتے تھے دیکھئے کنزالایمان (۷/۱۹۴ف۳۷۹+۱۶/ف۱۵۴تا۱۶۴+۳۰/ف۵۱تا۵۹+۳۴/۴۰تا۴۲بمع فوائد+۳۹/۲۹ بمع فوائد۷۲تا۷۵)یہ زبردست ہے، یہ سب مکی سورتوں کے حوالے ہیں۔

(۲۰)باہمی تنازع سے محفوظ رہنے کی تدبیر دیکھئے کنزالایمان(۸/ف۸۷+۴/ف۳۰۵+ ۲/۳۵+۴/۱۱۵ف۳۰۴تا۳۰۵+۶/ف۳۳۵+۱۴/ف۵+۳۱/۲۴+۲۱/ف۱۹۱)

(۲۱)رسول اللہ ﷺ اللہ کی نعمت ہیں(۸/ف۱۰۴)(پھر دوسروں کی اتباع کیوں؟)

(۲۲)اللہ کو علم ہے کہ باطل کے اختیار کرنے والے بہت ہوں گے۔کنزالایمان(۱۱/ ف۲۴۳)اللہ کا شکر کرنے والے کم ہیں(۳۴/۱۳ف۳۵)

(۲۳) مخلوق کی عبادت نہیں کنز الایمان (۱۰/ف ۲۱۵)

(۲۴) اسی سے دعا کرنا سزاوار (سچ) ہے (۱۳/ف ۴۰) کنز الایمان

(۲۵) (۱۳/ ۱ تا ۴۳ ف ۴۶ تا ۵۱) کنز الایمان میں توحید ہی توحید لیکن ترجمہ اور تفسیر میں حسب عادت گڑ بڑ حافظ نذر احمد کا ترجمہ ٹھیک وہ سب کا خالق مالک سب اس کے بندے مملوک (۱۳/ف ۴۶ تا ۵۲+۱۴/ف ۷)

(۲۶) حق کی راہ ایک ہے (۱۴/ف ۵) اور ضلالت کے طریقے کثیر

(۲۷) زبردست توحید دیکھئے کنز الایمان (۱۴/ف ۷۔۳۱ تا ۳۹۔۴۶۔۴۰۔۸۲)

(۲۸) آپ ﷺ نعمت

آپ ﷺ کی اتباع نعمت جلیلہ کا شکر بجالانا ہے (۱۴/ف ۲۷+۳/ف ۳۱۱)

تبصرہ:...... لیکن لوگ آپ ﷺ کو چھوڑ کر دوسروں کی اتباع کرتے ہیں یہ جرم ہے۔

(۲۹) اسی نے سب کو پیدا کیا اور وہ اپنی مخلوق کے تمام احوال جانتا ہے (۱۵/۹۴)

تبصرہ:...... (۱۵/۸۵) میں ترجمہ غلط کیا یعنی بنانا اور (۱۵/۸۶) میں ترجمہ صحیح کیا یعنی پیدا کرنے والا (+۳۹/۶۲) اور

(۳۰) میری ہی عبادت کرو (۱۶/ف ۵۔۶) یعنی اللہ کی عبادت کرو

(۳۱) ساری کائنات اللہ کی مملوک (۱۶/ف ۱۰۴) سب اس کے مملوک اور اسی کے تحت قدرت وتصرف ہیں تو شرک سے ممانعت فرمائی۔ نیز (۱۶/ف ۱۶۲+ ۲۱/ف ۳۵+ ۳۱/ف ۴۷+ ۴۱/ف ۴۴+ ۷/ف ۲۹۴+ ۱/۴ مسئلہ+۱۰/ف ۱۵)

(۳۲) اللہ تعالیٰ ذات وصفات میں شریک سے منزہ ہے دیکھئے کنز الایمان (۱۶/ف ۱۴۸ تا ۱۶۳+) بہت اہم ہے (۱۶/ف ۱۴۸+ ۱۶/ف ۳۷) بہت ہی اہم ہے (+۲۰/ف ۶+ ۳۵/ ف ۵۷+۲/ف ۲۹۱۔۲۹۲+ ۹/ف ۴۱+۳/ف ۲)۔

(۳۳) آپ ﷺ اللہ کے بندے اور مخلوق ہیں دیکھئے کنز الایمان (۱۵/ف ۷۸+ ۱۶/ف ۲۸۰+ ۱۷/ف ۵۔۶+ ۲۶/ف ۱۹۵+ ۴۱/ف ۱۱۔۱۲+ ۲۱/ف ۶۶+ ۵۵/ ۳ ف ۳)

مخلوق پرستی منع ہے (۴۳/ف ۳۴۔۷۵)

(۳۴) توحید۔شرک دیکھئے کنزالایمان (۱۷/ف ۸۷تا۹۴+ ۲۹/۳۹ف ۷۲تا ۷۵+ ۴/۱۸۸تا۱۹۱ف ۳۷۳+۷/۱۹۴ف ۳۷۹+۱۷/۵۶۔۵۷ف ۱۱۸تا۱۲۰+۷۲/۱۸تا۲۰ف ۳۸)

(۳۵) مشرکین مکہ اللہ کے مقبول بندوں کے بت بنا کر ان کو پکارتے تھے (۷/۱۹۴ ف ۳۷۹+۳۹/۲۹ف ۳۷+۱۶/ف ۱۵۴تا۱۶۴+۳۰/ف ۵۱تا۶۰)

(۳۶) اہل کتاب غیر اللہ کو پکارتے ہیں انہیں کارساز سمجھتے ہیں اسی لیے مشرک اور کافر قرار دیئے گئے دیکھئے کنزالایمان (۲/۷۱۸ف ۳۸+ ۱۸/۱۰۲ف ۲۱۳۔۲۱۴+ ۱۷/ ۵۶۔ ۵۷ ف ۱۱۸۔۱۲۰)

(۳۷) آپ ﷺ رازق نہیں۔دیکھئے کنزالایمان (۲۰/۱۳۲ف ۲۰۶۔۲۰۷)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۳ پر)

اللہ سب مخلوق کو روزی دیتا ہے وہی سب کا کارساز ہے۔

(۳۸) کنزالایمان میں لکھا گیا کہ لفظ "ما" غیر ذوی العقول یعنی بے عقلوں کے لیے بولا جاتا ہے (۲۱/ف ۱۸۰) لیکن قرآن میں اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ "ما" استعمال ہوا دیکھئے کنزالایمان (۱۰۹/۳۔۵ف ۱تا۳+) اور قرآن میں لفظ "ما" ساری مخلوق کے لیے بھی استعمال ہوا ہے دیکھئے کنزالایمان (۱۴/۱۔۲ف ۵تا۷) اور قرآن مجید میں جہاں جہاں "لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ" آیا وہاں وہاں لفظ "ما" کا مطلب ساری مخلوق ہے کنزالایمان (۲/۲۹۔۲۸۴+۳/ ۱۰۹۔۱۲۹+۴/۱۲۶۔۱۳۱۔۱۳۲۔۱۷۰۔۱۷۱+۶/۱۲۔۳۸) اور قرآن مجید میں اور بھی بہت جگہ

(۳۹) زبانی اطاعت اور عملی مخالفت یہ منافقوں کا طریقہ ہے اس سے پرہیز کیجئے۔دیکھئے کنزالایمان ۲۴/ف ۱۱۹تا۱۲۴ نیز ۲۴/ف ۱۰۹تا۱۱۵۔

(۴۰) چوپائے بھی اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں اور جو انہیں کھانے کو دے اس کے مطیع رہتے ہیں اور احسان کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور تکلیف دینے والے سے گھبراتے ہیں نافع کی طلب کرتے ہیں، مضر سے بچتے ہیں، چراگاہوں کی راہیں جانتے ہیں، جو نہ رب کی اطاعت کرتے ہیں نہ اس کے احسان کو پہچانتے ہیں وہ چوپائیوں سے بھی بدتر ہیں۔کنزالایمان (۲۵/ف ۸۲تا۱۰۷)

(۴۱) اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ مرنیوالے پر بھروسہ کرنا عاقل کی شان نہیں دیکھئے کنز الایمان (۲۵/ف ۱۰۳+۲۵/۹۰ تا ۱۰۶)

(۴۲) مومن کی شان ہے کہ اللہ کی آیتوں کو سوچتے ہیں، سمجھتے اور سنتے ہیں، دیکھتے اور نصیحت پکڑتے ہیں اور نفع اٹھاتے ہیں دیکھئے کنز الایمان (۲۵/۷۳ف ۱۳۳)

(۴۳) جب آدمی مرتا ہے اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوا تین کے۔ دیکھئے کنز الایمان (۲۶/ف ۹۲+۱۵/ف ۲۹+۳/ف ۳۵۸+۲۹/۵۷ف ۱۳۷۔۱۳۸) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۶۴۷ پر)

(۴۴) فرعون نے محل بنایا اینٹ بنوائی (۲۸/۳۸ف ۹۹)

(۴۵) روزی اللہ کی کھاتے ہیں بندگی غیر اللہ کی کرتے ہیں!!! (۲۸/ف ۱۴۶) نیز دیکھئے کنز الایمان (۲۸/۶۸ تا ۷۵ فوائد ۱۷۲ تا ۱۹۰۔۱۹۴+۲۹/ف ۱۳۷ تا ۱۶۹)

(۴۶) صاحبِ عقل تھے حق و باطل میں تمیز کر سکتے تھے لیکن انہوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا (۲۹/ف ۹۲)

(۴۷) اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں مومن اور کافر کا فرق ہے۔ دیکھئے کنز الایمان (۲۹/۶۶ف ۱۵۷+۵۵/ف ۱۲ تا ۲۴۔۳)

(۴۸) آپ ﷺ کے فرزندوں کی وفات۔ دیکھئے کنز الایمان (۳۳/ف ۱۳۱۔۱۰۳) نیز ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات (بخاری)

(۴۹) توحید خالص۔ دیکھئے کنز الایمان (۳۴/۱ تا ۳) بمع فوائد

(۵۰) توحید خالص+کیا وہ اندھے ہیں دیکھتے نہیں؟ کنز الایمان (۳۴/ف ۱۹ تا ۹۵)

(۵۱) آپ ﷺ سے پہلے مشرکین عرب کے پاس نہ کوئی کتاب آئی، نہ رسول جس کی طرف اپنے دین کی نسبت کر سکیں تو یہ جس خیال پر ہیں ان کے پاس کوئی سند نہیں وہ ان کے نفس کا فریب ہے۔ (۳۴/ف ۱۱۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۹۔ ۱۲۱ تا ۱۳۲+۴۳/ف ۳۴+۴۶/ ف ۸۔ ۱۰+۴۵/ف ۳۹)۔ نیز دیکھئے کنز الایمان (۴۲/۵۲+۹۳/۶ تا ۸ف ۷ تا ۹+۲/۲۸۵ ف ۶۲۰ تا ۶۲۳+۲۱/ف ۴۶+۱۰/۱۵۔۱۶ف ۳۵ تا ۳۹+۲۸/ف ۱۶۳۔۱۶۴۔۱۸۴۔۱۸۸+۲۹/ف ۹۲+۳/ف ۱۸۶ تا ۱۹۴+۳/ف ۳۱۲ تا ۳۱۷+۲۲/ف ۱۷۸۔۱۸۰+۶۲/۲ف ۳ تا ۱۵+۲۵/ف ۱۳۳)

(۵۲) کیونکہ ہر چیز اس کے مالک سے طلب کی جاتی ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۳۵/ ف۲۴ + ۱۷/ ۱۱۱ف ۲۳۰ تا ۲۳۵ + ۲۵/ ۲ف۲ تا ۵)۔

(۵۳) عمل بے توحید وایمان مقبول نہیں۔ دیکھئے کنزالایمان (۳۵/ ۱۰، ف۲۶ + ۴۰/ ف۸۶ + ۹۰/ ف۱۸، ۱۷/ ف۸۷) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۱۴۷ پر)

(۵۴) ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیا اور ہر چیز سے فارغ کر لیا۔ دیکھئے کنزالایمان (۳۷/ ف۸۳) ہر کلمہ گو کو ایسا ہی کرنا چاہیے اللہ کی توحید کو اختیار کرنا چاہیے ورنہ خطرہ۔

(۵۵) انبیا کی شانِ یہ ہے کہ خود کامل ہوتے ہیں اور دوسروں کی تکمیل کرتے ہیں۔ دیکھئے کنزالایمان (۳۷/ ف۱۵۸) (لیکن یہاں تو علی ہجویری کو کہا جارہا ہے۔ "ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را رہنما" حالانکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا مقام ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکمل ہیں۔ (۶۸/ ف۴) پھر تقلید کیوں؟

(۵۶) پکارنا کے متعلق زبردست، دیکھئے کنزالایمان (۳۹/ ۲۹ف۲۷ تا ۷۵ + ۵۲/ ۲۷۔ ۲۸، ف۳۱ + ۴۰/ ۶۰ف۱۲۷ + ۷/ ۵۴۔۵۵ف۱۰۰ + ۱۷/ ۵۶۔۵۷ ف۱۱۸۔ ۱۲۰ + ۱۷/ ۱۱۰ ف۲۳۰ + ۱۸/ ۵۲، ف۹۹۔ ۱۱۳ تا ۱۱۵)۔

(۵۷) یہود ونصاریٰ کے طریقوں کی ترغیب (۵۷/ ف۹۱) اور رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کے طریقے اختیار کرنے منع فرمارہے ہیں، دیکھئے کنزالایمان (۵۷/ ف۴۸ + ۵۸/ ف۳۳ تا ۷ ۳) دیکھئے یہ کتاب باب میلادالنبی۔

(۵۸) رسول اللہ ﷺ مرشد کامل ہیں کنزالایمان (۶۲/ ۲ف۸)۔

تبصرہ:...... پھر اہل کتاب اور دوسروں کی پیروی کیوں......؟

(۵۹) صحابہ کے بعد کے لوگ خواہ کچھ ہو جائیں مگر شرفِ صحابیت نہیں پاسکتے (۶۲/ ف۱۱)

(۶۰) جو لوگ ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھاتے وہ گدھے کی طرح ہیں۔ کنزالایمان (۶۲/ ف۱۵)

(۶۱) سات آسمان ایک کے اوپر ایک ہر ایک کی موٹائی ۵۰۰ برس کی مسافت اور ہر ایک کا

دوسرے سے فاصلہ ۵۰۰ برس کی راہ، (۶۵/ف ۳۵) کنزالایمان۔

(۶۲) سورۃ الملک (۶۷) مکمل توحید پر مبنی ہے۔ دیکھئے (۶۷/ف ۲ تا ۸۔ ۱۷ تا ۲۴ + ۳۷ تا ۴۱۔ ۴۳۔ ۴۸۔ ۵۳۔ ۶۰) اگر اللہ تعالیٰ رزق روک لے تو کوئی دینے والا نہیں۔ (۶۷/۲۱) اللہ کی باتیں سنو اور سمجھو ورنہ خطرہ ہے۔ مارے جاؤ گے۔ (۶۷/۱۰۔۱۱+) غیر اللہ سے مدد چاہنے والے کافر ہیں (۶۷/۲۰) اور کان آنکھیں اور دل اللہ تعالیٰ نے دیے اس کا شکر ادا کرو۔ (۶۷/۲۳) اللہ پر توکل کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ (۶۷/۲۹)۔ اللہ اگر پانی بند کر دے تو کوئی اور ہے جو پانی بھیج دے؟ (۶۷/۳۰ ف ۶۰)۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی توحید کو قبول کرو۔

(۶۳) اللہ کی کوئی زوجہ نہیں۔ دیکھئے کنزالایمان (۶/۱۰۱+۷۲/۳+۴۳/ف ۱۳)۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۴ پر)

ان سب کے فوائد لیکن احمد رضا صاحب کی کتاب ملفوضات حصہ دوئم (صفحہ ۱۹۲) پر لکھا ہے کہ سیدی موسی سہاگ مشہور مجاذیب سے تھے۔ احمد آباد میں مزار شریف میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ ایک بار قحط شدید پڑا اور اکابر جمع ہو کر ان کے پاس دعا کے لیے گئے۔ انکار فرماتے رہے کہ کیا میں دعا کے قابل ہوں؟ جب لوگوں کی التجاء وزاری حد سے گزری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُنڈیں اور جل تھل ہو گیا...... اللہ اکبر۔ میرا خاوند حَیٌّ لَا یَمُوْتُ ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور مجھے یہ بیوہ کیے دیتے ہیں۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۵ پر)

(۶۴) تو اسی کو والی (کارساز) بنانا سزاوار (سچ) ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۴۲/ف ۱۴) اللہ کے سوا والی ٹھہرانا باطل ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۴۲/۳ تا ۸) بمع فوائد۔

(۶۵) حقیقت میں وہ باطل پر ہیں، نہ ان کے پاس کوئی کتاب جس میں یہ مذکور ہو جو وہ کہتے ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد، نہ کوئی ان کا ضامن نہ موافق۔ دیکھئے کنزالایمان (۶۸/۳۹ تا ۴۱ ف ۴۵)

تبصرہ:...... کوئی ثبوت کہ ابوحنیفہ امام اعظم ہیں؟ لاہور والے داتا ہیں؟ بغداد شریف والے غوث اعظم ہیں؟ یہ سب باتیں خود ساختہ ہیں، قرآن حدیث وفقہ حنفی سے یہ باتیں ثابت

نہیں۔ نیز دیکھئے کنزالایمان (۲۲/ف ۱۸۰۔۱۷۸) یادرہے پکارنا عبادت ہے۔

(٦٦) دنیا سے آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ کنزالایمان ۱۱۰/ ف ۱تا۴۔ کنزالایمان (اور پھر بھی آپ ﷺ حاضر وناظر) مزید(۸/ف ۵۴۔۵۵+ ۳/ف۲۵٦ + ۱۰/ف ۴٦+ ۲۱/ف٦٦+ ۴٦/٦/ ف۵٦)

(٦۷) سورتیں (۱۱۲تا۱۱۴) توحید کی اصل اور رسول اللہ ﷺ سے نفع ونقصان ہونے کے مالک کی مکمل نفی کرتی ہیں ۔دیکھئے کنزالایمان (۱۱۲/ ۱تا۴ف ۱تا٦+ ۱۱۳۔۱۱۴/ ۱تا۴+ ۱تا٦ فوائد+ ۱تا۷فوائد)۔

(٦۸) (۷۳/ ۹ف ۱۴)۔ وہ مشرق کا رب اور مغرب کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ، (ف ۱۴اور ف ۱۴) میں لکھا ہے اور اپنے کام اسی کی طرف تفویض کرو (دیکھئے کنزلایمان)۔

(٦۹) وہ لوگ مراد ہیں انہوں نے محنتیں بھی اٹھائیں مشقتیں بھی اور نتیجہ یہ ہوا کہ جہنم میں گئے (۸۸/ ف۴) سوچنے کا مقام ہے!

(۷۰) مشرکین مکہ کو کیوں مشرک اور کافر کہا گیا؟ دیکھئے کنزالایمان (الاحقاف۴٦ + الرحمٰن۵۵ + الملک ٦۷ + سورۃ انعام٦ + الاعراف ۷+ یونس۱۰+ ہود۱۱+ یوسف۱۲ + الرعد۱۳+ ابراہیم۱۴+ الحجر۱۵+ النحل۱٦+ بنی اسرائیل۱۷+ الکہف۱۸+ مریم۱۹+ طٰہٰ ۲۰+ الانبیاء۲۱+ المومنون۲۳+ الفرقان۲۵+ الشعراء ۲٦+ النمل/ ۲۷ تا ۳۲+ سباء۳۴ تا شوریٰ ۴۲+ الزخرف ۴۳)، ان ساری سورتوں کا ترجمہ اور تفسیر کنزالایمان میں پڑھیں۔ مشرکین مکہ کو مشرک اور کافر کیوں کہا گیا؟ یہ باتیں نوٹ کیجئے ہر کلمہ گو کو چاہیے کہ مشرکین مکہ کے ان جرائم کی فہرست تیار کر کے اور ان پر بار بار غور کر کے ان جرائم سے بچیں ورنہ خطرہ ہی خطرہ ہے۔ جو کام مشرکین مکہ کرتے تھے اللہ نے ان کو قرآن میں مشرک اور کافر کہا اور جو لوگ آج وہی مشرکین مکہ والے عقیدے رکھتے ہیں اور وہی کام کرتے ہیں وہ یقیناً شرک کے میں مرتکب ہیں۔ ہم نے آپ کو نصیحت کر دی یہ ہمارا فرض ہے۔ آپ خود پرہیز کریں۔

(۷۱) اہل کتاب یہودیوں اور عیسایوں کو کیوں مشرک اور کافر کہا گیا؟ دیکھئے کنزالایمان

(سورۃ الفاتحہ ۱+ البقرہ ۲+ آل عمران ۳+ النساء ۴+ المائدہ ۵+ الانفال ۸+ التوبہ ۹+ الحج ۲۲+ النور ۲۴+ الاحزاب ۳۳+ ۱/۷/ ۵۵_۵۶ ف ۱۱۸_۱۲۰+ ۱۷/۹۰ تا ۱۱۱ بمع فوائد+ محمد ۴۷+ الفتح ۴۸+ الحجرات ۴۹+ الطّور ۵۲/ ۲۸ ف ۳۱+ ۵۳/ ۱ تا ۴ ف ۳ تا ۵+ الحدید ۵۷+ ۵۸/ ف ۳۳ تا ۳۸_۴۲+ الجمعہ ۶۲+ التحریم ۶۶+ الجن ۷۲ ف ۳۸ تا ۴۹+ المزمل ۷۳+ سورتین ۱۰۹ تا ۱۱۴)۔ ان ساری سورتوں کا ترجمہ اور تفسیر کنزالایمان میں پڑھیے۔ اہل کتاب یہودیوں اور عیسائیوں کو کیوں مشرک اور کافر کہا گیا مومنوں کو کیا حکم دیا گیا؟ سب باتیں نوٹ کریں۔ بچنے والی باتوں سے بچیں اور عمل کرنی والی باتوں پر عمل کریں ایک فہرست تیار کریں۔ اپنی عاقبت قرآن کے مطابق سنواریں یہ بات بہت بہت ضروری ہے، ورنہ خطرہ ہے!

(۷۲) نذرو نیاز عبادت ہے، اس لیے غیر اللہ کے نام پر نذر نیاز دینا شرک ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۲/ف ۴ ۵۷ تا ۶ ۷۵+ ۶/۷ ف ۱۵_۱۸)۔

(۷۳) آپ ﷺ کو حکم ہوا اللہ پر توکل کرو۔ دیکھئے کنزالایمان اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو تمہارے کاموں سے لاتعلق ہوں اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا اور مہربان ہے۔ (۲۶/ ۲۱۷ اور ۳۹/ ۳۸) اور تم فرماؤ اللہ مجھے کافی ہے پھر بھروسہ کرنے والے اس پر بھروسہ کریں (ف ۹۰+) میرا اسی پر بھروسہ ہے اور جس کا اللہ پر بھروسہ ہو وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا (ف ۹۲) میں ہے اللہ تعالیٰ میرا معین و ناصر ہے۔ مزید دیکھئے (۳/ ۱۵۹_۱۶۰+ ۱۱/ ۱۲۳+ ۷/ ف ۳۸۳+ ۳/ ف ۳۰۵_۳۰۶)

(۷۴) "بَاخِعٌ" کیا تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے کہ وہ ایمان نہیں لاتے؟ (۱۸_۶+ ۲۶/ ۳) تبصرہ ثابت ہوا رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ان کا ایمان لانا نہ تھا یعنی رسول اللہ مختار کل نہیں

(۷۵) "یَحْزُنْكَ" آپ ﷺ کو غم ہوتا تھا جب وہ ایمان نہ لاتے تھے لفظ "یَحْزُنْكَ" قرآن میں چھ مرتبہ آیا۔ دیکھئے کنزالایمان (۳۰/ ۱۷۶+ ۵/ ۴۱+ ۶/ ۳۳+ ۱۰/ ۶۵+ ۳۱/ ۲۳+ ۳۶/ ۷۶) بمع فوائد کنزالایمان

(۷۶) "عَصَیْتُ" تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ تو دیکھئے کنزالایمان (۶/ ۱۵+ ۱۰/ ۱۵+ ۳۵_۹۱) یعنی آپ مختار کل نہیں

(۷۷) آپ ﷺ نعمت آپ ﷺ نعمت ظاہرہ ہیں (۳۱/۳۷+ ۵/ف۶۶+۱۴/ف۷۲ +۸/ف۱۰۴+۳/ف۳۱۱ تا ۳۱۷) آپ ﷺ کی مخالفت بہت بڑا فتنہ ہے (۹/ف ۱۱۸)

تبصرہ:...... لیکن امت نے اس نعمت کی قدر نہ کی رسول اللہ ﷺ کی اتباع نہ کی بلکہ اور امام بنا لیے جو سراسر باطل ہے دوسرے اماموں پر وحی نہ آئی، نہ وہ نبی تھے، نہ وہ رسول ﷺ تھے، نہ ان کا ہم نے کلمہ پڑھا نہ ان کی اتباع کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا اور کی اتباع باطل ہے (۴۰/۸)

(۷۸) ہر چیز اس کے مالک سے مانگی جاتی ہے۔ (۳۵/ف۹۴)

(۷۹) اللہ مختار کل ہے اور کوئی نہیں۔ دیکھئے کنز الایمان (۳۹/۶۲ تا ۶۷ ف۱۳۵ تا ۱۴۰+ ۳/ ۱۲۶ تا ۱۶۰+ ۹/۵۲ف۴۹ـ۶۶ـ۷۰+ ۱۰/ف۲۰۶+ ۷/ف۱۶۵ـ۲۹۴+ ۱۶/ف۱۸+ ۱۷/ف۱۵۴+۲۹/ف۱۰۶)

(۸۰) آپ مختار نہیں۔ دیکھئے کنز الایمان (۳/ ۱۲۸ـ۱۵۹ـ۱۶۰+ ۸/ ۹ف۱۹ـ۲۱+ ۲۸/ ۵۶ ف۱۴۲+ ۹/ ۱۲۹+ ۱۵/ف۳ـ۱۷۳ـ۱۷۴+ ۲۰/۹۳+ ۳۹/۱۳+۹۳/۱ تا ۱۱ بمع فوائد+ سورتیں ۱۱۳+۱۱۴ بمع فوائد)۔

(۸۱) صحابہ پہلے گمراہ تھے اللہ نے ہدایت دی (۲/ ۱۹۸+۳/۱۰۳ـ۱۸۴+۶۲/۳ف۸ـ۱۱)

(۸۲) آپ ﷺ کو ہدایت کا اختیار نہیں (۱۶/ ۳۷+ ۲۸/ ۵۶ بمع فوائد+۲/۲۷۲ف ۵۷۷ +۴۲/۵۲) میں ہے تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو

(۸۳) ابو طالب کا ذکر کنز الایمان میں ہے کہ اس نے کلمہ نہ پڑھا کافر مرا (۲۸/۵۶ ف۱۴۲+ ۶/ ف۶۱+ ۲۵/ ف۱۱۴+ ۹/ ف۲۶۴)

(۸۴) آپ ﷺ کے صحابہ اور امت کے لیے دعا (۸/۹+ ۹/ ف۲۲۵ تا ۲۳۰ـ ۱۷۹+ ۸۹/ ف۲۰) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن یا رب امتی امتی...... ! عرض کرتے ہوں گے اور (۹۴/ف۶) میں مسلم شریف کی حدیث کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رو رو کر امت کے لیے دعا کی یعنی آپ ﷺ صحابہ اور امت کے لیے صرف دعا کر سکتے ہیں، فاعل و مختار اللہ کی ذات ہے۔

(۸۵) آپ ﷺ کا مقام کہ رسول اللہ ﷺ اکمل ہیں (۶۲/ف ۸) آپ ﷺ مخلوق میں سب سے افضل ہیں (۱۷/ف ۶) آپ ﷺ امام انبیاء ہیں (۴۳/ف ۷۵) آپ ﷺ سید انبیاء ہیں (۳۳/ف ۱۳۲) آپ ﷺ تمام عالم کی طرف معبوث ہیں (۳۳/ف ۱۱۰+) آپ ﷺ سید الانبیاء ہیں۔ خلق کو نیکی کی راہیں آپ ﷺ کی اتباع سے ملتی ہیں (۳۳/ف ۱۳۲) مزید دیکھئے کنزالایمان (۲/ف ۳۷_۴۷_۱۷۴_۴۶۰_۵۱۶+۳/ف ۴۴_۶۴_۶۵_۲۳۶_۲۸۱+ ۴/ف ۱۶۷_۱۷۵_۱۷۸) لوگوں نے رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم اور اکمل ہستی کی قدر نہ کی، نہ ان کے وہ عقائد ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے تھے کیا رسول اللہ ﷺ کا عقیدہ تھا کہ لاہور والا داتا ہے بغداد والا غوث اعظم ہے علی مشکل کشاء ہے......؟ کیا آپ ﷺ نے کبھی فرمایا کہ میں مختار کل ہوں کبھی نہیں کہا کہ گیارہویں دو، میلاد مناؤ، قل، چالیسواں کرو پکی قبریں بناؤ۔ سوچنے کا مقام ہے۔

(۸۶) دین مکمل ہو چکا (۳/۵) اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا دین اسلام یعنی اللہ کی اطاعت، توحید اور اطاعت رسول ﷺ ہے اختلافات کی وجہ حسد اور دنیاوی منافع ہے (۳/ف ۴۰ تا ۴۴) نہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا رب ہے نہ مالک ہے نہ داتا ہے نہ پالنے والا ہے اور نہ اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین ہے (۲۱/ف ۱۶۵+) باطل کی راہیں بہت ہیں اور راہ حق صرف ایک دین اسلام (۶/ف ۳) اور صراط مستقیم دین اسلام صرف ایک ہے (۱۶/ف ۲) قرآن وحی حدیث وحی (۶/ف ۲۹۲) فرمایا (۵۹/۷) میں ہے (۳+/ف ۱۸۴) جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہارے پاس لائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو، وہ نہ کرو اللہ سے ڈرو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو آپ ﷺ کی مخالفت و نافرمانی نہ کرو پہلی امتوں نے حکم الٰہی کا اتباع نہ کیا اور اس سے اعراض کیا اس وجہ سے وہ تباہ ہوئے انہوں نے دین الٰہی کو بدلا تغیر کیا تبدیل کیا تفسیر کو بدلا تم ان باتوں سے بچو ساری تفصیل ہم نے اس کتاب میں لکھ دی۔

(۸۷) قرآن میں اختلاف نہیں (۴/۸۲ف ۲۱۳) قرآن کے مضامین میں باہم اختلاف نہیں لیکن کنزلایمان کے ترجمہ اور تفسیر میں بے شمار جگہ باہم اختلاف ہے جس کی نشاندہی اس

کتاب میں بار بار ہو چکی۔

(۸۸) حکم مانیں اور ممانعت مانیں (۴/ف۳۹۰) اس کتاب میں بے شمار جگہ ہم نے دورخی کی نشاندہی کر دی، جب کلمہ گو کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ سے وعدہ کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یعنی آج کے بعد جب میں نے کلمہ پڑھ لیا تو نہ غیر اللہ کی عبادت کروں گا، نہ غیر رسول کی اطاعت کروں گا لیکن یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے، خطرہ ہے خطرہ ہے (+۳/ف۱۲۲) کنزالایمان میں ہے کہ یہودی وعیسائی کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی یا عیسائی تھے حالانکہ عیسائی اور یہودی تورات اور انجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور موسیٰ علیہ السلام جن پر تورات نازل ہوئی، ابراہیم علیہ السلام سے کئی سو سال بعد کی بات ہے اور عیسیٰ علیہ السلام جن پر انجیل نازل ہوئی ان کا زمانہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ۲۰۰۰ سال کے قریب ہے اور تورات وانجیل میں کسی میں ابراہیم علیہ السلام کو یہودی یا عیسائی نہیں فرمایا گیا اس لیے یہودی اور عیسائیوں کا یہ کہنا کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی یا عیسائی تھے حماقت کی انتہا ہے۔

تبصرہ:...... مندرجہ بالا عبارت کو بار بار پڑھیں اور سوچیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ حنفی بریلوی تھے حنفی بریلوی تو پچھلی صدی کی پیداوار ہیں لہٰذا فارغ ہیں۔

مقدر

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ماں کے پیٹ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۲۲/ ۵ ف۱۳ تا ۲۳)، اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر کو انبیاء بھی اپنی تدبیر سے نہیں بدل سکتے۔ جو مقدر ہے وہ تدبیر سے ٹالا نہیں جا سکتا، دیکھئے کنزالایمان (۱۲/ ف۱۵۹۔۱۶۰ + ۷/ ف۲۴۴ + ۴۲/ ف۸۴ + ۲۰/ ف۵۰ + ۱۶/ ف۱۰۴۔۱۶۲۔۲۳۱ + ۶۷/ ف۳۹ + ۹/ ۵۱) مقدر تو ماں کے پیٹ میں لکھا جا چکا، اب کوئی نبی، کوئی بزرگ لاہور والا، بغداد شریف والا یا کوئی اور کیا کر سکتا ہے؟

توحید خالص یہ ہے کہ (۲۳/ ۸۷تا۹۰ ف۱۲۹تا۱۴۸)۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر موقع پر اللہ سے دعائیں کیں۔ دیکھئے کنزالایمان (۲/ ف۴۱۱تا۴۱۳ + ۸/ ۹ف۱۹ + ۹/ ف۲۷۳ + ۲۳/ ف ۱۰۱۔۱۲۴ + ۲۶/ ف۱۹۱)۔ پکارنا کے لیے زبردست (۲۸/ ۵۲) جنتی جنت میں کہیں گے ہم دنیا

میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے اس لیے جنت میں پہنچ گئے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۲۹ پر)

پہلے اسے پڑھیے، غور کیجیے اور سوچیے:

کنزالایمان میں جگہ جگہ مختلف الفاظ کا غلط ترجمہ کیا گیا غلط تفسیر لکھی گئی تفصیل ملاحظہ فرمائیں اور اپنے سر کو دھنئے۔

(۱) قرآن کریم میں جہاں جہاں ''مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، مِنْ دُوْنِهٖ، مِنْ دُوْنِكَ، مِنْ دُوْنِيْ، غیر الله، غیرہ، الا لله، الا هُو'' آئے گا وہاں وہاں ساری مخلوق کی نفی ہو جائے گی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی بھی نفی ہو جائے گی۔ دیکھئے کنزالایمان (۳/۷۹_۸۰، ف۱۵۰+ ۱۰/۳۷_۳۸ ف۹۲ تا ۹۶+ ۱۰/۱۰۴ تا ۱۰۷ ف ۲۱۵ تا ۲۱۸+ ۲۵/۱۷_۱۸ ف۳۰_۳۳)۔ لیکن کنزالایمان میں ان باتوں کو لکھ کر مکی سورتوں میں جگہ جگہ بت لکھ دیا حالانکہ یہ قرآن سے ثابت ہے کہ مشرکین مکہ نے اللہ کے مقبول بندوں کے بت بنا رکھے تھے، دیکھئے کنزالایمان (۷/۱۹۴ ف۳۷۹+ ۱۶/ف۱۵۴ تا۱۶۴+ ۳۰/ف۵۱ تا۵۹+ ۳۴/۴۰ تا ۴۲+ ۹۳/۲_۹) بمعہ سب حوالوں کے فوائد اور یہ صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ مشرکین مکہ نے ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، بی بی مریم علیہا السلام قوم نوح کے پانچ بزرگوں کے بت بنا کر خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے، (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۳ پر) وہ بتوں کو نہیں پکارتے تھے بلکہ ان بزرگوں کو پکارتے تھے۔ جیسے آج کل لوگ لاہور جا کر علی ہجویری کی قبر پر لگے پتھروں کو نہیں پکارتے بلکہ علی ہجویری کو پکارتے ہیں۔ دیکھئے بخاری کا باب اسی کتاب میں۔

(۲) دوسرا کام اس ترجمہ اور تفسیر میں یہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں جہاں غیر اللہ کو پکارنے والوں کو مشرک کہا ان کو کافر کہا اور فرمایا کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں کلمہ سے ہی مکر گئے ہیں وہاں وہاں ''دعو'' سے نکلے ہوئے الفاظ مثلاً ''تدعون، یدعو، تدعو، یدعو، تدع، ندع'' کا ترجمہ سرے سے پکارنا کیا ہی نہیں بلکہ بندگی پوجا کر دیا ہے اور تفسیر میں بت لکھ دیئے ہیں حالانکہ قرآن میں جہاں جہاں یہ الفاظ آئے ہیں ان کے ساتھ ''من دون الله، من دونه'' وغیرہ الفاظ آئے ہیں یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو، یہ ساری تفصیل

عبادت کے باب میں گزر چکی وہاں دیکھیں۔ قرآن میں لفظ ''دعو'' سے نکلے الفاظ کا کنز الایمان میں غلط ترجمہ کیا گیا (۶/ ۵۶ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۲ پر) مزید دیکھئے: ۱۷+ ۱۰۸+ ۷/ ۲۹_۳۷_۱۹۴_۱۹۷+ ۱۶+ ۲۰_۸۶_۵۷_۶۷+ ۱۸/ ۱۴+ ۲۸/ ۸۸+ ۳۵/ ۱۳_۴۰_۴۱_۵+ ۴۲/ ۱۸ تا ۲۰+ ۲۵/ ۸_۶۵_۷۴+ ۳۹/ ۳۸) صحیح ترجمہ کیا (۶/ ۴۰_۴۱ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۳ پر) مزید دیکھئے ۵۲_۷۱، ۷/ ۱۳۴_۱۸۰_۱۹۳_۱۹۴_۱۹۸+ ۱۷/ ۱۱_۵۶_۷۱_۱۱۰+ ۱۸/ ۲۸_۵۲+ ۲۹/ ۶۵+ ۳۵/ ۱۴+ ۲۸/ ۶۲_۶۴_۱۳۴)

(۳) وکیل کا معنی ہے کارساز مختار، لیکن کنز الایمان میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ وکیل یعنی کارساز نہیں وہاں وہاں کارساز مختار ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ کڑوڑا ترجمہ کر دیا حالانکہ کڑوڑا کے معنی ہی کوئی نہیں، تفصیل اس کتاب میں گزر چکی۔

(۴) ''اولیاء اور ولی'' کے الفاظ جہاں جہاں آئے وہاں غلط ترجمہ کیا گیا تفصیل گزر چکی۔

(۵) حالانکہ قرآن کریم میں جہاں جہاں اللہ کی سب قسم کی توحید بیان ہوئی وہاں وہاں (۱) اللہ تعالیٰ نے دلائل توحید بیان فرمائے (۲) وہاں وہاں "مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ، مِنْ دُوْنِهٖ، اِلَّا اللّٰهِ، اِلَّا هُوَ، غَيْرُ اللّٰهِ، غَيْرَهٗ، مَعَ اللّٰهِ ، مَعَهٗ ، اَحَدًا، شَيْئًا، خَالِقٌ" آخر کے الفاظ آئے ہیں یعنی اللہ کا اثبات اور ساری مخلوق کی نفی۔

(۷) ایک اور بات نوٹ فرمائیں قرآن مجید میں جہاں جہاں "خلق" یعنی پیدا کرنا سے نکلے الفاظ آئے ہیں وہاں وہاں پیدا کرنے کی بجائے بنانا ترجمہ کیا، پیدا کرنا ترجمہ نہیں کیا اور تفسیر میں لکھ دیا کہ بت کچھ نہیں بنا سکتے حالانکہ اللہ تعالیٰ ان جگہوں پر فرما رہا ہے کہ اللہ نے سب کچھ پیدا فرمایا باقی سب مخلوق ہے، مخلوق کچھ نہیں پیدا کر سکتی یعنی اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کی نفی فرما دی۔ لیکن کنز الایمان میں لکھا گیا کہ بت کچھ نہیں بنا سکتے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں تبدیلی کی گئی، ردوبدل کیا گیا، تحریف کی گئی اور اصل مطلب چھپایا گیا۔ مندرجہ بالا باتوں کو سامنے رکھ کر کنز الایمان کا ترجمہ اور

تفسیر پڑھیں ورنہ دھوکا کھا جائیں گے۔

(۷) ﴿اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ میں گڑ بڑ، دیکھئے کنز الایمان (۱۶/ ۱۱۵۔ف ۲۶۵) آیت میں غیر اللہ کا لفظ ہے لیکن کنز الایمان (۱۶/ ف ۲۶۵) میں بت لکھ دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ غیر اللہ کہہ کر ساری مخلوق کی نفی فرما رہا ہے۔ دیکھئے کنز الایمان، یہ ہے تحریف، یہ ہے ردو بدل، یہ ہے اصل مطلب چھپانا، یہ بہت بڑا جرم ہے، وحی میں ردو بدل کیا جا رہا ہے، اللہ کی پناہ!

کنز الایمان کے مزید حوالے

(۸۶) دین مکمل ہے (۵/۳) آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا (ف ۱۷) میں ہے اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں (کنز الایمان) اور بخاری میں ہے میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پورا کیا اور قاعدہ ہے پورے میں سے کوئی کچھ چھوڑ دے تو وہ ادھورا رہ جاتا ہے (بخاری ج ۱ حدیث ۴۲) اور آیت ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ سے دین قرآن حدیث میں مکمل ہو چکا ہے (عین الہدایہ ص: ۳۴)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۲۶ پر)

(۸۹) ''حَرَصْتَ'' + اور کنز الایمان میں ہے اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو (اے نبی ﷺ!) ایمان نہ لائیں گے (۱۲/ ۱۰۳) + اگر تم ان کی ہدایت کی حرص کرو (اے رسول ﷺ!) تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کر دے (۱۶/ ۳۷)

تبصرہ:...... مندرجہ بالا دونوں آیات سے ثابت ہو گیا کہ ہدایت رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں نہیں اگر چہ آپ اس کی حرص بھی رکھیں۔

تبصرہ:...... ثابت ہوا کہ یہودیت و نصرانیت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہزاروں سال بعد میں پیدا ہوئیں، ان کا ابراہیم علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں، اسی طرح بریلویت رسول اللہ ﷺ سے تقریبا بارہ سو سال بعد پیدا ہوئی پہلے کوئی بریلوی نہ تھا، نتیجہ آپ خود نکال لیں کہ یہ نیا فرقہ ہے۔

اور کنز الایمان میں ہے (۳/ ۸۱) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس تشریف لائے وہ رسول اللہ ﷺ کہ

تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور (ف۱۵۵) میں ہے کہ جب آپ مبعوث ہوں تو آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں، ثابت ہوا کہ آپ ﷺ تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں اور کنزالایمان میں ہے رسولوں سے سوال کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ادیان وملل کو تلاش کرو۔

ایک روایت ہے کہ شب معراج جب حضور ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا پہلے انبیاء سے دریافت فرمالیجئے کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کسی اور کی عبادت کی اجازت دی؟ (۴۳/ف۷۵)

تبصرہ:...... مندرجہ بالا دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ انبیاء بھی صرف اس وقت مدد کر سکتے ہیں جب انبیاء دنیا میں آجائیں اور رسول اللہ ﷺ بھی دنیا میں موجود ہوں اور رسول اللہ ﷺ انبیاء سے سوال بھی اس وقت کر سکتے ہیں، جب انبیاء آپ کے سامنے ہوں اور قرآن حدیث سے کہیں ثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے جو انبیاء دنیا سے تشریف لے گئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ کی مدد کی، اس طرح جو لوگ لاہور والے کو داتا کہتے ہیں، بغداد شریف والے کو غوث اعظم کہتے ہیں، علیؓ اور رسول اللہ ﷺ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں وہ حق اور سچ سے بہت دور اور وہ باطل پر ہیں۔

اللہ سب کا حفیظ رسول اللہ ﷺ حفیظ نہیں کنزالایمان میں ''حفیظ حفیظا'' کا معنی لکھا گیا ہے نگہبان۔ دیکھئے کنزالایمان (۶/۱۰۴+ ۱۱/۵۷+ ۱۱/۸۶+۳۴/۱۲+۴۲/۶ + ۶/۱۰۷+ ۴۲/۴۸) اور ان الفاظ کا ترجمہ دوسری جگہ حفاظت کرنے والا کیا گیا اور محفوظ ترجمہ بھی کیا گیا دیکھئے کنزالایمان (۱۲/۵۵+۵۰/۴۔۳۲) اور بچانے والا بھی ترجمہ کیا گیا اور کنزالایمان میں لکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حفیظ ہے (۱۱/۵۷+۳۴/۲۱+۴۲/۶) اور کنزالایمان میں لکھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نگہبان، بچانے والے نہیں ہیں۔ دیکھئے کنزالایمان (۶/۱۰۴+ ۱۱/۸۶+۴/۸۰)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۶ پر)

(۹۰) اے سننے والے......! کنزالایمان میں ایک اور دورخی سامنے آئی اللہ تعالیٰ نے ان جگہوں پر رسول اللہ ﷺ کو براہ راست مخاطب فرمایا، آپ ﷺ کو براہ راست احکام فرمائے اور

امت کو بھی سمجھایا لیکن کنزالایمان میں یہ نہیں لکھا گیا کہ اس جگہ رسول اللہ ﷺ کو براہ راست اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا بلکہ ترجمہ کرتے وقت آپ ﷺ کا ذکر ہی نہیں کیا گیا بلکہ ترجمہ میں لکھ دیا گیا اے سننے والے۔ ملاحظہ فرمائیں کنزالایمان (۲/۱۲۰۔۱۴۵+ ۱۳/۳۷+ ۶/۳۵۔۱۱۴۔۱۱۱۔۱۱۶۔ ۱۵۰+ ۳۹/۶۵) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۹ پر) اور بھی بہت سی جگہ ایسا کیا گیا حالانکہ قرآن میں ان جگہوں پر عربی میں کوئی ایسا لفظ نہیں آیا جس کا معنی ہو (اے سننے والے!)

تبصرہ:...... اصل مطلب چھپایا گیا، ردوبدل کیا گیا اور تحریف کی گئی، یہ سب جرم ہیں ناقابل معافی جرم ہیں کیونکہ وحی کے معنوں میں ردوبدل کیا گیا اور (۶/۳۵) میں کنزالایمان میں ترجمہ وتفسیر میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور پھر یکدم پلٹا کھایا اور رسول اللہ ﷺ کی بجائے اے سننے والے! ترجمہ کیا اسی (۶/۳۵) آیت میں اور (۲/۱۲۰۔۱۴۵+ ۳/۳۷) میں یہی کیا اور (۳/۶۱ اور ۵/۴۸+ ۶/۳۴+ ۶/۵۴+ ۱۱/۱۲۰ + ۱۲/۶۰+ ۳/۶۳/۱) اسی طرح (۸/۸۰) میں ترجمہ بھی صحیح کیا تفسیر بھی صحیح کی۔

(۹۱) صحیحین کنزلایمان میں صحیحین کا ذکر موجود ہے (۸/ف ۱۲۸) یعنی بخاری و مسلم صحیحین ہیں۔ کنزلایمان میں (۲۲) بار بخاری کا ذکر ہے اور طاہر القادری کی کتاب عید میلا دالنبی میں (۲۵) بار بخاری ومسلم کا ذکر ہے اور کنزالایمان میں (۲۹) بار مسلم کا ذکر ہے۔

(۹۲) کنزالایمان (۲۰/۱۲۰ تا ۱۲۳) میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور اماں حوّا علیہما السلام اور شیطان سے فرمایا: ”تم نیچے زمین پر اتر جاؤ اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیروکار ہوا وہ نا بھٹکے نہ بد بخت ہو اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے اللہ فرمائے گا ہماری آیات آئی تھیں تم نے انہیں بھلا دیا اس لیے آج اندھا اٹھایا گیا۔“ اور کنزالایمان (۶۷/۱۰) میں ہے اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے (رسولوں کی ہدایت کو اور اس کو مانتے) تو دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔ (۱۱/ ف ۵۰) کنزالایمان میں ہے کافر اس کی مثل ہے جو نہ دیکھے نہ سنے اور وہ ناقص بھی ہے اور مومن اس کی مثل ہے جو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے وہ کامل ہے حق وباطل میں امتیاز رکھتا ہے۔

تبصرہ:...... کنزالایمان کے (۱۱/ف ۱۵۰+ ۶۷/۱۰+ ف ۱۲۰ تا ۱۲۳) کے حوالوں سے

ثابت ہو گیا مومن وہ ہے جو دین کو سمجھے، دین کو سنے، دین کو دیکھے اور جو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اتاری (قرآن وحدیث) اس کی تحقیق کرے اور اس کا اتباع کرے اور اس سے اعراض نہ کرے۔ دیکھئے کنزالایمان (۶/ف ۲۹۷+ ۷/ف ۳۔۴)

(۹۳) آپ ﷺ کا صبر:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہت دفعہ قرآن مجید میں صبر کرنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا آپ ﷺ کو تبلیغ دین کے راستے میں جو تکالیف آرہی ہیں ان پر صبر کیجئے اور پہلے اولوا العزم رسولوں کی طرح صبر کیجئے (۴۶/ ۳۵) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے محبوب! تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھا۔'' مزید دیکھئے کنز الایمان (۱۱/ ۱۱۵+ ۱۸/ ۲۸+ ۲۰/ ۱۳۰+ ۳۰/ ۶۰+ ۳۱/ ۱۷+ ۳۸/ ۱۷+ ۴۰/ ۵۵۔۷۷+ ۶۸/ ۴۸) اور بھی بہت جگہ۔

تبصرہ:...... ثابت ہوا سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ آپ ﷺ کو حکم ہوا اپنا فرض تبلیغ دین کا ادا کیجئے اور اس راہ میں آپ کو جو تکالیف آرہی ہیں ان پر صبر کیجئے اور آپ ﷺ کا یہ صبر کرنا بھی اللہ کی توفیق سے ہے۔

(۹۴) آیت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی توحید کے دلائل یعنی نشانیاں بتائیں اور فرمایا میں نے یہ یہ کام کیے اس لیے میری توحید کو قبول کرو، توحید پر ایمان لاؤ، شرک نہ کرو اور کوئی یہ کام نہیں کرسکتا ہم یہاں کنزالایمان سے الروم (۳۰ آیات ۲۱ تا ۲۶) کی تفصیل کنزالایمان سے درج کریں گے تاکہ قارئین کو اللہ تعالی کی توحید کی واضح طور پر سمجھ آجائے اللہ تعالیٰ نے (۱) اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہارے جنس سے جوڑے بنائے (۲) اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف (۳) اس کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا (۴) اس کی نشانیوں سے ہے تمہیں بجلی دکھاتا ہے، ڈراتی اور امید دلاتی آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرنے کے بعد (۵) اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب زمین سے ایک آواز فرمائے گا جب ہی تم نکل پڑو گے اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں

اور زمین میں ہیں، سب اسی کے زیر حکم ہیں اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا (٦) اللہ تمہارے لیے ایک مثال بیان فرماتا ہے جو تمہارے اپنے حال سے ۔کیا تمہارے لیے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں؟ اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لیے (ف ۵۸) مدعا یہ ہے کہ تم کسی طرح اپنے مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مملکوں کو اس کا شریک قرار دو! اے مشرکین! تم اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں اپنا معبود قرار دیتے ہو وہ اس کے بندے اور مملوک ہیں بلکہ ظالم اپنی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے بغیر علم کے، تو اپنا منہ سیدھا کرلو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اور سب کو چھوڑ کر لیکن جب اپنی رحمت کا مزہ دیتا ہے جب ہی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک بنانے لگتا ہے اور ہمارے دیئے کی ناشکری کرتا ہے، کیا ان پر کوئی سند ہے کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے؟ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے؟ اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں پھر اس میں سے بارش نکلتی ہے (ف ۱۰۹) خشک میدان کو سبزہ زار بنا دیتا ہے، اللہ کی نشانیوں اور دلائل توحید کے لیے دیکھئے کنزالایمان میں مزید (۳۸/۲۹+۴۰/۱۳_۸۱+۴۱/۳_۳۷_۳۹_۴۴+۳۱/۳۱+۴۲/۲۹_۳۲)

(۹۵) نعرہ صرف ایک ہے بخاری مسلم شریف میں جگہ جگہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے اور کسی نعرہ کا ثبوت نہیں یعنی ثابت نہیں کہ صحابہ نے اللہ اکبر کے نعرہ کے بعد نعرہ رسالت، نعرہ حیدری یا نعرہ غوثیہ لگایا ہو، یہ نعرے لگانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی راہ سے ہٹ گئے ۔یعنی اہلسنّت والجماعت نہ رہے انجام سوچ لیں اور فکر کریں!

(۹۶) ولی النعم (۱۹/ ف ۶۸) کنزالایمان میں ہے کہ سب نعمتیں دینے والا اللہ ہے دیکھئے (۱۹/ ف ۶۸ + ۲/ ف ۳۵) اور کنزالایمان میں لکھا کسی اور کو ولی بنانا شرک ہے (۴/ ف ۳۰۵ + ۶/۱۴ تا ۱۷) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۲۱۷ پر) اور کنزالایمان میں لکھا ہے عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کو والی۔

کارساز۔مددگار سمجھنے والے مشرک ہیں (۱۸/۱۰۲ف۲۱۳۔۲۱۴) مشرک کی بخشش نہیں ہو سکتی کنزالایمان میں ہے کہ وہ بھی معجزات رکھتے تھے، معجزات ان کے مخلوق ہونے اور نبوت کی دلیل تھی، اس طرح مسیح علیہ السلام بھی رسول ہے انکے معجزات بھی دلیل نبوت ہے، انہیں رسول ہی ماننا چاہیے جیسے دیگر انبیاء کو معجزات کی بنا پر اللہ نہیں مانتے ان کو بھی اللہ نہ مانو۔

تبصرہ:...... انبیاء کو جو اللہ کی طرف سے معجزات ملتے ہیں ان کی وجہ سے ان کو اللہ کے اختیارات نہیں مل جاتے بلکہ معجزات سے ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے، مخلوق اور سچے نبی ہیں۔اور کنز الایمان (۳/۱۱۵) میں ہے اور بتایا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے!!!

تبصرہ:...... انبیاء اللہ کے بندے اور اللہ کی مخلوق ہوتے ہیں۔

(۹۸) فیض:۔ کنزالایمان میں ہے کہ دنیا میں سب اس سے فیض اٹھاتے ہیں نیک ہوں یا بد (۱۷/ف۵۶) ان میں سے جیسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں نہیں دیتے ہیں (۱۷/ف۵۰) جو کچھ اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے خیر یا شر سعادت یا شقاوت وہ اس کو اس طرح لازم ہے جیسے گلے کا ہار جہاں جائے ساتھ ہے کبھی جدا نہ ہو، ہر انسان کے گلے میں اسکی سعادت یا شقاوت کا توشہ ڈال دیا جاتا ہے (۱۷/ف۳۹) فیضیاب ہو کر منعم کا شکر بجا لاؤ (+ ۱۶/ف۱۷۲) جیسے چاہتا ہے نفع ونقصان پہنچاتا ہے دوسرے عاجز مملوک غلام اور اللہ آزاد مالک صاحب مال قدرت واختیار رکھتا ہے (۱۶/ف۱۶۲) جب غلام وآزاد برابر نہیں ہو سکتے تو اللہ کے بندے اللہ خالق، قادر، مالک کے ساتھ بے اختیار کیسے شریک ہو سکتے ہیں؟ (۱۶/ف۱۶۳)

تبصرہ:...... مندرجہ بالا سب حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ اللہ سب عالم کا فیض عالم ہے لیکن کچھ لوگ لاہور والے علی ہجویری کو فیض عالم قرار دیتے ہیں جو سراسر باطل اور شرک ہے مقدر تو اللہ نے لکھ دیا، اب مقدر کو کوئی نبی بھی تدبیر سے نہیں ٹال سکتا، اللہ پر توکل وبھروسہ کرنا چاہیے (۱۲/ف۱۶۰۔۱۵۹)

(۹۹) بدعت کیا ہے......؟ کنزالایمان میں ہے اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہی بدعت و

ضلالت ہے (ے/ف ۴۶) اور بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی یہاں بدعت نکالے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔'' (بخاری ج ۳ پارہ ۲۹ باب ۱۲۱۳ حدیث نمبر ۲۱۴۹) اور بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علماء لوگ مر جائیں گے ان کے ساتھ علم بھی چلا جائے گا اور چند جاہل لوگ رہ جائیں گے ان سے کوئی مسئلہ پوچھے گا تو اپنی رائے سے بیان کریں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری ج ۳ پارہ ۲۹ باب ۱۲۱۴ حدیث نمبر ۲۱۵۰) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۷ پر) اور بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے کوئی مسئلہ اپنی رائے یا قیاس سے نہیں بتلایا بلکہ جب آپ سے کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جس بات میں کوئی وحی نہ اتری ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے میں نہیں جانتا یا وحی اترنے تک خاموش رہتے کچھ جواب نہ دیتے (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۶۵ پر) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء میں فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ جیسا تجھ کو بتلائے اس کے موافق تو حکم دے۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا روح کیا چیز ہے......؟ آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ آیت اتری روح کے متعلق۔ ایک مرتبہ سفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اپنے مال کا کیا فیصلہ کروں؟ آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے مرد اور عورتوں کو وہ ہی باتیں سکھلائی تھیں جو اللہ نے آپ کو سکھلائی تھی، باقی رائے اور تمثیل آپ ﷺ نے نہیں سکھلائیں (بخاری ج ۳ پارہ ۲۹ باب ۱۲۱۵ حدیث نمبر ۲۱۵۲)

(۱۰۰) یہاں بغداد والے عبدالقادر جیلانی (نام نہاد غوث الاعظم) کی کتاب غنیۃ الطالبین سے کچھ اقتباسات درج ہیں تاکہ ان کے عقائد اور اعمال کا پتہ چل سکے۔ یہ کتاب غنیۃ الطالبین اردو ایڈیشن نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے۔

اس کتاب کے (ص ۱۸۔۱۹) پر ہے آپ (۴۷۱ھ) میں پیدا ہوئے اور (۵۶۱ھ) کو فوت ہوئے آپ کی دو کتابیں زیادہ مشہور ہیں (۱) غنیۃ الطالبین (۲) فتوح الغیب ان دونوں کتابوں میں بڑی بڑی اچھی باتیں ہیں لکھتے ہیں ''تمہیں چاہیے کہ (کتاب وسنت کی) اتباع اختیار کرو اور بدعات کا ارتکاب نہ کرو اور تمہیں چاہیے کہ سلف صالحین کے مذہب کو اختیار کرو اور یہی وہ

صراط مستقیم ہے جس پر تمہیں گامزن رہنا چاہیے۔'' نیز فرماتے ہیں مومن کو چاہیے کہ سنت اور سنت پر چلنے والی جماعت کی پیروی کرے، سنت وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے سنت قرار دیا اور جماعت وہ ہے جس پر اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا اتفاق رہا۔'' (ص ۵۲) انسانی نفس مکمل طور پر اپنے رب کا مطیع رہے کیونکہ رب تعالیٰ ہی اس کا خالق و مالک ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے پر محتاج ہے لیکن (ملفوظات میں احمد رضا خان اپنے آپ کو عبدالقادر جیلانی کا محتاج قرار دے رہے ہیں، کیسی باطل بات ہے!) ہم کتاب وسنت سے باہر نہیں جاتے۔ ہم آیت پڑھتے ہیں یا حدیث اور ان دونوں پر ایمان لاتے ہیں (ص ۲۳) آپ نے شرک وبدعت کا بہت رد کیا (ص ۲۴) سنت کی پیروی کرو اور بدعات جاری نہ کرو، دین کی موافقت کرو اور خلاف ورزی نہ کرو، فرمانبرداری کرو اور نافرمانی نہ کرو، اخلاص پیدا کرو اور شرک نہ کرو، حق تعالیٰ کی توحید کا پرچار کرو اور اس کے دروازے سے منہ نہ موڑو، اسی اللہ سے سوال کرو کسی اور سے سوال نہ کرو، اسی سے مدد مانگو کسی اور سے مدد نہ مانگو، اسی پر توکل واعتماد کرو اس کے علاوہ کسی اور پر توکل نہ کرو، ساری مخلوق عاجز ہے نہ کوئی مجھ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، تقدیر کا قلم چل چکا ہے، اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

تبصرہ:...... لیکن احمد رضا خان ان کو غوث الاعظم قرار دے رہے ہیں جب کہ ان کے اپنے عقائد مندرجہ بالا ہیں (ص ۲۵) کوئی عمل اخلاص اور سنت کی مطابقت کے بغیر قبول نہیں (ص ۲۶) علماء ومشائخ کے اعمال وافعال واقوال کو پیش نظر نہ رکھا جائے بلکہ اس چیز کو پیش نظر رکھا جائے جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کردہ ہیں اور اسی حدیث پر اعتماد کیا جائے اسی طرح کرنے سے کوئی شخص دوسرے لوگوں سے ممتاز ومنفرد ہی کیوں نہ ہو جائے پھر بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اندریں صورت اس کی انفرادیت حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہے نہ کہ خواہش پرستی کی بنیاد پر (ص ۲۷) ہر دانش وعاقل صاحب ایمان کو چاہیے کہ وہ سنت رسول ﷺ کی اطاعت کرے بدعات سے راہ فرار اختیار کرے، اتباع رسول اختیار کرو یہی تمہیں کافی ہے لیکن بدعت کے قریب نہ جاؤ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بدعتی شخص کا کوئی عمل بھی قبول نہیں فرماتے حتیٰ کہ وہ بدعت سے تائب ہوکر اسے چھوڑ دے۔'' اہل بدعت کی نشانی یہ ہے کہ وہ حدیث پر عمل

کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔

ایک کتاب کسی بریلوی صاحب نے لکھی ہے جس کا نام ''وصایا شریف'' ہے اس سے چند اقتباسات درج ہیں۔

اس پر دریافت فرمایا (احمد رضا صاحب نے) آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے ارشاد فرمایا ''جمعہ پرسوں ہے یہ فرما کر دیر تک حَسْبُنَا اللّٰهِ نِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھتے گئے میں اس وقت حاضر تھا کہنے والے نے میرے دل میں فوراً کہہ دیا کہ امام اہلسنّت جمعہ کے بعد ہم میں رہنے والے نہیں (ص ٦)

اعلیٰ حضرت قبلہ نے اپنی ولادت ووفات کی تاریخیں خود تحریر فرمائیں ان کا یہاں ذکر ضروری ہے (ص ١٠)۔

اپنی وفات شریف سے چار ماہ بائیس روز قبل بمقام کوہ بھوالی اپنے وصال کی تاریخ یہ فرما چکا ہے بلکہ یوں کہو کہ تاریخ وفات کے لیے بھی جس کی زبان سے قدرت نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ١٣٤٠ھ (ص ١٥) یٰسین شریف سورۃ رعد شریف تلاوت کرو۔ اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں۔

تاریخ وفات وصال سے چار ماہ بائیس روز قبل تحریر فرمائی (ص ٣٤)۔

تبصرہ:...... مندرجہ بالا حوالوں سے کلی طور پر ثابت ہو گیا کہ احمد رضا خاں صاحب کو پہلے ہی پتا تھا کہ میں فلاں تاریخ کو فوت ہوں گا انہوں نے اپنی وفات سے (٤ ماہ ٢٢) روز پہلے ہی وصال کی تاریخ بتا دی تھی انہوں نے اپنی وفات کی تاریخ پہلے ہی بتا دی تھی اس دعویٰ کے بر عکس قرآن کہتا ہے پانچ چیزوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں (١) قیامت کے وقت کا علم (٢) بارش کس وقت ہو گی (٣) ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے (٤) کسی کو پتہ نہیں وہ کل کیا کرے گا (٥) اور کس زمین میں مرے گا؟ (٣١/٣٤) اور رسول اللہ ﷺ کو بیماری کے آخری دنوں میں بتایا گیا کہ اب وہ فوت ہو جائیں گے (بخاری باب وفات النبی دیکھئے یہ کتاب باب بخاری) اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ سے فرمایا آج کون سا دن ہے؟ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا پیر کا دن ہے تو ابو بکر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کس دن فوت ہوئے؟ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا پیر کے دن تو

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں آج فوت ہو جاؤں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو فوت ہوئے تھے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ منگل کی شام کو فوت ہوئے (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۸ پر) اور عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ نہ چلا کہ میں مسجد نبوی میں نماز پڑھانے جاتا ہوں وہاں شہید ہو جاؤں گا اور علی رضی اللہ عنہ کو بھی شہید ہونے کا پہلے پتہ نہ چلا لیکن احمد رضا خاں صاحب کو پتا چل گیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی پانچ کنجیاں ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے (بخاری) لیکن یہاں احمد رضا خاں کو عالم الغیب ثابت کیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ثابت کیا گیا حالانکہ کنز الایمان میں ہے ولی کو نبی سے افضل ثابت کرنا کفر ہے (۸۲/۱۸، ف ۱۷۸) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۳۹ پر) اور بعد کے لوگ خواہ کتنے بزرگ ہوں، فضیلت صحابیت نہیں پا سکتے (۶۲/ف ۸تا۱۱۱+) ص نمبر ۸ پر ہے سورۃ یٰسین اور سورۃ رعد بآواز پڑھی جائے غسل وغیرہ سب مطابق سنت ہوں، کفن پر کوئی دوشالہ یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو، کوئی بات خلاف سنت نہ ہو، خاطر داری کے ساتھ نہ کہ بھڑک کر، غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔ فاتحہ میں ہفتہ میں دو، تین باران اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی پھرنی گوشت بھری کچوریاں سیب کا پانی سوڈے کی بوتل دودھ کا برف۔

تبصرہ:...... مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ احمد رضا خاں صاحب امام اہلسنّت ہیں لیکن مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہوں نے فوت ہونے سے پہلے جو احکام دیے وہ سراسر خلاف سنت ہیں (۱) مرنے والے کے پاس سورۃ یٰسین اور سورۃ رعد بآواز پڑھنا سنت سے ثابت نہیں (۲) فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار یہ اشیاء بھیجنا سنت سے ثابت نہیں

دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کا دودھ ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی فرنی، ادرک ولوازم، گوشت، اوجھری، سیب کا پانی انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، اور ملفوظات کے مندرجہ ذیل حوالے بھی سنت سے ثابت نہیں۔

ایک کتاب احمد رضا صاحب بانی بریلویت نے لکھی ہے اس کا نام ملفوظات ہے، ملفوظات سے چند اقتباسات درج ہیں۔

(۱) ملفوظات (ص ۱۳۷۔۱۳۸) پر ہے ایک روز دیکھا حضرت تشریف لائے۔۔۔ میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے، وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی...... خواب میں زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں؟ فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے، الحمدللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

تبصرہ:...... احمد رضا خاں صاحب کی مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہوا کہ احمد رضا خاں نے نماز جنازہ پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ مقتدی تھے، یہ رسول اللہ ﷺ کی بہت بڑی بے ادبی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بے ادب کے متعلق کنزالایمان میں جو لکھا ہے وہ آپ کنزالایمان میں خود پڑھ لیں، ہم یہاں رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کرنے والے کے متعلق کنزلایمان کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں اگر ہم نے کچھ کہا تو شور مچ جائے گا آپ خود ہی پڑھ لیں (۲/ف ۱۸۷+۳/ف ۴۹)۷/ف ۶۸)

(۲) اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ برکات احمد کی قبر سے وہی خوشبو آئی جو رسول اللہ ﷺ کی قبر سے آئی تھی۔اور ملفوظات میں (صفحہ ۹۲) پر ہے کہ ایک مجذوب اللہ کی بیوی ہے۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۴، ۸۳۵ پر)

تبصرہ:...... اور کنزالایمان میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی نہیں۔ دیکھئے کنزالایمان (۶/۱۰۱ف ۲۱۱+ ۵/ ف ۱۸۸+ ۷/۳ف ۸+ ۱۶/ ۱۰۵ف ۲۴۲+ ۹/ف ۹۴) ثابت ہوا مجذوب کو اللہ تعالیٰ کی بیوی کہنا قرآن کا صاف انکار ہے اور کنزالایمان میں لکھا گیا ہے کہ قرآن کی ایک آیت کا منکر سارے قرآن کا منکر ہے وہ کافر ہے اور اسکا انجام بھی کنزالایمان میں لکھا ہوا ہے۔آپ خود کنزالایمان میں دیکھ لیں (۲/ف ۱۳۹+۳ف ۴۹+۴/ف ۹۵)۔

(۳) اور کتاب ملفوظات میں لکھا ہے جب کبھی میں نے (احمد رضا نے) استعانت کی یا غوث ہی کہا، دیکھئے ملفوظات (ص ۲۸۵۔۱۲۲)

تبصرہ:...... یہ شرک ہے کیونکہ غیر اللہ کو پکارنا اس کی عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والا کلمہ سے ہی مکر گیا۔کیونکہ کلمہ کا مطلب ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں اور

کنزالایمان میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بھی عبادت نہیں ہوسکتی (۳/۷۹۔۸۰ف ۱۵۰+) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۶ پر) پکارنا عبادت ہے دیکھئے کنزالایمان (۴۰/۶۰ف ۱۲۷+ ۷/۵۵۔۵۶ ف۱۰۰+ ۱۷/۱۱۰ف ۲۳۰+ ۳۹/۲۹ف ۲۷تا ۷۵)۔

(۴) ملفوظات میں ہے (ص ۱۰۴) یااللہ! کہا تو ڈوب گیا اور یا جنید! کہا تو دریا عبور کر گیا۔

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۳۹ پر)

تبصرہ:...... یہ مشرکین مکہ سے سبقت لے جانا ہے کیونکہ جب وہ سمندر میں ڈوبنے لگتے تو سب کو چھوڑ کر ایک اللہ کو پکارتے۔ دیکھئے کنزالایمان (۲۹/۶۴ف ۱۵۴۔۱۵۵+ ۳۱/۳۲ ف۶۰۔۶۱) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۲۹ پر) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سچ فرمایا: ''مشرکوں نے اللہ کی قدر نہ کی جس طرح اللہ کی قدر کرنے کا حق تھا۔'' دیکھئے کنزالایمان (۳۹/۶۲ تا ۶۷ ف ۱۳۵ تا ۱۴۰)

(۵) اولیاء قبروں سے قوالوں پر لعنت کرتے ہیں۔

تبصرہ:...... بریلوی اور قوال حضرت احمد رضا خاں صاحب کی مندرجہ بالا بات پر غور کریں۔

(۶) کنیز کو حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو (ملفوظات ص ۲۵۶)

تبصرہ:...... احمد رضا صاحب مرید کو اور عام لوگوں کو زنا کی کھلی ترغیب دے رہے ہیں غور کا مقام ہے۔

(۷) اولیاء ایک وقت میں دس ہزار جگہ حاضر ہو سکتے ہیں۔

تبصرہ:...... ہم نے اپنی اس کتاب کے باب توحید فی العلم اور شرک فی العلم میں سارے حوالے درج کر دیے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ نبی بننے سے پہلے غیب جانتے تھے یعنی حاضر وناظر نہ تھے، نہ نبی بننے کے بعد فوت ہونے تک اور نہ فوت ہونے کے بعد حاضر ناظر ہیں اور یہ ثبوت بھی وہاں مہیا کر دیے ہیں کہ سب انبیاء عیسیٰ، موسیٰ علیہما السلام اور اصحاب کہف بھی جب فوت ہو گئے یا سو گئے یا دور چلے گئے تو حاضر وناظر نہ ہیں وہاں دیکھ لیں۔ غرض یہ ہے کہ احمد رضا خاں صاحب کا یہ کہنا کہ اولیاء ایک وقت میں دس ہزار جگہ حاضر ہو سکتے ہیں، سراسر قرآن اور حدیث

رسول ﷺ کے خلاف ہے خطرہ، خطرہ، خطرہ!

پیر مرید کی اپنی بیوی سے ہم بستری بھی دیکھتا ہے۔ (ملفوظات ص ۱۶۰۔۱۶۱)

تبصرہ:...... ملفوظات میں کیا کیا کچھ لکھ دیا ثبوت کے بغیر دلیل کے بغیر اس کتاب کا نام مغلوظات ہونا چاہیے۔ دیکھئے یہ کتاب باب توحید فی العلم شرک فی العلم باب رسول اللہ ﷺ۔ نبی بننے کے بعد فوت ہونے تک حاضر ناظر نہ تھے۔ نمبر شمار ۴۸۔ اور ۶۱ جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ کس نے آج رات اپنی بیوی سے ہم بستری نہیں کی تو ولی کو رسول پر فضیلت دی جا رہی ہے۔

(۹) ویسے تو ساری دنیا عبداللہ ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبد مصطفیٰ ہے ورنہ عبد شیطان۔ (ملفوظات ص ۷۲)

تبصرہ:...... یہ بات سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ دیکھئے کنزالایمان (۳/۷۹۔۸۰ ف ۱۵۰) اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب عین الہدایہ میں لکھا ہے عبدالنبی نام رکھنا ظاہر یعنی جلی شرک ہے۔ (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۹۲ پر)

(۱۰) انبیاء اپنی ازواج کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں (نعوذ باللہ) (ملفوظات ص ۲۵۷)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۰ پر)

تبصرہ:...... کوئی ثبوت، کوئی دلیل قرآن سے حدیث سے یا فقہ حنفی سے یہ سارے عقائد جو ملفوظات میں لکھے گئے، جن کا ذکر یہاں ہوا سب خود ساختہ من گھڑت ہیں خود دین سازی کی گئی جو کہ شرک ہے۔ دین سازی اللہ کا کام ہے مخلوق کا نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ ملفوظات کی یہ تحریریں جو نمبر شمار (۱۔۲۔۸۔۶۔۱۰) میں ہیں ان کو ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ مکتبہ المدینہ دعوت اسلامی کراچی میں سے جو سابقہ پرانے نسخوں میں عبارات قابل گرفت تھیں جو گستاخانہ، گمراہ کن اور شرم وحیاء اخلاق وکردار سے عاری تھیں، امیر دعوت اسلامی محمد الیاس قادری کی زیر نگرانی کی گئی تحقیق تخریج وتسہیل کے ساتھ جون ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی ہے، اس تحریر یعنی ایڈیشن میں موجود نہیں جو ملفوظات کے سابقہ پرانے اور نئے تمام نسخوں میں موجود ہیں، اس طرح انہوں نے ان الفاظ کو حذف کر دیا اور عملی طور پر یہ تسلیم کر لیا کہ واقعی یہ گستاخانہ الفاظ تھے، یہ

اعتراف حقیقت وشکست بھی ہے قابل اعتراض اور غلط تھیں یہ تحریریں۔

کنزالایمان ص ۱۰۷ پر لکھا ہے (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۴ پر)

(۱)......اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے اور قرآن مجید سے (۲۱) حوالے دیے گئے ہیں۔

(۲)......سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور قرآن مجید سے (۱۳) حوالے دیے گئے ہیں۔

(۳)...... ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور قرآن مجید سے (۱۵) حوالے دیے گئے ہیں۔

(۴)...... ہر نفع ونقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اور قرآن سے (۵) حوالے دیے گئے ہیں۔

(۵)......مصیبت ٹالنا بیماروں کو شفاء اور بے اولاد کو اولاد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا اور قرآن مجید سے (۸) حوالے دیے گئے ہیں۔

(۶)......اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے اور قرآن مجید سے (۶) حوالے دیے گئے ہیں۔

(۷)......اللہ تعالیٰ بے قراروں کی دعا قبول کرتا ہے اور قرآن مجید سے (۳) حوالے دیے گئے ہیں۔

(۸)......رزق کی کمی بیشی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور قرآن مجید سے (۱۲) حوالے دیے گئے ہیں۔

تبصرہ:...... وصرف اللہ کی عبادت کرو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور سمجھو کہ مندرجہ بالا چیزیں اللہ کے اختیار میں ہیں، اسی لیے اسی سے مانگو صرف اسی کو پکارو مدد کیوں مانگتے ہو غیروں کے دربار سے وہ کون سا کام ہے جو ہوتا نہیں پروردگار سے۔

کنزالایمان میں صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے

اس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر اس کے بعد حضور اکیس روز یا سات روز

تشریف فرما رہے، اس سورت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور مکمل اور تمام ہو گیا تو اب حضور دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے آپ نے خطبہ فرمایا: ''ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے چاہے دنیا میں رہے چاہے اسکی لقاء قبول فرمائے۔'' اس بندہ نے لقائے الٰہی اختیار کی اپنے ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی۔ اپنی ذات وصفات کا بیان کر دیا (۲) ربوبیت والوہیت میں صفات عظمت وکمال کے ساتھ موصوف ہے، مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں (۳) کیونکہ کوئی اس کا ہم جنس نہیں (۴) کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا نئے کی شان ہے۔

يحزنك (غم کرنا)

قرآن مجید میں ''يحزنك'' 6 بار آیا (176/3 + 41/5 + 33/6 + 65/10 + 23/3 + 76/36)

جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ پر ایمان نہیں لاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ غم کرتے تھے۔

(ا) ہر کلمہ گو کو سورۃ آل عمران (3 آیات 159 تا 180) کا بار بار مطالعہ کرنا چاہیے اس میں مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

(1)...... اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرما رہا ہے اللہ پر بھروسہ کرو، اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے اور کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا؟ اور مومنوں کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

(2)...... رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں سے ایک فرد ہیں۔

(3)...... اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(4)...... سے پہلے صحابہ کھلی گمراہی میں تھے۔

(5)...... صحابہ نے کہا اللہ ہمارے لیے کافی ہے وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

(6)...... اور فرمایا اے پیغمبر! جو آپ ﷺ کی تبلیغ کو نہیں مانتے ان کی وجہ سے تو غم مت کھا۔

(7)......آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے۔

تبصرہ:...... مندرجہ بالا آیات اور ان کے ترجمے کا بار بار مطالعہ کریں اور ان پر ایمان لائیں اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کریں۔ اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں سے ایک فرد (بشریت کے اعلیٰ مقام پر) ہیں ہر نفع و نقصان اللہ کے اختیار میں ہے، شہید جنت میں اللہ کے پاس ہیں اللہ کو اپنے لیے کافی سمجھیں اسی کو کارساز سمجھیں اگر لوگ قرآن کی ان باتوں پر ایمان نہ لائیں گے تو رسول اللہ ﷺ کو غم ہوگا۔

(2) (51/36 تا 70+) ان آیات کو ترجمہ کے ساتھ بار بار پڑھیں اور ہر کلمہ گو کو ان پر ایمان لانا چاہیے۔ ان آیات میں ہے کہ جنت میں موج ہی موج ہوگی اور قیامت کے دن اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنے والے جہنم میں ڈال دیے جائیں گے اور قرآن اس لیے اتارا گیا کہ مومن اور کافر میں تمیز ہو جائے اور (74/36+75) میں غیر اللہ سے مدد چاہنے والوں کو غیر اللہ کو معبود قرار دینے والے قرار دیا جائے گا، ان باتوں سے رسول اللہ ﷺ کو غم ہوتا تھا اسی طرح (39/5 تا 50) قرآنی آیات کو ترجمہ کے ساتھ بار بار پڑھیں اسی طرح (32/6 تا 41) قرآنی آیات کو ترجمہ کے ساتھ بار بار پڑھیں اور (57/10 تا 70 اور 13/31 تا 34)

تبصرہ:...... ان مندرجہ بالا 6 حوالوں کو بار بار پڑھیں ترجمہ بھی پڑھیں اور تفسیر بھی پڑھیں، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کا حکم دیا ان پر ایمان رکھیں اور جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ان سے باز رہیں کیونکہ ان باتوں سے رسول اللہ ﷺ کو غم ہوتا تھا جب لوگ باز نہیں آتے تھے۔

مندرجہ ذیل دو کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں 1- روح عذاب، قبر اور سماع موتیٰ۔ مختلف مکاتب فکر کے معترضین کے دلائل کا مکمل و مدلل جائزہ از قلم مولانا عبدالرحمٰن کیلانی۔

تبصرہ:...... اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ قبر میں سوال و جواب کے بعد نیک لوگوں کی ارواح علیین میں اور کافروں کی ارواح سجین میں مقید ہوتی ہیں یہی کچھ عین الهدایہ میں ہے۔

عالم برزخ کے متعلق سب عقائد کا قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں جوابات دیے گئے

ہیں۔عثمانی فرقہ اور بریلوی فرقہ کے عالم برزخ کے متعلق عقائد کے بارے بھی قرآن واحادیث کی روشنی میں مدلل جوابات دیے گئے ہیں، یہ کتاب (152) صفحات پر مشتمل ہے۔

تبصرہ:...... قبر پرستوں کے جال میں۔قبر پرستوں کے جال میں پھنسی سسکتی بلکتی انسانیت اور بزرگوں کی قبروں پر کیے جانے والے اعمال کا ایک حقیقت پسندانہ جائزہ۔ازقلم حافظ صلاح الدین یوسف دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور (0300-4453358،042-37361428)

اگر آپ روح عذاب قبر عالم برزخ اور قبروں کے متعلق اور فوت شدگان بزرگوں کے متعلق قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں اپنے عقائد درست کرنا چاہتے ہیں تو مندرجہ بالا دونوں کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں۔کچھ حوالے ہم یہاں درج کر رہے ہیں۔



روح عذاب قبر اور سماع موتیٰ

اب دیکھئے نصوص قرآنیہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مرنے کے بعد سے لے کر قیامت کے دن تک مومنوں کی ارواح علیین میں اور کافروں کی ارواح سجین میں مقید ہوتی ہیں ان کو کوئی نیا جسم عطا نہیں کیا جاتا اور قیامت کے دن جو جسم عطا کیا جائے گا وہ وہی ہوگا جو اس دنیا میں تھا۔ تو بتائیے کہ اب تناسخ کی گنجائش کہاں سے نکل سکتی ہے؟ جس کی رو سے مرنے کے بعد روح کو کبھی کسی گدھے کا جسم عطا کیا جاتا ہے، کبھی مکھی مچھر یا پسو کا اور کبھی کتے اور سور وغیرہ کا۔

یہاں ضمناً ایک دو باتیں اور بھی سامنے آ گئیں جن میں سے ایک تو شہداء کی زندگی کے متعلق ہے جن کے متعلق قرآن میں ہے کہ انہیں مردہ مت کہو، وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور حدیث میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کے باغوں میں چہچہاتی پھرتی ہیں اور دوسری بات سماعِ موتی سے تعلق رکھتی ہے۔

روح کا سفر:

رُوح کا سفر اس طرح ہے کہ انسان جب بطن مادر میں لوتھڑا کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس میں روح داخل کی جاتی ہے پھر وہ بطن مادر سے باہر آ جاتا ہے۔ اب یہ بچہ کہلاتا ہے، پھر جوان ہوتا ہے، پھر بوڑھا ہوتا ہے، پھر اس پر موت آتی ہے یعنی قبر کی زندگی یا برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے پھر اس کے بعد قیامت کے دن ارواح کو اجسام مہیا کیے جائیں گے اور یہ بھی پوری زندگی ہوگی۔

شہداء کی زندگی:

اب دیکھئے زندگی کے اس سفر کی منازل میں شارٹ کٹ تو ہوسکتا ہے لیکن واپسی ناممکن ہے یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک بچہ جوان ہونے یا بوڑھا ہونے سے پہلے ہی مر جائے یا شکمِ مادر میں ہی مر جائے لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی بوڑھا بچہ بن جائے یا بچہ شکمِ مادر میں واپس چلا جائے۔

شہداء کی فضیلت یہ ہے کہ ان کی قبر کی زندگی یا برزخی جسے عام اصطلاح میں موت بھی کہا جاتا ہے اور قرآن نے بھی اسے موت ہی سے تعبیر کیا ہے، حذف کر دی گئی ہے اور شہید مرنے کے بعد فوراً جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ ایک استثنائی صورت ہے تو جس طرح یہ ایک استثنائی صورت ہے اسی طرح ان کے اجسام (سبز پرندوں کی شکل) بھی ایک استثنائی صورت ہے ورنہ قیامت کے دن انہیں پھر وہ جسم عطا کیے جائیں گے جو اس دنیا میں تھے اور لوگ انہیں پہچانیں گے۔

سماعِ موتی:

اور سماعِ موتی اس لیے ناممکن ہے کہ جو روحیں جسم چھوڑ کر علیین یا سجین میں مقید ہیں وہ واپس دنیا میں نہیں آ سکتیں اور نہ ہی شہداء کی وہ روحیں دنیا میں واپس آ سکتی ہیں جو براہِ راست جنت میں پہنچ چکی ہیں۔ احادیثِ صحیحہ میں مذکور ہے کہ جنت میں شہداء سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ "تمہاری کوئی آرزو ہو تو بتلاؤ تا کہ وہ پوری کر دی جائے؟" تو شہداء جواب دیں گے کہ "ہمیں تو یہاں سب نعمتیں میسر ہیں اور ہمیں کیا درکار ہو سکتا ہے؟" اللہ تعالیٰ کے بار بار اصرار پر شہداء یہ جواب دیں گے کہ "پھر ہماری آرزو یہ ہے کہ ہمیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تا کہ ہم پھر شہید ہو کر مزید بلند درجات حاصل کر سکیں۔" تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ: "یہ بات میرے قانون قدرت کے خلاف ہے، تم دنیا میں واپس نہیں جا سکتے، کوئی اور بات ہو تو بتلایئے۔" پھر شہداء جواب دیں گے کہ "پھر کم از کم دنیا والوں کو ہمارے عزیز و اقارب کو اس بات سے مطلع کر دیا جائے کہ ہم یہاں کس قدر خوش ہیں اور ہر طرح کے انعامات سے متمتع ہو رہے ہیں" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "ہاں میں یہ اطلاع کیے دیتا ہوں۔" چنانچہ اسی سلسلے میں یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾﴾

(آل عمران: ١٦٩، ١٧٠)

”جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے انہیں مرے ہوئے نہ سمجھنا بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق مل رہا ہے جو کچھ خدا نے ان کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اس میں وہ خوش ہیں اور ان لوگوں کو جو (اس دنیا میں) ان کے پیچھے ہیں اور مر کر ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں، خوشخبری دیتے ہیں کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غمناک ہیں۔“

غور فرمائیے کہ جنت میں شہداء کی آزاد روحیں بھی نہ اپنے عزیز واقارب کو دنیا میں آ کر کوئی پیغام سنا سکتی ہیں اور نہ ہی ان کی قبر پر پکارنے والوں کو کچھ کہہ سکتی ہیں، تو وہ روحیں جو سجین اور علیین میں ہیں، وہ کیسے دنیا میں واپس آ کر دنیا والوں کی بات سنتی یا ان سے ہم کلام ہوسکتی ہیں؟

اب دیکھئے جس طرح انسان دنیوی زندگی میں موت کے سکرات سے دوچار ہوتا ہے، بعینہ اسی طرح عرصہ موت (مرنے کے وقت سے لے کر روزِ قیامت تک کی موت) میں زندگی کے اثرات سے بھی دوچار ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو علماء نے کئی طریقوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے، بعض تو یہ کہتے ہیں کہ اس بات کے باوجود کہ روحیں سجین اور علیین میں ہوتی ہیں تاہم ان روحوں کا ہلکا سا تعلق اپنی اپنی قبروں سے قائم رہتا ہے، بالفاظِ دیگر ان روحوں کا عکس قبر پر بھی پڑتا ہے بعض دوسرے علماء نے اس حقیقت کو یوں ادا کیا اس عرصۂ موت میں روح اور بدن کا انفصال کلی نہیں ہوتا گویا روح اور بدن کا تعلق قائم تو مستقل طور پر رہتا ہے مگر یہ تعلق بہت ہلکا اور کمزور ہوتا ہے۔

شہداء کی زندگی:

روح کے اس تدریجی سفر میں شہداء کی فضیلت یہ ہے کہ ان سے مرحلہ ۳ حذف کر دیا گیا ہے، نہ ان کی قبر میں منکر نکیر کے ذریعہ جانچ ہوتی ہے اور نہ محض صبح وشام ان پر جنت کی طرف سے روزن رکھتا ہے، بلکہ وہ شہید ہوتے ہی سیدھے ہی جنت میں چلے جاتے ہیں، یہ فرق البتہ ضرور رہ جاتا ہے کہ جنت میں ان کو سبز پرندوں کا جسم عطا کیا جاتا ہے، حالانکہ مرحلہ ۴ میں ارواح کو اسی شکل

وصورت کے اجسام مہیا کیے جائیں گے جو مرحلہ۲ یعنی دنیوی زندگی میں تھے۔

اس سے یہ اندازہ لگانا بھی درست ہے کہ انبیاء جو شہداء بھی ہیں، اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کی بھی قبر میں جانچ نہ ہو اور اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جن باتوں کی جانچ ہوتی ہے ان کے معلم تو وہ خود ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی جانچ کیسے؟ ان کی ارواح بھی اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی دوسری خصوصیات یہ ہیں (۲) ان کے اجساد مٹی پر حرام ہیں اور (۳) وہ عذابِ قبر کی آواز سن لیتے ہیں دوسرا کوئی نہیں سن سکتا۔

روحوں کی واپسی:

عام ضابطہ الٰہی کے مطابق روح کا پچھلے مرحلہ کی طرف واپسی کا کوئی قانون نہیں، جو روحیں سجین میں ہیں، وہ تو اس لیے دنیا میں واپس نہیں آ سکتیں کہ وہ اللہ کی حوالات میں ہیں اور جو روحیں علیین یا اعلیٰ علیین (جنت) میں ہیں، وہ مجرموں کی طرح قید تو نہیں، مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ جنت کی نعمتیں یا بلند مقام چھوڑ کر آخر زمین کی طرف کیا لینے آئیں گی؟

اس قانون میں استثناء صرف یہ ہے کہ جب فرشتے کسی انسان کی، خواہ نیک ہو یا بد، روح قبض کرتے ہیں تو وہ روح سجین یا علیین میں رکھی جاتی ہے۔ پھر اس وقت اس کے جسم کی طرف لوٹائی جاتی ہے، جب اس کے عزیز و اقارب اس کے دفن کرنے کے بعد واپس جا رہے ہوتے ہیں روح کا اس وقت لوٹانا ایک اضطراری امر ہے، کیونکہ جانچ ہر انسان سے کی جاتی ہے، ماسوائے شہداء اور انبیاء علیہم السلام کے۔

اس آزمائش کے بعد بھی روحیں سجین اور علیین میں رہتی ہیں۔ ان روحوں کو انہی مقامات پر رہنا ہوتا ہے اور اس کی کیفیت وہی ہوتی ہے جو مرحلہ۲ میں خواب میں ہوتی ہے۔ پھر کبھی کبھی اس عذاب و ثواب میں کچھ اضافہ کی خاطر روح کو بدن کی طرف لوٹایا جاتا ہے، روح کی یہ کبھی کبھار بدن کی طرف بازگشت بھی ایک اضطراری امر ہے۔ اسی گاہے گاہے بازگشت کو قرآن میں صبح و شام سے تعبیر کیا گیا اور یہ اضافہ بدن کی شرکت کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے خواب میں کسی شدید واقعہ سے سونے والے کا بدن بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ رہا یہ معاملہ کہ روحیں مرحلہ۳

یعنی علیین اور سجین سے اپنی قبروں پر تشریف لائیں یا ان سے مسلسل رابطہ قائم رکھیں یا اپنی قبروں پر عکس ڈالتی رہیں تاکہ جو کوئی انہیں آ کر سلام کہے، وہ اس کے سلام کو سن کر اس کا جواب دیں تو حاشا وکلا ان میں کوئی بات بھی روحوں کے اختیار میں نہیں ہے۔ لیکن ہمارے تصوف زدہ طبقہ نے زیرِ زمین ایک نئی دنیا آباد کر رکھی ہے، ان کے نزدیک عام آدمی نہیں تو کم از کم بزرگ حضرات اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح اس دنیا میں زندہ تھے۔ البتہ ان بزرگوں میں اب تصرف فی الامور کی قدرت دنیا کے لحاظ سے کئی گنا بڑھ گئی ہے گویا اس دنیا کے جملہ اختیارات انہی فوت شدہ بزرگان کو تفویض کر دیے گئے ہیں۔ یہ بزرگ لوگوں کی فریاد سنتے بھی ہیں اور اس تکلیف کو دور کرنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ تو قبر میں دنیا کی طرح زندہ رہنے کے اور بھی زیادہ حقدار ہیں، کیونکہ دنیا بھر کے مسلمان آپ ﷺ کے روضہ پر جا کر سلام پڑھتے ہیں اور ان کا آپ ﷺ کو جواب دینا ہوتا ہے اور جب تک قبر میں زندہ تسلیم نہ کیے جائیں وہ سلاموں کا جواب کیونکر دے سکتے ہیں؟ قرآن نے تو کہا تھا کہ ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾﴾ مگر یہ حضرات بضد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات تو بڑی دور کی بات ہے، ہمارے اولیاء بھی قبروں میں زندہ موجود ہیں موت ان کے لیے صرف ایک پردہ ہے، بس جونہی قبر میں پہنچتے اور دنیا والوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں تو ان میں یکدم دنیوی زندگی عود کر آتی ہے اور کسی عاشق رسول ﷺ نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا کہ ''قبر میں رسول اللہ ﷺ کے وہی اعمال واشغال ہوتے ہیں جو اس دنیا میں ہوتے تھے، حتیٰ کہ قبر میں ان پر ازواجِ مطہرات بھی پیش کی جاتی ہیں۔'' **نعوذ باللہ من هٰذه الهفوات**

نگاہ بازگشت: (۱)...... روح اللہ کی مخلوق ہے، حادث ہے قدیم نہیں اور چونکہ مخلوق ہے، لہٰذا کسی نہ کسی وقت فنا سے دوچار بھی ہوگی، بموجبِ ارشاد باری تعالیٰ:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾﴾

(الرحمن: ۵۵/۲۶، ۲۷)

''ہر چیز اس کائنات میں ہے فنا ہونے والی ہے، صرف تیرے بزرگ وبرتر، کی

ذات باقی رہ جائے گی۔"

(۲)...... روح پر چار مراحل آتے ہیں، دوسرے مرحلہ میں جا کر اسے بدن ملتا ہے جو آلۂ کار کا کام دیتا ہے کیونکہ یہی عرصہ دارالامتحان ہے، تیسرے مرحلہ میں روح سے بدن کا آسرا چھین لیا جاتا ہے اور چوتھے مرحلہ میں روح کو دنیا بدن عطا کیا جائے گا، تاکہ مرحلہ ۳ کے اعمال کا بدلہ روح اور بدن مل کر بھگت سکیں۔

(۳)...... ان چاروں مراحل میں روح زندہ ہی رہتی ہے اور روح ہی وہ شے سے جو عقل وشعور اور ارادہ اختیار رکھتی ہے، لیکن اس کے باوجود زندگی کا دور وہ ہوتا ہے جب روح کو بدن بھی نصیب ہوتا ہے، بدن اگرچہ بے جان بہت جلد فنا ہونے والی اور عقل وشعور یا ارادہ واختیار سے عاری ہے۔ تاہم زندگی کا ایک لازمی عنصر ہے جس مرحلہ میں روح کو بدن نصیب نہ ہو وہ موت کا دور کہلاتا ہے۔

(۴)...... ان چاروں مراحل میں روح چونکہ زندہ رہتی ہے۔ لہٰذا چاروں مرحل میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں، لیکن یہ آثار چونکہ روح وبدن کے اتصال والی زندگی کی نسبت نہایت کمزور ہوتے ہیں، لہٰذا ان ادوار یعنی مرحلہ ا اور مرحلہ ۳ کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۵)...... جن ادوار میں زندگی ہی غالب ہے یعنی مرحلہ ۲ اور مرحلہ ۴ ان میں بھی موت کی استثنائی صورتیں پائی جاتی ہیں جیسے احیائے موتی بطور خرقِ عادت اور خواب بطورِ عام ضابطہ الٰہی، تاہم یہ موت کے کمزور سے آثار غیر مسلسل اور غیر مستقل ہوتے ہیں۔

(۶)...... بعینہٖ موت کے دور یعنی مرحلہ ۳ میں بھی استثنائی صورتوں میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں، اگرچہ یہ آثار حقیقی زندگی کے مقابلہ میں نہایت کمزور ہوتے ہیں جیسے عذابِ قبر جو آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں ہلکا اور غیر مسلسل ہوتا ہے اور سماعِ موتی کا مسئلہ بطور خرق عادت ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کسی مردہ کی روح کو سنا دیتا ہے اس میں اس مردہ کی روح کے ارادہ واختیار کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ امام بخاری کے اس باب باندھنے "اَلْمَيِّتُ يَسْمَعُ قَرْعَ النِّعَالِ"...... "یعنی مردہ جوتوں کی چاپ سنتا ہے" کے متعلق الزین بن المنیر نے کہا کہ

مصنف (بخاری) کے اس مضمون کے باب باندھنے سے ان کی مراد یہ ہے کہ اس طریقہ کو آداب دفن میں اولیت حاصل ہے۔ کہ وقار برقرار رکھا جائے۔ شور وشر سے اجتناب کیا جائے اور شدت کے ساتھ پیروں کو نہ مارا جائے۔ جیسے کہ ایک زندہ سونے والے کے لیے ہونا چاہیے اور ایسا لگتا ہے کہ بخاری نے (نبی ﷺ کے الفاظ سے) یہ نکالا ہے کہ آدمیوں سے جیسا کچھ سنا جاتا ہے ویسا ہی فرشتوں سے سنا جاتا ہے (یعنی ان کے جوتوں کی آواز)

شاید آپ کا دوسروں کی طرح یہ عقیدہ بھی ہے کہ روحیں علیین اور سجین میں رکھی جاتی ہیں۔ یہ بات بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ علیین اور سجین روحوں کے رہنے کی جگہ نہیں بلکہ نیکوں کاروں اور بدکاروں کے اعمالناموں کے دفتر ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝﴾

(المطففین: ۳۸/۸، ۹، ۱۰)

''اور تم کیا جانو کیا ہے سجین؟ ایک بڑا دفتر ہے لکھا ہوا، تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝﴾ (المطففین: ۸۳/۱۸، ۲۱)

''ہرگز نہیں! بیشک نامۂ اعمال نیک لوگوں کا علّیین میں ہوگا، اور تم کیا جانو کیا ہے علّیین؟ ایک بڑا دفتر ہے لکھا ہوا'' نگرانی کرتے ہیں اس کی مقرب فرشتے۔''

صرف یہی نہیں بلکہ گمراہ لوگ سورۃ اعراف کی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں کہ ''ان لوگوں کے لیے جو ہماری آیات جھٹلاتے ہیں اور ان سے استکبار کرتے ہیں آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے۔'' جواب اس کا یہ ہے کہ یہ قرآن کی ادیبانہ زبان ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے اعمال، ان کی دعائیں اور خود ان کی ہرگز پذیرائی نہ ہوگی۔ ایک دلیل کلام المیت علی الجنازۃ کی بھی پیش کی جاتی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ یہ مردہ ہے، زندہ تو نہیں بہرحال اس کا بولنا قرآن

کے متشابہات کی طرح ہے اور اس حدیث اصل تاویل کسی کے پاس نہیں ورنہ اگر کاندھے کے پاس بولے اٹھانے والے کیوں نہ سنے گا۔ ہم نے آپ مضمون کے پیش کردہ دلائل کا بھی تجزیہ کیا اور ان دلائل کی بھی اصل حقیقت آپ کے سامنے رکھ دی۔ جو اس ذیل میں بارہا پیش کیے جاتے رہے ہیں۔ اب آپ کا فرض ہے کہ یا تو آپ رجوع فرمالیجیے یا پھر ہمیں کتاب وسنت کی روشنی میں مطمئن کرنے کی کوشش کیجیے۔

کیا علیین اور سجین برزخی مقام ہیں؟

اشفاق صاحب اور اسی طرح عثمانی صاحب کا خیال ہے کہ علیین اور سجین برزخی مقامات نہیں بلکہ وہ صرف رجسٹر ہیں جن میں اہلِ جنت اور اہل نار کے ناموں کا اندراج ہوتا ہے اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ جہاں علیین اور سجین کا ذکر آیا ہے۔ ساتھ ہی کتاب ''مرقوم'' کے الفاظ سے علیین اور سجین کی صفت بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا برزخی مقام دراصل روح کا وہ نیا جسم ہی ہے جو اسے مرنے کے ساتھ ہی عطا کیا جاتا ہے۔

ہمیں اس نظریہ سے بھی اختلاف ہے کیونکہ جہاں کہیں بھی یہ رجسٹر اندراج ہوں گے وہ کوئی مقام ہی ہوگا۔ پھر جہاں قرآن میں علیین کا ذکر آیا ہے۔ وہاں ''كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ'' کے ''يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ'' کے ساتھ ہی ''وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ'' کے الفاظ بھی آئے ہیں، یعنی اس اندراج کے دن ہی سے ان جھٹلانے والوں کی ہلاکت کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اندریں صورت حال علیین اور سجین مقام نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ ایسے مقامات ہیں جہاں صرف اہل جنت اور اہلِ نار کے نام ہی درجِ رجسٹر نہیں کیے جاتے، بلکہ وہی مقام ان روحوں کا اصل مستقر بھی قرار پاتا ہے۔ اور انہی مقامات پر وہ عرصہ برزخ میں عذاب وثواب سے تاقیامت دوچار ہوتے رہیں گے۔

قبر سے مراد یہی زمینی گڑھا ہے:

میں نے اپنے سابقہ مضمون ''مراسلات'' میں قبر سے مراد اسی زمینی گڑھا ہونے کے ثبوت میں قرآن وحدیث سے سات دلائل دیے تھے جو یہ ہیں:

(۱)...... اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو عبداللہ بن ابی منافق کے متعلق خطاب کرتے

ہوئے فرمایا: ”وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ“ اب خدارا سچ بتایئے کہ یہاں قبر سے مراد اللہ تعالیٰ نے یہی زمینی گڑھا لیا تھا یا آپ کی مزعومہ برزخی قبر؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس منافق کی اس زمینی قبر پر کھڑا ہونے کو کیوں ناپسند کیا تھا؟

(۲)...... رسول اللہ ﷺ کا مقتولین قلیبِ بدر کو وہاں پہنچ کر مخاطب کرنا۔ اگر یہ کنواں ان مشرکین کی حقیقی قبر نہ تھا تو آپ ﷺ وہاں گئے کیوں تھے؟ جہاں پہلے موجود تھے، وہیں سے ان برزخی قبر والوں کو مخاطب کر لیا ہوتا؟

(۳)...... رسول اللہ ﷺ کا جنت البقیع میں جا کر شہدائے احد کے لیے دعا کرنا اور

(۴)...... آپ ﷺ کا قبرستان میں یعنی انہی زمینی گڑھوں کے پاس جا کر مُردہ کو السلام علیکم“ کہنا اور ان کے لیے دعا کرنا۔ آخر آپ گھر بیٹھے ہی السلام علیکم کیوں نہیں کہہ لیتے؟ کیونکہ ان کا قبرستان سے تو کوئی تعلق ہے نہیں، وہ تو برزخی قبروں میں رہتے ہیں۔



غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا، شرک ہے یا نہیں؟

(ایک علمی جائزہ)

روز نامہ ''جنگ'' لاہور کی متعدد قسطوں میں مدیر ''رضوان'' لاہور، جناب مولانا محمود احمد رضوی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا شرک نہیں ہے کیونکہ ''غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا شرک ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ شروع سے یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر اب تک مسلمانوں کا اس پر اجماع و اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو موثر حقیقی و فاعل حقیقی اعتقاد کرتے ہوئے اور بزرگان دین کو وسیلۂ امداد مظہر اعانتِ الٰہی قرار دیتے ہوئے ان سے استغاثہ کرنا اور ان کو امداد کے لیے پکارنا جائز ہے۔ چنانچہ فتاویٰ کی کتابوں میں سے مشہور کتاب فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ ''یا شیخ عبدالقادر شیئاً اللہ'' کہنا جائز ہے کیونکہ یہ پکار محض ہے اور اللہ کے لیے ان سے سوال ہے۔ اسی طرح امام شمس الدین الرملی الشافعی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔ ''انبیاء، رسولوں، اولیا، وعلماء اور صالحین سے استغاثہ کرنا (ان کو امداد کے لیے پکارنا) جائز ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، پیغمبر، اولیاء اور صالحین وصال کے بعد بھی مدد کر سکتے ہیں۔''

(خلاصہ از اخبار مذکور قسط ۲، ۳)

(یہی مضمون جناب رضوی صاحب کے ماہوار رسالے ''رضوان'' لاہور (جولائی ۱۹۸۲ء) میں بھی شائع ہوا ہے)

مافوق الاسباب طریقے سے پکارنا (دعا کرنا) عبادت ہے:

ہم اب مختصراً اخبار مذکور کے ''دلائل'' کی حیثیت واضح کرتے ہیں:

سب سے پہلے تو یہ کہا گیا ہے کہ غیر اللہ کو مطلقاً پکارنا شرک نہیں ہے، البتہ غیر اللہ کی عبادت

و پرستش شرک ہے۔

بلاشبہ مطلقاً پکارنا شرک نہیں ہے، ہم اپنے بچے کو پکار کر بلاتے ہیں، کسی دوست کو آواز دیتے ہیں اور کسی کو زور سے ندا دیتے ہیں۔ شرک نہیں ہے نہ یہ پکارنا مابہ النزاع ہے۔ مابہ النزاع پکارنا (جو شرک کی ایک صورت ہے) وہ ہے جو لوگ مردہ (قبروں میں مدفون) لوگوں کو مافوق الاسباب طریق سے پکارتے ہیں، جیسے "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ"...... "یارسول اللہ اغثنا" "یا علی مدد" وغیرہ یہ پکارنا شرک ہی کے ذیل میں آتا ہے کیونکہ پکارنے والا ان کی بابت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ہزاروں میل کے فاصلے کے باوجود یہ فوت شدہ بزرگ میری آواز کو سنتا ہے۔ میرے حالات سے باخبر ہے۔ وہ حاضر ناظر ہے اور کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اسی لیے یہ شخص اس بزرگ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کے نام کی نذر نیاز دیتا ہے۔ اس کے نام پر جانور قربان کرتا ہے۔ اس کی قبر پر غلاف چڑھاتا ہے اور اس کی ناراضی سے ڈرتا ہے۔ اس کا اعتقاد ہوتا ہے کہ اگر میں نے گیارہویں نہ دی (یعنی اس بزرگ کے نام کی نیاز نہ دی) تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے میرے کاروبار کو نقصان پہنچائیں گے، حالانکہ عالم الغیب، نافع وضار، حاضر وناظر اور متصرف فی الامور، صرف اللہ کی ذات ہے اور یہ تمام صفات اللہ کے لیے خاص ہیں۔ جن میں اس کا کوئی شریک نہیں لیکن "یا علی مدد" "یا شیخ عبدالقادر" اور "شیئاً للہ" وغیرہ پکارنے والا یہ تمام صفاتِ خداوندی اس مردہ بزرگ میں تسلیم کرتا ہے اور اس بزرگ کو ان الوہی صفات میں شریک مانتا ہے۔

اس عقیدے کے ساتھ کسی بھی مردہ شخص کو پکارنا یہی اس کی عبادت و پرستش ہے۔ اسے قرآن نے "یَدْعُوْنَ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جس کے معنی "جنگ" کے مضمون نگار نے خود ہی عبادت و پوجا" کیے ہیں۔

شاید موصوف سمجھتے ہیں کہ عوام کو اس طرح مغالطہ دینا آسان ہے کہ ہم تو بزرگوں کو صرف پکارتے ہیں، ان کی عبادت و پرستش نہیں کرتے حالانکہ اس طرح مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو پکارنا یہی اس کی عبادت ہے۔ اسی لیے دعا (پکارنا) بھی بلا اختلاف عبادت ہی سمجھی جاتی ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ .)) (مشکوٰۃ: کتاب الدعوات، ص۱۹۴، کنز الایمان ۴۰/۶۰، ف۱۲۷) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۴۰ پر)

''پکارنا (دعا کرنا) یہی عبادت ہے۔''

بلکہ دوسری روایت میں فرمایا:

((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ)) (حوالہ مذکور) ''دعا (پکارنا) عبادت کا مغز ہے۔''

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝﴾ (المؤمن: ٤٠/ ٦٠)

''اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا، بلاشبہ جو لوگ میری عبادت (یعنی مجھے پکارنے اور مجھ سے دعائیں کرنے) سے انکار کرتے ہیں، عنقریب وہ جہنم میں ذلیل و خوار ہو کر داخل ہوں گے۔''

یہاں "یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ دَعْوَتِیْ" کی جگہ اللہ تعالیٰ نے "عَنْ عِبَادَتِیْ" کے الفاظ استعمال فرمائے اور قرآن مجید کا یہ سیاق صاف بتلا رہا ہے کہ مافوق الاسباب طریق سے کسی کو پکارنا اور حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر اس سے دعا کرنا اس کی عبادت کرنا ہی ہے۔ اس لیے مردہ بزرگوں کو مدد کے لیے پکارنا اور ان سے استغاثہ کرنا اور "یا شیخ عبدالقادر شیئاً لله" "یا علی مدد" وغیرہ کہنا ان کی عبادت پرستش ہی ہے۔ قیامت کے دن یہ بزرگ اپنی اس عبادت و پرستش کا بالکل انکار کر دیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے کہ مولائے کریم ہم تو ان کی عبادت اور پوجا سے (جو یہ دعا و استغاثہ کی صورت میں ہماری کرتے تھے) بالکل بے خبر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝﴾ (یونس: ١٠/ ٢٩)

یہاں بھی فوت شدہ بزرگوں سے دعا کو ان کی عبادت ہی کہا گیا ہے جس سے وہ روزِ قیامت انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہمیں تو ان کی عبادت (دعا و پکار) کا کوئی علم ہی نہیں۔ بہر حال کسی شخص کو مافوق الاسباب طریق سے اسے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارنا، اس سے

استمداد کرنا اور اس سے دعائیں کرنا یہ اس کی عبادت ہی ہے اسے غلط اور تفاسیر کے خلاف کہنا خود غلط بلکہ مغالطہ انگریزی ہے

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے کسی بھی فوت شدہ کو کبھی نہیں پکارا:

یہ دعویٰ کرنا کہ:

''صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر اب تک مسلمانوں کا اس پر اجماع و اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مؤثر حقیقی و فاعل حقیقی اعتقاد کرتے ہوئے فوت شدہ بزرگانِ دین کو بطورِ وسیلہ پکارنا، ان سے استغاثہ کرنا اور ان لوگوں کو امداد کے لیے پکارنا جائز ہے۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور امت مسلمہ پر بہت بڑا افترا اور بہتانِ عظیم ہے۔ سبحانك هذا بهتان عظيم۔ اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کی کوئی دلیل پیش کرنی چاہیے تھی۔ تابعین وتبع تابعین کا کوئی واقعہ پیش کرنا چاہیے تھا اور کچھ نہیں تو اپنے (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) ہی کا کوئی قول پیش کیا ہوتا۔ فقہ حنفی کی مشہور ومتداول کتاب کا کوئی حوالہ دیا ہوتا۔ دعویٰ تو مقالہ نگار نے اتنا بڑا کیا ہے، لیکن حوالہ اگر وہ دے سکے ہیں تو صرف دو غیر معروف کتابوں کا جن میں سے ایک گیارہویں صدی ہجری کے ایک شافعی فتاویٰ کا ہے، نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا کوئی مستند یا غیر مستند حوالہ نہ ائمہ اربعہ نہ مجتہدین سے کسی کا ارشاد اور نہ فقہ حنفی سے کوئی دلیل ...... یہ عجیب اجماع و اتفاق ہے؟

امر واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم اور فقہائے احناف میں سے کسی نے بھی کسی مردہ کو امداد کے لیے نہیں پکارا، کبھی ان سے استغاثہ نہیں کیا۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہی تھا کہ مرنے کے بعد کوئی مردہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتا۔ جس کی صراحت قرآن نے کی ہے۔

﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝﴾ (الفاطر: ۳۵/ ۲۲)

''اے پیغمبر! تو قبر والوں کو کوئی بات نہیں سنا سکتا۔''

فوت شدہ بزرگوں سے استغاثہ کرنا اور ان کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں:

اس کے دلائل سنیے۔!

صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے:

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ.)) [1]

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بھی قحط سالی ہوتی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کرواتے اور فرماتے اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کے لیے دعا کرواتے (جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود نہیں ہیں) تیرے نبی کے چچا کو ہم تیری بارگاہ میں بطورِ وسیلہ (یعنی دعاء کے لیے) پیش کر کے دعاء کر رہے ہیں، یا اللہ! اس دعا کو قبول فرما، ہم پر بارش کا نزول فرما۔ (راوی کہتا ہے) کہ اس پر بارش ہو جاتی۔'' (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۹۷ پر)

((اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ يُكْشِفْ اِلَّا بِتَوْبَةٍ وَقَدْ تَوَجَّهَ الْقَوْمُ بِيْ اِلَيْكَ لِمَكَانِيْ مِنْ نَبِيِّكَ وَهٰذِهٖ اَيْدِيْنَا اِلَيْكَ بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِيْنَا اِلَيْكَ بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ.))

''یا اللہ! بلاؤں کا نزول گناہوں کی وجہ سے ہی ہوتا ہے اور توبہ کے ذریعے سے وہ دور ہو جاتی ہیں۔ یا اللہ! تیرے نبی کے ساتھ مجھ کو قریبی تعلق اور نسبت کی وجہ سے جو عزت و مقام حاصل ہے، اس کے پیش نظر انہوں نے مجھے تیری بارگاہ میں ذریعہ بنایا ہے (یعنی دعا کے لیے لائے ہیں) یا اللہ! یہ گناہ آلود ہاتھ تیری طرف پھیلے ہوئے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے لیے تیری طرف جھکی ہوئی ہیں' یا اللہ ہم پر بارش نازل فرما!''

روایت کے الفاظ ہیں:

---

[1] صحیح بخاری، ج۱۔ص۱۳۷ باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا۔

((فَارْخَتِ السَّمَاءُ مِثْلَ الْجِبَالِ حَتّٰی اَخْصَبَتِ الْاَرْضُ وَعَاشَ النَّاسُ .))❶

''اس دعا کے بعد آسمان نے پہاڑوں جیسے دہانے کھول دیے، زمین خوب شاداب ہوگئی اور لوگوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔''

اس واقعہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل واضح ہوجاتا ہے کہ انہوں نے کسی مردہ شخص سے دعا نہیں کرائی، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ نہیں کیا۔ انہیں مدد کے لیے نہیں پکارا اور ان کا واسطہ دے کر دعا نہیں مانگی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ استسقاء کی دعا اور نماز مجمع عام میں ہوتی ہے تو گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عام فعل یہی قرار پایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک سے دعا کرانی جائز نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صاحبِ فضیلت کون ہے کہ جس سے اب دعا کرائی جائے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے دور کا ایک اور واقعہ ہے' جسے ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دسویں صدی ہجری کے شافعی فقیہ ابن حجر مکی ہیتمی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

"قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَاسْتَسْقٰی مُعَاوِیَةُ بِیَزِیْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا فَتَسْقِیْ بِخَیْرِنَا وَاَفْضَلِنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّا نُسْتَسْقِیْ بِیَزِیْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ یَا یَزِیْدُ اِرْفَعْ یَدَیْكَ اِلَی اللّٰهِ فَرَفَعَ یَدَیْهِ وَرَفَعَ النَّاسُ اَیْدِیْھِمْ فَثَارَتْ سَحَابَةٌ مِنَ الْمَغْرِبِ کَاَنَّھَا تَرِسُ وَھَبَّتْ رِیْحٌ فَسُقُوْا حَتّٰی کَادَ النَّاسُ لَا یَبْلُغُوْنَ مَنَازِلَھُمْ ."❷

''یعنی ابن حجر (مکی) کہتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا زید بن اسود رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر بارش کے لیے دعا کرائی اور فرمایا: ''اے اللہ! ہم میں جو بہتر اور افضل ہے اس کے ذریعے سے ہم تیری بارگاہ میں بارش کی دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم

❶ فتح الباری، باب مذکور، ج۲، ص۴۹۷، طبع جدید.

❷ مرقاۃ ج۲۔ ص۲۸۸۔ طبع قدیم.

یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کو ساتھ لائے ہیں اور استسقاء کر رہے ہیں" (پھر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا) اے یزید! بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھایئے، انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے، پس مغرب کی طرف سے ڈھال کی طرح ایک گھٹا اٹھی اور ہوا چلی اور ان کے لیے بارش کا اس طرح نزول ہوا کہ قریب تھا کہ لوگ اپنے گھروں کو نہ پہنچ سکیں۔"

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل زندہ سے دعا کرانے کا تو تھا لیکن فوت شدہ سے دعا کرانے کا ان کے ہاں کوئی تصور نہ تھا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کے لیے دعا کرانے کی حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"ازیں جا ثابت شُد کہ توسّل بہ وغائبان جائز نہ داشتند وگرنہ عباس رضی اللہ عنہ از سرورِ عالم بہتر نہ بود چرا نہ گفت کہ توسّل می کردیم بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو والحال توّل می کنیم بہ رُوحِ پیغمبر تو" (البلاغ المبین: ص۱۶۔ طبع لاہور)

یعنی "اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم گزرے ہوئے (فوت شدگان) اور غائب لوگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں سمجھتے تھے ورنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ تھے (اگر وفات شدہ سے دعا کرانا جائز ہوتا) تو انہوں نے کیوں نہ کیا کہ یا اللہ! پہلے ہم تیرے نبی کے ساتھ وسیلہ پکڑتے تھے اب ہم تیرے نبی کی روح کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں۔"

(۱)......سنت سے قبر کی زیارت اور صاحب قبر کے لیے دعا کے علاوہ کچھ ثابت نہیں۔ (عالمگیری: ۱/۲۶۳)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۱ پر)

(۲)......فوت شدہ سنتے نہیں۔ (النحل: ۲۰، ۲۱۔ فاطر: ۱۳، ۱۴، ۲۲۔ الزخرف: ۳، ۴۔ النمل: ۸۰ الروم: ۱۰۰۔ یٰسین: ۲۶، ۲۷، ۳۱۔ المومنون: ۱۲ تا ۱۶۔ ہدایہ: ۱/ ۲۲۹ تا ۹۲۵۔ ہدایہ: ۴/۳۱۴)

اختلاف یہ ہے کہ بریلوی حضرات یہ تو تسلیم کرتے ہیں (جیسا کہ مضمون نگار نے بھی کہا ہے) کہ کسی کو معبود سمجھ کر نہ پکارا جائے لیکن یہ تسلیم نہیں کرتے کہ کسی فوت شدہ بزرگ کو مافوق الاسباب طریقے سے مدد کے لیے پکارنا، اس سے دعائیں کرنا، اس کے نامی نذر نیاز دینا، اس

سے نفع وضرر کی امید رکھنا یہ اس کو "الٰہ" اور "معبود" بنانا ہی ہے اور یوں وہ اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ کیونکہ دعا بھی عبادت ہے۔ نذر نیاز بھی عبادت ہے جو اللہ کے ساتھ دوسروں کے لیے بھی کرتے ہیں۔ بریلوی اللہ سے بھی دعائیں کرتے ہیں' فوت شدہ بزرگوں سے بھی دعائیں کرتے ہیں' اللہ کے نام کی نذر نیاز بھی دیتے ہیں اور بزرگوں کے ناموں کی بھی نذر نیاز دیتے ہیں۔ اللہ سے بھی نفع وضرر کی امید رکھتے ہیں اور فوت شدگان سے بھی مافوق الاسباب نفع وضرر کی امید رکھتے ہیں۔ اللہ کو بھی عالم الغیب مانتے ہیں اور اللہ کے نبیوں اور ولیوں کو بھی عالم الغیب مانتے ہیں۔ اللہ کو بھی دور اور نزدیک سے فریادیں سننے والا تسلیم کرتے ہیں اور بزرگوں کے اندر بھی یہ قوت یا صفت کو تسلیم کرتے ہیں۔

اہلحدیث کہتے ہیں کہ شرک اسی چیز کا نام ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی عبادت میں شریک کرلیا جائے' یا اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت کسی اور میں تسلیم کرلی جائے اور مذکورہ افعال سارے ایسے ہیں کہ ان میں یا تو اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت ہوتی ہے، یا اللہ کی صفت مین مردہ بزرگوں کو شریک سمجھا جاتا ہے۔ بریلوی حضرات اس شرک صریح کا ارتکاب کرتے ہیں یعنی اللہ کے ساتھ دوسروں کی عبادت بھی کرتے ہیں یا اللہ کی صفات بزرگوں میں بھی جانتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو شرک نہیں کرتے' کیونکہ شرک تو اس وقت ہوتا ہے جب ہم انہیں معبود سمجھ کر پکارتے۔ حالانکہ جب ان کے اندر خدائی صفات تسلیم کرلی گئیں یا خدا کی طرح ان کو حقِ عبادت میں شریک کرلیا گیا تو وہ معبود "تو بن گئے۔ آپ انہیں معبود کہیں یا نہ کہیں جب معبود والی چیزیں ان کے لیے مانی لی گئیں تو وہ "معبود" ازخود بن گئے جس طرح پتھر کی مورتی کی پوجا کرنے والا ہے۔ وہ بھی اسے خدایا معبود نہیں سمجھتا بلکہ اسے خدا کا مظہر یا اوتار سمجھ کر اس سے دعائیں کرتا ہے۔ اس کے نام پر چڑھاوے چڑھاتا ہے یعنی نذر دیتا ہے۔ اس سے نفع وضرر کی امیدیں رکھتا ہے اور اسے فریادرس اور حاجت روا سمجھتا ہے۔ مسلمان اس کے بارے میں عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ مشرک ہے کیوں کہ پتھر کی مورتی کی پوجا کرتا ہے۔ حالانکہ اسے وہ معبود نہیں سمجھتا ہے نہ معبود سمجھ کر اسے پکارتا ہی ہے۔ اس کے باوجود وہ مشرک ہے، کیوں؟ اس لیے کہ وہ مورتی کو معبود سمجھتا ہے یا نہیں سمجھتا، لیکن اس کے ساتھ اس پجاری کا معاملہ وہی ہے جو ایک عابد اور معبود

کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لیے وہ یقیناً شرک کا ارتکاب کر رہا ہے۔

لیکن یہی مسلمان قبروں کے ساتھ یا مردہ بزرگوں کے ساتھ یہی کچھ کرتا ہے تو کہتا ہے یہ شرک نہیں' کیونکہ میں اسے معبود سمجھ کر نہیں پکارتا۔ اگر یہ دلیل صحیح ہے اور اس طرح شرک، شرک نہیں رہتا تو پھر ہندو بھی مشرک نہیں ہے کیونکہ وہ بھی مورتی کو معبود نہیں سمجھتا۔ مشرکینِ مکہ بھی مشرک نہیں کیونکہ وہ بھی لات وعزّیٰ اور منات وہبل کو معبود نہیں سمجھتے تھے وہ بھی ان کو خدا کا وسیلہ اور ذریعۂ تقرّب سمجھتے تھے۔ (جیسا کہ خود قرآن نے اس کی وضاحت کی ہے) قوم نوح علیہ السلام جن پانچ بتوں کو پوجتی تھی وہ بھی معبود نہیں تھے۔ اللہ کے نیک بندے ہی تھے (جیسا کہ صحیح بخاری میں صراحت موجود ہے) اس لحاظ سے تو قوم نوح نے بھی شرک کا ارتکاب نہیں کیا اور قرآن دیگر مشرکوں کے بارے میں بھی کہتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۹۴)

''جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تم جیسے ہی بندے ہیں۔''

گویا کسی دور میں بھی ایسے شرک کا وجود نہیں رہا کہ جس میں غیر اللہ کو معبود سمجھ کر پکارا گیا ہو بلکہ ہر دور میں شرک کی نوعیت یہی رہی ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی ہی تصویریں' مورتیں' یا قبریں یہ سمجھ کر پوجی جاتی رہی ہیں کہ یہ اللہ کے نیک بندے تھے' وفات کے بعد اللہ سے ان کا ''وصال'' ہو گیا ہے اور یہ اب اللہ کے مظہر یا اوتار ہو گئے ہیں' ان کے ذریعے سے ہی ہم اللہ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں' ان کے وسیلے سے ہی ہماری دعائیں اور التجائیں سنی جا سکتی ہیں اور ان کے نام کی نذر نیازیں دے کر ہی ہم اللہ کو راضی کر سکتے ہیں۔ قرآن نے اسی عقیدہ وعمل کو شرک کہا ہے اور اس کے مرتکبین کو مشرک' اگر قرآن کریم کی صراحت صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر بریلوی اور شیعوں کا عقیدہ وعمل بھی وہی ہے جو گزشتہ مشرک قوموں کا عقیدہ رہا ہے۔ تو ان کا شرک' شرک کیوں نہیں؟ محض عنوان بدل دینے سے تو شرک کی ماہیت وحقیقت تبدیل نہیں ہو جائے گی۔ جب ان دونوں گروہوں (بریلوی اور شیعوں) کا عقیدہ وعمل بھی فوت شدگان کے ساتھ وہی ہے جو مشرک قوموں کا اپنے بتوں کے ساتھ رہا ہے تو پھر دونوں کے درمیان فرق وامتیاز کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ اور یہ کیوں کر قرینِ عدل ہو سکتا ہے کہ ایک کو تو مشرک قرار دیا جائے' جب کہ دوسرا

شخص بھی وہی کچھ کرے تو اُسے مشرک تسلیم کرنے سے گریز کیا جائے۔ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ.[10]

دوسری بات موصوف نے یہ فرمائی ہے کہ ''اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو'' کا مطلب ہے ''اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو'' یہ بات بھی بالکل صحیح اور بجا ہے اور آیت میں پکارو کا فی الواقع یہی مطلب ہے کیونکہ مطلق پکار عبادت نہیں ہے بلکہ وہ پکار عبادت ہے جو کسی کو مافوق الاسباب طریقے سے مدد کے لیے ہو۔ اگر اللہ کو پکارا جائے گا یعنی اس سے مدد کی درخواست کی جائے گی تو یہ اللہ کی عبادت ہوگی' کسی پتھر کی مورتی کو پکارا جائے گا یعنی اس سے مدد طلب کی جائے گی تو اس مورتی کی پوجا (عبادت) ہوگی' قبر میں مدفون کسی شخص کو پکارا جائے گا یعنی اس سے استغاثہ واستعانت کی جائے گی تو یہ اس بزرگ کی عبادت ہوگی۔

اس لیے مسئلہ صرف یہ نہیں ہے کہ ''یا رسول اللہ ﷺ'' کہنا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اگر عقیدہ یہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب' حاضر وناظر اور سمیع وبصیر نہیں ہیں تو وہ ''یا رسول اللہ ﷺ'' کہہ لے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں' جس طرح ''التحیات'' میں ''السلام علیك ایھا النبی'' کہا ہی جاتا ہے۔ اگر بریلوی حضرات بھی یہ تسلیم کرلیں کہ ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ عالم الغیب' حاظر وناظر' سمیع وبصیر اور دور ونزدیک سے فریادیں سننے والا صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے' ہم کسی نبی' ولی اور بزرگ کے اندر یہ صفاتِ الٰہی تسلیم نہیں کرتے تو یقیناً ان کا ''یا رسول اللہ'' کہنا شرک نہیں ہوگا۔ اسے بے تکی ترکیب ضرور کہا جائے گا لیکن اسے شرک سے تعبیر نہیں کیا جائے گا۔

لیکن اصل بات یہی ہے کہ بریلوی حضرات کا عقیدہ ہی صحیح نہیں ہے' اس لیے ان کا ''یا رسول اللہ'' کہنا محض ''السلام علیك ایھا النبی'' کے قبیل سے نہیں ہے کہ جسے جائز تسلیم کرلیا جائے بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ عالم الغیب، حاضر وناظر اور سمیع وبصیر ہیں' اس لیے جب ہم ''یا اللہ'' کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری اس ندا کو سنتا ہے اسی طرح جب ہم ''یا رسول اللہ'' کہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ بھی ہماری اس ندا کو سنتے اور جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسئلہ اب صرف ''یا رسول اللہ'' کہنے یا نہ کہنے کا نہیں رہا ہے بلکہ اب یہ اپنے منطقی نتیجے تک پہنچ گیا ہے۔

اور ''یارسول اللہ مدد'' اور ''المدد یارسول اللہ'' کے اسٹیکرز بھی عام ہو گئے ہیں۔

پہلے صرف ''یا علی مدد'' کا نعرہ عام تھا۔ اہلِ توحید نے اس کے مقابلے میں کوشش کی کہ مسلمانوں میں اس مشرکانہ نعرے کے بجائے ''یا اللہ مدد'' کا نعرہ عام ہو۔ چنانچہ انہوں نے ''یا اللہ مدد'' کے اسٹیکرز عام کیے، مقصد اس کا یہ تھا کہ شیعوں کو ایجاد کردہ مشرکانہ نعرے سے اہلِ سنت کے سادہ لوح عوام کو بچایا جائے مگر بریلوی حضرات نے ''یا اللہ مدد کے مقابلے میں'' یارسول اللہ مدد کے اسٹکرز چھپوا لیے اور یوں مزید ایک ایسا نعرہ ایجاد کرلیا جس میں اللہ کی بجائے اللہ کی ایک برگزیدہ مخلوق۔ پیغمبر ﷺ سے مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کی جا رہی ہے۔

ہم مضمون نگار سے پوچھتے ہیں کہ ''یا علی مدد'' یا ''یارسول اللہ مدد'' کے نعروں کا کیا جواز ہے؟ کیا یہ نعرے لگانے والوں کا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ مافوق الاسباب طریقے سے اور دور نزدیک سے ہماری فریادیں سن سکتے ہیں ہماری مدد کرسکتے ہیں اور ہمیں نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں اور کیا اس عقیدے کے ساتھ کسی کو پکارنا یہی اس کی عبادت نہیں ہے؟

کیا یہ ''عبادت'' مسجدوں میں نہیں ہو رہی ہے؟ اور کیا یہاں ﴿وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾ کے صریحاً خلاف نہیں ہے؟

اصل مسئلہ جو توجہ طلب ہے وہ ہے ثانی الذکر صورت، یعنی ماورائے اسباب طریقے سے اللہ کے سوا کسی کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا اور نافع وضار سمجھنا۔ کیا یہ بھی بالکل اسی طرح ہے جس طرح ماتحت الاسباب کسی سے امداد وتعاون حاصل کرنا؟ ظاہر بات ہے دونوں یکساں نہیں، ان کے درمیان آسمان زمین کا فرق ہے، مشرق ومغرب کا بعد ہے رات اور دن کا تفاوت ہے استمداد واستعانت لغیر اللہ کی بحث میں ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب کے عظیم اور نمایاں فرق کو نظر انداز کر کے مطلقاً اسباب وذرائع کی افادیت وناگزیری سے استدلال کرتے ہوئے یہ باور کرانا کہ فوت شدہ بزرگانِ کرام سے استمداد واستعانت (مدد چاہنا) اور ان سے حاجت روائی ومشکل کشائی کا طالب ہونا بھی جائز ہے اور اس کو شرک کہنا عقیدۂ باطلہ ہے جس طرح کہ مذکورہ اقتباسات میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ ایک بہت بڑا مغالطہ انتہائی بددیانتی اور تلبیس کاری ہے۔

کیا قرآن وحدیث میں کہیں بھی یہ موجود ہے کہ فوت شدہ شخص کو اپنی مدد کے لیے پکارو کہ وہ بھی عونِ الٰہی کے مظہر ہیں؟ کیا انبیاء علیہم السلام نے اپنے پیشرو پیغمبروں سے استمداد واستعانت کی؟ کیا صحابۂ کرام نے قبروں میں مدفون بزرگوں سے اپنی حاجات طلب کیں؟ انہیں نفع وضرر کا مالک سمجھا؟ اور آج کل قبروں پر جو کاروبارِ لات ومنات کی گرم بازاری ہے کیا عہدِ صحابہ وتابعین میں اس کی کوئی مثال کسی صحیح سند سے ملتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر الفاظ کی شعبدہ بازی اور تاویلات کی تلبیس کاری سے شرک کا جواز ثابت نہیں ہوسکتا۔ شرک، شرک ہے چاہے اس کا مرتکب پتھر کا پجاری ہو یا کسی قبر کا مجاور یا کسی فوت شدہ بزرگ سے استمداد واستعانت کرنے والا۔ کیونکہ یہ سب غیر اللہ میں خدائی صفات تسلیم کرتے ہیں۔ ہندو کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ وہ جس پتھر (مورتی) کی پوجا کر رہا ہے وہ مافوق الاسباب طریقے سے اس کی حاجت روائی پر قادر ہے' قبر کا مجاور بھی قبر میں مدفون جعلی یا حقیقی بزرگ کی بابت یہی عقیدہ رکھتا ہے اور ہزاروں میل کے فاصلے کے باوجود شیخ عبدالقادر جیلانی سے استمداد کرنے والے شخص کا بھی عقیدہ یہی ہے۔ یہ سب اپنے اپنے بزرگوں اور معبودوں کو خدائی صفات کا حامل سمجھ کر انہیں مدد کے لیے پکارتے ہیں اور انہیں مافوق الاسباب طریقے پر فریادرس سمجھنا، حاجت روا ومشکل کشا سمجھنا اور نافع وضار سمجھنا یہی شرک ہے' کیونکہ دور اور نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننا اور ماورائے اسباب طریقے سے حاجت روائی ومشکل کشائی کرنا یہ صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کا کام ہے' یہ صفات اللہ کے سوا کسی اور میں اگر تسلیم کی جائیں گی تو شرک ہوگا۔

اس لیے ہم بھی زیادہ تفصیل میں جائے بغیر ''رضائے مصطفیٰ'' کے مدیر سے صرف یہ سوال کریں گے کہ چند سالوں سے یا چند صدیوں سے جو باتیں دین میں اپنے طور پر اضافہ کرلی گئی ہیں اور جن پر بریلوی حضرات بڑی شدومد کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔ کیا فقہ حنفی اور مذہب امام اعظم سے ان کے جواز کا بھی کوئی ثبوت پیش فرماسکتے ہیں؟ مثلاً

- قبروں کو پختہ کرنا، ان پر گنبد نما عالی شان عمارتیں تعمیر کرنا اور جھاڑ فانوسوں سے ان کی تزئین وآرائش کا کوئی ثبوت امام ابوحنیفہ سے پیش کیا جاسکتا ہے؟
- قبروں پر سالانہ عرس' مردہ بزرگوں کے ناموں کی نذر نیاز' ان سے استغاثہ واستمداد اور

ان کو کائنات میں تصرف کرنے (یعنی نفع نقصان پہنچانے) کا اختیار اور اس قسم کے دیگر کاروبارِ لات ومنات کا کوئی ثبوت فقہ حنفی یا امام ابوحنیفہ سے پیش کیا جاسکتا ہے؟

❁ قبروں کو خانہ کعبہ کی طرح غسل دینے کا کوئی ثبوت فقہ حنفی میں ہے؟

❁ گیارھوں کا اہتمام کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے ذریعے سے کشائشِ رزق اور کاروبار میں برکت حاصل ہوتی ہے اور اس کے نہ کرنے سے کاروبار میں نقصان ہوتا ہے۔ کیا اس عمل اور عقیدے کا بھی کوئی ثبوت فقہ حنفی اور مذہب امام میں موجود ہے؟

❁ ۱۲ وفات پر یومِ میلاد منانا' اس دن چراغاں کرنا، گلی کوچوں کو سجاوٹ اور آرائشی محرابوں اور دروازوں کی تزئین پر لاکھوں روپے کے اسرافِ بے جا کا کوئی جواز فقہ حنفی یا مذہب امام سے پیش کیا جاسکتا ہے؟

❁ اسی طرح میلاد کا جلوس، گیارہویں کا جلوس اور آخری چہار شنبہ کے جلوس کا کوئی اشارہ فقہ حنفی میں موجود ہے؟

❁ محرم کے موقع پر تعزیہ سازی، پانی کی سبیلوں کا اہتمام اور دیگر ایسی رسوماتِ محرم جو حنفی بریلویوں میں عام ہیں (مثلاً سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بچوں کو فقیر بنا کر ان سے بھیک منگوانا، ان کے نام کی نذر نیازیں دینا وغیرہ) کیا فقہ حنفی سے ان کا کوئی ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے؟

❁ اذان سے قبل بآوازِ بلند صلوٰۃ وسلام اور فرض نمازوں کے فوراً بعد لا الہ الا اللہ کے اجتماعی طور پر ذکر جہر کے التزام کا کوئی ثبوت فقہ حنفی میں موجود ہے؟ جسے بریلویوں نے فرض وواجب کا درجہ دیا ہوا ہے۔

❁ ایصالِ ثواب کے نام پر جو ہندوانہ رسوم تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں اور رسمِ قل وغیرہ ادا کی جاتی ہیں کیا ان رسموں کا کوئی ثبوت فقہ حنفی میں موجود ہے؟

❁ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کو عالم الغیب حاظر وناظر اور متصرف الامور سمجھنا فقہ حنفی کی صراحت کے مطابق ٹھیک ہے؟

❁ میلاد کی مجلسوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا عقیدہ، فقہ حنفی میں کہاں درج ہے؟ جس کی بنا پر تعظیماً قیام کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔

تلك عشرة كاملة۔

فی الحال مدیر مذکور سے ہم صرف دس سوال کر رہے ہیں کہ وہ ان کی بات فقہ حنفی سے ثبوت مہیا فرمائیں۔ کیونکہ انہوں نے پروفیسر صاحب مذکور پر اعتراض بھی اسی بنیاد پر کیا ہے کہ ان کی فلاں فلاں باتیں ''فقہ حنفی اور مذہب امامِ اعظم کے خلاف ہیں۔ لہٰذا وہ غلط اور مسلک اہلِ سنت کے خلاف ہیں''

اس لیے ہم فی الحال بات کو ''فقہ حنفی اور مذہب امام اعظم'' تک محدود رکھنا چاہتے ہیں، البتہ مدیر موصوف اگر چاہیں کہ اس امر پر بھی گفتگو ہمارا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ مذکورہ باتوں کے جواز کا ثبوت فقہ حنفی سے پیش کیا جائے۔ اس کے بعد دوسرے مرحلے پر ان شاء اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں گفتگو ہوگی۔



بزرگانِ دین کی قبروں پر میلے ٹھیلوں کا اہتمام
شریعت اسلامیہ میں ان کا کوئی جواز ہے؟

پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت کو جتنی تاکید کے ساتھ شرکیہ امور سے مجتنب رہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ افسوس ہے آپ ﷺ کی یہ نام لیوا امت اسی قدر مشرکانہ عقائد واعمال میں مبتلا ہے اور اپنے پیغمبر کی تمام ہدایات کو فراموش کر چکی ہے۔

آپ ﷺ نے واضح الفاظ میں فرما دیا تھا:

((الا وان من کان قبلکم کانو یتخذون قبور انبیاء هم وصالحیهم مساجد الا فلا تتخذو والقبور مساجد انی انهاکم عن ذلك .)) [1]

”لوگو! کان کھول کر سن لو، تم سے پہلی امت کے لوگوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں اولیا صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ (مساجد) بنالیا تھا، خبردار! تم نہ (ان کی طرح) قبروں کو مساجد (عبادت گاہ) بنالینا، میں تم کو اس سے روکتا ہوں۔“

آپ ﷺ نے مرض الموت میں یہود ونصاریٰ کے اس مشرکانہ عمل پر لعنت فرمائی جس سے مقصد اپنی امت کو اس عمل سے بچانا تھا۔ فرمایا:

((لعن الله الیهود والنصاری اتخذو قبور انبیاء هم مساجد .))

(حوالہ مذکور)

”اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔“

---

[1] صحیح مسلم۔ ج ۱۔ ص ۲۰۱ .

ایک اور روایت میں فرمایا:

((اشتد غضب الله على قوم اتخذو قبور انبیاء هم مساجد .)) ❶

''اس قوم (یعنی یہود ونصاریٰ پر) اللہ تعالیٰ کا سخت غضب نازل ہوا۔ جس نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے امتِ مسلمہ کو خود اپنے بارے میں غلو کرنے سے روکا کیوں کہ یہ غلو عقیدت ہی مشرکانہ عقائد واعمال کا باعث ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((یا ایھاالناس......انا محمد بن عبدالله ورسوله والله ما احب ان ترفعونی فوق مارفعنی الله .)) ❷

''لوگو! میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں اور اللہ کا رسول ہوں، بخدا مجھے ہرگز پسند نہیں کہ مجھے اس درجے سے بڑھاؤ جس پر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا ہے۔'' یعنی نبوت ورسالت کے مقام سے بھی بڑھانے لگ جاؤ۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا تطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبده فقولو عبدالله ورسوله .)) ❸

''میری عزت وتوقیر میں اس طرح مبالغہ اور غلو نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ کیا، میں تو صرف اس کا بندہ ہوں، اس لیے مجھے صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہنا۔'' (خدائی صفات واختیارات سے مجھے متصف نہ کردینا)

مولانا حالی نے اس حدیثِ رسول ﷺ کو یوں اردو کا جامہ پہنایا ہے ؎

نہ تربت کو میری بنانا صنم تم
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم

❶ مسند احمد، جلد۱۳، ص۸۷.

❷ مسند احمد۔ عنی انس۔ البدایة والنهایةج ٦ ص١٤٤ .

❸ متفق علیه، مشکوٰة، باب المفاخرة والعصبیته۔ ص٤١٦ .

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اپنی قبر کے متعلق بھی آپ ﷺ نے اپنی امت کو تنبیہ فرمائی۔

((لا تجعلو قبری عیداً)) (ابوداؤد) ''میری قبر کو عید مت بنانا'' ''یعنی'' زیارت کے لیے اجتماع نہ کرنا جیسے ''عید'' پر اجتماع کرتے ہو۔'' (عون المعبود۔ ج۲ ص۱۷۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"هٰذا اشارة الی سدمدخل التحریف کما فعل الیهودوالنصاری بقبور انبیاء هم وجعلو ها عیداً وموسمًا بمنزلة الحج ."❶

''یعنی' اس فرمان سے دین میں تحریف کے دروازے کو بند کرنا مطلوب ہے کہ یہ امت بھی یہودونصاریٰ کی طرح اپنے بزرگوں کی قبروں کو حج کی طرح موسم اور عید ہی بناڈالے۔''

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے بارگاہِ ایزدی میں دعا فرمائی:

((اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد .))❷

''اے اللہ! میری قبر کو ''وثن'' (بت) بننے سے بچائیو (کہ اس کی پرستش کی جائے)

معلوم ہوا کسی قبر کو خاص قابل تعظیم سمجھنا' اسے پتھر کی مورتیوں کی طرح بت بنانا اور سمجھنا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وقول النبی صلی الله علیه وسلم اللهم لا تجعل الخ دلیل علی ان القبور قد تجعل اوثانا وهو صل الله علیه وسلم خاف من ذلك فدعا الله ان لا یفعله بقبر واستجاب الله دعاء رغم

❶ حجة الله البالغة ج۲۔ ص۷۷ طبع مصر .

❷ مسند احمد، ج۱۳۔ ص۸۷۔ طبع ثانی مصر .

انف المشركين الضالين الذين يشبهون قبر غيره بقبره . "❶

''نبی ﷺ کی مذکورہ دعا۔اس بات پر دلیل ہے کہ قبریں بھی اوثان (بت) بن جاتی ہیں۔اسی لیے نبی ﷺ اس بات سے ڈر گئے تھے کہ کہیں میری قبر بھی بت نہ بن جائے اور آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی کہ میری قبر کے ساتھ ایسا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمالیا......''

ایک اور مقام پر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهم فنوده صلى الله عليه وسلم فى حجرة عائشة رضى الله عنها خلاف ما اعتادوه من الدفن فى الصحراء لئلا يصلى احمد عند قبره ويتخذه مسجدا فيتخذ قبره وثنا . "❷

''یعنی آپ ﷺ کو خلافِ معمول کسی کھلی جگہ میں دفن کرنے کے بجائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے (چار دیواری) میں اسی لیے دفن کیا گیا تاکہ کوئی شخص آ کر وہاں نماز اور عبادت کا اہتمام نہ کرے کہ اس طرح آپ ﷺ کی قبر ''وثن'' (بت) بن جاتی۔''

خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی فرماتی ہیں:

"لولا ذلك لا برز قبره غيرانه خشى ان يتخذ مسجدا . "❸

''اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ آپ ﷺ کی قبر کو عبادت گاہ (مسجد) بنالیا جائے گا، تو آپ ﷺ کی قبر (چار دیواری کے بجائے) کسی کھلے مقام پر بنائی جاتی۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے تین مقامات کے علاوہ کسی بھی مقام کے لیے تفریحی سفر کی اجازت نہیں دی ہے اور واضح الفاظ میں اس کی ممانعت فرمادی ہے۔

"لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد . " (صحيحين)

---

❶ كتاب الردعلى الاخنائى على هامش "الرد على البكرى" ص ٢٣٤ .

❷ العقود الدرية۔ ص٣٣٨ .

❸ صحيح مسلم، ج١ ص٢٠١ .

''تین مسجدوں (بیت اللہ، بیت المقدس اور مسجدِ نبوی ﷺ) کے سوا کسی بھی جگہ کی طرف سفر (برائے ثواب وتقرب الٰہی) نہ کیا جائے۔''

اس امتناعی حکم کے ذریعے سے آپ ﷺ نے کسی بھی قبر کی طرف بقصدِ تعظیم وزیارت جانے سے منع فرمادیا ہے جس طرح کہ زمانۂ جاہلیت میں عرب مشرکین کے ہاں رواج تھا۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"كان اهل الجاهلية يقصدون مواضع معظمة بزوعمهم ويزورنها ويتبركون بها وفيه من التحريف والفساد مالا يخفى فسد النبى صلى الله عليه وسلم الفساد لئلا يلتحق غير الشعائر بالشعائر ولئلا يصير ذريعة لعبادة غير الله والحق عندى ان القبرومحل عبادة ولى من اولياء الله والطور كل ذلك سواء فى النهى ."[1]

''یعنی زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسے مقامات پر جاتے تھے جو ان کے گمان میں بڑے بابرکت ہوتے تھے۔ ان کی تعظیم وزیارت اور حصولِ برکت کے لیے جاتے۔ اس میں چونکہ عبادت غیر اللہ کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے بگاڑ کی اس جڑ کو (حکماً) بند کردیا اور میرے نزدیک قبریں بھی اس میں داخل ہیں کہ ان کی طرف قصد کر کے تقربی سفر کیا جائے۔''

دوسری جگہ شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كل من ذهب الى بلدة اجميرا وقبر سالار مسعود اوما ضاهاها لاجل حاجة يطلبها فانه اثم اثما اكبر من القتل والزنا اليس مثله الامثل من كان يعبد الصنوعات اومثل من كان يدعوااللاتِ والعزىٰ ."[2]

---

[1] حجة الله البالغة۔ ج ۱۔ ص۱۹۲ .

[2] التفهيمات الا الٰهيه، ج۲۔ ص۴۹، طبع جديد حيدر آباد سنده .

''یعنی جو شخص بھی شہر اجمیر (خواجہ معین الدین اجمیری کی قبر پر) یا سالار مسعود اور ان جیسے دیگر بزرگوں کی قبروں پر طلب حاجت کی غرض سے جاتا ہے وہ ایسے سخت گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جو قتل اور زنا سے بڑھ کر ہے اور ایسا شخص ان ہی لوگوں کی طرح ہے جو اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کی پرستش کرتے ہیں یا ان کی طرح جو لات وعزیٰ کو حاجت برآری کے لیے پکارتے ہیں۔''

ان احادیث اور فرموداتِ اکابر سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کو قابلِ تعظیم سمجھنا، ان کی قبروں پر سالانہ میلے لگانا، قبروں پر حصولِ برکت اور زیارت کی غرض سے جانا، اہلِ قبور سے استمداد و استعانت کرنا، قبروں کا طواف کرنا اور انہیں عبادت گاہ بنانا، ان کے لیے تقربی سفر اختیار کرنا یہ سب امور مشرکانہ ہیں جو ہمیشہ قوموں کا شعار رہا ہے جس پر وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی مستحق قرار پائیں اور ان سب امور سے آنحضرت ﷺ نے ہمیں پوری سختی سے روکا ہے۔ لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کی ان واضح تصریحات کے برعکس ان تمام مشرکانہ امور میں بری طرح مبتلا ہیں۔ مثلاً

❁ ہم یعنی مسلمان بزرگوں کی طرف منسوب سچی یا فرضی قبروں کو اس لیے قابل تعظیم سمجھتے ہیں کہ ہمارے زعم میں وہ ان قبروں میں زندہ ہیں اور نفع ونقصان اور لینے دینے پر قادر ہیں۔

❁ ہم نے ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے، قبروں کو تعظیم وعقیدت سے چومتے ہیں۔ ان کے آگے ماتھا تک ٹیکنے میں کوئی تامل نہیں کرتے اور ان سے حاجات طلب کرتے ہیں۔

❁ ان کی قبروں پر سالانہ میلے ٹھیلے لگاتے ہیں، ہر جمعرات کو قبروں پر جمع ہوتے ہیں اور وہاں چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

❁ ان قبروں کی زیارت کی غرض سے دور دراز کے سفر کرکے پاکپتن، داتا دربار، میاں میر اور دیگر قبروں پر حاضری دیتے ہیں۔

❁ علماء سو تو ان امور کی سرپرستی کر ہی رہے ہیں لیکن افسوس کہ اس کے ساتھ اربابِ حکومت بھی اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ تمام بڑی بڑی قبریں، جن کو غلط طور سے ''مزارات'' کہا جاتا ہے۔ اوقاف کی زیرِ تحویل ہیں، حکومت کو چاہیے تھا کہ اپنے قبضے میں لینے کے بعد ان تمام قبروں کو

شریعتِ اسلامیہ کے حکم کے مطابق ڈھا کر باقی عام قبروں کے برابر کر دیتی اور ان کی تعظیم و پرستش کے راستے بند کر کے عوام کو توحید کی حقیقت سے روشناس کراتی۔ مگر افسوس حکومت نے اپنا یہ فرض ادا نہیں کیا اور بگڑے ہوئے عوام کو مزید توہمات میں الجھانے کے لیے شرک کی سرپرستی شروع کر دی۔ اب فریاد کریں بھی تو کس سے کریں مولانا حالی نے مسلمانوں کی اس حالت کا کیا خواب نقشہ کھینچا ہے کاش ہم اس سے عبرت پکڑیں۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں!
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(الاعتصام ۱۴ فروری ۷۵)

کیا ہر قبر میں رسول اللہ ﷺ حاضر ہوتے ہیں؟

قبر میں رسول اللہ ﷺ کی بابت سوال ہوگا "ماھذا الرجل الذی بعث فیکم." تمہارے اندر جو آدمی رسول بنا کر بھیجا گیا تھا، اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟" مومن آدمی اس سوال کے جواب میں کہے گا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، نبی ﷺ نے آیتِ قرآنی

﴿یثبت اللہ الذین امنو بالقول الثابت﴾ کی تفسیر میں یہی بات بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو قبر میں صحیح جواب دینے کی توفیق عطا فرمائے گا، جیسا کہ ابتداء میں بھی مضمون گزر چکا ہے۔

لیکن ڈاکٹر طاہر القادری نے اس صحیح بات کے ساتھ یہاں بھی ماھذا الرجل میں ہٰذا سے استدلال کرتے ہوئے اپنی یہ پچر لگائی ہے کہ ہر قبر میں رسول اللہ ﷺ حاضر ہوئے ہیں اور مومن وہاں دیدارِ رسول ﷺ سے مشرف ہوتا ہے۔ حالانکہ ہٰذا بعض دفعہ مشہور یا ذہن میں موجود چیز کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے کیوں کہ مشہور یا ذہن میں موجود چیز کی حیثیت بھی اس طرح ہوتی ہے گویا سامنے موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی شہرت تو محتاجِ وضاحت ہی نہیں اور اسی طرح ہر مسلمان کے ذہن میں آپ ﷺ کی شخصیت موجود ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے حدیث میں ہٰذا کا استعمال بالکل اسی اصول کے مطابق ہے، یہ بات نہیں کہ ہر قبر میں بہ نفسِ نفیس آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے ہیں اگر یہ بات ہوتی تو مومن کے جواب کے الفاظ یہ ہوتے کہ ہٰذا رسول اللہ (ہاں یہ اللہ کے رسول ہیں) لیکن آپ کتبِ حدیث میں دیکھ لیجیے کہ مومن جواب میں یہ الفاظ نہیں کہتا، بلکہ وہ کہتا ہے هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (وہ اللہ کے رسول ہیں) صحیح بخاری میں دو جگہ یہ روایت ہے دونوں جگہ مومن آپ ﷺ کے لیے صیغۂ غائب ہی استعمال کرتا ہے۔ سوال ہوگا ما کنت تقول فی ھذا الرجل محمد (تو اس آدمی (یعنی محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ یہاں سوال میں بھی الرجل کے ساتھ "محمد" کی صراحت موجود ہے، جواب میں مومن کہے گا۔ اشھد انہ عبداللہ و رسولہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں)

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۷۸، ۱۸۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۹۶۱ء)

اس کی مزید وضاحت عہدِ رسالت مآب ﷺ کے ان واقعات سے ہو جاتی ہے:

(۱) کہ ہرقل بادشاہ روم نے شہر دمشق میں ابوسفیان سے جب کہ ابوسفیان مسلمان نہیں تھے آنحضرت کے متعلق سوال کیا تھا۔

((اَیُّکُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا بِهٰذَا الرَّجُلِ (الی قولہ) اِنِّیْ وَسَائِلٌ هٰذَا عَنْ

هٰذَا الرَّجُلِ .))

''تم میں سے اس شخص کا زیادہ قریبی کون ہے میں اس شخص کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔'' (بخاری ص ۴ ج ۱ باب کیف کان بدء الوحی)

(۲) (مسلم ص ۹۷ جلد دوم) میں اس طرح حدیث کے الفاظ آتے ہیں:

"فَقَالَ هِرَقْلَ هَلْ هَاهُنَا اَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ ."

''ہرقل نے کہا یہاں اس کی قوم کا فرد موجود ہے جو شخص اپنے بارے میں گمان کرتا ہے میں نبی ہوں۔''

مدینہ سے دمشق کا فاصلہ آٹھ سو دس میل ۸۱۰ تیرا سو تین ۱۳۰۳ کلومیٹر کی مسافت ہے ہرقل عیسائی تھا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت اس کے پاس موجود نہیں تھے۔ ہرقل نے ھٰذا کے لفظ سے تعبیر کیا حالانکہ آپ مدینہ میں تھے۔

(۳) ایک مشرکہ عورت کہیں دور سے جا کر اونٹ پر پانی لایا کرتی تھی ایک دفعہ کسی وجہ سے دیر ہو گئی گھر والوں نے پوچھا تم نے کیوں دیر کی اس نے جواب دیا۔

"لَقِیَنِیْ رَجُلَانِ فَذَهَبَابِیْ اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یُقَالُ لَهُ الصَّابِیْ.."

(بخاری ص ٤٩ ج ١ باب الصعید الطیب)

''مجھ سے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کی طرف لے گئے جس کو صابی کہا جاتا ہے۔''

(۴) ایک عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، اس کا انتقال ہو گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیے بغیر اسے دفنایا نبی ﷺ نے ایک مرتبہ پوچھا کہ اس کو کیا ہوا؟ تو آپ ﷺ کو اس کی موت کی اطلاع دی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا ''تم نے مجھے کیوں نہیں بتلایا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کون سی خاص اہمیت کی حامل تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے اس کی قبر بتلاؤ! آپ ﷺ کی صحابہ رضی اللہ عنہم کی رہنمائی میں اس کی قبر پر آئے اور اس کے حق دعا فرمائی یا نماز پڑھی۔ حدیث کے الفاظ ہیں فصلی علیہ، جس کے دونوں مفہوم ہو سکتے، دعاء کے بھی اور نماز پڑھنے

کے بھی۔ ❶

علاوہ ازیں صحیح بخاری میں دونوں الفاظ موجود ہیں۔ رجل یا امراۃ یعنی جھاڑو دینے والا مرد تھا، یا عورت تھی؟ بخاری میں...... مرد یا عورت...... کے لفظ ہیں تعین نہیں ہے۔ البتہ حدیث کی دوسری کتابوں میں بصیغہ تعیین اسے عورت ہی بتلایا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اگر نبی ﷺ ہر قبر میں خود تشریف فرما ہوتے، تو ظاہر بات ہے کہ آپ ﷺ اس عورت کی قبر میں حاضر ہوتے اور آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ تو وہی عورت ہے جو میری مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قبر میں جب آپ ﷺ کی بابت سوال ہوتا ہے تو آپ ﷺ یا آپ ﷺ کی شبیہ وہاں موجود نہیں ہوتی ہے۔

کیا ''بریلوی'' اہل سنت ہیں؟

۲۔ ایک دلچسپ بات یا تجویز انہوں نے یہ پیش فرمائی ہے کہ:۔

''ہمیں صرف اہلِ سنت اور صرف اہلِ سنت ہی کہا جائے اور جب مختلف مکاتبِ فکر کے نام لیے جائیں تو یوں لیے جائیں۔ اہل سنت، دیوبندی، اہلحدیث اور شیعہ'' (ص ۶۳)

سبحان اللہ! کیا خوب تجویز ہے جس پر کسی اور نے تو کیا عمل کرنا ہے، خود موصوف عمل نہیں کر سکتے، چنانچہ اس سے پہلے خود اپنے بارے میں یہ لکھ آئے ہیں کہ

''راقم اہلِ سنت و جماعت حنفی ہے۔'' (ص ۶۱)

ایک طرف یہ اصرار کہ انہیں ''صرف اہلِ سنت ہی'' کہا جائے اور خود اپنے تعارف میں ''حنفی'' لکھنا ضروری سمجھیں، اس کے بعد موصوف کے ''دعویٰ اور اصرار'' میں کیا وزن باقی رہ جاتا ہے۔

پھر اس کا ذرا اور تجزیہ کیجیے کہ وہ صرف ''اہلِ سنت ہیں'' فی الحال ''بریلوی'' اور ''دیوبندی'' اور ''اہلحدیث'' کو چھوڑ دیجیے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ مالکی، حنبلی اور شافعی کیا ہیں؟ کیا وہ اہل سنت سے

---

❶ صحیح، بخاری، ج ۱، ص ۱۷۸، طبع کراچی.

باہر ہیں؟ اگر باہر ہیں تو پھر وہ کیا ہیں؟ اور اگر اہلِ سنت کے اندر ہیں اور اس کے ساتھ آپ کا یہ اصرار بھی ہے کہ ''اہلسنّت صرف ہمیں ہی'' کہا جائے۔ تو پھر کیا آپ بیک وقت اہلِ سنت کے چاروں مسلک کے حامل ہو گے یا کسی ایک ہی مسلک کے؟ ظاہر بات ہے کہ آپ کسی ایک ہی مسلک کے حامل ہوں گے یا کسی ایک ہی مسلک کے؟ ظاہر بات ہے کہ آپ کسی ایک ہی مسلک کے حامل ہوں گے، آپ کا وہ ایک مسلک کس طرح ظاہر ہوگا؟ کیونکہ محض ''اہلِ سنت'' کہنے سے تو پتہ نہیں چلے گا کہ آپ حنفی ہیں یا شافعی، مالکی ہیں یا حنبلی؟ آپ کس طرح اپنی شناخت کروائیں گے؟ لامحالہ آپ کو اپنی شناخت کے لیے ''حنفی'' لکھنا یا بولنا پڑے گا، جب صورتِ حال یہ ہے تو پھر آپ کو آپ کی تجویز کے مطابق ''صرف اہلِ سنت'' کس طرح کہا جائے؟

اب آیئے! برصغیر پاک ہند کی مخصوص صورت حال کی طرف یہاں دو بڑے مکاتبِ فکر ہیں۔ اہل سنت اور شیعہ، شیعوں میں بھی کئی فرقے ہیں۔ امامیہ، اثنا عشریہ، نوربخشیہ وغیرہ۔ مگر سب کو شیعہ ہی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اہلِ سنت میں بھی کئی فرقے ہیں، حنفیوں کے دو گروہ ہیں اور تیسرے اہلحدیث ہیں۔ شیعوں کے مقابلے میں ان سب کو اہلِ سنت والجماعت کہا جاتا ہے کیونکہ یہ سب سنت کی حجیت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت اور ان کے منہاج کے قائل ہیں۔

موصوف کی خواہش اور اصرار ہے کہ ''اہلِ سنت'' صرف انہیں ہی کہا جائے' جب کہ واقعہ یہ ہے کہ شیعوں کے مقابلے میں ان سب کو اہلِ سنت کہا جاتا ہے۔ اس روشنی میں ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ موصوف کی خواہش اور اصرار میں کتنی معقولیت ہے؟ اور کیا یہ تجویز قابلِ عمل بھی ہے؟

کیا ''بریلوی ما انا علیه و اصحابی کا مصداق ہو سکتے ہیں؟

۳۔ موصوف نے دعویٰ بھی فرمایا ہے کہ

''ہم اور مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور ہمارے دیگر علمائے عظام جس عقیدہ و مسلک پر ہیں وہ سو فیصد بعینہ وہی مسلک وعقیدہ ہے جو سلف صالحین کا ہے اور جو فرمانِ مصطفےٰ ﷺ ''ما انا علیه و اصحابی'' کا واحد مصداق ہے''

ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی اہلِ علم مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمہ اللہ کا کوئی عقیدہ ایسا نہیں بتا سکتا جو

امتِ مصطفیٰ ﷺ علی صاحبہا التحیۃ والثناء کے سلف صالحین کے عقیدہ و مسلک سے مختلف ہو۔"
(ماہنامہ "البر" ستمبر ۱۹۹۱ء ص ۶۲)

یہ دو دعوے ہیں۔ حاصل دونوں کا ایک ہے کہ بریلوی "ما انا علیه واصحابی" کا مصداق ہیں اور مولانا بریلوی کا کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہے جو سلف صالحین کے عقیدہ و مسلک سے مختلف ہو۔ اس لیے ہم نے بھی ان دعووں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اب ہم دعووں کی حقیقت خود ان کے عقائد و اعمال کی روشنی میں واضح کرتے ہیں۔

"بریلوی" عقائد و اعمال کے چند نمونے:

(۱)......مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر ان کے ہم مسلک علماء کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیا سبھی زندہ ہیں بلکہ دنیوی زندگی سے بھی زیادہ حقیقی زندگی انہیں حاصل ہے، وہ کائنات میں تصرف کرتے ہیں، لوگوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی اختیارات سے نوازا ہوا ہے۔ اس لیے مافوق الاسباب طریقے سے ان کو مدد کے لیے پکارنا جائز ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک "یا علی مدد" "یا رسول اللہ مدد" جیسے مشرکانہ نعرے جائز ہیں۔

(۲)...... بزرگوں کی قبروں پر عرس منانا، قبروں کو غسل دینا، قبروں پر چادریں چڑھانا، قبروں کا طواف کرنا، قبروں کو چومنا، ان کے نام کی نذر نیازیں دینا اور ان کی قبروں پر کھڑے ہو کر ان سے دعائیں کرنا وغیرہ، یہ سب کام جائز (بلکہ شاید ضروری) ہیں۔

(۳)......قبروں کو پختہ کرنا، ان پر قبے اور گنبد بنانا اور ان پر چراغ جلانا جائز ہے۔

(۴)...... تیجہ، ساتواں، دسواں اور چہلم وغیرہ رسمیں جائز ہیں۔

(۵)...... ہر جمعرات نیز ہر اہم موقعے پر روحیں گھروں میں آتی ہیں۔ اس لیے ان موقعوں پر اچھی اچھی چیزیں تقسیم کرنی چاہئیں۔

(۶)...... بے عمل اور ساری عمر فرائضِ اسلام (نماز۔ روزہ وغیرہ) سے غافل مردوں کی مغفرت کے لیے حیلۂ اسقاط جائز ہے یعنی مثلاً ایک شخص نے ساری عمر نماز نہیں پڑھی، یا سالہا سال نماز سے غافل رہا، تو اس ترکِ فرض کے بدلے ایک سو آٹھ من غلہ سالانہ کے حساب سے

صدقہ کردیا جائے۔ وعلیٰ ھٰذا القیاس۔ دیگر چھوڑے ہوئے فرائض کا کفارہ۔ اس خودساختہ حیلے سے ادا کیا جاسکتا ہے۔

(۷)...... ''عید میلاد'' منانا، چراغاں اور جلوس کا اہتمام کرنا اور اس موقعے پر گلی کوچوں کی زیبائش وآرائش جیسے بے فائدہ کاموں پر لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے صرف کرڈالنا، ایک پسندیدہ اور نیکی کا کام ہے۔

(۸)...... نبی ﷺ کا مبارک نام سن کر درود پڑھنے کی بجائے صرف انگوٹھا چوم لینا اجروثواب کا کام ہے۔

(۹)...... قبر پر (فوت شدہ کو دفنانے کے بعد، اذان دینا، فرض نماز کے سلام پھر جانے کے فوراً بعد بآواز بلند لا الہ الا اللہ یا دیگر ذکر جلی آوازیں کرنا، اذان سے قبل صلاۃ وسلام کا اضافہ اور وہ بھی خودساختہ الفاظ میں اور اس قسم کی دیگر بدعات جو بریلوی احناف میں رائج ہیں)

(۱۰)...... علم غیب' حاضر وناظر اور بیک وقت اپنے علم کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہونا یا پہنچنا، جیسی صفات جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں' انبیاء واولیاء بھی ان کے نزدیک ان صفاتِ خداوندی سے متصف ہیں۔

یہ بطور مثال چند عقائد واعمال ہیں جنہیں بریلوی حضرات کے امتیازی مسائل کا درجہ حاصل ہے جن پر یہ پورا فرقہ اس وقت بڑی شدت سے نہ صرف عمل پیرا ہے بلکہ ان کے علماء کی کتابوں میں بھی ان کا یہ اصرار وتکرار ذکر موجود ہے۔ اب اگر موصوف اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنِ کریم کی واضح آیات، احادیث صحیحہ متصلہ اور تعاملِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان تمام مذکورہ عقائد واعمال کا ثبوت وجواز پیش فرمائیں۔ پھر یقیناً وہ ما انا علیه و اصحابی'' کا مصداق سمجھے جائیں گے۔ نیز وہ اپنی اس خواہش میں بھی حق بجانب ہوں گے کہ ان کا انتساب مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی طرف نہ کیا جائے لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرسکتے بلکہ وہ کبھی ایسا نہیں کرسکیں گے، تو ہم ان سے پورے اخلاص اور خیر خواہی سے عرض کریں گے کہ وہ شرک وبدعت کا یہ راستہ چھوڑ دیں اور توحید وسنت کی صراطِ مستقیم اختیار کرلیں تاکہ موصوف اپنی خواہش کے مطابق ''ما انا علیه و اصحابی'' کا مصداق قرار پاسکیں۔

سرِ دست اختصاراً فقہ حنفی کی کتاب مالابد کی دو صراحتیں پیش کی جاتی ہیں:

''اور یہ جو اولیاء کی قبروں پر بلند عمارتیں (قبے وغیرہ) بنایا کرتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں اور جو کچھ اس قسم کا کام کیا کرتے ہیں یہ سب کام حرام ہیں یا مکروہ۔'' (مالابد، ص: ۷۸) (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۲ پر)

''انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی قبروں کو سجدہ کرنا اور ان کے گرد گھومنا اور چکر لگانا (طواف کرنا) اور ان سے مرادیں مانگنا اور ان کے نام کی نذریں ماننا (یا لینا) حرام ہے بلکہ ان چیزوں میں سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ کفر میں پہنچا دیتی ہیں پیغمبر علیہ السلام نے ان افعال کے کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان افعال سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ میری قبر کو بت مت بناؤ۔'' (مالابد، ص: ۸۲)

(دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۳ پر)

درِّ مختار کے حاشیہ ردالمختار (فتاویٰ شامی) میں اس کی تشریح یوں ہے:

"قوله باطل وحرام لوجوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لانه عبادة والعبادة لا يكون لمخلق الى قوله ومنها انه ظن ان الميت يتصرف فى الامور دون الله تعالىٰ واعتقاد ذٰلك كفر."

''یعنی اس کے باطل اور حرام ہونے کی دیگر وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ یہ قبروں کے چڑھاوے وغیرہ مخلوق کے نام کی نذریں ہیں اور مخلوق کے نام کی نذر جائز ہی نہیں علاوہ ازیں ایسا کرنے والا مردوں کے متعلق یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور مردوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے۔''

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ:

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے پانچ سو حنفی علماء نے

مرتب کیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ:

"والنذر الذی یقع من اکثر العوام بان یاتی الی قبر بعض الصلحاء ویوفع ستره قائلاً یا سعیدی فلان ان قضیت حاجتی فلك منی من الذهب مثلاً کذاباً باطل اجماعاً."

"اکثر عوام میں جو یہ رواج ہے کہ وہ کسی نیک آدمی کی قبر پر جا کر نذر مانتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ اگر میری حاجت پوری ہوگئی تو اتنا سونا (یا کوئی اور چیز) تمہاری قبر پر چڑھاؤں گا، یہ نذر بالاجماع باطل ہے۔"

پھر لکھا ہے:

"فما یؤخذ من الدراهم ونحوها وینقل الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فحرام بالا جماع." [1]

"پس جو دینار ودرہم یا اور چیزیں اولیاء کرام کی قبروں پر ان کا قرب حاصل کرنے (ان کو راضی کرنے) کے لیے لی جاتی ہیں وہ بالاجماع حرام ہیں۔"

فقہ حنفی کی عبارتوں کی روشنی میں حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ بزرگوں کے نام پر ان کی قبروں پر قربانی اور نذر سے متعلق ہی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

"اگر اس نذر سے یا بدون نذر کے اس ذبح سے نیت تقرب لغیر اللہ کی ہو تو ذبیحہ حرام رہے گا اگرچہ اس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔ وقد حرم الله تعالیٰ فی المائدة ماذبح علی النصب بعد ذکر تحریمه ما اهل فغیر الله. (امداد الفتاویٰ۔ ج۲۔ ص۴۸۷۔ طبع کراچی)

بنابریں قبروں سے حاصل شدہ آمدنی کا بہت سارا حصہ شرعی نقطہ نظر سے حرام قرار پاتا ہے، اس لیے کہ "مزاروں" کا یہ سارا کاروبار لات ومنات مشرکانہ ہے۔ کیا مسلمانوں کی "قبر پرستی" اور ہندوؤں کی "صنم پرستی" میں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ کیا دونوں جگہ غیر اللہ کی پوجا نہیں کی جاتی؟

---

[1] الفتاویٰ الهندیه المعروف فتاویٰ عالمگیری جلد اول۔ ص۲۱۶۔ باب الاعتکاف طبع مصر.

لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ محکمۂ اوقاف میں جائز و ناجائز دونوں آمدنیاں ایک ہی زمرے میں ہیں اور حلال و حرام گڈمڈ ہو گئے ہیں اور اسی مجموعہ ''حلال و حرام'' سے ائمہ و خطبائے مساجد کو تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اسی طرح وہ اہلِ توحید خطباء و ائمہ جو اوقاف کی مساجد میں متعین ہیں وہ بھی ایسے مال کھانے پر مجبور کر دیے گئے ہیں جبکہ ان کے عقیدے کی رو سے (اور اصل اسلامی عقیدہ ہے بھی یہی) قبروں پر چڑھاوے کی آمدنی حرام اور ناجائز ہے۔

اس لیے ہماری گزارش یہ ہے کہ قبروں سے حاصل شدہ آمدنی الگ کر دی جائے اور مساجد کی دکانوں اور دیگر وقف شدہ ذرائع سے حاصل شدہ آمدنی کو الگ اور اسی دوسری آمدنی سے ائمہ و خطباء کو تنخواہیں دی جائیں اور دیگر علمی و تبلیغی کام بھی اسی آمدنی سے کیے جائیں۔

فقہائے احناف کا فتویٰ (فوت شدہ کے وسیلے سے دعا جائز نہیں)

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے بعد ائمہ کرام کا دور ہے۔ ان میں سے بھی کسی امام نے بھی ایسا نہیں کیا، بلکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر فقہائے حنفیہ کا عقیدہ و مسلک بھی یہی ہے کہ فوت شدگان بزرگوں کے وسیلے سے دعا نہیں کرنی چاہیے، چنانچہ ہدایہ میں جو فقہ حنفی کی نہایت معتبر کتاب ہے۔

"ویکره ان یقول الرجل فی دعائه بحق فلان اوبحق انبیائك ورسلك لانه لا حق للمخلوق علی الخالق." (الهدایة مع شرح فتح القدیر (تکمله) ج ١٠، ص ٦٤ کتاب الکراهیة، مسائل متفرقه)

''یہ مکروہ ہے کہ آدمی اپنی دعاء میں اس طرح کہے کہ یا اللہ بحق فلاں یا انبیاء اور رسولوں کے صدقے (میرا کام بنا دے، میری حاجت پوری فرما دے) اس لیے کہ مخلوق کا کوئی حق خالق پر نہیں ہے۔'' (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۷۵۰ پر)

اور درمختار میں بھی تقریباً یہی بات کہی گئی ہے۔

"وکره قوله بحق رسلك انبیائك واولیائك اوبحق البیت لانه لا حق للخلق علی الخالق تعالیٰ." (الدرالمختار، ص٥٩٨، فصل فی

البیع، مطبع ھاشمی، میرٹھ ۱۲۷۷ھ)

اور ''فقہ اکبر'' جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتاب بتائی جاتی ہے، اس کی شرح میں ملا علی قادری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قال ابو حنیفة وصاحباه یکره ان یقول الرجل اسئلك بحق فلان اوبحق انبیائك ورسلك وبح البیت الحرام والمشعر الحرام ونحوذلك اذلیس لا حد علی الله حق.'' (شرح فقه اکبرص ۱٦۱، طبع مجتبائی۔ دهلی ۱۳٤۸ھ)

''اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ (امام محمد ابو یوسف) کہتے ہیں کہ کوئی شخص اس طرح دعاء کرے کہ اے اللہ میں بحق فلاں بزرگ یا بحقِ فلاں نبی یا بحق بیت الحرام یا اس قسم کے کسی واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو یہ صحیح نہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس کا واسطہ دے کر اس سے مانگا جائے۔''

بہر حال حاصلِ گزارش ہے کہ ایک غیر مذہبی سیاسی اخبار کے کالم نگار کو دینی معاملات میں رائے زنی کرتے ہوئے اول تو قرآن وحدیث کا صحیح علم ہونا چاہیے۔ بصورت دیگر اسے اس قسم کے فتویٰ بازی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر ان میں سے کسی بات کا خیال نہ رکھا جائے تو پھر اس اخبار کے مدیر کا فرض ہے کہ وہ تصویر کا دوسرا پہلو بھی شائع کرے، لیکن افسوس اخبار مذکور میں اس طرف متوجہ نہیں کی جاتی۔ فالی الله المشتکی۔

یکم ستمبر ۱۹۸۰ء کے ''نوائے وقت'' میں ''شرک وبدعت'' کے عنوان سے میاں عبدالرشید صاحب ''نور بصیرت'' میں فرماتے ہیں۔

''امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں خفیہ یہودی تحریک کے علاوہ شرک وبدعت کے بارے میں غلط فہمیاں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی اور کو ان کے برابر سمجھنا شرک ہے۔ الحمد للہ کوئی مسلمان اس کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اب ''یا رسول اللہ'' کہنے کو شرک بنالینا یا عقیدت سے ہاتھ چومنے کو شرک بنالینا صریحاً زیادتی ہے۔ التحیات میں ''ایہا النبی'' کے الفاظ موجود ہیں اور نمازوں میں سب التحیات پڑھتے ہیں۔ اگر بزرگوں کے پاس رحانیت کے لیے جانا

شرک ہے۔ تو پھر علماء کے پاس علمِ شریعت سیکھنے کے لیے جانا کیوں شرک نہیں؟ سکول و کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے جانا کیوں شرک نہیں؟ ڈاکٹر کے پاس جانا کیوں شرک نہیں؟ شرک ظلم عظیم ہے، اس کی معافی نہیں، اس لیے کسی مسلمان کو بے سوچے سمجھے مشرک کہنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

یہ طویل اقتباس اس لیے نقل کی گیا ہے تا کہ موصوف کی پوری بات سامنے آ جائے اس اقتباس میں غلطی ہائے مضامین کے ایسے نادر نمونے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک طرف یہ اعتراف ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی اور کو ان کے برابر سمجھنا شرک ہے۔''

لیکن دوسری طرف یہ دعویٰ ہے کہ:

''الحمد للہ کوئی مسلمان اس (شرک) کا مرتکب نہیں ہوتا۔''

حالانکہ شرک کی جو تعریف خود موصوف نے کی ہے اس کی رو سے قبر پرستی ''شرک'' ہی قرار پاتی ہے۔ آخر جو بزرگ فوت ہو گئے ہیں، ان کو نزدیک یا دور سے پکارنے والے کا کیا عقیدہ یہ نہیں ہوتا کہ وہ بزرگ اس کی پکار سن رہا ہے؟ اس کی حالت کو دیکھ رہا ہے اور وہ اس کی حاجت برآری پر قادر ہے۔ یقیناً یہی عقیدہ ہوتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو لوگ گھروں میں بیٹھ کر یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا وظیفہ کبھی نہ پڑھیں۔

''امام بری امام بری'' میری کھوٹی قسمت کرو کھری'' کا راگ نہ الاپیں۔

اور ''علی شہباز، کرے پرواز، راز دلوں کا جانے'' جیسی قوالیاں اور گانے تیار نہ ہوں۔

کیا اس طرح فوت شدگان بزرگوں کو امداد کے لیے پکارنے والے کا یہ عقیدہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اللہ کے سوا ان مرحوم بزرگوں کو عالم الغیب، حاضر ناظر، سمیع وبصیر، علیم بذات الصدور، نافع وضارا اور مجیب الدعوات سمجھتا ہے اور کیا صفتیں خدائی صفات نہیں؟ اب دوسروں کو بھی ان صفات کا حامل سمجھنا آخر شرک کیوں نہیں ہوگا؟...... محض ''یارسول اللہ'' کہنے کو یا انگوٹھا چومنے کو کوئی شرک نہیں کہتا، ایسا کہنے والوں کو ''مشرک'' اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صرف یارسول اللہ ہی نہیں کہتا بلکہ اس کا عقیدہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی طرح عالم ما کان وما یکون ہیں۔

حاضر وناظر، سمیع وبصیر ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کو بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے بلکہ یہی عقیدہ ان کا ہر چھوٹے بڑے اور مصنوعی بزرگ کے لیے بھی رکھتے ہیں۔''

اگر شک ہو تو لیجیے ہم حوالہ پیش کیے دیتے ہیں۔

''انہیں سیّدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں، سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہم بستری کی، یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا حضور، وہ اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا سوتی نہ تھی، سوتے میں ہی جان ڈال لی تھی، عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا؟ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی، کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا، تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں، ہر آن ساتھ ہے۔'' (ملفوظات حصہ دوم ص ۱۶۹)

فرمایئے! کیا خدائی صفت (کہ وہ ہر آن ساتھ ہے) میں اپنے پیر کو برابر کا شریک نہیں سمجھا رہا ہے؟ اور سنیے! مولا احمد رضا خاں صاحب سے سوال ہوتا ہے۔

''عرض، حضورت اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں ارشاد، اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

(ملفوظات، حصہ اول، ص ۱۱۳)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے اندر تمام خدائی صفتیں تسلیم کی جاتی ہیں جس کا ثبوت وہ نظم ہے جو ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ میں چھپی ہے۔

اس نظم میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو کیا خدائی تخت پر نہیں بٹھا دیا گیا ہے؟ آخر کون سی خدائی صفت ایسی ہے جس کا اثبات ان کے لیے نہیں کیا گیا ہے؟ یہی نہیں بلکہ دیگر بزرگوں کے لیے بھی ایسی ہی خوش عقیدگی اور غلو عقیدت کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ شعر اب مساجد میں لکھا جانے اور دعاؤں میں پڑھا جانے لگا ہے۔

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر غم مفرق
خذیدی سھلنا اشکالنا

''اے اللہ کے رسول ہماری حالت پر نظرِ کرم فرمایئے! اے اللہ کے حبیب ہماری باتوں (فریادوں) کو سنیئے! ہم غم کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں، ہمارا ہاتھ پکڑیئے اور ہماری مشکلیں آسان فرما دیجیے!''

اس کے علاوہ دست بستہ تعظیمی قیام، قومہ وسجدہ اور طواف یہ سب عبادتیں، وہ ہیں جو صرف اللہ کے لیے (اور طواف اس کے گھر بیت اللہ کے لیے) مخصوص ہیں۔ اگر یہی افعال اللہ کے سوا کسی اور کے لیے بھی کیے جائیں گے تو یہ شرک فی العبادۃ ہوگا۔ اور دیکھیں کیا لوگ خانہ کعبہ کی طرح قبروں کا طواف اور قبروں کو غسل نہیں دیتے؟ اور کیا قبروں پر دست بستہ تعظیمی قیام نہیں ہوتا؟ کیا قبروں پر سجدے نہیں ہو رہے؟ قبر کے سنگِ تعویذ کو چومنا اور اس پر اپنی پیشانی رگڑنا کیا سجدے سے مختلف چیز ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کی طرح فوت شدہ بزرگوں کے ناموں کی نذر نیازیں نہیں دی جاتیں، ان کی قبروں پر خانہ کعبہ کی طرح غلاف نہیں چڑھائے جاتے۔ آخر وہ کونسا کام ہے جو صرف اللہ کے لیے کیا جاتا ہو اور وہ ان قبروں پر نہ ہو رہا ہو؟ حتیٰ کہ ظالموں نے نمازیں بھی غیر اللہ کے لیے شروع کر دی ہیں، یہ صلوٰۃِ غوثیہ کیا ہے؟ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ پڑھتے وقت اس کا رخ بھی بغداد کی طرف ہوتا ہے۔

لیکن میاں صاحب فرما رہے ہیں: ''الحمد للہ'' کوئی مسلمان شرک کا مرتکب نہیں ہوتا۔'' اگر مذکورہ بالا امر مشرکانہ نہیں ہیں تو پتہ نہیں مشرکانہ امور کیا ہیں؟ حالانکہ یہی وہ افعال ہیں جن کی بناء پر کفار مکہ مشرکین کہلائے اور انہی افعال پر خود فقہ حنفی نے بھی کفر وشرک کا فتویٰ عائد کیا ہے، اس سلسلے میں چند حوالے گزشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں، چند اور حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

حنفی مذہب کی کتاب ہدایہ میں ہے:

"امافی شریعتنا فلا یجوز لاحد ان یسجد لا حد بوجه من الوجوه ومن فعل ذلك فقد كفر."

''ہماری شریعتِ اسلامیہ میں یہ قطعاً جائز نہیں ہے کہ کوئی کسی کو خدا کے سوا کسی طرح کا بھی سجدہ کرے اور جو ایسا کرے وہ کافر ہے۔''

اگر کوئی کہے کہ کوئی شخص بھی قبر کو یا کسی پیر کو سجدہ نہیں کرتا تو اولاً یہ دعویٰ ہی غلط ہے۔ قبروں

پر جا کر دیکھ لیا جائے کہ لوگ کیا کچھ نہیں کرتے؟ ثانیاً قبر کو چومنا اور اس کے سامنے سر نیچے کرنا اور زمین کو بوسہ دینا اور پیر کے قدموں پر سر رکھ دینا تو عام مشاہدے کی بات ہے، یہ افعال بھی از قبیلِ سجدہ ہی ہیں جس کی صراحت بھی حنفی فقہاء نے ہی کر دی ہے۔ چنانچہ در مختار (ص ۶۹۹) میں مرقوم ہے۔

"وکذا ما یفعلونه من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به آثمان لانه یشبه عبادة الوثن."

"یعنی اسی طرح جو لوگ علماء اور بزرگوں کے سامنے زمین پر بوسہ دیتے ہیں، یہ حرام ہیں، اور ایسا کرنے والا اور اس کو پسند کرنے والا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ ایسا کرنا بھی بتوں کی پرستش کے مشابہ ہے۔"

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"شهنشاه من خصائص اسماء الله واما تقبیل الارض فهو قریب من السجود."

"یعنی شہنشاہ کا لقب اللہ تعالیٰ کے خصوصی اسماء میں سے ہے (یعنی کسی اور کو اس لقب سے ملقب کرنا جائز نہیں) اور زمین کو بوسہ دینا یہ سجدے کے قریب ہے۔"

(ج ۲۔ص ۹۶)

ان حوالوں سے واضح ہے کہ فوت شدہ بزرگوں کی قبروں کو چومنا اور عقیدت سے انہیں چھونا یہ سجدے ہی کی قسم ہے جس کے مرتکب کو فقہ حنفی کافر بتلاتی ہے۔

❁ قبروں کے گرد طواف بھی عام ہے حالانکہ طواف بھی صرف خانہ کعبہ کے ساتھ خاص ہے، حنفی فقہاء نے خانۂ کعبہ کے علاوہ کسی اور جگہ کے طواف سے بھی سختی کے ساتھ روکا ہے اور اس فعل سے بھی اندیشۂ کفر ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی شرح مناسک میں نبی ﷺ کی قبر مبارک کے بارے میں لکھتے ہیں:

"لا یطوف ای لا ید ورحول البقعة الشریفة لان الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء

ولا عبرة بما يفعله الجهلة ولو كانوا فى صورة المشائخ والعلماء ."

"یعنی نبی ﷺ کی قبر شریف کے گرد طواف نہ کرے اس لیے کہ طواف خانۂ کعبہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس انبیاء اور اولیاء کی قبروں کے گرد پھرنا (طواف کرنا) حرام ہے اور جو جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں اگرچہ وہ صورت میں مشائخ اور علماء معلوم ہوں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔"

اور شرح عین العلم میں فرماتے ہیں:

"لا يعس اى القبر ولا التابوت ولا الجدار فورد النهى عن مثل ذلك بقبره عليه السلام فيكيف بقبور سائر الانام ولا يقبل فانه زيادة على المس فهو اولىٰ ."

"یعنی نہ قبر کو چھوئے نہ تابوت اور دیوار کو، کیونکہ ایسا کرنا نبی ﷺ کی قبر کے ساتھ بھی منع ہے۔ پھر دیگر لوگوں کی قبروں کے ساتھ ایسا کرنا کیوں جائز ہوگا؟ اور نہ قبر کو بوسہ دے کیونکہ یہ تو چھونے سے بھی زیادہ برا ہے، پس بوسہ حجرِ اسود کے ساتھ خصوص ہے۔"

اور بعض کتبِ حنفیہ میں قبر کو چھونا اور بوسہ دینا عیسائیوں کی عادت بتلائی گئی ہے اور اسی لیے اس سے روکا ہے۔ لا يمس القبر ولا يقبله فانه عادة للنصارى (شرح جامع صغیر) حتیٰ کہ معراج الدرایۃ میں ہے۔ لو طاف حول مسجد سوى الكبة الشريفة يخشى عليه الكفر۔ (صواعق الٰهيه)

"کعبہ شریف کے علاوہ کوئی شخص اگر کسی مسجد کا بھی طواف کرے گا تو ایسے شخص کے متعلق اندیشہ کفر ہے۔"

✿ عبدالنبی، عبدالرسول اور پیر بخش، حسین بخش، امام بخش وغیرہ نام بھی قبر پرستوں میں عام ہیں۔ اس کے متعلق بھی فقہ حنفی کی صراحت سن لیجیے۔

ملا علی قادری حنفی لکھتے ہیں:

"واماما اشتهر من التسمية بعبد النبی فظاهره کفرالا ان اراد بالعبد المملوك." (شرح فقه اکبر۔ ص۳۳۸۔ طبع مجتبائی۔ دهلی)

یعنی عبدالنبی نام رکھنا بظاہر کفر ہے الاّ یہ کہ غلام کے معنی میں ہو۔"

یہ چند مثالیں فقہ حنفی سے اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہیں کہ "نوائے وقت" کے کالم نگار کا یہ موقف کسی طرح بھی درست نہیں ہے کہ کوئی مسلمان بھی شرک کا مرتکب نہیں ہوتا۔ دراں حالیکہ صحیح اسلامی تعلیم سے بے بہرہ اکثر مسلمان ان امور کا ارتکاب کر رہے ہیں جو صریحاً شرک کے دائرے میں ہی آتے ہیں۔ اعاذ نا لله منها



کون کہتا ہے کہ انبیاء واولیاء مرے نہیں؟

جواب

کون کہتا ہے کہ وہ مر گئے......؟

ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور (ستمبر ۱۹۸۷ء) میں ایک مضمون بعنوان......کون کہتا ہے کہ وہ مر گئے؟ شائع ہوا ہے مضمون کا آغاز بایں طور ہوا ہے۔

''قرآن مجید میں صریح طور پر یہ ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے کہ: **کل نفس ذائقة الموت**، یعنی ہر ایک جی نے موت کا مزہ چکھنا ہے، جو بھی دارِ فانی میں آیا ہے، ایک دن اس دارِ فنا سے کوچ بھی کرنا ہے۔'' (صفحہ ۸۵)

قرآن مجید کے مذکورہ صریح فرمانِ باری تعالیٰ اور اس کے مفہوم کی وضاحت کے بعد جو اپنی جگہ بالکل صحیح بیان کیا گیا ہے جس میں بالخصوص ''ہر ایک جی نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔'' جو بھی دارِ فانی میں آیا......'' کی عمومیت قابلِ غور ہے، لیکن اس کے بعد مضمون نگار بڑی دیدہ دلیری سے اس ''صریح ارشادِ الٰہی'' سے یوں انکار فرماتے ہیں۔

''لوگ کہتے ہیں کہ سب نے مرنا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ سب نے نہیں مرنا بلکہ لفظ ''مرنا'' انبیائے کرام، اولیائے عظام کے لیے استعمال کرنا بھی نادرست ہے۔''

یعنی پہلے خود یہ اعتراف کر آئے ہیں کہ ارشادِ باری تعالیٰ **کل نفس ذائقة الموت** کی رو سے سب نے مرنا ہے لیکن اب کہتے ہیں کہ

''لوگ کہتے ہیں کہ سب نے مرنا ہے۔''

حالانکہ یہ دعویٰ لوگوں کا نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا ''صریح ارشاد'' ہے لیکن اب چونکہ اس کی تردید مضمون نگار کے پیش نظر تھی، اس لیے ''ارشاد باری تعالیٰ'' کو ''لوگ کہتے ہیں'' بنادیا اور پھر اس

کی تردید یوں کرتے ہیں۔

”لیکن میں کہتا ہوں کہ سب نے نہیں مرنا۔“

گویا اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ سب نے مرنا ہے“ جسے مضمون نگار نے خود ہی نقل کیا ہے، مگر پھر اللہ تعالیٰ کے اس ”صریح ارشاد“ کی تردید یوں فرماتے ہیں کہ

”لیکن میں کہتا ہوں کہ سب نے نہیں مرنا۔“

ماشاء اللہ! کیا جرأت وحوصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صریح ارشاد تک کی تردید کی جارہی ہے۔

ع این کار از تو آید مرداں چنیں کنند

مزید ارشاد ہوتا ہے:

”بلکہ لفظ ”مرنا“ انبیائے کرام اولیاء عظام کے لیے استعمال کرنا بھی نادرست ہے۔“

سبحان الہ! کیا خوب ارشاد ہے۔

محترم! ذرا تو بتلا دیجیے کہ انبیاء واولیاء کے لیے لفظ ”مرنا“ درست کیوں نہ ہے؟ کیا وہ مخلوق نہیں؟ اگر مخلوق ہیں تو ہر نبی ولی نے مرنا ہے جس طرح کہ تمام انبیاء علیہم السلام سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے مر چکے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے وقت پر نزول علی الارض کے بعد موت سے ہمکنار ہوں گے۔ موت سے استثناء انہیں بھی حاصل نہیں۔

کیا خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے نہیں فرمایا:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝﴾ (الزمر: ۳۹/ ۳۰)

”اے پیغمبر تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی سب مرنے والے ہیں۔“

سورۃ آل عمران میں فرمایا:

﴿اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۴۴)

”کیا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مر گئے یا قتل کر دیے گئے تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر (دین اسلام) سے پھر جاؤ گے؟“

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ﴿٣٤﴾﴾

(الانبیاء: ۲۱/ ۳٤)

''اے پیغمبر! ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی انسان کے لیے ہمیشہ رہنا نہیں کیا (اس اصول سے آپ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے) کیا پس اگر آپ مر جائیں گے تو کیا وہ (کافر) ہمیشہ رہیں گے؟''

یعنی ہمیشہ کسی نے نہیں رہنا آپ ﷺ نے آپ کے مخالف کفار نے' موت سے سب ہمکنار ہوں گے۔

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾﴾

(الرحمن: ٥٥/ ٢٦، ٢٧)

''ہر چیز فانی ہے بقا صرف رب ذوالجلال والاکرام کے لیے ہے۔''

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ (القصص: ۲۸/ ۸۸)

''سوائے اللہ کی ذات کے، ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔''

قران کریم کی ان محکم، واضح اور صریح آیات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ:

''انبیاء اولیاء کے لیے لفظ ''مرنا'' استعمال کرنا بھی نادرست'' یا یہ دعویٰ کہ:

''سب نے نہیں مرنا۔''

کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟

قرآن سچا ہے؟ جو کہتا ہے کہ سب نے مرنا ہے اور انبیاء اولیاء کو بھی موت آئی ہے یا یہ مضمون نگار سچا ہے جو کہتا ہے ''سب نے نہیں مرنا'' بلکہ ''انبیاء اولیاء کے لیے لفظ ''مرنا'' استعمال کرنا بھی نادرست ہے؟؟'' دونوں میں سے کس کو سچا سمجھنا صحیح ہے؟

مضمون نگار کے ''دلائل''

ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ مضمون نگار بھی قرآن کو ماننے کا دعوے دار ہے، پھر قرآن کریم کو جھٹلانے کی یہ شوخ چشمانہ جسارت کیونکر کرسکتا ہے؟ اس لیے یقیناً اس کے

پاس بھی کوئی دلیل ہوگی جو اس کے مذکورہ دعوے کی بنیاد ہوگی۔

تو لیجیے! یہ اشکال بھی رفع فرمالیجیے مضمون نگار کے مذکورہ اقتباس میں پیش کردہ ''دلائل'' بھی ملاحظہ فرمالیجیے اور پھر سوچیئے کہ فی الواقع قرآنی حقیقت کی تردید کے لیے کوئی دلیل اس کے پاس موجود ہے؟ مضمون نگار فرماتے ہیں۔

''اللہ کے ولی مرا نہیں کرتے بلکہ وہ تو مر کر جیتے ہیں موتو قبل ان موتو موت سے پہلے اپنے آپ کو مار ڈالتے ہیں اور پھر ہمیشہ کے لیے زندہ رہتے ہیں۔''

دیکھیے کتنا بڑا دعویٰ ہے کہ ''اللہ کے ولی مرا نہیں کرتے'' لیکن دلیل؟ عربی کا ایک مقولہ نقل کیا ہے اور وہ بھی غلط صحیح مقولہ اس طرح ہے۔

موتو قبل ان تموتوا (تم مرجاؤ قبل اس کے کہ تمہیں موت آئے) اس مقولے کا مطلب صرف یہ ہے کہ موت کے آنے سے پہلے پہلے موت کی تیاری کرلو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک موت آجائے اور تم نے موت (یعنی آخرت) کے لیے کوئی تیاری نہ کی ہو۔

اس مقولے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر فرد بشر کے لیے موت ایسی حقیقت ہے کہ جس سے اغماض نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے قرآن کریم کے اس مسلمہ اصول کی کہ ہر نفس نے مرنا ہے۔ نہ نفی ہوتی ہے اور نہ 'اولیاء' کے نہ مرنے'' کا اثبات ہوتا ہے۔

ہمیشہ کے لیے زندہ رہنے کا مطلب اگر یہ ہے کہ اپنے کارناموں کی وجہ سے ان کا نام زندہ رہتا ہے اور لوگ ان کی سیرت و کردار کا پرچار کرتے رہتے ہیں تو یہ مفہوم بلاشبہ صحیح ہے۔ ایسی زندہ جاوید زندگی ہر قوم کے نامور افراد کو حاصل ہوتی ہے۔ اس کے لیے تو ولی، نبی کی شرط بھی نہیں ہے۔ لیکن زیرِ بحث زندگی یہ نہیں ہے، اس زندگی میں تو کسی کا اختلاف ہی نہیں ہے، کیونکہ ایسے زندہ جاوید افراد کی موت کو تو سب مانتے ہیں، البتہ ان کی خدمات اور کارنامے تاریخ میں زندہ رہتے ہیں لیکن مضمون نگار کے نزدیک تو تاریخ میں زندہ رہنا قطعاً نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک تو بالکل دنیوی حیات ہی کی طرح کی جسمانی زندگی ہے حالانکہ ایسی زندگی ہمیشہ کے لیے کسی کو بھی نہیں دی گئی ہے۔ ہمیشہ کی زندگی صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہے، باقی ہر ایک کے لیے فنا ہے۔ بہر حال موتو قبل ان تموتوا اول تو کوئی نص شرعی نہیں ہے کہ وہ کل نفس

ذائقة الموت کی معارض یا اس کی نافی ہو۔ ثانیاً اس سے بھی قطعاً حیاتِ جاوداں کا مفہوم کسی طرح نہیں نکلتا۔

دوسری دلیل مضمون نگار کی یہ ہے کہ۔

''دنیا مومن کے لیے جیل خانہ ہے اور کافر کے لیے باغ۔''

ہماری سمجھ میں نہیں آتا اس فرمانِ نبوی ﷺ کے کس لفظ سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ انبیاء اولیاء مرتے نہیں ہیں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

تیسری دلیل یہ بیان کی گئی ہے۔

''قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انوکھی وفات کا ذکر ملاحظہ فرمایں، اسی طرح دیگر انبیائے کرام کی وفات کو دیکھیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کو ملاحظہ فرمائیں۔ الغرض انبیاء کرام اور دیگر لوگوں کی موت میں بڑا فرق ہے۔''

یہ لطیفہ بھی خوب ہے کہ پہلے تو یہ دعوے کر آئے ہیں کہ انبیاء اولیاء مرتے نہیں اور اب اس پیرے میں کہا جارہا ہے کہ ''انبیائے کرام اور دیگر لوگوں میں بڑا فرق ہے۔''

گویا موت کو تو تسلیم کر ہی لیا گیا ہے جب کہ پہلے سرے سے موت سے ہی انکار تھا۔ اب بات صرف فرق کی رہ گئی ہے لیکن موصوف نے فرق کی وضاحت نہیں کی کہ انبیاء اور دیگر لوگوں کی موت میں کیا فرق ہے؟ اور کس طرح فرق ہے؟

قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اس میں اس قسم کا تو کوئی ''انوکھا پن'' نظر نہیں آتا کہ جس سے مرنے کے بعد ان کا زندہ ہونا بھی معلوم ہو۔ اسی طرح کسی بھی نبی کی وفات سے اس کا ''ہمیشہ زندہ رہنا'' معلوم نہیں ہوتا، نبی کریم ﷺ کی وفات میں بھی ایسی کوئی ندرت نہیں کہ جس سے نفس ہی کا انکار کیا جاسکے، جیسا کہ مضمون نگار کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔

بہر حال مضمون نگار کے نقل کردہ اقتباس کے کسی پیرے یا فقرے سے ایسی کوئی ''دلیل'' مہیا نہیں ہوتی کہ جس سے کل نفس ذائقة الموت کی نفی اور انبیاء واولیاء کے مرنے کے بعد بھی دنیوی زندگی'' کا اثبات ہوتا ہو، البتہ اس کے بعد مضمون نگار نے یہ لکھ کر کہ۔

''اسی طرح انبیائے کرام کے غلام اولیاء کرام کا مقام بھی کچھ اسی طرح ہے، یہاں صرف چند اولیائے کرام کے واقعات نقل کیے جاتے ہیں۔''

انہوں نے ۱۲ واقعات نقل کیے ہیں، جن میں ذکر کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد فلاں فلاں ''بزرگ'' لوگوں کو وقتاً فوقتاً ملتے رہے ہیں۔ یہ دیو مالائی داستانیں آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں تاکہ قرآن وحدیث کے محکم دلائل کے مقابلے میں ان کے خرافاتی قصے کہانیوں کا طلسم بھی ٹوٹ جائے۔ ان من گھڑت واقعات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو انشاء اللہ پہنچ جائے گی کہ انبیاء و اولیاء کے نہ مرنے کی کوئی شرعی دلیل اس طائفے کے پاس نہیں ہے۔



قبروں کو پختہ کرنے یا ان پر گنبد وغیرہ بنانے کی ممانعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات

گزشتہ صفحات میں پیش کردہ مباحث سے اگرچہ یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ قبروں کو پختہ بنانے، ان پر گنبد اور قبے بنانے اور کسی قسم کی عمارت تعمیر کرنے یا ان کے ساتھ مسجد بنانے کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ ان چیزوں سے ان کی پوجا پاٹ کا دروازہ کھلتا ہے۔ تاہم مزید وضاحت کے لیے اس سلسلے میں وارد احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد حنفی کے صراحت بھی پیش کی جائے گی۔ (ص۔ یی)

۱: ((عن جابر قال نهیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبروان یقعد علیه وان یبنی علیه.)) (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب۳۲، ج۲، ص۶۶۷، طبع بیروت، رقم الحدیث۹۷۰)......جامع ترمذی، ج۱، ص۱۷۰، کتاب الجنائز، طبع نور محمد کراچی)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے ان کے اوپر بیٹھنے اوران پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

۲: ((عن ابی الهیاج الاسدی قال قال علی بن ابی طالب الا ابعثك علی مابعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لا تدع تمثالا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سویته.)) (صحیح مسلم، ج۲، ص۶۶۶، رقم الحدیث۹۶۹، باب الامر بتسویة القبر، طبع بیروت)

''حضرت ابو ہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسے کام کے لیے مقرر نہ کروں جس کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا وہ یہ کہ جو بھی تصویر ہو اسے مٹا ڈالو اور جو قبر بھی اونچی ہو، اسے زمین کے برابر کردو۔''

امام نوری اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"فيه ان السنة ان القبر لا يرفع عن الارض رفعا كثيرا، ولا يسنم بل يرفع نحو شبر وسطح." (صحيح مسلم، جلد وصفحه مذكور)

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قبر زمین سے زیادہ اونچی نہ کی جائے اور نہ کوہان نما بنائی جائے بلکہ صرف ایک بالشت اونچی رکھی جائے (جیسا کہ دوسرے دلائل سے معلوم ہوتا ہے) اوپر چھت کی طرح مربع رکھی جائے۔''

یہ حدیث جامع ترمذی میں بھی ہے۔امام ترمذی یہ حدیث درج کر کے فرماتے ہیں:

"حديث علي حديث حسن والعمل على هذا عند بعض اهل العلم يكرهون ان يرفع القبر فوق الارض قال الشافعي اكره ان يرفع القبر الابقدر ما يعرف انه قبر لكيلا يوطا ولا يجلس عليه." (جامع ترمذي، ج۱، ص۱۷۰، كتاب الجنائز، طبع نور محمد كراچي)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بہت اچھی ہے، بعض اہلِ علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے، وہ یہ ناپسند کرتے ہیں کہ قبر زمین سے اونچی رکھی جائے (یعنی زمین کے برابر رکھنا بہتر ہے) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں قبر کو زیادہ اونچا کرنا ناپسند کرتا ہوں، قبر صرف اتنی اونچی کی جائے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ قبر ہے تا کہ کوئی اسے نہ روند سکے اور نہ اس پر بیٹھ سکے۔''

۳: "ان ثمامة بن شفي حدثه قال كنا مع فضالة بن عبيد با ارض الروم برودس فتوفي صاحب لنافامر فضالة بن عبيد بقبر

فسوی ثم قال سمعت رسول الله صلی الله عله وسلم یامر بتسویتها. " (صحیح مسلم، ج۲، ص٦٦٦)

''ثمامہ بن شفی رحمہ اللہ نے بیان کرتے ہیں کہ ہم سرزمینِ روم کے جزیرہ رودِس میں حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ بن عبید کے ساتھ تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کا وہاں انتقال ہوگیا، تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے (ساتھی کو دفنانے کے بعد) حکم دیا کہ اس کی قبر کو (زمین کے) برابر کردیا جائے۔ پھر حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (میں نے یہ حکم اس لیے دیا ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔''

۴: اپنے آخری مرض میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے بعد آپ دنیا سے رخصت ہوگئے۔

((لعن الله الیهود والنصاری اتخذواقبور انبیاء هم مساجد.))

''اللہ تعالیٰ یہود ونصاری پر لعنت فرمائے، انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔''

دوسری روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

((الا وان من کان قبلکم کانو یتخذون قبورا انبیاء هم وصالحیهم مساجد الا فلا تتخذو والقبور مساجد انی اتهاکم عن ذلك.)) (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰة، باب۳، ص۳۷٦، ۳۷۸، بع بیروت)

''خبردار! تم سے پہلے لوگوں نے اپنے پیغمبروں اور نیک بندوں کی قبروں کو سجدہ گاہ (عبادت گاہ) بنالیا، یاد رکھنا! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنالینا، میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔''

قبریں، سجدہ گاہ اور عبادت گاہ اسی وقت بنتی ہیں جب انہیں پختہ بنالیا جاتا ہے اس پر کوئی گنبد اور عمارت تعمیر کردی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث بھی قبروں کو پختہ بنانے یا ان پر گنبد وغیرہ بنانے کی ممانعت کی دلیل ہے۔

۵: ((عن ابی محمد الهذلی عن علی رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسم فی جنازة فقال ایکم ینطلق الی المدينة فلا يدع بها وثنا الا كسره ولا قبرا الا سواه ولا صورة الا لطخها رجل انا یا رسول اله فانطلق فهاب اهل المدينة فرجع فقال علی انا انطلق یا رسول الله قال فانطلق بجع فقال يا رسول الله لم ادع بها وثنا الا كسرته ولا قبرا الا سويته ولا صورة الا لطختها ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عاد بصنعته شی ء من هذا فقد كفر بما انزل علی محمد صلى الله عليه وسلم.)) (الفتح الربانی ترتیب مسند احمد بن حنبل الشیبانی، ج۸، ص۷۰۔ ۷۲، دارالحدیث قاہرہ، مصر)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے، آپ ﷺ نے (اس موقع پر) فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو مدینے میں موجود ہر بت کو توڑ ڈالے، ہر قبر کو برابر کر دے اور ہر تصویر کو مٹا ڈالے'' ایک شخص نے کہا، اللہ کے رسول! میں اس کام کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ وہ گیا، لیکن اہلِ مدینہ سے ڈر کر واپس آ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیشکش کی کہ اللہ کے رسول! میں جا کر یہ کام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گئے اور واپس آ کر انہوں نے رپورٹ دی کہ میں نے ہر بت کو توڑ ڈالا، ہر قبر کو زمین کے برابر کر دیا اور ہر تصویر کو مٹا ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آئندہ اس قسم کا کوئی کام کسی نے کیا تو اس نے یقیناً اس دین کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا۔''

بعض ضروری وضاحتیں:

گزشتہ صفحات میں مسنم اور مسطح کے الفاظ آئے ہیں۔ مسنم کا مطلب ہے قبر کو کوہان نما بنانا اور مسطح کا مطلب ہے چھت کی طرح مربع (چورکو شکل) میں قبر بنانا، بعض علماء مسطح قبر بنانے کے

بھی قائل ہیں تاہم جمہور علماء مسنم (کوہان نما) ہی کے قائل ہیں۔ کیونکہ صحیح روایات میں آتا ہے کہ نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی کوہان نما بنی ہوئی ہیں۔(احکام الجنائز، للالبانی، ص۱۵۴، الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۶۹ء)

اسی طرح بعض روایات میں قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا جو حکم آیا ہے، اس کا مطلب بالکل زمین کے ساتھ برابر کر دینا نہیں ہے بلکہ دوسری روایات کے ساتھ ملا کر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زمین سے زیادہ اونچی قبر نہ بنائی جائے بلکہ زمین سے صرف ایک بالشت اونچی رکھی جائے، جس طرح کہ نبی ﷺ نے اپنے صاجزادے ابراہیم کی قبر پر ایک بالشت رکھی تھی (ملاحظہ ہو الفتح الربانی، ج۸، ص۷۵) سنن بیہقی کی ایک اور روایت بھی ہے جسے علامہ البانی ''حسن'' کہا ہے، اس میں ہے کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک بھی زمین سے تقریباً ایک بالشت اونچی بنائی گئی تھی۔ (ملاحظہ ہو السنن الکبریٰ للبیہقی، ج۳، ص۴۱۰، احکام الجنائز، الالبانی ۱۵۳، ۲۰۹)

فقہ حنفی سے قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت کی صراحت:

ہمارے ملک کی اکثریت فقہ حنفی کی پیروکاری ہے، مذکورہ احادیث کے بعد مزید کسی فقہ کے سوالوں کی ضرورت تو نہیں رہتی، تاہم اتمامِ حجت کے طور پر فقہ حنفی کے چند حوالے بھی پیشِ خدمت ہیں۔

(۱)...... امام ابو حنیفہ کے تلمیذ خاص اور فقہ حنفی کے مدون اول امام محمد اپنی کتاب، کتاب (الآثار) میں لکھتے ہیں:

"ارفعو القبر حتى يعرف انه قبره فلا يوطأ قال محمد وبه ناخذه ولا نورى ان يزاد علىٰ ماخرج منه، ونكره ان يجصص اويطين اويجل عنده مسجدا اوعلم او يكتب عليه ويكره الآجر ان يبنى به اويدخل القبر ولا نرى برش الماء عليه بأساوهو قول الى حنيفة رحمه الله تعالىٰ۔

اخبرنا ابو حنيفة قال حدثنا شيخ لنا يرفعه الى النبى صلى الله

علیه وسلم انه نهیٰ عن توبیع القبور وتحجصیصها قال محمد به ناخذ وهو قول ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ." (کتاب الآثار۔ ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة، کراچی، ۱٤۰۷ھ، ص۵۲)

"قبر اتنی اونچی کرو کہ وہ قبر معلوم ہو تا کہ وہ روندی نہ جاسکے، امام محمد کہتے ہیں، یہی ہمارا مسلک ہے، ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ قبر سے جو مٹی نکلتی ہے، اس سے زائد مٹی قبر پر نہ ڈالی جائے، ہمارے نزدیک یہ بھی مکروہ (حرام) ہے کہ قبر کو پختہ کیا جائے یا اس کو (مٹی سے ہی) لیپا جائے، یا اس کے پاس مسجد یا کوئی علامت قائم کی جائے، یا اس پر لکھا جائے اور یہ بھی مکروہ (حرام) ہے کہ قبر پر پختہ اینٹوں سے کچھ تعمیر کیا جائے، یا قبر کے اندر اس کا استعمال کیا جائے، البتہ قبر پر پانی کے چھڑکاؤ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ہمیں امام ابوحنیفہ نے خبر دی' وہ کہتے ہیں ہمیں ہمارے شیخ نے یہ مرفوع حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے قبر کو چوکور بنانے اور پختہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امام محمد کہتے ہیں یہی ہمارا مسلک ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔"

(۲)...... امام ابوحنیفہ کے دوسرے تلمیذ خاص قاضی ابو یوسف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

"عن ابی حنیفة عن ابراهیم انه کان یکره ان یجعل علی القبر علامة وان یضع لی اللحد آجروان یجصص القبر." (کتاب الآثار، ص۸٤، الطبقة الاولیٰ، قاهر، مصر)

"امام ابو حنیفہ اپنے استاد امام ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس بات کو مکروہ (حرام) جانتے تھے کہ قبر پر کوئی علامت (نشانی) رکھی جائے، یا قبر پر پختہ اینٹ استعمال کی جائے اور قبر کو پختہ کیا جائے۔"

(۳)...... فقہ حنفی معتبر تری کتاب "الہدایۃ" میں ہے۔

"ویکره الآجروالخشب، لا نهما لاحکام البناء والقبر موضع البلیٰ ثم بالآجر اثر النار فیکره تفاولا." (الهدایة مع فتح القدیر،

ج ۲، ص ۱۳۹ ، فصل فی الدفن ، طبع مصر ۱۹۷۰ء)

"قبر کے لیے پختہ اینٹ اور لکڑی کا استعمال مکروہ (حرام) ہے، اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں کسی عمارت کو پختہ بنانے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں جب کہ قبر (پختگی کی بجائے) بوسیدگی کی جگہ ہے۔ علاوہ ازیں پختہ اینٹ میں آگ کا اثر ہوتا ہے تو بطور تفاول بھی اس کا استعمال مکروہ ہے۔"

(۴)...... فتاویٰ عالم گیری، جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ اسے پانچ سو حنفی علماء، فقہاء نے مرتب کیا اور آج کل کے حنفی علماء پاکستان میں بھی فتاویٰ عالمگیری کے نفاذ کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں، اس میں لکھا ہے:

"ویسنم القبر قدر الشبر ولا یربع ولا یجصص ولا بائس برش الماء علیه ویکره ان یبنی علی القبر ا ویقعد اوینام علیه اویقضی حاجة الانسان من بول او غائط اویعلم بعلامة من کتابة ونحوه...... ویکره عنده القبر مالم یعهد من السنة والعهود منها لیس الازیارته والدعاء عنده قائما." (فتاویٰ عالمگیری، ج ۱، ص ۲۶۳) (دیکھیے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۴ پر)

"قبر ایک بالشت اونچی کوہان نما بنائی جائے، چوکور نہیں۔ اسے پختہ نہ کیا جائے، البتہ پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں اور مکروہ (حرام) ہے کہ قبر پر کوئی عمارت بنائی جائے، یا اس پر بیٹھا یا سویا جائے، یا اسے روندا جائے یا وہاں بول و براز کیا جائے، یا کوئی کتبہ وغیرہ لگا کر نشانی قائم کی جائے۔

قبر کے پاس وہ سارے کام مکروہ (حرام) ہیں جو سنت سے ثابت نہیں اور سنت سے صرف دو ہی باتیں ثابت و معروف ہیں، ایک قبر کی زیارت، دوسری وہاں کھڑے ہو کر ان کے حق میں دعا کرنا۔"

(۵)...... تقریباً یہی بات، جو فقہ حنفیہ کی مذکورہ کتابوں سے نقل کی گئی ہے، فقہ حنفی کی ایک اور اہم کتاب "البحر الرائق شرح کنز الدقائق" (ج ۲، ص ۱۹۴) میں بھی ہے۔

زیارتِ قبوراور دعاء کا صحیح اور مسنون طریقہ

مذکورہ مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ فوت شدگان یا قبروں میں مدفون اشخاص سے مدد طلب کرنے کی حسبِ ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱)......فوت شدہ بزرگ کائنات میں تصرف کرنے کا، نفع نقصان پہنچانے کا اور ہر ایک کی دور ونزدیک سے فریادیں سن کران کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کا اختیار رکھتے ہیں۔

یہ صورت صریحاً شرک ہے اور اس عقیدے کا حامل شخص مشرک ہوجاتا ہے۔

(۲)......وہ خود تو اختیارات نہیں رکھتے لیکن وہ چونکہ مقربان بارگاہِ الٰہی ہیں، اس لیے ان کے واسطے اور وسیلے سے دعاء کی قبولیت کے زیادہ امکانات ہیں۔ ہم ان کے سامنے عرضِ حاجات کرتے ہیں وہ پھر اللہ کی بارگاہ میں ہماری دعاؤں کی قبولیت کی سفارش کرتے ہیں۔

یہ صورت بھی مشرکانہ ہے، کیونکہ اس میں وہی عقیدت کارفرما ہے جو مشرکینِ مکہ رکھتے تھے۔ (دیکھئے: ۱۰/۱۸، ۳۹/۳) علاوہ ازیں یہ عقیدہ بھی نصوصِ قرآن کے خلاف ہے، قرآنِ کریم تو صاف صراحت کرتا ہے کہ قبروالوں کو کوئی بات نہیں سنائی جاسکتی اور یہ صورت ہے ہی اس عقیدے پر مبنی کہ ہم جب چاہیں اور جو چاہیں، قبروالوں کو سنا سکتے ہیں۔

(۳)......کسی قبر پر جاکر یا کسی بزرگ کا نام لے کر اس طرح دعاء کرے کہ بحرمتِ فلاں یا فلاں کے صدقے یا اللہ میرا فلاں کام کردے میری حاجت پوری فرمادے، فلاں مشکل سے نجات عطا فرمادے۔

یہ صورت مشرکانہ تو نہیں، البتہ مبتدعانہ ضرور ہے، یعنی غیر مسنون طریقۂ دعا ہے، نبی ﷺ نے اس طرح کبھی دعا نہیں مانگی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس طرح دعاء نہیں کی، کسی صحیح حدیث سے اس طرح دعاء کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

بنابریں دعاء کے لیے کسی قبر پر جانے کی ضرورت نہیں، کسی کے جاہ وحرمت کا واسطہ دینے کی ضرورت نہیں۔ براہِ راست بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے البتہ اپنے

نیک اعمال کے واسطے اور وسیلے سے دعا کرنی جائز ہے۔ مثلاً یہ کہے یا اللہ میں نے فلاں کام محض تیری رضا کے لیے کیا تھا، اس کے واسطے اور وسیلے سے میری دعاء قبول فرمالے جس طرح کہ ایک حدیث میں تین شخصوں کا واقعہ آتا ہے جو ایک غار میں پھنس گئے تھے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے نیک عمل کے واسطے سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے غار کا منہ کھول دیا۔ قرآن کریم کی آیت: ﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ (المائدة: ٥/ ٣٥) میں یہی تقویٰ اور نیک اعمال کا وسیلہ مراد ہے۔

❁ اسی طرح کسی زندہ نیک بزرگ کے ذریعے سے دعاء کرانی بھی جائز ہے جس طرح صحیح بخاری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قحط سالی کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی تھی۔

❁ اسی طرح قبرستان جانا مسنون عمل ہے لیکن مخصوص قبروں (جو مزار یا دگار کہلاتی ہیں) پر جانے سے اجتناب کیا جائے، کیونکہ وہ قبرستان کے حکم میں نہیں ہیں۔

❁ قبرستان میں جانے سے مقصد موت کی یاددہانی اور دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ مستحضر کرنا ہے۔

❁ قبرستان میں جا کر یہ مسنون دعا پڑھی جائے:

"السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم للاحقون، نسال الله لنا ولكم العافية رواه مسلم." (مشكوٰة، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور)

"اے خاموش گھروں کے مومن و مسلمان ساکنو! تم پر سلامتی ہو، اگر اللہ نے چاہا تو یقیناً ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کے طالب ہیں۔" (دیکھئے یہ حوالہ صفحہ ۸۴۵ پر)

اس دعا میں مردوں سے خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اور اپنے لیے دعا کی گئی ہے۔ یہ دعا ہمیں نبی ﷺ نے سکھلائی ہے اور جس طرح سکھلائی ہے، اسی طرح پڑھنا ہمارے لیے ضروری ہے، مردے ہماری یہ دعا سنتے ہیں یا نہیں سنتے، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں، نہ ان کو سنانا مقصود ہی ہے، مقصد تو صرف دعا ہے۔

❁ اس مسنون دعا یا ان کی مغفرت اور عذاب سے نجات کے لیے اپنی زبان میں دعا کرنے کے علاوہ کسی اور چیز کا ثبوت نہیں جس طرح کہ لوگ فاتحہ پڑھ کر یا کوئی اور قرآنی سورت پڑھ کر مردوں کو بخشتے ہیں یا ان کی مغفرت کی دعاء کے لیے اس طریقے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔

مردوں کے لیے فاتحہ خوانی یا قرآن خوانی کا کوئی ثبوت نہیں ہے نہ اس طریقے سے ان کے حق میں مغفرت کی دعا ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ یا قرآن کریم کی کسی اور سورت میں مردوں کی مغفرت کے لیے کوئی دعائیہ الفاظ نہیں ہیں۔ دعائیہ الفاظ تو اسی دعا میں ہیں جو نبی ﷺ نے ہمیں قبرستان والوں کے لے سکھلائی ہے جس کے الفاظ ابھی نقل کیے گئے ہیں، اس لیے صرف یہی دعا، قبرستان میں جا کر کرنی چاہیے، یہ دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں مردوں کی مغفرت کے لیے دعا کرے۔

❁ ہر جمعہ کو والدین کی قبر کی زیارت کرنے کی فضیلت میں ایک روایت آتی ہے لیکن یہ روایت موضوع ہے (الاحادیث الضعیفہ، ج۱، رقم ۴۹، مشکٰوۃ بہ تحقیق البانی، ج۱، ص۵۵۴، باب زیارۃ القبور)

❁ اسی طرح شبِ براءت، محرم یا اور دیگر خصوصی مواقع پر قبرستان جانا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں، قبرستان جب چاہیں، جائیں خصوصی موقعوں پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

❁ اپنے کسی عزیز کی خاص قبر پر ہاتھ اٹھا کر مغفرت کی دعا کرنی جائز ہے۔

❁ قبر پر پھول وغیرہ چڑھانے کا رواج بھی غیر مسنون ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

❁ قبروں پر چراغاں کرنا بھی ناجائز ہے۔ ایک تو یہ بدعت ہے، دوسرا اضاعتِ مال ہے، تیسرا آتش پرستوں کی نقل اور ان کی مشابہت ہے۔

❁ بعض لوگ بزرگوں سے استغاثہ واستعانت کے تو قائل نہیں ہوتے لیکن استفاضہ عن القبور (قبروں میں مدفون بزرگوں سے روحانی فیض حاصل کرنے) کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ بزرگوں کی قبروں پر چلہ کشی یا مراقبہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان سے فیض حاصل ہوگا۔ یہ تصور بھی غلط ہے۔ اگر قبروں سے یہ استفاضہ جائز یا ممکن ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ

کی قبر مبارک سے ضرور روحانی فیض و برکت حاصل کرتے، لیکن کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا، اس لیے استفاضہ عن القبور بھی صوفیوں کی ایک ایسی بدعت ہے جس سے شرک کا راستہ ہی ہموار ہوتا ہے۔

توحید کی تین قسمیں:

توحید کی تین قسمیں ہیں: ۱۔توحید ربوبیت، ۲۔توحید الوہیت ۳۔توحیدِ صفات۔

(۱)......توحیدِ ربوبیت کا مطلب ہے کہ اس کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس توحید کو ملاحدہ و زنادقہ کے علاوہ تمام لوگ مانتے ہیں حتیٰ کہ مشرکین بھی اس کے قائل رہے ہیں اور ہیں، جیسا کہ قرآن کریم نے مشرکین مکہ کا اعتراف نقل کیا ہے۔

(۲)......توحید الوہیت کا مطلب ہے کہ عبادت کی تمام اقسام کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت ہر وہ کام ہے جو کسی مخصوص ہستی کی رضا یا اس کی ناراضی کے خوف سے کیا جائے، اس لیے نماز، روزہ حج اور زکوٰۃ صرف یہی عبادات نہیں ہیں بلکہ کسی مخصوص ہستی سے دعاء والتجا کرنا، اس کے نام کی نذر و نیاز دینا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اس کا طواف کرنا، اس سے طمع اور خوف رکھنا وغیرہ بھی عبادات ہیں۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ یہ تمام کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کیے جائیں۔

قبر پرستی کے مرض میں مبتلا عوام و خواص اس توحیدِ الوہیت میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور مذکورہ عبادات کی بہت سی قسمیں وہ قبروں میں مدفون افراد اور فوت شدہ بزرگوں کے لیے بھی کرتے ہیں۔

(۳)......اور توحیدِ صفات کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کریں اور وہ صفات اس انداز میں کسی اور کے اندر نہ مانیں۔ مثلاً جس طرح اس کی صفتِ علم غیب ہے' یا دور اور نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے پر وہ قادر ہے، کائنات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے۔ یہ یا اس قسم کی اور صفاتِ الٰہیہ ان میں سے کوئی صفت بھی اللہ کے سوا کسی نبی، ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم نہ کی

جائیں۔ اگر تسلیم کی جائیں گی تو شرک ہوگا۔

افسوس ہے کہ قبروں کے پجاریوں میں شرک کی یہ قسم بھی عام ہے اور انہوں نے اللہ کی مذکورہ صفات میں بہت سے بندوں کو بھی شریک رکھا ہے۔ اَعَاذَنَا للّٰہُ مِنْہُ

زیارتِ قبور کے وقت توحید کی یہ قسمیں بھی مستحضر رہنی چاہئیں تاکہ کوئی مسلمان کسی بھی قبر والے کے اندر اللہ کی صفاتِ مخصوصہ میں سے کوئی صفت تسلیم کرے اور نہ اس کے لیے کسی قسم کی عبادت بجالائے کیونکہ کسی کو بھی اللہ کی صفت کا حامل سمجھنا یا اس کے لیے عبادت کی کوئی قسم اختیار کرنا، اس بزرگ اور ولی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے اسی کا نام شرک ہے جو اللہ تعالیٰ آخرت میں معاف نہیں فرمائے گا اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔



زیارتِ قبرِ نبوی ﷺ کی شرعی حیثیت

اور اس کا مسنون طریقہ

زیارتِ قبور کے مسائل میں ایک نہایت اہم مسئلہ زیارت قبر نبوی ﷺ ہے۔ یہ تو ہر صاحبِ علم جانتا ہے کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ:

"لا تتخذو وقبری عیدا وصلوا علی حیثما کنتم فان صلوٰتکم تبلغنی۔" (قاعدة عظیمة۔ امام ابن تیمیه ص ۸۵)

"میری قبر کو عید (میلہ) نہ بنانا، تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو، تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔"

اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

"لا تتخذوقبری وثنا یعبد اشتد غضب الله علی قوم اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد۔"

(حوالۂ مذکور' به تحقیق جدید، دارالعاصمه۔ ریاض۔ ۱۴۱۱ھ)

"میری قبر کو تم بت مت بنا لینا کہ اس کی پوجا شروع کر دی جائے۔ (یاد رکھنا) اس قوم پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوا جس نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ (عبادت گاہ) بنا لیا۔"

ان دونوں حدیثوں کا مفاد ہے کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کو سدِّ ذریعہ کے طور پر زیارت گاہ نہ بنایا جائے، کیونکہ یہی چیز کسی بھی قبر کے عید (میلہ) یا عبادت گاہ بننے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ کی قبر بھی کسی کھلی جگہ پر بنانے کی بجائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بنائی گئی تاکہ لوگوں کی وہاں آمد و رفت زیادہ نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں ہم

دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے، اسی طرح دوسرے شہروں سے بھی لوگ خلفائے اربعہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) سے ملنے اور دربارِ خلافت مسجدِ بنوی ﷺ ہی تھا، لیکن لوگ زیارتِ قبر نبوی ﷺ کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جانے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے نہ کوئی وہاں جاتا ہی تھا۔ اگر صحابہ وتابعین کے دور میں زیارتِ قبر نبوی ﷺ کا یہ معمول ہوتا تو یقیناً کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا۔ اہلِ تاریخ واہلِ سیر کی خاموشی واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ عہدِ خیرالقرون میں زیارتِ قبر نبوی ﷺ کو شرعی لحاظ بجاطور پر وہ اہمیت نہیں دی گئی جو اہمیت اس مسئلے کو خیرالقرون کے بعد عہدِ فسادہ فِتن میں دے دی گئی ہے بلکہ قبرِ نبوی ﷺ کی زیارت کی فضیلت میں حدیثیں تک گھڑ لی گئی ہیں۔ حالانکہ اس کی بابت کوئی حدیث صحیح نہیں۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کل حدیث روی فی زیارۃ قبرہ فانہ ضعیف بل کذب موضوع۔'' (قاعدۃ عظیمہ۔ص ۸۵)

اس کی دوسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم ہے اسلام تو ''التحیات'' میں السلام علیك ایھاالنبی کے الفاظ میں پڑھ لیا جاتا ہے اور درود شریف بھی ''التحیات'' کے بعد پڑھ لیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر اوقات میں بھی درود پڑھا جاتا ہے اور اس کی بابت نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اذان کے بعد جو شخص بھی ''اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدان الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودان الذی وعدتہ'' پڑھے گا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوجائے گی۔ اس دعا کے ذریعے سے نبی ﷺ کے حق میں دعائے خیر ہوجاتی ہے۔ گویا چوبیس گھنٹوں یا شب وروز میں کم ازکم پانچ مرتبہ یہ دعائے خیر اور متعدد مرتبہ صلوٰۃ وسلام ہر مسلمان آپ ﷺ کے لیے پڑھتا ہے۔ اس لیے قبرِ مبارک پر جانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی، کیونکہ قبر پر جاکر بھی یہی کام کرنا مسنون ہے جو ایک مسلمان دن اور رات میں متعدد مرتبہ کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینِ عظام نے، جو شریعت کے صحیح رمز شناس تھے، اسی وجہ سے زیارتِ قبر نبی ﷺ کو معمول بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

تیسری وجہ یہ حدیث رسول ہے ''لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد

الحدیث'' کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ کا (تقرّبی) سفر نہ کیا جائے۔

اس حدیث کے الفاظ خبر کے ہیں لیکن مقصود اس سے نہی ہے کیونکہ اصول ہے کہ خبر کو خبر پر محمول کرنا متعذر رہو تو اسے نہی پر محمول کیا جاتا ہے، جس طرح ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں: ''لا یبیع حاضر لباد.'' (صحیح بخاری و مسلم، کتاب البیوع) کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے'' اس میں انداز خبر کا ہے لیکن مراد نہی ہے۔ ﴿لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ٢٣٣)

''کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔'' یہ بھی صیغہ خبر کا ہے لیکن معنی نہی کے ہیں قرآن کریم اور احادیث سے اس کے مزید متعدد نظائر پیش کیے جاسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسے اگر لا تشد الرحال پڑھ لیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے اور یہ صیغہ نہی ہے، اس صورت میں تو نہی کے معنی میں کوئی شبہہ ہی نہیں رہتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مذکورہ تین مساجد (مسجد نبوی ﷺ، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ) کے علاوہ کسی بھی جگہ کا سفر ہی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ مطلب لیا جائے گا پھر تجارت، جہاد، طالبِ علم، کسی رشتے دار سے ملاقات یا کسی نیک آدمی کی زیارت وغیرہ کسی بھی کام کے لیے سفر کرنا جائز نہیں ہوگا، جب کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ تمام علماء فقہا و محدثین کا اتفاق ہے کہ مذکورہ مقاصد کے لیے سفر جائز ہے۔ کیونکہ مذکورہ مقاصد کے لیے سفر میں کسی مخصوص جگہ کا تقدس پیش نظر نہیں ہوتا اور حدیث زیرِ بحث کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی بھی جگہ کو مقدس و متبرک سمجھ کر قربِ الٰہی کے حصول کے لیے سفر نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس مقصد کے لیے تقربی سفر صرف تین مسجدوں ہی کے لیے جائز ہے۔ مثلاً کوہِ طور ہے، کوئی شخص اس مقصد کے لیے وہاں جائے کہ یہ پہاڑ اس لحاظ سے مقدس ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا تھا، وہاں جانے سے مجھے بھی خصوصی اجر اور قربِ الٰہی حاصل ہوگا تو اس نقطۂ نظر سے یہ سفر اس حدیث کے خلاف ہوگا۔ البتہ ایک تاریخی مقام کے دیکھنے کے نقطۂ نظر سے اس کا سفر جائز ہوگا۔

حدیث کے اسی مفہوم کے پیشِ نظر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور دیگر بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ جب کوئی مسلمان مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کرے تو زیارت اور تقرب کے لیے اس کی

نیت مسجد نبوی ﷺ کی ہونی چاہیے، جب وہ مسجد نبوی ﷺ میں پہنچ جائے گا تو نبی ﷺ کی قبرِ مبارک کی زیارت کا موقعہ اسے ازخود مل جائے گا۔ یوں حدیثِ رسول ﷺ خلاف بھی اس کا عمل نہیں ہوگا اور قبر مبارک کی زیارت کا شرف بھی اسے حاصل ہو جائے گا۔

یہ تفقہ اور احتیاط کی ایک عمدہ مثال تھی لیکن بدعت پرستوں نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس نقطۂ نظر کو مسخ کرنے کی اور انبیاء پر انہیں بدنام کرنے کی مذموم سعی کی ہے۔ حالانکہ امام موصوف علیہ الرحمۃ نے یہ نہیں کہا ہے کہ قبر نبوی ﷺ کی زیارت ناجائز ہے بلکہ اس کا جواز بلکہ استحباب تسلیم کرتے ہیں، البتہ حدیثِ رسول ﷺ کے تقدس کے پیش نظر اس احتیاط کی تلقین کرتے ہیں کہ سفر کرتے وقت نیت مسجد نبوی ﷺ کی رکھی جائے۔ وہاں جا کر پھر قبر مبارک کی زیارت بھی کرلی جائے۔

امام موصوف کا یہ نقطۂ نظر مذکورہ دلائل شرعیہ اور صحابۂ کرام وتابعینِ عظام کے کردار عمل کے بالکل مطابق ہے۔ کاش مسلمان اہلِ علم بدعت وتعصب کی عینک اتار کر اسے دیکھیں۔

بیگم مرزا اسلم بیگ کی سچی اور کھری باتیں:

ریٹائیرڈ چیف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ کی اہلیہ محترمہ نے اپنے ایک اخباری انٹرویو میں کہا، ہمارے ہاں لوگوں نے مذہب کو کاروبار بنالیا ہے، سب لوگ جانتے ہیں کہ خدا سے مانگنے کے لیے کسی وسیلے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس سے جو مانگیں ڈائریکٹ مانگیں، لیکن ہم لوگ اسلام کے منع کرنے کے باوجود ''مزاروں'' پر جاتے ہیں اور چادریں چڑھاتے ہیں۔'' انہوں نے مزید کہا، حضرت داتا' صاحب کے مزار پر جو کچھ ہوتا ہے، یہ سب شرک ہے، ہمیں لاکھوں روپے کی چادریں چڑھانے کی بجائے ننگے بدن لوگوں کو ڈھانپنا چاہیے لاکھوں روپے کے جس عرق گلاب کو ''مزار'' دھونے پر ضائع کردیتے ہیں، وہ رقم ہمیں غریبوں میں بانٹنی چاہیے۔''

(روزنامہ ''جنگ'' لاہور۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۰ء)



نواقض الاسلام...... اسلام سے خارج کر دینے والے

10 کفریہ اعمال

الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ (سابق مفتی اعظم، سعودی عرب)

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی میں شرک کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝﴾ (المائدہ: ۵/۷۲)

"بے شک جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالم لوگوں کا کوئی مددگار نہیں۔"

مردوں سے دعائیں مانگنا، ان سے مدد طلب کرنا، ان کے نام کی دہائی دینا، ان کے نام کی نذر و نیاز دینا اور ان کے لیے، جانور ذبح کرنا یہ سب اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک بنانا ہے۔

۲۔ جس آدمی نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطے اور وسیلے بنا لیے اور ان سے دعائیں مانگیں ان سے شفاعت کا سوال کیا اور ان پر توکل کیا تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے:

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝﴾ (الزمر: ۳۹/۳)

"کہتے ہیں کہ ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں، اللہ ان پر فیصلہ کر دے گا اس بات کا جس میں اختلاف کر رہے

ہیں۔ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا بڑا ناشکرا ہو۔''

۳۔ جو مشرکوں کو کافر نہ کہے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے:

یا ان کے مذہب کو صحیح کہنے یا سمجھنے لگے......ایسا شخص کافر ہوتا ہے۔

۴۔ جو شخص یہ سمجھے نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کی ہدایت اور طریقہ زندگی زیادہ جامع اور زیادہ کمال والا ہے:

یا آپ ﷺ کے حکم و قانون کے علاوہ کسی اور کا حکم و قانون زیادہ اچھا ہے تو وہ کافر ہے مثلاً جو کوئی طواغیت کے فیصلوں اور طاغوتی قوانین کو آپ ﷺ کے حکم اور فیصلے پر ترجیح دیتا ہے۔ تو ایسا شخص بھی کافر ہے۔

۵۔ جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی کسی بات کو ناپسند کرے:

اور اس سے بغض و عناد رکھے خواہ وہ اس پر عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو، پھر بھی کافر قرار پائے گا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝﴾ (محمد: ٩/٤٧)

''یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے اعمال ضائع کر دیے۔''

۶۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے دین کی کسی چیز کا یا اس کی جزا و سزا کا مذاق اڑائے:

تو وہ بھی باجماع امت کافر قرار پائے گا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ﴾ (التوبہ: ٦٥/٩۔٦٦)

''کہہ دیجئے: کیا تم اللہ اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟ بہانے مت بناؤ بلاشبہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔''

۷۔ جادو اور اس کی تمام انواع واقسام مثلاً محبت کے ٹونے اور کسی کی محبت سے دل پھیرنا وغیرہ پس جو شخص یہ کام کے یا اس پر راضی ہو تو وہ کافر ہے:

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ﴾

(البقرہ: ۲/۱۰۲)

وہ دونوں (ہاروت وماروت) کسی شخص کو اس وقت تک جادو نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تم کفر نہ کرو۔"

۸۔ مسلمانوں کے خلاف مشرکین سے تعاون کرنا اور ان کو مدد بہم پہنچانا:

فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ﴾ (المائدہ: ۵/۵۱)

"اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا تو یقیناً وہ بھی انہی میں سے ہے۔"

۹۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کچھ مخصوص افراد شریعت محمدی کی پابندی سے مستثنیٰ اور آزاد ہو سکتے ہیں:

تو وہ بھی کافر ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾﴾ (آل عمران: ۳/۸۵)

"جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔"

۱۰۔ اللہ کے دین سے اعراض کرنا (بے پروائی اختیار کرنا):

وہ اس طرح کہ آدمی نہ اس دین کو سیکھتا ہو اور نہ اس پر عمل کرتا ہو تو وہ بھی باجماع امت کافر قرار پائے گا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ

الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ (السجده: ٢٢/٣٢)

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعے سے نصیحت کی جائے اور وہ پھر ان سے منہ پھیر لے۔ ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے۔''

واضح رہے!

یہ تمام نواقض اسلام چاہے کوئی ہنسی مذاق سے کرے یا سنجیدہ ہو کر یا کسی کے خوف اور ڈر سے کرے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور آدمی کافر ہی رہتا ہے۔ سوائے اس شخص کے جسے اکراہ کی حد تک مجبور کر دیا گیا ہو تب وہ مستثنیٰ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان نواقض سے ضرور بچے اور ان سے میں گرفتار ہونے سے ہر وقت ڈرتا رہے۔

﴿اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾﴾ (هود: ١١/٨٨)



زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ

تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی؟ ۲۹۷ تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ

خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں آزار ہے ۲۹۸ انہیں اور پلیدی

رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ

پر پلیدی بڑھائی ۲۹۹ اور وہ کفر ہی پر مر گئے۔ کیا انہیں ۳۰۰ نہیں سوجھتا

يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ

کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں ۳۰۱ پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ

نصیحت مانتے ہیں۔ اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے! ۳۰۲

هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۚ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ

کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں ۳۰۳ پھر پلٹ جاتے ہیں ؛ ۳۰۴ اللہ نے ان کے دل پلٹ دیے ۳۰۵ کہ وہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ

نا سمجھ لوگ ہیں۔ ۳۰۶ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول ۳۰۷ جن پر

عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ ۳۰۸

بقیہ صفحہ ۳۷۱ = رسول کریم ﷺ کا معجزہ عظیمہ ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی بنا دیتے تھے اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے مسئلہ علم دین حاصل کرنا فرض ہے جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اس کا سیکھنا فرض عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ۔ حدیث شریف میں ہے علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے مسئلہ طلب علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف میں ہے جو شخص طلب علم کے لئے راہ چلے اللہ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کرتا ہے (ترمذی) مسئلہ فقہ افضل ترین علوم ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بناتا ہے۔ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا (بخاری و مسلم) حدیث میں ہے ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے (ترمذی) فقہ احکام دین کے علم کو کہتے ہیں فقہ صحیح اس کا مصداق ہے ۲۹۴ عذاب الٰہی سے احکام دین کا اتباع کرکے۔ ۲۹۵ قتال تمام کافروں سے واجب ہے قریب کے ہوں یا دور کے لیکن قریب والے مقدم ہیں پھر جو ان سے متصل ہوں ایسے ہی درجہ بدرجہ ۲۹۶ انہیں غلبہ دیتا ہے اور ان کی نصرت فرماتا ہے ۲۹۷ یعنی منافقین آپس میں بطریق استہزاء ایسی باتیں کہتے ہیں ان کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ ۲۹۸ شک و نفاق کا ۲۹۹ کہ پہلے جتنا نازل ہوا تھا اسی کے انکار کے وبال میں گرفتار تھے اب جو اور نازل ہوا اس کے انکار کی خباثت میں بھی مبتلا ہوئے۔ ۳۰۰ یعنی منافقین کو ۳۰۱ امراض و شدائد اور قحط وغیرہ کے ساتھ ۳۰۲ اور آنکھوں سے نکل بھاگنے کے اشارے کرتا ہے اور کہتا ہے۔ ۳۰۳ اگر دیکھتا ہوا تو بیٹھ گئے ورنہ نکل گئے۔ ۳۰۴ کفر کی طرف ۳۰۵ اس سبب سے ۳۰۶ اپنے نفع و ضرر کو نہیں سوچتے۔ ۳۰۷ محمد مصطفیٰ ﷺ عربی قرشی جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم ان کے صدق و امانت زہد و تقویٰ طہارت و تقدس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو اور ایک قراءۃ میں اَنْفَسِکُمْ بفتح فا آیا ہے اس کے معنی ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف و افضل اس آیت کریمہ میں سید عالم ﷺ کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کرکے فرمایا۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد مبارک کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

منزل ۲

ثبوت حاضر ہے

حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِي (صحيح البخاری، کتاب العلم، باب من يرد الله به خير ايفقهه فی الدين، ج: ۱۷)

"اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔"

بعض لوگ اس سے دنیا کا نفع و نقصان مال و دولت، مدد و نصرت اور بیماری و شفا اور رزق مراد لیتے ہیں۔ اور عقیدہ رکھتے ہیں یہ سب کچھ دینا رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں ہے، جو سراسر غلط ہے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ دین کا علم مجھے عطا فرماتا ہے اور میں آگے امت میں تقسیم کر دیتا ہوں یعنی ان کو دین سکھا دیتا ہوں۔ اس بات کا کنز الایمان میں بھی بیان کیا جا رہا ہے کہ رسول کچھ اور نہیں تقسیم کرتے بلکہ دین کا علم تقسیم کرتے ہیں۔

ثبوت حاضر ہے



الحمد للہ حمدا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ والصلوۃ والسلام علی سید رسلہ وانبیاءہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین اجمعین اما بعد!

یہ ترجمہ کتاب مستطاب ہدایہ فی شرح البدیہ اپنی نہایہ تنقیح مع توضیح سے معراج الدرایہ ہے اور کامل تحقیق مع تہذیب سے معجز کفایہ ہے مع ہذا ذخیرۂ مسائل اصول سے کنز دقائق اور خلاصہ زیادات فتاوی سے تبیین الحقائق ہے بدائع معانی نوازل وواقعات صحیحہ کا جامع مجمع البحار بدر منافع ہے لفظ میں مختصر کافی ومعانی میں مبسوط وافی ہے تحقیق فقہ حنفیہ میں مختصر نافع کثیر گویا جامع کبیر بحجم صغیر ہے۔ فللہ الحمد والمنۃ ومنہ الہدایۃ فی البدایۃ والنہایۃ وصلی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اجتہادات افضل المجتہدین امام الائمہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایسا قبول عنایت فرمایا کہ ملت اسلامیہ جہاں تک روئے زمین پر پھیلی ہے۔ نصف سے زائد مومنوں کو اسی فقہ پر اپنا عبادت کرنے والا رکھا اور ان میں بہت سے اکابر اولیاء صاحب آیات وکرامات ظاہر فرمائے۔ یہ دلیل بدیہی حقیقت اجتہاد اور برہان روشن صدق اعتقاد امام اجل ہے اور قوی دلائل فروع فقہی کے عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب میں مذکور ہوں گے۔ وصل فقہ کے تین جزو ہیں اول فقہ اکبر یعنی اعتقادات حقہ کہ جب تک صحیح اعتقاد نہ ہو جملہ اعمال رائیگاں ہیں دوم فقہ اوسط یعنی قلبی خلوص نیت وغیرہ کہ جیسی نیت ہو ویسی عمل کا ثمرہ ہے۔ سوم فقہ اصغر یعنی ظاہری اعضاء کے اعمال مانند رکوع سجود وغیرہ جب تک علم نہ ہو یہ اعمال صحیح نہ ہوں گے۔ اور تنقیح توضیح میں تصریح کی کہ فقہ دوم یعنی باطنی اعمال وتہذیب اخلاق جن کو تصوف کہنے لگے ہیں یہ امام کے عہد میں داخل فقہ تھے، للہذا مترجم نے جملہ اجزاء فقہ کو جمع کر لیا اس طرح کہ اول مقدمہ میں ترجمہ فقہ اکبر مع افادات عقائد نسفی و شرح ملا علی قاری شامل کیا اور فقہ دوم کی ضروریات کتاب کے ترجمہ میں علیحدہ نشان سے شامل کیے۔

پھر مسائل کتاب یعنی متن تو اصلی مذہب وظاہر الروایات کے صحیح مسائل ہیں جو امام سے مروی ہیں اور امام محمد کے جامع صغیر وغیرہ چھ کتابوں کے بعض زائد مسائل بھی مع حوالہ کے فائدہ میں بڑھائے ہیں وہ بھی اصول ہیں۔ پھر بعد زمانہ امام وصاحبین کے جو واقعات جدید پیش آئے جن میں مشائخ نے فتوے دیے یا اصول سے استنباط کیے ان کی ضرورت بہت ظاہر ہے۔ پس ذیل فائدہ میں ان مسائل کو بڑھا دیا تاکہ اس کتاب سے باہر تلاش کی حاجت نہ ہو بلکہ مختلف اقوال چھوڑ کر جس قول پر فتوے تھا وہی لکھا تاکہ ہر مسئلہ میں مفتی بہ قول معلوم ہو وصل اور علم تعمت

ہدایہ کا فیصلہ جب تک اعتقاد صحیح نہ ہو، اعمال رائیگاں و بے کار ہیں اور کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ دیکھئے اس حقیقت کا کھل کر اعتراف کیا جا رہا ہے۔

ثبوت حاضر ہے

أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ
سب سے سوال ہونا ہے ف۸۴ اور زمین میں اتراتا نہ چل ف۸۵ بے شک

لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ
ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا ف۸۶ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی

سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ
بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی

مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ
حکمت کی باتیں ف۸۷ اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا

مَلُومًا مَدْحُورًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
طعنہ پاتا دھکے کھاتا کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیئے اور اپنے لئے فرشتوں سے بیٹیاں

إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ
بنائیں ف۸۸ بے شک تم بڑا بول بولتے ہو ف۸۹ اور بے شک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے

لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا
بیان فرمایا ف۹۰ کہ وہ سمجھیں ف۹۱ اور اس سے انہیں نہیں بڑھتی مگر نفرت ف۹۲ تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ

يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَ
بکتے ہیں جب تو وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے ف۹۳ اسے پاکی اور

(۸۴) کہ تم نے ان سے کیا کام لیا (۸۵) تکبر و خود نمائی سے (۸۶) معنی یہ ہیں کہ تکبر و خود نمائی سے کچھ فائدہ نہیں (۸۷) جن کی صحت پر عقل گواہی دے اور ان سے نفس کی اصلاح ہو ان کی رعایت لازم ہے بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان آیات کا حاصل توحید اور نیکیوں اور طاعتوں کا حکم دینا اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت دلانا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ اٹھارہ آیتیں لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے مَدْحُوْرًا تک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الواح میں تھیں ان کی ابتدا توحید کے حکم سے ہوئی اور انتہا شرک کی ممانعت پر اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل توحید و ایمان ہے اور کوئی قول و عمل بغیر اس کے قابل پذیرائی نہیں (۸۸) یہ خلاف حکمت بات کس طرح کہتے ہو (۸۹) کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہو جو خواص ذی اجسام سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک پھر اس میں بھی اپنی بڑائی رکھتے ہو کہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہو کتنی بے ادبی اور گستاخی ہے (۹۰) دلیلوں سے بھی مثالوں سے بھی حکمتوں سے بھی عبرتوں سے بھی اور جا بجا اس مضمون کو قسم قسم کے پیرایوں میں بیان فرمایا (۹۱) اور پند پذیر ہوں (۹۲) اور حق سے دوری (۹۳) اور اس سے برسر مقابلہ ہوتے جیسا بادشاہوں کا طریقہ ہے

احمد رضا خاں صاحب اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ ہر حکمت کی اصل توحید ہے اور اس کے بغیر کوئی قول و فعل اور عمل قابل قبول نہیں بلکہ مردود ہے۔

(کنز الایمان، احمد رضا خاں حاشیہ نعیم الدین مراد آبادی)

ثبوت حاضر ہے

آسان اردو ترجمہ

قرآن مجید

حافظ نذر احمد

مسلم اکادمی

۱۸/۲۹، محمد نگر، لاہور

حافظ نذر احمد کے ترجمۃ القرآن کے ٹائٹل کا عکس۔ یہ وہ ترجمہ قرآن ہے جس پر تمام مسالک بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث وغیرہ متفق ہیں اور ان کے نزدیک یہ ترجمہ صحیح ہے اسی کے حوالے کتاب میں دیے جا رہے ہیں۔

لایمسہ الا المطھرون

ثبوت حاضر ہے

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

مع

خزائن العرفان فی تفسیر القرآن

ترجمہ: اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر: حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

پبلیشرز: فائن قرآن پرنٹرز

اسٹاکسٹ: محمود بک سنٹر

الفضل مارکیٹ ٥ اردو بازار۔ لاہور

جناب احمد رضا خاں کے ترجمہ قرآن وتفسیر نعیم الدین مراد آبادی کنز الایمان فی ترجمہ القرآن مع خزائن العرفان کے سب ٹائٹل سرورق کا عکس کہ جس کے حوالے کتاب میں دیے جا رہے ہیں۔

ثبوت حاضر ہے

غور کیا کہ اس کے بعد کوئی مرتبہ غور کا باقی نہیں رہا۔ اگر تجھ کو صاف حق کرنا منظور ہے تو کتاب مؤطا کا امام محمد کی کتاب الآثار اور امام ابو یوسف کی کتاب آمالی سے موازنہ کرلو۔ مؤطا میں اور ان دونوں کتابوں میں بعد المشرقین نظر آئے گا تم نے کسی محدث یا فقیہی کو سنا ہے کہ ان دونوں کی طرف توجہ کی ہو۔

صحیحین پر تمام محدثین نے اتفاق کیا ہے کہ صحیحین میں جتنی حدیثیں متصل مرفوع ہیں وہ سب یقیناً صحیح ہیں ان دونوں کتابوں کا ثبوت مصنفین تک بالتواتر ہے اور جو ان کی حالت کو نگاہ عظمت سے نہ دیکھے وہ مبتدع ہے اور مسلمانوں کے راستہ سے خلاف پیروی کرنے والا ہے اگر تم صحیحین کا ابن ابی شیبہ اور طحاوی کی کتابوں اور خوارزمی وغیرہ کے مسندوں سے مقابلہ کرو گے تو ان میں بعد المشرقین پاؤ گے اور حاکم نے صحیحین کی احادیث پر ان دونوں کی شرط کے موافق دیگر حدیثوں کا اضافہ کیا ہے۔ جن کو شیخین نے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں نے ان کو تتبع کیا ہے۔ ایک وجہ سے وہ درست ہیں حاکم نے ایسی حدیثیں دریافت کیں جو شیخین کے اساتذہ سے مروی تھیں اور صحیحین کی شروط یعنی حدیث کا صحیح اور متصل ہونا ان میں پایا جاتا تھا۔ اس لیے حاکم کا اس قسم کا اضافہ مقبول ہے لیکن شیخین صرف وہی حدیث بیان کرتے ہیں جن میں ان کے اساتذہ نے خوب غور کرلیا تھا اور ان کے بیان کرنے اور صحت پر ان کا اتفاق ہو گیا تھا جیسے مسلم نے اشارہ کیا ہے کہ میں یہاں صرف وہی حدیثیں بیان کروں گا۔ جن پر سب اساتذہ کا اتفاق ہے اور مستدرک حاکم میں جو احادیث صحیحین سے جیسا بیان کی گئیں ہیں وہ سب مستور الحال ہیں۔ صحیحین کے اساتذہ کے زمانہ میں وہ مخفی حالت میں تھیں اگر چہ ان کے زمانہ کے بعد ان حدیثوں کی شہرت ہو گئی تھی۔ اور جو حدیثیں ایسی ہیں کہ محدثین نے ان کے راویوں میں اختلاف کیا ہے ان میں شیخین اپنے اساتذہ کے طریقہ پر حدیثوں کے موصول اور منقطع ہونے میں اتنا غور کیا کرتے تھے کہ اصلی حالت کا بالکل انکشاف ہو جایا کرتا تھا اور حاکم نے اکثر موقعوں میں انہیں قواعد پر اعتماد کیا ہے جو شیخین کے اصول سے مستنبط کیے گئے ہیں۔ جیسے کہ حاکم کا قول ہے۔ ثقہ راویوں کا زیادہ ہونا باعث قبولیت ہے اور جب حدیث کے موصول و مرسل ہونے یا موقوف اور مرفوع ہونے وغیرہ میں علماء کا اختلاف ہو تو جو شخص زیادہ حافظ ہو گا اس کے مقابلہ میں جو حافظ نہیں ہے اس کا زیادہ غلبہ ہو گا حالانکہ حق یہ ہے کہ حفاظ سے موقوف اور منقطع کے موصول کرنے میں خرابی ہو جایا کرتی ہے۔ خاص کر جب حفاظ کو متصل مرفوع کی طرف زیادہ میلان و اہتمام ہوا کرتا ہے اسی لیے شیخین اکثر ان احادیث کے قائل نہیں ہیں جن کے حاکم قائل ہیں ان تینوں کتابوں کی طرف قاضی عیاض نے کتاب مشارق میں زیادہ توجہ کی ہے ان کی مشکلات کا زیادہ انضباط کیا ہے ان کے رد و بدل کو دور کر دیا ہے۔

دوسرے طبقہ کی کتابیں مؤطا اور صحیحین کے درجہ تک نہیں پہنچی ہیں لیکن ان کے قریب قریب ہیں ان کے مصنف ثقاہت اور عدالت و حفظ میں مشہور و معروف تھے۔ فنون حدیث میں تبحر تھے انہوں نے اپنی اس درجہ کی کتابوں میں ان کو بہ نظر قبول دیکھا محدثین فقہا نے ان کی طرف درجہ بدرجہ توجہ کی لوگوں میں کتابیں مشہور ہو گئیں لوگوں نے ان کے غریب اُمور کی شرح کی ان کے راویوں کی تفتیش کی۔ فقہی مسائل کو مستنبط کیا عام علوم کی بنا انہی احادیث پر ہے۔ اس طبقہ میں سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی اور نسائی ہیں اور زین نے تجرید صحاح اور ابن اثیر نے جامع الاصول میں ان احادیث کا خاص اہتمام کیا ہے۔ غالباً مسند احمد بھی اس درجہ کی ہے۔ امام احمد نے اس کو گویا ایک معیار قرار دیا ہے اس سے صحیح و سقیم کی شناخت بھی ہو سکتی ہے اور فرمایا ہے جو حدیث اس میں نہیں

بخاری و مسلم قرآن کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں جن پر امت کا اتفاق ہے کہ دونوں میں جتنی احادیث موجود ہیں سب مرفوع و صحیح ہیں۔ حجۃ اللہ میں اس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے۔

ف۱۵۵ عقل و علم و گویائی پاکیزہ صورت معتدل قامت سلوکِ معاش و معاد کی تدابیر اور تمام چیزوں پر استیلاء و تسخیر عطا فرما کر اور اس کے علاوہ اور بہت سی فضیلتیں دے کر ف۱۵۶ چار پاؤں اور دوسری سواریوں اور کشتیوں اور جہازوں وغیرہ میں ف۱۵۷ لطیف خوش ذائقہ حیوانی اور نباتی ہر طرح کی غذائیں خوب اچھی طرح پکی ہوئی کیونکہ انسان کے سوا حیوانات میں پکی ہوئی غذا اور کسی کی خوراک نہیں ف۱۵۸ حسن کا قول ہے کہ اکثر سے کل مراد ہے اور اکثر کا لفظ کل کے معنی میں بولا جاتا ہے قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوا وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ اور مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا میں اکثر بمعنی کل ہے لہٰذا ملائکہ بھی اس میں داخل ہیں۔ اور خواص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور صلحائے بشر عوام ملائکہ سے حدیث شریف میں ہے کہ مومن اللہ کے نزدیک ملائکہ سے زیادہ کرامت رکھتا ہے وجہ یہ ہے کہ فرشتے طاعت پر مجبور ہیں یہی ان کی سرشت ہے ان میں عقل ہے شہوت نہیں اور بہائم میں شہوت ہے عقل نہیں اور آدمی شہوت و عقل دونوں کا جامع ہے تو جس نے عقل کو شہوت پر غالب کیا وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس نے شہوت کو عقل پر غالب کیا وہ بہائم سے بدتر ہے ف۱۵۹ جس کا وہ دنیا میں اتباع کرتا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اس سے وہ امام زمان مراد ہے جس کی دعوت پر دنیا میں لوگ چلے خواہ اس نے حق کی دعوت کی ہو یا باطل کی حاصل یہ ہے کہ ہر قوم اپنے سردار کے پاس جمع ہوگی جس کے حکم پر دنیا میں چلتی رہی اور انہیں اسی کے نام سے پکارا جائے گا کہ اے فلاں کے متبعین۔

بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ

اولاد آدم کو عزت دی ف۱۵۵ اور ان کو خشکی اور تری میں ف۱۵۶ سوار کیا اور ان کو ستھری

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ

چیزیں روزی دیں ف۱۵۷ اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے

خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ

افضل کیا ف۱۵۸ جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ

بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

بلائیں گے ف۱۵۹ تو جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا یہ لوگ

يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَ

اپنا نامہ پڑھیں گے ف۱۶۰ اور تاگے بھر ان کا حق نہ دبایا جائے گا ف۱۶۱ اور

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

جو اس زندگی میں ف۱۶۲ اندھا ہو وہ آخرت میں

اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

اندھا ہے ف۱۶۳ اور اور بھی زیادہ گمراہ اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش دیتے

عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ

ہماری وحی سے جو ہم نے تم کو بھیجی کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت کر دو

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ

اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے ف۱۶۴ اور اگر ہم تمہیں ف۱۶۵ ثابت قدم

كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ

نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے اور ایسا ہوتا تو ہم

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

تم کو دونی عمر اور دوچند موت ف۱۶۶ کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے مقابل اپنا

ف۱۶۰ نیک لوگ جو دنیا میں صاحب بصیرت تھے اور راہِ راست پر رہے ان کو ان کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اس میں نیکیاں اور طاعتیں دیکھیں گے تو اس کو ذوق و شوق سے پڑھیں گے اور جو بدبخت ہیں کفار ہیں ان کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ انہیں دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور دہشت سے پوری طرح پڑھنے پر قادر نہ ہوں گے ف۱۶۱ یعنی ثوابِ اعمال میں ان سے ادنیٰ بھی کمی نہ کی جائے گی۔

ف۱۶۲ دنیا کی حق کے دیکھنے سے۔

ف۱۶۳ نجات کی راہ سے معنی یہ ہیں کہ جو دنیا میں کافر گمراہ ہے وہ آخرت میں اندھا ہوگا کیونکہ دنیا میں توبہ مقبول ہے اور آخرت میں توبہ مقبول نہیں۔

ف۱۶۴ شانِ نزول۔ ثقیف کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا کہ اگر آپ تین باتیں منظور کرلیں تو ہم آپ کی بیعت کرلیں ایک تو یہ کہ نماز میں جھکیں گے نہیں یعنی رکوع سجدہ نہ کریں گے، دوسری یہ کہ ہم اپنے بت اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے تیسرے یہ کہ لات کو پوجیں گے تو نہیں مگر ایک سال اس سے نفع اٹھالیں کہ اس کے پوجنے والے جو نذریں چڑھاوے لائیں اس کو وصول کرلیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس دین میں کچھ بھلائی نہیں جس میں رکوع سجدہ نہ ہو اور بتوں کو توڑنے کی بابت تمہاری مرضی اور لات و عزیٰ سے فائدہ اٹھانے کی اجازت میں ہرگز نہ دوں گا وہ کہنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم چاہتے یہ ہیں کہ آپ کی طرف سے ہمیں ایسا اعزاز ملے جو دوسروں کو نہ ملا ہو تاکہ ہم فخر کرسکیں اس میں اگر آپ کو اندیشہ ہو کہ عرب شکایت کریں گے تو آپ ان سے کہہ دیجئے گا کہ اللہ کا حکم ہی ایسا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ف۱۶۵ معصوم کرکے ف۱۶۶ کے عذاب۔

ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور شکر بجا لانا مسنون ہے مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے امور میں دن کا تعین سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کی یادگار اگر کفار بھی قائم کرتے ہوں جب بھی اسکو چھوڑا نہ جائے گا ف۸۷ فرعون اور فرعونیوں کے ہلاک کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر کی طرف لوٹے اور انکی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے عطائے توریت کا وعدہ فرمایا اور اسکے لئے میقات معین کیا جس کی مدت مع اضافہ ایک ماہ دس روز تھی مہینہ ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم میں اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشین بنا کر توریت حاصل کرنے کے لئے کوہ طور پر تشریف لے گئے چالیس شب وہاں ٹھہرے اس عرصہ میں کسی سے بات نہ کی ۔

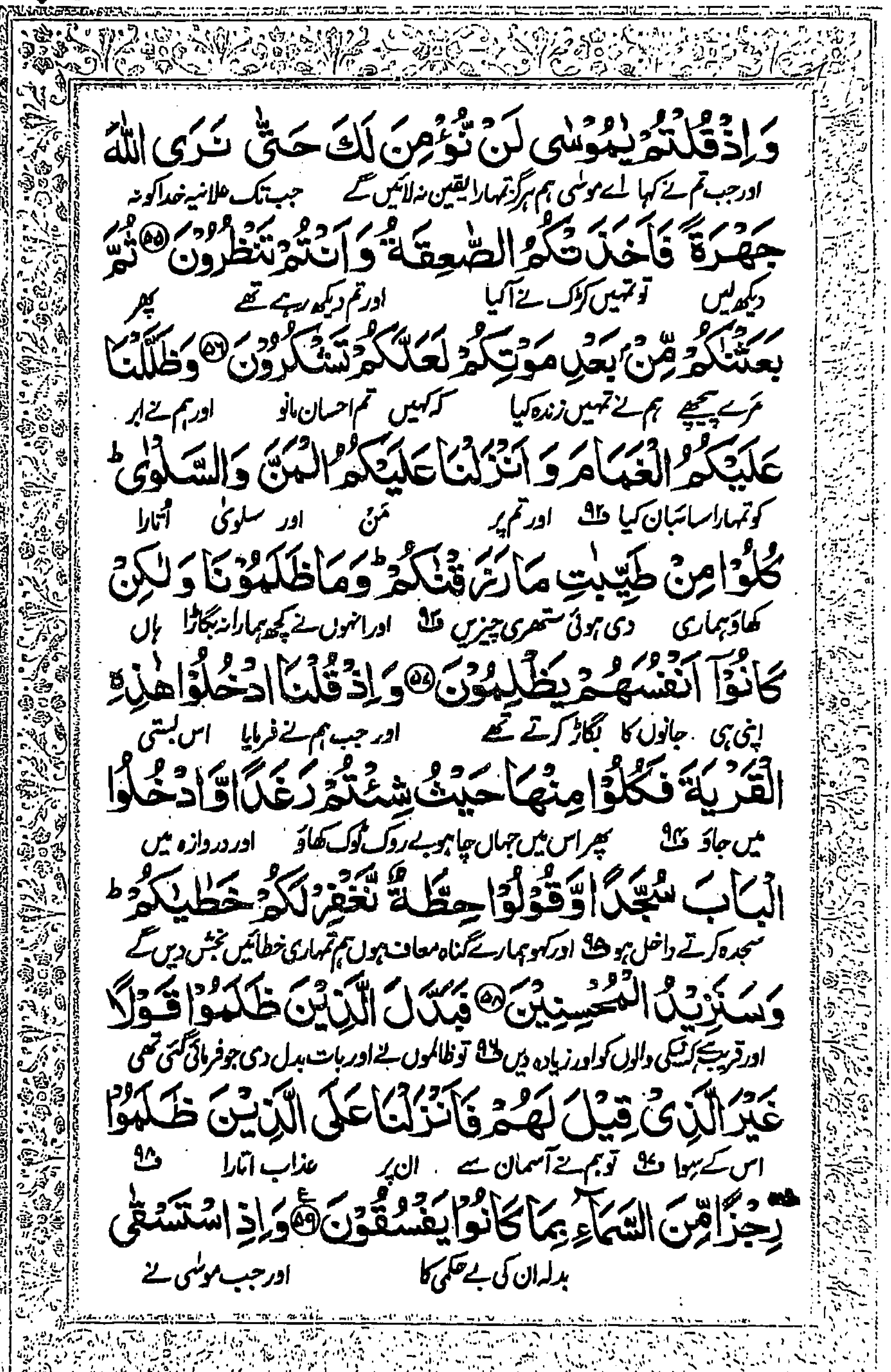
السٓمّٓ ۱ ۱۵ البقرۃ ۲

اللہ تعالیٰ نے زبرجدی الواح میں توریت آپ پر نازل فرمائی یہاں سامری نے سونے کا جواہرات سے مرصع بچھڑا بنا کر قوم سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے وہ لوگ ایک ماہ حضرت کا انتظار کرکے سامری کے بہکانے سے بچھڑا پوجنے لگے سوائے حضرت ہارون علیہ السلام اور آپ کے بارہ ہزار ہمراہیوں کے تمام بنی اسرائیل نے گوسالہ کو پوجا (خازن)

ف۸۸ عفو کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ جنہوں نے بچھڑے کی پرستش نہیں کی ہے وہ پرستش کرنے والوں کو قتل کریں اور مجرم برضا و تسلیم سکون کے ساتھ قتل ہو جائیں وہ اس پر راضی ہو گئے صبح سے شام تک ستر ہزار قتل ہو گئے تب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام بتضرع و زاری بارگاہ کی طرف ملتجی ہوئے وحی آئی کہ جو قتل ہو چکے شہید ہوئے باقی مغفور فرمائے گئے ان میں کے قاتل و مقتول سب جنتی ہیں مسئلہ شرک سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے مسئلہ مرتد کی سزا قتل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت قتل و خونریزی سے سخت تر جرم ہے فائدہ گوسالہ بنا کر پوجنے میں بنی اسرائیل کے کئی جرم تھے ایک تصویر سازی جو حرام ہے دوسرے حضرت ہارون علیہ السلام کی نافرمانی تیسرے گوسالہ پوج کر مشرک ہو جانا یہ ظلم آلِ فرعون کے مظالم سے بھی زیادہ شدید ہیں کیونکہ یہ افعال ان سے بعد ایمان سرزد ہوئے اس لئے مستحق تو اسکے تھے کہ عذاب الٰہی انہیں مہلت نہ دے اور فی الفور ہلاکت سے کفر پر ان کا خاتمہ ہو جائے لیکن حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی بدولت انہیں توبہ کا موقع دیا گیا یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

ع ۶ ۱۳

ف۸۹ اسمیں اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل کی استعداد فرعونیوں کی طرح باطل نہ ہوئی تھی اور ان کی نسل سے صالحین پیدا ہونے والے تھے چنانچہ ان میں ہزارہا نبی و صالح


وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ
اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ
جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ
دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر
بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا
مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو اور ہم نے ابر
عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ
کو تمہارا سائبان کیا ف۹۲ اور تم پر مَن اور سلویٰ اُتارا
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ
کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں ف۹۳ اور انہوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ
اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے اور جب ہم نے فرمایا اس بستی
الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا
میں جاؤ ف۹۴ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں
الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ
سجدہ کرتے داخل ہو ف۹۵ اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے
وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا
اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں ف۹۶ تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی
غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
اس کے سوا ف۹۷ تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا ف۹۸
رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى
بدلہ ان کی بے حکمی کا اور جب موسیٰ نے

پیدا ہوئے ف۹۰ یہ قتل ان کے لئے کفارہ تھا ف۹۱ جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارہ میں اپنی جانیں دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں گوسالہ پرستی کی عذر خواہی کے لئے حاضر لائیں حضرت ان میں سے ستر آدمی منتخب کرکے طور پر لے گئے وہاں وہ کہنے لگے اے موسیٰ ہم آپ کا یقین نہ کریں گے جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ لیں اس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے وہ مر گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتضرع عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے زندہ فرما دیا۔ مسئلہ اس سے شانِ انبیاء معلوم ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کہنے کی شامت میں بنی اسرائیل ہلاک کئے گئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد والوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ انبیاء کی جناب میں ترک ادب غضب الٰہی کا باعث ہوتا ہے اس سے ڈرتے رہیں مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولانِ بارگاہ کی دعا سے مُردے زندہ فرماتا ہے۔
ف۹۲ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فارغ ہو کر لشکر بنی اسرائیل میں پہنچے اور آپ نے انہیں حکم الٰہی سنایا کہ ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا مدفن ہے اسی میں بیت المقدس ہے

ف۱۳۹ شانِ نزول توریت میں بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں وطن سے نہ نکالیں اور جو بنی اسرائیل کسی کی قید میں ہو اس کو مال دے کر چھڑا لیں اس عہد پر انہوں نے اقرار بھی کیا اپنے نفس پر شاہد بھی ہوئے لیکن قائم نہ رہے اور اس سے پھر گئے صورت واقعہ یہ ہے کہ نواح مدینہ میں یہود کے دو فرقے بنی قریظہ اور بنی النضیر سکونت رکھتے تھے اور مدینہ شریف میں دو فرقے اوس و خزرج رہتے تھے بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنی النضیر خزرج کے یعنی ہر ایک قبیلہ نے اپنے حلیف کے ساتھ قسما قسمی کی تھی کہ اگر ہم میں سے کسی پر کوئی حملہ آور

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ

پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو

تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ٘

قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے وطن سے نکالتے ہو

تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِؕ وَ اِنْ یَّاْتُوْكُمْ

ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو) گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر

اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ اِخْرَاجُهُمْؕ

تمہارے پاس آئیں تو بدلا دے کر چھڑا لیتے ہو اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے ف۱۳۹

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍۚ

تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو

فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی

تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ

رسوا ہو ف۱۴۰ اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف

الْعَذَابِؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓىٕكَ

پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ف۱۴۱ یہ ہیں

الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ٘ فَلَا یُخَفَّفُ

وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى

ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے اور بے شک ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ وَ قَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ٘ وَ اٰتَیْنَا عِیْسَى

کتاب عطا کی ف۱۴۲ اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے ف۱۴۳ اور ہم نے عیسیٰ

ہو تو دوسرا اس کی مدد کرے گا اوس اور خزرج باہم جنگ کرتے تھے بنی قریظہ اوس کی اور بنی النضیر خزرج کی مدد کے لئے آتے تھے اور حلیف کے ساتھ ہو کر آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلاتے تھے بنی قریظہ بنی النضیر کو اور وہ بنی قریظہ کو قتل کرتے تھے اور ان کے گھر ویران کر دیتے تھے انہیں ان کے مساکن سے نکال دیتے تھے لیکن جب ان کی قوم کے لوگوں کو ان کے حلیف قید کرتے تھے تو وہ ان کو مال دے کر چھڑا لیتے تھے مثلاً اگر بنی النضیر کا کوئی شخص اوس کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا تو بنی قریظہ اوس کو مالی معاوضہ دے کر اسکو چھڑا لیتے باوجودیکہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت ان کے موقعہ پر آجاتا تو اسکے قتل میں ہرگز دریغ نہ کرتے اس فعل پر ملامت کی جاتی ہے کہ جب تم نے اپنوں کی خونریزی نہ کرنے انکو بستیوں سے نہ نکالنے ان کے اسیروں کو چھڑانے کا عہد کیا تھا تو اسکے کیا معنی کہ قتل و اخراج میں تو درگذر نہ کرو اور گرفتار ہو جائیں تو چھڑاتے پھرو عہد میں سے کچھ ماننا اور کچھ نہ ماننا کیا معنی رکھتا ہے جب تم قتل و اخراج سے باز نہ رہے تو تم نے عہد شکنی کی اور حرام کے مرتکب ہوئے اور اسکو حلال جان کر کافر ہو گئے، مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم و حرام پر امداد کرنا بھی حرام ہے مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے۔ مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب الٰہی کے ایک حکم کا نہ ماننا بھی ساری کتاب کا نہ ماننا اور کفر ہے فائدہ اس میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ جب احکام الٰہی میں سے بعض کا ماننا بعض کا نہ ماننا کفر ہوا تو یہود کا حضرت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو ماننا کفر سے نہیں بچا سکتا ف۱۴۰ دنیا میں تو یہ رسوائی ہوئی کہ بنی قریظہ ۳ ہجری میں مارے گئے ایک روز میں ان کے سات سو آدمی قتل کئے گئے تھے اور بنی النضیر اس سے پہلے ہی جلا وطن کر دیئے گئے حلیفوں کی خاطر عہد الٰہی کی مخالفت کا یہ وبال تھا مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی طرفداری میں دین کی مخالفت کرنا علاوہ اخروی عذاب کے دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتا ہے ف۱۴۱ اس میں جیسی نافرمانوں کے لئے وعید شدید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے افعال سے بے خبر نہیں ہے تمہاری نافرمانیوں پر عذاب شدید فرمائے گا ایسے ہی اس آیت میں مومنین و صالحین کے لئے مژدہ ہے کہ انہیں اعمال حسنہ کی بہترین جزا ملیگی (تفسیر کبیر) ف۱۴۲ اس کتاب سے توریت مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عہد مذکور ہیں سب سے اہم عہد یہ تھے کہ ہر زمانہ کے پیغمبروں کی اطاعت کرنا ان پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا ف۱۴۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک متواتر انبیاء آتے رہے ان کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے یہ سب حضرات شریعت موسوی کے محافظ اور اسکے احکام جاری کرنے والے تھے چونکہ خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کسی کو نہیں مل سکتی اسلئے شریعت محمدیہ کی حفاظت و اشاعت کی خدمت ربانی علماء اور مجددین ملت کو عطا ہوئی۔

ف۳۰۳ یہ سب لوگوں کے حق میں عام ہے ف۳۰۴ یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں (مدارک) اور اس سے ثابت ہوا کہ

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ

ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں ف۳۰۳ مگر جو حکم دے خیرات

اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْ

یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو اللہ کی

ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

رضا چاہنے کو ایسا کرے اسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا

وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ

اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور

نُصْلِهٖ جَهَنَّمَؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ

اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ف۳۰۴ اللہ اسے نہیں بخشتا

اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُؕ

کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے ف۳۰۵

وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًاۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ

یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو ف۳۰۶ اور نہیں پوجتے

اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ

مگر سرکش شیطان کو ف۳۰۷ جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا ف۳۰۸ قسم ہے

مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ

میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا ف۳۰۹ قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا

طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔

ف۳۰۵ شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ آیت ایک کہن سال اعرابی کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی اللہ میں بڑھا ہوں گناہوں میں غرق ہوں بجز اسکے کہ جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اسکے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا اور جرأت کے ساتھ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا اور ایک پل بھی

۱۷ میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ سے بھاگ

ع سکتا ہوں شرمندہ ہوں تائب ہوں مغفرت

۱۴ چاہتا ہوں اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت نص صریح ہے اس پر کہ شرک بخشا نہ جائے گا اگر مشرک اپنے شرک پر مرے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مشرک جو اپنے شرک سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اسکی توبہ و ایمان مقبول ہے۔

ف۳۰۶ یعنی مؤنث بتوں کو جیسے لات عزیٰ منات وغیرہ یہ سب مؤنث ہیں اور عرب کے ہر قبیلے کا بت تھا جسکی وہ عبادت کرتے تھے اور اسکو اس قبیلہ کی انثی (عورت) کہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرات میں اِلَّا اَوْثَانًا اور حضرت ابن عباس کی قرات میں اِلَّا اُثُنًا آیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اناث سے مراد بت ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو زیور وغیرہ پہنا کر عورتوں کی طرح سجاتے تھے۔

ف۳۰۷ کیونکہ اسی کے اغوا سے بت پرستی کرتے ہیں ف۳۰۸ شیطان۔ ف۳۰۹ یعنی اپنا مطیع بناؤں گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

باب: رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ﴾ الآيَةَ وَقَوْلِهِ: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح: ٢٩] وَقَوْلِهِ: ﴿مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ [الصف: ٦]

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ فتح میں ارشاد کہ "محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں انتہائی سخت ہوتے ہیں" اور سورۂ صف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾

٣٥٣٢- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنِي مَعْنٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ)).

[طرفه في: ٤٨٩٦] [مسلم: ٦١٠٥، ٦١٠٦؛ ترمذي: ٢٨٤٠]

(٣٥٣٢) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معن نے کہا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں "عاقب" ہوں یعنی خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نیا پیغمبر دنیا میں نہیں آئے۔"

أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ
میری یاد سے پردہ پڑا تھا ف۲۱۱ اور حق بات سن نہ
سَمْعًا ﴿١٠١﴾ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا
سکتے تھے ف۲۱۲ تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو ف۲۱۳
عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
میرے سوا حمایتی بنالیں گے ف۲۱۴ بیشک ہم نے کافروں کی مہمانی کو
لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ
جہنم تیار کر رکھی ہے تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل
أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
کن کے ہیں ف۲۱۵ ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی ف۲۱۶
وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ
اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں یہ لوگ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ
جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا ف۲۱۷ تو ان کا کیا دھرا
أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ
سب اکارت ہے تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے ف۲۱۸ یہ ان کا
جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَ
بدلہ ہے جہنم اس پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے
رُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
رسولوں کی ہنسی بنائی بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے
كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا
فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے ف۲۱۹ وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے

ع ۱۱ ۱۹ ۲

ف۲۱۱ اور وہ آیات الٰہیہ اور قرآن و ہدایت و بیان اور دلائل قدرت و ایمان سے اندھے بنے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو وہ نہ دیکھ سکے۔

ف۲۱۲ اپنی بدبختی سے رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے کے باعث۔

ف۲۱۳ مثل حضرت عیسٰی و حضرت عزیر و ملائکہ کے۔

ف۲۱۴ اور اس سے کچھ نفع پائیں گے یہ گمان فاسد ہے بلکہ وہ بندے ان سے بیزار ہیں اور بیشک ہم ان کے اس شرک پر عذاب کریں گے۔

ف۲۱۵ یعنی وہ کون لوگ ہیں جو عمل کر کے تھکے اور مشقتیں اٹھائیں اور یہ امید کرتے رہے کہ ان اعمال پر فضل و نوال سے نوازے جائیں گے مگر بجائے اس کے ہلاکت و بربادی میں پڑے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا وہ یہود و نصارٰی ہیں بعض مفسرین نے کہا کہ وہ راہب لوگ ہیں جو صوامع میں عزلت گزین رہتے تھے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل حروراء یعنی خوارج ہیں۔

ف۲۱۶ اور عمل باطل ہو گئے۔

ف۲۱۷ رسول و قرآن پر ایمان نہ لائے اور بعث و حساب و ثواب و عذاب کے منکر رہے۔

ف۲۱۸ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ روز قیامت بعضے لوگ ایسے اعمال لائیں گے جو ان کے خیال میں مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے زیادہ بڑے ہوں گے لیکن جب وہ تولے جائیں گے تو ان میں وزن کچھ نہ ہوگا۔

ف۲۱۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنتوں میں سب کے درمیان اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرش رحمٰن ہے اور اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں حضرت کعب نے فرمایا کہ فردوس جنتوں میں سب سے اعلٰی ہے اس میں نیکیوں کا حکم کرنے والے اور بدیوں سے روکنے والے عیش کریں گے۔

ف۲۴۰ وقتِ ذبح نہ تحقیقاً نہ تقدیراً خواہ اس طرح کہ وہ جانور اپنی موت مر گیا ہو یا اس طرح کہ اس کو بغیر تسمیہ کے یا غیرِ خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یہ سب حرام ہیں لیکن جہاں مسلمان ذبح کرنے والا وقتِ ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول گیا وہ ذبح جائز ہے وہاں ذکر تقدیری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ف۲۴۱ اور اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جانو ف۲۴۲ کیونکہ دین میں حکمِ الٰہی کو چھوڑنا اور دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے ف۲۴۳ مردہ سے کافر اور زندہ سے مومن مراد ہے کیونکہ کفر قلوب کے لئے موت ہے اور ایمان حیات

الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا

عنقریب اپنی کمائی کی سزا پائیں گے اور اسے نہ کھاؤ

لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ

جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ف۲۴۰ اور وہ بیشک حکم عدولی ہے اور بیشک

الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ

شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اور اگر

اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا

تم اُن کا کہنا مانو ف۲۴۱ تو اس وقت تم مشرک ہو ف۲۴۲ اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے

فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

اسے زندہ کیا ف۲۴۳ اور اس کے لئے ایک نور کردیا ف۲۴۴ جس سے لوگوں میں چلتا ہے ف۲۴۵

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ

وہ اس جیسا ہوجائے گا جو اندھیریوں میں ہے ف۲۴۶ ان سے نکلنے والا نہیں یونہی

زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ

کافروں کی آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کردیئے گئے ہیں اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں

كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُوْنَ

اس کے مجرموں کے سرغنہ کیے کہ اس میں داؤں کھیلیں ف۲۴۷ اور داؤں نہیں

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

کھیلتے مگر اپنی جانوں پر اور انہیں شعور نہیں ف۲۴۸ اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آئے

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ

تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ

ملا ف۲۴۹ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے ف۲۵۰ عنقریب

ف۲۴۴ نور سے ایمان مراد ہے جس کی بدولت آدمی کفر کی تاریکیوں سے نجات پاتا ہے، قتادہ کا قول ہے کہ نور سے کتاب اللہ یعنی قرآن مراد ہے۔ ف۲۴۵ اور بینائی حاصل کرکے راہِ حق کو امتیاز کرلیتا ہے ف۲۴۶ کفر و جہل و تیرہ باطنی کی یہ ایک مثال ہے جس میں مومن و کافر کا حال بیان فرمایا گیا ہے کہ ہدایت پانے والا مومن اس مردہ کی طرح ہے جس نے زندگانی پائی اور اس کو نور ملا جس سے وہ مقصود کی راہ پاتا ہے اور کافر اس کی مثل ہے جو طرح طرح کی اندھیریوں میں گرفتار ہوا اور ان سے نکل نہ سکے

ع ۱۴ / ۱۱

ہمیشہ حیرت میں مبتلا رہے یہ دونوں مثالیں ہر مومن و کافر کے لئے عام ہیں اگرچہ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی شانِ نزول یہ ہے کہ ابوجہل نے ایک روز سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نجس چیز پھینکی تھی اس روز حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کو گئے ہوئے تھے جس وقت وہ ہاتھ میں کمان لئے ہوئے شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر دی گئی گو ابھی تک وہ ایمان سے مشرف نہ ہوئے تھے مگر یہ خبر سن کر ان کو نہایت طیش آیا اور وہ ابوجہل پر چڑھ گئے اور اس کو کمان سے مارنے لگے اور ابوجہل عاجزی و خوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا اے ابو یعلیٰ (حضرت امیر حمزہ کی کنیت ہے) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کیسا دین لائے اور انہوں نے ہمارے معبودوں کو برا کہا اور ہمارے باپ دادا کی مخالفت کی اور ہمیں بدعقل بتایا اس پر حضرت امیر حمزہ نے فرمایا تمہارے برابر بدعقل کون ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو پوجتے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اسی وقت حضرت امیر حمزہ اسلام لے آئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت امیر حمزہ کا حال اس کے مشابہ ہے جو مردہ تھا ایمان نہ رکھتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا اور نورِ باطن عطا فرمایا اور ابوجہل کی شان یہی ہے کہ وہ کفر و جہل کی تاریکیوں میں گرفتار ہے ف۲۴۷ اور طرح طرح کے حیلوں اور فریبوں اور مکاریوں سے لوگوں کو بہکانے اور باطل کو رواج دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ف۲۴۸ کہ اس کا وبال انہیں پر پڑتا ہے ف۲۴۹ یعنی جب تک ہمارے پاس وحی نہ آئے اور ہم کو نبی نہ بنایا جائے شانِ نزول ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوت حق ہو تو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ میری عمر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے اور مال بھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۲۵۰ یعنی اللہ جانتا ہے کہ نبوت کی اہلیت اور اس کا استحقاق کس کو ہے کس کو نہیں عمر و مال سے کوئی مستحق نبوت نہیں ہوسکتا اور یہ نبوت کے طلبگار تو حسد، مکر، بدعہدی وغیرہ قبائح افعال اور رذائل خصال میں مبتلا ہیں یہ کہاں اور نبوت کا منصب عالی کہاں۔

ف۵۶۸ شانِ نزول بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی مسئلہ مصدق یعنی صدقہ وصول کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ متوسط مال لے نہ بالکل خراب نہ سب سے اعلیٰ ف۵۶۹ کہ اگر خرچ کرو گے صدقہ دو گے تو نادار ہو جاؤ گے ف۵۷۰ یعنی بخل کا اور زکوٰۃ و صدقہ نہ دینے کا اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین نہیں کر سکتا اسلئے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے آجکل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مصر ہیں وہ بھی اسی حیلے سے کام لیتے ہیں۔

تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ

ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے ف۵۶۸ اور تمہیں ملے تو نہ لو گے

اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ

شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے ف۵۶۹ محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا ف۵۷۰ اور اللہ

يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا ف۵۷۱ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ

اللہ حکمت دیتا ہے ف۵۷۲ جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے

اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ

بہت بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور

اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

تم جو خرچ کرو ف۵۷۳ یا منت مانو ف۵۷۴ اللہ کو اس کی

يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

خبر ہے ف۵۷۵ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر خیرات علانیہ دو

فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ

تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے

لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

ف۵۷۶ اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ

کاموں کی خبر ہے انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ف۵۷۷ ہاں

ف۵۷۱ صدقہ دینے پر اور خرچ کرنے پر

ف۵۷۲ حکمت سے یا قرآن و حدیث و فقہ کا علم مراد ہے یا تقویٰ یا نبوت (مدارک و خازن)

ف۵۷۳ نیکی میں خواہ بدی میں۔

ف۵۷۴ طاعت کی یا گناہ کی نذر عرف میں ہدیہ اور پیشکش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربت مقصودہ ہے اسی لئے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی نذر خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ کے لئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا محل مقرر کرے مثلاً کسی نے یہ کہا یا رب میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کر دے کہ فلاں بیمار کو تندرست کر دے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں یا ان کی مسجد کے لئے تیل یا بوریا حاضر کروں تو یہ نذر جائز ہے (ردالمحتار)

ف۵۷۵ وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔

ف۵۷۶ صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ کے لئے دیا جائے اور ریا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں مسئلہ لیکن صدقہ فرض کا ظاہر کر کے دینا افضل ہے اور نفل کا چھپا کر مسئلہ اور اگر نفل صدقہ دینے والا دوسروں کو خیرات کی ترغیب دینے کے لئے ظاہر کر کے دے تو یہ اظہار بھی افضل ہے (مدارک)

ف۵۷۷ آپ بشیر و نذیر و داعی بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ کا فرض دعوت پر تمام ہو جاتا ہے اس سے زیادہ جہد آپ پر لازم نہیں شانِ نزول قبل اسلام مسلمانوں کی یہود سے رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا۔ اور انہوں نے اس لئے ہاتھ روکنا چاہا کہ ان کے اس طرزِ عمل سے یہود اسلام کی طرف مائل ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُولُونَ
اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور اللہ پر
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ
دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں ف۱۴۸ کسی آدمی کا یہ
أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ
حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے ف۱۴۹ پھر
يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ف۱۵۰ ہاں یہ
كُونُوا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَ
کہے گا کہ اللہ والے ف۱۵۱ ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور
بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا
اس سے کہ تم درس کرتے ہو ف۱۵۲ اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا ف۱۵۳ کہ
الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ
فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرا لو کیا تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ
إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٨٠﴾ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ
تم مسلمان ہو لئے ف۱۵۴ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا ف۱۵۵
لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ
پاس وہ رسول ف۱۵۶ کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے ف۱۵۷ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا
قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِي ؕ
اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا

ف۱۴۸ شانِ نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ دونوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے توریت و انجیل کی تحریف کی اور کتاب اللہ میں اپنی طرف سے جو چاہا ملایا۔

ف۱۴۹ اور کمال علم و عمل عطا فرمائے اور گناہوں سے معصوم کرے۔

ف۱۵۰ یہ انبیاء سے ناممکن ہے اور ان کی طرف ایسی نسبت بہتان ہے۔ شانِ نزول نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں اس آیت کے شانِ نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابو رافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا محمد آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں حضور نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لئے بھیجا۔

ف۱۵۱ ربانی کے معنی عالم فقیہ اور عالم باعمل اور نہایت دیندار کے ہیں۔

ع ۸/۹ ۱۶

ف۱۵۲ اس سے ثابت ہوا کہ علم و تعلیم کا ثمرہ یہ ہونا چاہیئے کہ آدمی اللہ والا ہو جائے جسے علم سے یہ فائدہ نہ ہوا اس کا علم ضائع اور بیکار ہے۔

ف۱۵۳ اللہ تعالیٰ یا اس کا کوئی نبی۔

ف۱۵۴ ایسا کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

ف۱۵۵ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔

ف۱۵۶ یعنی سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ف۱۵۷ اس طرح کہ ان کے صفات و احوال اس کے مطابق ہوں جو کتب انبیاء میں بیان فرمائے گئے ہیں۔

ف۷ بقدر ان کے اعمال کے کیونکہ مومنین کے احوال ان اوصاف میں متفاوت ہیں اسلئے اُن کے مراتب بھی جدا گانہ ہیں۔ ف۸ جو ہمیشہ اکرام و تعظیم کے ساتھ بے محنت و مشقت عطا
کی جائے ف۹ یعنی مدینہ طیبہ سے بدر کی طرف ف۱۰ کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ اُن کی تعداد کم ہے ہتھیار تھوڑے ہیں دشمن کی تعداد بھی زیادہ ہے اور وہ اسلحہ وغیرہ کا بڑا سامان رکھتا ہے
مختصر واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان کے ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ آنے کی خبر پا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے مکہ مکرمہ سے ابوجہل
قریش کا ایک لشکر گراں لے کر قافلہ کی امداد کے لئے روانہ ہوا ابوسفیان تو رستہ سے کترا کر مع اپنے قافلہ کے ساحل بحر کی راہ چل پڑے اور ابوجہل سے اسکے رفیقوں نے کہا کہ قافلہ تو بچ گیا
اب مکہ مکرمہ واپس چل تو اس نے انکار کر دیا

دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾
درجے ہیں ان کے رب کے پاس ف۷ اور بخشش ہے اور عزت کی روزی ف۸
كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَ اِنَّ
جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کیساتھ برآمد کیا ف۹ اور بیشک
فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾ يُجَادِلُوْنَكَ فِي
مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا ف۱۰ سچی بات میں تم سے
الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ
جھگڑتے تھے ف۱۱ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ف۱۲ گویا وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف
هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ
ہانکے جاتے ہیں ف۱۳ اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں ف۱۴
اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ
میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جسمیں کانٹے کا کھٹکا
لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ
نہیں ف۱۵ اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے ف۱۶ اور کافروں
دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ
کی جڑ کاٹ دے ف۱۷ کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا ف۱۸
وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ
پڑے برا مانیں مجرم جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے ف۱۹
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار فرشتوں کی
مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَئِنَّ
قطار سے ف۲۰ اور یہ تو اللہ نے کیا مگر تمہاری خوشی کو اور اس لئے کہ تمہارے دل

اور وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے قصد سے بدر کی طرف چل پڑا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کے دونوں گروہوں میں سے ایک پر مسلمانوں کو فتح مند کرے گا خواہ قافلہ ہو یا قریش کا لشکر صحابہ نے اس میں موافقت کی مگر بعض کو یہ عذر ہوا کہ ہم اس تیاری سے نہیں چلے تھے اور نہ ہماری تعداد اتنی ہے نہ ہمارے پاس کافی سامان اسلحہ ہے یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں گذرا اور حضور نے فرمایا کہ قافلہ تو ساحل کی طرف نکل گیا اور ابوجہل سامنے آرہا ہے اس پر ان لوگوں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم قافلے ہی کا تعاقب کیجئے اور لشکر دشمن کو چھوڑ دیجئے یہ بات ناگوار خاطر اقدس ہوئی تو حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھڑے ہو کر اپنے اخلاص و فرمانبرداری اور رضا جوئی و جاں نثاری کا اظہار کیا اور بڑی قوت و استحکام کے ساتھ عرض کی کہ وہ کسی طرح مرضی مبارک کے خلاف سستی کرنے والے نہیں ہیں پھر اور صحابہ نے بھی عرض کیا کہ اللہ نے حضور کو جو امر فرمایا اسکے مطابق تشریف لے چلیں ہم ساتھ ہیں کبھی تخلف نہ کریں گے ہم آپ پر ایمان لائے ہم نے آپ کی تصدیق کی ہم نے آپکے اتباع کے عہد کئے ہمیں آپکی اتباع میں سمندر کے اندر کود جانے سے بھی عذر نہیں ہے حضور نے فرمایا چلو اللہ کی برکت پر بھروسہ کرو اس نے مجھے وعدہ دیا ہے میں تمہیں بشارت دیتا ہوں مجھے دشمنوں کے گرنے کی جگہ نظر آرہی ہے اور حضور نے کفار کے مرنے اور گرنے کی جگہ نام بنام بتادیں اور ایک ایک کی جگہ پر نشانات لگا دیئے اور یہ معجزہ دیکھا گیا کہ ان میں سے جو مر کر گرا اسی نشان پر گرا اس سے خطا نہ کی ف۱۱ اور کہتے تھے کہ ہمیں لشکر قریش کا
حال ہی معلوم نہ تھا کہ ہم اسکے مقابلہ کی تیاری کر کے چلتے۔ ف۱۲ یہ بات کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کرتے ہیں حکم الٰہی سے کرتے ہیں اور آپ نے اعلان فرما دیا ہے کہ مسلمانوں کو غلبہ مدد پہنچے گی
ف۱۳ یعنی قریش سے مقابلہ انہیں ایسا مہیب معلوم ہوتا ہے ف۱۴ یعنی ابوسفیان کے قافلے اور ابوجہل کے لشکر ف۱۵ یعنی ابوسفیان کا قافلہ ف۱۶ دین حق کو غلبہ دے اسکو بلند و بالا کرے
ف۱۷ اور انہیں اسطرح ہلاک کرے کہ ان میں سے کوئی باقی نہ بچے ف۱۸ یعنی اسلام کو ظہور و ثبات عطا فرمائے اور کفر کو مٹائے ف۱۹ شان نزول مسلم شریف کی حدیث ہے روز بدر رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور آپ کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھ پھیلا کر اپنے رب سے یہ دعا کرنے لگے یارب
جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر یارب جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما یارب اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی اسی طرح حضور دعا
کرتے رہے یہاں تک کہ دوش مبارک سے چادر شریف اتر گئی تو حضرت ابوبکر حاضر ہوئے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کیا یانبی اللہ آپ کی مناجات اپنے رب کے ساتھ کافی ہو گئی وہ

بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی ف۲۰ چنانچہ اول ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان اس روز کافروں کا تعاقب کرتے تھے اور کافر مسلمان کے آگے آگے بھاگا جاتا تھا اچانک اوپر سے کوڑے کی آواز آتی تھی اور سوار کا یہ کلمہ سنا جاتا تھا اقدم حیزوم (یعنی آگے بڑھ اے حیزوم) حیزوم حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے اور نظر آتا تھا کہ کافر گر کر مر گیا اور اس کی ناک تلوار سے اڑا دی گئی اور چہرہ زخمی ہو گیا صحابہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے یہ معائنے بیان کئے تو حضور نے فرمایا کہ یہ آسمان سوم کی مدد ہے۔ ابو جہل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کہاں سے ضرب آتی تھی مارنے والا ہم کو نظر نہیں آتا تھا آپ نے فرمایا فرشتوں کی طرف سے تو کہنے لگا پھر وہی تو غالب ہوئے تم تو غالب نہیں ہوئے

بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
چین پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے ف۲۱ بیشک

اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰﴾ اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً
اللہ غالب حکمت والا ہے جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے

مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ
چین تھی ف۲۲ اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا

بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰى
کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو

قُلُوْبِكُمْ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ
ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے ف۲۳ جب اے محبوب تمہارا رب

اِلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ
فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو ف۲۴

سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا
عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی

فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾
گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ ف۲۵

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ
یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ
رسول سے مخالفت کرے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے یہ تو

فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ یٰۤاَیُّهَا
چکھو ف۲۶ اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے ف۲۷ اے

ف۲۱ تو بندے کو چاہیئے کہ اسی پر بھروسہ کرے اور اپنے زور و قوت اور اسباب و جماعت پر ناز نہ کرے۔

ف۲۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غنودگی اگر جنگ میں ہو تو امن ہے اور اللہ کی طرف سے ہے اور نماز میں ہو تو شیطان کی طرف سے ہے جنگ میں غنودگی کا امن ہونا اس سے ظاہر ہے کہ جسے جان کا اندیشہ ہو اسے نیند اور اونگھ نہیں آتی وہ خطرہ اور اضطراب میں رہتا ہے خوف شدید کے وقت غنودگی آنا حصول امن اور زوال خوف کی دلیل ہے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو دشمنوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت سے جانوں کا خوف ہوا اور بہت زیادہ پیاس لگی تو ان پر غنودگی ڈال دی گئی جس سے انہیں راحت حاصل ہوئی اور تکان اور پیاس رفع ہوئی اور وہ دشمن سے جنگ کرنے پر قادر ہوئے یہ اونگھ ان کے حق میں نعمت تھی اور یکبارگی سب کو آئی جماعت کثیر کا خوف شدید کی حالت میں اسی طرح یکبارگی اونگھ جانا خلاف عادت ہے اسی لئے بعض علماء نے فرمایا یہ اونگھ معجزہ کے حکم میں ہے۔ خازن

ف۲۳ روز بدر مسلمان ریگستان میں اترے ان کے اور ان کے جانوروں کے پاؤں ریت میں دھنسے جاتے تھے اور مشرکین ان سے پہلے لب آب قبضہ کر چکے تھے صحابہ میں بعض حضرات کو وضو کی بعض کو غسل کی ضرورت تھی اور پیاس کی شدت تھی تو شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ تم گمان کرتے ہو کہ تم حق پر ہو تم میں اللہ کے نبی ہیں اور تم اللہ والے ہو اور حال یہ ہے کہ مشرکین غالب ہو کر پانی پر پہنچ گئے تم بغیر وضو اور غسل کئے نمازیں پڑھتے ہو تو تمہیں دشمن پر فتح یاب ہونے کی کس طرح امید ہے تو اللہ تعالیٰ نے مینہ بھیجا جس سے جنگل سیراب ہو گیا اور مسلمانوں نے اس سے پانی پیا اور غسل کئے اور وضو کئے اور اپنی سواریوں کو پلایا اور اپنے برتنوں کو بھر لیا اور غبار بیٹھ گیا اور زمین اس قابل ہو گئی کہ اس پر قدم جمنے لگے اور شیطان کا وسوسہ زائل ہوا اور صحابہ کے دل خوش ہوئے اور یہ نعمت فتح و ظفر حاصل ہونے کی دلیل ہوئی ف۲۴ ان کی اعانت کر کے اور انہیں بشارت دے کر ف۲۵ ابو داؤد مازنی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے فرماتے ہیں کہ میں مشرک کی گردن مارنے کے لئے اس کے درپے ہوا اس کا سر میری تلوار پہنچنے سے پہلے ہی کٹ کر گر گیا تو میں نے جان لیا کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا سہل بن حنیف فرماتے ہیں کہ روز بدر ہم میں سے کوئی تلوار سے اشارہ کرتا تھا تو اس کی تلوار پہنچنے سے پہلے ہی مشرک کا سر جسم سے جدا ہو کر گر جاتا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت سنگریزے کفار پر پھینک کر مارے تو کوئی کافر ایسا نہ بچا جس کی آنکھوں میں اس میں سے کچھ پڑا نہ ہو بدر کا یہ واقعہ صبح جمعہ سترہ رمضان مبارک سنہ ۲ ہجری میں پیش آیا ف۲۶ جو بدر میں پیش آیا اور کفار مقتول اور مقید ہوئے یہ تو عذاب دنیا ہے۔ ف۲۷ آخرت میں۔

وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ
اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جو تم
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ
ان سے پوچھو کس نے اتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین
الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ
زندہ کردی مرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے ف۱۴۷ تم فرماؤ سب
لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ
خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں ف۱۴۸ اور یہ دنیا کی زندگی
الدُّنْیَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ
تو نہیں مگر کھیل کود ف۱۴۹ اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی
الْحَیَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِی
سچی زندگی ہے ف۱۵۰ کیا اچھا تھا اگر جانتے ف۱۵۱ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں
الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ
ف۱۵۲ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر ف۱۵۳ پھر جب وہ انہیں
اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِیَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰهُمْ ۚۙ
خشکی کی طرف بچا لاتا ہے ف۱۵۴ جبھی شرک کرنے لگتے ہیں ف۱۵۵ کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت
وَلِیَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا
کی ف۱۵۶ اور برتیں ف۱۵۷ تو اب جانا چاہتے ہیں ف۱۵۸ اور کیا انہوں نے ف۱۵۹ یہ نہ دیکھا کہ
حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ
ہم نے ف۱۶۰ حرمت والی زمین پناہ بنائی ف۱۶۱ اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے جاتے ہیں ف۱۶۲
یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں ف۱۶۳ اور اللہ کی دی ہوئی نعمت ف۱۶۴ سے ناشکری کرتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر

ف۱۴۷ اسکے مقر ہیں۔
ف۱۴۸ کہ باوجود اس اقرار کے توحید کے منکر ہیں۔
ف۱۴۹ کہ جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں کھیل میں دل لگاتے ہیں پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہی حال دنیا کا ہے نہایت سریع الزوال ہے اور موت یہاں سے ایسا ہی جدا کر دیتی ہے جیسے کھیل والے بچے منتشر ہو جاتے ہیں۔
ف۱۵۰ کہ وہ زندگی پائدار ہے دائمی ہے اس میں موت نہیں زندگانی کہلانے کے لائق وہی ہے۔
ف۱۵۱ دنیا اور آخرت کی حقیقت تو دنیائے فانی کو آخرت کی جاودانی زندگی پر ترجیح نہ دیتے۔
ف۱۵۲ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک و عناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ۔
ف۱۵۳ کہ اس مصیبت سے نجات وہی دے گا۔
ف۱۵۴ اور ڈوبنے کا اندیشہ اور پریشانی جاتی رہتی ہے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔
ف۱۵۵ زمانۂ جاہلیت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی خطرہ میں آتی تو بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یارب یارب پکارنے لگتے اور امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے۔
ف۱۵۶ یعنی اس مصیبت سے نجات کی۔
ف۱۵۷ اور اس سے فائدہ اٹھائیں بخلاف مومنین مخلصین کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اخلاص کے ساتھ شکر گزار رہتے ہیں اور جب ایسی صورت پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے رہائی دیتا ہے تو اس کی طاعت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے ہیں مگر کافروں کا حال اسکے بالکل برخلاف ہے۔

ف۱۵۸ نتیجہ اپنے کردار کا ف۱۵۹ یعنی اہل مکہ نے ف۱۶۰ ان کے شہر مکہ مکرمہ کی ف۱۶۱ ان کے لئے جو اس میں ہوں ف۱۶۲ قتل کئے جاتے ہیں گرفتار کئے جاتے ہیں ف۱۶۳ یعنی بتوں پر۔
ف۱۶۴ یعنی سید عالم محمد مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور اسلام سے کفر کر کے۔

ف۱۳۶ اور تعمیل حکم میں ان سے کوتاہی واقع نہیں ہوتی اور ان کے عمل میں سستی اور تاخیر راہ نہیں پاتی اپنے فرائض ٹھیک وقت پر ادا کرتے ہیں ف۱۳۷ اور اس روز اس کے سوا کوئی حکم کرنے

وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ
اور وہ قصور نہیں کرتے ف۱۳۶ پھر پھیرے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ

الْحَقِّ ۚ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ﴿٦٢﴾
اللہ کی طرف سنتا ہے اسی کا حکم ف۱۳۷ اور وہ سب سے جلد حساب کرنے والا ف۱۳۸

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے

تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَٰذِهِ
جسے پکارتے ہو گڑگڑا کر اور آہستہ کہ اگر وہ ہمیں اس سے بچا دے

لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا
تو ہم ضرور احسان مانیں گے ف۱۳۹ تم فرماؤ اللہ تمہیں نجات دیتا ہے اس سے

وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ
اور ہر بے چینی سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو ف۱۴۰ تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ

عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ
تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے

تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ
تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو

بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ
دوسرے کی سختی چکھائے دیکھو ہم کیونکر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ کہیں ان کو

يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُلْ
سمجھ ہو ف۱۴۱ اور اسے ف۱۴۲ جھٹلایا تمہاری قوم نے اور یہی حق ہے تم فرماؤ

لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ ۚ وَ
میں تم پر کچھ کڑوڑا نہیں ف۱۴۳ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے ف۱۴۴

والا نہیں ف۱۳۸ کیونکہ اس کو سوچنے جانچنے شمار کرنے کی حاجت نہیں جس میں دیر ہو۔ ف۱۳۹ اس آیت میں کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ خشکی اور تری کے سفروں میں جب وہ مبتلائے آفات ہو کر پریشان ہوتے ہیں اور ایسے شدائد و اہوال پیش آتے ہیں جن سے دل کانپ جاتے ہیں اور خطرات قلوب کو مضطرب اور بے چین کر دیتے ہیں اس وقت بت پرست بھی بتوں کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کرتا ہے اسی کی جناب میں تضرع وزاری کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مصیبت سے اگر تو نے نجات دی تو میں شکر گزار ہوں گا اور تیرا حق نعمت بجا لاؤں گا ف۱۴۰ اور بجائے شکر گزاری کے ایسی بڑی ناشکری کرتے ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ بت نکمے ہیں کسی کام کے نہیں پھر انہیں اللہ کا شریک کرتے ہو کتنی بڑی گمراہی ہے۔ ف۱۴۱ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت سے کون لوگ مراد ہیں ایک جماعت نے کہا کہ اس سے امت محمد یہ مراد ہے اور آیت انہیں کے حق میں نازل ہوئی بخاری کی حدیث میں ہے کہ جب یہ نازل ہوا کہ وہ قادر ہے تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ہی پناہ مانگتا ہوں اور جب یہ نازل ہوا کہ یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو فرمایا میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں اور جب یہ نازل ہوا یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے تو فرمایا یہ آسان ہے مسلم کی حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنی معاویہ میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اسکے بعد طویل دعا کی پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں نے اپنے رب سے تین سوال کئے ان میں سے صرف دو قبول فرمائے گئے ایک سوال تو یہ تھا کہ میری امت کو قحط عام سے ہلاک نہ فرمائے یہ قبول ہوا ایک یہ تھا کہ انہیں غرق سے عذاب نہ فرمائے یہ بھی قبول ہوا تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ و جدال نہ ہو یہ قبول نہیں ہوا۔ ف۱۴۲ یعنی قرآن شریف کو یا نزول عذاب کو ف۱۴۳ میرا کام ہدایت ہے قلوب کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ف۱۴۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دیں ان کے لئے وقت معین ہیں ان کا وقوع ٹھیک اسی وقت ہو گا۔

ف۲۲۷ جو اس نے اپنی پہلی کتابوں میں فرمایا تھا کہ نبی آخر الزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمائیں گے ف۲۲۸ اپنے رب کے حضور عجز و نیاز سے نرم دلی سے ف۲۲۹ مسئلہ۔ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے۔ ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنم میں نہ جائے گا جو خوفِ الٰہی سے روئے ف۲۳۰ شان نزول۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَيَقُولُونَ

جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں

سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّونَ

پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا ف۲۲۷ اور ٹھوڑی کے

لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ ﴿١٠٩﴾ قُلِ ادْعُوا اللَّهَ

بل گرتے ہیں ف۲۲۸ روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ف۲۲۹ تم فرماؤ اللہ کہہ کر

أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ

پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں ف۲۳۰

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ

اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں

ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ

راستہ چاہو ف۲۳۱ اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے

وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ

کچھ اختیار نہ فرمایا ف۲۳۲ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ف۲۳۳ اور کمزوری سے

وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿١١١﴾ ع

کوئی اس کا حمایتی نہیں ف۲۳۴ اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو ف۲۳۵

سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّ اثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

سورت کہف مکی ہے اور اس میں ایک سو دس آیات اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ف۱

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے ف۲ پر کتاب اتاری ف۳ اور

نے فرمایا کہ ایک شب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجود میں یا اللہ یا رحمٰن فرماتے رہے ابو جہل نے سنا تو کہنے لگا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمٰن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔ ف۲۳۱ یعنی متوسط آواز سے پڑھو جس سے مقتدی بہ آسانی سن لیں۔ شانِ نزول رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں جب اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تو قراءت بلند آواز سے فرماتے مشرکین سنتے تو قرآن پاک کو اور اسکے نازل فرمانے والے کو اور جن پر نازل ہوا ان سب کو گالیاں دیتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ف۲۳۲ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا گمان ہے

ف۲۳۳ جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں۔

ف۲۳۴ یعنی وہ کمزور نہیں کہ اسکو کسی حمایتی اور مددگار کی حاجت ہو۔

ف۲۳۵ حدیث شریف میں ہے روز قیامت جنت کی طرف سب سے پہلے وہی لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے ہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے اور بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ (ترمذی) مسلم شریف کی حدیث میں ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک چار کلمے بہت پیارے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

فائدہ اس آیت کا نام آیت العز ہے، بنی عبد المطلب کے بچے جب بولنا شروع کرتے تھے تو ان کو سب سے پہلے یہی آیت قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سکھائی جاتی تھی۔

ف۱ اس سورت کا نام سورۂ کہف ہے یہ سورت مکیہ ہے اس میں ایک سو گیارہ ۱۱۱ آیتیں اور ایک ہزار پانچسو ستتر ۱۵۷۷ کلمے اور چھ ہزار تین سو ساٹھ ۶۳۶۰ حرف ہیں ف۲ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ف۳ یعنی قرآن پاک جو اس کی بہترین نعمت اور بندوں کے لئے نجات و فلاح کا سبب ہے۔

إِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۚ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٧١﴾

إِلَّا	دُعَآءً	وَّنِدَآءً	صُمٌّ	بُكْمٌ	عُمْيٌ	فَهُمْ	لَا يَعْقِلُونَ
سوائے	پکارنا	اور چلانا	بہرے	گونگے	اندھے	پس وہ	نہیں سمجھتے

سوائے پکارنے اور چلانے (کی آواز) کے، وہ بہرے گونگے، اندھے ہیں، پس وہ نہیں سمجھتے۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ

يَٰٓأَيُّهَا	الَّذِينَ	آمَنُوا	كُلُوا	مِن	طَيِّبَٰتِ	مَا رَزَقْنَٰكُمْ	وَاشْكُرُوا	لِلَّهِ
اے	جو لوگ	ایمان لائے	تم کھاؤ	سے	پاک	جو ہم نے تمہیں دیا	اور شکر کرو	اللہ کا

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں اور تم اللہ کا شکر کرو

إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿١٧٢﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

إِن كُنتُمْ	إِيَّاهُ	تَعْبُدُونَ	إِنَّمَا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمُ	الْمَيْتَةَ	وَالدَّمَ
اگر تم ہو	صرف اسکی	بندگی کرتے ہو	درحقیقت	حرام کیا	تم پر	مردار	اور خون

اگر تم صرف اس کی بندگی کرتے ہو۔ درحقیقت (اس نے) تم پر حرام کیا ہے مردار اور خون

وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهِۦ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ

وَلَحْمَ	الْخِنزِيرِ	وَمَا	أُهِلَّ	بِهِۦ	لِغَيْرِ اللَّهِ	فَمَنِ	اضْطُرَّ
اور گوشت	سؤر	اور جو	پکارا گیا	اس پر	اللہ کے سوا	پس جو	لاچار ہو جائے

اور سؤر کا گوشت، اور جس پر اللہ کے سوا (کسی اور کا نام) پکارا گیا، پس جو لاچار ہو جائے

غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٧٣﴾

غَيْرَ بَاغٍ	وَلَا	عَادٍ	فَلَآ	إِثْمَ	عَلَيْهِ	إِنَّ	اللَّهَ	غَفُورٌ	رَّحِيمٌ
نہ سرکشی کرنیوالا	اور نہ	حد سے بڑھنے والا	تو نہیں	گناہ	اس پر	بیشک	اللہ	بخشنے والا	رحم کرنے والا

مگر نہ سرکشی کرنے والا ہو، نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِۦ

إِنَّ	الَّذِينَ	يَكْتُمُونَ	مَآ أَنزَلَ	اللَّهُ	مِنَ	الْكِتَٰبِ	وَيَشْتَرُونَ	بِهِۦ
بیشک	جو لوگ	چھپاتے ہیں	جو اتارا	اللہ	سے	کتاب	اور وصول کرتے ہیں (وہ)	اس سے

بے شک جو لوگ وہ چھپاتے ہیں جو اللہ نے (بصورت) کتاب نازل کیا اور اس سے وصول کرتے ہیں

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾

میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا

اے یعقوب کی اولاد ۶۹ یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا ۷۰ اور

بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ

میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا ۷۱ اور خاص میرا ہی ڈر رکھو ۷۲ اور ایمان لاؤ اس پر جو

اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ

میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو ۷۳

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا

اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو ۷۴ اور مجھی سے ڈرو اور

تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ۷۵

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو

(۶۸) یہ مؤمنین صالحین کے لئے بشارت ہے کہ نہ انہیں فزع اکبر کے وقت خوف ہو نہ آخرت میں غم وہ بے غم جنت میں داخل ہوں گے (۶۹) اسرائیل معنی عبداللہ عبری زبان کا لفظ ہے یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے (مدارک) کلبی مفسر نے کہا اللہ تعالیٰ نے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا فرما کر پہلے تمام انسانوں کو عموماً دعوت دی پھر اِذْ قَالَ رَبُّکَ فرما کر ان کے مبدء کا ذکر کیا اس کے بعد خصوصیت کے ساتھ بنی اسرائیل کو دعوت دی یہ لوگ یہودی ہیں اور یہاں سے سیقول تک ان سے کلام جاری ہے کبھی ملاطفت انعام یاد دلا کر دعوت کی جاتی ہے کبھی خوف دلایا جاتا ہے کبھی حجت قائم کی جاتی ہے کبھی ان کی بدعملی پر توبیخ ہوتی ہے کبھی گزشتہ عقوبات کا ذکر کیا جاتا ہے (۷۰) یہ احسان کہ تمہارے آباء کو فرعون سے نجات دلائی دریا کو پھاڑا ابر کو سائبان بنایا ان کے علاوہ اور احسانات جو آگے آتے ہیں ان سب کو یاد کرو اور یاد کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کر کے شکر بجالاؤ کیونکہ کسی نعمت کا شکر نہ کرنا ہی اس کا بھلانا ہے (۷۱) یعنی تم ایمان و طاعت بجالا کر میرا عہد پورا کرو میں جزاء و ثواب دے کر تمہارا عہد پورا کروں گا اس عہد کا بیان آیہ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ میں ہے (۷۲) مسئلہ اس آیت میں شکر نعمت ووفاء عہد کے واجب ہونے کا بیان ہے اور یہ بھی کہ مومن کو چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے (۷۳) یعنی قرآن پاک اور توریت و انجیل پر جو تمہارے ساتھ ہیں ایمان لاؤ اور اہل کتاب میں پہلے کافر نہ بنو کہ جو تمہارے اتباع میں کفر اختیار کرے اس کا وبال بھی تم پر ہو (۷۴) ان آیات سے توریت و انجیل کی وہ آیات مراد ہیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت ہے مقصد یہ ہے کہ حضور کی نعت دولت دنیا کے لئے مت چھپاؤ کہ متاع دنیا (ثمن) قلیل اور نعمت آخرت کے مقابل بے حقیقت ہے۔ شان نزول یہ آیت کعب بن اشرف اور دوسرے رؤساء و علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی قوم کے جاہلوں اور کمینوں سے ٹکے وصول کر لیتے اور ان پر سالانے مقرر کرتے تھے اور انہوں نے پھلوں اور نقد مالوں میں اپنے حق معین کر لئے تھے انہیں اندیشہ ہوا کہ توریت میں جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعت و صفت ہے اگر اس کو ظاہر کریں تو قوم حضور پر ایمان لے آئے گی اور ان کی کچھ پرسش نہ رہے گی یہ تمام منافع جاتے رہیں گے اس لئے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغیر کی اور حضور کی نعت کو بدل ڈالا جب ان سے لوگ دریافت کرتے کہ توریت میں حضور کے کیا اوصاف مذکور ہیں تو وہ چھپا لیتے اور ہرگز نہ بتاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خازن وغیرہ)

کنز الایمان

پ 12

۱۱۰۷

مطالب القرآن

(1) اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے

آیت	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
والٰهکم اله واحد	۲	البقرۃ	۱۶۳
لا اله الا هو	۲	•	۲۵۵
وما من اله الا الله	۳	آل عمران	۶۲
انما الله اله واحد	۶	النساء	۱۷۱
وما من اله الا اله واحد	۶	المائدۃ	۷۳
من اله غیر الله یاتیکم به	۷	الانعام	۴۶
ما لکم من اله غیره	۸	الاعراف	۶۵
انما هو اله واحد	۱۳	ابراهیم	۵۲
الٰهکم اله واحد	۱۴	النحل	۲۲
لا تجعل مع الله	۱۵	بنی اسرائیل	۲۲
انما هو اله واحد	۱۴	النحل	۵۱
انما الٰهکم اله واحد	۱۶	الکهف	۱۱۰
انما الٰهکم اله واحد	۱۷	الانبیاء	۱۰۸
فالٰهکم اله واحد	۱۷	الحج	۳۴
وما کان معه من اله	۱۸	المؤمنون	۹۱
ءاله مع الله	۲۰	النمل	۶۰
من اله غیر الله	۲۰	القصص	۷۱
وما من اله الا الله	۲۳	ص	۶۵
انما الٰهکم اله واحد	۲۴	حم السجدۃ	۶
وهو الذی فی السماء اله	۲۵	الزخرف	۸۴
ام لهم اله غیر الله	۲۷	الطور	۴۳

(2) سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے

آیت	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
هو الذی خلق لکم	۱	البقرۃ	۲۹
الحمد لله الذی خلق السموت	۷	الانعام	۱۰۲
وخالق کل شیء	۷	•	۱۰۲
لا اله الا هو خالق کل شیء	۷	•	۱۰۲
قل الله خالق کل شیء	۱۳	الرعد	۱۶
وهو الذی خلق الیل	۱۷	الانبیاء	۳۳
ثم خلقنا النطفة	۱۸	المؤمنون	۱۴/۱۲
والله خلق کل دابة	۱۸	النور	۴۵
خلق کل شیء	۱۸	الفرقان	۲
خلق السموت بغیر عمد	۲۱	لقمان	۱۰
ذلکم الله ربکم خالق کل شیء	۲۴	المؤمن	۶۲
خلق الانسان	۲۷	الرحمٰن	۳-۴
اقرأ باسم ربک الذی خلق	۳۰	العلق	۱-۲

(3) ہر چیز کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے

آیت	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
مالک یوم الدین	۱	الفاتحة	۳
قل اللهم مالک الملک	۳	آل عمران	۲۶
قل فمن یملک لکم	۲۶	الفتح	۱۱
ولله ملک السموت والارض	۶	المائدۃ	۱۷
الا ان لله ما فی السموت	۱۱	یونس	۵۵
الم تعلم ان الله	۶	المائدۃ	۴۰
لله ملک السموت	۷	•	۱۲۰
ولم یکن له شریک فی الملک	۱۵	بنی اسرائیل	۱۱۱
بیده ملکوت کل شیء	۱۸	المؤمنون	۸۸
ذلکم الله ربکم	۲۲	فاطر	۱۳
له ملک السموت والارض	۲۴	الزمر	۴۴
سبحٰن رب السموت	۲۵	الزخرف	۸۲
وتبارک الذی له ملک السموت	۲۵	•	۸۵
ولله ملک السموت والارض	۲۶	الفتح	۱۴
ملک الناس	۳۰	الناس	۲

(6) ہر نفع و نقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

آیت	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
فلن تملک له من الله شیئا	۶	المائدۃ	۴۱
قل لا املک لنفسی نفعا	۹	الاعراف	۱۸۸
قل لا املک لنفسی ضرا	۱۱	یونس	۴۹
وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له	۱۱	•	۱۰۷
لهم ما یشاءون عند ربهم	۲۴	الزمر	۳۴

(5) مصیبت ٹالنا بیماروں کو شفا دینا اکیلے اولاد کو اولاد دینا بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا

آیت	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له	۱۱	یونس	۱۰۷
وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له	۷	الانعام	۱۷
واذا مس الانسان الضر دعانا	۱۱	یونس	۱۲
فاذا مسکم الضر	۱۵	بنی اسرائیل	۶۷
فکشفنا ما به من ضر	۱۷	الانبیاء	۸۴
واذا مرضت فهو یشفین	۱۹	الشعراء	۸۰
هل هن کاشفت ضره	۲۴	الزمر	۳۸
یهب لمن یشاء اناثا	۲۵	الشوریٰ	۴۹

(4) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے

آیت	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
اغیر الله تدعون	۷	الانعام	۴۰/۴۱
وادعوه مخلصین له الدین	۸	الاعراف	۲۹
ولا تدع من دون الله	۱۱	یونس	۱۰۶
له دعوۃ الحق	۱۳	الرعد	۱۴
فادعوا الله	۲۴	المؤمن	۱۴
والذین لا یدعون مع الله	۱۹	الفرقان	۶۸

(7) اللہ تعالیٰ بے قراروں کی دعا قبول کرتا ہے

آیت	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
اجیب دعوۃ الداع	۲	البقرۃ	۱۸۶
امن یجیب المضطر	۲۰	النمل	۶۲
فاذا مس الانسان	۲۴	الزمر	۴۹

(8) رزق کی کمی بیشی بالذات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

آیت	پارہ	سورۃ	آیت نمبر
والله یرزق	۲	البقرۃ	۲۱۲
وکلوا مما رزقکم الله	۷	المائدۃ	۸۸
وما من دابة	۱۲	هود	۶
الله یبسط الرزق	۱۳	الرعد	۲۶
لیرزقنهم الله	۱۷	الحج	۵۸
ان الذین تعبدون من دون الله	۲۰	العنکبوت	۱۷
وکاین من دابة	۲۱	•	۶۰
هل من خالق	۲۲	فاطر	۳
وینزل لکم من السماء	۲۴	المؤمن	۱۳
ولو بسط الله الرزق	۲۵	الشوریٰ	۲۷
ان الله هو الرزاق	۲۷	الذاریات	۵۸
امن هذا الذی یرزقکم	۲۹	الملک	۲۱

تبصرہ:۔ مندرجہ بالا ۸ حوالے بار بار غور سے پڑھیں تو جبہ کو
قبول کریں۔ بن امتی کے خلاف عقیدہ رکھنے والا مشرک
ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دیا جائے
گا دیکھئے کنز الایمان ۴/ ص ۳۰۴ - 305

فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ
پھر جب بوجھل پڑی دونوں نے اپنے رب سے دعا کی ضرور اگر تو ہمیں جیسا چاہیے بچہ دے گا تو بیشک
مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ
ہم شکر گزار ہوں گے پھر جب اس نے انہیں جیسا چاہیے بچہ عطا فرمایا انہوں نے اس کی عطا میں اس
اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ
کے ساجھی ٹھہرائے تو اللہ کو برتری ہے ان کے شرک سے ۳۷۳ کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ بنائے
شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ
۳۷۴ اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہنچا سکیں اور نہ اپنی جانوں
يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ سَوَآءٌ
کی مدد کریں ۳۷۵ اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ ۳۷۶ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں ۳۷۷
عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
تم پر ایک سا ہے چاہے انہیں پکارو یا چپ رہو ۳۷۸ بے شک وہ جن کو تم اللہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ
کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں ۳۷۹ تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ
اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں

بقیہ صفحہ ۳۱۴ = کو طبائع کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے دہریوں کا حال ہے کبھی ستاروں کی طرف جیسا کواکب پرستوں کا طریقہ ہے کبھی بتوں کی طرف جیسا بت پرستوں کا دستور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ان کے اس شرک سے برتر ہے (کبیر) (۳۷۱) یعنی اس کے باپ کی جنس سے اس کی بی بی بنائی (۳۷۲) مرد کا چھانا کنایہ ہے جماع کرنے سے اور ہلکا سا پیٹ رہنا ابتدائے حمل کی حالت کا بیان ہے (۳۷۳) بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں قریش کو خطاب ہے جو قصی کی اولاد ہیں ان سے فرمایا گیا کہ تمہیں ایک شخص قصی سے پیدا کیا اور اس کی بی بی اسی کی جنس سے عربی قرشی کی تاکہ اس سے چین و آرام پائے پھر جب ان کی درخواست کے مطابق انہیں تندرست بچہ عنایت کیا تو انہوں نے اللہ کی اس عطا میں دوسروں کو شریک بنایا اور اپنے چاروں بیٹوں کا نام عبد مناف عبدالعزیٰ عبد قصی اور عبدالدار رکھا (۳۷۴) یعنی بتوں کو جنہوں نے کچھ نہیں بنایا (۳۷۵) اس میں بتوں کی بےقدری اور بطلان

شرک کا بیان اور مشرکین کے کمال جہل کا اظہار ہے اور جتایا گیا ہے کہ عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عابد کو نفع پہنچانے اور اس کا ضرر دفع کرنے کی قدرت رکھتا ہو مشرکین جن بتوں کو پوجتے ہیں ان کی بےقدری اس درجہ کی ہے کہ وہ کسی چیز کے بنانے والے نہیں کسی چیز کے بنانے والے تو کیا ہوتے خود اپنی ذات میں دوسرے سے بےنیاز نہیں آپ مخلوق ہیں بنانے والے کے محتاج ہیں اس سے بڑھ کر بےاختیاری یہ ہے کہ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے اور کسی کی کیا مدد کریں خود انہیں ضرر پہنچے تو دفع نہیں کر سکتے کوئی انہیں توڑ دے گرا دے جو چاہے کرے وہ اس سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتے ایسے مجبور بےاختیار کو پوجنا انتہا درجہ کا جہل ہے (۳۷۶) یعنی بتوں کو (۳۷۷) کیونکہ وہ نہ سن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں (۳۷۸) وہ بہرحال عاجز ہیں ایسے کو پوجنا اور معبود بنانا بڑی بےخردی ہے (۳۷۹) [redacted]

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
بیشک اللہ سب کچھ جانتا سب کچھ کرسکتا ہے اور اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر رزق میں
فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ
بڑائی دی ف۱۵۳ تو جنہیں بڑائی دی ہے وہ اپنا رزق اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر
أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ
دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں ف۱۵۴ تو کیا اللہ کی نعمت سے مکرتے ہیں ف۱۵۵ اور اللہ
جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ
نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری عورتوں سے
بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ
بیٹے اور پوتے نواسے پیدا کیے اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی ف۱۵۶ تو کیا جھوٹی بات ف۱۵۷ پر یقین لاتے ہیں
وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
اور اللہ کے فضل ف۱۵۸ سے منکر ہوتے ہیں اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں ف۱۵۹
مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا
جو انہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی دینے کا اختیار نہیں رکھتے نہ کچھ
يَسْتَطِيعُونَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ
کر سکتے ہیں تو اللہ کے لیے مانند نہ ٹھہراؤ ف۱۶۰ بے شک اللہ جانتا ہے اور

بقیہ صفحہ ۴۹۳ = اور سرخ (۱۴۶) اور نافع ترین دواؤں میں سے ہے اور بکثرت معاجین میں شامل کیا جاتا ہے (۱۴۷) اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر (۱۴۸) کہ اس نے ایک کمزور ناتوان مکھی کو ایسی زیرکی و دانائی عطا فرمائی اور ایسی دقیق صنعتیں مرحمت کیں پاک ہے وہ اور اپنی ذات و صفات میں شریک سے منزہ اس سے فکر کرنے والوں کو اس پر بھی تنبیہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ایک ادنیٰ ضعیف سی مکھی کو یہ صفت عطا فرماتا ہے کہ وہ مختلف قسم کے پھولوں اور پھلوں سے ایسے لطیف اجزا حاصل کرے جن سے نفیس شہد بنے جو نہایت خوشگوار ہو طاہر و پاکیزہ ہو فاسد ہونے اور سڑنے کی اس میں قابلیت نہ ہو تو جو قادر حکیم ایک مکھی کو اس مادے کے جمع کرنے کی قدرت دیتا ہے وہ اگر مرے ہوئے انسان کے منتشر اجزا کو جمع کر دے تو اس کی قدرت سے کیا بعید ہے مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کو محال سمجھنے والے کس قدر احمق ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی قدرت کے وہ آثار ظاہر فرماتا ہے جو خود ان میں اور ان کے احوال میں نمایاں ہیں (۱۴۹) عدم سے اور نیستی کے بعد ہستی عطا فرمائی کیسی عجیب قدرت ہے (۱۵۰) اور تمہیں زندگی کے بعد موت دے گا جب تمہاری اجل پوری ہو جو اس نے مقرر فرمائی ہے خواہ بچپن میں یا جوانی میں یا بڑھاپے میں (۱۵۱) جس کا زمانہ عمر انسانی کے مراتب میں ساٹھ سال کے بعد آتا ہے کہ قویٰ اور حواس سب ناکارہ ہو جاتے ہیں اور انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے (۱۵۲) اور نادانی میں بچوں سے زیادہ بدتر ہو جائے ان تغیرات میں قدرت الٰہی کے کیسے عجائب مشاہدے میں آتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان بفضل الٰہی اس سے محفوظ ہیں طول عمر وہ جائے انہیں اللہ کے حضور میں کرامت اور عقل و معرفت کی زیادتی حاصل ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ توجہ الی اللہ کا ایسا غلبہ ہو کہ اس عالم سے انقطاع ہو جائے اور بندہ مقبول دنیا کی طرف التفات سے مجتنب ہو عکرمہ کا قول ہے کہ جس نے قرآن پاک پڑھا وہ اس ارذل عمر کی حالت کو نہ پہنچے گا کہ علم کے بعد محض بے علم ہو جائے (۱۵۳) تو کسی کو غنی کیا کسی کو فقیر کسی کو مالدار کسی کو نادار کسی کو مالک کسی کو مملوک (۱۵۴) اور باندی غلام آقاؤں کے شریک ہو جائیں جب تم اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کرتے تو اللہ کے بندوں اور اس کے مملوکوں کو اس کا شریک ٹھہرانا کس طرح گوارا کرتے ہو سبحان اللہ یہ بت پرستی کا کیسا نفیس دل نشین اور خاطر گزین رد ہے (۱۵۵) کہ اس کو چھوڑ کر مخلوق کو پوجتے ہیں (۱۵۶) قسم قسم کے غلوں پھلوں میووں کھانے پینے کی چیزوں سے (۱۵۷) یعنی شرک و بت پرستی (۱۵۸) اللہ کے فضل و نعمت سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی یا اسلام مراد ہے (مدارک) (۱۵۹) یعنی بتوں کو (۱۶۰) اس کا کسی کو شریک نہ کرو

۵۷۶ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَجَدَ فِيهِ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَصُورَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ أَمَا لَهُمْ فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ هَذَا إِبْرَاهِيمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ۔

۵۷۷ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ وَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِأَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَهُمُ اللهُ وَاللهِ إِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْأَزْلَامِ قَطُّ۔

۵۷۸ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ فَقَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ ابْنُ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ خَلِيلِ اللهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے عمرو بن حارث نے خبر دی ان سے بکیر نے بیان کیا انہوں نے کریب سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جب مکہ فتح ہوا) بیت اللہ میں گئے دیکھا تو وہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت بی بی مریم کی مورتیں ہیں آپ نے فرمایا قریش کے کافروں کو کیا ہوا ہے ان لوگوں نے سنا ہے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں مورت ہو، یہ ابراہیمؑ کی تصویر ہے ان کو کیا ہوا تھا وہ پانسوں سے فال کھولتے تھے۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (باہر سے) دیکھا کہ کعبہ میں تصویریں رکھی ہوئی ہیں تو آپ اندر نہیں گئے حکم دیا وہ تصویریں مٹائی گئیں (یا مٹائی گئیں) آپ نے دیکھا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی مورتیں بنائی ہیں ان کے ہاتھوں میں پانسے (فال کھولنے کے تیر) ہیں فرمایا اللہ ان کافروں کو غارت کرے ان بزرگوں نے پانسوں سے کبھی فال نہیں کھولی۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب لوگوں میں (اللہ کے نزدیک) کس کا مرتبہ زیادہ ہے (یعنی اعلیٰ کون ہے) آپ نے فرمایا جو زیادہ پرہیزگار ہو لوگوں نے عرض کیا ہم یہ نہیں پوچھتے آپ نے فرمایا تو (نسب اور خاندان کی رو سے) کے لحاظ سے سب میں (افضل یوسف پیغمبر ہیں جو خود نبی تھے نبی زادہ نبی پوتا نبی اللہ کے خلیل (چار پشت برابر پیغمبری یہ فضیلت کسی کو نہیں ملی) انہوں نے کہا ہم اس کو بھی نہیں پوچھتے آپ نے فرمایا معلوم ہوا تم عرب کے خاندانوں کو پوچھتے ہو ان میں افضل ہے (آج) جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بھی شریف تھے بشرطیکہ دین کا علم حاصل کریں اس حدیث کو ابو اسامہ اور معتمر نے بھی عبیداللہ سے روایت کیا انہوں نے سعید سے

رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ
عذاب یا تمہارے رب کی ایک نشانی آئے ف۳۳۲ جس دن تمہارے رب کی
آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ
وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان
مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انتَظِرُوا
نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی ف۳۳۳ تم فرماؤ رستہ دیکھو ف۳۳۴
إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا
ہم بھی دیکھتے ہیں وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی
شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ
گروہ ہوگئے ف۳۳۵ اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے
ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ مَن جَاءَ
پھر وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے ف۳۳۶ جو ایک نیکی لائے
بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ
تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں ف۳۳۷ اور جو برائی لائے
فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِي
تو اسے بدلہ نہ ملیگا مگر اس کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا تم فرماؤ بیشک
هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ
مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ف۳۳۸ ٹھیک دین ابراہیم کی ملت جو ہر
حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٦١﴾ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي
باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے ف۳۳۹ تم فرماؤ بے شک میری نماز
وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾
اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا

ف۳۳۲ قیامت کی نشانیوں میں سے جمہور مفسرین کے نزدیک اس نشانی سے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے ترمذی کی حدیث میں بھی ایسا ہی وارد ہے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے اور جب وہ مغرب سے طلوع کریگا اور اسے لوگ دیکھیں گے تو سب ایمان لائینگے اور یہ ایمان نفع نہ دے گا۔

ف۳۳۳ یعنی طاعت نہ کی تھی معنی یہ ہیں کہ نشانی آنے سے پہلے جو ایمان نہ لائے نشانی کے بعد اس کا ایمان قبول نہیں اسی طرح جو نشانی سے پہلے توبہ نہ کرے بعد نشانی کے اس کی توبہ قبول نہیں لیکن جو ایماندار پہلے سے نیک عمل کرتے ہوں گے نشانی کے بعد بھی ان کے عمل مقبول ہوں گے۔

ف۳۳۴ ان میں سے کسی ایک کا یعنی موت کے فرشتوں کی آمد یا عذاب یا نشانی آنے کا

ف۳۳۵ مثل یہود و نصارٰی کے حدیث شریف میں ہے یہود اکہتر فرقے ہوگئے ان سے صرف ایک ناجی ہے باقی سب ناری اور نصارٰی بہتر فرقے ہوگئے ایک ناجی باقی سب ناری اور میری امت تہتر فرقے ہوجائیگی وہ سب کے سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے جو سواد اعظم یعنی بڑی جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہے۔

ف۳۳۶ اور آخرت میں انہیں اپنے کردار کا انجام معلوم ہوجائے گا۔

ف۳۳۷ یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا اور یہ بھی حد و نہایت کے طریقہ پر نہیں بلکہ اللہ تعالٰی جس کے لئے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھائے ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب محض فضل ہے۔ یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور بدی کی اتنی ہی جزا یہ عدل ہے۔

ف۳۳۸ یعنی دین اسلام جو اللہ کو مقبول ہے ف۳۳۹ اس میں کفار قریش کا رد ہے جو گمان کرتے تھے کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک و بت پرست نہ تھے تو بت پرستی کرنے والے مشرکین کا یہ دعوٰی کہ وہ ابراہیمی ملت پر ہیں باطل ہے۔

ف۱۶۹ اور وہ اسکی محبت میں دین سے پھر جائیں اور گمراہ ہو جائیں اور حضرت خضر کا یہ اندیشہ اس سبب سے تھا کہ وہ باعلام الٰہی اسکے حال باطن کو جانتے تھے حدیث مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا امام سبکی نے فرمایا کہ حال باطن جان کر بچہ کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے انہیں اسکی اجازت تھی اگر کوئی ولی کسی بچہ کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اسکو قتل جائز نہیں ہے کتاب عرائس میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے فرمایا کہ تم نے ستھری جان کو قتل کر دیا تو یہ انہیں گراں گزرا اور انہوں نے اس لڑکے کا کندھا توڑ کر اسکا گوشت چیرا تو اسکے اندر لکھا ہوا تھا کافر ہے کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا ف۱۷۰ (ف۱۷۱) کہ گناہوں اور نجاستوں سے پاک اور ف۱۷۲ جو والدین کے ساتھ طریق ادب و حسن سلوک اور مودت و محبت رکھتا ہو مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ

قال الم ۱۶ ۴۸۴ الکہف ۱۸

يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا
ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھاوے ف۱۷۰ تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب
رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا
اس سے بہتر ف۱۷۱ ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے ف۱۷۲ رہی وہ
الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ
دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی ف۱۷۳ اور اس کے نیچے ان کا
تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ
خزانہ تھا ف۱۷۴ اور ان کا باپ نیک آدمی تھا ف۱۷۵ تو آپ کے رب نے
اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ
چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں ف۱۷۶ اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی
رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ
رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا ف۱۷۷ یہ پھیر ہے ان باتوں کا
تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ
جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ف۱۷۸ اور تم سے ف۱۷۹ ذو القرنین کو پوچھتے ہیں ف۱۸۰
قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى
تم فرماؤ میں تمہیں اس کا مذکور پڑھ کر سناتا ہوں بیشک ہم نے اسے زمین میں
الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَاَتْبَعَ
قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا ف۱۸۱ تو وہ ایک سامان
سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا
کے پیچھے چلا ف۱۸۲ یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا اسے ایک سیاہ
تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا
کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا پایا ف۱۸۳ اور وہاں ف۱۸۴ ایک قوم ملی ف۱۸۵ ہم نے فرمایا

نے انہیں ایک بیٹی عطا کی جو ایک نبی کے نکاح میں آئی اور اس سے نبی پیدا ہوئے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک امت کو ہدایت دی بندے کو چاہیے کہ اللہ کی قضا پر راضی رہے اسی میں بہتری ہوتی ہے

ف۱۷۳ جن کے نام اصرم اور صریم تھے۔

ف۱۷۴ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونا چاندی مدفون تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس میں سونے کی ایک تختی تھی اس پر ایک طرف لکھا تھا اس کا حال عجیب ہے جسے موت کا یقین ہو اسکو خوشی کس طرح ہوتی ہے اسکا حال عجیب ہے جو قضا و قدر کا یقین رکھے اس کو غصہ کیسے آتا ہے اسکا حال عجیب ہے جسے رزق کا یقین ہو وہ کیوں تعب میں پڑتا ہے اس کا حال عجیب ہے جسے حساب کا یقین ہو وہ کیسے غافل رہتا ہے اس کا حال عجیب ہے جس کو دنیا کے زوال و تغیر کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے اور اسکے ساتھ لکھا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور دوسری جانب اس لوح پر لکھا تھا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں یکتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں میں نے خیر و شر پیدا کی اسکے لئے خوشی ہے جسے میں نے خیر کیلئے پیدا کیا اور اسکے ہاتھوں پر خیر جاری کی اسکے لئے تباہی جس کو شر کیلئے پیدا کیا اور اسکے ہاتھوں پر شر جاری کی ف۱۷۵ اسکا نام کاشح تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا حضرت محمد ابن منکدر نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اسکی اولاد کو اور اسکی اولاد کی اولاد کو اور اس کے کنبہ والوں کو اور اسکے محلہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے سبحان اللہ

ع ۱۰

ف۱۷۶ اور ان کی عقل کامل ہو جائے اور وہ قوی و توانا ہو جائیں۔

ف۱۷۷ بلکہ بامر الٰہی و الہام خداوندی کیا۔

ف۱۷۸ بعض لوگ ولی کو نبی پر فضیلت دے کر گمراہ ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ حضرت موسیٰ کو حضرت خضر سے علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا باوجودیکہ حضرت خضر ولی ہیں اور درحقیقت ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر جلی ہے اور حضرت خضر نبی ہیں اور اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ بعض کا گمان ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ابتلا ہے علاوہ بریں یہ کہ اہل کتاب اسکے قائل ہیں کہ یہ حضرت موسیٰ پیغمبر بنی اسرائیل کا واقعہ ہی نہیں بلکہ موسیٰ بن ماثان کا واقعہ ہے اور ولی تو نبی پر ایمان لانے سے مرتبہ ولایت پر پہنچتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ نبی سے بڑھ جائے (مدارک) اکثر علماء اس پر ہیں اور مشائخ صوفیہ و اصحاب عرفان کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں شیخ ابو عمرو بن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ حضرت خضر جمہور علماء و صالحین کے نزدیک زندہ ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت خضر و الیاس دونوں زندہ ہیں اور ہر سال زمانہ حج میں ملتے ہیں یہ بھی منقول ہے کہ حضرت خضر نے چشمہ حیات میں غسل فرمایا اور اس کا پانی پیا واللہ تعالیٰ اعلم (خازن) ف۱۷۹ ابو جہل وغیرہ کفار مکہ یا یہود بطریق امتحان ف۱۸۰ ذو القرنین کا نام اسکندر ہے یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔

ثبوت حاضر ہے

الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ

بد کار، ف۱۲۵ کتنا کم دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک

فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ

نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے۔ ف۱۲۶ اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو

اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

میں قبول کروں گا! ف۱۲۷ بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔ اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

اس میں آرام پاؤ اور دن بنایا آنکھیں کھولتا! ف۱۲۸ بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

لیکن بہت آدمی شکر نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا

كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ

بنانے والا، اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے جاتے ہو ف۱۲۹ یونہی اوندھے ہوتے ہیں ف۱۳۰

الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

وہ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ف۱۳۱ اللہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین

ف۱۲۵ یعنی مومن صالح اور بدکار یہ دونوں بھی برابر نہیں۔ ف۱۲۶ مرنے کے بعد زندہ کیے جانے پر یقین نہیں کرتے۔ ف۱۲۷ اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں ایک اخلاص دعا میں دوسرا یہ کہ قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو تیسرا یہ کہ وہ دعا کسی امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو۔ چوتھا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو۔ پانچواں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی، جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے حدیث شریف میں ہے اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (ابوداؤد و ترمذی) اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا۔ ف۱۲۸ کہ اس میں اپنے کام باطمینان انجام دو۔ ف۱۲۹ کہ اس کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اس پر ایمان نہیں لاتے باوجودیکہ دلائل قائم ہیں۔ ف۱۳۰ اور حق سے پھرتے ہیں۔ باوجود دلائل قائم ہونے کے۔ ف۱۳۱ اور ان میں حق جو یانہ نظر و تامل نہیں کرتے۔

غیر اللہ کو پکارنا، اور اس سے دعا و التجا کرنا یہی اس کی پوجا ہے، اس لیے کہ پکارنا اور دعا کرنا چونکہ عبادت ہے اور یہ حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، کہ اسے ہی پکارا جائے اور اسی سے دعا کی جائے......

اگر اللہ کریم کو چھوڑ کر کسی اور کو پکارا جائے تو یہ اس کی اللہ کے علاوہ عبادت ہوگی۔

کنز الایمان ترجمہ و تفسیر از احمد رضا خان صاحب و نعیم الدین مراد آبادی صاحب

ثبوت حاضر ہے

غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

کاموں کے خلاف کام کریں ۹۵ بے شک انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں اور ان سے کھوئے گئے جو

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۠ ﴿۵۳﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

بہتان اٹھاتے تھے ۹۶ بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور

الْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِى

زمین ۹۷ چھ دن میں بنائے ۹۸ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۹۹ رات دن کو

الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ

ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا

مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

سب اس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے اللہ رب

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾

سارے جہان کا اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں ۱۰۰

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ

اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ۱۰۱ اس کے سنورنے کے بعد ۱۰۲ اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور

طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَ هُوَ

طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے اور وہی ہے

(۹۵) یعنی بجائے کفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت اور نافرمانی کے طاعت اور فرمانبرداری اختیار کریں مگر نہ انہیں شفاعت میسر آئے گی نہ دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔ (۹۶) اور جھوٹ بکتے تھے کہ بت خدا کے شریک ہیں اور اپنے پجاریوں کی شفاعت کریں گے اب آخرت میں انہیں معلوم ہوگیا کہ ان کے یہ دعوے جھوٹے تھے (۹۷) مع ان تمام چیزوں کے جو ان کے درمیان ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (۹۸) چھ دن سے دنیا کے چھ دنوں کی مقدار مراد نہیں کیونکہ یہ دن تو اس وقت تھے نہیں آفتاب ہی نہ تھا جس سے دن ہوتا اور اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ ایک لمحہ میں یا اس سے کم میں پیدا فرما تا لیکن اتنے عرصہ میں ان کی پیدائش فرمانا بہ تقاضائے حکمت ہے اور اس سے بندوں کو اپنے کاموں میں تدریج اختیار کرنے کا سبق ملتا ہے (۹۹) یہ استواء متشابہات میں سے ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آفرینش کا خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا واللہ اعلم بأسرار کتابہ (۱۰۰) دعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے اس لئے حدیث شریف میں وارد ہوا اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ تضرع سے اظہار عجز و خشوع مراد ہے اور ادب دعا میں یہ ہے کہ آہستہ ہو حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل ہے مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادات میں اظہار افضل ہے یا اخفاء بعض کہتے ہیں کہ اخفاء افضل ہے کیونکہ وہ ریا سے بہت دور ہے بعض کہتے ہیں کہ اظہار افضل ہے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو رغبت عبادت پیدا ہوتی ہے ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی اپنے نفس پر ریا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اخفاء افضل ہے اور اگر قلب صاف ہو اندیشہ ریا نہ ہو تو اظہار افضل ہے بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں میں اظہار افضل ہے نماز فرض مسجد ہی میں بہتر ہے اور زکوٰۃ کا اظہار کر کے دینا ہی افضل ہے اور نفل عبادات میں خواہ وہ نماز ہو یا صدقہ وغیرہ ان میں اخفاء افضل ہے دعا میں حد سے بڑھنا کئی طرح ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت بلند آواز سے چیخے (۱۰۱) کفر و معصیت و ظلم کر کے (۱۰۲) انبیاء کے تشریف لانے حق کی دعوت فرمانے احکام بیان کرنے عدل قائم فرمانے کے بعد

یہاں ثابت کیا جا رہا ہے کہ دعا (مانگنا) عبادت ہے۔

اور یہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کی جاسکتی ہے۔ دیکھئے کنز الایمان آیت نمبر ۵۵ اور فائدہ نمبر ۱۰۰ کی تفصیل کنز الایمان ص ۲۸۳

فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنْ

ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لیے فتنہ بنایا کہ مالدار کافر محتاج مسلمانوں کو دیکھ کر ف۱۱۵ کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ

بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ﴿٥٣﴾ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ

نے احسان کیا ہم میں سے ف۱۱۶ کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو

يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ

ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے ف

أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ

کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بیشک

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں ف۱۲۱ اور اس لیے کہ مجرموں کا راستہ

ع ۶ الْمُجْرِمِينَ ﴿٥٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن

ظاہر ہو جائے ف۱۲۲ تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے

دُونِ اللَّهِ ۚ قُل لَّا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ

ہو ف۱۲۳ تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا ف۱۲۴ یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر

الْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ ۚ مَا

نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں ف۱۲۵ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے

مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر رہیں حضور نے اس کو منظور فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (۱۱۷) سب کا حساب اللہ پر ہے وہی تمام خلق کو روزی دینے والا ہے اس کے سوا کسی کے ذمہ کسی کا حساب نہیں حاصل معنی یہ کہ وہ ضعیف فقراء جن کا اوپر ذکر ہوا آپ کے دربار میں قرب پانے کے مستحق ہیں انہیں دور نہ کرنا ہی بجا ہے (۱۱۸) بطریق حسد (۱۱۹) کہ انہیں ایمان و ہدایت نصیب کی باوجودیکہ وہ لوگ فقیر غریب ہیں اور ہم رئیس سردار ہیں اس سے ان کا مطلب اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے کہ غرباء امراء پر سبقت کا حق نہیں رکھتے تو اگر وہ حق ہوتا جس پر یہ غرباء ہیں تو وہ

ہم پر سابق نہ ہوتے (۱۲۰) اور اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا (۱۲۱) تاکہ حق ظاہر ہو اور اس پر عمل کیا جائے (۱۲۲) تاکہ اس سے اجتناب کیا جائے (۱۲۳) کیونکہ یہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے (۱۲۴) یعنی تمہارا طریقہ اتباع نفس و خواہش ہوا ہے نہ کہ اتباع دلیل اس لئے اختیار کرنے کے قابل نہیں (۱۲۵) اور مجھے اس کی معرفت حاصل ہے میں جانتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں روشن دلیل قرآن شریف اور معجزات اور توحید کے براہین واضح سب کو شامل ہے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ

ہماری آیتیں جھٹلائیں بہرے اور گونگے ہیں وف۹۰ اندھیروں میں؛ وف۹۱ اللہ جسے چاہے گمراہ کرے؛

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٣٩ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ

اور جسے چاہے سیدھے راستہ ڈال دے۔ وف۹۲ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر

اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ

تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے وف۹۳ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤٠ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ

سچے ہو۔ وف۹۴ بلکہ اسی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے وف۹۵ جس پر اسے پکارتے ہو

اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝٤١ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ

اسے اٹھا لے اور شریکوں کو بھول جاؤ گے۔ وف۹۶ اور بے شک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف

قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝٤٢

رسول بھیجے تو انہیں سختی اور تکلیف سے پکڑا وف۹۷ کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں وف۹۸

فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ

تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے ہوتے لیکن ان کے دل تو سخت ہو گئے وف۹۹ اور

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٤٣ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا

شیطان نے ان کے کام ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے۔ پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو

وف۹۰ کہ حق ماننا اور حق بولنا انہیں میسر نہیں وف۹۱ جہل اور حیرت اور کفر کے۔ وف۹۲ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ وف۹۳ اور جن کو دنیا میں معبود مانتے تھے ان سے حاجت روائی چاہو گے۔ وف۹۴ اپنے اس دعوٰی میں کہ معاذ اللہ بت معبود ہیں تو اس وقت انہیں پکارو مگر ایسا نہ کرو گے۔ وف۹۵ تو اس مصیبت کو وف۹۶ جنہیں اپنے اعتقاد باطل میں معبود جانتے تھے اور ان کی طرف التفات بھی نہ کرو گے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے کام نہیں آسکتے۔ وف۹۷ فقر و افلاس اور بیماری وغیرہ میں مبتلا کیا۔ وف۹۸ اللہ کی طرف رجوع کریں اپنے گناہوں سے باز آئیں۔ وف۹۹ وہ بارگاہ الٰہی میں عاجزی کرنے کے بجائے کفر و تکذیب پر مصر رہے۔

حوالہ 111

الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا

اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے ف٩١ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ

بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر ف٩٢ اور قریب لائی جائے گی جنت

لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

پرہیزگاروں کے لیے ف٩٣ اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے اور ان سے کہا جائے گا ف٩٤ کہاں ہیں وہ

تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾

جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا، کیا وہ تمہاری مدد کریں گے ف٩٥ یا بدلہ لیں گے

فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا

تو اوندھا دیے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ ف٩٦ اور ابلیس کے لشکر سارے ف٩٧ کہیں گے

وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ إِذْ

اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے خدا کی قسم بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ

نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا

تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے اور ہمیں نہ بہکایا مگر مجرموں نے ف٩٨ تو اب ہمارا

مِن شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ

کوئی سفارشی نہیں ف٩٩ اور نہ کوئی غم خوار دوست ف١٠٠ تو کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا ف١٠١ کہ

ف٩١ یعنی روزِ قیامت۔ ف٩٢ جو شرک و کفر و نفاق سے پاک ہو اس کو اس کا مال بھی نفع دے گا جو راہِ خدا میں خرچ کیا ہو اور اولاد بھی جو صالح ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب آدمی مرتا ہے اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوا تین کے ایک صدقہ جاریہ دوسرا وہ مال جس سے وہ لوگ نفع اٹھائیں تیسری نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ ف٩٣ کہ اس کو دیکھیں گے۔ ف٩٤ بطریق زجر و توبیخ کہ ان کے شرک و کفر پر۔ ف٩٥ عذابِ الٰہی سے بچا کر۔ ف٩٦ یعنی بت اور ان کے پجاری سب اوندھے کر کے جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔ ف٩٧ یعنی اس کے اتباع کرنے والے جن ہوں یا انسان بعض مفسرین نے کہا کہ ابلیس کے لشکروں سے اس کی ذریت مراد ہے۔ ف٩٨ جنہوں نے بت پرستی کی دعوت دی یا وہ پہلے لوگ جن کا ہم نے اتباع کیا یا ابلیس اور اس کی ذریت نے۔ ف٩٩ جیسے کہ مومنین کے لیے انبیاء و اولیاء و ملائکہ اور مومنین شفاعت کرنے والے ہیں۔ ف١٠٠ جو کام آئے یہ بات کفار اس وقت کہیں گے جب دیکھیں گے کہ انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ اور صالحین ایمانداروں کی شفاعت کر رہے ہیں اور ان کی دوستیاں کام آ رہی ہیں حدیث شریف میں ہے کہ جنتی کہے گا میرے فلاں دوست کا کیا حال ہے اور وہ دوست گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے دوست کو نکالو اور جنت میں داخل کرو تو جو لوگ جہنم میں باقی رہ جائیں گے وہ یہ کہیں گے کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے اور نہ کوئی غم خوار دوست حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایماندار دوست بڑھاؤ کیونکہ وہ روزِ قیامت شفاعت کریں گے۔ ف١٠١ دنیا میں۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞۱ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى

سُبْحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ	يُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِكَةَ	بِالرُّوْحِ	مِنْ	اَمْرِهٖ	عَلٰى
وہ پاک	اور برتر	اس سے جو	وہ شریک بناتے ہیں	وہ نازل کرتا ہے	فرشتے	وحی کے ساتھ	سے	اپنے حکم	پر

وہ پاک ہے اور اس سے برتر جو وہ (اللہ کا) شریک بناتے ہیں۔ وہ فرشتے اپنے حکم سے وحی کے ساتھ نازل کرتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۞۲ خَلَقَ

مَنْ يَّشَآءُ	مِنْ	عِبَادِهٖ	اَنْ	اَنْذِرُوْٓا	اَنَّهٗ	لَآ	اِلٰهَ	اِلَّآ	اَنَا	فَاتَّقُوْنِ	خَلَقَ
جسے چاہتا ہے	سے	اپنے بندے	کہ	تم ڈراؤ	کہ وہ	نہیں	کوئی معبود	سوائے	میرے	پس مجھ سے ڈرو	اس نے پیدا کئے

اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے کہ تم ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس مجھ ہی سے ڈرو۔ اس نے پیدا کئے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ	تَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ	خَلَقَ	الْاِنْسَانَ
آسمان (جمع)	اور زمین	حق (حکمت) کے ساتھ	برتر	اس سے جو	وہ شریک کرتے ہیں	پیدا کیا اس نے	انسان

آسمان اور زمین حکمت کے ساتھ وہ اس سے برتر ہے جو وہ شریک کرتے ہیں۔ اس نے انسان کو پیدا کیا

مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۞۴ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ

مِنْ	نُّطْفَةٍ	فَاِذَا	هُوَ	خَصِيْمٌ	مُّبِيْنٌ	وَالْاَنْعَامَ	خَلَقَهَا	لَكُمْ	فِيْهَا	دِفْءٌ
سے	نطفہ	پھر ناگہاں	وہ	جھگڑالو	کھلا	اور چوپائے	اس نے ان کو پیدا کیا	تمہارے لئے	ان میں	گرم سامان

نطفے سے، پھر وہ کھلا جھگڑالو ہو گیا۔ اور اس نے چوپائے پیدا کئے تمہارے لئے، ان میں گرم سامان (خرد اول)

وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۞۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ

وَّمَنَافِعُ	وَمِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ	وَلَكُمْ	فِيْهَا	جَمَالٌ	حِيْنَ	تُرِيْحُوْنَ	وَحِيْنَ
اور فائدے (جمع)	ان میں سے	تم کھاتے ہو	اور تمہارے لئے	ان میں	خوبصورتی شان	جس وقت	شام کو چرا کر لاتے ہو	اور جس وقت

اور فائدے ہیں، اور ان میں سے (بعض کو) تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں خوبصورتی اور شان ہے جس وقت شام کو چرا کر لاتے ہو، اور جس وقت

تَسْرَحُوْنَ ۞۶ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ

تَسْرَحُوْنَ	وَتَحْمِلُ	اَثْقَالَكُمْ	اِلٰى	بَلَدٍ	لَّمْ تَكُوْنُوْا	بٰلِغِيْهِ	اِلَّا	بِشِقِّ	الْاَنْفُسِ
صبح کو چرانے لے جاتے ہو	اور وہ اٹھاتے ہیں	تمہارے بوجھ	طرف	شہر (جمع)	نہ تھے تم	ان تک پہنچنے والے	بغیر	ہلکان کرکے	جانیں

صبح کو چرانے لے جاتے ہو۔ اور وہ تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھالے جاتے ہیں جہاں جانیں ہلکان کئے بغیر تم پہنچنے والے نہ تھے۔

ان کی گڑبڑ کے کچھ مزید نکات بیان کیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ خلق سے نکلے ہوئے چار الفاظ کا ترجمہ ''پیدا کرنے'' کے بجائے ''بنانا'' کیا گیا ہے اور یدعون کا ترجمہ ''پکارنے'' کے بجائے ''پوجنے'' کیا گیا اور اس ساری گڑبڑ کی وضاحت کی گئی ہے۔ ہم نے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے اسی سورۂ نساء کی فوٹو یہاں لگا دی ہے جو کہ حافظ نذر احمد کا ترجمہ ہے، اس سے فرق صاف ظاہر ہے جس میں خلق سے نکلے ہوئے آٹھ الفاظ کا ترجمہ ''پیدا کرنا'' کیا گیا ہے اور آیت ۲۰ میں یدعون کا ترجمہ ''پیدا کرنا'' کیا گیا ہے۔ یہی بات الاعراف ۷ کے ترجمہ میں موجود ہے۔ یہی بات انعام ۶ کے ترجمہ میں ہے!

ثبوت حاضر ہے

ربما ١٤ — ٥٨٧ — النحل ١٦

إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝٧ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً

إِنَّ	رَبَّكُمْ	لَرَءُوفٌ	رَّحِيمٌ	وَالْخَيْلَ	وَالْبِغَالَ	وَالْحَمِيرَ	لِتَرْكَبُوهَا	وَزِينَةً
بیشک	تمہارا رب	البتہ مہربان	رحم کرنے والا	اور گھوڑے	اور خچر	اور گدھے	تاکہ تم ان پر سوار ہو	اور زینت

بیشک تمہارا رب مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے (پیدا کئے)

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝٨ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ

وَيَخْلُقُ	مَا	لَا تَعْلَمُونَ	وَ	عَلَى اللَّهِ	قَصْدُ	السَّبِيلِ	وَمِنْهَا	جَائِرٌ	وَلَوْ شَاءَ
اور وہ پیدا کرتا ہے	جو	تم نہیں جانتے	اور	اللہ پر	سیدھی	راہ	اور اس سے	ٹیڑھی	اور اگر وہ چاہے

اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ اور سیدھی راہ اللہ تک پہنچتی ہے اور ان میں سے (کوئی) راہ ٹیڑھی ہے، اور اگر وہ چاہتا

ا ع ٩ ٧

لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝٩ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ

لَهَدَاكُمْ	أَجْمَعِينَ	هُوَ	الَّذِي	أَنزَلَ	مِنَ	السَّمَاءِ	مَاءً	لَّكُم	مِّنْهُ	شَرَابٌ
تو وہ تمہیں ہدایت دیتا	سب	وہی	جس نے	نازل کیا (برسایا)	سے	آسمان	پانی	تمہارے لئے	اس سے	پینا

تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، اس نے تمہارے لئے پینے کو ہے،

وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝١٠ يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ

وَمِنْهُ	شَجَرٌ	فِيهِ	تُسِيمُونَ	يُنبِتُ	لَكُم	بِهِ	الزَّرْعَ	وَالزَّيْتُونَ	وَالنَّخِيلَ
اور اس سے	درخت	اس میں	تم چراتے ہو	وہ اگاتا ہے	تمہارے لئے	اس سے	کھیتی	اور زیتون	اور کھجور

اور اس سے درخت (سیراب ہوتے) ہیں اور اسی میں (مویشی) چرتے ہیں، وہ اس سے تمہارے لئے اگاتا ہے کھیتی، اور زیتون اور کھجور

وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝١١

وَالْأَعْنَابَ	وَ	مِن	كُلِّ	الثَّمَرَاتِ	إِنَّ	فِي ذَٰلِكَ	لَآيَةً	لِّقَوْمٍ	يَتَفَكَّرُونَ
اور انگور	اور	سے ہے	ہر	پھل (جمع)	بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	لوگوں کے لئے	غور و فکر کرتے ہیں

اور انگور اور ہر قسم کے پھل، بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ

وَسَخَّرَ	لَكُمُ	اللَّيْلَ	وَالنَّهَارَ	وَالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	وَالنُّجُومُ	مُسَخَّرَاتٌ
اور مسخر کیا	تمہارے لئے	رات	اور دن	اور سورج	اور چاند	اور ستارے	مسخر

اور اس نے تمہارے لئے مسخر کیا رات اور دن کو، اور سورج اور چاند کو، اور ستارے مسخر (کام میں لگے ہوئے) ہیں۔

منزل ٣

دیکھئے بریلوی، دیو بندی اور اہل حدیث مکتبہ فکر سب کے متفقہ ترجمہ قرآن از حافظ نذر احمد میں آئی لفظ خلق کا ترجمہ "پیدا کرنا" کیا گیا ہے۔

ملاحظہ کیجیے ہر جگہ خلق کا ترجمہ پیدا کرنا کیا گیا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

ثبوت حاضر ہے

بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ

بِاَمْرِهٖ	اِنَّ	فِیْ	ذٰلِكَ	لَاٰیٰتٍ	لِّقَوْمٍ	یَّعْقِلُوْنَ	وَمَا		لَكُمْ	فِی الْاَرْضِ
اس کے حکم سے	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں	لوگوں کے لئے	وہ عقل سے کام لیتے ہیں	اور جو	پیدا کیا	تمہارے لئے	زمین میں

اس کے حکم سے، بیشک اس میں عقل سے کام لینے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور تمہارے لئے زمین میں پیدا کیں

مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

مُخْتَلِفًا	اَلْوَانُهٗ	اِنَّ	فِیْ ذٰلِكَ	لَاٰیَةً	لِّقَوْمٍ	یَّذَّكَّرُوْنَ	وَهُوَ	الَّذِیْ
مختلف	اس کے رنگ	بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	لوگوں کے لئے	وہ سوچتے ہیں	اور وہی	جو۔جس

مختلف (چیزیں) رنگ برنگ کی، بیشک اس میں سوچنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور وہی ہے جس نے

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا

سَخَّرَ	الْبَحْرَ	لِتَاْكُلُوْا	مِنْهُ	لَحْمًا	طَرِیًّا	وَتَسْتَخْرِجُوْا	مِنْهُ	حِلْیَةً	تَلْبَسُوْنَهَا
مسخر کیا	دریا	تاکہ تم کھاؤ	اس سے	گوشت	تازہ	اور تم نکالو	اس سے	زیور	تم وہ پہنتے ہو

دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے (مچھلیوں کا) تازہ گوشت کھاؤ، اور اس سے زیور نکالو جو تم پہنتے ہو،

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

وَتَرَى	الْفُلْكَ	مَوَاخِرَ	فِیْهِ	وَلِتَبْتَغُوْا	مِنْ	فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ
اور تم دیکھتے ہو	کشتی	پانی چیرنے والی	اس میں	اور تاکہ تلاش کرو	سے	اس کا فضل	اور تاکہ تم	شکر کرو

اور تم دیکھتے ہو اس میں کشتیاں پانی کو چیر کر چلتی ہیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔

وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

وَاَلْقٰى	فِی الْاَرْضِ	رَوَاسِیَ	اَنْ	تَمِیْدَ	بِكُمْ	وَاَنْهٰرًا	وَّسُبُلًا	لَّعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ
اور ڈالے (رکھے)	زمین میں۔پر	پہاڑ		کہ جھک نہ پڑے	تمہیں لے کر	اور نہریں	اور راستے	تاکہ تم	راہ پاؤ

اور اس نے زمین پر پہاڑ رکھے کہ تمہیں لے کر (زمین) جھک نہ پڑے، اور نہریں اور راستے (بنائے) تاکہ تم راہ پاؤ۔

وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ

وَعَلٰمٰتٍ	وَبِالنَّجْمِ	هُمْ	یَهْتَدُوْنَ	اَفَمَنْ	یَّخْلُقُ	كَمَنْ	لَا یَخْلُقُ
اور علامتیں	اور ستارہ	وہ	راستہ پاتے ہیں	کیا۔پس جو	پیدا کرے	اس جیسا جو	پیدا نہیں کرتا

اور علامتیں (بنائیں)، اور وہ ستاروں سے راستہ پاتے ہیں۔ کیا جو (اللہ) پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرتا

ربما ١٤ ٥٨٩ النحل ١٦

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللّٰهَ لَغَفُورٌ

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ	وَإِنْ	تَعُدُّوا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	لَا تُحْصُوهَا	إِنَّ اللّٰهَ	لَغَفُورٌ
کیا پس تم غور نہیں کرتے	اور اگر	تم شمار کرو	اللہ کی نعمت	اس کو پورا نہ گن سکوگے	بیشک اللہ	البتہ بخشنے والا

پس کیا تم غور نہیں کرتے؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرو تو انہیں پورا نہ گن سکوگے، بے شک اللہ بخشنے والا

رَحِيمٌ ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ

رَحِيمٌ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا تُسِرُّونَ	وَمَا	تُعْلِنُونَ	وَالَّذِينَ	يَدْعُونَ
نہایت مہربان	اور اللہ	جانتا ہے	جو تم چھپاتے ہو	اور جو	تم ظاہر کرتے ہو	اور جنہیں	وہ پکارتے ہیں

نہایت مہربان ہے - اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو- اور وہ جنہیں پکارتے ہیں

مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ

مِنْ دُونِ	اللّٰهِ	لَا يَخْلُقُونَ	شَيْئًا	وَهُمْ	يُخْلَقُونَ	أَمْوَاتٌ	غَيْرُ	أَحْيَاءٍ
سوائے	اللہ	وہ پیدا نہیں کرتے	کچھ بھی	اور وہ (خود)	پیدا کئے گئے	مردے !	نہیں	زندہ

اللہ کے سوا وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں - مردے ہیں، زندہ نہیں" (بے جان ہیں)

٢ ع ١٢ ٨ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

وَمَا يَشْعُرُونَ	أَيَّانَ	يُبْعَثُونَ	إِلٰهُكُمْ	إِلٰهٌ	وَاحِدٌ	فَالَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ
اور وہ نہیں جانتے	کب	وہ اٹھائے جائیں گے	تمہارا معبود	معبود	ایک (یکتا)	پس جو لوگ	ایمان نہیں رکھتے

اور وہ نہیں جانتے وہ کب اٹھائے جائیں گے- تمہارا معبود، معبود یکتا ہے ، پس جو لوگ ایمان نہیں رکھتے

بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

بِالْآخِرَةِ	قُلُوبُهُمْ	مُنْكِرَةٌ	وَهُمْ	مُسْتَكْبِرُونَ	لَا جَرَمَ	أَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا
آخرت پر	ان کے دل	منکر (انکار کرنے والے)	اور وہ	تکبر کرنے والے (مغرور)	یقینی بات	کہ	اللہ	جانتا ہے	جو

آخرت پر، اُن کے دل منکر ہیں ، اور وہ مغرور ہیں - یقینی بات ہے اللہ جانتا ہے جو

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿٢٣﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا

يُسِرُّونَ	وَمَا	يُعْلِنُونَ	إِنَّهُ	لَا يُحِبُّ	الْمُسْتَكْبِرِينَ	وَإِذَا	قِيلَ	لَهُمْ	مَاذَا
وہ چھپاتے ہیں	اور جو	وہ ظاہر کرتے ہیں	بیشک وہ	پسند نہیں کرتا	تکبر کرنے والے	اور جب	کہا جائے	اُن سے	کیا

وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں - بیشک وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔ اور جب اُن سے کہا جائے کیا

منزل ٣

[redacted] حافظ نذر احمد والا ترجمہ کی فوٹو ان حوالوں میں اس لیے شامل کی گئی کہ کنز الایمان والا ترجمہ اور حافظ نذر احمد والے ترجمے کا آپ تقابلی جائزہ لے سکیں۔ حافظ نذر احمد والے ترجمہ میں خلق سے نکلے ہوئے تمام الفاظ کا ترجمہ بار بار پیدا کرنا کیا گیا جو کہ درست ترجمہ ہے جبکہ کنز الایمان میں ان الفاظ کا ترجمہ بار بار بنانا کیا گیا ہے جو غلط ہے۔ آیت نمبر ٢٠ میں حافظ نذر احمد کے ترجمہ میں یدعون کا معنی پکارنا کیا گیا ہے جو صحیح ترجمہ ہے اور کنز الایمان میں پوجنا ترجمہ کیا گیا ہے جو کہ غلط ہے تدعون، یدعون کا صحیح ترجمہ پکارنا ہے بندگی نہیں۔

وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ

اور جسے تو اس دن گناہوں کی شامت سے بچالے تو بیشک تو نے اس پر رحم فرمایا۔ اور یہی

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ

بڑی کامیابی ہے بیشک جنہوں نے کفر کیا ان کو ندا کی جائے گی ف۲۰ کہ ضرور تم سے اللہ کی

اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ

بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو جبکہ تم ف۲۱ ایمان کی طرف بلائے جاتے

فَتَكْفُرُوْنَ ﴿١٠﴾ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

تو تم کفر کرتے کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبار مردہ کیا اور دوبار زندہ کیا ف۲۲

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿١١﴾

اب ہم اپنے گناہوں پر مُقِر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے ف۲۳

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ

یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے ف۲۴ اور اس کا شریک

بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿١٢﴾ هُوَ الَّذِيْ

ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے ف۲۵ تو حکم اللہ کیلئے ہے جو سب سے بلند بڑا وہی ہے کہ تمہیں

يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ

اپنی نشانیاں دکھاتا ہے ف۲۶ اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے ف۲۷ اور نصیحت نہیں مانتا

اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

ف۲۸ مگر جو رجوع لائے ف۲۹ تو اللہ کی بندگی کرو نرے اس کے بندے ہو کر ف۳۰

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١٤﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ

پڑے برا مانیں کافر بلند درجے دینے والا ف۳۱ عرش کا مالک

يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے ف۳۲

ف۲۰ روزِ قیامت جبکہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کی بدیاں ان کے سامنے پیش کی جائیں گی اور وہ عذاب دیکھیں گے تو فرشتے ان سے کہیں گے

ف۲۱ دنیا میں۔

ف۲۲ کیونکہ پہلے نطفہ بے جان تھے اس موت کے بعد انہیں جان دے کر زندہ کیا پھر عمر گزری اور تمہیں موت دی پھر بعث کے لئے زندہ کیا۔

ف۲۳ اسکا جواب یہ ہوگا کہ تمہارے دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں اور تم جس حال میں ہو جس عذاب میں مبتلا ہو اور اس سے رہائی کی کوئی راہ نہیں پا سکتے۔

ف۲۴ یعنی اس عذاب اور اسکے دوام و خلود کا سبب تمہارا یہ فعل ہے کہ جب توحید الٰہی کا اعلان ہوتا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جاتا تو تم اسکا انکار کرتے اور کفر اختیار کرتے۔

ف۲۵ اور اس شرک کی تصدیق کرتے

ف۲۶ یعنی اپنی مصنوعات کے عجائب جو اسکے کمال قدرت پر دلالت کرتے ہیں مثل ہوا اور بادل اور بجلی وغیرہ کے۔

ف۲۷ مینہ برسا کر۔

ف۲۸ اور ان نشانیوں سے پند پذیر نہیں ہوتا۔

ف۲۹ تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف اور شرک سے تائب ہو۔

ف۳۰ شرک سے کنارہ کش ہو کر۔

ف۳۱ انبیاء و اولیاء و علماء کو جنت میں

ف۳۲ یعنی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے منصب نبوت عطا فرماتا ہے اور جس کو نبی بناتا ہے اسکا کام ہوتا ہے۔

اس کو اختیار کیا ہے تو اس کی یہی وجہ وجیہ ہے واللہ اعلم بالصواب والاحوط الامتناع لکونہ خبر واحد فیما یخالف القطعی اذ المتشابہ انما یثبت بالقطعی ہدایہ اور زیادہ تر احتیاط اس دعا کی امتناع میں ہے اس واسطے کہ خبر واحد ہے اس امر میں جو دلیل قطعی کے مخالف ہے اس واسطے کہ متشابہ تو قطعی سے ثابت ہوتا ہے کذا فی الہدایۃ م یعنے تنزیہ رب العالمین شوائب حدوث اور جسمانیت سے بدلیل قطعی ثابت ہے اور یہ خبر موہم حدوث ہے تو اس کی ترک میں احتیاط ہے بلکہ جب اس کا موضوع ہونا ثابت ہوا تو ترک واجب ہے وفی التاتارخانیۃ معزیا للمنتقی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ رح لا ینبغی لاحد ان یدعو اللہ الا بہ والدعاء المأذون فیہ المأمور بہ ما استفید من قولہ تعالی وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا قال وکذا لا یصلی احد علی احد الا علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور تاتارخانیہ میں منسوب بمنتقی ابو یوسف سے عن ابی حنیفۃ منقول ہے کہ کسی کو دعا مانگنا لائق نہیں مگر بذریعہ ذات اور صفات اور اسماء الٰہی کے اور دعاء ماذون فیہ اور مامور بہ وہ ہے جو حق تعالی کے اس قول سے مستفاد ہے کہ حق تعالی کے اسماء حسنے ہیں سو انہیں اسماء سے دعا کیا کرو کہا اور اسی طرح صلوۃ اور درود کوئی کسی کو نہ کہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی بالاستقلال لفظ صلوۃ درست نہیں لیکن بالتبع درست ہے م خانیہ میں ہے کہ غیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تنہا صلوۃ کہنا اس طرح کہ اللّٰہم صلے علے فلان مکروہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا کر یوں کہنا اللّٰہم صلے علے محمد وعلے آلہ واصحابہ تو جائز ہے انتہی لیکن ملائکہ علیہم السلام پر بالاستقلال صلوۃ درست ہے اور سلام بجائے صلوۃ کافی ہے کذا فی الطحطاوی وکرہ قولہ بحق رسلک وانبیائک واولیائک او بحق البیت لانہ لا حق للخلق علی الخالق تعالے اور مکروہ ہے یوں کہنا دعا میں بحق رسلک وبحق انبیائک یا بحق بیت اللہ اس واسطے کہ خلق کا کچھ حق ثابت نہیں خالق تبارک وتعالے پر م انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا حق خالق تعالی پر وجوبًا ثابت نہیں لیکن تفضلاً وکرمًا ثابت ہے یہاں تک کہ ازراہ کرم حق سائلین بھی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین میں حدیث ثابت ہے اللّٰہم انی اسالک بحق السائلین علیک اور حق سے اگر حرمت اور عظمت اور وجاہت مراد لیجے تو بطریق وسیلہ درست ہے قال تعالی وابتغوا الیہ الوسیلۃ کذا فی الطحطاوی بتصرف ولو قال لآخر بحق اللہ او باللہ ان تفعل کذا لا یلزمہ ذلک وان کان الاولی فعلہ درر اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ بحق خدا یا بخدا ایسا کرو تو اس پر یہ کرنا لازم نہیں اگرچہ ویسا کر دینا بہتر ہے کذا فی الدرر یعنے واجب نہیں مستحب ہے وفی المختارات قال ابن المبارک سال لوجہ اللہ او بحق اللہ یعجبنی ان لا یعطیہ شیئا لانہ عظم ما حقر اللہ اور مختارات میں ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ایک شخص نے دوسرے سے صدقہ بذات خدا یا بحق خدا سوال کیا مجھ کو یہ پسند آتا ہے کہ اس کو کچھ نہ دے اس واسطے کہ اس نے تعظیم کی اس چیز کی جس کو خدا نے حقیر اور ذلیل کیا یعنی دنیا مانگی پروردگار جل شانہ کا نام لے کر طحطاوی نے کہا یہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ سوال سائل کا بے ضرورت معلوم ہو وفیہا قرأ القرآن ولا یعمل بموجبہ یثاب علی قرائتہ کمن یصلے ویعصے اور مختارات میں ہے کہ قرآن مجید پڑھا اور اس کے موجب عمل نہ کیا تو پڑھنے کا ثواب پاوے گا مانند اس شخص کے کہ نماز پڑھتا ہے اور گناہ کرتا ہے یعنے اگرچہ ترک عمل سے گنہگار ہوگا تو ثواب ہوا ایک جہت سے اور گناہ ہوا دوسری جہت سے فرع مسئلہ ملحقہ بشارح کا بل یکرہ رفع الصوت بالذکر والدعاء قیل نعم وتمامہ قبیل جنایات البزازیۃ کیا مکروہ ہے آواز بلند کرنا ذکر اور دعا میں بعضوں نے کہا ہاں مکروہ ہے اور اس کا پورا بیان بزازیہ کی کتاب الجنایات کے پہلے مذکور ہے م جہر ذکر اور دعا میں اختلاف ہے اور ظاہر اس کا حکم باختلاف احوال ذاکر مختلف ہے استحضار قلب اور عدم استحضار اور ریا اور عدم ریا کے سبب سے کذا فی الطحطاوی وکرہ احتکار قوت البشر کتبن وعنب ولوز والبہائم کتبن وقت فی بلد یضر باہلہ اور احتکار یعنے بند کر رکھنا آدمی کا قوت چنانچہ انجیر اور انگور

۱؎ الٰہی صلوۃ نازل کر فلاں شخص پر ۲؎ الٰہی رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل اور اصحاب پر ۱۲ ۳؎ بحق اپنے رسولوں کے اور بحق اپنے انبیاء کے اور بحق اپنے اولیاء کے تو دعا قبول کر ۴؎ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھ پر سوال کرنے والوں کے حق کی وجہ سے ۱۲

دعا بحق ولی مانگنا مکروہ ہے، اس لیے کہ مخلوق کا کچھ حق اللہ پر نہیں۔ (فقہ حنفیہ)

ثبوت حاضر ہے

نوحہ کرنے کی وصیت کیا کرتے تھے اس لیے آپ نے ایسا فرمایا کذا فی البحر اور شامی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا تھا کہ آپ ایک یہودی کی قوم پر گذرے جو اس یہودی کو رو رہے تھے آپ نے فرمایا کہ اس کو تو عذاب ہوتا ہے اور یہ لوگ اس پر لاتے ہیں کتب علی جبہۃ المیت او عمامتہ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت مردہ کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا گیا تو توقع ہے کہ میت کو اللہ تعالیٰ بخش دے ہم عہد نامہ کی دعا یہ ہے اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ الرحمن الرحیم انی اعہد الیک فی ہذہ الحیوۃ الدنیا انی اشہد انک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لاشریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من الشر وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا برحمتک فاجعل لی عہدا عندک توفینیہ یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد اور اس کے الفاظ اور طرح بھی لوگوں نے لکھے ہیں باقی رہا اس دعا کا لکھنا مردہ کی پیشانی وغیرہ پر سو اس کو بعض فقہا نے بقصد تبرک جائز لکھا ہے مگر ابن صلاح نے فتوی دیا ہے کہ قرآن اور اسماء معظم میں سے کچھ نہ لکھا جائے کیونکہ کفن وغیرہ پر ان کلمات محترمہ کو لکھنا جائز بوجہ کہ مردہ کی نجاستوں میں ان کو آلودہ کرنا ہے اور فتح القدیر میں ہے کہ قرآن اور اسماء الٰہی کا لکھنا روپیوں اور دیواروں پر مکروہ ہے اس لیے کہ خوف ان کے پاؤں تلے آنے اور اہانت کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردہ کے بدن یا کفن پر لکھنا بطریق اولیٰ مکروہ ہوگا جب تک کہ مجتہد سے ثابت نہ ہو یا کسی حدیث صحیح میں اس کا ذکر نہ ہو کذا فی الشامی مختصراً اوصی بعضہم ان یکتب فی جبہتہ وصدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم رئی فی المنام فسئل فقال لما وضعت فی القبر جاءتنی ملائکۃ العذاب فلما رأوا مکتوبا علی جبہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا امنت من عذاب اللہ کسی شخص نے وصیت کی کہ میری پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دینا سو لکھ دی گئی بعد اس کے کسی نے اس کو خواب میں دیکھ کر اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے سو جب انھوں نے میری پیشانی پر بسم اللہ لکھی دیکھی انھوں نے کہا کہ تو خدا کے عذاب سے مامون ہوا مخفی نہ رہے کہ اوپر کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ لکھنا کلمات متبرکہ کا بخوف نجاست اور پامالی کے مکروہ ہے تو یہ واقعہ شاید اس طرح ہوا ہو کہ صرف انگشت شہادت سے بدون کسی سیاہی و قلم کے پیشانی پر بسم اللہ لکھ دی ہو چنانچہ بعض فقہا اس طرح انگلی ہی سے لکھنا بسم اللہ کا پیشانی پر اور کلمہ طیبہ کا چھاتی پر بعد نہلانے کے کفن دینے سے پیشتر تجویز کرتے ہیں مگر بہرحال کسی طرح ہوا ہو شرعی احکام کا مدار خواب پر نہیں ہو سکتا واللہ اعلم

باب الشہید | یہ باب ہے شہید کے احکام میں ہم ہرچند شہید بھی مردہ ہے مگر اس کو نماز جنازہ سے جدا باب کر کے اس لیے بیان کیا کہ جو فضیلت شہید کو ہے وہ دوسرے مردے کو نہیں کذا فی النہر فعیل بمعنی مفعول لانہ مشہود لہ بالجنۃ او فاعل لانہ حی عند ربہ فہو شاہد شہید بروزن فعیل ہے بمعنی مفعول اس وجہ سے کہ اس کے لیے جنت سامنے کی گئی یا بمعنی فاعل ہے کیونکہ وہ زندہ ہے اپنے پروردگار کے پاس ہم شہید مشتق شہود سے ہے یا شہادت سے تو مشہود بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے اس کی تعظیم کو آتے ہیں اور جنت اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور شاہد بھی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہوتا ہے یا یہ کہ اس کا خون اور زخم اس کے شاہد موجود ہیں ہو کل مکلف طاہر شہید جس کا حکم آگے مذکور ہے وہ ہر عاقل بالغ مسلمان پاک شخص ہے ہم یہ تعریف شہید کی باعتبار حکم آئندہ کے ہے مطلق شہید کی نہیں چنانچہ آگے بیان ہوگا کہ شہید اور بھی

اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے بہت رحم والے رحیم میں اقرار کرتا ہوں تیرے سامنے اس دنیا کی زندگی میں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو معبود ہے کوئی معبود نہیں سوا تیرے تو اکیلا ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں پس تو مجھ کو میرے نفس کے حوالہ کرے گا تو وہ مجھ کو بدی سے نزدیک اور نیکی سے دور کرے گا اور میں نہیں اعتماد رکھتا ہوں مگر تیری رحمت پر پس کر دے میرے لیے اپنے پاس ایک عہد کہ پورا کرے تو اس کو مجھ سے قیامت کے دن بیشک تو وعدہ کو خلاف نہیں کرتا ۱۲

شرعی احکام کا مدار خواب پر نہیں ہو سکتا۔ (ترجمہ اردو درمختار کتاب الصلوٰۃ ص ۴۷۲)

لیکن آج کل حنفی حضرات زیادہ تر خواب ہی سناتے ہیں اور ان کے مطابق عمل کرتے ہیں حالانکہ شریعت تو رسول رحمتؐ کے زمانے میں دس ہجری میں مکمل ہو چکی ہے اور اس کے بعد کسی کو آنے والا خواب شریعت نہیں بن سکتا۔

الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ

والا مہربان بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ف۲۹۰ ہمیشہ رہیں گے اس میں

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ

نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے اور تمہارا معبود

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ ع ۱۹ ۱۱ ۳

ایک معبود ہے ف۲۹۱ اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان بے شک آسمانوں ف۲۹۲

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ

اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی

الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ

کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی

السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا

اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں

مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ

ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمانوں اور زمین

(۲۹۰) مومن تو کافروں پر لعنت کریں گے ہی کافر بھی روز قیامت باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے مسئلہ: اس آیت میں ان پر لعنت فرمائی گئی جو کفر پر مرے اس سے معلوم ہوا کہ جس کی موت کفر پر معلوم ہو اس پر لعنت کرنی جائز ہے مسئلہ: گنہگار مسلمان پر بالتعیین لعنت کرنا جائز نہیں لیکن علی الاطلاق جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں چور اور سود خوار وغیرہ پر لعنت آئی ہے (۲۹۱) شان نزول: کفار نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمایئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتا دیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم نہ اس کے لئے مثل نہ نظیر الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اس کا قسیم نہیں اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک یہی آیت وَاِلٰهُكُمْ دوسری الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الآیہ (۲۹۲) کعبہ معظمہ کے گرد مشرکین کے تین سو ساٹھ بت تھے جنہیں وہ معبود اعتقاد کرتے تھے انہیں یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس لئے انہوں نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی آیت طلب کی جس سے وحدانیت پر استدلال صحیح ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں یہ بتایا گیا کہ آسمان اور اس کی بلندی اور اس کا بغیر کسی ستون اور علاقہ کے قائم رہنا اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے آفتاب مہتاب ستارے وغیرہ یہ تمام اور زمین اور اس کی درازی اور پانی پر مفروش ہونا اور پہاڑ دریا چشمے معادن جواہر درخت سبزہ پھل اور شب و روز کا آنا جانا گھٹنا بڑھنا کشتیاں اور ان کا مسخر ہونا باوجود بہت سے وزن اور بوجھ کے روئے آب پر بیٹھے رہنا اور آدمیوں کا ان میں سوار ہو کر دریا کے عجائب دیکھنا اور تجارتوں میں ان سے بار برداری کا کام لینا اور بارش اور اس سے خشک و مردہ ہو جانے کے بعد زمین کا سرسبز و شاداب کرنا اور تازہ زندگی عطا فرمانا اور زمین کو انواع و اقسام کے جانوروں سے بھر دینا جن میں بے شمار عجائب حکمت ودیعت ہیں اسی طرح ہواؤں کی گردش اور ان کے خواص اور ہوا کے

ثابت ہوا معبود (عبادت وسجدہ کے لائق) صرف ایک ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا
اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا ف۱۰۸ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ
آدم کو سجدہ کرو ف۱۰۹ تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے کہ قوم جن سے تھا تو اپنے رب کے

عَنْ أَمْرِ رَبِّهٖ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَآءَ مِنْ
حکم سے نکل گیا ف۱۱۰ بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست

دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظّٰلِمِينَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾
بناتے ہو ف۱۱۱ اور وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدل ملا ف۱۱۲

مَآ أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ
نہ میں نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انہیں سامنے بٹھالیا تھا نہ خود

أَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَ
ان کے بناتے وقت اور نہ میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں ف۱۱۳ اور

يَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ
جس دن فرمائے گا ف۱۱۴ کہ پکارو میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے تو انہیں پکاریں گے

فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ
وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے ف۱۱۵ درمیان ایک ہلاکت کا میدان کردیں گے ف۱۱۶ اور مجرم

الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا
دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے اور اس سے

عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ
پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل

مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾
طرح طرح بیان فرمائی ف۱۱۷ اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے ف۱۱۸

ع ۶
۱۸ ف۱۰۸ نہ کسی بے جرم کو عذاب کرے نہ کسی کی نیکیاں گھٹائے۔
ف۱۰۹ تحیت کا۔
ف۱۱۰ اور باوجود مامور ہونے کے اس نے سجدہ نہ کیا تو اے بنی آدم۔
ف۱۱۱ اور ان کی اطاعت اختیار کرتے ہو
ف۱۱۲ کہ بجائے طاعتِ الٰہی بجالانے کے طاعتِ شیطان میں مبتلا ہوئے۔
ف۱۱۳ معنی یہ ہیں کہ اشیاء کے پیدا کرنے میں منفرد اور یگانہ ہوں نہ میرا کوئی شریکِ عمل نہ کوئی مشیر کار پھر میرے سوا اور کسی کی عبادت کس طرح درست ہوسکتی ہے۔
ف۱۱۴ اللہ تعالیٰ کفار سے
ف۱۱۵ یعنی بتوں اور بت پرستوں کے یا اہلِ ہدیٰ و اہلِ ضلال کے۔
ف۱۱۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ موبق جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔
ف۱۱۷ تاکہ سمجھیں اور پند پذیر ہوں۔
ف۱۱۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہاں آدمی سے مراد نضر ابن حارث ہے اور جھگڑے سے اس کا قرآن پاک میں جھگڑا کرنا بعض نے کہا ابی بن خلف مراد ہے بعض مفسرین کا قول ہے
ع ۷ کہ تمام کفار مراد ہیں بعض کے نزدیک
۱۹ آیت عموم پر ہے اور یہی اصح ہے۔

ف۱۱۳ کہ تم ان کے اعمال کے ذمہ دار ہوتے ف۱۱۴ سب کے احوال کو اور اسکو کہ کون کس لائق ہے ف۱۱۵ مخصوص فضائل کے ساتھ جیسے کہ حضرت ابراہیم کو خلیل کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حبیب ف۱۱۶ زبور کتاب الٰہی ہے جو حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی اس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں سب میں دعا اور اللہ تعالیٰ کی ثنا اور اس کی تحمید و تمجید ہے نہ اس میں حلال و حرام کا بیان نہ فرائض نہ حدود و احکام اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لے کر ذکر فرمایا گیا۔ مفسرین نے اس کے چند وجوہ بیان کئے ہیں ایک یہ کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا کہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی پھر ارشاد کیا کہ حضرت داؤد کو زبور عطا کی باوجودیکہ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ملک بھی عطا کیا تھا لیکن اس کا ذکر نہ فرمایا اس میں تنبیہ ہے کہ آیت میں جس فضیلت کا ذکر ہے وہ فضیلت علم ہے نہ کہ فضیلت ملک و مال۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں فرمایا ہے کہ محمد خاتم الانبیاء ہیں اور ان کی امت خیر الامم اسی سبب سے آیت میں حضرت داؤد اور زبور کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہود کا گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں اور توریت کے بعد کوئی کتاب نہیں اس آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمانے کا ذکر کر کے یہود کی تکذیب کر دی گئی اور ان کے دعوے کا بطلان ظاہر فرما دیا گیا غرض کہ یہ آیت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کبریٰ پر دلالت کرتی ہے

قطعہ

اے مصحف تو در کتاب موسیٰ۔ وے نعت تو در زبور داؤد
مقصود توئی ز آفرینش۔ باقی بہ طفیل تست موجود

ف۱۱۷ شان نزول: کفار جب قحط شدید میں مبتلا ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کتے اور مردار کھا گئے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں فریاد لائے اور آپ سے دعا کی التجا کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب بتوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انہیں پکارو اور وہ تمہاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انہیں معبود بناتے ہو

ف۱۱۸ جیسے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر اور ملائکہ۔ شان نزول: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ آیت ایک جماعت عرب کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے وہ جنات اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انہیں عار دلائی

ف۱۱۹ تاکہ جو سب سے زیادہ مقرب ہو اسکو وسیلہ بنائیں۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
کروڑا بنا کر نہ بھیجا ف۱۱۳ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ
اور زمین میں ہیں ف۱۱۴ اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی ف۱۱۵

وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ
اور داؤد کو زبور عطا فرمائی ف۱۱۶ تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے

دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾
سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا ف۱۱۷

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ
وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں ف۱۱۸ وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف

اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ
وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے ف۱۱۹ اس کی رحمت کی امید رکھتے اور

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں ف۱۲۰ بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے اور کوئی بستی نہیں

اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا
مگر یہ کہ ہم اسے روز قیامت سے پہلے نیست کر دیں گے یا اسے سخت

عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾
عذاب دیں گے ف۱۲۱ یہ کتاب میں ف۱۲۲ لکھا ہوا ہے

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا
اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یونہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے

الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ
جھٹلایا ف۱۲۳ اور ہم نے ثمود کو ف۱۲۴ ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو ف۱۲۵ تو انہوں نے اس پر

ف۱۲۰ کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں ف۱۲۱ قتل وغیرہ کے ساتھ جب وہ کفر کریں اور معاصی میں مبتلا ہوں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کسی بستی میں زنا اور سود کی کثرت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے ہلاک کا حکم دیتا ہے ف۱۲۲ لوح محفوظ میں ف۱۲۳ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ صفا پہاڑ کو سونا کر دیں اور پہاڑوں کو سرزمین مکہ سے ہٹا دیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی فرمائی کہ آپ فرمائیں تو آپ کی امت کو مہلت دی جائے اور اگر آپ فرمائیں تو جو انہوں نے طلب کیا ہے وہ پورا کیا جائے لیکن اگر پھر بھی ایمان نہ لائے تو ان کو ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جائے اسلئے کہ ہماری سنت یہی ہے کہ جب کوئی قوم نشانی طلب کر کے ایمان نہیں لاتی تو ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں اور مہلت نہیں دیتے ایسا ہی ہم نے پہلوں کے ساتھ کیا ہے اسی بیان میں یہ آیت نازل ہوئی ف۱۲۴ ان کے حسب طلب ف۱۲۵ یعنی حجت واضحہ۔

ثبوت حاضر ہے

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ

سے فرمایا جائے گا اپنا کمایا چکھو ف۶۳ ان سے اگلوں نے جھٹلایا ف۶۴ تو انہیں

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي

عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی ف۶۵ اور اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ

رسوائی کا مزہ چکھایا ف۶۶ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ف۶۷ اور بیشک

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ ج

ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو ف۶۸

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا

عربی زبان کا قرآن ف۶۹ جس میں اصلا کجی نہیں ف۷۰ کہ کہیں وہ ڈریں ف۷۱ اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ف۷۲ ایک غلام

فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ

میں کئی بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے ف۷۳

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ز

سب خوبیاں اللہ کو ف۷۴ بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے ف۷۵ بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے ف۷۶

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع

پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ف۷۷

(۶۳) یعنی دنیا میں جو کفر سرکشی اختیار کی تھی اب اس کا وبال و عذاب برداشت کرو (۶۴) یعنی کفار مکہ سے پہلے کافروں نے رسولوں کو جھٹلایا (۶۵) عذاب آنے کا خطرہ بھی نہ تھا غفلت میں پڑے ہوئے تھے (۶۶) کسی قوم کی صورتیں مسخ کیں کسی کو زمین میں دھنسایا (۶۷) اور ایمان لے آتے تکذیب نہ کرتے (۶۸) اور وہ نصیحت قبول کریں (۶۹) ایسا فصیح جس نے فصحاء و بلغا کو عاجز کر دیا (۷۰) یعنی تناقض و اختلاف سے پاک (۷۱) اور کفر و تکذیب سے باز آئیں (۷۲) مشرک اور موحد کی (۷۳) یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجالائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے دیئے ہیں (۷۴) جو اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں (۷۵) کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں (۷۶) اس میں کفار کا رد ہے جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا گیا کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے اس پر بہت سی شرعی براہنیں قائم ہیں (۷۷) انبیاء امت پر حجت قائم کریں گے انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی اور دین کی دعوت دینے میں جہد بلیغ صرف فرمائی اور کافر بے فائدہ معذرتیں پیش کریں گے یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اختصام عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں مخاصمہ کریں گے اور ہر ایک اپنا حق طلب کرے گا

غیر اللہ کو پکارنے والا کافر و مشرک ہے۔ غلام ہو تو ایک ہی آقا بنائے گلی گلی اپنے آقا (معبود) نہ بناتا پھرے...... کنز الایمان ص ۶۶۳ و تفسیری نکات نعیم الدین مراد آبادی

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَآ أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى

اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور وہ مصیبت جو تم پر آئی ف۳۲۲ جس دن

الْجَمْعٰنِ فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَ

دونوں فوجیں ف۳۲۳ ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی اور اس لئے کہ پہچان کرادے

لِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا

ایمان والوں کی اور اسلئے کہ پہچان کرادے انکی جو منافق ہوئے ف۳۲۴ اور ان سے ف۳۲۵ کہا گیا

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا

کہ آؤ ف۳۲۶ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ ف۳۲۷ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور

لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ

تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں

يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ

اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ کو

أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا

معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں ف۳۲۸ وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں ف۳۲۹

لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ

کہا اور آپ بیٹھ رہے کہ وہ ہمارا کہا مانتے ف۳۳۰ تو نہ مارے جاتے تم فرمادو تو اپنی ہی

الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿١٦٨﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

موت ٹال دو اگر سچے ہو ف۳۳۱ اور جو اللہ کی راہ میں

قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

مارے گئے ف۳۳۲ ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں

يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَآ آتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ

روزی پاتے ہیں ف۳۳۳ شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ف۳۳۴

ف۳۲۲ اُحد میں ف۳۲۳ مومنین و مشرکین کی
ف۳۲۴ یعنی مومن و منافق ممتاز ہو گئے۔
ف۳۲۵ یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین سے ف۳۲۶ مسلمانوں کی تعداد بڑھاؤ اور حفاظت دین کے لئے۔
ف۳۲۷ اپنے اہل و مال کو بچانے کے لئے۔
ف۳۲۸ یعنی نفاق ف۳۲۹ یعنی شہدائے اُحد جو نسبی طور پر انکے بھائی تھے ان کے حق میں عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین نے۔
ف۳۳۰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ جہاد میں نہ جاتے یا وہاں سے پھر آتے۔
ف۳۳۱ مروی ہے کہ جس روز منافقین نے یہ بات کہی اسی دن ستر منافق مر گئے۔
ف۳۳۲ شانِ نزول اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہداء اُحد کے حق میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے اللہ تعالٰی نے انکی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں جنتی میوے کھاتے ہیں طلائی قنادیل جو زیر عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں اللہ تعالٰی نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا پس یہ آیت نازل فرمائی (ابوداؤد) اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں جسم کے فنا کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں ف۳۳۳ اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح و جسم دونوں کے لئے ہے علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی انکو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانہ صحابہ میں اور اسکے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو انکے جسم تر و تازہ پائے گئے (خازن وغیرہ) ف۳۳۴ فضل و کرامت اور انعام و احسان موت کے بعد حیات دی اپنا مقرب کیا جنت کا رزق اور اسکی نعمتیں عطا فرمائیں اور ان منازل کے حاصل کرنے کے لئے توفیقِ شہادت دی۔

وَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((یُغْفَرُ لِلشَّهِیْدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّیْنَ)).

فرمایا: "اللہ تعالیٰ شہید کا ہر گناہ بخش دے گا لیکن قرض نہیں بخشے گا۔"

○ ○ ○ ○

٤٨٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ)).

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جانا مٹا دیتا ہے سب گناہوں کو مگر قرض کو نہیں۔"

بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَّهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ.

باب: شہیدوں کی روحیں جنت میں ہیں اور یہ کہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔

٤٨٩) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [٣/ آل عمران:١٦٩] قَالَ: أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((أَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اطِّلَاعَةً فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ؟ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوْا قَالُوْا: يَا رَبِّ نُرِيْدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِيْ أَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى فَلَمَّا رَأٰى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا)).

مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس آیت کا ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ یعنی "مت سمجھ ان لوگوں کو جو قتل کیے گئے اللہ کی راہ میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں۔" عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے اس آیت کو پوچھا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا: "شہیدوں کی روحیں سبز چڑیوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر ہیں، جو عرش مبارک سے لٹک رہی ہیں، اور جہاں چاہتی ہیں جنت میں چرتی پھرتی ہیں پھر ان قندیلوں میں آ رہتی ہیں۔ ایک بار ان کے پروردگار نے ان کو دیکھا اور فرمایا: تم کچھ چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا: اب ہم کیا چاہیں گی ہم تو جنت میں چگتی پھرتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں، پروردگار جل وعلا نے پھر پوچھا، پھر پوچھا: جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر پوچھے ہماری رہائی نہیں (یعنی پروردگار جل جلالہ برابر پوچھے جاتا ہے) تو انہوں نے کہا: اے پروردگار! ہم یہ چاہتی ہیں کہ ہماری روحوں کو پھیر دے ہمارے بدنوں میں (یعنی دنیا کے بدنوں میں) تاکہ ہم مارے جائیں دوبارہ تیری راہ میں، جب پروردگار جل جلالہ نے دیکھا کہ اب ان کو کوئی خواہش نہیں تو چھوڑ دیا ان کو۔

[ترمذی: ٣٠١١؛ ابن ماجہ: ٢٨٠١]

نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے نکلا کہ جنت موجود ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور وہیں سے آدم علیہ السلام اتارے گئے تھے اور وہیں لوٹیں گے۔ معتزلہ اور بعض اہل بدعت کا یہ قول ہے کہ جنت قیامت کے بعد پیدا ہو جائے گی اور آدم علیہ السلام کی جنت اور تھی اور یہ بھی نکلا کہ روح اور روح کی حقیقت میں بہت اختلاف ہے، اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوں کو اس کی حقیقت معلوم نہیں ہے۔ اور فلاسفہ کہتے ہیں کہ روح کوئی ... ہے اور اطباء کہتے ہیں کہ روح ایک بخار لطیف ہے بدن میں اور بعض مشائخ نے کہا کہ روح حیاۃ کا نام ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہوتی ہے یہ مذہب جمہور کا ہے لقولہ تعالیٰ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ یعنی کافروں کی دعاء ضائع و خاسر ہے کچھ نافع نہیں ہے اور قاریؒ نے اعتراض کیا کہ اس کا مورد خاص عقبیٰ کے ساتھ ہے تو امر دنیا میں کافر کی دعاء قبول ہونے کے منافی نہیں ہے چنانچہ ابلیس کی دعاء قبول ہوئی اور مہلت دی گئی اور حدیث میں ہے کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ کافر ہو اذا شیخ ابو القاسم اور شیخ ابو النصر الدبوسی اس طرف گئے کہ کافر کی دعا قبول ہونا جائز ہے اور شیخ صدر شہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ دیا جاوے پھر قاریؒ نے لکھا کہ امام ابو حنیفہ و صاحبین نے کہا کہ مکروہ ہے کہ آدمی یوں کہے کہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں بحق فلاں یا بحق انبیاء و رسل یا بحق بیت الحرام و مانند اس کے اس واسطے کہ کسی کا اللہ تعالیٰ پر کچھ حق نہیں ہے مترجم کہتا ہے کہ اس کو عقائد میں بھی لیا ہے اور بحرمت فلاں وغیرہ دیگر الفاظ مترجم سے کہنا چاہیے مسئلہ بست و پنجم۔ جن میں سے جو کافر ہے بالاجماع وہ عذاب جہنم سے سزا پاوے گا لقولہ تعالیٰ لاملئن جھنم من الجنة والناس الآیہ اور قولہ تعالیٰ لقد ذرأنا لجہنم کثیرا من الجن والانس۔ اور جن میں سے مسلمان کو ثواب جنت ہے یہ امام ابو یوسف و امام محمدؒ کا قول ہے اور باقی اہل السنۃ والجماعۃ کا بھی یہی قول ہے ولیکن امام ابو حنیفہؒ نے ان کی کیفیت ثواب میں توقف کیا ہے۔ اور ملائکہ کو عقاب نہیں ہے اس پر اجماع ہے۔ مسئلہ بست و ششم شیاطین کا تصرف بشرائط خود بنی آدم میں ہوتا ہے اور اس میں معتزلہ وغیرہ جاہلوں کا خلاف گمراہی ہے۔ قاریؒ نے کہا کہ وے ہم کو دیکھتے ہیں اور ہم ان کو نہیں دیکھتے ہیں اس میں یہ حکمت ہے کہ وے جس صورت آتشی قبیح پر مخلوق ہیں اگر ہم دیکھیں تو ہمارا کھانا پینا چھوٹ جاوے پس رحمت سے مخفی کر دیے گئے اقول بلکہ حکمت الٰہیہ اس حسن نظام پر ہے اور ان اسرار کو اہل معرفت پر محول کر دینا بہتر ہے اور لکھا کہ ملائکہ ایسے نورانی حسین صورت پر ہیں کہ ان کے دیکھنے سے ہماری ارواح کو انھیں کی طرف پرواز ہو۔ مسئلہ بست و ہفتم اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی اہل جنت کے لئے حور و قصور اور نہریں و درخت وغیرہ اور اہل دوزخ کے لئے زقوم و حمیم و طوق و زنجیر یہ سب برحق ہیں اور ظواہر نصوص کو پھیر کر فرقہ باطنیہ جن باتوں کا دعویٰ کرتے ہیں وہ الحاد و گمراہی ہے کما فی النسفیہ وغیرہ مسئلہ بست و ہشتم نصوص کا رد کرنا کفر ہے یہ عقائد نسفیہ میں مذکور ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ کسی نص کی نسبت کہے کہ ہم اس کو نہیں مانتے ہیں خواہ ہماری عقل میں نہیں آتی یا ہماری خواہش نہیں ہے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کفر صریح ہے۔ دوم یہ کہ اس نص کو مانے ولیکن اس کے معنی میں تاویل کرے کہ ہمارے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں تو ایسی صورت میں تکفیر میں اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ جو آیات محکمات ہیں اور ان میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے جیسے فرضیت نماز و زکوٰۃ مثلاً تو ان کے انکار سے کفر ہے اور مترجم کہتا ہے یہ بھی ضرور کہنا چاہیے کہ تاویل نصوص کی بمعانی نصوص دیگر و احادیث ہو یعنی جس طریقہ سے تاویل ہونا چاہیے اور وہ دلیل شرعی ہے اور اگر اس طریقہ سے نہ ہو بلکہ صرف اپنی رائے و قیاس اور دعویٰ عقل سے ہو جیسے سابق میں باطنیہ فرقہ کرتا تھا یا ہمارے زمانہ میں نیچریہ فرقہ کرتا ہے تو یہ کفر ہے اور ایسی ہی جس نے صریح آیات برأت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے باوجود ان کی نسبت رفض بد کیا تو یہ کفر ہے مسئلہ بست و نہم عقائد نسفیہ میں ہے کہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہر کسی معصیت کو حلال کر لینا کفر ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ معصیت کو معصیت جان کر پھر اس کو حلال کہنا کفر ہے اور توضیح اس کی یہ ہے کہ بہت سے معاصی تو

ثبوت حاضر ہے

صحیح بخاری شریف - جلد اول | ٦١٧ | پارہ نمبر ٦ - کتاب الجنائز

يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ. فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَا: انْطَلِقْ. فَانْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ، وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوقِدُهَا، فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ فَأَدْخَلَانِي دَارًا لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ وَأَفْضَلَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ، ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ، فِيهَا شُيُوخٌ وَشَبَابٌ. قُلْتُ: طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ. قَالَا: نَعَمْ، أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ. وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُو الرِّبَا. وَالشَّيْخُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَأَوْلَادُ النَّاسِ. وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ. وَالدَّارُ الْأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ. وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهَذَا مِيكَائِيلُ. فَارْفَعْ رَأْسَكَ. فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ، قَالَا: ذَاكَ مَنْزِلُكَ. فَقُلْتُ: دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي. قَالَا: إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ)).

اس وقت دوسرے شخص نے ایک پتھر اس کے منہ پر مارا اور جہاں پر وہ تھا وہیں اس کو لوٹا دیا پھر ایسا ہی کیا جب اس نے نکلنا چاہا اس نے ایک پتھر اس کے منہ پر مار دیا، وہ لوٹ کر اپنی جگہ جا رہا میں نے (اپنے ساتھیوں سے پوچھا) یہ کیا معاملہ ہے کہنے لگے آگے چلئے - خیر ہم چلتے چلتے ایک ہرے بھرے باغیچہ پر پہنچے، وہ ایک بڑا درخت تھا اس کی جڑ میں ایک بوڑھا بیٹھا تھا اور کئی بچے، اور اس درخت کے پاس ایک مرد اور تھا جو اپنے سامنے آگ سلگا رہا تھا خیر میرے دونوں ساتھی مجھ کو لے کر اس درخت پر چڑھے اور ایسے ایک گھر میں لے گئے کہ میں نے اس سے اچھا اور اس سے عمدہ کوئی گھر ہی نہیں دیکھا - اس میں بوڑھے اور جوان اور عورتیں اور بچے (سب طرح کے لوگ) تھے پھر وہاں سے نکال کر درخت پر چڑھا لے گئے اور ایک دوسرے گھر میں لے گئے، وہ پہلے گھر سے بھی اچھا اور عمدہ گھر تھا، وہ بوڑھے جوان (دو طرح کے لوگ تھے) میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے تو مجھ کو آج رات خوب گھمایا اب جو میں نے دیکھا اس کی کیفیت تو بتلاؤ - انہوں نے کہا اچھا جس کا گلپھڑا تم نے دیکھا چیرا جا رہا تھا وہ (دنیا کا) ایک بڑا جھوٹا شخص ہے جو جھوٹی بات بیان کرتا لوگ اس سے سن کر سب طرف مشہور کر دیتے، قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی - اور جس کا سر تم نے دیکھا پھوڑا جا رہا تھا وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن رات کو تو وہ سوتا رہا اور دن کو اس پر عمل نہیں کیا، قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی - اور تنور میں جو لوگ تم نے دیکھے، وہ زانی بدکار لوگ ہیں اور نہر میں جن کو دیکھا وہ سود خور ہیں - اور درخت کی جڑ میں جو بوڑھا دیکھا تھا، وہ ابراہیمؑ پیغمبر ہیں ان کے گرد جو بچے دیکھے، وہ لوگوں کے بچے ہیں اور وہ شخص جو آگ سلگا رہا تھا، مالک فرشتہ ہے، دوزخ کا داروغہ، اور پہلے جس گھر میں تم گئے تھے، وہ عام مسلمانوں کے رہنے کا گھر ہے - اور یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کا گھر ہے - اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل تم اپنا سر تو اٹھاؤ، میں نے سر اٹھایا دیکھا تو ابر کی طرح ایک چیز میرے اوپر ہے - انہوں نے کہا یہ تمہارا مقام ہے میں نے کہا مجھ کو چھوڑو - میں اپنے مقام میں جاؤں - انہوں نے کہا ابھی دنیا میں رہنے کی تمہاری کچھ عمر باقی ہے - جس کو تم نے تیر نہیں کیا اگر تیر کر چکے ہوتے تو اپنے مقام میں آ جاتے -

عام گمراہ اور نادان مولوی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، موجود ہیں، بعض کہتے ہیں: وہ فوت ہی نہیں ہوئے بلکہ پردہ فرما گئے ہیں اور ابھی تک ہمارے درمیان زندہ ہیں۔ قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری شریف میں ہے کہ آپ دنیا سے اٹھا لیے گئے ہیں یعنی فوت ہو چکے ہیں اور اب دنیاوی زندگی مکمل کر کے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر جا چکے ہیں۔ دیکھئے حدیث مبارکہ کا عکس

ف۱ سورۂ الکافرون مکیہ ہے اس میں ایک رکوع چھ آیتیں چھبیس کلمے چورانوے حرف ہیں شانِ نزول قریش کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجئے ہم آپ کے دین کا اتباع کریں گے ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ غیر کو شریک کروں کہنے لگے تو آپ ہمارے
1 کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس پر یہ سورۂ شریفہ نازل ہوئی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی حضور نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور حضور کے اور حضور کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے ف۲ مخاطب یہاں مخصوص کافر ہیں جو علم الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں ف۳ یعنی تمہارے لئے تمہارا کفر اور میرے لئے میری توحید اور میرا اخلاص اور مقصود اس سے تہدید ہے۔ (و ہذہ الآیۃ منسوخۃ بآیۃ القتال)

عم ۳۰ الکوثر ۱۰۸ ۹۶۲ الکافرون ۱۰۹ النصر ۱۱۰

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۂ کوثر مکیہ ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱ اس میں تین آیتیں ہیں

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢

اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ف۲ تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو ف۳

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے ف۴

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۂ کافرون مکیہ ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱ اس میں چھ آیتیں ہیں

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢

تم فرماؤ اے کافرو ف۲ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا

اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجوں گا جو

عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٥

تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین ف۳

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۂ نصر مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱ اس میں تین آیتیں ہیں

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَاَيْتَ النَّاسَ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے ف۲ اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں ف۳ تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے

ف۱ سورۂ نصر مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع تین آیتیں سترہ کلمے ستتر حرف ہیں۔ ف۲ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دشمنوں کے مقابلہ میں اس سے یا تمام فتوحات اسلام مراد ہیں یا خاص فتح مکہ۔ ع ۳ / ۲۳ ف۳ جیسا کہ بعد فتح مکہ ہوا کہ لوگ اقطار عرب سے شوق غلامی میں چلے آتے تھے اور شرف اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ ف۴ امت کیلئے ف۵ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کی بہت کثرت فرمائی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں بمقام منیٰ نازل ہوئی اس کے بعد آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی اس کے نازل ہونے کے بعد اسی روز سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف رکھی پھر آیۂ کلالہ نازل ہوئی ع ۴ / ۲۴ اس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر آیت وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ نازل ہوئی اس کے بعد حضور اکیس روز یا سات روز تشریف فرما رہے اس سورت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور تمام ہو گیا تو اب حضور دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کی لقا قبول کرے اس بندہ نے اللہ تعالیٰ کی لقا اختیار کی یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ پر ہماری جانیں ہمارے مال ہمارے آباء ہماری اولادیں سب قربان ______

ف۱ سورۂ ابی لہب مکیہ ہے اس میں ایک رکوع پانچ آیتیں بیس کلمے ستتر حرف ہیں شانِ نزول جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو دعوت دی ہر طرف سے لوگ آئے اور حضور نے ان سے اپنے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ابولہب نے حضور سے کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا اس پر یہ سورت شریف نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا ف۲ ابولہب کا نام عبد العزی ہے یہ عبد المطلب کا بیٹا اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چچا تھا بہت گورا خوبصورت آدمی تھا اسی لئے اس کی کنیت ابولہب ہے اور اسی کنیت سے وہ مشہور تھا دونوں ہاتھوں سے مراد اس کی ذات ہے ف۳ یعنی اس کی اولاد مروی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا کہ جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لئے اپنے مال و اولاد کو فدیہ کر دوں گا اس آیت میں اس کا رد فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے اس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں ف۴ ام جمیل بنت حرب بن امیہ ابوسفیان کی بہن جو

ثبوت حاضر ہے

صحیح بخاری شریف- جلد سوم ۵۳۴ پارہ نمبر ۲۵- کتاب الاستئذان

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ. وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي.

طرح کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا- اور کعب بن مالک نے کہا میں مسجد میں گیا دیکھا تو آنحضرت ﷺ وہاں موجود ہیں- اس وقت طلحہ بن عبیداللہ دوڑتے ہوئے (سب لوگوں سے پہلے) اٹھے اور مجھ سے مصافحہ کیا- مجھ کو (توبہ قبول ہونے کی) مبارک باد دی-

١١٩٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۱۱۹۳- ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا- کہا ہم سے ہمام نے انہوں نے قتادہ سے- میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا آنحضرت ﷺ کے اصحاب مصافحہ کیا کرتے تھے- انہوں نے کہا ہاں!

١١٩٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

۱۱۹۴- ہم سے یحیٰی بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو حیات بن شریح نے خبر دی کہا مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا- انہوں نے کہا ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے- آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے (ان سے مصافحہ کئے ہوئے)

٧٠٧- باب الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

باب: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

حماد بن زید نے عبداللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا-

١١٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ((التَّحِيَّاتُ لِلهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا، فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا: السَّلَامُ، يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

۱۱۹۵- ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سیف بن سلیمان نے کہا میں نے مجاہد سے سنا- وہ کہتے تھے- مجھ سے ابو معمر عبداللہ بن سخبرہ نے بیان کیا- وہ کہتے تھے میں نے ابن مسعود سے سنا وہ کہتے تھے- آنحضرت ﷺ نے مجھ کو تشہد اس طرح سکھلایا کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں میں تھا- جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے- ((التَّحِيَّاتُ لِلهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) - یہ تشہد ہم اس وقت پڑھا کرتے تھے - جب آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے - آپ کی وفات کے بعد ہم السلام علیک ایہا النبی کے بدل السلام علی النبی کہنے لگے - فقط-

تَمَّ الْجُزْءُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ وَ يَتْلُوهُ الْجُزْءُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُوْنَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى

اللہ کے فضل سے پچیسواں پارہ تمام ہوا- اب چھبیسواں پارہ اس کے پر شروع ہوتا ہے-

قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری شریف بھی اس حقیقت کی گواہی دے رہی ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد نماز میں السلام علیك ایها النبی کہنا چھوڑ دیا تھا اور السلام علی النبی کہنے لگے تھے۔ ملاحظہ کیجیے عکس بخاری شریف ص ۵۰۱ جلد سوم۔

ثبوت حاضر ہے

ف: اس اثر سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ پہلے قعدہ میں بھی بعد تشہد کے دعا مانگنا درست ہے دوسرے یہ کہ کوئی دعا خاص نہیں جو دل چاہے پروردگار سے مانگے تیسرے یہ کہ تین سلام کرے ایک سلام داہنی طرف والوں کو دوسرے امام کو تیسرے بائیں طرف والوں کو اور جو بائیں طرف کوئی نہ ہو تو دو ہی سلام کرے۔ واللہ اعلم

(۵۱) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِذَا تَشَهَّدَتْ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہتیں تشہد میں اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

ف: امام مالکؒ نے تشہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو اوپر گزرا اختیار کیا ہے اور شافعیؒ نے تشہد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جو مسلم نے اور اصحاب سنن نے روایت کیا اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اختیار کیا ہے اور اہل حدیث اور امام احمدؒ اور امام اعظمؒ اور اکثر علماء نے تشہد ابن مسعودؓ کا اختیار کیا ہے جس کو روایت کیا ائمہ ستہ نے اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. حافظ نے کہا کہ اہل حدیث نے اتفاق کیا اس امر پر کہ کوئی تشہد عبداللہ بن مسعودؓ کے تشہد سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور راویوں نے اختلاف نہیں کیا اس کے الفاظ میں اور اتفاق کیا اس پر ائمہ ستہ نے لفظاً و معنی۔

ف: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وارد ہے اور بخاریؒ نے روایت کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے تو ہم یوں کہتے تھے نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپ کی وفات ہوئی تو ہم کہنے لگے السلام على النبي اور روایت کیا ابوعوانہ اور سراج اور جوزقی اور ابونعیم اصبہانی اور بیہقی نے طرق متعددہ سے اور سب میں یہ ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو ہم السلام على النبي کہنے لگے اور ایسا ہی روایت کیا اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابونعیم سے زرقانی نے کہا کہ یہ روایت ابن مسعودؓ سے بلاشک صحیح ہے اور میں نے اس کا ایک متابع قوی پایا ہے۔ ابن عبدالرزاق نے روایت کیا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ أَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ فَلَمَّا مَاتَ قَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ یعنی کہا عطا نے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپ کی وفات ہوئی تو کہنے لگے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بحث کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ہم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ جب کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ زندہ تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم کو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح سکھایا اور ہم ایسا ہی جانتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ ابوعبیدہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو صحابہ کرام نے اپنی نماز میں السلام علیك ایها النبی کہنا چھوڑ دیا اور السلام علی النبی کہنے لگے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ وسوچ یہ تھی کہ نبی ﷺ تو فوت ہو گئے نماز میں مخاطب کا انداز السلام علیك کہنا درست نہیں لیکن آج کل بعض حضرات رسول اللہ ﷺ کو ہر وقت ہر جگہ (بلند آواز سے بھی) پکارتے نظر آتے ہیں بلکہ یوں کہیں کہ بیدار ہونے سے لے کر سوتے وقت تک آپ کو پکارتے ہیں۔ حقیقت میں انھوں نے صحابہ کے طریقہ کو چھوڑ دیا ان کا یہ عمل سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ دیکھئے قرآن النساء ۴/۱۱۵ جس میں رب کائنات نے فرمایا: جو صحابہ کے طریقہ کو چھوڑ دے گا ہم اس کو جہنم رسید کریں گے۔'' اس مسئلہ پر حدیث کی مشہور کتاب موطا امام مالک کی گواہی کا فوٹو عکس ملاحظہ ہو:



موطا امام مالک مترجم | 79 | کتاب الصلوٰۃ

سے نہیں سنا اور اسناد بھی ضعیف ہے بلکہ صحیح روایت ابن مسعودؓ سے وہی ہے جو بخاری نے بواسطہ ابو معمر کے روایت کیا اور اخراج کیا اس کو بہت ائمہ حدیث نے طرق متعددہ اور اسانید مکثرہ سے پھر جب ثابت ہوگیا یہ امر عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ وہ بعد آپ کی وفات کے السلام علی النبی کہتے تھے تو واجب ہے اتباع اس کا ہم پر ان آثار سے یہ امر صاف ہوگیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اعتقاد یہی تھا کہ بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کو نہیں سنتے ہیں پھر خطاب کرنا ناجائز ہوگا تو جب سلام خطاب کے ساتھ خلاف تھا تو پھر مطلق ندا کا کیا حال ہوگا وہ کیونکر درست ہوگی۔ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں لیکن یہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی حیات برزخی ہے جس کا ادراک ہم لوگوں کو نہیں ہو سکتا اور جو شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ اور ہر مقام میں پکار پکارنے والے کی سن لیتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ مشرک ہے کیونکہ یہ صفت اللہ جل جلالہٗ کی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مکان سے سنتا ہے اور ہر ایک کی حاجت اور مراد برلاتا ہے سوائے اللہ جل جلالہٗ کے کسی نبی یا ولی میں یہ قدرت نہیں ہے۔

(۵۷) عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ وَنَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ سَبَقَهُ الْاِمَامُ بِرَكْعَةٍ اَيَتَشَهَّدُ مَعَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْاَرْبَعِ وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَهُ وِتْرًا فَقَالَا نَعَمْ لِيَتَشَهَّدْ مَعَهُ قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے ابن شہاب زہری اور نافع مولی ابن عمرؓ سے پوچھا کہ ایک شخص امام کے ساتھ آ کر شریک ہوا جب ایک رکعت ہو چکی تھی اب وہ امام کے ساتھ تشہد پڑھے قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیر میں یا نہ پڑھے کیونکہ اس کی تو ایک رکعت ہوئی قعدۂ اولیٰ میں اور تین رکعتیں ہوئیں قعدۂ اخیرہ میں تو جواب دیا دونوں نے کہ ہاں تشہد پڑھے امام کے ساتھ امام مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۳۔ بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ

جو شخص سر اٹھانے امام کے پیشتر رکوع یا سجدہ میں اس کا بیان

(۵۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْاِمَامِ فَاِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ. (اخرجه البخاري و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے امام کے پیشتر تو اس کا ماتھا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

ف: یعنی خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی نہیں کرتا تو وہ گویا شیطان کے ہاتھ میں ہے خدا کا حکم یہ ہے کہ امام کے ساتھ سر اٹھاؤ اور جھکاؤ اور امام کی متابعت کرو اور وہ اس کا لحاظ نہیں رکھتا۔ اس حدیث کو دراوردی نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ائمہ ستہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص اپنا سر اٹھاتا ہے امام کے پیشتر وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ سر اس کا مثل گدھے کے سر کے ہو جائے یا اس کی صورت گدھے کی ہو جائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متابعت امام کی واجب ہے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص بھول کر امام سے اوّل سر اٹھالے رکوع میں یا سجدہ میں تو سنت یہ ہے کہ پھر رکوع یا سجدہ میں چلا جائے اور امام کے سر اٹھانے کا انتظار نہ کرے اور جس شخص نے قصداً ایسا کیا تو اس نے خطا کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لیے امام [illegible] کہ اس کی پیروی اور تابعداری کی جائے تو نہ اختلاف کرو اس پر یعنی آگے پیچھے اس سے ارکان ادا نہ کرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے قبل امام

موطا امام مالک کا دوسرا مقام ملاحظہ ہو۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد السلام علی النبی کہنے لگے تھے نہ کہ السلام علیك ایها النبی۔ اس لیے کہ ان کا اس بات پر مکمل اتفاق تھا کہ آپ وفات کے بعد سلام نہیں سنتے اور انھیں خطاب کرنا یا پکارنا درست نہیں۔

سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ
چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاؤ تکا (تیر تکا) بات والا اور کچھ کہیں گے سات ہیں ۴۱ اور آٹھواں ان کا کتا

قُلْ رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ
تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے ۴۲ انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے ۴۳ تو ان کے بارے میں ۴۴

إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُولَنَّ
بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو ظاہر ہو چکی ۴۵ اور ان کے بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو اور ہرگز کسی بات

لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر
کو نہ کہنا کہ میں کل یہ کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے ۴۸ اور اپنے رب

رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ
کی یاد کر جب تو بھول جائے ۴۹ اور یوں کہو کہ قریب ہے میرا رب مجھے اس ۵۰ سے نزدیک تر

هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا
راستی کی راہ دکھائے ۵۱ اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے نو اوپر

تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
۵۲ تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے ۵۳ اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب ۵۴

أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي
وہ کیا ہی دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے ۵۵ اس کے سوا ان کا ۵۶ کوئی والی نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو

(۴۱) جو بے جانے کہہ دی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی (۴۲) اور یہ کہنے والے مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو ثابت رکھا کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم حاصل کر کے کہا (۴۳) کیونکہ جہانوں کی تفاصیل اور کائنات ماضیہ و مستقبلہ کا علم اللہ ہی کو ہے یا جس کو وہ عطا فرمائے (۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں انہیں قلیل میں سے ہوں جن کا آیت میں استثنا فرمایا۔ (۴۵) اہل کتاب سے (۴۶) اور قرآن میں نازل فرمادی گئی آپ اتنے ہی پر اکتفا کریں اور اس معاملہ میں یہود کے جہل کا اظہار کرنے کے درپے نہ ہوں (۴۷) یعنی اصحاب کہف کے (۴۸) یعنی جب کسی کام کا ارادہ ہو تو یہ کہنا چاہیے کہ انشاء اللہ ایسا کروں گا بغیر انشاء اللہ کے نہ کہے شان نزول اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تھا تو حضور نے فرمایا کل بتاؤں گا اور انشاء اللہ نہیں فرمایا تھا تو کئی روز وحی نہیں آئی پھر یہ آیت نازل فرمائی (۴۹) یعنی انشاء اللہ تعالیٰ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے کہہ لے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تک اس مجلس میں رہے اس آیت کی تفسیروں میں کئی

قول ہیں بعض مفسرین نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ اگر کسی نماز کو بھول گیا تو یاد آتے ہی ادا کرے (بخاری و مسلم) بعض عارفین نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ اپنے رب کو یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے سے ذکر و ذاکر بحو گردد باتمام ہ جملگی مذکور ماند والسلام (۵۰) واقعہ اصحاب کہف کے بیان اور اس کی خبر دینے (۵۱) یعنی ایسے معجزات عطا فرمائے جو میری نبوت پر اس سے بھی زیادہ ظاہر دلالت کریں جیسے کہ انبیاء سابقین کے احوال کا بیان اور غیوب کا علم اور قیامت تک پیش آنے والے حوادث و وقائع کا بیان اور شق القمر اور حیوانات سے اپنی شہادتیں دلوانا وغیرہا (خازن و جمل) (۵۲) اور اگر وہ اس مدت میں جھگڑا کریں تو (۵۳) اسی کا فرمانا حق ہے شان نزول نجران کے نصرانیوں نے کہا تھا تین سو برس تک ٹھیک ہیں اور نو کی زیادتی کیسی ہے اس کا ہمیں علم نہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (۵۴) کوئی ظاہر اور کوئی باطن اس سے چھپا نہیں (۵۵) آسمان اور زمین والوں کا

سرنامہ سے صفحہ 94

أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا إِلَى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّينَ وَبِئْسَتْ صِفُّونَ ۔

بَابُ ۱۲۱۵ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتْ ۔

١٥١٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ مَرِضْتُ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي قَالَ فَمَا أَجَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ ۔

بَابُ ۱۲۱۶ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيلٍ ۔

ابو وائل سے، انہوں نے کہا سہل بن حنیف نے کہا لوگو اپنی رائے کو دین کے مقدمہ میں غلط سمجھو، میں نے اسے عدیبیہ میں آ خود اپنے تئیں دیکھا جب ابوجندل (زنجیروں میں بندھا آ گیا تھا) اگر مجھ کو کچھ بھی گنجائش ہوتی تو میں اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے خلاف کرتا، اور ہم نے جب کسی مہم پر اپنی تلواریں کاندھوں پر رکھیں (لڑائی شروع کی) تو ان تلواروں کی بدولت ہم کو ایک آسانی مل گئی جس کو ہم پہچانتے تھے مگر ایک اسی مہم میں، اعمش نے کہا ابو وائل نے کہا میں صفین میں موجود تھا۔ اور صفین کی لڑائی بھی کیا بری لڑائی تھی (جس میں مسلمان آپس ہی میں کٹ مرے)

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مسئلہ رائے یا قیاس سے نہیں بتلایا، بلکہ جب آپ سے کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جس باب میں کوئی وحی نہ اتری ہوتی، تو آپ فرماتے، میں نہیں جانتا یا وحی اترنے تک خاموش رہتے کچھ جواب نہ دیتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا تاکہ اللہ تعالیٰ جیسا تجھ کو بتلائے اس کے موافق تو حکم دے اور عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، روح کیا چیز ہے آپ خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت اتری۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے محمد بن منکدر سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا، انہوں نے کہا، میں بیمار ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ پاؤں سے چلتے ہوئے میرے دیکھنے کو آئے میں بے ہوش پڑا تھا، آپ نے وضو کیا۔ اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا، مجھ کو ہوش آ گیا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ایک مرتبہ سفیان نے یوں کہا، اے رسول اللہ میں اپنے مال کا کیا فیصلہ کروں، آپ نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے مرد اور عورتوں کو وہی باتیں سکھلانا جو اللہ نے آپ کو سکھلائی تھیں رائے اور تمثیل آپ نے نہیں سکھلائی۔

ف یعنی کوئی مادہ پہلے سے نہ تھا جس سے اشیاء کو پیدا کیا بلکہ بے مادہ و بے مثال کے ابداع و اختراع فرمایا ہے۔ وکان اللہ عالما فی الازل بالاشیاء قبل کونھا اور اللہ تعالیٰ ازل میں اشیاء کا عالم تھا قبل ان کے وجود کے ف یعنی جیسے بعد پیدا کرنے کے عالم ہے اس کا علم اول و آخر یکساں ہے کیونکہ زمانہ ان مخلوقات پر جاری ہے اور اسی نے تو زمانہ پیدا کیا ہے۔ وھو الذی قدر الاشیاء وقضاھا اور اسی نے اشیاء کو مقدر کیا اور قضا کیا۔ اور جاری ہونے کا حکم دیا۔ ولا یکون فی الدنیا ولا فی الآخرۃ شیء الا بمشیتہ وعلمہ وقضائہ وقدرہ وکتبہ اور نہ ہوگی کوئی چیز دنیا میں اور نہ آخرت میں مگر اسی کی مشیت۔ یعنی چاہنے سے اور علم سے اور قضاء و قدر سے اور لکھنے سے۔ ولکن کتبہ بالوصف لا بالحکم۔ ولیکن اس کا لکھنا بوصف ہے نہ بحکم ف مثلاً یہ چیز فلاں وقت یوں ہوگی اور لکھنا بحکم نہیں ہے مثلاً یوں ہو جا۔ امام اعظمؒ نے کتاب الوصیۃ میں فرمایا ہم اقرار کرتے ہیں کہ تقدیر بھلائی و برائی کی سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے بقولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ تو کہہ یعنی کہہ دے اے محمد کہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے کل ہے اور جس نے گمان کیا کہ بھلائی یا برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی بشرطیکہ اس کی توحید پہلے تھی مترجم کہتا ہے امام اعظمؒ نے کتاب الوصیۃ میں نوشتہ تقدیر کے واسطے حدیث کے ساتھ اس آیت کو لکھا قال تعالیٰ وکل شیء فعلوہ فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر۔ وقاریؒ نے لکھا کہ حاصل یہ کہ جو بھلائی و برائی و گوارا و ناگوار کہ بندہ سے موافق مقدر ازلی کے واقع ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے وہ ہوا اور جو نہیں وہ نہ ہوا۔ اگر وہم ہو کہ قضائے الٰہی پر راضی ہونا ضرور ہے اور کفر جب قضائے الٰہی ہوا تو اس پر راضی ہونا چاہیئے لیکن کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے تو یہ مغالطہ ہے اور جواب یہ ہے کہ کفر قضائے الٰہی نہیں ہے کیونکہ قضائے الٰہی تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور کفر بندہ کا فعل ہے یہ دونوں مباین ہیں پس کفر مقضی ہے نہ قضاء اور اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت سے کفر کو پیدا کر دیا اور اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے اور جس بندے نے کفر کو اپنے ارادہ و اختیار سے حاصل کیا وہ کافر مذموم ہے اور خالق عزوجل کی طرف کچھ وہم نہیں ہو سکتا ہے۔ مسئلہ جو کوئی اپنی ذات کے کفر پر راضی ہو بالاتفاق کافر ہے اور جو کوئی غیر کے کفر پر راضی ہو دو صورتیں ہیں اگر کفر کو پسند کرتا ہے تو بھی کافر ہے اور اگر غیر کی ایذاء وغیرہ سے چاہا کہ اس سے ایمان چھن جاوے تو واضح ہے کہ کافر نہ ہوگا کذا فی التاتار خانیہ اور مؤید اس کا قولہ تعالیٰ ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کو کہا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام ازلی میں حکایت فرمایا ہے۔ والقضاء والقدر والمشیۃ صفاتہ فی الازل بلا کیف اور قضاء و قدر و مشیت یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ازل میں بلا کیف ف یعنی مانند دیگر صفات و آیات متشابہات کے ان کی کیفیت مجہول ہے۔ ویعلم اللہ تعالیٰ فی المعدوم فی حال عدمہ معدوما ویعلم انہ کیف یکون اذا اوجدہ ویعلم اللہ الموجود فی حال وجودہ موجودا ویعلم انہ کیف یکون فناؤہ ویعلم اللہ القائم فی حال قیامہ قائما قاعدا اذا قعد علمہ قاعدا فی حال قعودہ من غیر ان یتغیر علمہ او یحدث لہ علم ولکن التغیر واختلاف الاحوال یحدث فی المخلوقین۔ اور اللہ عزوجل معدوم کو اس کے حالت عدم میں معدوم جانتا ہے

نلہ یعنی اگر اس کی تحقیق ہی اور قرآنی ... [illegible] ... تقدیر کی طرح اور بھی کوئی خرابی ... [illegible]

ثبوت حاضر ہے

والمحصنٰت ۵ ۱۶۳ النسآء ۴

مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

میں ہوں اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے ۲۰۰ تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ

اور انہیں کوئی برائی پہنچے ۲۰۱ تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی ۲۰۲ تم فرما دو سب

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ

اللہ کی طرف سے ہے ۲۰۳ تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں

حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَاۤ اَصَابَكَ

ہوتے۔ اے سننے والے! تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے ۲۰۴ اور جو برائی پہنچے

مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ

وہ تیری اپنی طرف سے ہے ۲۰۵ اور اے محبوب! ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بھیجا ۲۰۶

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

اور اللہ کافی ہے گواہ ۲۰۷ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا ۲۰۸

وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫

اور جس نے منہ پھیرا ۲۰۹ تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا ۲۱۰

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ

پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف رات کو

ف ۲۰۰ ارزانی و کثرت پیداوار وغیرہ کی۔ ف ۲۰۱ گرانی قحط سالی وغیرہ ف ۲۰۲ یہ حال منافقین کا ہے کہ جب انہیں کوئی سختی پیش آتی تو اس کو سید عالم ﷺ کی طرف نسبت کرتے اور کہتے جب سے یہ آئے ہیں ایسی ہی سختیاں پیش آیا کرتی ہیں۔ ف ۲۰۳ گرانی ہو یا ارزانی قحط ہو یا فراخ حالی رنج ہو یا راحت آرام ہو یا تکلیف فتح ہو یا شکست حقیقت میں سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ف ۲۰۴ اس کا فضل اور رحمت ہے ف ۲۰۵ کہ تو نے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا کہ تو اس کا مستحق ہوا۔ مسئلہ: یہاں برائی کی نسبت بندے کی طرف مجاز ہے اور اوپر جو مذکور ہوا وہ حقیقت تھی بعض مفسرین نے فرمایا کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف بر سبیل ادب ہے خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعل حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اسی کی طرف سے جانے اور جب اسباب پر نظر کرے تو برائیوں کو اپنی شامت نفس کے سبب سے سمجھے ف ۲۰۶ عرب ہوں یا عجم آپ تمام خلق کے لیے رسول بنائے گئے اور کل جہان آپ کا امتی کیا گیا یہ سید عالم ﷺ کی [illegible] منصب اور رفعت منزل کا بیان ہے ف ۲۰۷ آپ کی رسالت عامہ پر تو سب پر آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ کا اتباع فرض ہے ف ۲۰۸ شان نزول: رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اس پر آج کل کے گستاخ بد دینوں کی طرح اس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفےٰ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو رب مانا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی ﷺ کے کلام کی تصدیق فرما دی کہ بے شک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ف ۲۰۹ اور آپ کی اطاعت سے اعراض کیا ف ۲۱۰ شان نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کے حضور میں ایمان و اطاعت شعاری کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے ہم حضور ﷺ پر ایمان لائے ہیں ہم نے حضور ﷺ کی تصدیق کی ہے حضور جو ہمیں حکم فرمائیں اس کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔

منزل ۱

مشرکین جب مصیبت میں پھنس جاتے تو اس وقت دیگر معبودان و مشکل کشاؤں کو چھوڑ کر صرف اللہ کریم کو مدد کے لیے پکارتے لیکن جب وہ مصیبت ٹل جاتی تو پھر دوبارہ شرک کرنے لگتے۔ اوپر تفسیری فوائد ۵۴ تا ۵۸ میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کیا آج کل ہمارے ہاں بھی ایسا ہی نہیں ہو رہا!!؟

کتاب ص 151

وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

بَابُ ۷۸۶ الدُّعَاءِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا فِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ۔

بَابُ ۷۸۷ الدُّعَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ

۳۰۷ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْأَرْضِ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ

بَابُ ۷۸۸ الدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ۔

۳۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ أَوْ مَهْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

۳۰۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَلَكَ أَبِيْ وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ

کہا کہ یہ بہشت کا ایک خزانہ ہے یا یوں فرمایا میں تجھ کو بہشت کا ایک خزانہ بتلا دوں وہ یہی کلمہ ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

باب جب نشیب میں اترے اس وقت دعا کرنا

اس باب میں جابر کی حدیث (جو کتاب الجہاد میں) گزر چکی ہے۔

باب سفر میں جاتے وقت یا سفر سے لوٹتے وقت دعا کرنا

اس باب میں یحییٰ بن ابی اسحاق نے انسؓ سے روایت کی ہے۔

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد یا حج یا عمرہ کر کے لوٹتے تو ہر بلندی (چڑھائی) پر چڑھتے وقت تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یوں فرماتے اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف زیب دیتی ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ہم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں اس کی درگاہ میں توبہ کرنے والے اپنے پروردگار کے شکر گزار اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی اور کافروں کی ساری فوجوں کو اس نے اکیلے بھگا دیا۔

باب دولہا کو دعا دینا

ہم کو مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف پر (ان کے بدن یا کپڑے پر) زرد دھبہ دیکھا پوچھا کہو تو کیا حال ہے (یہ زردی کیسی) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے گٹھلی برابر سونا مہر مقرر کر کے ایک عورت سے نکاح کیا ہے آپ نے فرمایا بارک اللہ لک ولیمہ تو کر ایک ہی بکری کا سہی۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے وہ کہتے تھے میرے والد (جنگ احد میں) شہید ہوئے اور سات یا نو بیٹیاں چھوڑ گئے (ان کے نام معلوم نہیں ہوئے) پھر میں نے ایک

روائی اور عذاب آخرت سے کہیں بھاگ نہیں سکتے کیونکہ مشرق و مغرب سب اللہ کا ہے جہاں بھاگیں گے وہ گرفت فرمائے گا اس تقدیر پر وجہ اللہ کے معنی خدا کا قرب و حضور ہے (فتح) ایک قول یہ بھی ہے کہ معنی یہ ہیں کہ اگر کفار خانہ کعبہ میں نماز سے منع کریں تو تمہارے لئے تمام زمین مسجد بنا دی گئی ہے جہاں سے چاہو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ ف۲۰۸ شان نزول یہود نے حضرت عزیر کو اور نصاریٰ نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہا مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی فرمایا سبحانہ وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے اولاد ہو اس کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اس کو عیب لگانا اور بے ادبی ہے حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں ف۲۰۹ اور مملوک ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے جب تمام جہان اس کا ملک ہے تو کوئی اولاد کیسے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ اگر کوئی اپنی اولاد کا مالک ہو جائے وہ اسی وقت آزاد ہو جائے گی ف۲۱۰ جسے بغیر کسی مثال سابق کے کسی شے کو عدم سے وجود میں لانا فرمایا ف۲۱۱ یعنی کائنات اس کے ارادہ فرمانے ہی سے وجود میں آجاتی ہے ف۲۱۲ یعنی اہل کتاب یا مشرکین ف۲۱۳ یعنی بے واسطہ خود کیوں نہیں فرماتا جیسا کہ ملائکہ و انبیاء سے کلام فرماتا ہے یہ ان کا کمال تکبر اور نہایت سرکشی تھی انہوں نے اپنے آپ کو انبیاء و ملائکہ کے برابر سمجھا۔ شان نزول رافع بن خزیمہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے فرمائیے وہ ہم سے کلام کرے ہم خود سنیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ف۲۱۴ یہ ان آیات کا عناد و انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں ف۲۱۵ کوری و نابینائی اور کفر و عناد میں اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان کی سرکشی اور معاندانہ انکار سے رنجیدہ نہ ہوں پچھلے کفار بھی انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے ف۲۱۶ یعنی آیات قرآنی و معجزات باہرہ انصاف والے کو سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین دلانے کے لئے کافی ہیں مگر جو طالب یقین نہ ہو وہ دلائل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ف۲۱۷ کہ وہ کیوں ایمان نہ لائے اس لئے کہ آپ نے اپنا فرض تبلیغ پورے طور پر ادا فرما دیا۔ ف۲۱۸ اور یہ ناممکن کیونکہ وہ باطل پر ہیں ف۲۱۹ وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر ایک راہ باطل و ضلالت۔ ف۲۲۰ یہ خطاب امت محمدیہ کو ہے کہ جب تم نے جان لیا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس حق و ہدایت لائے تو تم ہرگز کفار کی خواہشوں کا اتباع نہ کرنا اگر ایسا کیا تو تمہیں کوئی عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں (خازن) ف۲۲۱ شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت اہل سفینہ کے باب میں نازل ہوئی جو جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے ان کی تعداد چالیس تھی بتیس اہل حبشہ اور آٹھ شامی راہب ان میں بحیرا راہب بھی تھے معنی یہ ہیں کہ در حقیقت توریت شریف پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہیں جو اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف و تبدیل پڑھتے ہیں اور اس کے معنی سمجھتے اور مانتے ہیں اور اس میں حضور سید کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت دیکھ کر حضور پر ایمان لاتے ہیں اور جو حضور کے منکر ہوتے ہیں وہ توریت شریف پر ایمان نہیں رکھتے۔

الم ۱ — ۳۰ — البقرة ۲

وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ
اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ف۲۱۱ اور جاہل
الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ
بولے ف۲۱۲ اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا ف۲۱۳ یا ہمیں کوئی نشانی ملے ف۲۱۴
كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ
ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات ان کے دل ایک
قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١١٨﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ
سے ہیں ف۲۱۵ بیشک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لئے ف۲۱۶ بیشک ہم نے تمہیں
بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾
حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا ف۲۱۷
وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ
اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی
مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
پیروی نہ کرو ف۲۱۸ تم فرما دو اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے ف۲۱۹ اور (اے سننے والے کسے باشد)
أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ
اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا
مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٢٠﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ
نہ ہوگا اور نہ مددگار ف۲۲۰ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے
يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ
وہ جیسی چاہئے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہیں
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٢١﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ
تو وہی زیاں کار ہیں ف۲۲۱ اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا

ان میں سے کوئی بھی اللہ پر ایمان لانے والا نہ ہوا اسی طرح جو ایک رسول کی تکذیب کرے وہ اللہ پر ایمان لانے والا نہیں یہود و نصاریٰ بہت انبیاء کی تکذیب کرتے ہیں لہذا وہ اللہ پر ایمان لانے والوں میں نہیں شانِ نزول مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روم سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور اسی کے نازل ہونے کے بعد غزوۂ تبوک

حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ
اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے ف۶۲ اور سچے دین ف۶۳ کے تابع نہیں ہوتے
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ
یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں
وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ
ذلیل ہو کر ف۶۴ اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے ف۶۵
وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ
اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے
بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ یُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ
بکتے ہیں ف۶۶ اگلے کافروں کی سی بات
قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ٘ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ
بناتے ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں ف۶۷ انہوں نے اپنے پادریوں
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ
اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا ف۶۸ اور مسیح بن
مَرْیَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ
مریم کو ف۶۹ اور انہیں حکم نہ تھا ف۷۰ مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اسکے سوا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ یُرِیْدُوْنَ اَنْ
کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے ان کے شرک سے چاہتے ہیں کہ
یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ
اللہ کا نور ف۷۱ اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا
نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
پورا کرنا ف۷۲ پڑے برا مانیں کافر وہی ہے جس نے اپنا رسول ف۷۳

ہوا کلبی کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے قبیلہ قریظہ اور نضیر کے حق میں نازل ہوئی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح منظور فرمائی اور یہی پہلا جزیہ ہے جو اہل اسلام کو ملا اور پہلی ذلت ہے جو کفار کو مسلمانوں کے ہاتھ سے پہنچی۔

ف۶۲ قرآن و حدیث میں اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ معنی یہ ہیں کہ توریت و انجیل کے مطابق عمل نہیں کرتے ان کی تحریف کرتے ہیں اور احکام اپنے دل سے گھڑتے ہیں ع ۵ ۱۰

ف۶۳ اسلام دینِ الٰہی۔

ف۶۴ معاہد اہلِ کتاب سے جو خراج لیا جاتا ہے اسکا نام جزیہ ہے مسائل یہ جزیہ نقد لیا جاتا ہے اس میں ادھار نہیں مسئلہ جزیہ دینے والے کو خود حاضر ہو کر دینا چاہیے۔ مسئلہ پیادہ پا حاضر ہو کھڑے ہو کر پیش کرے مسئلہ قبول جزیہ میں ترک و ہنود وغیرہ اہل کتاب کے ساتھ ملحق ہیں سوا مشرکین عرب کے کہ ان سے جزیہ قبول نہیں مسئلہ اسلام لانے سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے حکمت جزیہ مقرر کرنے کی یہ ہے کہ کفار کو مہلت دی جائے تاکہ وہ اسلام کے محاسن اور دلائل کی قوت دیکھیں اور کتب قدیمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور حضور کی نعت و صفت دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہونے کا موقع پائیں

ف۶۵ اہل کتاب کی بے دینی کا جو اوپر ذکر فرمایا گیا یہ اسکی تفصیل ہے کہ وہ اللہ کی جناب میں ایسے فاسد اعتقاد رکھتے ہیں اور مخلوق کو اللہ کا بیٹا بنا کر پوجتے ہیں۔ شانِ نزول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہود کی ایک جماعت آئی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا کس طرح اتباع کریں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور آپ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

ف۶۶ جس پر کوئی دلیل و برہان اور پھر اپنے جہل سے اس باطل کے معتقد بھی ہیں

ف۶۷ اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر حجتیں قائم ہونے اور دلیلیں واضح ہونے کے باوجود اس کفر میں مبتلا ہوتے ہیں ف۶۸ حکم الٰہی کو چھوڑ کر ان کے حکم کے پابند ہوئے ف۶۹ کہ انہیں بھی خدا بنایا اور ان کی نسبت یہ اعتقاد باطل کیا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں یا خدا نے ان میں حلول کیا ہے ف۷۰ ان کی کتابوں میں نہ ان کے انبیاء کی طرف سے ف۷۱ دین اسلام یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل ف۷۲ اور اپنے دین کو غلبہ دینا ف۷۳ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

79 حوالہ 79

رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ

آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان

فِيْٓ إِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی؛ و۳۳۳ تم فرماؤ رستہ دیکھو و۳۳۴ ہم بھی دیکھتے ہیں۔ وہ جنہوں نے

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ

اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے و۳۳۵ اے محبوب! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں ان کا معاملہ اللہ ہی

اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے و۳۳۶ جو ایک نیکی لائے

فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا

تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں و۳۳۷ اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ

اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔ تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی، و۳۳۸

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

ٹھیک دین، ابراہیم کی ملت، جو ہر باطل سے جدا تھے، اور مشرک نہ تھے۔ و۳۳۹

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾

تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا

و۳۳۳ یعنی طاعت و نیکی تھی معنی یہ ہیں کہ نشانی آنے سے پہلے جو ایمان نہ لائے نشانی کے بعد اس کا ایمان قبول نہیں اسی طرح جو نشانی سے پہلے توبہ نہ کرے بعد نشانی کے اس کی توبہ قبول نہیں جو ایماندار پہلے سے نیک عمل کرتے ہوں گے نشانی کے بعد بھی ان کے عمل مقبول ہوں گے۔ و۳۳۴ ان میں سے کسی ایک کا یعنی موت کے فرشتوں کی آمد یا عذاب یا نشانی آنے کا۔ و۳۳۵ جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے حدیث شریف میں ہے یہود اکہتر فرقے ہو گئے ان سے صرف ایک ناجی ہے باقی سب ناری اور نصاریٰ بہتر فرقے ہو گئے ایک ناجی باقی سب ناری اور میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب کے سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے جو سواد اعظم یعنی بڑی جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہے۔ و۳۳۶ اور آخرت میں انہیں اپنے کردار کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ و۳۳۷ یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا اور یہ بھی حد نہایت کے طریقہ پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھائے ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب محض فضل ہے یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور بدی کی اتنی ہی جزا یہ عدل ہے۔ و۳۳۸ یعنی دین اسلام جو اللہ کو مقبول ہے۔ و۳۳۹ اس میں کفار قریش کا رد ہے جو گمان کرتے تھے کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک و بت پرست نہ تھے تو بت پرستی کرنے والے مشرکین کا یہ دعویٰ کہ وہ ابراہیمی ملت پر ہیں باطل ہے۔

مقدمہ فتاوی عالمگیری

۱۴۷

مقدمہ فتاویٰ ہندیہ

علم پاک دیا گیا ہے اور بیشک نورانی عقل کے موافق اپنے خالق عزوجل کی اچھی طاعت کرتے ہیں پس تم خود
جاہلیت چھوڑ دو گے اور اسی طرح تین مرتبہ سمجھاتے تھے پھر اگر نہ مانتے تو ہم تلوار نکالتے ہیں کیونکہ خالق عزوجل
نے ہم کو حکم دیا ہے کہ تم ایسے ظالموں مفسدوں جاہلوں کو اس حالت پر نہ چھوڑو کیونکہ تمہاری ذات کہ وہ دل
مخلوق آدمی و جانوروں و پرندوں و چرند پر اپنا ظلم سے تاوان کرو ان کی جانیں ضائع ہونے سے یہ بہتر ہے
کہ تم میں سے تھوڑے ضائع ہو کر باقی علم کی راہ پر آجاویں پس مقصود اسکا بالکل علم تھا۔ اسلئے یہ تینوں قسم
کے جب فتح پاتے تھے تب بھی انکو انکے دین پر رہتے دیتے تھے مگر تابع رکھتے تھے اگر قتل کا قصد ہوتا تو اب
بالکل مار ڈالتے اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بعد فتح کے یہی حکم تھا اور شاید اللہ تعالیٰ
اپنے مخلوق کو خوب جانتا ہے کہ وہ کنار سید سے ہو نہ اسکے رہتے بہر حال جب جہاد سے مقصود یہی ہے
کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ توحید بلند ہو اور سب یہی معرفت پاویں تو علم اصلی مقصود ہوا پس جہاد سے مقدم
ہوا۔ آیت کریمہ کی تفسیر مفصل مع توضیح اشارات و حقائق کے مترجم کی تفسیر سے طلب کرو جو ملخص عمدہ
تفاسیر مثل تفسیر شیخ حافظ امام ابن کثیر و تفسیر ابو السعود و تفسیر کبیر و بیضاوی و معالم التنزیل و سراج المنیر
و افادات تبیان وغیرہا سے ہے مع زیادت فوائد حقائق و اشارات از عرائس البیان فی حقائق القرآن
متبرک تالیف حضرت خاتم الاولیاء شہسوار میدان ولایت مولانا رکن الدین روزبہان شیرازی رحمۃ اللہ
علیہم جیسے ہے الغرض طلب علم کے لیے اس آیت میں بھی حکم ہے کہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینات
والزبر۔ یعنی اگر تم بینات و زبر سے آگاہ نہیں ہو تو جاننے والوں سے پوچھو یعنی علم حاصل کرو اور کہا
گیا ہے کہ پوچھو کو بینات و زبر دریافت کرو یعنی معلوم کرو کہ آیات الٰہی میں کیونکر حکم ہے اور حدیث ۱۷۷
میں اسکا حکم کس طرح آیا ہے یا ان دونوں سے کس طرح یہ حکم نکالا جاتا ہے اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ لوگوں کی
باتیں مان لینے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ و اس کے رسول صلوات اللہ علیہ وسلامہ اور آلہ اجمعین کا
علم حاصل کیونکر ہو اور نصاریٰ جو اپنے عالموں و درویشوں کا کہنا اپنے اوپر فرض سمجھتے تھے انکو صریح آیت میں
مشرک فرمایا ہے کہ معنی علم دیدیا کہ لوگوں کا قول بہت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلعم
کا حکم وحی کیونکر ہے لہذا استفتاء میں جو لکھا کرتے ہیں کہ علماء دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اسکا
یوں لکھنا بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اس واقعہ میں کیونکر تم کو معلوم ہے تاکہ
علم الٰہی حاصل ہو جیسے واسطے علم ہے اور حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ
بہ طریقا الی الجنۃ۔ جو کوئی کسی راہ پر اس غرض سے چلے کہ علوم الٰہی میں سے کوئی علم اسکو ملیگا اسکی جستجو میں
چلے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے اسکو جنت کی راہ چلا دیگا۔ یعنی اسکا یہ چلنا جنت کی طرف راہ چلنا ہوگا پس
اسنے جنت کا راستہ اتنا طے کر لیا۔ امام احمد و حاکم کی روایت میں ہے کہ طالب علم کی رضا کے لیے
فرشتے پر بچھاتے ہیں۔ واضح ہو کہ مخلوق میں کیفیت سے سمجھو وہ ابتداء خلقت سے اسی حال پر ہے پس فرشتہ

ثبوت حاضر ہے

حجۃ اللہ البالغۃ 257

باب ۸۵

اس بیان میں کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے اور پیچھے لوگوں کا کیا حال تھا

معلوم کرنا چاہیے کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی خالص ایک مذہب معین پر متفق نہ تھے۔ قوت القلوب میں ابو طالب مکی نے بیان کیا ہے کہ یہ کتابیں اور مجموعی نئی چیزیں ہیں۔ قرن اول اور دوم میں پہلے لوگ اور لوگوں کے اقوال کے قائل نہ تھے کسی مذہب معین کے موافق فتویٰ دینے کا طریقہ معین نہ تھا خاص کسی شخص کا قول اختیار نہ کیا جایا کرتا ہر ایک قسم کے امر میں اسی کے قول کو نقل نہیں کیا کرتے تھے اسی کے مذہب پر فقہ کی بنیاد قائم نہیں ہوتی تھی۔ انتہی میں کہتا ہوں کہ دونوں قرنوں کے بعد کسی قدر تخریج کا طریقہ پیدا ہو گیا تاہم چوتھی صدی کے لوگ مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے کسی ایک مذہب کی فقہ کی پابندی نہ تھی کہ اس کا قول نقل کیا جائے۔ جیسے کہ تتبع سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں دو قسم کے لوگ تھے۔ ① علماء ② عامی۔ عوام کی حالت یہ تھی کہ اتفاقی مسائل میں جو مسلمانوں اور جمہور مجتہدین میں مختلف فیہ نہ تھے۔ وہ صرف صاحب شرع کی ہی تقلید کرتے تھے۔ وضو، غسل، نماز، زکوۃ کا طریقہ وہ اپنے باپ دادوں یا اپنے شہروں کے علماء سے سیکھ لیا کرتے تھے اسی روش پر وہ چلتے تھے اور جو کوئی نیا واقعہ پیش آتا تو جو کوئی مفتی مل گیا اس سے مسئلہ دریافت کر لیا۔ کسی مذہب معین کی تخصیص نہ تھی اور خاص درجہ کے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے محدثین علم حدیث میں مصروف تھے ان کے پاس احادیث نبوی اور آثار صحابہ میں ضروری حدیثیں موجود تھیں کہ مسئلہ میں اور کسی چیز کی ان کو حاجت نہ تھی۔ وہ حدیثیں مستفیض یا صحیح قسم کی جمع تھیں جن پر فقہاء عمل کر چکے تھے جو ان پر عمل نہ کرے وہ قابل عذر نہیں ہے اور نیز ان کے پاس ایک مجموعہ ان قولوں کا تھا جو جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے ایسے مؤید تھے کہ ان کی مخالفت نازیبا تھی اگر تعارض نقل یا وجہ ترجیح ظاہر نہ ہونے وغیرہ سے مسئلہ میں ان کا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا تو گزشتہ فقہاء میں سے کسی کے قول کی طرف رجوع کر لیا کرتے تھے۔ اور اگر فقہا کے دو قول اس مسئلہ میں ان کو ملتے تھے اور ان میں سے جو زیادہ قابل اعتماد ہوتا اس کو اختیار کر لیا کرتے تھے۔ خواہ وہ فقیہ اہل مدینہ سے ہوتا یا اہل کوفہ سے۔ اور ایک فرقہ ان خاص لوگوں میں اصحاب التخریج کا تھا جس مسئلہ کو وہ مصرح نہ پاتے اس میں وہ تخریج کرتے تھے اور مذہب میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور یہ لوگ اپنے اصحاب کے مذہب کی طرف منسوب ہوا کرتے تھے یوں کہا جاتا تھا کہ فلاں شخص شافعی ہے اور فلاں حنفی اور اہل حدیث بھی جس مذہب سے زیادہ موافق ہوا کرتے تھے۔ کبھی کبھی اس مذہب سے منسوب ہوتے تھے۔ جیسے کہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کی طرف منسوب ہوتے تھے اور بجز مجتہد کے کسی کو قضاء اور فتویٰ کی خدمت نہیں ملتی تھی اور صرف مجتہد ہی کو فقیہ کہتے تھے ان قرنوں کے بعد لوگ دائیں بائیں آوارہ ہو گئے اور چند امور ان میں بالکل نئے پیدا ہو گئے ① علم فقہ کے متعلق ان میں نزاع اور خلاف پیدا ہو گیا۔ اس کی تفصیل جیسے کہ غزالی نے بیان کی ہے یہ ہے کہ جب خلفاء راشدین مہدیین کا زمانہ گزر گیا۔ اور خلافت ان لوگوں کو مل گئی جو اس کے قابل اور مستحق نہ تھے۔ اور فتووں اور احکام دین کا مستقل علم ان کو نہ تھا اس واسطے ان کو ضرورت ہوئی کہ فقہاء سے مدد لیں اور ہر حال میں ان کو اپنے ساتھ رکھیں۔ اس زمانہ میں ایسے

''تقلید'' چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔ اس سے پہلے کوئی مسلمان حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہرگز نہ تھا۔ اب جو لوگ کسی خاص امام کی تقلید نہ کرنے والے مسلمان پر طوفانی فتوے لگاتے ہیں اور ان کو غیر مقلد کہہ کر کفر کی مشینیں حرکت میں لے آتے ہیں۔ ذرا غور کریں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر چار سو سال بعد تک کے مسلمانوں پر کیا فتویٰ لگائیں گے کہ وہ سب کے سب غیر مقلد تھے اور ان میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ ذرا غور کیجیے اور سمجھنے اور پھر فتویٰ دیجیے۔

ثبوت حاضر ہے

حدیثیں چھوڑیں اور قیاس کی ذمیں تمام لیں تب سے ہلاکت میں گرفتار ہو گئے۔ (۷) امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا گیا کہ امام خلیل بن احمد قیاس کے منکر ہیں آپ نے فرمایا ہاں! یہی مذہب ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ (۸) حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اللہ سے ڈر اور قیاس نہ کیا کر۔ ہم کل اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے ہم بھی اور ہمارے مخالف بھی ہم تو کہیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے ہماری رائے یہ تھی اور ہمارا قیاس یہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے ساتھ وہ کرے گا جو چاہے۔ (۹) امام ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر بن محمد بن حنفیہ کے پاس گئے۔ میرے ان کے دوستانہ تعلقات تھے۔ میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جناب سے اللہ تعالیٰ ہمیں فیض پہنچاتا رہے میرے ساتھ یہ صاحب ہیں عراقی ہیں انہیں فقہ ذ عقل ہے۔ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاید یہی وہ ہیں جو دین کو اپنی رائے سے قیاس کرتا ہے پھر میری جانب متوجہ ہو کر مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ نعمان ہیں؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود اس کے جواب میں عرض کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔ میں ہی نعمان ہوں۔ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ سے ڈرتا رہ دین میں اپنی رائے قیاس کو دخل نہ دے۔ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے تو وہ بکنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے' پھر امام صاحب نے حضرت ابو حنیفہ سے سوال کیا کہ ذرا مجھے بتلاؤ تو وہ کون سا کلمہ ہے جس کا اول حصہ شرک ہے اور آخری حصہ ایمان ہے؟ جواب دیا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اگر کسی نے لا الٰہ صرف کہا آگے نہ کہا تو وہ مشرک ہے پس یہ کلمہ ہے جس کا اول شرک ہے اور جس کا آخر ایمان ہے۔ پھر فرمایا تجھے خرابی ہو بتلا تو اللہ کے نزدیک گناہ میں بڑی کیا چیز ہے؟ کسی کو قتل کرنا یا زناکاری کرنا؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ناحق کے قتل کا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور یہ بہت بڑی اور اہم چیز ہے۔ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ سنو قتل کے تو دو گواہ کافی ہیں اور زنا کے جب تک چار گواہ نہ ہوں گواہی مقبول نہیں۔ اب بتلاؤ تمہارا قیاس یہاں اللہ کے دین میں کس کام کا رہا؟ اچھا اس تیسرے سوال کا جواب دو کہ اللہ کے نزدیک روزہ بڑی چیز ہے یا نماز؟ جواب دیا کہ نماز' فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزوں کی تو قضا کرے اور نمازوں کی نہ کرے؟ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈرا کر اور قیاس نہ کر اور قیاس چھوڑ دے کل ہمیں اور تجھے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ ہم تو اپنے بیان کردہ مسائل کی سند میں کہہ دیں گے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن تو اور تیرے ساتھی یہی کہیں گے کہ ہم نے یہ قیاس کیا ہماری رائے میں یونہی نظر آیا۔ اب اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے ساتھ وہ کرے گا جو وہ چاہے۔

(۱۰) امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو فرمایا ہے اسے مضبوطی سے لیے رہو۔ فرمایا ہے دو چیزیں تم میں میں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک انہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۱۱) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام المسلمین تھے۔ سید العالمین تھے باوجود اس کے آپ سے جب سوال ہوتا تو جب تک وحی آسمانی نہ آجائے آپ جواب نہ دیتے جبکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے وحی کے جواب نہ دیتے اور وحی نہ آتی تو خاموش ہی رہتے پس اس شخص کی جرأت انتہائی تعجب کے قابل ہے۔ جس سے کوئی سوال کیا جائے اور وہ رائے' قیاس یا تقلید سے جواب دے دے۔ یا عرف یا عادت یا سیاست یا ذوق یا کشف یا خواب یا استحسان یا اٹکل و گمان سے کوئی جواب دے دے۔ ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (۱۲) حضرت وکیع بن جراح

ثبوت حاضر ہے

اعلام الموقعین　(۴۴۳)

ہو' خواہ قولِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہو' خواہ اس کے امام کے امام کا ہی قول ہو۔ کیا اس خرابی کو لازم دیکھتے ہوئے پھر بھی تقلید کے باطل ہونے تک ذہن نہ دوڑانا انسانیت ہے؟ (۱۳) مقلدو لاکھوں صحابیوں میں سے ایک صحابی تم نے ایسا پایا جو کسی ایک کے جملہ اقوال کو لینا ضروری جانتا ہو اور لے رہا ہو اور اس کے خلاف سب کے اقوال کو چھوڑنا بھی ضروری جانتا ہو اور چھوڑتا ہو؟ (۱۴) کیوں جناب تابعین میں کوئی ایسا آپ کی نگاہ سے گزرا؟ (۱۴) اچھا تبع تابعین میں کوئی ایسا ہوا ہے؟ مقلدو ان تینوں جماعتوں کے ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں میں سے ایک تو بتلاؤ جو تمہاری طرح کسی ایک کی پوجا میں لگ گیا ہو۔ (۱۴) تمہاری یہ تقلید تو چوتھی صدی میں جنم لیتی ہے جبکہ وہ تین زمانے گزر چکے ہیں جو بزبانِ رسولِ معصوم ﷺ اچھے زمانے تھے اور وہ زمانہ آتا ہے جو آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے برا بن چکا تھا۔ (۱۵) مقلدین اپنے اماموں کے تمام اقوال کو سرو چشم پر رکھے ہوئے ہیں۔ عورتوں کی حلت و حرمت کا مدار ان کے قولوں پر ہے' خون و مال کی حلت و حرمت ان کی نوکِ زبان پر ہے۔ کام اتنا بڑا اور انہیں خطا اور صحت کا حقیقی علم کوئی نہیں لیکن حلال و حرام کا فتویٰ موجود ہے۔

دوستو! ایک روز اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے' اس دن معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے ذمے اس کے دین میں باتیں بنانے کا انجام کیا کچھ ہوتا ہے؟ اس دن معلوم ہو جائے گا کہ فی الواقع ایسے لوگ کسی دلیل پر نہ تھے؟ (۱۶) اے جماعت مقلدین آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ تم نے اسی ایک امام کی تقلید کی جس کی کی؟ آخر اس تخصیص کی کیا وجہ؟ کیوں تم نے اسی کی تقلید کی اور کسی کی نہ کی؟ اگر یہ جواب ہو کہ وہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ علم والا تھا بلکہ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ وہ اگلوں سے بھی افضل تھا اور یہ تو قطعاً ہے کہ اس کے بعد تو اس سے زیادہ علم والا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ بہرصورت اس کے اس جواب پر ہم کہتے ہیں کہ یہ تو ظاہر ہے اور تو آپ کہتا ہے کہ تو اہل علم میں سے نہیں پھر تجھے کیسے معلوم ہو گیا کہ تیرا امام سب سے افضل اور سب سے زیادہ عالم ہے؟ یہ تو وہی معلوم کر سکتا ہے جو کل مذہب سے' ان کے دلائل سے بلکہ ان کی ترجیح کے اسباب سے بھی واقف ہو۔ اندھا ہو کر سکے پرکھنا یہ تو بالکل انوکھی چیز ہے۔ اسی طرح بے علم ہو کر علماء و فضلاء میں درجے قائم کرنا اور فیصلے کرنا بھی۔ ساتھ ہی یہ بھی بے علمی کے ساتھ اللہ پر بات بنانا ہے۔ مقلدو ذرا بتلاؤ تو؟ تمہارے امام سے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر بن خطاب' ابن عمر رضی اللہ عنہم یقیناً درجہا بڑھ چڑھ کر تھے' وہ یقیناً علم و فضل میں اس سے بہت ہی اعلیٰ اور افضل تھے۔ پھر کیا وجہ کہ تم نے ان کی تو تقلید چھوڑ دی اور اس کی تقلید پکڑ لی؟ (۱۸) بلکہ تمہارے امام سے تو سعید بن مسیب' شعبی' عطاء' طاؤس رحمۃ اللہ علیہم اور ان جیسے اور بزرگ بھی ہزاروں درجے بزرگ' افضل اور ذی علم تھے۔ پھر تو نے ان تمام افضل و اعلم لوگوں کی تقلید ترک کر کے ان سے بہت کم درجے کے شخص کو کیوں تقلید کرنے کے لیے چن لیا؟ کیا خیریت میں' علم میں' دین میں یہ بزرگ تیرے امام کے بھی بزرگ نہ تھے؟ پھر ان کے اقوال و مذاہب کو چھوڑ کر ان سے بہت نیچے کے درجے کے ایک شخص کے اقوال و مذاہب پر اڑ جانا یہ کون سی دانشمندی ہے؟ اگر اس کے جواب میں مقلدین کی طرف سے کہا جائے کہ میرا امام مجھ سے بہت بڑا عالم تھا۔ اس کی تقلید نے مجھ پر اس کے قول کی مخالفت حرام کر دی ہے۔ بہ سبب ان کے قول کے جس کی میں تقلید کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اس کے علم کی زیادتی اس کی کامل دینداری اسے روکتی ہے کہ وہ اپنے سے اعلیٰ اور بہت زیادہ علم والے کی مخالفت کرے مگر کسی ایسی دلیل سے ہی کرے گا جو اس کے نزدیک ان تمام کے قول سے اولیٰ ہو۔ تو ہم اسے جواب دیں گے کہ یہ تو نے کہاں سے جان لیا کہ تیرے امام نے اپنے سے بڑے کی جو مخالفت کی ہے وہ اس دلیل کی بناء پر کی ہے جو اس کے نزدیک ہے۔ کیا خبر جس کی مخالفت کرتا ہے اس کے پاس اس سے بھی

تقلید چوتھی صدی ہجری یعنی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چار سو سال بعد شروع ہوئی۔ اس سے پہلے اس کا وجود نہ تھا اور اس سے پہلے کوئی بھی مسلمان حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی وغیرہ نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے لے کر چار سو سال بعد تک کے تقلید سے ناآشنا مسلمانوں پر کیا فتویٰ لگایا جائے گا؟ ذرا سوچیں سوچیں......اور اتباع نبی ﷺ کی طرف پلٹیں۔

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا

لَهُ الدِّيْنَ	فَلَمَّا	نَجّٰىهُمْ	اِلَى الْبَرِّ	فَمِنْهُمْ	مُّقْتَصِدٌ	وَ مَا يَجْحَدُ	بِاٰيٰتِنَا	اِلَّا
کے لئے دین (عبادت)	پھر جب	اس نے انہیں بچا لیا	خشکی کی طرف	تو ان میں کوئی	میانہ رَو	اور انکار نہیں کرتا	ہماری آیتوں کا	سوائے

کے لئے عبادت، پھر جب اس نے انہیں خشکی کی طرف بچا لیا تو ان میں کوئی میانہ رَو رہتا ہے، اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتا سوائے

كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۳۲ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ

كُلُّ	خَتَّارٍ	كَفُوْرٍ	يٰۤاَيُّهَا	النَّاسُ	اتَّقُوْا	رَبَّكُمْ	وَ اخْشَوْا	يَوْمًا	لَّا يَجْزِيْ
ہر	عہد شکن	ناشکرا	اے	لوگو	تم ڈرو	اپنا پروردگار	اور خوف کرو	وہ دن	نہ کام آئے گا

ہر عہد شکن ناشکرے کے۔ اے لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو، اور اس دن کا خوف کرو (جس دن) نہ کام آئے گا

وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

وَالِدٌ	عَنْ	وَّلَدِهٖ	وَ لَا مَوْلُوْدٌ	هُوَ	جَازٍ	عَنْ وَّالِدِهٖ	شَيْـًٔا	اِنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ
کوئی باپ	سے۔ کے	اپنے بیٹے	اور نہ کوئی بیٹا	وہ	کام آئے گا	سے کے باپ	کچھ	بیشک	اللہ کا وعدہ

کوئی باپ اپنے بیٹے کے، اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا، بیشک اللہ کا وعدہ

حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۳۳ اِنَّ اللّٰهَ

حَقٌّ	فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	وَ	لَا يَغُرَّنَّكُمْ	بِاللّٰهِ	الْغَرُوْرُ	اِنَّ اللّٰهَ
سچا	سو تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے	دنیا کی زندگی	اور	تمہیں ہرگز دھوکہ نہ دے	اللہ سے	دھوکہ دینے والا	بیشک اللہ

سچا ہے، سو تمہیں دنیا کی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈال دے اور دھوکہ دینے والا (شیطان) تمہیں اللہ سے ہرگز دھوکہ نہ دے۔ بیشک اللہ ہی

عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ

عِنْدَهٗ	عِلْمُ السَّاعَةِ	وَ يُنَزِّلُ	الْغَيْثَ	وَ يَعْلَمُ	مَا	فِي الْاَرْحَامِ	وَ مَا	تَدْرِيْ
اس کے پاس	قیامت کا علم	اور وہ نازل کرتا ہے	بارش	اور وہ جانتا ہے	جو	(حاملہ کے) رحم میں	اور نہیں	جانتا

کے پاس ہے قیامت کا علم، وہی بارش نازل کرتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو حاملہ کے رحم میں ہے، اور نہیں جانتا

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ

نَفْسٌ	مَّاذَا	تَكْسِبُ	غَدًا	وَ مَا تَدْرِيْ	نَفْسٌ	بِاَيِّ	اَرْضٍ	تَمُوْتُ
کوئی شخص	کیا	وہ کرے گا	کل	اور نہیں جانتا	کوئی شخص	کس	زمین	وہ مرے گا

کوئی شخص کہ وہ کل کیا کرے گا، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۳۴

اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	خَبِيْرٌ
بیشک اللہ	علم والا	خبردار

بیشک اللہ علم والا، خبردار ہے۔

فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيْدُ فِيْهَا فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُحْقًا بُعْدًا يُقَالُ سَحِيْقٌ بَعِيْدٌ فَاَسْحَقَهُ اَبْعَدَهُ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ الْحَبَطِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِنْ اَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى۔

١٥٩٤۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ عَلَى الْحَوْضِ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنْهُ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجْلَوْنَ وَقَالَ عُقَيْلٌ فَيُحَلَّئُوْنَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ

طرح سنی ہے میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں ابو سعید خدری سے کہ میں نے یہ حدیث سنی وہ اس میں اتنا بڑھاتے تھے میں کہوں گا یہ تو میرے لوگ ہیں جواب ملے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں۔ اس وقت میں کہوں گا، دور ہوں دور ہوں وہ لوگ جنہوں نے میرے بعد دین بدل ڈالا (اسلام سے پھر گئے) اور ابن عباسؓ نے کہا سحقا کا معنی دوری اسی سے ہے سحیق یعنی بعید اسحقہ یعنی دور کیا اور احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے کہا اس کو ابو عوانہ نے وصل کیا ہم سے والد نے بیان کیا، انہوں نے یونس بن یزید سے، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے ابو ہریرہ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن کچھ لوگ میرے اصحاب میں سے میرے سامنے آئیں گے لیکن حوض کوثر سے ہٹا دیے جائیں گے میں عرض کروں گا، پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئے رنگ کیے تھے یہ الٹے پھر کر لوٹ گئے تھے (اسلام سے پھر گئے تھے)

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو یونس بن یزید نے خبر دی، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے روایت کرتے تھے (ابو ہریرہؓ کا نام نہیں لیا) کہ آپ نے فرمایا میرے اصحابؓ میں سے کچھ لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے اتنے میں فرشتے ان کو ہٹا دیں گے میں عرض کروں گا پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں تو ارشاد ہوگا تم کو نہیں معلوم جو تمہارے بعد انہوں نے تمہارے بعد کیے یہ تو پیٹھ پھرا کر الٹے (اسلام سے) پھر گئے تھے اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے روایت کی (اس کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا) کہ ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کرتے تھے فیجلون یعنی نکال دیے جاویں گے اور عقیل نے زہری سے فیحلؤن نقل کیا ہے یعنی ہانک دیے جائیں گے اور محمد بن ولید زبیدی نے بھی اس حدیث کو زہری سے انہوں نے امام باقر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی رافع سے انہوں

[redacted]

تبصرہ: مندرجہ بالا تین احادیث صاف بتلا رہی ہیں ① بعدک بعدی آپ کے بعد۔ میرے بعد یعنی آپ دنیا سے تشریف لے جا چکے ② احدثو کا لفظ بار بار آ رہا ہے مطلب ہے نئی باتیں نکالنا یہ ان امتیوں کا جرم ہوگا کہ انہوں نے دین بدل ڈالا ③ ایسے لوگوں کو حوض کوثر سے ہٹا دیا جائے گا اور رسول اللہ بھی اسی وقت کہیں گے پھر دور ہوں دور ہوں وہ لوگ جنہوں نے میرے بعد اپنا دین بدل ڈالا ④ پہلی حدیث میں لا تدری (تم نہیں جانتے) اور دوسری 2 حدیثوں میں لا علم لک (تمہیں علم نہیں) کے الفاظ ہیں ان فرامین رسول سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ کے دنیا سے جانے کے بعد آپ کو علم نہیں کہ ان کی امت کیا کر رہی ہے تو رسول کے حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ فرمان رسول سے باطل ثابت ہوا ہم کچھ نہیں کہہ رہے۔

ثبوت حاضر ہے

كتاب النكاح فصل فی المحرمات — ترجمہ اردو در مختار

قربت کی تو بھی باقی رہے گا اختیار زوج کو نکاح کے صحیح رکھنے میں اور باطل کر دینے میں، سو اگر صحیح رکھے گا تو مہر مسمی قبول کریگا اور اگر فسخ [illegible] تو عورت کو کمتر مہر مسمی اور مہر مثل سے ملے گا یعنی مہر مسمی زوج پر واجب ہوگا اگر مہر مسمی مہر مثل سے کم ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا، اگر مہر مثل مسمی سے [illegible] اس واسطے کہ نکاح غیر نافذ جس کو نکاح موقوف کہتے ہیں نکاح فاسد کے برابر ہے تو نکاح فاسد کا حکم نکاح موقوف میں جاری ہوگا اور [illegible] کا یہی حکم ہے کہ اس میں کمتر مہر ملتا ہے، تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر، نکاح کیا کسی شخص نے خدا اور رسول کی گواہی سے [illegible] درست نہ ہوگا، بلکہ بعضوں نے یعنی ابو القاسم صفار نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا ہے، لکفر اس کا دو دلیلوں سے منقول ہے، اول یہ کہ اس [illegible] حلال جانا، اس واسطے کہ اللہ اور اس کے رسول نے نکاح کی گواہی آدمیوں پر مخصوص کی ہے، اس کے سوا اور کی گواہی کا حکم نہیں دیا [illegible] دوسری دلیل یہ ہے کہ جب اس نے رسول کو گواہ قرار دیا تو رسول کو عالم غیب ثابت کیا، اور حالانکہ علم غیب حق تعالیٰ کو خاص ہے [illegible] اعلم، كذا فی حاشية المدنی۔

فصل فی المحرمات

اس فصل میں بیان ہے محرمات کا یعنی وہ عورتیں جن کا نکاح مرد کو شرع میں درست نہیں، اسباب التحريم انواع۔ اسباب تحریم کے چند قسم ہیں یعنی تو بین قرابة پہلا سبب حرمت کا قرابت ہے یعنی نسبی سات عورتیں حرام ہیں، ماں، بیٹی، بہن، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔ مصاہرہ دوسری حرمت سسرالی رشتہ ہے جیسے خوش دامن اور مدخولہ کی لڑکیاں اور بہو، رضاع تیسری حرمت بشیر خوارگی چنانچہ دایہ اور اس کی لڑکیاں، جمع چوتھی حرمت اجتماع کرنے سے جیسے دو بہنوں کو یا عورت اور اس کی عمہ یا خالہ کو نکاح میں جمع کرنا، وملک حرمت ملکیت کے سبب سے جیسے مالک کا نکاح اپنی لونڈی سے یا بی بی کا نکاح اپنے غلام سے، وشرک چھٹی حرمت مشرک ہونے سے جیسے مجوسی اور بت پرست سے نکاح کرنا، ادخال امة على حرة ساتویں حرمت بی بی پر لونڈی لانا، یعنی زوجہ حرہ کے ہوتے لونڈی سے نکاح کرنا۔ فو [illegible] المصنف بهذا الترتيب، یہ سات سبب حرمت کے مصنف نے اسی ترتیب سے ذکر کیے، وبقيت التطليق ثلثا وتعلق حق الغير بنكاح او عدة [illegible] فی الرجعة، باقی رہا تین بار کی طلاق دینا اور حرمت بسبب تعلق ہونے حق غیر کے نکاح سے یا عدت سے یعنی مطلقہ ثلثہ بھی حرام ہے اور غیر کی منکوحہ اور معتدہ بھی حرام ہے، ان دو سببوں کو مصنف نے فصل رجعت میں مذکور کیا، تو نو سبب حرمت کے ہو گئے، اور محشیوں نے اکیس سبب حرمت کے شمار کیے ہیں جیسے لعان اور خنثیٰ مشکل اور جنیہ اور عورت دریائی انسان، مترجم نے خوف تطویل سے سب کا شمار کرنا ضرور نہ جانا، اس واسطے کہ اگر عاقل آدمی کتاب النکاح میں غور کرے تو جا بجا سے سب معلوم ہو سکتے ہیں (حرم) على المتزوج ذكرا كان او انثى نكاح (اصله وفرعه) علا او نزل، حرام ہے نکاح کرنے والے پر مرد ہو یا عورت نکاح کرنا اپنی جڑ کا اور شاخ کا، اگرچہ جڑ نہایت اونچی ہو جیسے ماں اور باپ دادا دادی پڑدادا پڑدادی اور نانا نانی پڑنانا پڑنانی سرنانا سرنانی اور شاخ بھی حرام ہے اگرچہ جڑ نہایت نیچی ہو جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی، پڑپوتا پڑپوتی، اور نواسہ نواسی، پڑنواسہ پڑنواسی وعلی ہذا القیاس (وبنت اخيه) اور حرام ہے اپنی بھتیجی سے سگے بھائی کی بیٹی ہو یا سوتیلے کی، (واخته) اور حرام ہے اپنی بہن سگی ہو یا سوتیلی یا اخیافی (وبنتها) اور حرام ہے اپنی بھانجی سگی بہن کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی، ولو من زنا، اگرچہ یہ سب رشتہ زنا سے ہوں تو بھی حرام ہیں یعنی اصل اور فروع اور بھتیجی اور بہن اور بھانجی ہر طرح سے حرام ہیں یہ رشتے نکاح سے ہوں یا زنا سے (وعمته) اور اپنی پھوپھی حرام ہے نکاح سے ہو یا زنا سے (وخالته) اور اپنی خالہ حرام ہے نکاح سے ہو یا زنا سے۔ شارح اگر قید زنا کی محرمات نسبیہ کے آخر میں لگاتا تو نہایت مناسب ہوتا کہ سب کو حکم شامل ہو جاتا۔

رسول اللہ ﷺ کے لیے علم غیب کو ثابت کرنے والا کافر ہے کیونکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ یہ فتویٰ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "در مختار" کا ہے۔ جس کا عکس آپ کو اوپر نظر آ رہا ہے اور فیصلے کے نیچے لائن لگا دی گئی ہے تا کہ تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔ (اردو ترجمہ در مختار ص ۱۴ جلد سوم شائع کردہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)۔

کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ مشرکوں کے ساتھ ہو کر
سے مقابلہ کریں اس جہت سے کہ مسلمانوں نے عصیاں اختیار کیا۔ اور یہ لوگ درحقیقت مشرکوں
ہیں۔ پھر علماء میں سے رجال الغیب کے حق میں تین گروہ ہیں: اول وہ کہ رجال الغیب کے وجود
ولیکن لوگوں نے ان کو دیکھا اور ان کے وجود کا یقین کیا تو ان کے واسطے خشوع وخضوع کرنے لگے
جنہوں نے رجال الغیب کو پہچانا اور قدر کی جانب رجوع لائے اور اعتقاد کیا کہ یہاں باطن میں
کی طرف کوئی راہ سوائے طریقہ انبیاء علیہم السلام کے ہے۔ سوم گروہ وہ کہ جن سے ممکن یہ نہ ہو کہ
سے خارج کوئی ولی ٹھہرا دیں پس انہوں نے کہا کہ رسول ہی ان دونوں گروہ کا ممد ہوتا ہے پس
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں ولیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین د
سے جاہل ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ سب گروہ اتباع شیاطین ہیں اور رجال الغیب تو جن ہیں کیونکہ
ہمیشہ انسان کی نظر سے محجوب نہ ہوگا ہاں کبھی کبھی محجوب ہو سکتا ہے سو جس نے گمان کیا کہ وہ انسانوں
ہیں تو یہ اس کی غلطی وجہالت ہے پھر رجال الغیب کی جہت سے جو گمراہی و جھوٹ تین گروہ میں
سبب ہے کہ لوگوں نے اولیائے شیطان و اولیائے الرحمٰن میں فرق نہیں کیا۔ بالجملہ علم الغیب
ہے کہ خالص اللہ جل شانہ اس کے واسطے مقرر ہے اور مخلوق میں سے کسی کو اس کی راہ نہیں بجز
اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلام ہو یا بطریق معجزہ یا کرامت کے الہام ہو یا دلائل شرعیہ
ہو مگر یہ سب اسی چیز میں جس میں اس طرح علم ممکن ہے اسی واسطے فتاویٰ میں مذکور ہے
نے چاند کا کنڈل دیکھ کر بطور علم غیب کے دعویٰ کیا کہ پانی برسے گا اور علامت سے پانی برسنے
میں کہا تو یہ کفر ہے۔ منجملہ لطائف کے جو بعض ظریف لوگوں نے لکھا یہ ہے کہ ایک منجم سولی پر چڑھایا
گیا کہا گیا کہ یہ بھی تو نے اپنے نجوم میں دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے واسطے بلندی
لیکن مجھے یہ گمان نہ تھا کہ وہ بلندی سولی پر ہو گی۔ اور واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم
اسی قدر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف اوقات میں اس پر اطلاع دے دی اور علمائے حنفیہ نے
کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے تو وہ کافر ہے بوجہ معارضہ قولہ
لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللّٰہ کے یہ مسائرہ شیخ ابن الہمام میں مذکور
چہل وہفتم۔ علی قاری نے لکھا کہ شارح عقیدہ طحاویہ نے منار سے نقل کیا ہے کہ قرآن نام ہے
دونوں کا اور یہی منار کے سوائے دیگر کتب اصول میں مذکور ہے اور یہ جو امام ابوحنیفہ کی طرف
جاتا ہے کہ جس نے فارسی میں نماز پڑھی تو کافی ہے ادا ہو گئی تو امام نے اس سے رجوع کیا اور کہا
قدرت ہو تو بدون عربی کے نہیں جائز ہے اور کہا کہ اگر عربی کے سوائے کسی زبان میں قرأت کی یا
ہے جس کی دوا کی جاوے یا زندیق ہے کہ قتل کیا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی زبان میں
اور اعجاز اس کے نظم ومعنی دونوں سے حاصل ہے۔ مسئلہ چہل وہشتم۔ شیخ دہلوی نے تکمیل
اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اجسام نورانی لطیف کہ جس شکل میں چاہیں ہو جاویں اور
وہی ارواح مجردہ ہیں اور بدن ان کے حق میں لباس کے حکم میں ہے اور ان کا توالد و تناسل

ثبوت حاضر ہے

احناف کی مشہور فقہ کی کتاب "ھدایہ" نے اپنا فیصلہ دیا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرے کہ ﷺ علم غیب جانتے تھے، وہ کافر ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والے اپنی کتابیں پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں۔

ف۵۲۵ غرور و تکبر پر ف۵۲۶ اور تمام زمین کی سلطنت عطا فرمائی اس پر اس نے بجائے شکر و طاعت کے تکبر و تجبر کیا اور ربوبیت کا دعویٰ کرنے لگا اس کا نام نمرود بن کنعان تھا سب سے پہلے سر پر تاج رکھنے والا یہی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکو خدا پرستی کی دعوت دی خواہ آگ میں ڈالے جانے سے قبل یا اسکے بعد تو وہ کہنے لگا کہ تمہارا رب کون ہے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ف۵۲۷ یعنی اجسام میں موت و حیات پیدا کرتا ہے ایک خدا ناشناس کے لئے یہ بہترین ہدایت تھی اور اس میں بتایا گیا تھا کہ خود تیری زندگی اس کے وجود کی شاہد ہے کہ تو ایک بے جان نطفہ تھا جس نے اس کو انسانی صورت دی اور حیات عطا فرمائی وہ رب ہے اور زندگی کے بعد پھر زندہ اجسام کو جو موت دیتا ہے وہ پروردگار ہے اسکی قدرت کی شہادت خود تیری اپنی موت و حیات میں موجود ہے اس کے وجود سے بے خبر رہنا کمال جہالت و سفاہت اور انتہائی بدنصیبی ہے یہ دلیل ایسی زبردست تھی کہ اس کا جواب نمرود سے بن نہ پڑا اور اس خیال سے کہ مجمع کے سامنے اس کو لاجواب اور شرمندہ ہونا پڑتا ہے اس نے کج بحثی اختیار کی۔ ف۵۲۸ نمرود نے دو شخصوں کو بلایا ان میں سے ایک کو قتل کیا ایک کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا مارتا ہوں یعنی کسی کو گرفتار کر کے چھوڑ دینا اسکو جلانا ہے یہ اس کی نہایت احمقانہ بات تھی کہاں قتل کرنا اور چھوڑنا اور کہاں موت و حیات پیدا کرنا قتل کئے ہوئے شخص کو زندہ کرنے سے عاجز رہنا اور بجائے اس کے زندہ کے چھوڑنے کو جلانا کہنا ہی اسکی ذلت کے لئے کافی تھا عقلاء پر اسی سے ظاہر ہو گیا کہ جو حجت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم فرمائی وہ قاطع ہے اور اسکا جواب ممکن نہیں لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں شان جرأت پیدا ہو گئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر مناظرانہ گرفت فرمائی کہ موت و حیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور میں نہیں اے ربوبیت کے جھوٹے مدعی تو اس سے سہل کام ہی کر دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کا بدلنا ہے ف۵۲۹ یہ بھی نہ کر سکے تو ربوبیت کا دعویٰ کس منہ سے کرتا ہے مسئلہ اس آیت سے علم کلام میں مناظرہ کرنے کا ثبوت ہوتا ہے۔ ف۵۳۰ بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بیت المقدس مراد ہے، جب بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا گرفتار کیا تباہ کر ڈالا پھر حضرت عزیر علیہ السلام وہاں گزرے آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا بستی کی عمارتوں کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہ تعجب کہا اَنّٰی یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا اور آپ نے اپنی سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا اسی حالت میں آپ کی روح قبض کرلی گئی اور گدھا بھی مر گیا یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اسکو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اسکے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا جب آپ کی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا پہلے آنکھوں میں جان آئی ابھی تک تمام جسم مردہ تھا وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں کتنے دن ٹھہرے آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے فرمایا بلکہ تم سو برس ٹھہرے اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھئے کہ

النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ

نکالتے ہیں — یہی لوگ — دوزخ والے ہیں — انہیں

فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵۷﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ

ہمیشہ اس میں رہنا — اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا

فِیۡ رَبِّهٖۤ اَنۡ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ

اس کے رب کے بارے میں اس پر ف۵۲۵ کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی ف۵۲۶ جبکہ ابراہیم نے کہا

رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَاُمِیۡتُ

کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے ف۵۲۷ — بولا — میں جلاتا اور مارتا ہوں ف۵۲۸

قَالَ اِبۡرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ

ابراہیم نے فرمایا — تو اللہ سورج کو لاتا ہے — پورب سے

فَاۡتِ بِهَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیۡ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ

تو اس کو — پچھم سے لے آ ف۵۲۹ — تو ہوش اڑ گئے کافر کے — اور اللہ

لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵۸﴾ اَوۡ كَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی

راہ نہیں دکھاتا — ظالموں کو — یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر

قَرۡیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوۡشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی

ف۵۳۰ اور وہ ڈھئی پڑی تھی — اپنی چھتوں پر ف۵۳۱ — بولا اسے — کیونکر

یُحۡیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ

جلائے گا — اللہ اس کی موت کے بعد — تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس

عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمۡ لَبِثۡتَ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا

پھر زندہ کردیا — فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا — عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا

اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ ؕ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ فَانۡظُرۡ

یا کچھ کم — فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے — اور اپنے کھانے

ع ۲ ۴

منزل ۱

ثبوت حاضر ہے

لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ

تم ٹھہرے! ۳۰ تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر ۳۱ شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا

اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

کھانا زیادہ ستھرا ہے ۳۲ کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو

بِكُمْ اَحَدًا ۝۱۹ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ

تمہاری اطلاع نہ دے۔ بے شک اگر وہ تمہیں جان لیں گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے ۳۳ یا اپنے دین

فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝۲۰ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ

۳۴ میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا۔ اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی ۳۵

لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ڬ اِذْ

کہ لوگ جان لیں ۳۶ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں، جب

يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ

وہ لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے ۳۷ تو بولے: ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ؛ ان کا رب

اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ

انہیں خوب جانتا ہے؛ وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے ۳۸ قسم ہے کہ ہم تو ان پر

مَّسْجِدًا ۝۲۱ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ

مسجد بنائیں گے ۳۹ اب کہیں گے ۴۰ کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا، اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں

جنگ روم کے وقت کہف کی طرف گزرے تو انہوں نے اصحاب کہف پر داخل ہونا چاہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں منع کیا اور یہ آیت پڑھی پھر ایک جماعت حضرت امیر معاویہ کے حکم سے داخل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا چلائی کہ سب جل گئے۔ ۲۶ ایک مدت دراز کے بعد ۲۷ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ دیکھ کر ان کا یقین زیادہ ہو اور وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ ۲۸ یعنی مکسلمینا جو ان میں سب سے بڑے اور ان کے سردار ہیں ۲۹ کیونکہ وہ غار میں طلوع آفتاب کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب اٹھے تو آفتاب قریب غروب تھا اس سے انہوں نے گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ اجتہاد جائز اور ظن غالب کی بنا پر قول کرنا درست ہے۔ ۳۰ انہیں یا الہام سے معلوم ہوا کہ مدت دراز گزر چکی یا انہیں کچھ ایسے دلائل ملے جیسے کہ بالوں اور ناخنوں کا بڑھ جانا۔ جس سے انہوں نے یہ خیال کیا کہ عرصہ بہت گزر چکا۔ ۳۱ یعنی دقیانوسی سکہ کے روپے جو گھر سے لے کر آئے تھے اور سوتے وقت اپنے سرہانے رکھ لیے تھے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو خرچ ساتھ میں رکھنا طریقہ توکل کے خلاف نہیں ہے چاہیے کہ بھروسہ اللہ پر رکھے۔ ۳۲ اور اس میں کوئی شبہ حرمت نہیں۔ ۳۳ اور بری طرح قتل کریں گے ۳۴ یعنی جبر و ستم سے کفری ملت ۳۵ لوگوں کو دقیانوس کے مرنے اور مدت گزر جانے کے بعد۔ ۳۶ اور بیدروس کی قوم میں جو لوگ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں انہیں معلوم ہو جائے۔ ۳۷ یعنی ان کی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت میں ۳۸ یعنی بیدروس بادشاہ اور اس کے ساتھی ۳۹ جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے قرب سے برکت حاصل کریں (مدارک) مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمانا اور اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔ مسئلہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت حاصل ہوتی ہے اسی لیے اہل اللہ کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لیے جایا کرتے ہیں اور اسی لیے قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے ۴۰ نصرانی جیسا کہ ان میں سے سید اور عاقب نے کہا

قرآن حکیم کے مطابق اصحاب کہف بھی غیب کا علم نہ جانتے تھے، انھیں بالکل علم نہ تھا کہ وہ غار میں کتنی دیر ٹھہرے (سو چکے) ہیں۔ وہ تو یہی سمجھتے رہے کہ ہم دن یا دن کا کچھ حصہ سو کر اٹھے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہ تھا بلکہ وہ تو تین سو سال کی نیند کے بعد جاگے تھے لیکن ان کو اس کی کچھ خبر اور علم نہ تھا۔ دیکھئے ترجمہ و تفسیر احمد رضا خاں و نعیم الدین مراد آبادی بریلوی۔

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے: هو المشهور عند الجمهور[1] جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ (ت)

اسی میں ہے: هو الذي عليه العمل[2] (یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔ ت)

شرح الہمزیہ میں ہے: هو المشهور وعليه العمل[3] (یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ ت) اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔

وان كان أكثر المحدثين والمؤرخين على ثمان خلون، وعليه اجمع اهل الزيجات واختاره ابن حزم والحميدي وروي عن ابن عباس وجبير بن مطعم رضي الله تعالى عنهم وبالاول صدر مغلطائي واعتمده الذهبي في تهذيب التهذيب تبعا للمزي وحكم المشهور بقيل وصحح الدمياطي عشرا خلت. اقول وحاسبنا فوجدنا غرة المحرم الوسطية عام ولادته صلى الله تعالى عليه وسلم يوم الخميس فكانت غرة شهر الولادة الكريمة الوسطية يوم الاحد والهلالية يوم الاثنين فكان يوم الاثنين الثامن من الشهر ولذا اجمع

اگرچہ اکثر محدثین ومورخین کا نظریہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی، اہلِ زیجات کا اسی پر اجماع ہے۔ ابن حزم وحمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی مروی ہے۔ مغلطائی نے قولِ اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔ اقول (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرہ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہ ولادت کریمہ کا غرہ وسطیہ بروز اتوار اور غرہ ہلالیہ بروز پیر ہوا تو اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔ یہی وجہ

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر تزوج عبداللہ آمنۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۳۲
[2] " " " " " "
[3] الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الہمزیۃ تحت قولہ لیلۃ المولد جمالیہ قاہرہ ص ۱۰

عليه اصحاب الزيج ومجرد ملاحظة الغرة الوسطية يظهر استحالة سائر الاقوال ماخلا الطرفين والعلم بالحق عند مقلب القلوب.

ہے کہ اہلِ زیجات کا اس پر اجماع ہے۔ محض غرہ وسطیہ کو دیکھنے سے طرفین کے علاوہ تمام اقوال کا محال ہونا ظاہر ہو جاتا ہے اور حق کا علم شب و روز کو بدلنے والے کے پاس ہے۔ (ت)

اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لئے شان عظیم ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفطر يوم يفطر الناس والاضحى يوم يضحي الناس، رواه الترمذي عن ام المؤمنين الصديقة رضي الله تعالى عنها بسند صحيح.

عید الفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عید الاضحی اس روز ہے جس روز لوگ عید کریں (اس کو امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

فطركم يوم تفطرون واضحاكم يوم تضحون، رواه ابوداود والبيهقي في السنن عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه بسند صحيح ورواه الترمذي وحسنه فزاد في اوله الصوم يوم تصومون والفطر الحديث وارسله الشافعي في مسنده والبيهقي في سننه عن عطاء فزاد في اخره وعرفة يوم تعرفون.

تمہاری عید الفطر اس دن ہے جس دن تم عید الفطر کرو اور تمہاری عید الاضحی اس دن ہے جس دن تم عید الاضحی کرو۔ اس کو ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کرکے حسن قرار دیا اور اس کے شروع میں یہ بڑھایا کہ روزہ کا دن وہ ہے جس کو تم سب روزہ کا دن قرار دو اور عید الفطر کا دن وہ ہے (حدیث کے آخر تک)۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اپنی مسند میں اسکو بطور ارسال ذکر فرمایا۔

[1] جامع الترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی الفطر والاضحی متی یکون امین کمپنی دہلی ۱/۹۹
[2] سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب اذا اخطأ القوم الہلال آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۱۸
[3] جامع الترمذی ابواب الصیام باب ماجاء ان الفطر یوم تفطرون الخ امین کمپنی دہلی ۱/۸۸
[4] السنن الکبرٰی کتاب الحج باب خطأ الناس یوم عرفہ دار صادر بیروت ۵/۱۷۶

جشن عید میلاد النبیؐ بدعت ہے۔ یہ پہلے تین زمانوں میں نہیں منائی گئی اور رسول اللہ ﷺ کی تاریخ پیدائش ۸ ربیع الاول ہے اور تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول ہے۔ دیکھئے احمد رضا خاں بریلوی صاحب کی تصنیف فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ ص ۴۱۲ تا ۴۱۵

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
یا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ف۱۰۳ اور تمہارے لئے آسمان سے

السَّمَآءِ مَآءً فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ
پانی اتارا تو ہم نے اس سے باغ اگائے رونق والے تمہاری طاقت

أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾
نہ تھی کہ ان کے پیڑ اگاتے ف۱۰۴ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ف۱۰۵ بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں ف۱۰۶

أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ
یا وہ جس نے زمین بسنے کو بنائی اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور اس کے لئے

لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ
لنگر بنائے ف۱۰۷ اور دونوں سمندروں میں آڑ رکھی ف۱۰۸ کیا اللہ کے ساتھ

اللّٰهِ ؕ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ
کوئی اور خدا ہے بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں ف۱۰۹ یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے ف۱۱۰

إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ؕ
جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے ف۱۱۱

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ
کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے ف۱۱۲

فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ
اندھیریوں میں خشکی اور تری کی ف۱۱۳ اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے

يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾
آگے خوشخبری سناتی ف۱۱۴ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ ان کے شرک سے

أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ
یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا ف۱۱۵ اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور

ف۱۰۳ عظیم ترین اشیاء جو شمار میں آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیم پر دلالت کرتی ہیں ان کا ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جس نے آسمان اور زمین جیسی عظیم اور عجیب مخلوق بنائی۔
ف۱۰۴ یہ تمہاری قدرت میں نہ تھا۔
ف۱۰۵ کیا یہ دلائل قدرت دیکھ کر ایسا کہا جا سکتا ہے ہرگز نہیں وہ واحد ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
ف۱۰۶ جو اس کے لئے شریک ٹھہراتے ہیں۔
ف۱۰۷ وزنی پہاڑ جو اسے جنبش سے روکتے ہیں۔
ف۱۰۸ کہ کھاری میٹھے ملنے نہ پائیں۔
ف۱۰۹ جو اپنے رب کی توحید اور اس کی قدرت و اختیار کو نہیں جانتے اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔
ف۱۱۰ اور حاجت روائی فرماتا ہے۔
ف۱۱۱ کہ تم اس میں سکونت کرو اور قرناً بعد قرن اس میں متصرف رہو۔
ف۱۱۲ تمہارے منازل و مقاصد کی۔
ف۱۱۳ ستاروں سے اور علامتوں سے۔
ف۱۱۴ رحمت سے مراد یہاں بارش ہے۔
ف۱۱۵ اس کی موت کے بعد اگرچہ موت کے بعد زندہ کئے جانے کے کفار مقر و معترف نہ تھے لیکن جب کہ اس پر براہین قائم ہیں تو ان کا اقرار نہ کرنا کچھ قابل لحاظ نہیں بلکہ جب وہ ابتدائی پیدائش کے قائل ہیں تو انہیں اعادے کا قائل ہونا پڑے گا کیونکہ ابتداء اعادے پر دلالت قویہ کرتی ہے، تو اب ان کے لئے کوئی جائے عذر و انکار باقی نہیں رہی۔

ف۲۱ جن چیزوں سے وہ کشتیاں بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان کو ترکیب دینے اور کشتی بنانے اور صناعی کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور دریاؤں میں ان کشتیوں کا چلنا اور تیرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ ف۲۲ ہر جاندار وغیرہ ہلاک ہونے والا ہے ف۲۳ کہ وہ خلق کے فنا کے بعد انہیں زندہ کرے گا اور ابدی حیات عطا فرمائے گا اور ایمانداروں پر لطف و کرم کرے گا۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِأَيِّ
اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوتی ہیں جیسے پہاڑ ف۲۱ تو
آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾
اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے ف۲۲
وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِأَيِّ
اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا ف۲۳ تو اپنے
آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۲۸﴾ يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ
رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں
وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
اور زمین میں ہیں ف۲۴ اسے ہر دن ایک کام ہے ف۲۵ تو اپنے رب کی کونسی
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ﴿۳۱﴾
نعمت جھٹلاؤ گے جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۲﴾ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اے جن و انسان کے گروہ
إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ
اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو
وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ﴿۳۳﴾
نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے ف۲۶
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ
تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے تم پر ف۲۷ چھوڑی جائے گی بے دھوئیں
مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ﴿۳۵﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں ف۲۸ تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے ف۲۹ تو اپنے رب کی

ف۲۴ فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں سب اس کے فضل کے محتاج ہیں اور زبانِ حال و قال سے اس سے سوال کرتے ہیں۔

ف۲۵ یعنی وہ ہر وقت اپنی قدرت کے آثار ظاہر فرماتا ہے کسی کو روزی دیتا ہے کسی کو مارتا ہے کسی کو جلاتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت کسی کو غنی کرتا ہے کسی کو محتاج کسی کے گناہ بخشتا ہے کسی کی تکلیف دور کرتا ہے۔ شانِ نزول: کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سنیچر کے روز کوئی کام نہیں کرتا ان کے قول کا بطلان ظاہر فرمایا گیا۔ منقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی دریافت کئے اس نے ایک روز کی مہلت چاہی اور نہایت متفکر و مغموم ہو کر اپنے مکان پر آیا اس کے ایک حبشی غلام نے وزیر کو پریشان دیکھ کر کہا کہ اے میرے آقا آپ کو کیا مصیبت پیش آئی بیان کیجئے وزیر نے بیان کیا تو غلام نے کہا کہ اس کے معنی بادشاہ کو میں سمجھا دوں گا وزیر نے اس کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو غلام نے کہا کہ اے بادشاہ اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندے سے مردہ اور بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے ذلیلوں کو عزت دیتا ہے مالداروں کو محتاج کرتا ہے محتاجوں کو مالدار۔ بادشاہ نے غلام کا جواب پسند کیا اور وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو خلعتِ وزارت پہنائے غلام نے وزیر سے کہا اے آقا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہے۔

ف۲۶ یعنی جن و انس کے۔ ف۲۷ تم اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتے ف۲۸ روزِ قیامت جب تم قبروں سے نکلو گے ف۲۹ حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا لپٹ میں دھواں اور آگ کے سب اجزاء جلانے والے ہوں گے کہ لپٹ کہا جزاء ناریہ شامل ہیں جن سے دھواں بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا ہوگا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے ان پر بے دھوئیں کی لپٹ بھیجی جائے گی جس کے سب اجزاء جلانے والے اور بے لپٹ کا دھواں جو سخت کالا اندھیرا ہو اسی کی جو کریم کی پناہ۔ ف۳۰ اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور نہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کر سکو گے بلکہ یہ لپٹ اور دھواں تمہیں محشر کی طرف لے جائیں گے پہلے سے اس کی خبر دے دینا بھی اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے تاکہ اس کی نافرمانی سے باز رہ کر اپنے آپ کو اس بلا سے بچا سکو۔

حقیقت کو ہم کیسے جان سکتے ہیں۔ قرآن کریم سے قطعیت کے ساتھ جو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ آپ نوع انسان سے مبعوث ہوئے آپ انسان کامل اور افضل البشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم۔ (آل عمران: ۱۶۴)
اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہے کہ اس نے ان میں انھیں سے ایک رسول بھیجا۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سورج یا فرشتوں کی طرح کوئی نوری مخلوق ہوتے تو ہم میں سے نہ ہوتے اور نہ ہمارے لیے باعث احسان ہوتا، نیز فرمایا:

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم۔ (توبہ: ۱۲۸)
ہرگاہ تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آئے انھیں وہ کام گراں گزرتے ہیں جو تم پر دشوار ہیں۔

اور فرمایا:

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم فسئلوا اھل الذکر۔ (انبیاء: ۷)
ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف مردوں ہی کو رسول بنایا ہے تم لوگ جاننے والوں سے پوچھ لو۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کا اطلاق بھی فرمایا ہے۔

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔ (مائدہ: ۱۵)
ہرگاہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آگئی۔

نور کے معنی میں کہا گیا ہے کہ نور وہ کیفیت ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کر دے۔ اسی وجہ سے چاند سورج اور ستاروں میں جو کیفیت ضیا ہے اس کو نور کہا جاتا ہے اس کے علاوہ جس صفت کے ساتھ جہالت اور گمراہی کے اندھیروں کو دور کیا جائے اس کو بھی نور کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے علم اور ہدایت کو نور کہتے ہیں پہلا نور مادی ہے اور دوسرا معنوی۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم اور ہدایت کے اعتبار سے علی وجہ الکمال نور تھے۔ اور یہ بھی ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ کفر اور شرک اور جہالت کے اندھیروں کو دور کرنا انبیاء کا کام ہے اور یہ کہ افضل نور وہی ہے جو علم اور ہدایت کا نور ہے۔ تاہم بعض مواقع پر آپ سے حسی نور کا بھی ظہور ہوا جیسا کہ بعض روایات میں ہے جب آپ کلام کرتے تو آپ کے دندان مبارک سے نور کی طرح ایک کیفیت نکلتی دکھائی دیتی[1] اور کہا جا سکتا ہے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام ید بیضاء رکھنے کے باوجود بشر تھے تو آپ کے دندان مبارک سے اگر نور کی طرح کوئی کیفیت ظاہر ہو تو وہ بھی آپ کے بشر ہونے کے خلاف نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود بشر ہونے کے بشری کثافتوں اور مادی غلاظتوں سے پاک تھے انبیاء امت کا اس پر اجماع ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا تاریک سایہ نہ تھا۔ آپ کا خون اور دیگر فضلات طیب اور طاہر تھے۔ علامہ عسقلانی فرماتے ہیں:

[1] قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ الشفاء ج ا ص ۵۵۔۲۷ مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان۔

جو طریقہ مقرر کیا ہے اور آپ نے جس عمل کا جو اسوہ اور نمونہ مہیا کیا ہے اس عبادت کو بعینہ اسی طریقہ سے ادا کیا جائے۔ اور جو عبادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح منقول ہیں ان کو کسی سابقہ یا لاحقہ کے اضافے کے بغیر محض آپ کے اسوہ اور نمونہ کے مطابق کرنا ہی اصل اور سنت ہے البتہ بدلتے ہوئے حالات اور ان کے تقاضوں کی وجہ سے ضرورت کی بناء پر جو چیزیں وجود میں آئیں ان کا حکم الگ ہے۔ جیسے تمام رمضان میں تراویح کی جماعت، قرآن کریم کے اعراب، مصحف میں سورتوں کے نام اور آیات کی تعداد کا لکھنا جمعہ کی اذان ثانی اور تحزیب، تدوین کتب حدیث اور علوم شرعیہ کی مروجہ تعلیم وغیرہ یہ تمام امور جواز اور استحسان کے باوجود سنت رسول نہیں ہیں اور نہ ان پر عمل کرنے سے سنت کا ثواب متوقع ہے یہ سب بدعات مستحبہ یا مستحسنہ ہیں لیکن یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ کسی ضرورت شرعی کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت صحابہ کے کیے ہوئے کام کو بدلنا اور اس میں کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ کرکے بالخصوص درجہ شعائر میں اجتماعی طور پر اس کام کو کرنا بہرحال ناپسندیدہ اور مکروہ عمل ہے۔ غیر رمضان میں وتر کی جماعت کے دوام کی کراہت ہم اس سے پہلے فقہاء کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔ دوسری دلیل یہ حدیث شریف ہے:

عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال۔ [1]

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر کے پہلو میں ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا: الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا (کہ عام حالات میں) میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس خاص موقع پر یعنی) ہمیں چھینک کے جواب کی اس طرح تعلیم نہیں دی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم چھینک کے جواب میں "الحمد للہ علی کل حال" کہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عبادات جس طرح مشروع اور مقرر فرمائی ہیں ان کو کسی ترمیم اور اضافہ کے بغیر اسی طرح ادا کرنا اتباع رسول اور جماعت صحابہ کے ساتھ وابستگی ہے اور اپنی رائے سے ان میں کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ کرنا بہرحال مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔

مسند احمد، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، طبرانی، اور ابن السنی میں جامع ترمذی کی طرح یہ روایت ہے کہ چھینک آنے پر الحمد للہ علی کل حال، کہنا چاہیے اور صحیح بخاری میں ہے الحمد للہ کہنا چاہیے ادب مفرد میں ہے الحمد للہ رب العالمین کہنا چاہیے۔ ابو جعفر طبری نے تہذیب میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا "الحمد للہ" آپ نے جواب میں فرمایا یرحمک اللہ: اور دوسرے شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا "الحمد للہ رب العلمین حمدا طیبا مبارکا فیہ مبارکا علیہ کما یحب ربنا و یرضی"۔ جب نماز ختم ہوگئی تو آپ نے تین بار پوچھا یہ کلمات کس شخص نے کہے تھے اس شخص نے بتایا میں نے کہے ہیں آپ

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۹۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔

۱۸۹۹۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَا نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے آپ کی نماز اور خطبہ درمیانی تھے۔

۱۹۰۰۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنِيْ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ اُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوٰتِ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ زَكَرِيَّا عَنْ سِمَاكٍ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں، آپ کی نمازیں بھی درمیانی ہوتی تھیں اور خطبات بھی درمیانی ہوتے تھے۔

۱۹۰۱۔ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَاِلَيَّ وَعَلَيَّ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور جوش زیادہ ہوتا اور یوں لگتا جیسے آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح وشام میں حملہ کرنے والا ہو اور فرماتے ہیں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں پھر آپ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور حمد کے بعد فرماتے یاد رکھو بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور بدترین کام عبادت کے نئے طریقے ہیں اور عبادت کا ہر نیا طریقہ گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: ہر مومن کی جان پر تصرف میں سب سے زیادہ میں مستحق ہوں۔ جس شخص نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض یا اہل وعیال کو چھوڑا وہ میرے ذمہ ہیں۔

ایک اور سند سے بھی کچھ لفظی تغیر کے ساتھ یہ حدیث منقول ہے۔

۱۹۰۲۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ جَمِيْعًا عَنْ جَعْفَرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ

بیشک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں ف۷۵ جس دن آگ میں اپنے

فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا

مونہوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بیشک

كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ

ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی ف۷۶ اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے

كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ

جیسے پلک مارنا ف۷۷ اور بیشک ہم نے تمہاری وضع کے ف۷۸ ہلاک کر دیئے تو ہے کوئی

مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ

دھیان کرنے والا ف۷۹ اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے ف۸۰ اور ہر

صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ

چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے ف۸۱ بیشک پرہیزگار باغوں اور

نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

نہروں میں ہیں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور ف۸۲

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ رحمٰن مکی ہے اور اس میں ۷۸ اٹھتر آیتیں اور تین ۳ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا ف۲ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان و ما یکون

الْبَیَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّ النَّجْمُ

کا بیان انہیں سکھایا ف۳ سورج اور چاند حساب سے ہیں ف۴ اور سبزے

ف۷۵ نہ سمجھتے ہیں نہ راہ یاب ہوتے ہیں (تفسیر کبیر)

ف۷۶ حسب اقتضائے حکمت۔ شان نزول: یہ آیت قدریہ کے رد میں نازل ہوئی جو قدرت الٰہی کے منکر ہیں اور حوادث کو کواکب وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مسائل: احادیث میں انہیں اس امت کا مجوس فرمایا گیا اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کلام شروع کرنے اور وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرنے اور مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک ہونے کی ممانعت فرمائی گئی اور انہیں دجال کا ساتھی فرمایا گیا وہ بدترین خلق ہیں۔

ف۷۷ جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ ہو وہ حکم کے ساتھ ہی ہو جاتی ہے۔

ف۷۸ کفار پہلی امتوں کے۔

ف۷۹ جو عبرت حاصل کرے اور پند پذیر ہو۔

ف۸۰ یعنی بندوں کے تمام افعال حافظ اعمال فرشتوں کے رجسٹروں میں ہیں۔

ف۸۱ لوح محفوظ میں۔

ف۸۲ یعنی اس کی بارگاہ کے مقرب ہیں۔

ع ۳ ۵ ۱۰

ف۱ سورۂ رحمٰن مکیہ ہے اس میں تین ۳ رکوع اور چھہتر یا اٹھتر آیتیں تین سو اکیاون کلمے ایک ہزار چھ سو چھتیس حرف ہیں۔

ف۲ شان نزول: جب آیت اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ نازل ہوئی کفار مکہ نے کہا رحمٰن کیا ہے ہم نہیں جانتے اس پر اللہ تعالیٰ نے الرحمٰن نازل فرمائی کہ رحمٰن جس کا تم انکار کرتے ہو وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ اہل مکہ نے جب کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ رحمٰن نے قرآن اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھایا (خازن)

ف۳ انسان سے اس آیت میں سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور بیان سے ما کان و ما یکون کا بیان کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے (خازن) ف۴ کہ تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں اور اس میں خلق کے لئے منافع ہیں اوقات کے حساب سالوں اور مہینوں کی [illegible] انہیں پر ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۟ وقف

اے ایمان والو صبر کرو ف۳۹ اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۲۰۰ ع

نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِیَّةٌ وَّ هِیَ مِائَةٌ وَّ سِتٌّ وَّ سَبْعُوْنَ اٰیَةً وَّ اَرْبَعٌ وَّ عِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ ف۱ نساء مدنی ہے اور اس میں ایک سو چھہتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

اے لوگو ف۲ اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا

کیا ف۳ اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت

رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ

مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو

بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۱

اور رشتوں کا لحاظ رکھو ف۴ بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے

وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ

اور یتیموں کو ان کے مال دو ف۵ اور ستھرے ف۶ کے بدلے گندا

بِالطَّیِّبِ ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ ؕ

نہ لو ف۷ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ۲ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا

بیشک یہ بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف

ف۳۹ اپنے دین پر اور اس کو کسی شدت و تکلیف یعنی دعوی کی وجہ سے نہ چھوڑو صبر کے معنی میں حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبر نفس کو ناگوار امر پر روکنا ہے بغیر جزع کے بعض حکماء نے کہا صبر کی تین قسمیں ہیں (۱) ترک شکایت (۲) قبول قضا (۳) صدق رضا ف۱ سورۂ نساء مدنیہ طیبہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو چھہتر آیتیں ہیں اور تین ہزار پینتالیس کلمے اور سولہ ہزار تیس حروف ہیں ف۲ یہ خطاب عام ہے تمام بنی آدم کو ف۳ ابو البشر حضرت آدم سے جن کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا تھا انسان کی ابتدائے پیدائش کا بیان کر کے قدرت الٰہیہ کی عظمت کا بیان فرمایا گیا اگرچہ دنیا کے بے دین بدعقلی و نافہمی سے اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں لیکن اصحاب فہم و خرد جانتے ہیں کہ یہ مضمون ایسی زبردست برہان سے ثابت ہے جس کا انکار محال ہے مردم شماری کا حساب پتہ دیتا ہے کہ آج سے سو برس قبل دنیا میں انسانوں کی تعداد آج سے بہت کم تھی اور اس سے سو برس پہلے اور بھی کم تو اس طرح جانب ماضی میں چلتے چلتے اس کمی کی انتہا ایک ذات قرار پائے گی یا یوں کہئے کہ قبائل کی کثیر تعداد میں ایک شخص کی طرف منتہی ہو جاتی ہیں مثلاً سید دنیا میں کروڑوں پائے جائیں گے مگر جانب ماضی میں ان کی نہایت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات پر ہو گی اور بنی اسرائیل کتنے بھی کثیر ہوں مگر اس تمام کثرت کا مرجع حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ذات ہو گی اسی طرح اور اوپر کو چلنا شروع کریں تو انسان کے تمام شعوب و قبائل کی انتہا ایک ذات پر ہو گی اس کا نام کتب الٰہیہ میں آدم علیہ السلام ہے اور ممکن نہیں کہ وہ ایک شخص توالد و تناسل کے معمولی طریقہ سے پیدا ہو سکے اگر اس کے لئے باپ فرض بھی کیا جائے تو ماں کہاں سے آئے لہٰذا ضروری ہے کہ اس کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہو اور جب بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تو بالیقین انہیں عناصر سے پیدا ہو گا جو اس کے وجود میں پائے جاتے ہیں پھر عناصر میں سے جو عنصر اس کا مسکن ہو اور جس کے سوا دوسرے میں وہ نہ رہ سکے لازم ہے کہ وہی اس کے وجود میں غالب ہو اس لئے پیدائش کی نسبت اسی عنصر کی طرف کی جائے گی یہ بھی ظاہر ہے کہ توالد و تناسل کا معمولی طریقہ ایک شخص سے جاری نہیں ہو سکتا اس لئے اس کے ساتھ ایک اور بھی ہو کہ جوڑا ہو جائے اور وہ دوسرا شخص انسانی جو اس کے بعد پیدا ہو مقتضائے حکمت یہی ہے کہ اسی کے جسم سے پیدا کیا جائے کیونکہ ایک شخص کے پیدا ہو نے سے نوع موجود ہو چکی مگر یہ بھی لازم ہے کہ اس کی خلقت پہلے انسان سے توالد معمولی کے سوا کسی اور طریقہ سے ہو کیونکہ توالد معمولی بغیر دو کے ممکن ہی نہیں اور یہاں ایک ہی ہے لہٰذا حکمت الٰہیہ نے حضرت آدم کی ایک بائیں پسلی ان کے خواب کے وقت نکالی اور ان سے ان کی بی بی حضرت حوا کو پیدا کیا چونکہ حضرت حوا بطریق توالد معمولی پیدا نہیں ہوئیں اس لئے وہ اولاد نہیں ہو سکتیں جس طرح کہ اس طریقہ کے خلاف جسم انسانی سے بہت کیڑے پیدا ہوا کرتے ہیں وہ اس کی اولاد نہیں ہو سکتے ہیں خواب سے بیدار ہو کر حضرت آدم نے اپنے پاس حضرت حوا کو دیکھا تو محبت جنسیت دل میں موجزن ہوئی ان سے فرمایا تم کون ہو انہوں نے عرض کیا عورت فرمایا کس لئے پیدا کی گئی ہو عرض کیا آپ کی تسکین خاطر کے لئے تو آپ ان سے مانوس ہوئے ف۴ انہیں قطع نہ کرو حدیث شریف میں ہے جو رزق کی کشائش چاہے اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھے ف۵ شان نزول ایک شخص کی نگرانی میں اس کے یتیم بھتیجے کا کثیر مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا اور اس نے اپنا مال طلب کیا تو چچا نے دینے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس کو سن کر اس شخص نے یتیم کا مال اس کے حوالہ کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں ف۶ یعنی اپنے حلال مال ف۷ یتیم کا مال جو تمہارے لئے حرام ہے اس کو اچھا سمجھ کر اپنے ردی مال سے نہ بدلو کیونکہ وہ ردی تمہارے لئے حلال و طیب ہے اور یہ حرام و خبیث۔

صحیح اور احادیث شان صحابہ کے فضائل میں بکثرت و معنی میں متواتر ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی مت کرنا کہ ان میں سے ایک کا قیام ایک دم بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہاری عمر بھر کی عبادت (شب و روز سے) بہتر ہے رواہ ابن بطہ باسناد صحیح۔ اور صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز جماعت اصحاب میں کہا کہ فتنہ کے باب میں تم میں سے کس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کو اس فتنہ سے کیا لگاؤ ہے آپ کے اور فتنہ کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ دروازہ کھلے گا یا ٹوٹ جائے گا تو حذیفہ نے کہا کہ نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے اور خود خوب جانتے تھے جیسے آدمی آج کے پیچھے کل کا دن ہونا جانتا ہے۔ والحدیث فی البخاری۔ اور حضرت عثمانؓ جس رات شہید ہوں گے اس کے اول میں کوٹھے پر گئے اور باغیوں کو جو گھیرے ہوئے تھے آگاہ کیا اور اپنے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات بیان کئے اور اُن سے قسم لی تو انھوں نے کہا ہاں سچ ہے پھر اُن کو قسم دلائی کہ تم جانتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر و عمر میں تھا تو کوہ احد کو زلزلہ ہوا پس آپ نے فرمایا کہ ٹھہر تجھ پر فقط نبی و صدیق و شہید ہیں باغیوں نے کہا ہاں سچ ہے پس حضرت عثمانؓ نے تکبیر کہی اور کہا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ مجھ پر گواہی دیتے ہیں کہ میں شہید ہوں پھر کوٹھے سے نیچے اتر گئے۔ صحیح روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا اور وہاں کے بڑے عالم نے آپ کو پہچان کر حاکم بیت المقدس سے کہا تھا کہ قسم مسیح کی وہ یہی شخص ہے جو ان ملکوں کو فتح کرے گا دروازہ کھول دو اور اس سے اپنے حق میں امان حاصل کرو چنانچہ یہی ہوا اور حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کے اندر نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد اُس نصرانی عالم کو بلوایا اور پوچھا کہ تو نے مجھے کیونکر پہچانا اُس نے کہا کہ ہمارے یہاں تمہارے نسب حلیہ موجود ہیں اور میں آپ کے بعد والوں کو بھی جانتا ہوں حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ آپ کے بعد ایک خلیفہ آپ کے پیغمبر کے قرابت والوں سے ہوگا وہ مرد صالح ہے ولیکن اپنی قرابت کا صلہ رحم بہت کرے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم کرے اور پوچھا کہ پھر کون ہوگا اس نے کہا کہ پھر ایک خلیفہ ہوگا خون میں پھرتا ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر دھپ ماری اور کہا یا دفراہ یا دفراہ یعنی او گندے او گندے تو اس نے کہا کہ اے مومنوں کے سردار میں اس کی مذمت نہیں کرتا وہ تو مرد صالح ہے میرا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے وقت میں خلیفہ ہوگا کہ تلواریں کھنچی ہوئی اور خون جاری ہوگا پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علیؓ پر رحم فرمادے۔ بالجملہ یہ حضرات ان واقعات سے آگاہ تھے اور امر الٰہی قدر مقدور ہے پھر خوارج ہذر و افض بے شبہ جہالت سے گمراہ ہوئے کہ انھوں نے افضل الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی شان میں زبان درازی کی اور کلام الٰہی عزوجل سے معارضہ کیا اور حرمت و صحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس و لحاظ نہ رکھا۔ خبردار خبردار کہ تو کسی صحابی کے حق میں بد گمان ہو کر گمراہ نہ ہو۔ امامؒ نے فرمایا ولا نذکر الصحابۃ الا بخیر۔ اور ہم کسی اور طرح صحابہ کا ذکر نہیں کرتے سوائے بھلائی و خوبی کے۔ ف ہر مومن اُن سے محبت کرے گا اور جو منافق ہے بغض رکھے گا الوصیۃ۔ ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرۃ اذا لم یستحلہا

ثبوت حاضر ہے

مقدمہ ہدایہ ۸۶ ملحقات عقائد

کفر کی نہیں ہے اور سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر کو حرام ہے ہاں ایمان البتہ صرف اللہ تعالیٰ و ملائکہ و رسل ہیں بکر ایمان کبھی بمعنی اعتقاد آتا ہے اقول ظاہراً اس نے سجدہ تعظیم وتحیہ مراد لیا ہے جیسا کہ قرینہ سے ظاہر ہے اور سجدہ عبادت مراد نہیں جو اللہ تعالیٰ کے واسطے مخصوص ہے پھر سجدہ تکریم حرام ہے جیسا کہ قاری نے کہا۔ اور مسئلہ کی تکفیر میں بہت تامل ہے واللہ اعلم۔

وفی المحیط اگر کسی نے کہا کہ اس خمر میں سے اگر کچھ گرے تو جبرئیل علیہ السلام اس کو اپنے پروں پر اٹھائیں تو یہ کفر ہے۔ قاری نے کہا کہ علی ہذا ابن فارض کے قصیدہ میمیہ خمریہ کی بعض عبارات اور اشعار حافظیہ وقاسمیہ وان کی امثال سے کلمات کفریہ ہیں اگر ان کو معانی ظاہری پر محمول کیا جاوے جیسے ملحدین واباحیہ کرتے ہیں مترجم کہتا ہے کہ باقی یہ رہا کہ ایسے کلمات واشعار جن سے ظاہر حقیقت کے معنی لینے پر کفر لازم ہے اور معنی مجازی سے کفر نہیں ہوتا جو کہ ایسے کلمات کفر ہے جن کا ظاہر کفر ہو وہی ان کا حکم ہونا چاہیئے اور فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ جس نے کہا خمر حلال ہے کفر ہے وغیرہ فی المحیط۔ جو شخص مال حرام سے اس نیت سے صدقہ کرے کہ اس کو ثواب صدقہ مالی حاصل ہو تو کفر ہے کذا فی المحیط لیکن مترجم نے نیت کی قید اس واسطے بڑھا دی کہ جس کے پاس مال حرام ہو جس کو وہ کسی شخص کو واپس نہیں کر سکتا ہے مثلاً مال بذریعہ ناجائز کمایا جاوے اس کی راہ یہ کہ فقراء پر صدقہ کر دے جیسا کہ مصرح ہے تو اس حکم کے موافق صدقہ کرنے میں فرمانبرداری کا اس کو ثواب ہے نہ صدقہ قبول کا۔ اور محیط میں کہا کہ اگر فقیر نے جان لیا کہ یہ مال حرام ہے پھر اس کو دعا دی تو وہ بھی کافر ہوا اور اگر دینے والے نے بروقت فقیر کے دعا کی آمین کہی تو بھی کافر ہوگا وغیرہ فی الظہیریہ۔ اگر کسی نے تسبیح شرعی کیا اور دوسرے نے کہا کہ خوب کیا تو یہ کفر ہے کذا فی الخلاصہ۔ مترجم کہتا ہے کہ ایک نے کہا کہ ؎

اے دیانت بر تو لعنت کز تو رنجی یافتم ۔۔۔ وائے خیانت بر تو رحمت کز تو گنجی یافتم

یا ترجمہ اس کا کہا ؎

اے دیانت تجھ پہ لعنت تجھ سے پایا میں نے رنج ۔۔۔ وائے خیانت تجھ پہ رحمت میں نے پایا تجھ سے گنج

تو یہ کفر ہے۔ قاری نے کہا کہ یہ جو نام مشہور ہو گئے ہیں مانند عبدالنبی وغیرہ کے تو ظاہراً کفر ہے مگر جب کہ عبد سے مملوک مراد لیا جاوے۔ قاری نے کہا کہ جو شخص چاہے کہ وہ جمیع اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہو تو اس کو لازم ہے کہ تمام گناہوں سے خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں خواہ متعلق باعمال ظاہرہ ہوں یا متعلق بافعال واخلاق باطنہ ہوں سب سے توبہ کرے پھر اس پر لازم ہے کہ اپنے اقوال وافعال واعمال واحوال کو کفریات وارتداد میں پڑنے سے بچائے رکھے۔ نعوذ باللہ من ذلک کیونکہ ارتداد سے اعمال صالحہ مٹ جاتے ہیں اور خوف برا خاتمہ کا ہے اور حدیث شریف میں ہے قل امنت باللہ ثم استقم۔ یعنی کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا پھر استقامت رکھ۔ وھذا آخر ما اردنا من ترجمۃ العقائد والحمد للہ رب العالمین۔

فروع اعمال وظہور اجتہاد

اعتقادات اصلیہ کا مفصل بیان ہو چکا تو بعد ایمان کے بمقتضائے تصدیق ایمانی اس پر عمل صالحات لازم ہے اور

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب کا فیصلہ:

"عبدالنبی نام رکھنا ظاہراً کفر ہے۔" (عکس مقدمہ ھدایہ ملحقات عقائد ص۸۶)

عشق نبی کا دعویٰ کر کے ایسے نام رکھنے والے خود ہی اپنے انجام کا فیصلہ کر لیں۔

کی اعانت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ مشرکوں کے ساتھ ہوکر مسلمانوں سے مقابلہ کریں اس جہت سے کہ مسلمانوں نے عصیان اختیار کیا۔ اور یہ لوگ درحقیقت مشرکوں کے بھائی ہیں۔ پھر علماء میں سے رجال الغیب کے حق میں تین گروہ ہیں اول وہ کہ رجال الغیب کے وجود سے منکر ہیں ولیکن لوگوں نے ان کو دیکھا اور ان کے وجود کا یقین کیا تو ان کے واسطے خشوع و خضوع کرنے لگے دوم گروہ کہ جنہوں نے رجال الغیب کو پہچانا اور قدر کی جانب رجوع لائے اور اعتقاد کیا کہ پنہاں باطن میں اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی راہ سوائے طریقہ انبیاء علیہم السلام کے ہے سوم گروہ وہ کہ جن سے ممکن یہ نہ ہو کہ دائرہ رسول سے خارج کوئی ولی ٹھہرا دیں پس انہوں نے کہا کہ رسول ہی ان دونوں گروہ کا مدد ہوتا ہے پس یہ لوگ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں ولیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت سے جاہل ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ سب گروہ اتباع شیاطین ہیں اور رجال الغیب تو جن ہیں کیونکہ انسان تو ہمیشہ انسان کی نظر سے محجوب نہ ہوگا ہاں کبھی کبھی محجوب ہوسکتا ہے سو جس نے گمان کیا کہ وہ انسانوں میں سے ہیں تو یہ اس کی غلطی و جہالت ہے پھر رجال الغیب کی جہت سے جو گمراہی و جھوٹ تین گروہ میں ہوئی یہ اس سبب سے ہے کہ لوگوں نے اولیائے شیطان و اولیائے الرحمٰن میں فرق نہیں کیا۔ بالجملہ علم الغیب ایسا امر ہے کہ خالص اللہ جل شانہ اس کے واسطے منفرد ہے اور مخلوق میں سے کسی کو اس کی راہ نہیں ہے مگر اس طریقہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلام ہو یا بطریق معجزہ یا کرامت کے الہام ہو یا دلائل شرعیہ سے دلالت ہو مگر یہ سب اسی چیز میں جس میں اس طرح علم ممکن ہے اسی واسطے فتاوی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے چاند کا کنڈل دیکھ کر بطور علم غیب کے دعویٰ کیا کہ پانی برسے گا اور علامت سے پانی برسنے کا قول نہیں کہا تو یہ کفر ہے۔ منجملہ لطائف کے جو بعض ظریف لوگوں نے لکھا یہ ہے کہ ایک منجم سولی پر چڑھایا گیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ بھی تو نے اپنے نجوم میں دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے واسطے بلندی دیکھی تھی ولیکن مجھے یہ گمان نہ تھا کہ وہ بلندی سولی پر ہوگی اور واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم نہ تھا مگر اسی قدر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف اوقات میں اس پر اطلاع دے دی اور علمائے حنفیہ نے تصریح کردی کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے تو وہ کافر ہے بوجہ منعارضہ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ کذا فی مسایرہ شیخ ابن الہمام میں مذکور ہے۔ مسئلہ چہل و ششم۔ ملا قاری نے لکھا کہ شارح عقیدہ طحاویہ نے منار سے نقل کیا ہے کہ قرآن نام ہے نظم و معنی دونوں کا اور یہی منار کے سوائے دیگر کتب اصول میں مذکور ہے اور یہ جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف نسبت کیا جاتا ہے کہ جس نے فارسی میں نماز پڑھی تو کافی ہے ادا ہوگئی تو امام نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جب قدرت ہو تو بدون عربی کے نہیں جائز ہے اور کہا کہ اگر عربی کے سوائے کسی زبان میں قرأت کی یا تو وہ مجنون ہے جس کی دوا کی جاوے یا زندیق ہے کہ قتل کیا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی زبان میں کلام فرمایا اور اعجاز اس کے نظم و معنی دونوں سے حاصل ہے۔ مسئلہ چہل و ہشتم۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے تکمیل میں لکھا کہ اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اجسام نورانی لطیف کہ جس شکل میں چاہیں ہو جاویں اور ان کی حقیقت وہی ارواح مجردہ ہیں اور بدن ان کے حق میں لباس کے حکم میں ہے اور ان کا توالد و تناسل

ثبوت حاضر ہے

ترجمہ اُردو در مختار جلد اوّل ۳۴ مقدمہ

سے مقدم ہے اور اجتہاد کا دروازہ انہیں نے کھول دیا۔ الا یخفیٰ علی الطحاوی وصنف غیرہ اکثر من ذلک اور اس کے سوا اور علماء نے ان کے فضائل اور مناقب میں اس سے زیادہ بہت کچھ تصنیف کیا بعض مختصر ہیں اور بعض مبسوط والحاصل ان اباحنیفۃ النعمان من اعظم معجزات المصطفیٰ بعد القرآن اور حاصل کلام یہ ہے کہ بے شک امام ابوحنیفہؒ نعمان معجزات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے قرآن کے بعد بڑا معجزہ ہیں معجزہ کہا امام کو اس واسطے کہ ان کی خبر کر دی قبل ان کے وجود کے ان احادیث میں جو مذکور ہو چکیں عنقریب اس واسطے کہ احادیث علم ثریا امام اعظم پر قطعاً محمول ہیں بخلاف عالم قریش کی حدیث کے کہ اس کو بعضوں نے ابن عباس پر محمول کیا ہے اور عالم مدینہ کی حدیث کو اور علماء مدینہ پر محمول کیا ہے بخلاف حدیث مذکورہ کے کہ اس کا کوئی محل واقعی صحیح نہیں سوائے ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے اور یہاں معجزات سے مراد معجزات حقیقیہ نہیں ہیں اس واسطے کہ معجزہ وہ ہے جو مقرون تحدی[۱] ہو بلکہ معجزات سے مراد کرامات ہیں کذا فی الطحاوی وحسبک من مناقبہ اشتہار مذہبہ ما قال قولا الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام اور امام کے مناقب سے بہتر کفایت کرتا ہے ان کے مذہب کا مشہور ہونا امام نے کوئی قول ایسا نہیں کہا جس کو کسی امام نے ائمہ اعلام سے نہ لیا ہو اخذ سے مراد موافقت ہے اجتہاد میں نہ تقلید اس واسطے کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرتا وقد جعل اللہ الحکم لاصحابہ واتباعہ من زمنہ الی ہذہ الایام الی ان یحکم بمذہبہ عیسیٰ علیہ السلام اور البتہ حق تعالیٰ نے ٹھہرایا ہے حکم شریعت اور سیاست کا تصرف میں امام کے اصحاب اور اتباع کے امام کے زمانہ سے ان دنوں تک تا اینکہ امام کے مذہب کے موافق عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام حکم کریں گے ہم یعنی احکام مذہب حنفی کے روم اور توران کی سلطنت میں تازمان شارح بلکہ اب تک جاری ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت عیسیٰ بھی اسی مذہب کے موافق عمل کریں گے تو حلبی محشی نے اس کا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کریں گے اور ان کا اجتہاد ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑے گا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد شافعی کے مدعی ہوں گے انتہی اور سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام حلبی کے کہا میں کہتا ہوں کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہمہ[۲] بولنا ہرگز لائق نہیں ایسے امور سے منقبت نہیں مذمت قائل کی ثابت ہوتی ہے ذخائر مہمات کے مصنف نے صاحب اشاعت سے نقل کیا کہ بعض جہّال حنفیوں نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ اور مہدی دونوں بزرگ مذہب حنفی کے مقلد ہوں گے اور ملا علی قاری حنفی نے اپنی کتاب المشرب الوردی فی مذہب المہدی میں اس کو خوب رد کیا ہے اور امام مہدی کو مجتہد مطلق کہا ہے لیکن صاحب فتوحات ان کے اجتہاد کے منکر ہیں کیوں کہ ان کو احکام شریعت کے خدا کی طرف سے تعلیم ہوں گے بواسطہ ملک اور منجملہ دلائل استحالہ تقلید ان حضرات کے یہ سبب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی معصوم ہیں مطلقاً اور امام مہدی معصوم ہیں احکام میں اور ابوحنیفہؒ مجتہد ہیں اور مجتہد قد یخطی ویصیب ولہذا ان کے صاحبین نے اکثر میں ثلث احکام سے ان کا اختلاف کیا ہے تو کیوں کر تقلید کرے وہ شخص جو معصوم ہے کبھی خطا نہیں کرتا اس شخص کی جس کی صفت یخطی ویصیب[۳] ہے مگر نظر جاہلوں کا فرط تعصب اور عناد سے کچھ نہیں مگر ابوحنیفہ کی تفضیل اگرچہ بے اصل چیز ہے ہو گو وہ کلام مودی الی الکفر ہو اور ان جاہلوں کو علم نہیں امام اعظمؒ کے ان فضائل جیسے صفحہ کا جن میں علماء محققین نے کتابیں تصنیف کی ہیں ولہذا انھوں نے اس کذب اور افترا کو پسند کیا ہے جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہیں بلکہ خود ابوحنیفہ راضی نہیں اور اگر ابوحنیفہؒ ایسا افترا کو سنتے تو قائل کفر کے قائل ہوتے امام کے دوستوں کو ان کے فضائل واقعیہ کافی ہیں اثبات تفضیل کے واسطے ایسے اقاویل کا ذب کی حاجت نہیں جن سے تنقیص انبیاء علیہم السلام کی لازم آوے فانا للہ وانا الیہ راجعون[۴] تو اے مخاطب تو اپنے اوپر اتباع سنت کو لازم کر کہ وہ پناہ ہے ہوا پرستی سے اور سپر ہے سہام شیطانی سے اور چھوڑ تعصب اور ناحق جانب داری کو کہ وہ باب عظیم ہے ابواب خیطانیہ سے کذا

۱۔ یعنی جس کے ساتھ دعویٰ نبوت ہو یا معارضہ یا مقابلہ کفار کا مطلوب ہو ۱۲۔ ۲۔ وہم میں ڈالنے والے ۱۲۔ ۳۔ یعنی کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب کو پہنچتا ہے ۱۲۔ ۴۔ ہم خدا ہی کے ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرجانا ہے ۱۲۔

امام ابو حنیفہ کے شاگردوں امام ابو یوسف اور محمد نے اپنے استاد کی اصول میں دو تہائی مسائل میں مخالفت کی ہے (جو تقلید شخصی کی بنیادیں اکھاڑ دیتی ہے)

یعنی امام صاحب کے دونوں قابل شاگردوں نے اپنے استاد کے ۶۰ سے ۶۵ فیصد فیصلوں کو رد کر دیا ہے اگر اگر کسی امام کی تقلید کرنا ضروری و لازمی ہوتا تو امام محمد اور ابو یوسف سب سے مقلد بنتے ہوئے تمام دلائل کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے۔ (دیکھئے عکس اردو ترجمہ در مختار جلد اول مقدمہ ص ۳۴)

طبقات مقلدین کے ہیں حتی کہ ساتواں طبقہ بالکل بے تمیز مقلدوں کا ہے۔

واضح ہو کہ یہاں درالمختار[1] میں سہو[2] سے غلطی ہوگئی چنانچہ لکھا کہ قد ذکروا ان المجتہد المطلق قد فقد واما المقید فعلی سبع مراتب مشہورۃ انتہی۔ یعنی علماء نے ذکر کیا کہ مجتہد مطلق تو مفقود ہوگیا اور رہا مجتہد مقید تو سات مرتبہ پر ہے جو مشہور ہیں اس میں دو وجہ سے غلطی ہوئی اول یہ کہ سات مراتب میں مجتہد مطلق بھی داخل ہے۔ دوم یہ کہ مجتہد مقید کے سات مرتبہ نہیں بلکہ موافق نقل کفوی کے صرف دو مرتبہ ہیں اور تیسری مرتبہ سے مقلدوں کا درجہ ہے اور اس میں تو شک نہیں کہ انھوں نے ساتواں مرتبہ محض مقلد بے تمیز کا قرار دیا ہے فاضل علامہ مرحوم نے بعد اعتراض مذکور کے کہا صواب یوں کہنا تھا کہ اما المقید فعلی خمس مراتب مشہورۃ انتہی۔

مترجم کہتا ہے کہ یہ فاضل مرحوم کا سہو ہے بلکہ صواب یہ تھا کہ یوں کہتا کہ واما المقید فعلی مرتبتین ثم دونہما اربع مراتب للمقلدین کما لایخفی یعنی مجتہد مقید کے دو مرتبہ ہیں اور بعد ان کے چار مرتبہ اہل تقلید کے ہیں ان میں کوئی کسی قسم کے اجتہاد کا نہیں ہے فافہم واللہ اعلم۔ مقام دوم یہ کہ کفوی وغیرہ نے ہر طبقہ کے تحت میں علماء کو اپنی رائے سے درج کیا اور مجتہد منتسب مستقل کا ہمارے یہاں کوئی مرتبہ نہیں رکھا جیسا امام نووی وغیرہ شافعیہ نے رکھا حالانکہ یہ اس حیثیت سے معقول ہے کہ فیض یافتہ امام مستقل مطلق سے ضرور ہے کہ اس کے تلامذہ کامل ہوں نہ ناقص اور یہ ظاہر ہے فاضل علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ میں اس اندراج میں چند وجوہ مناظرہ کیا۔ ایک یہ کہ انہوں نے امام ابو یوسف و امام محمد وغیرہ اصحاب امام ابوحنیفہؒ کو مجتہد فی المذہب قرار دیا کہ امام اعظمؒ کے ساتھ اصول میں مخالفت نہیں کر سکتے اور یہ بات غلط و خلاف واقع ہے اس واسطے کہ اصحاب رحمہم اللہ کا خلاف کرنا اصول میں قلیل نہیں ہے حتی کہ امام حجۃ الاسلام غزالی[3] رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب منخول میں کہا کہ امام ابو یوسف و امام محمد نے امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ دو تہائی مذہب میں اختلاف کیا ہے انتہی اور شمس الائمہ کردری نے رد منخول میں لکھا کہ امام ابوحنیفہ نے جان لیا کہ یہ دونوں رتبہ اجتہاد کو پہنچ گئے ہیں اور مجتہد پر لازم ہے کہ صرف اپنے اجتہاد پر عمل کرے نہ دوسرے کے اجتہاد پر۔ پس ان کو حکم دیا کہ میرے قول پر عمل ترک کرو جب کہ تم کو اس کی دلیل ظاہر نہ ہو (یعنی تمہارا اجتہاد اس کے موافق نہ ہو ۱۲) اور کہا کہ لا یحل لاحد ان یاخذ بقولی ما لم یعلم من این قلت۔ کسی کو حلال نہیں کہ میرے قول کو لے جب تک یہ نہ جانے کہ میں نے کہاں سے کہا ہے پس تقلید سے ممانعت کی اور معرفت دلیل کی جانب ترغیب دی سو بعض مسائل میں ان کو قول ابی حنیفہؒ کی دلیل ظاہر نہ ہوئی اور اس کے برخلاف ان کو امارات اجتہادی ظاہر ہوئے تو انھوں نے موافق حکم امامؒ کے امام کا قول ترک کیا اور اپنے اجتہاد پر عمل کیا انتہی مترجما۔

مترجم کہتا ہے کہ بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ یہ جو درمختار وغیرہ میں ہے کہ ہر ایک شاگرد نے امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت کو لے کر قوی کیا ہے انتہی اور بعض نے تصریح کی کہ یعنی امام ابو یوسف و امام محمد و دیگر اصحاب کا خود کوئی قول نہیں ہے بلکہ یہ سب امام ابوحنیفہ رح کے اقوال ہیں ہر ایک شاگرد نے ایک ایک قول لے کر اس کی تقویت کی ہے انتہی تو یہ خلاف تحقیق شمس الائمہ کردری وغیرہ کے ہے اور فاضل علامہ مرحوم نے کہا کہ حق یہ ہے کہ

---

[1] درالمختار از تالیف علاؤالدین محمد بن علی متوفی ۱۰۸۸ھ ۱۲ [2] سہو النہ مستانی نے جامع الرموز میں کہا کہ سہو میں عیب نہیں عمدی خطا میں عیب ہے ۱۲ [3] محمد بن محمد غزالی المتوفی ۵۰۵ ہجری۔ [4] محمود بن عبد الستار صاحب ہدایہ المتوفی ۵۹۳ ہجری ۱۲

طبقہ رابعہ وہ احادیث ہیں کہ قرون سابقہ میں ان کا نام ونشان معلوم نہ تھا اور پچھلوں نے ان کو روایت کیا تو دو حال سے خالی نہیں یا اگلوں نے تفحص سے ان کی کچھ اصل نہ پائی یا چھوڑ دیا بوجہ قدح وعلت کے جو باعث ترک ہے بہرتقدیر یہ احادیث اس قابل نہیں کہ ان سے کوئی عقیدہ یا عمل ثابت کیا جاوے ولیکن بہت سے محدثین کی راہ ان کتابوں نے ماری کہ ان کثرت طرق دیکھ کر مغرور ہو گئے اور ان کو متواتر قرار دیا اور قطعی امور کو ان سے ثابت کیا اور احادیث طبقہ اولیٰ وثانیہ وثالثہ کے برخلاف اس طبقہ رابعہ کی روایتوں سے ایک جدید مذہب نکالا اور ایسی کتابیں بہت ہیں ان میں سے چند یہ ہیں کتاب الضعفاء ابن حبان وتصانیف حاکم وکتاب الضعفاء عقیلی وکتاب کامل از ابن عدی وتصانیف ابن مردویہ وتصانیف خطیب بغدادی وتصانیف ابن شاہین وتفسیر ابن جریر وفردوس وغیرہ از دیلمی وتصانیف ابونعیم وتصانیف جوزقانی وتصانیف ابن عساکر وتصانیف ابوالشیخ وتصانیف ابن النجار وغیرہ۔ ان کتابوں میں احادیث موضوعہ وضعیفہ اکثر مناقب یا معائب وتفسیر وغیرہ میں واقع ہوئی ہیں وتواریخ وذکر بنی اسرائیل وقصص الانبیاء میں اور ذکر شہروں وکھانوں وحیوانات میں اور طب وگنڈے تعویذ وخواص دعا وثواب نوافل وغیرہ میں یہی حال ہے شیخ ابن الجوزیؒ نے غالب احادیث ان کتب کو موضوعات میں بدلیل وبراہین داخل کیا ومجروح ومطعون کر دیا اور کتاب تنزیہ الشریعہ ان احادیث کے غوائل دفع کرنے کو کافی ہے اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ کا مایہ تصانیف یہی احادیث ہیں مع ہذا اگر تحقیق منظور ہو تو میزان الضعفاء ذہبی ولسان المیزان ابن حجرؒ ان کتابوں کے اسماء رجال کے کام آتی ہیں۔ قال المترجم واضح ہو کہ جو اسناد ان کی مجروح ہو وہ کثرت طرق سے قوت نہ پاویں اور جو اسناد حسن ہو وہ علل دیگر سے خالی ہونا چاہیئے اور جو اسناد خلل سے خالی ہو وہ صحاح طبقہ اول ودوم کی کسی حدیث میں تغیر دینے والی نہ ہو اور نہ اس سے تغیر دیا جاوے واللہ تعالیٰ اعلم۔ شیخ عبدالحقؒ کے مقدمہ میں ہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک صحیح بخاری اصح ہونے میں مقدم ہے باقی کتب حدیث پر اور صحت وقوت میں کوئی کتاب صحیح بخاری کے برابر نہیں بدلیل آنکہ صحت میں جو کمال صفات معتبر ہیں سب اس کے رجال میں موجود ہیں اور جس حدیث پر بخاری ومسلم دونوں متفق ہیں وہ حدیث متفق علیہ کہلاتی ہے اور جمہور محدثین کے نزدیک یہ حدیث سب سے مقدم پھر جو تنہا صحیح بخاری کا ہیں پھر جو تنہا صحیح مسلم میں پھر جو حدیث صحاح معتمدہ میں برشرط بخاری ومسلم ہو پھر جو بشرط بخاری پھر جو بشرط مسلم ہو پھر جو سوائے ان دونوں شیخین کے دوسرے ائمہ کی شرط پر ہو جنھوں نے تصحیح کا التزام کیا ہے۔ اور شیخؒ کے مقدمہ میں ہے کہ امام بخاری ومسلم نے تمام اصحاح کا استیعاب نہیں کیا بلکہ خود اس کی تصریح کر دی ہے کہ بہت سے صحاح ہم نے چھوڑیں ولیکن ضرور ہے کہ ان کو چھوڑنے میں اور ان کو لانے میں تخصیص وترجیح ہو گی پھر مستدرک حاکم وصحیح ابن خزیمہ وصحیح ابن حبان کا ذکر کیا اور لکھا کہ کہتے ہیں کہ ابن خزیمہ وابن حبان بہ نسبت حاکم کے امکن واقوی وبہتر والطف ہیں اور مختارہ حافظ ضیاء مقدسی بھی احسن از مستدرک ہے اور جیسے صحیح ابوعوانہ وابن السکن ومنتقی ابن جارود کہ مخصوص بصحاح ہیں لیکن ایک جماعت محدثین نے ان کتابوں پر تنقید کی ہے۔

فصل مرفوع وہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو مثلاً آپ نے کہا یا کیا یا مقرر رکھا۔ اور اگر کوئی بات قیاس واجتہاد سے باہر کوئی صحابی بیان کرے تو وہ حکم میں مرفوع ہے کیونکہ خواہ مخواہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر بیان کی ہے۔ اور موقوف جو صحابی تک ہو مثلاً ابن عباس نے کہا یا کیا۔ مقطوع جو تابعی پر موقوف ہو پھر واضح ہو کہ اگر اسناد جہاں تک چاہیئے اول سے آخر تک اتصال رکھتی ہے تو حدیث متصل ہے خواہ مرفوع ہو یا موقوف ہو اور

[٤٨٢٣، ٤٨٢٤، ٤٨٢٥]

[مسلم: ٧٠٦٦، ٧٠٦٧؛ ترمذي: ٣٢٥٤]

بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْإِسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوْا

باب: قحط کے وقت لوگ امام سے پانی کی دعا کرنے کے لیے کہہ سکتے ہیں

١٠٠٨ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِيْ طَالِبٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

[طرفه في: ١٠٠٩].

(١٠٠٨) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوقتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے، ان سے ان کے والد نے، کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے سنا تھا "گورا ان کا رنگ ان کے منہ کے واسطہ سے بارش کی (اللہ سے) دعا کی جاتی ہے۔ یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کے سہارے۔"

١٠٠٩ـ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ: وَرُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَسْقِيْ فَمَا يَنْزِلُ حَتَّى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ طَالِبٍ. [راجع: ١٠٠٨]

(١٠٠٩) اور عمر بن حمزہ نے بیان کیا کہ ہم سے سالم نے اپنے والد سے بیان کیا وہ کہا کرتے تھے کہ اکثر مجھے شاعر (ابوطالب) کا شعر یاد آ جاتا ہے۔ میں نبی کریم ﷺ کے منہ کو دیکھ رہا تھا کہ آپ دعائے استسقاء (منبر پر) کر رہے تھے اور ابھی (دعا سے فارغ ہو کر) اترے بھی نہیں تھے کہ تمام نالے لبریز ہو گئے۔

(شعر کا ترجمہ) گورا رنگ ان کا، لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے منہ کے صدقہ سے، وہ حامی یتیموں بیواؤں کے۔ یہ قول (شعر) ابوطالب کا ہے۔

١٠١٠ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ﷺ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا ﷺ فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا. قَالَ: فَيُسْقَوْنَ.

(١٠١٠) ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ عبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا، ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑتا تو عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تھے۔ تو تو پانی برساتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو تو ہم پر پانی برسا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چنانچہ بارش خوب ہی برسی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُنَجِّيَ اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا۔

کی وجہ سے نجات نہ ہوگی (بلکہ پروردگار کے فضل وکرم سے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو، فرمایا مجھ کو بھی نہ ہوگی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھ کو ڈھانپ لے تم کو چاہیئے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو صبح اور شام اسی طرح رات کو ذرا چلا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو تم منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔

۳۸۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنْ لَنْ يُدْخِلَ اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَاَنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا اِلَى اللّٰهِ وَاِنْ قَلَّ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور یہ سمجھ لو کہ اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی بہشت میں نہیں جانے کا (بلکہ پروردگار کے فضل وکرم سے) اور اللہ کو سب عملوں سے وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے گو تھوڑا ہو۔

۳۸۵ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کو کونسا نیک عمل پسند ہے آپ نے فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے گو تھوڑا ہو اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نیک عمل کرنے میں اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہو جو ہمیشہ نبھ سکے۔

۳۸۶ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْاَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيْعُ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے کہا میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر عبادت کیا کرتے تھے کیا کوئی خاص دن عبادت کیا کرتے تھے انہوں نے کہا نہیں آپ کی عبادت ملامی تھی اور کون تم میں سے ایسی عبادت کر سکتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے تھے۔

۳۸۷ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن زبرقان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے ابوسلمہ بن

ف۵۶ بند ہونا یا تو یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملا ہوا تھا ان میں فصل پیدا کر کے انہیں کھولا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان بند تھا اس معنی کہ اس سے بارش نہیں ہوتی تھی زمین بند تھی اس معنی کہ اس سے روئیدگی پیدا نہیں ہوتی تھی تو آسمان کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے بارش ہونے لگی اور زمین کا کھولنا یہ ہے کہ اس سے سبزہ پیدا ہونے لگا ف۵۷ یعنی پانی کو جانداروں کی حیات کا سبب کیا بعض مفسرین نے کہا معنی یہ ہیں کہ ہر جاندار پانی سے پیدا کیا ہوا ہے اور بعضوں نے کہا اس سے نطفہ مراد ہے۔

ففتقنٰهما ۖ وجعلنا من الماء كل شيء حي ۖ

انہیں کھولا ف۵۶ اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی ف۵۷

أفلا يؤمنون ۝٣٠ وجعلنا في الأرض رواسي أن

تو کیا وہ ایمان لائیں گے اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے ف۵۸ کہ انہیں لے کر

تميد بهم وجعلنا فيها فجاجا سبلا لعلهم

نہ کانپے اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ

يهتدون ۝٣١ وجعلنا السماء سقفا محفوظا ۖ وهم

راہ پائیں ف۵۹ اور ہم نے آسمان کو چھت بنایا نگاہ رکھی گئی ف۶۰ اور وہ ف۶۱

عن آياتها معرضون ۝٣٢ وهو الذي خلق الليل

اس کی نشانیوں سے روگرداں ہیں ف۶۲ اور وہی ہے جس نے بنائے رات ف۶۳

والنهار والشمس والقمر ۖ كل في فلك يسبحون ۝٣٣

اور دن ف۶۴ اور سورج اور چاند ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے ف۶۵

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد ۖ أفإن مت

اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی ف۶۶ تو کیا اگر تم انتقال

فهم الخالدون ۝٣٤ كل نفس ذائقة الموت ۗ ونبلوكم

فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے ف۶۷ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہاری

بالشر والخير فتنة ۖ وإلينا ترجعون ۝٣٥ وإذا رآك

آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے ف۶۸ جانچنے کو ف۶۹ اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے ف۷۰ اور جب کافر تمہیں دیکھتے ہیں

الذين كفروا إن يتخذونك إلا هزوا أهذا الذي

تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا ف۷۱ کیا یہ ہیں وہ جو

يذكر آلهتكم وهم بذكر الرحمن هم كافرون ۝٣٦

تمہارے خداؤں کو برا کہتے ہیں اور وہ ف۷۲ رحمٰن ہی کی یاد سے منکر ہیں ف۷۳

ف۵۸ مضبوط پہاڑوں کے۔
ف۵۹ اپنے سفروں میں اور جن مقامات کا قصد کریں وہاں تک پہنچ سکیں۔
ف۶۰ گرنے سے۔
ف۶۱ یعنی کفار۔
ف۶۲ یعنی آسمانی کائنات سورج چاند ستارے اور اپنے اپنے افلاک میں ان کی حرکت کی کیفیت اور اپنے اپنے مطالع سے ان کے طلوع اور غروب اور ان کے عجائب احوال جو صانع عالم کے وجود اور اس کی وحدت اور اس کے کمال قدرت و حکمت پر دلالت کرتے ہیں کفار ان سب سے اعراض کرتے ہیں اور ان دلائل سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔
ف۶۳ تاریک کہ اس میں آرام کریں۔
ف۶۴ روشن کہ اس میں معاش وغیرہ کے کام انجام دیں۔
ف۶۵ جس طرح کہ تیراک پانی میں۔
ف۶۶ شان نزول۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن اپنے ضلال و عناد سے کہتے تھے کہ ہم حوادث زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہو جائے گی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ دشمنان رسول کے لئے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہم نے دنیا میں کسی آدمی کے لئے ہمیشگی نہیں رکھی۔
ف۶۷ اور انہیں موت کے پنجے سے رہائی مل جائے گی جب ایسا نہیں ہے تو پھر خوش کس بات پر ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ۔
ف۶۸ یعنی راحت و تکلیف تندرستی و بیماری دولت مندی و ناداری نفع اور نقصان سے۔

ف۶۹ تا کہ ظاہر ہو جائے کہ صبر و شکر میں تمہارا کیا درجہ ہے ف۷۰ ہم تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیں گے ف۷۱ شان نزول۔ یہ آیت ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی حضور تشریف لیے جاتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ یہ بنی عبد مناف کے نبی ہیں اور اپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ف۷۲ کفار ف۷۳ کہتے ہیں کہ ہم رحمٰن کو جانتے ہی نہیں اس جہل و ضلال میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ ہنسی کے قابل خود ان کا اپنا حال ہے۔

ثبوت حاضر ہے

دیا گیا ہے تو اسی پر فتوی بہتر ہے یہی کہا ہے شیخ قاسم نے اپنی تصحیح میں لکن فی القہستانی عن المضمرات علے قولہما الفتوی فی المتون لیکن قہستانی
سے منقول ہے کہ صاحبین کے قول پر فتوی ہے متون میں م یہ استدراک ہے شیخ قاسم کے جمیع شروح کے قول پر اس واسطے کہ مضمرات
ہے تو عموم جمیع شروح کا نہ ثابت ہوا وحررنی الفتح انما من شبہۃ المحل وفیہا یثبت النسب کما مر اور فتح القدیر میں تحریر کیا ہے کہ شبہۃ العقد
داخل ہے اور اس میں نسب ثابت ہوتا ہے چنانچہ مذکور ہو چکا و وطی فی نکاح بغیر شہود ولا حد بشبہۃ العقد اور نکاح بلا شہود کے جماع کرنے
بسبب شبہہ عقد کے وفی المجتبے تزوج بمحرمۃ او منکوحۃ الغیر او معتدتہ و وطیہا ظانا الحل لا یحد ولیعزر وان ظانا الحرمۃ فکذلک عندہ وخلافہما
تقسیمہا ثلثۃ اقسام قول الامام اور مجتبے میں ہے کہ نکاح کیا مرد نے اپنی محرم عورت سے یا غیر کی منکوحہ سے یا اپنی عدت والی سے اور اس سے جماع کیا
گر کے تو اس پر حد نہ ماری جائے گی اور تعزیر دی جائے گی اور اگر اس نے حرام جان کر وطی کی تو اسی طرح اس پر بھی حد نہیں امام کے نزدیک خلاف
کے کہ ان کے نزدیک اس پر حد ہے تو اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ شبہہ کو تین قسم پر تقسیم کرنا یعنی شبہۃ المحل اور شبہۃ الفعل اور شبہۃ العقد یہ قول ہے امام
نے کہا کہ اگر تقسیم من حیث الحکم مراد ہے تو سب کے نزدیک شبہہ دو ہی قسم ہے غایۃ الامر یہ ہے کہ شبہۃ العقد کا حکم امام کے نزدیک شبہۃ المحل کا حکم ہے
کے نزدیک شبہۃ الفعل کا حکم ہے اور اگر تقسیم من حیث المفہوم مراد ہے تو بھی شبہۃ دو ہی قسم ہے اس واسطے کہ بعضا شبہۃ العقد شبہۃ الفعل میں داخل ہے
معتدہ ثلث اور بعضا شبہۃ المحل میں داخل ہے چنانچہ مسئلہ متن کا وحد بوطی امۃ اخیہ وعمہ وسائر محارمہ سوی الولاد لعدم البسوطۃ اور حد ماری جائے
بھائی کی لونڈی اور چچا کی لونڈی کی وطی سے اور سوائے ولادت کے باقی محارم کی لونڈیوں کی وطی سے بسبب عدم انبساط کے یعنی بھائی یا چچا
مال میں توسع اور بے تکلفی جاری نہیں چنانچہ باپ اور بیٹے کے مال میں جاری ہے وہذا ظن حلت اور حرمت یہاں برابر ہے و بوطی امراۃ وجدہا
فقلنہا زوجتہ ولو ہو اعمی لتمیزہ بالسؤال الا اذا دعاہا فاجابتہ قائلۃ انا زوجتک او انا فلانۃ باسم زوجتہ فواقعہا لان الاخبار دلیل شرعی حتی لو اجابتہ با
بنعم حد اور حد ماری جائے گی ایسی عورت کے جماع سے جو پائی گئی مرد کے بستر پر سو اس نے گمان کیا کہ وہ اس کی زوجہ ہے اگرچہ وہ شخص اندھا
ہو حد ہے بسبب امتیاز حاصل کر سکنے اندھے کے سوال کر کے مگر جب کہ اس نے عورت کو بلایا سو اس نے جواب دیا اس کو یوں کہکر کہ میں تیری
میں فلانی ہوں اس کی جورو کا نام لیکر پھر اس نے اس سے جماع کیا تو اندھے پر حد نہیں اس لئے کہ خبر دینا دلیل شرعی ہے یہاں تک کہ اگر عورت
فعل کرے گی یعنی جماع پر قادر کرے گی یا فقط ہاں کہے گی تو مرد پر حد ماری جائے گی م بستر پر عورت کے پانے سے اس واسطے حد ہے کہ بعد طول
اپنی زوجہ کا امتیاز کر لینا مرد پر مخفی نہیں ہو سکتا لہذا ظن حلت یہاں مستند بدلیل نہیں بخلاف شب زفاف کے جب عورتوں نے غیر عورت کو
جورو ہے و ذمیۃ عطف علی ضمیر حد وجاز للفصل زنی بہا حربی مستامن اور حد ماری جائے ذمیہ عورت پر جس سے مستامن حربی نے زنا کیا
نے کہا ذمیہ کا لفظ حد کی ضمیر پر معطوف ہے اور عطف اسم ظاہر کا ضمیر متصل پر بلا اعادہ ضمیر جائز ہے بسبب جدائی واقع ہونے کے اور عدم
عدم فصل ہے وحد ذمی زنی بحربیۃ مستامنۃ فلا یحد الحربی فی الاولی والحربیۃ فی الثانیۃ والاصل عند الامام ان الحدود کلہا لا تقام علی مستامن
اور حد مارا جائے مرد ذمی جس نے حربیہ مستامنہ سے زنا کیا نہ حد واقع ہو گی مرد حربی پر پہلی صورت میں اور نہ حربیہ عورت پر دوسری صورت میں
امام اعظم کے نزدیک یہ ہے کہ جمیع حدود کی اقامت نہیں ہوتی مستامن پر سوائے حد قذف کے ولا یحد بوطی بہیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ
جیسے ملتقے و مجتبے اور حد نہ ماری جائے جانور کے جماع سے بلکہ اس کو تعزیر دی جائے اور جانور ذبح کیا جائے پھر جلایا جائے اور مکروہ ہے فائدہ
جیسے اور مہے کذا فی المجتبے م ذبح کرنا جانور کا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے تاکہ اس فعل قبیح کی جس سے طبع سلیم نفرت کرتی ہے گفتگو منقطع ہو
جلانا اس وقت ہے جب جانور فاعل کا ہو اور اگر غیر کا ہو تو اس کو اختیار ہے کہ قیمت لے کر فاعل کو جانور دے ڈالے کذا فی المنح وفی النہر الفائق

ثبوت حاضر ہے

فتاوی ہندیہ کتاب الحدود باب سوم وطی موجب حد وغیرہ ۲۶۴ ترجمہ فتاوی عالمگیری جلد سوم

اقرار کریں کہ ہم حرمت سے واقف تھے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک غائب ہو پس حاضر نے کہا کہ میں نے جانا کہ وہ مجھ پر حرام ہے تو حاضر کو حد ماری جائیگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنے بھائی یا چچا کی لونڈی سے زنا کیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ وہ مجھ پر حلال ہے تو اسکو حد ماری جاویگی اور یہی حکم باقی محارم میں ہے سوائے قرابت اولاد کے یہ کافی میں ہے اسیطرح اگر اپنی جورو کے کسی محرم کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر مستعار باندی سے وطی کی تو اسپر حد لازم آویگی اگرچہ یہ دعوی کرے کہ میرا گمان تھا کہ یہ مجھ پر حلال ہے کذا فی محیط السرخسی۔ اسیطرح اگر مستاجرہ باندی سے جو خدمت کے لیے نوکر رکھی ہے یا ودیعت کی باندی سے وطی کی تو بھی حد لازم آویگی یہ سراج الوہاج میں ہے شبہہ فی المحل کی چھ صورتیں ہیں کہ اپنے ولد کی باندی یا ولد الولد کی باندی سے وطی کی کذا فی الکافی خواہ اسکا ولد زندہ ہو یا مر گیا ہو یہ عتابیہ میں ہے پھر اگر وہ حاملہ ہو گئی اور بچہ پیدا ہوا تو باپ سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور عقر واجب نہوگا اور اگر حاملہ نہو گی تو باپ پر عقر واجب ہوگا اور باپ کی ملک اس باندی میں ثابت نہو گی اور دادا مثل باپ کے ہے لیکن باپ کے ہوتے دادا کا نسب ثابت نہوگا۔ یا اپنی جورو سے عدت میں وطی کی جسپر کنایہ طلاق واقع ہوئی ہے یا بائع نے قبل سپرد کرنے کے بیعہ باندی سے وطی کی یہ کافی میں ہے۔ یا اپنے مکاتب کی باندی سے وطی کی یا اپنے غلام ماذون کی باندی سے وطی کی جسپر اسقدر قرضہ ہے کہ اسکے رقبہ و مال کو محیط ہے یا شوہر نے ایسی باندی سے قبل سپرد کرنے کے وطی کر لی جسکو مہر میں دیا ہے یا ایسی باندی سے وطی کی جو اسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے باندی کو آزاد کر دیا پس اگر شریک کو تاوان دیدیا پھر اس سے وطی کی تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر شریک نے اس سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر وہ باندی سعایت کرتی ہو پس اگر آزاد کنندہ نے اس سے وطی کی تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر دوسرے شریک نے اس سے وطی کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اسیطرح اگر پوری باندی ایک شخص کی ہو اور اس نے اس میں سے نصف آزاد کر دیا پھر اس سے وطی کی تو بالاتفاق اسپر حد لازم نہو گی کذا فی المحیط اور اگر اپنی باندی کو جس سے وطی کر رہا تھا اسی حالت میں آزاد کر دیا پھر اس سے جدا ہو گیا پھر اسی مجلس میں اس سے وطی کر لی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے اور اگر جورو مرتد ہو گئی نعوذ باللہ منہا اور شوہر پر حرام ہو گئی یا بدین وجہ حرام ہو گئی کہ شوہر نے اسکی ماں یا بیٹی سے وطی کر لی یا بدین وجہ کہ عورت نے شوہر کے پسر کی مطاوعت کی پھر شوہر نے اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہو گئی ہے تو اسپر حد واجب نہو گی اور اسی طرح اگر پانچ عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا یا چار کے نکاح میں پانچویں کا نکاح کیا یا اپنی جورو کی بہن یا ماں سے نکاح کیا پس اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے یا عورت سے بطور متعہ تزویج کیا تو ان صورتوں میں وطی کنندہ پر حد واجب نہو گی اگرچہ اسنے کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر غنائم جہاد دار الحرب سے دار الاسلام میں آگئے پھر قبل تقسیم کے کسی غازی نے لوٹ کی باندیوں میں سے کسی سے وطی کی تو اسپر حد واجب نہ ہو گی اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے اور اسیطرح اگر دار الحرب میں بھی اسنے ایسا کر لیا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے شبہہ در عقد کی صورت یہ ہے کہ ایسی کسی محرمہ سے نکاح کر کے وطی کرے تو امام اعظم رح کے نزدیک اسپر حد واجب نہ ہو گی ولیکن اگر وہ جانتا ہو کہ یہ حرام ہے تو اسکو کوئی سزا

ف یعنی جو عورت اسپر ہمیشہ کے واسطے حرام ہے ۱۲ ع ف جو دوسرے شوہر سے ہے ۱۲ منہ

محرمات ابدیہ جو عورتیں (ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) ہمیشہ کے لیے حرام ہیں ان سے نکاح کرنے اور حلال جان کر صحبت کرنے سے (حد نہیں لگتی (یعنی ایسے آدمی کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی)۔ (دیکھئے کتاب فقہ حنفیہ ترجمہ فتاویٰ عالمگیری) حصہ سوم ص ۲۶۴

ثبوت حاضر ہے

اور حاملہ عورت زنا سے رجم کی جاوے گی بعد وضع حمل کے اور کوڑے لگائی جاویگی بعد نفاس کے

ص باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان میں

حدود شبہے سے ساقط ہو جاتے ہیں ف اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شبہوں کے روایت کیا اس کو امام ابو حنیفہؒ نے سند میں اور روایت کی ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے کہ فرمایا آپ نے البتہ اگر میں موقوف کروں حدود کو ساتھ شبہات کے تو بہتر ہے اس سے کہ قائم کروں میں اُن کو شبہوں سے اور ایسا ہی نقل کیا معاذؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور عقبہ بن عامرؓ سے اور اخراج کیا بیہقیؒ نے قول سے حضرت علیؓ کے کہ دفع کرو حدود کو شبہوں کے سبب سے ص اگر نفس صحبت میں شبہہ حلال ہونے کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب میں اُس کو حلال سمجھے جیسے وطی کرے اپنے باپ کی یا ماں کی یا جورو کی یا مولی کی لونڈی سے یا مرتہن اُس لونڈی سے جو اُس کے پاس رہن ہے صحیح مذہب میں یا مرد اُس عورت سے جو تین طلاقوں کی عدت میں ہے یا اُس کو طلاق بدلے میں مال کے دیا ہے یا اُم ولد سے جو عدت میں عتق کے ہے کہ ان سب صورتوں میں اگر اُس صحبت کو اپنے گمان غالب میں حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آوے گی ف اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آوے گی ہدایہ ص اور اگر جس عورت سے صحبت کی اُس میں شبہہ حلال ہونے کا ہو اور نفس دلیل شرعی سے اُس کی حلت سمجھی جاتی ہو جیسے وطی کرے اپنے بیٹے کی ف یا پوتے کی ص لونڈی سے یا اُس عورت سے کہ کنایہ کی طلاق کی عدت میں ہو یا بائع وطی کرے اپنی لونڈی سے بعد بیع کے قبل تسلیم کے یا اُس لونڈی سے جس کو مہر میں عورت کے دیا ہو لیکن ابھی تسلیم نہ کیا ہو یا اُس لونڈی سے جو مشترک ہو تو بھی حد لازم نہ آوے گی ف اس لئے کہ اُنمیں شبہہ حلال ہونے کا ہے ص گمان غالب اُن کی حُرمت کا رکھتا ہو اور کہے میں اُن کی وطی حرام سمجھتا تھا اور دلیلیں ان سب مسائل کی اصل میں اور ہدایہ میں مذکور ہیں ص اور نسب کا اگر دعوی کرے گا تو نسب صرف اسی صورت میں ثابت ہوگا نہ اول صورت میں اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد ماری جاوے گی ف گو اُس صحبت کو حلال خیال کرے ص اور یہی حال ہے اگر کوئی اجنبی عورت کو اپنے بستر پر پاوے اور اُس سے صحبت کرے اگرچہ وہ صحبت کرنے والا اندھا ہووے یا ذمی عورت زنا کرائے کسی حربی سے یا ذمی زنا کرے حربیہ سے تو عورت اول صورت میں اور دوسری صورت میں ذمی مرد حد مارا جائے گا اور حربی حربیہ پر حد نہ ہوگی اس واسطے کہ اُن پر دار الحرب میں حد نہیں تو دار الاسلام میں بھی نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سب پر حد پڑے گی اور امام محمدؒ کے نزدیک جس صورت میں حربی زنا کرے ذمی عورت سے تو کسی پر حد نہیں آوے گی اور جو کوئی عورت بیگانی دولہا پاس بھیجدی جاوے اور عورتیں کہیں کہ یہ تمہاری دُلہن ہے اور وہ اُس سے ہم بستر ہو تو حد واجب نہیں ہوگی بلکہ اس کا مہر یعنی اجر صحبت کا دینا پڑے گا ف ہدایہ ہے کہ اُسی کا حکم کیا حضرت علیؓ نے اور عدت کا ص اور ان صورتوں میں بھی حد واجب نہیں ہوتی اول یہ کہ جو عورت محرم ہو اور اُس سے نکاح کر لیا اور وطی کی اُس سے تو نکاح کے شبہے سے حد جاتی رہی ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک حد لازم آوے گی اور دلائل امام صاحبؒ کے مذکور ہیں ہدایہ اور فتح القدیر میں ص یا یہ کہ چار پایہ سے صحبت کی ف اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کرے چار پایہ پر تو قتل کرو اُس کو اور اُس چار پایہ کو کہا میں نے یعنی عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے کہ کیا سبب ہے قتل چار پایہ کا آپ نے اس واسطے کہ مکروہ رکھا آپ نے کہ کھایا جاوے گوشت اُس کا یا نفع لیا جاوے اُس سے بعد اس کے کہ اُس سے ایسا کام کیا روایت کیا اس کو اصحاب سنن اربعہ نے اور روایت کی ترمذیؒ نے اور نسائیؒ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فقہ کی مشہور کتاب "شرح وقایہ" میں صاف طور پر لکھا نظر آ رہا ہے کہ جن عورتوں سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا گیا ہے (یعنی ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) اگر کوئی ان سے نکاح کر لے اور صحبت بھی کر لے تو اس پر کوئی حد نہیں لگائی جائے گی (یعنی اس کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی)۔

ثبوت حاضر ہے

عین الہدایہ جلد اول ۱۱۱۲ کتاب الصوم

کے ساتھ ہو نہ خالی نظر و انزال سے۔ م ف۔ وصار کالمتفکر اذا امنی ما ور یہ نظر کنندہ مثل متفکر کے ہو گیا جب کہ اس کے منی نکل آوے۔ ف۔ یعنی جس نے کسی عورت کی خوبصورتی میں فکر و تصور کیا حتی کہ منی نکل آئی تو یہ بالاتفاق مفطر نہیں ہے۔ مع۔ اگرچہ دیر تک تصور میں رہا ہو۔ الجمع۔ وکالمستمنی بالکف۔ اور مانند اس شخص کے ہو گیا جس نے ہتھیلی کے ذریعہ سے منی گرائی۔ ف۔ یعنی ہاتھ سے زلق لگا کر انزال کیا۔ علی ما قالوا۔ بنا بر اس قول کے جو مشائخ نے کہا ہے۔ ف۔ واضح ہو کہ امام مصنف کی عادت ہے کہ اس لفظ سے اشارہ فرماتے ہیں کہ یہ قول ضعیف اور اس میں خلاف ہے چنانچہ ہاتھ سے زلق میں انزال ہوا تو عامہ مشائخ کے نزدیک روزہ افطار و قضا واجب ہے مصنف نے تجنیس میں کہا کہ یہی مختار ہے۔ گویا مباشرت سے ظاہری بشرہ کے ذریعے سے انزال خواہ غیر کا بشرہ ہو یا اپنی ہتھیلی وغیرہ جس سے انزال ہوتا ہے اور خواہ وہ عادت میں قابل شہوت ہو جیسے عورت زندہ کا بدن یا نہ ہو جیسے اپنی ہتھیلی یا مردہ عورت یا چوپایہ جانور کہ ان میں جب انزال ہو تو افطار ہوا م ف پھر کیا زلق لگانا جائز ہے تلخیص جواب عینی وغیرہ یہ ہے کہ جس شخص نے اس سے شہوت کا مزہ چاہا تو یہ حرام ہے چنانچہ مشائخ نے حدیث لکھی کہ ناکح الید ملعون۔ ہاتھ کا جماع کرنے والا ملعون ہے اور زیلعی نے بعض بزرگوں سے ذکر کیا کہ محشر میں جو لوگ ہوں کے ہاتھ حاملہ ہوں گے۔ تو میرا گمان یہ کہ یہی زلق لگانے والے ہوں گے۔ بالجملہ شہوت پرستی سے یہ فعل بالاتفاق حرام ہے اور اگر اس نے اس سے غلبہ شہوت کو دبانا چاہا درحالیکہ اس کو حلال جماع میسر نہیں ہے۔ تو شیخ ابوبکر الاسکاف نے کہا کہ اس کو ثواب ملے گا۔ فقیہ ابو اللیث نے کہا ابو حنیفہ رح سے روایت آئی کہ اس کو یہی بہت ہے کہ برابر چھوٹ جاوے لہٰذا مشائخ نے کہا کہ امید ہے کہ عذاب نہ ہو۔ الرازی نے غایۃ البیان میں کہا کہ میرے نزدیک قول ابوبکر الاسکاف صحیح ہے۔ عینی نے کہا کہ امام احمد سے اجازت اور جدید قول شافعی میں حرمت ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہاں یہ اشکال وارد ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختصاء کی اجازت چاہی تھی اور مخنث ہو جانا مقصود نہ تھا کیونکہ اس کی نصیحت تو بد نہیں ہے بلکہ کمی شہوت پس اگر زلق جائز ہوتا تو یہ مقصود حاصل ہو جاتا لہٰذا صحیح وہ ابو حنیفہ رح سے مروی ہے اور شیخ ابوبکر رح وغیرہ کے قول میں تاویل یہ کہ اگر مرد کو اجنبیہ عورت سے تخلیہ ملا کہ خوف زنا ہے پس اس نے زلق سے مادہ دبیجہ نکال دیا تو اس حالت میں روا بلکہ امید ثواب ہے۔ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم م اگر دو عورتوں نے مرد و عورت کی طرح چپٹی بازی کی پس اگر انزال ہوا تو اس پر قضاء واجب ہے ورنہ قضا نہیں اور نہ غسل ہے۔ (السراج)۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آلہ بنا کر ایسا کیا پس اگر اس پر تیل لگا ہو تو انگلی کے فاسد ہونا چاہیے اور اگر تر ہو پس اگر ایک طرف اس کی خارج رہے تو بغیر انزال مفسد نہیں ورنہ مفسد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم م۔ مرد نے اپنی مقعد میں یا عورت نے اپنی فرج میں انگلی ڈالی تو روزہ فاسد نہیں۔ یہی مختار ہے مگر جب کہ انگلی پانی یا تیل سے تر ہو۔ (الظہیریۃ) جورو کے ہاتھ میں آلہ تناسل دیا کہ انزال ہوا تو روزہ قضا کرے۔ (السراج)۔ چوپایہ جانور یا مردہ عورت سے جماع

روزہ کی حالت میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (بلکہ ثواب ہوتا ہے) (دیکھئے عکس کتاب عین الہدایہ کتاب الصوم جلد اول ص ۱۱۱۲)

ثبوت حاضر ہے

نہ نکالا اور اسی حالت پر باقی رہا تو اس پر قضا ہے کفارہ نہیں ظاہر الروایت میں اور روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ کفارہ صرف طلوع فجر میں واجب ہے نہ یاد آنے کی صورت میں اس واسطے کہ ابتداء جماع قصداً تھی اور جماع ابتداءً وانتہاءً ایک ہی ہے تو جماع بالقصد سے کفارہ واجب ہوا اور وجہ ظاہر الروایت کی یہ ہے کہ کفارہ واجب ہوتا ہے روزہ کے توڑنے سے اور توڑنا ہوتا ہے بعد وجود کے اور اس کا جماع میں مشغول رہنا وجود صوم کو مانع تھا ہے پس چونکہ توڑنا صوم کا متحقق نہ ہوا اس لیے کفارہ بھی لازم نہ آیا انتہی پس یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ عدم وجوب کفارہ یاد آنے کی صورت میں متفق علیہ ہے کیونکہ ابتداءً جماع اس صورت میں عمداً نہ تھی اور جماع فعل واحد ہے پس اس وجہ سے شبہ آگیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں شبہ خلاف امام مالک کے یعنی ان کے نزدیک بھول کر کھانے یا جماع سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے اب اگر قصداً جماع کرے گا تو ان کے نزدیک کفارہ نہیں غرض کہ خلاف صرف طلوع فجر میں ہے نہ یاد آنے کی صورت میں اور ظاہر الروایت کی وجہ کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریک نفس اور عدم تحریک میں کچھ فرق نہیں ہے قال الشامی کما لو نزع ثم اولج حیث کفارہ واجب ہے اگر نکال لیا پھر داخل کیا ام یعنی دونوں مسئلوں میں کیونکہ خلاصہ میں ہے اگر یاد آنے پر نکال لیا پھر لوٹ کیا تو کفارہ واجب ہے اور ایسا ہی مسئلہ صبح کا لیکن مسئلہ مذکور میں چاہیے کہ کفارہ نہ ہو جیسا معلوم ہو چکا کہ اس میں شبہ خلاف امام مالک کا ہے اور شاید یہ دوسرے قول پر مبنی ہو جس میں اعتبار اس کا نہیں ہے اور فی الملتقی من فیہ طعام فذکرہ او طلوع الفجر ولو ابتلعہ ان قبل اخراجہ الفم ولبعدہ لا پھینک دیا اگر اپنے منہ میں روزہ یاد آتے ہی یا فجر ہوتے ہی روزہ نہیں جاتا اور اگر نگل لیا اس طرح کہ منہ میں سے نہیں نکالا اور نگل گیا تو کفارہ لازم ہے اور اگر منہ سے نکال کر نگلے ہوئے کو کھا لیا تو کفارہ لازم نہیں ام کیونکہ طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے اور یہی اصح ہے جیسا شرح وہبانیہ میں ملا سے منقول ہے قال الشامی او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل یعنی فی غیر السبیلین کسرۃ وفخذ یا جماع کیا غیر فرج میں یعنی قبل اور دبر کے سوا یعنی دوسری جگہ میں مثل ناف اور ران کے اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ جاوے گا ام یہاں مراد فرج سے قبل اور دبر دونوں ہیں اس واسطے کہ فرج اگرچہ دبر کو شامل نہیں لغۃً لیکن باعتبار حکم کے شامل ہے کیونکہ مغرب میں کہا ہے کہ فرج آگے کا عضو مخصوص مرد اور عورت کا ہے باتفاق اہل لغت کے پھر کہا ہے کہ قبل اور دبر دونوں فرج ہیں حکم میں قال الشامی وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریما لحدیث ناکح الید ملعون اور ایسا ہی منی نکالنا ہاتھ سے غیر مفسد ہے مگر مکروہ تحریمی ہے بموجب حدیث ناکح الید ملعون کے ام یہ حکم اس صورت میں ہے کہ انزال نہ ہو لیکن اگر انزال ہو تو قضا لازم ہوگی جیسا مفطرات میں تصریح آوے گی اور یہی مختار ہے مگر شارح کے کلام سے متبادر انزال ہی ہے بقرینہ مابعد کے پس یہ مبنی ہے غیر مختار پر قال الشامی ولو خاف الزنی یرجی ان لا وبال علیہ اور اگر زنا کے خوف سے منی ہاتھ سے نکال لی ہو تو توقع ہے خدا سے کہ اس فعل کا اس پر کچھ وبال نہ ہو ام سراج میں ہے کہ اگر اس فعل سے ارادہ تسکین شہوت مفرطہ کا ہے جو دل کو احاطہ کر رہی ہے اور یہ شخص بے نکاح ہے نہ بی بی ہے نہ باندی ہے لیکن اس تک پہنچنے کی قدرت نہیں تو ابو اللیث نے کہا ہے کہ میں توقع رکھتا ہوں کہ اس پر وبال نہ ہو لیکن جس صورت میں کہ مزہ لینے کے لیے کرے گا تو گناہ گار ہوگا کذا فی الشامی او ادخل ذکرہ فی بہیمۃ او میتۃ من غیر انزال یا اپنا عضو مخصوص کسی چوپایہ میں داخل کیا یا انسان مردہ میں بغیر انزال کے یعنی اس سے روزہ نہیں جاتا اگر انزال ہوگا تو قضا لازم ہوگی او مس فرج بہیمۃ او قبلہا فانزل یا کسی جانور کی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگایا یا اس کا منہ چوم لیا پھر انزال ہوا ام باوجود انزال کے اس صورت میں بھی نہیں جاتا تو بغیر انزال بطریق اولیٰ نہ جاوے گا اور بحر اور زیلعی وغیرہ میں اجماع نقل کیا ہے کہ روزہ نہیں جاتا اس صورت میں اگرچہ انزال ہو جاوے قال الشامی او اقطر فی احلیلہ ماء او دہنا وان وصل الی المثانۃ علی المذہب یا ٹپکایا اپنے عضو کے سوراخ میں پانی یا تیل اگرچہ مثانہ تک پہنچ جاوے صحیح مذہب پر ام یعنی اس سے بھی روزہ نہیں جاتا یہ قول ہے ابو حنیفہؒ کا اور محمدؒ بھی ان کے ساتھ ہیں اظہر روایت کے موافق اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور اختلاف مبنی ہے اس بات پر کہ مثانہ اور جوف میں منفذ ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں منفذ نہیں اھ

[illegible]

روزہ کی حالت میں ہاتھ سے مادہ نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (فقیہ حنفیہ در مختار جلد اول کتاب الصوم ص ۵۶۴)

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

الحمد للہ والمنۃ

[redacted]

کہ کتاب بے نظیر من تالیف لطیف مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد یوسف صاحب جے پوری اعنی بہ

حقیقۃ الفقہ

الموسوم بالاسم التاریخی

افاضات البحید

۱۳۴۰ ہجری

علی

فقہ صبیان الاحبہ

بعد تصحیح و نظر ثانی

خادم العلماء محمد داؤد راز

ناظم

ادارہ اشاعت دینیات مومن پورہ بمبئی ۱۱

ف۱۱۳ کفار کا طریقہ تھا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے سوال کیا کرتے تھے کبھی کہتے کہ آپ رسول ہیں تو ہمیں بہت سی دولت اور مال دیجئے کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں ہمارے لئے پہاڑوں کو سونا کر دیجئے کبھی کہتے کہ گزشتہ اور آئندہ کی خبریں سنائیے اور ہمیں ہمارے مستقبل کی خبر دیجئے کیا کیا پیش آئے گا تاکہ ہم منافع حاصل کر لیں اور نقصانوں سے بچنے کے پہلے سے انتظام کر لیں کبھی کہتے ہمیں قیامت

کا وقت بتائیے کب آئے گی کبھی کہتے کہ آپ کیسے رسول ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں نکاح بھی کرتے ہیں ان کے ان تمام باتوں کا اس آیت میں جواب دیا گیا کہ یہ کلام نہایت بے محل اور جاہلانہ ہے کیونکہ جو شخص کسی امر کا مدعی ہو اس سے وہی باتیں دریافت کی جا سکتی ہیں جو اس کے دعویٰ سے تعلق رکھتی ہوں غیر متعلق باتوں کا دریافت کرنا اور ان کو اس دعوے کے خلاف حجت بنانا انتہا درجہ کا جہل ہے اس لئے ارشاد ہوا کہ آپ فرما دیجئے کہ میرا دعویٰ یہ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں جو تم مجھ سے مال و دولت کا سوال کرو اور میں اس کی طرف التفات نہ کروں تو رسالت سے منکر ہو جاؤ نہ میرا دعویٰ ذاتی غیب دانی کا ہے کہ اگر میں تمہیں گزشتہ یا آئندہ کی خبریں نہ بتاؤں تو میری نبوت ماننے میں عذر کر سکو نہ میں نے فرشتہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ کھانا پینا نکاح کرنا قابل اعتراض ہو تو جن چیزوں کا دعویٰ ہی نہیں کیا ان کا سوال بے محل ہے اور اس کی اجابت مجھ پر لازم نہیں میرا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے اور جب اس پر زبردست دلیلیں اور قوی برہانیں قائم ہو چکیں تو غیر متعلق باتیں پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

فائدہ اس سے صاف واضح ہو گیا کہ اس آیت کریمہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب مطلع کئے جانے کی نفی کے لئے سند بنانا ایسا ہی بے محل ہے جیسا کفار کا ان سوالات کو انکار نبوت کی دستاویز بنانا بے محل تھا علاوہ بریں اس آیت سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کسی طرح مراد ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں تعارض [illegible] کا قائل ہونا پڑے گا [illegible] مفسرین کا یہ بھی قول ہے کہ حضور کا لَا اَقُوْلُ لَکُمْ الآیۃ فرمانا بطریق تواضع ہے (خازن و مدارک و جمل وغیرہ)

ع ۹

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي
بدلہ ان کی بے حکمی کا ۔ تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس
خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ
اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں
إِنِّي مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ
فرشتہ ہوں ف۱۱۳ میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے ف۱۱۴ تم فرماؤ کیا
يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ وَ
برابر ہو جائیں گے اندھے اور انکھیارے ف۱۱۵ تو کیا تم غور نہیں کرتے اور
أَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ
اس قرآن سے انہیں ڈراؤ جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا ان کا
لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ
کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی اس امید پر کہ وہ
يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
پرہیزگار ہو جائیں اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں
بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ
صبح اور شام اس کی رضا چاہتے ف۱۱۶ تم پر ان کے
مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے
مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٢﴾
کچھ نہیں ف۱۱۷ پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے
وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ
اور یونہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لئے فتنہ بنایا کہ مالدار کافر محتاج

ف۱۱۴ اور وحی ہی کا کام ہے تو میں تمہیں وہی دوں گا جس کا مجھے اذن ہوگا وہی بتاؤں گا جس کی اجازت ہوگی وہی کروں گا جس کا مجھے حکم ملا ہو ف۱۱۵ مومن و کافر عالم و جاہل ف۱۱۶ شان نزول کفار کی ایک جماعت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کے گرد غریب صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہے جو ادنی درجہ کے لباس پہنے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ ہمیں ان لوگوں کے پاس بیٹھتے شرم آتی ہے اگر آپ انہیں اپنی مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر رہیں حضور نے اس کو منظور نہ فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۱۱۷ سب کا حساب اللہ پر ہے وہی تمام خلق کو روزی دینے والا ہے اس کے سوا کسی کے ذمہ کسی کا حساب نہیں حاصل معنی یہ کہ وہ ضعیف فقراء جن کا اوپر ذکر ہوا آپ کے دربار میں قرب پانے کے مستحق ہیں انہیں دور نہ کرنا ہی بجا ہے۔

ثبوت حاضر ہے

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ سِيْرُوْا

ان سے ہنستے تھے ان کی ہنسی انہیں کو لے بیٹھی ۔ ۲۶ تم فرما دو ۲۷ زمین

فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ قُلْ

میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ۔ ۲۸ تم فرماؤ :

لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ؟ ۲۹ تم فرماؤ اللہ کا ہے ۳۰ اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے ۳۱

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ

بے شک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا ۳۲ اس میں کچھ شک نہیں ؛ وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ۳۳

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ

ایمان نہیں لاتے ۔ اور اسی کا ہے جو بستا ہے رات اور دن میں ؛ ۳۴ اور وہی ہے سنتا

الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

جانتا ۳۵ تم فرماؤ : کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں ؟ ۳۶ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ اِنِّىْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ

اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے ۳۷ تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں ۳۸

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّىْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا ۔ تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں

اس سے دین کے احکام معلوم کر سکیں لیکن اگر فرشتہ صورت بشری میں آتا تو انہیں پھر وہی کہنے کا موقع رہتا کہ یہ بشر ہے تو فرشتہ کو نبی بنانے کا کیا فائدہ ہوتا۔ ۲۶ وہ جلائے عذاب ہوئے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی و تسکین خاطر ہے کہ آپ رنجیدہ و ملول نہ ہوں کفار کا پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی دستور رہا ہے اور اس کا وبال ان کفار کو اٹھانا پڑا ہے نیز مشرکین کو تنبیہ ہے کہ پچھلی امتوں کے حال سے عبرت حاصل کریں اور انبیاء کے ساتھ طریق ادب ملحوظ رکھیں تاکہ پہلوں کی طرح جلائے عذاب نہ ہوں۔ ۲۷ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان تمسخر کرنے والوں سے کہ تم۔ ۲۸ اور انہوں نے کفر و تکذیب کا کیا ثمرہ پایا۔ ۲۹ اگر وہ اس کا جواب نہ دیں تو۔ ۳۰ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہیں ہے اور وہ اس کے خلاف نہیں کر سکتے کیونکہ بت جن کو مشرکین پوجتے ہیں وہ بے جان ہیں کسی چیز کے مالک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے خود دوسروں کے مملوک ہیں آسمان و زمین کا وہی مالک ہو سکتا ہے جو حی و قیوم ازلی و ابدی قادر مطلق ہر شے پر متصرف و حکمران ہو تمام چیزیں اس کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہوں ایسا سوائے اللہ کے کوئی نہیں اس لیے تمام سماوی و ارضی کائنات کا مالک اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ۳۱ یعنی اس نے رحمت کا وعدہ کیا اور اس کا وعدہ خلافی و کذب اس کے لیے محال ہے اور رحمت عام ہے دینی ہو یا دنیوی اپنی معرفت اور توحید اور علم کی طرف ہدایت فرمانا بھی رحمت میں داخل ہے اور کفار کو مہلت دینا اور عقوبت میں تعجیل نہ فرمانا بھی کہ اس سے انہیں توبہ اور انابت کا موقع ملتا ہے (جمل وغیرہ) ۳۲ اور اعمال کا بدلہ دے گا۔ ۳۳ کفر اختیار کر کے۔ ۳۴ یعنی تمام موجودات اسی کی ملک ہے اور وہ سب کا خالق مالک رب ہے۔ ۳۵ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ۳۶ شان نزول : جب کفار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ دادا کے دین کی دعوت دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۷ یعنی خلق سب اس کی محتاج ہے وہ سب سے بے نیاز۔ ۳۸ کیونکہ نبی اپنی امت سے دین میں سابق ہوتے ہیں۔

ایک مسلمان کسی بزرگ کے بجائے صرف اللہ کو ہی اپنا ولی بنائے فرمان الٰہی ملاحظہ کریں

(اے رسول ؐ) کہہ دیں کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا ولی بنا لوں؟!! (اللہ تو وہ ذات ہے کہ) جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ وہ تمام (کائنات کی مخلوقات) کو کھلاتا ہے اور خود کھانے کی حاجت سے پاک ہے۔ (یعنی اس کو کوئی نہیں کھلاتا اور نہ ایسے کھانے پینے کی ضرورت ہی ہے) کہہ دیجیے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے مسلمان بن جاؤں (مطیع و فرمانبردار بن جاؤں)

اور یاد رکھو!...... ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔ اور کنز الایمان کا ترجمہ و تفسیر ملاحظہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا ولی اور کارساز بنا لینا شرک ہے۔

ثبوت حاضر ہے

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ

تو مجھے بڑے دن ف۳۹ کے عذاب کا ڈر ہے۔ اُس دن جس سے عذاب پھیر دیا جائے ف۴۰ ضرور اس پر اللہ کی مہر (رحمت) ہوئی؛

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

اور یہی کھلی کامیابی ہے۔ اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی ف۴۱ پہنچائے تو اس کے سوا اس کا

لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾

کوئی دور کرنے والا نہیں؛ اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے ف۴۲ تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ف۴۳

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿١٨﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ

اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر؛ اور وہی ہے حکمت والا، خبردار۔ تم فرماؤ سب سے بڑی

اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا

گواہی کس کی، ف۴۴ تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں۔ ف۴۵ اور میری طرف اس قرآن

الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ

کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں ف۴۶ اور جن جن کو پہنچے ف۴۷ تو کیا تم ف۴۸ یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ

اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ

اور خدا ہیں؛ تم فرماؤ کہ میں یہ گواہی ف۴۹ نہیں دیتا، ف۵۰ تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے ف۵۱ اور میں بیزار ہوں ان

مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿١٩﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو ف۵۲ جن کو ہم نے کتاب دی ف۵۳ اس نبی کو پہچانتے ہیں ف۵۴ جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے

ف۳۹ یعنی روز قیامت ف۴۰ اور نجات دی جائے ف۴۱ بیماری یا تنگدستی یا اور کوئی بلا۔ ف۴۲ مثل صحت و دولت وغیرہ کے۔ ف۴۳ قادر مطلق ہے ہر شے پر ذاتی قدرت رکھتا ہے کوئی اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا تو کوئی اس کے سوا مستحق عبادت کیسے ہوسکتا ہے یہ رد شرک کی دل میں اثر کرنے والی دلیل ہے۔
ف۴۴ شان نزول: اہل مکہ رسول کریم ﷺ سے کہنے لگے کہ اے محمد (ﷺ) ہمیں کوئی ایسا (بڑا) دکھایئے جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ف۴۵ اور اتنی بڑی اور قابل قبول گواہی اور کس کی ہوسکتی ہے ف۴۶ یعنی اللہ تعالیٰ میری نبوت کی شہادت دیتا ہے اس لیے کہ اس نے میری طرف اس قرآن کی وحی فرمائی اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ تم باوجود فصیح، بلیغ صاحب زبان ہونے کے اس کے مقابلے سے عاجز رہے تو اس کتاب کا مجھ پر نازل ہونا اللہ کی طرف سے میرے رسول ہونے کی شہادت ہے جب یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقینی شہادت ہے اور میری طرف وحی فرمایا گیا تاکہ میں تمہیں ڈراؤں کہ تم حکم الٰہی کی مخالفت نہ کرو ف۴۷ یعنی میرے بعد قیامت تک آنے والے جنہیں یہ قرآن پاک پہنچے خواہ وہ انسان ہوں یا جن ان سب کو میں حکم الٰہی کی مخالفت سے ڈراؤں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک پہنچا گویا کہ اس نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ کا کلام مبارک سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے کسریٰ اور قیصر وغیرہ سلاطین کو دعوت اسلام کے مکتوب بھیجے (مدارک و خازن) اس کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے مَنْ؟ بَلَغَ میں "مَنْ" مرفوع المحل ہے اور معنی یہ ہیں کہ اس قرآن سے میں تم کو ڈراؤں اور وہ ڈرائیں جنہیں یہ قرآن پہنچے ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تر و تازہ کرے اس کو جس نے ہمارا کلام سنا اور جیسا سنا ویسا پہنچایا بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ اہل ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے سننے والے سے زیادہ افقہ ہوتے ہیں اس سے فقہا کی منزلت معلوم ہوتی ہے ف۴۸ اے مشرکین ف۴۹ اے حبیب اکرم ﷺ ف۵۰ جو گواہی تم دیتے ہو اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ٹھہراتے ہو۔ ف۵۱ اس کا کوئی شریک نہیں ف۵۲ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص اسلام لائے اس کو چاہیے کہ توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ اسلام کے ہر مخالف عقیدہ و دین سے بیزاری کا اظہار کرے ف۵۳ یعنی علمائے یہود و نصاریٰ جنہوں نے توریت و انجیل پائی ف۵۴ آپ کے حلیہ شریف اور آپ کی نعت و صفت سے جو ان کتابوں میں مذکور ہے

وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ أَدْنٰىٓ أَن يَأْتُوا

اور ہم حد سے نہ بڑھے ف۲۵۹ ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں۔ یہ قریب تر ہے اس سے کہ گواہی جیسی

بِالشَّهٰدَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ أَوْ يَخَافُوٓا أَن تُرَدَّ أَيْمٰنٌۢ بَعْدَ أَيْمٰنِهِمْ ۗ

چاہیے ادا کریں یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کر دی جائیں ان کی قسموں کے بعد؛ ف۲۶۰

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ﴿١٠٨﴾ يَوْمَ

اور اللہ سے ڈرو اور حکم سنو؛ اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔ جس دن

يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ إِنَّكَ

اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو ف۲۶۱ پھر فرمائے گا: تمہیں کیا جواب ملا؛ ف۲۶۲ عرض کریں گے: ہمیں کچھ علم نہیں؛ بے شک تو

أَنتَ عَلّٰمُ الْغُيُوبِ ﴿١٠٩﴾ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ

ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا۔ ف۲۶۳ جب اللہ فرمائے گا: اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! یاد کر

نِعْمَتِى عَلَيْكَ وَعَلٰى وٰلِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ

میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر ف۲۶۴ جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، ف۲۶۵

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں ف۲۶۶ اور پکی عمر ہو کر، ف۲۶۷ اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت ف۲۶۸

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنجِيلَ ۖ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِى

اور توریت اور انجیل، اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا،

بقیہ صفحہ ۲۲۵= جام تھا جس پر سونے کا کام بنا تھا اس میں تین سو مثقال چاندی تھی بدیل یہ جام بادشاہ کو نذر کرنے کے قصد سے لائے تھے ان کی وفات کے بعد ان کے دونوں ساتھیوں نے اس جام کو غائب کر دیا اور اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد جب یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے تو انہوں نے بدیل کا سامان ان کے گھر والوں کے سپرد کر دیا۔ سامان کھولنے پر فہرست ان کے ہاتھ آ گئی جس میں تمام متاع کی تفصیل تھی سامان کو اس کے مطابق کیا تو جام نہ پایا اب وہ تمیم اور عدی کے پاس پہنچے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے کچھ سامان بیچا بھی تھا انہوں نے کہا نہیں کہا کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا انہوں نے کہا نہیں پھر دریافت کیا بدیل بہت عرصہ بیمار رہے اور انہوں نے اپنے علاج میں کچھ خرچ کیا انہوں نے کہا نہیں وہ تو شہر پہنچتے ہی بیمار ہو گئے اور جلد ہی ان کا انتقال ہو گیا اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ان کے سامان میں ایک فہرست ملی ہے اس میں چاندی کا ایک جام سونے سے منقش کیا ہوا جس میں تین سو مثقال چاندی ہے یہ بھی لکھا ہے تمیم و عدی نے کہا ہمیں نہیں معلوم ہمیں تو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق سامان ہم نے تمہیں دے دیا جام کی ہمیں خبر بھی نہیں یہ مقدمہ رسول کریم ﷺ کے دربار میں پیش ہوا تمیم و عدی وہاں بھی انکار پر جمے رہے اور قسم کھا لی اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خازن) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ پھر وہ جام مکہ مکرمہ میں پکڑا گیا جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا کہ میں نے جام تمیم و عدی سے خریدا ہے مالک جام کے اولیاء میں سے دو شخصوں نے کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ احق ہے۔ یہ جام ہمارے مورث کا ہے اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی (ترمذی) ف۲۵۳ یعنی موت کا وقت قریب آئے زندگی کی امید نہ رہے موت کے آثار و علامات ظاہر ہوں۔ ف۲۵۴ نماز سے نماز عصر مراد ہے کیونکہ وہ لوگوں کے اجتماع کا وقت ہوتا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نماز ظہر یا عصر کیونکہ اہل حجاز مقدمات اسی وقت کرتے تھے حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے نماز عصر پڑھ کر عدی و تمیم کو بلایا ان دونوں کو منبر شریف کے پاس قسمیں دیں ان دونوں نے قسمیں کھائیں اس کے بعد مکہ مکرمہ میں وہ جام پکڑا گیا تو جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا میں نے تمیم و عدی سے خریدا ہے (مدارک) ف۲۵۵ کی امانت و دیانت میں اور وہ یہ کہیں کہ۔ ف۲۵۶ یعنی جھوٹی قسم نہ کھائیں گے اور کسی کی خاطر ایسا نہ کریں گے۔ ف۲۵۷ خیانت کے یا جھوٹھ وغیرہ کے۔ ف۲۵۸ اور وہ میت کے اہل و اقارب ہیں۔ ف۲۵۹ چنانچہ بدیل کے واقعہ میں جب ان کے دونوں ہمراہیوں کے خیانت ظاہر ہوئی تو بدیل کے

ثبوت حاضر ہے

الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

عذاب نے پکڑا ۲۶۲ اور وہ بے انصاف تھے۔ تو اللہ کی دی ہوئی روزی ۲۶۳ حلال پاکیزہ کھاؤ ۲۶۴

وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ

اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو۔ تم پر تو یہی

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام

بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

پکارا گیا ۲۶۵ پھر جو لاچار ہو ۲۶۶ نہ خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا ۲۶۷ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ

حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو ۲۶۸ بے شک جو اللہ پر جھوٹ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ

باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے ۲۶۹ اور ان کے لئے درد ناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ

عذاب ۲۷۰ اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے تمہیں

ف۲۶۲ بھوک اور خوف کے ف۲۶۳ جو اس نے سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے عطا فرمائی ف۲۶۴ بجائے ان حرام اور خبیث اموال کے جو کھایا کرتے تھے لوٹ غصب اور خبیث مکاسب سے حاصل کئے ہوئے جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مخاطب مسلمان ہیں اور ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ مخاطب مشرکین مکہ ہیں کلبی نے کہا کہ جب اہل مکہ قحط کے سبب بھوک سے پریشان ہوئے اور تکلیف کی برداشت نہ رہی تو ان کے سرداروں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے دشمنی تو مرد کرتے ہیں عورتوں اور بچوں کو جو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کا خیال فرمائیے اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ ان کے لیے طعام لے جایا جائے اس آیت میں اس کا بیان ہے ان دونوں قولوں میں اول صحیح تر ہے (خازن) ف۲۶۵ یعنی اس کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو ف۲۶۶ اور ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھانے پر مجبور ہو ف۲۶۷ یعنی قدر ضرورت پر صبر کر کے۔ ف۲۶۸ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال بعض چیزوں کو حرام کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے اس کی ممانعت فرمائی گئی اور اس کو اللہ پر افتراء فرمایا گیا آج کل بھی جو لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بتا دیتے ہیں جیسے میلاد شریف کی شیرینی، فاتحہ، گیارہویں، عرس وغیرہ ایصال ثواب کی چیزیں جن کی حرمت شریعت میں وارد نہیں ہوئی انہیں اس آیت کے حکم سے ڈرنا چاہیے کہ ایسی چیزوں کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ شرعاً حرام ہیں اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے۔ ف۲۶۹ اور دنیا کی چند روزہ آسائش ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔ ف۲۷۰ ہے آخرت میں۔

غیر اللہ کے لیے، یا غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا اس کی عبادت ہے لیکن کنز الایمان میں ترجمہ میں دھاندلی کی گئی اور کہا گیا ہے کہ اس جانور کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ ذبح خواہ بتوں کے نام پر ہو یا بزرگوں کے نام پر، وہ جب اللہ کے علاوہ کسی ہستی کے لیے ہوگا تو حرام ہوگا۔ اس لیے کہ ذبح کرنا بھی عبادت ہے اور ہر طرح کی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔

حوالہ 120

یہ حوالہ الکوثر 108 تا الناس 116 صفحات سورتوں کو بار بار خوائد سے صفحات پڑھیں ثابت ہو جائے گا کہ ان میں توحید کا اثبات اور رسول اللہ کی تعریف کی مکمل نفی ہے یہ کنزالایمان ص 1084 تا 1087 پر مشتمل ہے۔

رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝٤

گھر کے (ف۳) رب کی بندگی کریں۔ جس نے انہیں بھوک میں (ف۴) کھانا دیا اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشی۔ (ف۵)

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۷ — ۱۷ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۷ — رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ ماعون مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں سات آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢

بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے؟ (ف۲) پھر وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (ف۳)

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ

اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا (ف۴) تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی

هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧

نماز سے بھولے بیٹھے ہیں (ف۵) وہ جو دکھاوا کرتے ہیں (ف۶) اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے (ف۸)

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۸ — ۱۵ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۳ — رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ کوثر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں تین آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢ اِنَّ

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (ف۲) تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو (ف۳) اور قربانی کرو (ف۴) بے شک

شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝٣

جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (ف۵)

ف۳ یعنی کعبہ شریفہ کے۔ ف۴ جس میں ان سفروں سے پہلے اپنے وطن میں کھیتی نہ ہونے کے باعث مبتلا تھے ان سفروں کے ذریعے۔ ف۵ بسبب حرم شریف کے اور بسبب اہل مکہ ہونے کے کہ کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا باوجود یکہ اطراف و حوالی میں قتل و غارت ہوتے رہتے ہیں قافلے لٹتے ہیں مسافر مارے جاتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ انہیں جذام سے امن دی کہ ان کے شہر میں انہیں کبھی جذام نہ ہوگا یا یہ مراد کہ سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے انہیں خوف عظیم سے امان عطا فرمائی۔

ف۱ سورۂ الماعون مکی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نصف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی عاص بن وائل کے بارے میں اور نصف مدینہ طیبہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے حق میں اس میں ایک رکوع سات آیتیں پچیس کلمے ایک سو پچیس حروف ہیں۔ ف۲ یعنی حساب و جزا کا انکار کرتا ہے باوجود دلائل واضح ہونے کے شان نزول: یہ آیتیں عاص بن وائل کبھی یا ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ ف۳ اور اس پر شدت و سختی کرتا ہے اور اس کا حق نہیں دیتا۔ ف۴ یعنی نہ خود دیتا ہے نہ دوسرے سے دلاتا ہے انتہا درجہ کا بخیل ہے۔ ف۵ مراد اس سے منافقین ہیں جو تنہائی میں نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اس کے معتقد نہیں اور لوگوں کے سامنے نمازی بنتے ہیں اور اپنے آپ کو نمازی ظاہر کرتے ہیں اور دکھانے کے لیے اٹھ بیٹھ لیتے ہیں اور حقیقت میں نماز سے غافل ہیں۔ ف۶ عبادتوں میں آگے ان کے بخل کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ ف۷ جیسے سوئی دھاگا ہنڈی پیالہ وغیرہ۔ ف۸ مسئلہ: علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ آدمی اپنے گھر میں ایسی چیزیں اپنی حاجت سے زیادہ رکھے جن کی ہمسایوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں عاریۃً دیا کرے۔

ف۱ سورۂ الکوثر جمہور کے نزدیک مکی ہے اس میں ایک رکوع تین آیتیں دس کلمے بیالیس حروف ہیں۔ ف۲ اور فضائل کثیرہ عنایت کرکے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی نسب عالی بھی نبوت بھی کتاب بھی حکمت بھی علم بھی شفاعت بھی حوض کوثر بھی مقام محمود بھی کثرت امت بھی اعدائے دین پر غلبہ بھی کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔ ف۳ جس نے تمہیں عزت و شرافت دی۔ ف۴ اس کے لیے اس کے نام پر بخلاف بت پرستوں کے جو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز سے نماز عید مراد ہے۔ ف۵ نہ آپ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد نسل کی کثرت ہوگی اور آپ کے ذکر سے دنیا بھر جائے گی آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ ۱۰۹ مَكِّيَّةٌ ۱۸ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۶ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ کافرون مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحم والا ۱ — اس میں چھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَاۤ اَنْتُمْ

تم فرماؤ: اے کافرو ۲ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو، اور نہ تم

عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَاۤ اَنْتُمْ

پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں۔ اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا، اور نہ تم

عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶ ع

پوجو گے جو میں پوجتا ہوں۔ تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔ ۳

سُورَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ ۶ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیَاتُھَا ۵ رُکُوْعُھَا ۱

سورۃ لہب کی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وا — اس میں پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا ۔ وا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا ۔ وا اب دھنستا ہے

نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو وا لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی ۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ۔ وہ

سُورَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ ۲۲ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیَاتُھَا ۴ رُکُوْعُھَا ۱

سورۃ اخلاص کی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وا — اس میں چار آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ڏ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے وا اللہ بے نیاز ہے وا نہ اس کی کوئی اولاد وا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا وہ

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ ع

اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی وا

سُورَۃُ الْفَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۲۰ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰیَاتُھَا ۵ رُکُوْعُھَا ۱

سورۃ فلق کی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وا — اس میں پانچ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے وا اس کی سب مخلوق کی شر سے وا اور اندھیری ڈالنے والے

وا سورۃ ابی لہب کی ہے اس میں ایک رکوع پانچ آیتیں بیس کلمے ستتر حروف ہیں۔ شانِ نزول: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر عرب کے لوگوں کو دعوت دی ہر طرف سے لوگ آئے اور حضور نے ان سے اپنے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ اس پر ابولہب نے حضور سے کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ (معوذ باللہ) کیا تم نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا اس پر یہ سورت شریف نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا۔ وا ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ہے یہ عبدالمطلب کا بیٹا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا بہت گورا خوبصورت آدمی تھا اسی لیے اس کی کنیت ابولہب ہے اور اسی کنیت سے وہ مشہور تھا دونوں ہاتھوں سے مراد اس کی ذات ہے۔ وا یعنی اس کی اولاد مروی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا کہ جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لیے اپنے مال و اولاد کو فدیہ کر دوں گا اس آیت میں اس کا رد فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے اس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں۔ وا ام جمیل بنت حرب بن امیہ ابوسفیان کی بہن جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت عناد و عداوت رکھتی تھی اور باوجودیکہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں ڈالتی تا کہ حضور کو اور حضور کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔ وہ جس سے کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے بحکم الٰہی اس کے پیچھے سے اس کے گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور مر گئی۔

وا سورۃ اخلاص کی و جمہور مکی ہے اس میں ایک رکوع چار یا پانچ آیتیں پندرہ کلمے سینتالیس حروف ہیں احادیث میں اس سورت کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اس کو تہائی قرآن کے برابر فرمایا گیا یعنی تین مرتبہ اس کو پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اس سورت سے بہت محبت ہے فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی) شانِ نزول کفار عرب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ رب العزت عز و علا جل شانہ و تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے سوال کیے کوئی کہتا تھا کہ اللہ کا نسب کیا ہے کوئی کہتا تھا کہ وہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۰۹۸)

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ

کے شر سے جب وہ ڈوبے وس۳ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں وس۵ اور حسد

شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ وس۶

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۴ ۲۱ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۶ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ ناس کی ہے | اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا وس۱ | اس میں چھ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب وس۲ سب لوگوں کا بادشاہ وس۳ سب لوگوں کا خدا وس۴

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ

اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے وس۵ اور دبک رہے وس۶ وہ جو لوگوں کے دلوں میں

صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

وسوسے ڈالتے ہیں، جن اور آدمی وس۷

دعاء ختم القرآن

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۔
وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً ۔ اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا
نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ
وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (اٰمین)

وس۴ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے چاند کی طرف نظر کرکے ان سے فرمایا اے عائشہ اللہ کی پناہ لو اس کے شر سے یہ اندھیری ڈالنے والا ہے جب ڈوبے (ترمذی) یعنی آخر ماہ میں جب چاند چھپ جائے تو جادو کے وہ عمل جو بیمار کرنے کے لیے ہیں اسی وقت میں کیے جاتے ہیں۔ وس۵ یعنی جادوگر عورتیں جو ڈوروں میں گرہ لگا لگا کر ان میں جادو کے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہیں جیسے کہ لبید کی لڑکیاں۔ مسئلہ گنڈے بنانا اور ان پر گرہ لگانا آیات قرآن یا اسماء الٰہیہ دم کرنا جائز ہے۔ جمہور صحابہ و تابعین اسی پر ہیں اور حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے کہ جب حضور سید عالم ﷺ کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضور معوذات پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔ وس۶ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوال نعمت کی تمنا کرے یہاں حاسد سے یہود مراد ہیں جو نبی کریم ﷺ سے حسد کرتے تھے یا خاص لبید بن اعصم یہودی حسد بدترین صفت ہے اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا اور زمین میں قابیل سے۔ وس۱ سورۂ الناس بقول اصح مدنی ہے اس میں ایک رکوع چھ آیتیں بیس کلمے اناسی حروف ہیں۔ وس۲ سب کا خالق و مالک ذکر میں انسانوں کی تخصیص ان کی تشریف کے لیے ہے کہ انہیں اشرف المخلوقات کیا۔ وس۳ ان کے کاموں کی تدبیر فرمانے والا۔ وس۴ کہ الٰہ اور معبود ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔ وس۵ مراد اس سے شیطان ہے۔ وس۶ یہ اس کی عادت ہی ہے کہ انسان جب غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان دبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔ وس۷ یہ بیان ہے وسوسے ڈالنے والے شیطان کا کہ وہ جنوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسے شیاطین جن انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں ایسے ہی شیاطین انس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو اس کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے اور خوب گمراہ کرتے ہیں اور اگر اس سے متنفر ہوتا ہے تو ہٹ جاتے ہیں اور دبک رہتے ہیں آدمی کو چاہیے کہ شیاطین جن کے شر سے بھی پناہ مانگے اور شیاطین انس کے شر سے بھی۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ شب کو جب بستر مبارک پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دست مبارک جمع فرما کر ان میں دم کرتے اور سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں کو سر مبارک سے لے کر تمام جسم اقدس پر پھیرتے جہاں تک دست مبارک پہنچ سکتے یہ عمل تین مرتبہ فرماتے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ وَاَسْرَارِ كِتَابِهٖ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَزْكَی السَّلَامِ عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَسَیِّدِ اَنْبِیَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

میں ہے کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا پس اب تم زیارت کیا کرو کہ وہ آخرت کو یاد دلاتی ہے (کافی الصحیح)۔ اس اجازت میں عورتیں بھی داخل ہوئیں اور حضرت ام المومنین عائشہؓ وغیرہا نے زیارت کی۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر مذہب تو قول اول ہے اور بنظر دلیل بھی قوی ہے اگرچہ بعض نے قول دوم اختیار کیا اور خلاف نہیں کہ عورتوں کا وہاں جزع فزع حرام ہے پس احوط ظاہر المذہب ہے م۔ فقیہ ابو اللیث نے قبر پر ہاتھ رکھنا خلاف اول قرار دیا۔ شرف الائمہ نے کہا کہ بدعت ہے اور فقہاء خراسان نے کہا کہ قبر کو نہ مسح کرے نہ بوسہ دے نہ چھووے اور حافظ ابو موسیٰ اصبہانیؒ نے کہا کہ یہی صحیح ہے بح۔ قبر کے پاس سونا اور ہر ایسا فعل کرنا جو سنت میں معہود نہیں ہے مکروہ ہے اور سنت میں صرف یہی معہود ہے کہ قبر کی زیارت اور کھڑے ہوکر دعا کرے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقبرہ بقیع کو جاتے تو فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اسال اللہ ولکم العافیہ (الفتح ف) جوامع الفقہ میں ہے دعاء کرتے میں قبلہ رخ ہو جاوے اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں ہو زعفرانی شافعی نے بھی اختیار کیا۔ ع۔ امام ابوحنیفہؒ و اصحاب و سب مشائخ کے نزدیک بالاتفاق کسی کو قدرت نہیں کہ اپنی آواز کسی میت کو سناوے لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو مردہ سنتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا چاہنا سلام و دعاء وغیرہ کا ہم کو شرع سے معلوم ہوا پس اپنے اٹکل سے ہم کسی چیز کو زائد نہیں کرسکتے ہیں اور آخرت کی حیات کا قیاس دنیاوی زندگی پر بالکل غلطی ہے اس پر فقہائے و علمائے امت متفق ہیں م۔ مقتول و میت کو اپنی موت کی جگہ قوم کے مقبرہ میں مدفون ہونا مستحب ہے اور قبل دفن کے دو ایک میل نقل کرنے میں مضائقہ نہیں (الخلاصہ)۔ اور اپنے شہر کو منتقل کرنے میں مضائقہ نہیں اور بعد دفن کے نہیں چاہیے اگرچہ غسل یا بغیر قبلہ رخ یا الٹے مدفون کیا ہو۔ (التبیین) مگر جب کہ زمین مغصوبہ یا مشفوعہ نکلی۔ (القاضیخاں)۔ پس مالک چاہے اجازت دے دی اور چاہے میت کو نکالنے کا مطالبہ کرے اور چاہے اوپر سے زراعت کرے۔ (التجنیس)۔ اور جب کہ قبر میں متاع گر گئی ہو۔ (قاضی خاں) اگرچہ ایک درم ہو۔ ف۔ مقبرہ سے ہری گھاس کاٹنا مکروہ ہے کیونکہ اس کی تسبیح سے میت کو انس ہوتا ہے اور خشک میں مضائقہ نہیں (قاضی خاں)۔ جو کشتی میں مرا اگر قریب زمین پر لانا ممکن ہو ورنہ بعد غسل و تکفین و نماز کے سمندر میں ڈال دیں۔ قاریوں کو قبر پاس بٹھلانا بقول مختار مکروہ نہیں ہے۔ تجنیس میں ہے کہ عورت حاملہ مری اور ان کی رائے میں پیٹ میں زندہ بچہ پھڑکتا ہے تو پیٹ چاک کرکے نکالیں عہ اور اگر مثلاً زندگی میں کسی کا مال نگل گیا ہو اور وہ پائخانہ سے نہ نکلا پھر وہ مرگیا تو چاک کرکے نکالنے میں دو روایتیں ہیں اور ارجح یہ کہ چاک کرنا جائز ہے کیونکہ اس بدفعلی سے اس کا احترام زائل ہوا۔ میت والوں کا کھانا پکاکر جمع ہونے والوں کو کھلانا مکروہ تحریمی حرام ہے۔ امام احمد نے حضرت بریدہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم لوگ میت کے یہاں جمع ہوتے اور ان لوگوں کے کھانا پکانے کھلانے کو نیاحت میں شمار کرتے تھے۔ اسنادہ صحیح۔ پس جب صحابہ رضی اللہ عنہم ایک نیاحت حرام شمار کرتے تو یہ بدعت اس زمانہ میں نہایت قبیح ہے۔ اہل میت کے واسطے اقربا و پڑوسیوں کو اس قدر طعام بھیجنا کہ ایک

عہ ابوحنیفہؒ نے فتویٰ دیا تھا وہ بچہ زندہ رہا ۱۲

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ

اَلَيْسَ	اللّٰهُ	بِاَعْلَمَ	بِالشّٰكِرِيْنَ	وَاِذَا	جَآءَكَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِنَا	فَقُلْ
کیا نہیں	اللہ	خوب جاننے والا	شکر گزار (جمع)	اور جب	آپ کے پاس آئیں	وہ لوگ	ایمان رکھتے ہیں	ہماری آیتیں	تو کہہ دیں

کیا اللہ شکر گزاروں کو خوب جاننے والا نہیں؟ اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ کہہ دیں

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا

سَلٰمٌ	عَلَيْكُمْ	كَتَبَ	رَبُّكُمْ	عَلٰى	نَفْسِهِ	الرَّحْمَةَ	اَنَّهٗ	مَنْ	عَمِلَ	مِنْكُمْ	سُوْٓءًۢا
سلام	تم پر	لکھ لی	تمہارا رب	پر	اپنی ذات	رحمت	کہ	جو	کرے	تم سے	کوئی برائی

تم پر سلام ہے، تمہارے رب نے اپنے آپ پر رحمت لکھ لی۔ (لازم کر لی) ہے کہ تم میں جو کوئی برائی کرے

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابَ	مِنْۢ بَعْدِهٖ	وَاَصْلَحَ	فَاَنَّهٗ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	وَ	كَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ
نادانی سے	پھر	توبہ کرے	اس کے بعد	اور نیک ہو جائے	تو بیشک اللہ	بخشنے والا	مہربان	اور	اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں	

نادانی سے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور نیک ہو جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں

٦ ع ٥ ١٢ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

الْاٰيٰتِ	وَلِتَسْتَبِيْنَ	سَبِيْلُ	الْمُجْرِمِيْنَ	قُلْ	اِنِّيْ	نُهِيْتُ	اَنْ اَعْبُدَ	الَّذِيْنَ	تَدْعُوْنَ
آیتیں	اور تاکہ ظاہر ہو جائے	راستہ طریقہ	گنہگار (جمع)	کہہ دیں	بیشک میں	مجھے روکا گیا ہے	کہ میں بندگی کروں	وہ جنہیں	تم پکارتے ہو

آیتیں اور (ایسا اس لئے کرتے ہیں) تاکہ گنہگاروں کا طریقہ ظاہر ہو جائے۔ آپ کہہ دیں مجھے (اس بات سے) روکا گیا ہے کہ میں ان کی بندگی کروں جنہیں تم پکارتے ہو

٥٦ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ

مِنْ	دُوْنِ اللّٰهِ	قُلْ	لَآ اَتَّبِعُ	اَهْوَآءَكُمْ	قَدْ ضَلَلْتُ	اِذًا	وَمَآ اَنَا	مِنَ	الْمُهْتَدِيْنَ
سے	اللہ کے سوا	کہہ دیں	میں پیروی نہیں کرتا	تمہاری خواہشات	بیشک میں بہک جاؤں گا	اس صورت میں	اور میں نہیں	سے	ہدایت پانے والے

اللہ کے سوا، آپ کہہ دیں میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کرتا، اس صورت میں بیشک میں بہک جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ ہوں گا۔

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ

قُلْ	اِنِّيْ	عَلٰى	بَيِّنَةٍ	مِنْ	رَبِّيْ	وَكَذَّبْتُمْ	بِهٖ	مَا عِنْدِيْ	مَا	تَسْتَعْجِلُوْنَ	بِهٖ	اِنِ
آپ کہہ دیں	بیشک میں	پر	روشن دلیل	سے	اپنا رب	اور تم جھٹلاتے ہو	اس کو	نہیں میرے پاس	جس	تم جلدی کر رہے ہو	اس کی	صرف

آپ کہہ دیں بیشک میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور تم اس کو جھٹلاتے ہو تم جس (عذاب) کی جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں۔

ف۱۷۵ نبوت و رسالت کے ساتھ مسئلہ اس آیت سے اس پر سند لائی جاتی ہے کہ انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ عالم اللہ کے سوا تمام موجودات کو شامل ہے فرشتے بھی اس میں داخل ہیں تو جب تمام جہان والوں پر فضیلت دی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ثابت ہو گئی یہاں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا اور اس ذکر میں ترتیب نہ زمانہ کے اعتبار سے ہے نہ فضیلت کے لحاظ سے ترتیب کا مقتضیٰ لیکن جس شان سے کہ انبیاء علیہم السلام کے اسماء ذکر فرمائے گئے اس میں ایک عجیب لطیفہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی ہر ایک جماعت کو ایک خاص طرح کی کرامت و فضیلت کے ساتھ ممتاز فرمایا تو حضرت نوح و ابراہیم و اسحٰق و یعقوب کا اول ذکر کیا کیونکہ یہ انبیاء کے اصول ہیں یعنی ان کی اولاد میں بکثرت انبیاء ہوئے جن کے انساب انہیں کی طرف رجوع کرتے ہیں نبوت کے بعد مراتب معتبرہ میں سے ملک و اختیار و سلطنت و اقتدار ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد و سلیمان کو اس کا حظ وافر دیا اور مراتب رفیعہ میں سے مصیبت و بلاء پر صابر رہنا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو اس کے ساتھ ممتاز فرمایا پھر ملک و صبر کے دونوں مرتبے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنایت کئے کہ آپ نے شدت و بلاء پر مدتوں صبر فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ ملک مصر عطا کیا کثرت معجزات و قوت براہین بھی مراتب معتبرہ میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون کو اس کے ساتھ مشرف کیا زہد و ترک دنیا بھی مراتب معتبرہ میں سے ہے حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس کو اس کے ساتھ مخصوص فرمایا ان حضرات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء کا ذکر فرمایا کہ جن کے نہ متبعین باقی رہے نہ ان کی شریعت جیسے حضرت اسمٰعیل یسع یونس لوط علیہم الصلوٰۃ والسلام اس شان سے انبیاء کا ذکر فرمانے میں ان کی کرامتوں اور خصوصیتوں کا ایک عجیب لطیفہ نظر آتا ہے۔

ف۱۷۶ ہم نے فضیلت دی۔

ف۱۷۷ یعنی اہل مکہ ف۱۷۸ اس قوم سے یا انصار مراد ہیں یا مہاجرین یا تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور پر ایمان لانے والے سب لوگ فائدہ اس آیت میں دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائے گا اور آپ کے دین کو قوت دیگا اور اس کو تمام ادیان پر غالب کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ غیبی خبر واقع ہو گئی ف۱۷۹ مسئلہ علمائے دین نے اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ خصال کمال و اوصاف شرف جو جدا جدا انبیاء کو عطا فرمائے گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب کو جمع فرما دیا اور آپ کو حکم دیا فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ تو جب آپ تمام انبیاء کے اوصاف کمالیہ کے جامع ہیں تو بے شک سب سے افضل ہوئے ف۱۸۰ اس آیت سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق کی طرف مبعوث ہیں اور آپ کی دعوت تمام خلق کو عام اور کل جہان آپ کی امت (خازن)

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى
اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور زکریا اور یحییٰ
وَعِيسٰى وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِينَ ﴿٨٥﴾ وَإِسْمٰعِيلَ
اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمٰعیل
وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿٨٦﴾
اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی ف۱۷۵
وَمِنْ اٰبَائِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ ۖ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ
اور کچھ ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو ف۱۷۶ اور ہم نے انہیں
وَهَدَيْنٰهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ذٰلِكَ هُدَى
چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی یہ اللہ کی ہدایت ہے
اللّٰهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا
کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے
لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُولٰئِكَ الَّذِينَ
تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا یہ ہیں جن کو ہم نے
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰؤُلَاءِ
کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تو اگر یہ لوگ ف۱۷۷ اس سے منکر ہوں
فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكٰفِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُولٰئِكَ
تو ہم نے اس کے لئے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے جو انکار والی نہیں ف۱۷۸ یہ ہیں
الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ
جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو ف۱۷۹ تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے
عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِينَ ﴿٩٠﴾ ع وَمَا قَدَرُوا
کوئی اجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو ف۱۸۰ اور یہود نے اللہ کی

ع ۱۰ ۸ ۱۶

لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) وَاَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِيْ يُهِلُّوْنَ بِهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ قَالَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ: لَسْنَا نَنْوِيْ إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى إِذَا اَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ [۲/ البقرة: ۱۲۵] فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَكَانَ اَبِيْ يَقُوْلُ: وَلَا اَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝﴾ وَ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝﴾ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ ((اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ)) فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ)) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ سَعٰى حَتّٰى إِذَا صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى اَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ فَقَالَ: ((لَوْ اَنِّيْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ

آپ ﷺ نے توحید کے ساتھ لبیک پکاری اور کہا: لبیک سے لا شریك لك تک (اور معنی اس کے اوپر ہو چکے ہیں) اور لوگوں نے بھی یہی لبیک پکاری جو اب لوگ پکارتے ہیں (یعنی نبی ﷺ کی لبیک میں کچھ لفظ بڑھا کر پکارے اور آپ ﷺ نے ان کو رد کا نہیں) اور آپ ﷺ لبیک ہی پکارتے رہے اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہیں رکھتے تھے اور عمرہ کو پہچانتے ہی نہ تھے (بلکہ ایام حج میں عمرہ بجالانا ایام جاہلیت سے برا جانتے تھے) یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ میں آئے آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ نے چھوا رکن کو (یعنی حجر اسود کو) اور طواف میں تین بار اچھل اچھل کر چھوٹے چھوٹے ڈگ رکھ کے شانے اچھال اچھال کر چلے اور چار بار عادت کے موافق چلے پھر مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ یعنی (مقرر کرو مقام ابراہیم علیہ السلام کو نماز کی جگہ) اور مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے بیچ میں کیا پھر میرے باپ کہتے تھے اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے ذکر کیا ہو مگر نبی ﷺ ہی سے ذکر کیا ہوگا کہ آپ ﷺ نے پڑھیں دو رکعتیں اور ان میں ﴿قل هو الله احد﴾ اور ﴿قل يا ايها الكفرون﴾ پڑھا۔ پھر لوٹ کر گئے آپ ﷺ حجر اسود کے پاس اور اس کو بوسہ دیا اور نکلے اس دروازہ سے جو صفا کی طرف ہے پھر جب صفا کے قریب پہنچے (وہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو کعبہ کے دروازے سے ۲۵ پچیس قدم پر ہے) تو یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (یعنی صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) اور فرمایا آپ ﷺ نے کہ ''ہم شروع کرتے ہیں جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور آپ ﷺ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اس کی بڑائی کی (یعنی لا اله الا الله اور الله اکبر کہا اور کہا لا اله الا الله سے هزم الاحزاب وحده تک) یعنی کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اکیلا ہے وہ پورا کیا اس نے اپنا وعدہ (یعنی دین کے پھیلانے کا اور اپنے نبی ﷺ کی مدد کا) اور مدد کی اس نے اپنے غلام کی (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی) اور شکست دی اس نے اکیلے سب لشکروں کو'' پھر اس کے بعد دعا کی، پھر ایسا ہی کہا پھر

تَمْتَرُوْنَ ۝٢ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ

شک کرتے ہو　اور وہی اللہ ہے　آسمانوں　اور زمین کا ف

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝٣ وَ

اسے تمہارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے　اور تمہارے کام　جانتا ہے　اور

مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا

ان کے پاس کوئی بھی نشانی　اپنے رب کی نشانیوں سے نہیں آتی　مگر اس سے

عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝٤ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ

منہ پھیر لیتے ہیں　تو بے شک انہوں نے حق کو جھٹلایا ف١٠ جب انکے پاس آیا

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥

تو اب انہیں　خبر ہوا چاہتی ہے　اس چیز کی　جس پر ہنس رہے تھے ف١١

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

کیا انہوں نے نہ دیکھا　کہ ہم نے　ان سے پہلے　ف١٢　کتنی سنگتیں

مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا

کھپا دیں　انہیں ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا　ف١٣　جو تم کو　نہ دیا

السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ

اور ان پر　موسلا دھار پانی بھیجا ف١٤ اور ان کے نیچے　نہریں بہائیں ف١٥

مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ

تو انہیں ہم نے　ان کے گناہوں کے سبب　ہلاک کیا ف١٦　اور ان کے بعد

بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ

اور　سنگت اٹھائی　ف١٧　اور اگر ہم تم پر کاغذ میں　کچھ لکھا ہوا

قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ

اتارتے ف١٨ کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے　جب بھی کافر کہتے　کہ یہ

ف اس کا کوئی شریک نہیں۔

ف١٠ یہاں حق سے یا قرآن مجید کی آیات مراد ہیں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے معجزات۔

ف١١ کہ وہ کیسی جہالت والی ہے اور اس کی ہنسی بنانے کا انجام کیسا وبال و عذاب۔

ف١٢ پچھلی امتوں میں سے۔

ف١٣ قوت و مال اور دنیا کے کثیر سامان دے کر۔

ف١٤ جس سے کھیتیاں شاداب ہوں۔

ف١٥ جس سے باغ پرورش پائیں اور دنیا کی زندگانی کے لئے عیش و راحت کے اسباب بہم پہنچے۔

ف١٦ کہ انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور انکار یہ سامان انہیں ہلاک سے نہ بچا سکا۔

ف١٧ اور دوسرے قرن والوں کو ان کا جانشین کیا مدعا یہ ہے کہ گزری ہوئی امتوں کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ لوگ باوجود قوت و دولت و کثرت مال و اولاد کے کفر و طغیان کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے تو چاہیئے کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کر کے خواب غفلت سے بیدار ہوں۔

ف١٨ شان نزول یہ آیت نضر بن حارث اور عبداللہ بن امیہ اور نوفل بن خویلد کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نہ لاؤ جس کے ساتھ چار فرشتے ہوں وہ گواہی دیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور تم اسکے رسول ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ یہ سب حیلے بہانے ہیں اگر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتار دی جاتی اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر اور ٹٹول کر دیکھ بھی لیتے اور دیکھنے کا موقع بھی نہ ہوتا کہ نظر بندی کر دی گئی تھی کتاب اترتی نظر آئی تھی جب بھی نہ سمجھتے بد نصیب یہاں نکالتے نہ تھے اسکو جادو بتاتے لوگ جس طرح شق القمر کو جادو بتایا اور اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اسی طرح اس پر بھی ایمان نہ لاتے کیونکہ جو لوگ عناداً انکار کرتے ہیں وہ آیات و معجزات سے منتفع نہیں ہو سکتے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ
اور دونوں سمندر ایک سے نہیں ف۳۴ یہ میٹھا ہے خوب میٹھا پانی
شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ
خوشگوار اور یہ کھاری ہے تلخ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو
لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى
تازہ گوشت ف۳۵ اور نکالتے ہو پہننے کا ایک گہنا ف۳۶ اور تو
الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
کشتیوں کو اس میں دیکھے کہ پانی چیرتی ہیں ف۳۷ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو ف۳۸ اور کسی طرح
تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي
حق مانو ف۳۹ رات لاتا ہے دن کے حصہ میں ف۴۰ اور دن لاتا ہے رات کے
الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ڮ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ
حصہ میں ف۴۱ اور اس نے کام میں لگائے سورج اور چاند ہر ایک ایک مقرر میعاد تک
مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
چلتا ہے ف۴۲ یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم
مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝۱۳ اِنْ تَدْعُوْهُمْ
پوجتے ہو ف۴۳ دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں تم انہیں پکارو تو وہ
لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ
تمہاری پکار نہ سنیں ف۴۴ اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روا نہ کرسکیں ف۴۵
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ
اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے ف۴۶ اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے
خَبِيْرٍ ۝۱۴ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ
کی طرح ف۴۷ اے لوگو تم سب اللہ کے محتاج ف۴۸ اور اللہ ہی

ف۳۴ بلکہ دونوں میں فرق ہے۔
ف۳۵ یعنی مچھلی۔
ف۳۶ گوہر و مرجان۔
ف۳۷ دریا میں چلتے ہوئے اور ایک ہی ہوا میں آتی بھی ہیں جاتی بھی ہیں۔
ف۳۸ تجارتوں میں نفع حاصل کرکے۔
ف۳۹ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکرگزاری کرو
ف۴۰ تو دن بڑھ جاتا ہے۔
ف۴۱ تو رات بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھنے والے دن یا رات کی مقدار پندرہ گھنٹے تک پہنچتی ہے اور گھٹنے والا نو گھنٹے کا رہ جاتا ہے۔
ف۴۲ یعنی روز قیامت تک کہ جب قیامت آجائے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گا اور یہ نظام باقی نہ رہے گا۔
ف۴۳ یعنی بت
ف۴۴ کیونکہ جماد بے جان ہیں۔
ف۴۵ کیونکہ اصلاً قدرت و اختیار نہیں رکھتے
ف۴۶ اور بیزاری کا اظہار کریں گے اور کہیں گے کہ تم ہمیں نہ پوجتے تھے۔
ف۴۷ یعنی دارین کے احوال اور بت پرستی کے مآل کی جیسی خبر اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا۔
ف۴۸ یعنی اس کے فضل و احسان کے حاجتمند ہو اور تمام خلق اس کی محتاج ہے حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ خلق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور کیوں نہ ہوگی ان کی ہستی اور ان کی بقا سب اس کے کرم سے ہے۔
ع ۲ ۱۴

14 جنوری 2012ء
NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
71 سال

[نسائی: ۱۳۶۹، ابن ماجہ: ۷۹٤]

فائدہ: یعنی ان سے لطف و رحمت کو دور کرے گا اور اس باب خیر کو باز رکھے گا۔ یہی قول ہے اکثر متکلمین کا۔

بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلٰوةِ وَالْخُطْبَةِ.

باب: نماز اور خطبہ مختصر پڑھانے کا بیان۔

(۲۰۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا. [ترمذی: ۵۰۷، نسائی: ۱۵۸۱]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ بیچ بیچ کا تھا (یعنی نہ بہت لمبا نہ چھوٹا)۔

(۲۰۰٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کئی نمازیں پڑھیں آپ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانے ہوتے تھے۔

(۲۰۰۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ وَيَقُولُ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُولُ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ثُمَّ يَقُولُ: ((أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ)). [نسائی: ۱۵۷۷، ابن ماجہ: ٤٥]

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا گویا وہ ایک ایسے لشکر سے ڈرانے والے تھے کہ صبح شام آیا اور فرماتے تھے: ''میں اور قیامت یوں بھیجا گیا ہوں۔'' اور اپنے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملاتے اور کہتے: ''اللہ کی حمد کے بعد جانو کہ ہر بات سے بہتر اللہ کی کتاب ہے اور ہر چال سے بہتر محمد ﷺ کی چال ہے۔ اور سب کاموں سے برے نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے، پھر فرماتے کہ میں ہر مومن کا دوست ہوں اس کی جان سے زیادہ پھر جو مومن مر کر مال چھوڑ جائے وہ اس کے گھر والوں کا ہے اور جو قرض یا بچے چھوڑے ان کی پرورش میری طرف ہے اور ان کا خرچ مجھ پر ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ اول آداب خطبہ پڑھنے والے کے کہ آواز بلند رکھے۔ بندگان الٰہی کو ڈرائے۔ دوسرے قرب قیامت۔ تیسرے اما بعد کا لفظ کہ خطبوں میں کہنا مسنون ہے۔ چوتھے بدعت کی برائی۔ پانچویں تقسیم بدعت کا باطل ہونا۔ چھٹے محدثات یعنی نئے کاموں کی برائی خواہ عبادت میں ہو یا عادات میں۔ ساتویں آنحضرت ﷺ کی شفقت مومنوں پر جو ہزاروں ماں باپ سے بڑھ کر ہے۔ آٹھویں یہ کہ ابتدائے اسلام میں آپ کی عادت تھی کہ جو مرے اور قرضہ چھوڑ جائے اور کچھ مال اس کے موافق نہ چھوڑے تو اس پر آپ ﷺ نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے۔ پھر جب ملک فتح ہوئے تب آپ ﷺ نے یہ حکم دیا جو حدیث میں مذکور ہوا۔

(۲۰۰٦) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: كَانَتْ

جعفر بن محمد اپنے باپ سے اور وہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن نبی ﷺ کا خطبہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر

تبصرہ:۔ مندرجہ بالا احادیث نمبر 2005 سے فرمان رسول ﷺ سے ثابت ہوا کہ سب کاموں سے برے نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے لیکن لوگوں نے اپنی مرضی سے بدعت حسنہ ایجاد کر لیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہر بدعت کو گمراہی قرار دے رہے ہیں۔ دین میں نئے کاموں کو بدعت حسنہ کہنا اس فرمان رسول ﷺ کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں دیکھیے کنز الایمان 4/65 ص 178

محبوبِ ربّ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے یومِ ولادت باسعادت پر اِظہارِ مسرت کرنا، محافلِ میلاد منعقد کرنا اور جشنِ عید منانا ایک مومن کے لیے سب سے بڑی سعادت ہے، مگر شومیٔ قسمت کہ بعض لوگ اس عظیم سعادت کو خلافِ شریعت عمل قرار دیتے ہیں۔ وہ لوگ اس کے عدمِ جواز پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جشنِ میلاد قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کے عمل سے ثابت نہیں، اس کا آغاز بعد کے اَدوار میں ہوا ہے۔ نیز یہ کہ حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وِصال مبارک کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جشنِ میلاد کیوں نہ منایا؟ زیرِ نظر باب میں ہم اُس دور کے معروضی حالات کی روشنی میں اِس کے اَسباب کی توضیح بیان کریں گے۔

ا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے حضور ﷺ کا سانحۂ اِرتحال اِنتہائی غم اَنگیز تھا

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ولادتِ باسعادت مسلمانانِ عالم کے لیے دنیا کی تمام خوشیوں اور مسرتوں سے بڑھ کر ہے۔ قرنِ اَوّل کے مسلمانوں کے لیے بالعموم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بالخصوص اِس دنیائے آب و گِل میں حضور ﷺ کی تشریف آوری سے بڑی اہم خبر اور کیا ہوسکتی تھی! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور ﷺ کے عاشق اور جاں نثار تھے ان سے بڑھ کر اس نعمتِ عظمیٰ کا قدردان اور کون ہوسکتا تھا! اس پر اِظہارِ فرحت و مسرت جس طرح وہ کر سکتے تھے آج کے دور کے مسلمان اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اگر انہوں نے آپ ﷺ کا یومِ ولادت تزک و اِحتشام سے نہیں منایا تو اس کی ایک خاص وجہ تھی۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ کا یومِ ولادت آپ ﷺ کے وصال کا دن بھی تھا، سرکارِ دوجہاں ﷺ اپنے خالقِ حقیقی

سے جا ملے تو صحابہ کرام ﷡ پر غم و آلام کا ایک کوہِ گراں ٹوٹ گیا، اس لیے جب ان کی زندگی میں بارہ ربیع الاول کا دن آتا تو وصال کے صدمے تلے ولادت کی خوشی دب جاتی اور جدائی کا غم از سرِ نو تازہ ہو جاتا۔ آقائے دوجہاں ﷺ کی زندگی کی یادوں کے جلو میں بارہ ربیع الاول کا دن آتا تو خوشی و غم کی کیفیتیں مل جاتیں اور صحابہ کرام ﷡ وصالِ محبوب ﷺ کو یاد کر کے صدمہ زدہ دلوں کے ساتھ خوشی کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔ سو وہ ولادت کی خوشی میں جشن مناتے نہ وصال کے غم میں افسردہ ہوتے۔

اِنسانی فطرت لمحاتِ غم میں خوشی کا کھلا اِظہار نہیں کرنے دیتی

روز مرّہ کا مشاہدہ ہے کہ جب کسی گھر میں کسی عزیز کی وفات ہو جائے جب کہ چند دنوں کے بعد اسی گھر میں شادی کی تقریب بھی منعقد ہونے والی ہو تو عام دستور یہی ہے کہ اُس غم کے باعث شادی ملتوی کر دی جاتی ہے۔ اگر شادی کی تقریب ملتوی نہ بھی کی جائے تو نہایت سوگوار ماحول میں سادگی کے ساتھ منعقد ہوتی ہے۔ لیکن اسی گھر میں اگر اس سوگوار واقعہ کے پانچ، دس سال بعد شادی ہو تو بالعموم یہی دیکھا گیا ہے کہ شادی کا اہتمام رسم و رواج کے مطابق دھوم دھام سے کیا جاتا ہے اور اس موقع پر کوئی یہ نہیں کہتا کہ چند سال پہلے ان کا والد فوت ہوا تھا اب وہ دھوم دھام سے شادی کی خوشیاں منا رہے ہیں۔ کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی فطرت کے مطابق ایک عرصہ تک غم و اندوہ کا پہلو صبر و ضبط پر غالب رہتا ہے اور جوں جوں زمانہ بیت جاتا ہے صدمے کا اثر زائل ہو جاتا ہے جس کے باعث حالات معمول پر آتے ہی زندگی پرانی ڈگر پر رواں دواں ہو جاتی ہے۔

۲۔ کیفیاتِ غم کی شدت قرونِ اُولیٰ میں جشن منانے میں مانع تھی

بشری تقاضوں کے مطابق قرنِ اوّل میں صحابہ کرام ﷡ پر بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی جدائی کے غم کا پہلو زیادہ اثر آفریں تھا۔ ولادت اور وفات کا دن ایک ہونے

''حضور نبی اکرم ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز میری بعثت ہوئی اور اسی روز میرے اوپر قرآن نازل کیا گیا۔''

پیر کے دن کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کا دن ہے۔ بنا بریں یہ دن شرعی طور پر خصوصی اُہمیت و فضیلت اور معنویت کا حامل ہے۔ حضور ﷺ خود روزہ رکھ کر اس دن اظہارِ تشکر فرماتے۔ آپ ﷺ کا یہ عمل امت کے لیے اِظہارِ مسرت کی سنت کا درجہ رکھتا ہے۔ آج بھی حرمین شریفین میں بالخصوص اور دنیا بھر میں بالعموم اہلِ محبت و تصوف پیر کے دن روزہ رکھنے کی سنت پر باقاعدگی سے عمل کرتے ہیں۔

اِسلام میں ولادت کے دن کو خاص اُہمیت حاصل ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں یومِ ولادت کا کوئی تصور نہیں، اُنہیں علم شریعت سے صحیح آگہی نہیں۔ حضور ﷺ کا یہ فرمان - کہ ''یہ میری ولادت کا دن ہے'' - اِسلام میں یوم ولادت کے تصور کی نشان دہی کرتا ہے۔ قرآنِ حکیم انبیاء علیہم السلام کے ایامِ میلاد بیان کرتا ہے۔ اِس کی تفصیل گزشتہ اَبواب میں بیان ہوچکی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے پیغمبر کے یوم ولادت کی کیا قدر و منزلت ہے۔ اگر اِس تناظر میں دیکھا جائے تو یومِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا مقام و مرتبہ سب سے اَرفع و اَعلیٰ ہے۔ یہ دن منانے کے مختلف طریقے ہیں جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ جیسے مذکورہ بالا حدیث سے عبادات کی ایک قسم روزہ رکھنا ثابت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسول ﷺ کی رضا کے حصول کے لیے صدقہ و خیرات کرنا، کھانا کھلانا، شکر بجا لانا اور خوشی منانا میلاد منانے کی مختلف صورتیں ہیں۔ ہم گزشتہ باب میں شکر بجا لانے کی مختلف صورتوں کے ذیل میں اس پر بحث کر چکے ہیں۔

مقدمہ فتاوےٰ ہندیہ ۳۴

ثبوت حاضر ہے

اور بیان کی چیزوں سے انتفاع کی ضروری اجازت ہوئی اور آدمیوں مین خواہش نفس ہر طرح کے انتفاع کی طرف راغب کرنے والی موجود ہے حالانکہ ہر چیز کے عجائب آثار سے ایسے اثر کو متمیز کرنا مشکل ہوا جو راہ آخرت و مرضی الٰہی سے برگشتہ و خلاف ہو تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایک راہ مقرر فرمائی جسپر مستقیم ہو کر مضرت سے امان ہے اور میری مراد مضرت سے یہ ہے کہ دنیاوی حیات و حاجات با وجود راہ آخرت سے موڑکر غضب الٰہی مین لاوے ورنہ بہت چیزین ایسی طرح اپنا اثر دکھلاتی ہین کہ ظاہر مین آدمی انکو اپنی خواہش مین بہت پسند کرتا ہے لیکن ملک آخرت سے نادان ہو کر تمیز نہین کر سکتا حالانکہ اسکی پسند نادانی ہے جو اسکو سخت مضر ہے پس اس راہ کو اپنے انبیاء و رسل صلوات اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی وساطت سے خلق کو تعلیم فرمایا اور اس خاص طریقہ مین نہایت بلیغ حکمت ہے جسکا بیان بیان کی گنجائش نہین رکھتا چنانچہ آخر عہد مین خاتم المرسلین سیدنا و مولانا محمد صلوات اللہ تعالےٰ علیہ و علےٰ آلہ و اصحابہ اجمعین کی بعثت عامہ سے جو آپ کا خاصہ ہے تمام سب مخلوق پر متعین کر دیا جسکا اصلی نتیجہ یہی ہے کہ اس فنا گاہ سے نکلکر اصلی قرارگاہ آخرت مین ایسی نعمتوں و اوصاف کے ساتھ متمکن ہوں جو انکے خیالات و اوہام سے باہر ہین اور علم اسکا علم قلبی ہے اور اسیواسطے اس امت کے فقہاء و علماء جو ریاضی فلسفہ وغیرہ مین کامل ماہر تھے قطعاً متفق ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی فرد افضل نہین ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ یہ سب رضی اللہ عنہم ان فنون رسمی سے ماہر نہ تھے بلکہ علم الآخرۃ مین البتہ کامل و مکمل تھے اور یہ علم اسیطرح حاصل ہوتا ہے کہ ظاہری شریعت پر عامل رہے یعنے دنیاوی زندگانی مین افعال و اعمال کو اسی طریقہ پر رکھے جو ذریعۂ رسالت سے تعلیم ہوا اور ایسے آثار کی طرف قدم نہ بڑھائے جو اسکو مضر ہین اور انکے علاوہ جو خاصہ بندگی و اطاعت ہے اسمین قائم رہے پس اہل ایمان نے اس طریقہ کو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطے سے حاصل کیا اور وہی طبقہ تابعین رضی اللہ عنہم کا ہے اور انھین دو طبقہ کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہتر ہونے کی خبر فرمائی ہے پھر انکے بعد جو طبقہ آیا اسمین اختلاط نیک و بد شروع ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ نفس کی خواہش طرح طرح کی اور افعال کے طریقے عجیب عجیب پیدا ہوتے ہین تو ضرور ہوا کہ حکمت بالغہ الٰہیہ مین جب بحکم قولہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ تمام دین پورا ہو چکا ہے نیز در قرآن پاک و حدیث شریف مین سب موجود ہوا و رنیشات سے لیکن ظہور اسکا بطور عقل ممکن ہے حالانکہ نور عقل پر خواہش نفس کا غبار چھا یا جیسا کہ حدیث صحیح مین متاخر زمانے کے لیئے آیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے ایسے کر دیئے جو ہر زمانہ مین ہر طرح کے افعال کو نور عقل سے صراط المستقیم کے احاطہ سے باہر ہونے دینے کے لیے مقید کرتے بلکہ اسکے لیئے پابندان حواس کو قاعدہ بتلا دیا کہ جس سے مدد پاکر ین کیونکہ قاعدہ کو حواس سے مناسبت اور اگلی امتوں مین بعض عہد مین کثرت سے انبیاء ہوتے چنانچہ ہر فرقہ و شہر مین و ہر قوم مین ایک نبی جداگانہ ہوتا جو خفی وحی سے انکو اسکے فعل جدید کا حکم بتلاتا اور اس امت مین یہ مقصود اسی امت کے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ سے

دین اسلام قرآن اور حدیث کی شکل میں مکمل ہو چکا ہے (اسکے بعد کسی چیز کی ضرورت و اہمیت نہیں کہ اس کو دین قرار دیا جا سکے) (فقہ حنفی کی گواہی بحوالہ دیکھئے عکس مقدمہ فتاویٰ ھندیہ ص ۳۴)

ثبوت حاضر ہے

... جیسا کہ پیدا ہونا ظاہر ہے تو حکم ملزم ہوگا لہذا حکم ملزم کا حل کچھ ہوا اور قولہ علیہ السلام
بشقیم الحسن بحجۃ الحدیث سے متوافق عدم تعاذ قضا ہی اور بقول لیکن ابن ہمام درایت سے بمع روایت متوافق ہوا اس سے
عدول روا نہیں ہے پس ظاہر الجمع مانع وہی قول ہے جو تصحیح القدوری میں مذکور ہے دفی شرح الاشباہ لبیری زادہ رد
نقلا من شرح الہدایہ لابن الشحنۃ واجب کوئی حدیث صحیح ہو جائے اور مذہب کے خلاف ہو تو اس حدیث پر عمل کیا
جائیگا اور یہی مذہب قرار دیا جائیگا اور اسپر عمل کرنے سے حنفی مذہب ہونے سے مقلد مذکور باہر نہیں ہو جائیگا کیونکہ
امام اعظم رحمہ اللہ سے صحیح روایت آئی ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے قال المترجم ایسا
ہی بعض ائمہ شافعیہ نے کہا کہ الصلوۃ الوسطی بقول شافعی نماز صبح ہے اور حدیث مسلم میں نماز عصر ثابت ہوئی تو گویا
کہ شافعی کا قول یہی مذہب ہوا اور علماء اہل دیانت بلا تعصب کے اپنے اپنے اماموں سے ایسا ہی روایت کرتے
ہیں کہ یہ چاروں مذاہب تو درحقیقت ایک ہی ہیں کیونکہ سب ہی سنت و حدیث کیطرف مستند ہیں اور جن
لوگوں نے باہم جدائی و تفریق کرکے تعصب کو راہ دی اور اتفاق باہمی جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھا جسپر اللہ
تعالی جل شانہ نے اپنے حبیب رسول سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان رکھا تھا اسکو برباد کیا تو میں نہیں جانتا سوائے
اسکے کہ سخت گنہگار ہیں جنہوں نے اہل السنۃ والجماعت میں تفرقہ ڈالا اور ایسی باتیں پیدا کیں جس سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضی ظاہر ہے اور کثرت سے احادیث دلالت کرتی ہیں کہ آپس میں اتحاد و اتفاق ضروری ہے
اور عمل کی صورت میں اختلاف ہونا کچھ بھی مضر نہ تھا دیکھو صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین باہم اعمال کو
بصورتہائے مختلفہ بہ نیت خالصہ ثواب الہی ادا کرتے اور کسیکو دوسرے کیطرف خیال بھی نہ ہوتا جیسا کہ کیا ذکر ہے
پھر مترجم کہتا ہے کہ اس مقام پر ایک بات ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ بعض مسائل ایسے ہیں جنمیں احادیث صحیحہ کئی وارد ہیں اور
بنظر فہم والے آدمی کو یہ نظر آتا ہے کہ ان سے مختلف احکام نکلتے ہیں حالانکہ جب علم والا انمیں نظر صحیح کو دخل دیکر اجتہاد و
کوشش کرتا ہے تو سب میں اختلاف نہیں رہتا ایک حکم نکلتا ہے لیکن دوسرا عالم ذوالانمیں دوسرے طریقہ سے فکر کرتا ہے
تو سب میں اتفاق ہو کر دوسرا حکم نکلتا ہے مگر دونوں طریقے فکر کے علمی ملاحظہ ہیں اس بنا پر کہ مثلا آیت جو قطعی ہوتی ہے اس کو
حدیث احاد سے تخصیص کر سکتے ہیں یا نہیں پس ایک مجتہد کے نزدیک کر سکتے ہیں اور دوسرے کے نزدیک نہیں اور
دونوں کے دلائل اپنے اپنے مقام پر مذکور ہیں ایسی صورت میں توفیق احادیث کے راہ میں تفاوت ہوگا اور ایسے ہی
عمل کی صورت میں تفاوت نکلیگا مگر جب معنی کو دیکھو کہ حق تعالی عزوجل نے ہر مجتہد کے فعل پر اپنے فضل سے ثواب
عطا فرمایا ہے تو دونوں ایک ہیں اور ان پر اعمال جو ہر طرح خلوص نیت سے ثمرہ ثواب دیتے ہیں جب ہی مستقیم ہیں کہ
ایمانی نیت صحیح ہو اور وہ جب ہی ہے کہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق حضرات صحابہ
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے متواضع ہو اور یہی لوگ اہل السنۃ والجماعۃ ہیں فافہم واستقم اور فاضل لکھنوی نے
توفیق اعیان ملا علی قاری سے نقل کیا کہ قاری نے لکھا کہ کیدانی نے اپنے رسالہ خلاصہ میں عجیب بات لکھی کہ نماز کے
اندر جو افعال حرام ہیں انمیں سے دسواں فعل تحیات کے آخر میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا جیسے اہل حدیث کا عمل ہے

دین قرآن و حدیث کی شکل میں مکمل ہو چکا ہے اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا: جو کوئی صحیح حدیث (میرے قول) کے مقابلے میں آ جائے یعنی میرے موقف کے مخالف ہو تو وہی حدیث میرا مذہب ہے۔ لہذا ایسے موقع پر حدیث پر عمل کرو اور میرے فیصلے و قول کو چھوڑ دو۔

إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ

آخر مجھی (میرے) تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا

لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

تجھے علم نہیں ۲۱ تو ان کا کہنا نہ مان ۲۲ اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے ۲۳

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا

اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا ۲۴ پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ

تم کرتے تھے ۲۵ اے میرے بیٹے! برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو پھر وہ پتھر

فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ

کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو ۲۶ اللہ اسے لے آئے گا ۲۷

إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ

بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے ۲۸ اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ

اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے ۲۹ اس پر صبر کر! بے شک یہ ہمت کے

الْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ

کام ہیں ۳۰ اور کسی سے بات کرنے میں ۳۱ اپنا رخسارہ کج نہ کر ۳۲ اور زمین میں اتراتا نہ

۲۱ یعنی علم سے تو کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتے کیونکہ میرا شریک محال ہے ہو ہی نہیں سکتا اب جو کوئی بھی کہے گا تو بے علمی ہی سے کسی چیز کے شریک ٹھہرانے کو کہے گا ایسا اگر ماں باپ بھی کہیں۔ ۲۲ نخعی نے کہا کہ والدین کی اطاعت واجب ہے لیکن اگر وہ شرک کا حکم کریں تو ان کی اطاعت نہ کر کیونکہ خالق کی نافرمانی کرنے میں کسی مخلوق کی اطاعت روا نہیں۔ ۲۳ حسن اخلاق اور حسن سلوک اور احسان و تحمل کے ساتھ۔ ۲۴ یعنی نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی راہ اسی کو مذہب اہل سنت و جماعت کہتے ہیں۔ ۲۵ تمہارے اعمال کی جزا دے کر وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ سے یہاں تک جو مضمون ہے یہ حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ السلام کا نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالیٰ کے شکر نعمت کا حکم دیا تھا اور شرک کی ممانعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے والدین کی اطاعت اور اس کا محل ارشاد فرمایا اس کے بعد پھر لقمان علی نبینا وعلیہ السلام کا مقولہ ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند سے فرمایا۔ ۲۶ کیسی ہی پوشیدہ جگہ ہو اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتی۔ ۲۷ روز قیامت اور اس کا حساب فرمائے گا۔ ۲۸ یعنی ہر صغیرہ و کبیرہ اس کے احاطۂ علمی میں ہے۔ ۲۹ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے۔ ۳۰ ان کا کرنا لازم ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور صبر بر ایذا ایسی طاعتیں ہیں جن کا تمام امتوں میں حکم تھا۔ ۳۱ براہ تکبر۔ ۳۲ یعنی جب آدمی بات کریں تو انہیں حقیر جان کر ان کی طرف سے رخ پھیرنا جیسا کہ متکبرین کا طریقہ ہے اختیار نہ کرنا غنی و فقیر سب کے ساتھ تواضع پیش آنا۔

يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا

يَتَسَاءَلُونَ	قَالُوا	إِنَّا كُنَّا	قَبْلُ	فِي أَهْلِنَا	مُشْفِقِينَ	فَمَنَّ اللَّهُ	عَلَيْنَا	وَوَقَانَا
آپس میں پوچھتے ہوئے	وہ کہیں گے	بیشک ہم تھے	پہلے	اپنے اہل خانہ میں	ڈرتے تھے	تو احسان کیا اللہ نے	ہم پر	اور ہمیں بچا لیا

۱ آپس میں پوچھتے ہوئے۔ وہ کہیں گے بیشک ہم اس سے پہلے اپنے اہل خانہ میں ڈرتے تھے۔ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں بچا لیا

۴۹ عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾

۳

عَذَابَ	السَّمُومِ	إِنَّا كُنَّا	مِنْ قَبْلُ	نَدْعُوهُ	إِنَّهُ	هُوَ	الْبَرُّ	الرَّحِيمُ
عذاب	گرم ہوا (لُو)	بیشک ہم تھے	اس سے قبل	ہم اس کو پکارتے	بیشک وہ	وہی	احسان کرنے والا	رحم کرنے والا

لُو کے عذاب سے۔ بیشک اس سے قبل ہم اس کو پکارتے تھے، بے شک وہی احسان کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ

فَذَكِّرْ	فَمَا أَنْتَ	بِنِعْمَتِ	رَبِّكَ	بِكَاهِنٍ	وَلَا	مَجْنُونٍ	أَمْ	يَقُولُونَ	شَاعِرٌ
پس آپ نصیحت کرتے رہیں	تو آپ نہیں	فضل سے	اپنا رب	کاہن	اور نہ	دیوانہ	کیا	وہ کہتے ہیں	شاعر

پس آپ نصیحت کرتے رہیں پس آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں، نہ دیوانے۔ کیا وہ کہتے ہیں یہ شاعر ہے،

نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾

نَتَرَبَّصُ	بِهِ	رَيْبَ	الْمَنُونِ	قُلْ	تَرَبَّصُوا	فَإِنِّي	مَعَكُمْ	مِنَ	الْمُتَرَبِّصِينَ
ہم منتظر ہیں	اس کے ساتھ	حوادث	زمانہ	فرمادیں	تم انتظار کرو	بیشک میں	تمہارے ساتھ	سے	انتظار کرنے والے

ہم اس کے ساتھ حوادث زمانہ کے منتظر ہیں۔ آپ فرمادیں تم انتظار کرو، بیشک میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَلْ

أَمْ تَأْمُرُهُمْ	أَحْلَامُهُمْ	بِهَٰذَا	أَمْ هُمْ	قَوْمٌ طَاغُونَ	أَمْ يَقُولُونَ	تَقَوَّلَهُ	بَلْ
کیا حکم دیتی (سکھاتی) ہیں انہیں	ان کی عقلیں	یہی	یا وہ	سرکش لوگ	کیا وہ کہتے ہیں؟	انہوں نے اسے گھڑ لیا ہے	بلکہ

کیا ان کی عقلیں انہیں یہی سکھاتی ہیں؟ یا وہ سرکش لوگ ہیں۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے (قرآن کو) گھڑ لیا ہے (نہیں) بلکہ

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ

لَا يُؤْمِنُونَ	فَلْيَأْتُوا	بِحَدِيثٍ	مِثْلِهِ	إِنْ كَانُوا	صَادِقِينَ	أَمْ خُلِقُوا	مِنْ
وہ ایمان نہیں لاتے	تو چاہیے کہ وہ لے آئیں	ایک بات	اس جیسی	اگر وہ ہیں	سچے	کیا وہ پیدا کئے گئے ہیں	سے

وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو چاہیے اگر وہ اس جیسی ایک بات لے آئیں اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ پیدا کئے گئے ہیں

جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٩﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ

وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے ۲۷ اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے جب کافر تم پر آئے

مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے ۲۸ اور جب کہ ٹھٹھک کر رہ گئیں نگاہیں ۲۹ اور دل

الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ

گلوں کے پاس آگئے ۳۰ اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے امید و یاس کے ۳۱ وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی

الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿١١﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

جانچ ہوئی ۳۲ اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے اور جب کہنے لگے منافق

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿١٢﴾ وَ

اور جن کے دلوں میں روگ تھا ۳۳ ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا ۳۴

اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ

اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا ۳۵ اے مدینہ والو ۳۶ یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں ۳۷

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا مغ

تم گھروں کو واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ ۳۸ نبی سے اذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ

هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ

بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف

بقیہ صفحہ ۷۵۳ = سب سے زیادہ اولیٰ ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قرأت میں مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے بعد وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ بھی ہے مجاہد نے کہا کہ تمام انبیاء اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں (۱۵) تعظیم و حرمت میں اور نکاح کے ہمیشہ کے لئے حرام ہونے میں اور اس کے علاوہ دوسرے احکام میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں خالہ نہ کہا جائے گا (۱۶) اور ترکہ میں (۱۷) مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ اولی الارحام ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں کوئی اجنبی دینی برادری کے ذریعہ سے وارث نہیں ہوتا (۱۸) اس طرح کہ جس کے لئے چاہو کچھ وصیت کرو تو وصیت ثلث مال کے قدر میں وراثت پر مقدم کی جائے گی خلاصہ یہ ہے کہ اول مال ذوی الفروض کو دیا جائے گا پھر عصبات کو پھر نسبی ذوی الفروض پر رد کیا جائے گا پھر ذوی الارحام کو دیا جائے گا پھر مولی الموالاۃ کو (تفسیر احمدی) (۱۹) یعنی لوح محفوظ میں (۲۰) رسالت کی تبلیغ اور دین حق کی دعوت دینے کا (۲۱) خصوصیت کے ساتھ مسئلہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر دوسرے انبیاء پر مقدم کرنا ان سب پر آپ کی فضیلت کے اظہار کے لئے ہے (۲۲) یعنی انبیاء سے یا ان کے تصدیق کرنے والوں سے (۲۳) یعنی جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اور انہیں تبلیغ کی وہ دریافت فرمائے یا مومنین سے ان کی تصدیق کا سوال کرے یا یہ معنی ہیں کہ انبیاء کو جو ان کی امتوں نے جواب دیئے وہ دریافت فرمائے اور اس سوال سے مقصود کفار کی تذلیل و تبکیت ہے (۲۴) جو اس نے جنگ احزاب کے دن فرمایا جس کو غزوۂ خندق کہتے ہیں جو جنگ احد سے ایک سال بعد تھا جبکہ مسلمانوں کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ میں محاصرہ کر لیا گیا تھا (۲۵) قریش اور غطفان اور یہود قریظہ و نضیر کے (۲۶) یعنی ملائکہ کے لشکر غزوۂ احزاب کا مختصر بیان یہ غزوہ شوال ۴ یا ۵ ہجری میں پیش آیا جب یہود بنی نضیر کو جلا وطن کیا گیا تو ان کے اکابر مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس پہنچے اور انہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ مسلمان نیست و نابود ہو جائیں ابو سفیان نے اس تحریک کی بہت قدر کی اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عداوت میں ہمارا ساتھ دے پھر قریش نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو بتاؤ تو ہم حق پر ہیں یا محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾
لے آئیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے ف۲۹ اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی
وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ
اور بے شک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ
عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ﴿١٥﴾ قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ
کا وعدہ پوچھا جائے گا ف۳۰ تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا
الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَن ذَا
قتل سے بھاگو ف۳۱ اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیے جاؤ گے مگر تھوڑی ف۳۲ تم فرماؤ وہ کون ہے
الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ
جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا برا چاہے ف۳۳ یا تم پر مہر (رحم) فرمانا چاہے ف۳۴
وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ
اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے نہ مددگار بے شک
اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا
اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ ف۳۵ اور
يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ
لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے ف۳۶ تمہاری مدد میں کمی کرتے (کمی کرتے) ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے

بقیہ صفحہ ۷۵۴ = یہود نے کہا تمہیں حق پر ہو اس پر قریش خوش ہوئے اسی پر آیت آخر تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یؤمنون بالجبت والطاغوت نازل ہوئی پھر یہودی قبائل غطفان و قیس و عیلان وغیرہ میں گئے وہاں بھی یہی تحریک کی وہ سب ان کے موافق ہو گئے اس طرح انہوں نے جابجا دورے کئے اور عرب کے قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کر لیا جب سب لوگ تیار ہو گئے تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفار کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع دی یہ اطلاع پاتے ہی حضور نے بمشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کھدوانی شروع کر دی اس خندق میں مسلمانوں کے ساتھ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی کام کیا مسلمان خندق تیار کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ مشرکین بارہ ہزار کا لشکر گراں لے کر ان پر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا خندق مسلمانوں کے اور ان کے درمیان حائل تھی اس کو دیکھ کر متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ ایسی تدبیر ہے جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے اب انہوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کی اور اس محاصرہ کو پندرہ روز یا چوبیس روز گزرے مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ان پر تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اور اندھیری رات میں اس ہوا نے ان کے خیمے گرا دیے طنابیں توڑ دیں کھونٹے اکھاڑ دیے ہانڈیاں الٹ دیں آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیے جنہوں نے کفار کو لرزا دیا ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں ملائکہ نے قتال نہیں کیا پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حذیفہ بن یمان کو خبر لینے کے لئے بھیجا وقت نہایت سرد تھا یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دست مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی اثر نہ کر سکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے وہاں تیز ہوا چل رہی تھی اور سنگریزے اڑ اڑ کر لوگوں کے لگ رہے تھے آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی عجب پریشانی کا عالم تھا لشکر کفار کے سردار ابو سفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کیا حضرت حذیفہ نے دانائی سے اپنے داہنے شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں اس کے بعد ابو سفیان نے کہا اے گروہ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے

ف۵۹ یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بد دینوں اور بدمذہبوں اور خدا و رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مودت و اختلاط جائز نہیں ف۶۰ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے جنگ احد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز بدر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو مبارزت کے لئے طلب کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روز بدر قتل کیا اور حضرت علی بن ابی طالب و حمزہ و ابوعبیدہ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔

ف۶۱ اس روح سے یا اللہ کی مدد مراد ہے یا ایمان یا قرآن یا جبریل یا رحمت الٰہی یا نور۔

ف۶۲ بسبب ان کے ایمان و اخلاص و طاعت کے۔

ف۶۳ اس کے رحمت و کرم سے۔

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ
جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ
اور اس کے رسول سے مخالفت کی ف۵۹ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا
اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
بھائی یا کنبے والے ہوں ف۶۰ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان
الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ
نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی ف۶۱ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ
جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی ف۶۲
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ
اور وہ اللہ سے راضی ف۶۳ یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے
حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾
اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
سورہ حشر مدنی ہے اس میں چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت
الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ
حکمت والا ہے ف۲ وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ف۳ ان کے

ف۱ سورۂ حشر مدنیہ ہے اس میں تین رکوع چوبیس آیتیں چار سو پینتالیس کلمے ایک ہزار نو سو تیرہ حرف ہیں۔

ف۲ شانِ نزول یہ سورت بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ یہودی تھے جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کی کہ نہ آپ کے ساتھ ہو کر کسی سے لڑیں نہ آپ سے جنگ کریں جب جنگِ بدر میں اسلام کی فتح ہوئی تو بنی نضیر نے کہا یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت توریت میں ہے پھر جب احد میں مسلمانوں کو ہزیمت کی صورت پیش آئی تو یہ شک میں پڑے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے نیازمندوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا اور جو معاہدہ کیا تھا وہ توڑ دیا اور ان کا ایک سردار کعب بن اشرف یہودی چالیس یہودی سواروں کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ پہنچا اور کعبہ معظمہ کے پردے تھام کر قریش کے سرداروں سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف معاہدہ کیا اللہ تعالیٰ کے علم دینے سے حضور اس حال پر مطلع تھے اور بنی نضیر سے ایک خیانت اور بھی واقع ہو چکی تھی کہ انہوں نے قلعہ کے اوپر سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بارادۂ فاسد ایک پتھر گرایا تھا اللہ تعالیٰ نے حضور کو خبردار کر دیا اور بفضلہ تعالیٰ حضور محفوظ رہے غرض جب یہود بنی نضیر نے خیانت کی اور عہد شکنی کی اور کفار قریش سے حضور کے خلاف عہد کیا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ انصاری کو حکم دیا اور انہوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا پھر حضور مع لشکر کے بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ اکیس روز رہا اس درمیان میں منافقین نے یہود سے ہمدردی و موافقت کے بہت معاہدے کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ناکام کیا یہود کے دلوں میں رعب ڈالا آخر کار انہیں حضور کے حکم سے جلاوطن ہونا پڑا اور وہ شام و اریحا و خیبر کی طرف چلے گئے ف۳ یعنی یہود بنی نضیر کو۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا
اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے
مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَ
دی ہے جیتی دنیا کی تازگی ف۲۰۳ کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں ف۲۰۴ و
رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿۱۳۱﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ
اور تیرے رب کا رزق ف۲۰۵ سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے
وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ
اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ف۲۰۶ ہم تجھے روزی دیں گے ف۲۰۷
وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ
اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لئے اور کافر بولے یہ ف۲۰۸ اپنے رب کے پاس سے کوئی
مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ
نشانی کیوں نہیں لاتے ف۲۰۹ اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں
الْأُولَىٰ ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ
میں ہے ف۲۱۰ اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ف۲۱۱
لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ
ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری
آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ
آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل و رسوا ہوتے تم فرماؤ سب
مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ
راہ دیکھ رہے ہیں ف۲۱۲ تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے ف۲۱۳ کہ کون ہیں
الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿۱۳۵﴾
سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی

ع ۷ / ۱۷

ف۲۰۳ یعنی اصناف و اقسام کفار یہود و نصاریٰ وغیرہ کو جو دنیوی ساز و سامان دیا ہے مومن کو چاہیئے کہ اس کو استحسان و اعجاب کی نظر سے نہ دیکھے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نافرمانوں کے طمطراق نہ دیکھو لیکن یہ دیکھو کہ گناہ اور معصیت کی ذلت کس طرح ان کی گردنوں سے نمودار ہے
ف۲۰۴ اس طرح کہ جتنی ان پر نعمت زیادہ ہو اتنی ہی اُن کی سرکشی اور ان کا طغیان بڑھے اور وہ سزا کے آخرت کے سزاوار ہوں
ف۲۰۵ یعنی جنت اور اسکی نعمتیں
ف۲۰۶ اور اسکا مکلف نہیں کرتے کہ ہماری خلق کو روزی دے یا اپنے نفس اور اپنے اہل کی روزی کا ذمہ دار ہو بلکہ
ف۲۰۷ اور انہیں بھی تو روزی کے غم میں نہ پڑ اپنے دل کو امر آخرت کے لئے فارغ رکھ کہ جو اللہ کے کام میں ہوتا ہے اللہ اس کی کارسازی کرتا ہے۔
ف۲۰۸ یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
ف۲۰۹ جو اُنکی صحت نبوت پر دلالت کرے باوجودیکہ آیات کثیرہ آچکی تھیں اور معجزات کا متواتر ظہور ہو رہا تھا پھر کفار ان سب سے اندھے بنے اور انہوں نے حضور کی نسبت یہ کہہ دیا کہ آپ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے اسکے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔
ف۲۱۰ یعنی قرآن اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت اور آپ کی نبوت و بعثت کا ذکر یہ کیسے اعظم آیات ہیں ان کے ہوتے ہوئے اور کسی نشانی کی طلب کرنے کا کیا موقع ہے۔
ف۲۱۱ روز قیامت۔
ف۲۱۲ ہم بھی اور تم بھی شان نزول مشرکین نے کہا تھا کہ ہم زمانہ کے حوادث اور انقلاب کا انتظار کرتے ہیں کہ کب مسلمانوں پر آئیں اور ان کا قصہ تمام ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ تم مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا انتظار کر رہے ہو اور مسلمان تمہارے عقوبت و عذاب کا انتظار کر رہے ہیں
ف۲۱۳ جب خدا کا حکم آئے گا اور قیامت قائم ہوگی۔

ف اور ہر طرح کا زور و قوت رکھتے تھے آپ کی امت کے لوگ جو پہلے کفار کی چال چلتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ان کا بھی وہی انجام نہ ہو جو ان کا ہوا کہ ذلت و رسوائی کی عقوبتوں سے ہلاک کیئے گئے۔

الیہ یرد ۲۵ ۷۷۹ الزخرف ۴۳

بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

پکڑ میں سخت تھے ف اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے اور اگر تم ان سے پوچھو ف۸ کہ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِیْزُ

آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے انہیں بنایا اس عزت والے

الْعَلِیْمُ ﴿۹﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ

علم والے نے ف۹ وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لئے

لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ

اس میں راستے کئے کہ تم راہ پاؤ ف۱۰ اور وہ جس نے آسمان سے

السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا كَذٰلِكَ

پانی اتارا ایک اندازے سے ف۱۱ تو ہم نے اس سے ایک مردہ شہر زندہ فرما دیا یونہی تم

تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ

نکالے جاؤ گے ف۱۲ اور جس نے سب جوڑے بنائے ف۱۳ اور تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰی

کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں کہ تم ان کی پیٹھوں

ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ

ٹھیک بیٹھو ف۱۴ پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو جب اس پر ٹھیک بیٹھ لو

وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ

اور یوں کہو پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ

مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ

ہمارے بوتے کی نہ تھی اور بیشک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے ف۱۵ اور اس کے لئے

مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ ع

اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا ف۱۶ بیشک آدمی ف۱۷ کھلا ناشکرا ہے ف۱۸

ف۸ یعنی مشرکین سے۔

ف۹ یعنی اقرار کریں گے کہ آسمان و زمین کو اللہ تعالےٰ نے بنایا اور یہ بھی اقرار کریں گے کہ وہ عزت و علم والا ہے باوجود اس اقرار کے بعث کا انکار کیسی انتہا درجہ کی جہالت ہے۔ اسکے بعد اللہ تعالےٰ اپنے اظہار قدرت کے لئے اپنے مصنوعات کا ذکر فرماتا ہے اور اپنے اوصاف و شان کا اظہار کرتا ہے۔

ف۱۰ سفروں میں اپنے منازل و مقاصد کی طرف

ف۱۱ تمہاری حاجتوں کی قدر نہ اتنا کم کہ اس سے تمہاری حاجتیں پوری نہ ہوں نہ اتنا زیادہ کہ قوم نوح کی طرح تمہیں ہلاک کر دے۔

ف۱۲ اپنی قبروں سے زندہ کر کے۔

ف۱۳ یعنی تمام اصناف و انواع کہا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرد ہے ضد اور ند اور زوجیت سے منزہ و پاک ہے اسکے سوا خلق میں جو ہے زوج ہے۔

ف۱۴ خشکی اور تری کے سفر میں۔

ف۱۵ آخر کار مسلم شریف کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے ناقہ پر سوار ہوتے وقت پہلے الحمد للہ پڑھتے پھر سبحان اللہ اور اللہ اکبر یہ سب تین تین بار پھر یہ آیت پڑھتے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۙ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اور اس کے بعد اور دعائیں پڑھتے اور جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کشتی میں سوار ہوتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ف۱۶ یعنی کفار نے اس اقرار کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا خالق ہے یہ ستم کیا کہ ملائکہ کو اللہ تعالےٰ کی بیٹیاں بتایا اور اولاد صاحب اولاد کا جز ہوتی ہے ظالموں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے جز قرار دیا کیسا عظیم جرم ہے۔

ف۱۷ جو ایسی باتوں کا قائل ہے ف۱۸ اس کا کفر ظاہر ہے۔

شامت ہے تو قادیانوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی ان کی بدگوئی صحابہ تک ہے ان کی انبیاء اور سید الانبیاء اور اللہ عزوجل تک۔

عرض: اگر ملازم ہے اور خوشامد میں لگا رہے۔

ارشاد: اتنا برتاؤ رکھو اللہ و رسول کے دشمنوں سے جتنا اپنے دشمنوں سے رکھتے ہو۔

عرض: حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے؟

ارشاد: سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ واکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے گئے انکار فرماتے رہے کہ کیا میں دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی التجا وزاری حد سے گذری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا: مینہ بھیجے یا اپنا سہاگ لیجئے یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امڈیں اور جل تھل بھر دیئے ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے ادھر سے قاضی شہر کی جامع مسجد کو جاتے تھے آئے انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لئے خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر کریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا: اللہ اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور مجھے یہ بیوہ کئے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

عرض: سچے وجد کی کیا پہچان ہے؟

ارشاد: یہ کہ فرائض واجبات میں مخل نہ ہو حضرت سید ابوالحسین احمد نوری پر وجد طاری ہوا تین شبانہ روز گزر گئے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے کسی

ف۲۱۰ کہ اُن کی اطاعت کرکے بُت پرست ہوگئے۔ ف۲۱۱ اور بے عورت اولاد نہیں ہوتی اور زوجہ اسکی شان کے لائق نہیں کیونکہ کوئی شے اسکی مثل نہیں ف۲۱۲ تو جو ہے وہ اسکی مخلوق ہے اور مخلوق قابل اولاد نہیں ہوسکتی تو کسی مخلوق کو اولاد بتانا باطل ہے۔

ف۲۱۳ جس کے صفات مذکور ہوئے اور جس کے یہ صفات ہوں وہی مستحق عبادت ہے
ف۲۱۴ خواہ وہ رزق ہو یا اجل یا عمل۔
ف۲۱۵ مسائل ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب و حدود پر واقف ہونا اسی کو احاطہ کہتے ہیں ادراک کی یہی تفسیر حضرت سعید ابن مسیّب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منقول ہے اور جمہور مفسرین ادراک کی تفسیر احاطہ سے فرماتے ہیں اور احاطہ اسی چیز کا ہوسکتا ہے جس کے حدود و جہات ہوں اللہ تعالٰی کے لئے حد و جہت محال ہے تو اسکا ادراک و احاطہ بھی ناممکن یہی مذہب ہے اہل سنت کا خوارج و معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے ادراک اور رویت میں فرق نہیں کرتے اس لئے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہوگئے کہ انہوں نے دیدار الٰہی کو محال عقلی قرار دے دیا باوجودیکہ نفی رویت نفی علم کو مستلزم ہے ورنہ جیسا کہ باری تعالٰی بخلاف تمام موجودات کے بلا کیفیت و جہت جانا جاسکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جاسکتا ہے کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت و جہت کے دیکھی نہیں جاسکتی تو جانی بھی نہیں جاسکتی راز اسکا یہ ہے کہ رویت و دید کے معنی یہ ہیں کہ بصر کسی شے کو جیسی کہ وہ ہو ویسا جانے تو جو شے جہت والی ہوگی اسکی رویت و دید جہت میں ہوگی اور جس کے لئے جہت نہ ہوگی اسکی دید بے جہت ہوگی۔ دیدار الٰہی آخرت میں اللہ تعالٰی کا دیدار مومنین کے لئے اہل سنت کا عقیدہ اور قرآن و حدیث و اجماع صحابہ و سلف امت کے دلائل کثیرہ سے ثابت ہے قرآن کریم میں فرمایا وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اس سے ثابت ہے کہ مومنین کو روز قیامت ان کے رب کا دیدار میسر ہوگا اسکے علاوہ اور بہت آیات اور صحاح کی کثیر احادیث سے ثابت ہے اگر دیدار الٰہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام دیدار کا سوال نہ فرماتے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ارشاد نہ کرتے اور ان کے جواب میں اِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ نہ فرمایا جاتا ان دلائل سے ثابت ہوگیا کہ آخرت میں مومنین کے لئے دیدار الٰہی شرع میں ثابت ہے اور اسکا انکار گمراہی ف۲۱۶ کہ حجت لازم ہو۔

شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَ
شریک ٹھہرایا جنوں کو ف۲۱۰ حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس کے لئے بیٹے اور
بَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع
بیٹیاں گڑھ لیں جہالت سے پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے
بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ اَنّٰى یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ
بے کسی نمونہ کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں سے ہو
تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍۚ وَهُوَ بِكُلِّ
حالانکہ اس کی عورت نہیں ف۲۱۱ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ف۲۱۲ اور وہ
شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ
سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب ف۲۱۳ اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں
خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ
ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر
وَّكِیْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ٘ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَۚ
نگہبان ہے ف۲۱۴ آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں ف۲۱۵ اور سب آنکھیں اسکے احاطہ میں ہیں
وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىٕرُ مِنْ
اور وہی ہے پورا باطن پورا خبردار تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں
رَّبِّكُمْۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَاؕ
آئیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو
وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ
اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے
وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
ہیں ف۲۱۶ اور اس لئے کہ کافر بول اٹھیں کہ تم تو پڑھے ہو اور اس لئے کہ اسے علم والوں پر واضح کردیں

ع ۱۲ / ۶ / ۱۸

اَجْمَعِيْنَ قَالَ عَاصِمٌ فَاَخْبَرَنِيْ مُوسَى بْنُ اَنَسٍ اَنَّهُ قَالَ اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا۔

بَابُ ۱۲۱۴ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّاْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ وَلَا تَقْفُ . . . مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔

۲۱۵۰- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ اَنْ اَعْطَاكُمُوْهُ اِنْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهٗ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَآءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَاْيِهِمْ فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ فَحَدَّثْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ انْطَلِقْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِيْ مِنْهُ الَّذِيْ حَدَّثْتَنِيْ عَنْهُ فَجِئْتُهٗ فَسَاَلْتُهٗ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِيْ فَاَتَيْتُ عَائِشَةَ فَاَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَمْرٍو۔

۲۱۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ

حدیث بیان کی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے (وہاں رکھے)

باب دین کے مسائل میں اپنے پر عمل کرنے کی مذمت، اسی طرح بے ضرورت قیاس کرنے کی۔

ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن شریح وغیرہ (ابن لہیعہ) نے، انہوں نے ابوالاسود (محمد بن عبدالرحمٰن) سے انہوں نے عروہ سے، انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرو بن العاص حج کے لیئے آتے تھے، ہم سے ملے، میں نے ان سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ (قیامت کے قریب) یہ نہیں کرنے کا کہ علم تم کو دے کر پھر تم سے چھین لے (تمہارے دل سے بھلا دے) بلکہ علم اس طرح اٹھائے گا کہ عالم لوگ مر جائیں گے ان کے ساتھ علم بھی چلا جائے گا۔ اور چند جاہل لوگ رہ جائیں گے، ان سے کوئی مسئلہ پوچھے گا تو اپنی رائے سے بیان کریں گے۔ آپ بھی گمراہ ہوں گے، دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ میں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رض (اپنی خالہ) سے بیان کی، اتنے میں عبداللہ بن عمرو رض پھر حج کو آئے۔ حضرت عائشہ رض نے کہا میرے بھانجے تو ایسا کر، پھر عبداللہ پاس جا اور جو حدیث اس سے سن کر تو نے مجھ سے نقل کی تھی اس کو دوبارہ ان سے سن کر خوب مضبوط کر لے۔ میں ان کے پاس گیا انہوں نے دوبارہ بھی اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا جس طرح پہلی بار بیان کیا تھا میں نے آ کر حضرت عائشہ رض کو خبر کی ان کو تعجب ہوا کہنے لگیں عبداللہ بن عمرو رض نے خدا کی قسم خوب یاد رکھا۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوحمزہ نے خبر دی میں نے اعمش سے سنا، کہا میں نے ابو وائل سے پوچھا تم جنگ صفین میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا، ہاں میں نے سہل بن حنیف صحابی رض سے (اسی جنگ کے وقت سنا) (دوسری سند) امام بخاری نے کہا، اور ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے

مکان ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ پھر مجھے اپنے مکان میں جانے دو۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تمہاری عمر باقی ہے جو تم نے پوری نہیں کی اگر آپ وہ پوری کر لیتے تو اپنے مکان میں آ جاتے۔"

بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ

١٣٨٧ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه فَقَالَ: فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ. وَقَالَ لَهَا: فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ. قَالَ: فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالَتْ: يَوْمُ الْإِثْنَيْنِ. قَالَ: أَرْجُو فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ. فَنَظَرَ إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْهِ كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ، بِهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا، وَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ فَكَفِّنُونِي فِيهِمَا. قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقٌ قَالَ: إِنَّ الْحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ، إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ. فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتَّى أَمْسَى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ. [راجع: ١٢٦٤]

باب: پیر کے دن مرنے کی فضیلت کا بیان

(١٣٨٧) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں (والد ماجد حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کی مرض الموت میں) حاضر ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم لوگوں نے کتنے کپڑوں کا کفن دیا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں کا۔ آپ کو کفن میں قمیص اور عمامہ نہیں دیا گیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ آپ کی وفات کس دن ہوئی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ پیر کے دن۔ پھر پوچھا کہ آج کون سا دن ہے؟ انہوں نے کہا کہ آج پیر کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میں بھی رخصت ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا کپڑا دیکھا جسے مرض کے دوران میں آپ پہن رہے تھے۔ اس کپڑے پر زعفران کا دھبہ لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو اور ملا لینا پھر مجھے کفن انہیں کا دینا۔ میں نے کہا کہ یہ تو پرانا ہے۔ فرمایا کہ زندہ آدمی نئے کا مردے سے زیادہ مستحق ہے، یہ تو پیپ اور خون کی نذر ہو جائے گا۔ پھر منگل کی رات کا کچھ حصہ گزرنے پر آپ کا انتقال ہوا اور صبح ہونے سے پہلے آپ کو دفن کیا گیا۔

بَابُ مَوْتِ الْفَجْأَةِ الْبَغْتَةِ

١٣٨٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَجُلًا، قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ

باب: ناگہانی موت کا بیان

(١٣٨٨) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا مجھے ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے باپ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ نہ کچھ خیرات کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کر

پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بیکار ہو گیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا اور رسول عز جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی وعداوت رکھیں وہ قابل رحم نہیں ہرگز نہیں عوام کی حالت یہ ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابل رحم ہے خواہ خدا و رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبد العزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتی کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتا دے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت قطع کر دیتی ہے ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرح میں رعایت کے خاص احکام ہیں یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہدہ کا سچا۔

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یا اللہ فرمایا: اور دریا میں اتر گئے پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا: جنید یا جنید کہتا چلا آ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں فرمایا: ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔

اللہ اکبر دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکوائی اور خادم سے کہا تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آؤ۔ خادم نے عرض کی حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیونکر پار اتروں گا کشتی وغیرہ کا کوئی سامان نہیں فرمایا: دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اس کے پاس

تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے محض ایک ان کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دینویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اولیاء علماء شہدا کی حیات برزخیہ اگرچہ حیات دینویہ سے افضل واعلیٰ ہے مگر اس پر احکام دینویہ جاری نہیں اور ان کا ترکہ تقسیم ہوگا ان کی ازواج عدت کریں گی اور حیات برزخیہ کا ثبوت تو عوام کے لئے بھی ہے۔ حدیث میں ہے مثل مومن کی اس طائر کی طرح جو قفس میں ہے کہ جب تک وہ قفس میں ہے اس کی اوڑان اسی تک ہے اور جب اس سے آزاد ہوا تو اس کی اڑان کتنی ہوگی بعد مرنے کے سمع بصر ادراک عام لوگوں کا یہاں تک کہ کفار کا زائد ہو جاتا ہے اور یہ تمام اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو خلاف کرے گمراہ ہے کہ جس کسی کی قبر پر آدمی جاتا ہے اگر صاحب قبر اس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچانتا ہے اور اس سے تسلی پاتا ہے اس کی آواز بلکہ اس کی پہچان سنتا ہے اور اگر نہیں پہچانتا تھا تو اتنا ضرور جانتا ہے کہ ایک مسلمان میری قبر پر آیا ہے۔ اگر کسی زندہ شخص کو اتنے من مٹی میں دبا دیا جائے تو اس کے اوپر اگر توپ بھی چھوڑی جائے جب بھی نہ سنے گا تو ثابت ہوا کہ بعد مرنے کے سمع و بصر وادراک بڑھ جاتا ہے۔

عرض: حضور بعض جگہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد: الشیطان ینطق علی لسانہ شیطان اس کی زبان پر بولتا ہے اس کا شیطان اس بچہ کے شیطان سے پوچھ رکھتا ہے وہی بیان کرتا ہے تا کہ لوگ گمراہ ہوں کہ او ہو یہ تو آواگون ہو گیا۔ مسلمان کا ہمزاد مقید کر لیا جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے جب کام

ف بعد موت سمع وبصر وادراک بڑھ جاتا ہے یہ عقیدہ اہل سنت کا اجماعیہ ہے مخالف گمراہ ہے۔

میت کو رکھنا جائز ہے اور اگر لوہے کا صندوق ہو تو بھی کچھ مضائقہ نہیں لیکن اسکے اندر مٹی بچھا دیں اور اوپر کی جانب جو میت سے ملی ہوئی ہے اسپر بھی مٹی لگا دیں اور ہلکی کچی اینٹیں میت کے داہنی اور بائیں طرف رکھدیں تاکہ بمنزلہ لحد کے ہو جاوے پکی اینٹیں لحد میں لگانا اگر میت سے متصل ہوں تو مکروہ ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان میں لکھا ہے پانی کے بہاؤ کے مکانوں میں دفن کرنا مکروہ ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے جو آدمی قبر کے اندر داخل ہو طاق ہوں یا جفت ہوں برابر ہے یہ کافی میں لکھا ہے اور مستحب یہ ہے کہ وہ لوگ قوی اور امین اور صالح ہوں یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے عورت کو قبر میں داخل کرنے کے لیے رشتہ دار محرم اوروں سے اولی ہے یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے اور اسیطرح رشتہ دار غیر محرم اجنبی سے اولی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو اگر اجنبی لوگ اسکو قبر میں رکھیں تو مضائقہ نہیں یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ کوئی عورت قبر میں داخل نہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے میت قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاری جاوے اور یہ اسطرح ہوگا کہ جنازہ قبر سے قبلہ کیطرف رکھا جاوے اور اس میت کو اٹھا کر لحد میں رکھدیں تو اسکو لینے والے لیتے وقت قبلہ رو ہونگے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے قبر میں رکھنے والا بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہے یہ متون میں لکھا ہے قبر میں داہنی کروٹ پر قبلہ رو لٹایا جاوے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور کفن کی گرہ کھول دیا دیں اور اسپر کچی اینٹیں اور نرکل بچھائے جاویں پکی اینٹیں اور لکڑی نہ بچھائی جاویں۔ عورت کی قبر پر پردہ کیا جاوے مرد کی قبر پر نہ کیا جاوے اور اسپر مٹی ڈال دیجاوے یہ متون میں لکھا ہے اور اسمیں مضائقہ نہیں کہ مٹی ہاتھوں سے ڈالیں یا اوزاروں سے ڈالیں یا اور جسطرح ممکن ہو یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے جو مٹی قبر سے نکلی ہے اس سے اور زیادہ بڑھانا مکروہ ہے یہ عینی شرح کنز میں لکھا ہے جو لوگ میت کے دفن میں حاضر ہیں انکے واسطے مستحب ہے کہ وہ سب اپنے دونوں ہاتھوں سے تین تین لپ مٹی قبر میں ڈالیں اور میت کے سر کی طرف سے ڈالیں اور پہلی مرتبہ میں منہا خلقناکم پڑھیں اور دوسری مرتبہ میں وفیہا نعیدکم اور تیسری مرتبہ میں ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ پڑھیں یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے رات کو دفن کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن یہ کام دن میں آسانی سے ہوگا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور قبر کو اونٹ کے کوہان کی صورت ایک بالشت اونچی بنائی جاوے اور چورس نہ کیجاوے اور نہ گچ کیجاوے اور اسپر پانی چھڑک دینے میں مضائقہ نہیں اور قبر پر کوئی عمارت بنانا اور بیٹھنا اور سونا اور اسکو پھلانگنا اور اسپر بول و براز کرنا یا معلوم ہونے کی کوئی علامت مثل کتابت وغیرہ کے بنانا مکروہ ہے یہ تبیین میں لکھا ہے اور جب قبر خراب ہو جاوے تو اسوقت اسکو مٹی سے لیس دینے میں مضائقہ نہیں یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے لیے قبر کھود رکھے تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اجر پاویگا یہ تاتارخانیہ میں ہے کسی شخص نے قبر کھودی تھی اور لوگوں نے اسمیں دوسری میت کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اگر قبرستان وسیع ہے تو مکروہ ہے اور اگر قبرستان تنگ ہے تو جائز ہے لیکن جو پہلے شخص نے خرچ کیا ہے وہ دینا پڑیگا یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ صالحین کے قبرستانوں میں دفن کرنا افضل ہے اور مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن سے فارغ ہوکر قبر کے پاس اسقدر بیٹھیں جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کرکے اسکا گوشت تقسیم کریں اور قرآن پڑھتے رہیں اور میت کے

داخل قبر کردہ شود و وقت نہادن بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ[1] گفتہ شود و روئے
قبر میں اتارا جائے اور قبر میں میت کو رکھتے کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہا جائے اور میت

بسوئے قبلہ کردہ شود و قبر زن پوشیدہ شود و خشت خام[2] یا نے نہادہ خاک انباشتہ[3]
کا منہ قبلہ کی طرف کیا جائے اور عورت کی قبر کو دفنانے کے وقت پردہ کیا جائے اور کچی اینٹ یا بانس قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈالی

شود و قبر مثل کوہانِ شتر کردہ شود و خشتِ پختہ و چونہ و چوب دراں کردن مکروہ است
جائے اور قبر کو اونٹ کی کوہان کے مانند بنایا جائے اور قبر میں پکی اینٹ اور لکڑی رکھنا اور چونا اور گچ قبر پر کرنا مکروہ ہے

مسئلہ۔ آنچہ بر قبور اولیاء عمارتہائے رفیع[4] بنا می کنند و چراغان روشن می کنند و ازیں
مسئلہ اور یہ جو اولیاء کی قبروں پر بلند عمارتیں (قبے وغیرہ) بنایا کرتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں اور جو کچھ

قبیل[5] ہر چہ می کنند حرام است یا مکروہ۔ مسئلہ۔ اگر بدون خواندن نماز جنازہ مردہ
اس قسم کے کام کیا کرتے ہیں یہ سب کام حرام ہیں یا مکروہ مسئلہ اگر نماز جنازہ پڑھے بغیر میت کو

دفن کردہ شد بر قبر نماز جنازہ خواندہ شود تا سہ روز و بعد سہ روز نماز بر قبر جائز نیست
دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی قبر پر تین دن تک جنازہ کی نماز پڑھی جا سکتی ہے اور تین دن کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنا جائز

نزد امام اعظمؒ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد ہفت سال قریب وفات خود بر شہدائے احد
نہیں امام اعظمؒ کے ہاں۔ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سات برس کے بعد اپنی وفات کے قریب شہدائے احد پر

نمازِ جنازہ[6] خواندہ شاید کہ ایں خصوصیت شہداء باشد کہ بدن آنہا منفسخ نمی شود۔
نماز جنازہ پڑھی ہے شاید کہ یہ شہداء ہی کے ساتھ خاص ہو اس لئے کہ ان کا بدن ریزہ ریزہ نہیں ہوتا۔

فصل در شہید کسے کہ از دست اہل حرب[7] یا اہل بغی یا قطاع الطریق کشتہ

فصل ۱۲ شہیدوں کے بیان میں۔ جو شخص کافروں کے ہاتھ سے یا باغیوں کے ہاتھ سے یا ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا

[1] بسم اللہ۔ یعنی ہم اس مردے کو اللہ کے نام کے ساتھ رسول اللہ کی ملت کے سپرد کرتے ہیں۔ [2] خشت خام۔ کچی اینٹ جس کو آگ میں نہ پکایا گیا ہو۔ [3] انباشتہ شود۔ دفن کرنے والوں کو چاہئے کہ ہر آدمی تین لپ بھر کر مٹی دے پہلی بار منہا خلقنکم اور دوسری بار وفیہا نعیدکم اور تیسری بار ومنہا نخرجکم تارۃ اخرٰی پڑھے۔ [4] عمارتہائے رفیع۔ بلند عمارتیں جیسے اس زمانہ کے قبے۔ [5] و ازیں قبیل۔ جیسے چادر یا غلاف یا سائبان۔ سہ روز۔ جب تک مردے کا جسم سڑا گلا نہ ہو۔ بعض علماء دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنے کے قائل ہیں اور اس کی یہ صورت ہے کہ مردہ کو خطاب کر کے پڑھا جائے۔ یا فلان بن فلان اذکر دینك الذی کنت علیہ وقل رضیت ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا۔ [6] نماز جنازہ۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ نماز نہ تھی بلکہ صرف دعا تھی۔ خصوصیت۔ اس شاہدہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض مردے سالوں بعد بھی بعینہٖ اسی حالت میں دیکھے گئے جس حالت میں ان کو دفن کیا تھا اور شہدائے احد کے بارے میں تاریخی ثبوت ہے کہ ان میں سے بعض کے جسموں کو منتقل کرنے کی ضرورت پیش آئی تو ان کے جسم میں کسی قسم کا تغیر نہیں پایا گیا۔ [7] اہل حرب۔ یعنی کفار کا وہ لشکر جو مسلمانوں کے لشکر سے برسر پیکار ہو۔ اہل بغی۔ یعنی وہ مسلمان جو کسی برحق خلیفہ سے برسر پیکار ہوں۔ قطاع الطریق۔ ڈاکو۔

مسئلہ۔ اکثر محققین بر آنند کہ اگر کسے مردہ را ثواب نماز یا روزہ یا صدقہ یا دیگر

مسئلہ اکثر محققین اسی پر ہیں کہ مردہ کو نماز روزہ یا صدقہ یا دوسری

عباداتؒ مالی یا بدنی بہ بخشد می رسد۔ **مسئلہ**۔ سجدہ کردن بسوئے قبور انبیاء و اولیاء

مالی اور بدنی عبادات کا ثواب بخش دیگا تو پہنچ جائیگا۔ مسئلہ۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی قبروں کو

و طواف گرد قبور کردن و دعا از آنہا خواستن و نذر برائے آنہا قبول کردن حرام است

سجدہ کرنا اور ان کے ارد گرد گھومنا اور چکر لگانا (طواف کرنا) اور ان سے مرادیں مانگنا اور ان کے نام کی نذر ماننا (دلیتا) حرام ہے

بلکہ چیز ہا از آں بکفر می رساند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بر آنہا لعنت گفتہ و از آں منع فرمودہ

بلکہ ان چیزوں میں سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ کفر تک پہنچا دیتی ہیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان افعال کے کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے

و گفتہ کہ قبر مرا بتؒ نہ کنند۔

اور ان افعال سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ میری قبر کو بت مت بناؤ (کہ بت پرستوں کی طرح اس کی پوجا پاٹ شروع کر دو۔)

کتاب الزکوٰۃ

رکنؒ دوم از ارکان اسلام زکوٰۃ است چوں بعضے قبائل عرب بعد وفات رسول

اسلام کے ارکان میں سے دوسرا رکن زکوٰۃ ہے جب عرب کے بعض قبیلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اللہ علیہ وسلم خواستند کہ زکوٰۃ نہ دہند ابو بکر صدیق قصد جہاد با آنہا فرمود و بر آں

وسلم کی وفات کے بعد چاہا کہ زکوٰۃ نہ دیں تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کا ارادہ فرمایا اور اس

اجماع منعقد شد منکر وجوب زکوٰۃ کافر است و تارک آں فاسق۔ **مسئلہ**۔ زکوٰۃ

بات پر اجماع منعقد ہوا کہ جو شخص زکوٰۃ کے وجوب کا منکر ہو وہ کافر ہے اور جو ترک کرنیوالا ہو وہ فاسق ہے مسئلہ

واجب است بر ہر مسلم عاقل بالغ کہ مالک نصاب باشد و فارغ باشد آں نصاب

ہر مسلمان عاقل بالغ پر جبکہ وہ نصاب کا مالک ہو اور وہ نصاب اصلی ضرورتوں

از حوائج اصلیہ و فارغ از قرض باشد و بر وے سال تمام گزشتہ باشد۔

اور قرض سے فارغ (بچا ہوا) ہو اور وہ نامی یعنی بڑھنے والا ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے

لہ عبادات مالی۔ جو عبادت مال کے ذریعہ ادا ہو جیسے زکوٰۃ۔ عبادت بدنی۔ جو عبادت بدن کے ذریعہ ادا ہو جیسے نماز۔ طواف۔ چکر لگانا چیز یا مثلاً عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا۔ لہ بت نہ کنند۔ مشرک لوگ بتوں کا چکر کاٹتے ہیں ان پر نذریں چڑھاتے ہیں لہ رکن دوم۔ پہلا رکن نماز ہے۔ قرآن پاک میں بیاسی جگہ نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے۔ نہ دہند۔ کچھ قبائل تو اسلام سے پھر گئے تھے کچھ نے یہ کہا تھا کہ ہم اپنی زکوٰۃ نکال کر خود صرف کر دیا کریں گے خلیفہ کو نہ دیں گے۔ کافر است۔ خواہ نماز پڑھے اور کلمۂ شہادت پڑھے۔ تارک۔ یعنی جو زکوٰۃ کو واجب مانتا ہے اور ادا نہیں کرتا۔ حر۔ آزاد۔ لہٰذا غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ بالغ۔ لہٰذا بچہ پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ نصاب۔ مال کی وہ مقدار جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لہ حوائج اصلیہ۔ اصلی ضرورتیں۔ جیسے کھانا پینا۔ پہننا۔ رہائشی مکان۔ مطالعہ کی کتابیں۔ دستکاروں کے آلات۔ دین۔ یعنی ایسا قرض جس کا مطالبہ کرنے والا کوئی انسان ہو۔ نامی۔ بڑھنے والا خواہ حقیقۃً بڑھتا ہو جیسا کہ حیوانات میں بچوں کی (بقیہ بر صـ۸۳)

میت کو رکھنا جائز ہی اور اگر لوہے کا صندوق ہو تو بھی کچھ مضائقہ نہین لیکن اسکے اندر مٹی بچھا دین اور اوپر کی جانب جو میت سے ملی ہوئی ہی اسپر بھی مٹی لگا دین اور ہلکی کچی اینٹین میت کے داہنی اور بائین طرف رکھدین تاکہ بمنزلہ لحد کے ہوجا دین پکی اینٹین لحد مین لگانا اگر میت سے متصل ہون تو مکروہ ہی یہ فتاویٰ قاضیخان مین لکھا ہی پانی کے بہاؤ کے مکانون مین دفن کرنا مکروہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی جو آدمی قبر کے اندر داخل ہو طاق ہون یا جفت ہون برابر ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ وہ لوگ قوی اور امین اور صالح ہون یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی عورت کو قبر مین داخل کرنے کے لیے رشتہ دار محرم اور مدون سے اولی ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور اسیطرح رشتہ دار غیر محرم اجنبی سے اولی ہی اور اگر وہ بھی نہو تو اگر اجنبی لوگ اسکو قبر مین رکھین تو مضائقہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ کوئی عورت قبر مین داخل نہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی میت قبلہ کی طرف سے قبر مین اُتاری جاوے اور یہ اسطرح ہوگا کہ جنازہ قبر سے قبلہ کیطرف رکھا جاوے اور اس میت کو اُٹھاکر لحد مین رکھدین تو اسکو لینے والے لیتے وقت قبلہ رو ہونگے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی قبر مین رکھنے والا بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہے یہ متون مین لکھا ہی قبر مین داہنی کروٹ پر قبلہ رو لٹایا جاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور کفن کی گرہ کھول دیجا دین اور اسپر کچی اینٹین اور نرکل بچھائے جادین پکی اینٹین اور لکڑی نہ بچھائی جادین۔ عورت کی قبر پر پردہ کیا جاوے مرد کی قبر پر نہ کیا جاوے اور اسپر مٹی ڈال دیجاوے یہ متون مین لکھا ہی اور اسمین مضائقہ نہین کہ مٹی ہاتھون سے ڈالین یا دوارون سے ڈالین یا اور جسطرح ممکن ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی جو مٹی قبر سے نکلی ہے اُس سے اور زیادہ ڈالنا مکروہ ہی یہ عینی شرح کنز مین لکھا ہی جو لوگ میت کے دفن مین حاضر ہین اُنکے واسطے مستحب ہے کہ وہ سب اپنے دونون ہاتھون سے تین تین لپ مٹی قبر مین ڈالین اور میت کے سر کی طرف سے ڈالین اور پہلی مرتبہ مین منہا خلقناکم پڑھین اور دوسری مرتبہ مین وفیہا نعیدکم اور تیسری مرتبہ مین ومنہا نخرجکم تارۃ اخری پڑھین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی رات کو دفن کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن یہ کام دن مین آسانی سے ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور قبر کوہان شتر کی صورت ایک بالشت اونچی بنائی جاوے اور چوکھونٹی نہ کیجاوے اور نہ گچ کیجاوے اور اسپر پانی چھڑک دینے مین مضائقہ نہین اور قبر پر کوئی عمارت بنانا اور بیٹھنا اور سونا اور اسکو پامال کرنا اور اسپر بول و براز کرنا یا معلوم ہونے کی کوئی علامت مثل کتابت وغیرہ کے بنانا مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جب قبر خراب ہو جاوے تو اُسوقت اُسکو مٹی سے لیس دینے مین مضائقہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اگر کوئی شخص اپنے لیے قبر کھود رکھے تو کچھ مضائقہ نہین بلکہ اجر پاویگا یہ تاتارخانیہ مین ہی کسی شخص نے قبر کھودی تھی اور لوگون نے اسمین دوسری میت کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اگر قبرستان وسیع ہی تو مکروہ ہی اور اگر قبرستان تنگ ہے تو جائز ہی لیکن جو پہلے شخص نے خرچ کیا ہی وہ دینا پڑیگا یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ صالحین کے قبرستانون مین دفن کرنا افضل ہی اور مستحب یہ ہی کہ میت کے دفن سے فارغ ہو کر قبر کے پاس اسقدر بیٹھین جتنی دیر مین ایک اونٹ کو ذبح کر کے اُسکا گوشت تقسیم کرین اور قرآن پڑھتے رہین اور میت کے

۱۱۴

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۷۶۶ - (۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ، فَيَقُوْلُ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ! وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ، غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ. وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تیسری فصل

۱۷۶۶: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب باشی عائشہؓ کے ہاں ہوتی تو آپؐ رات کے آخری حصہ میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور فرماتے "ایمان والو! السلام علیکم، تمہیں وہ مل گیا جس کا تم سے وعدہ تھا اور مکمل اجر کیلئے تمہیں کل یعنی آخرت کا وقت دیا گیا ہے اور یقیناً ہم اللہ کی مشیت کے مطابق تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں اے اللہ! بقیع الغرقد (قبرستان والوں) کی مغفرت فرما" (مسلم)

۱۷۶۷ - (۶) وَعَنْهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ تَعْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، قَالَ: «قُوْلِيْ: اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۶۷: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے دریافت کیا' اے اللہ کے رسول! قبروں کی زیارت کرتے ہوئے میں کیا کلمات کہوں۔ آپؐ نے فرمایا' تم کہو "مومنو! مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اور اللہ ہم میں سے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے اور جب اللہ نے چاہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں" (مسلم)

۱۷۶۸ - (۷) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا» . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ «شُعَبِ الْإِيْمَانِ» مُرْسَلًا.

۱۷۶۸: محمد بن نعمان رحمہ اللہ حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کے دن زیارت کرتا ہے تو اسے معاف کر دیا جاتا ہے اور اسے نیکوکار لکھ دیا جاتا ہے (بیہقی نے شعب الایمان میں مرسل بیان کیا)

الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا اَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُعِلَ فِيْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيْفَةٌ حَمْرَاءُ قَالَ مُسْلِمٌ اَبُوْ جَمْرَةَ اسْمُهٗ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ وَاَبُو التَّيَّاحِ اسْمُهٗ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ مَاتَا بِسَرْخَسٍ۔

٢١٣٨۔ حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ فِيْ رِوَايَةِ اَبِي الطَّاهِرِ اَنَّ عَلِيَّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ هَارُوْنَ اَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شُفَيٍّ حَدَّثَهٗ قَالَ كُنَّا مَعَ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِاَرْضِ الرُّوْمِ بِرُوْدِسَ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا فَاَمَرَ فُضَالَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِقَبْرِهٖ فَسُوِّيَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا۔

ثمامہ بن شفی بیان کرتے ہیں کہ ہم فضالہ بن ابی عبید کے ساتھ روم کے شہر رودس میں تھے، ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان کی قبر (زمین کے) برابر کر دی جائے اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبریں زمین کے برابر کر دی جائیں۔

٢١٣٩۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيٰى اَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِي الْهَيَّاجِ الْاَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ۔

ابو الہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر اونچی قبر کو (زمین کے) برابر کر دوں!

٢١٤٠۔ وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا حَبِيْبٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا۔

ایک اور سند سے ایسی ہی روایت ہے۔ اور اس میں صورت کا لفظ ہے۔

٢١٤١۔ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَأَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ ۔

پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۴۲ - وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۱۴۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى عَنْ تَقْصِيْصِ الْقُبُوْرِ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پکا بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۴۴ - وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلٰى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص انگاروں پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ اس کی کھال تک پہنچ جائے تو یہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

۲۱۴۵ - وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح وَحَدَّثَنِيْهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۱۴۶ - وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ وَاثِلَةَ عَنْ أَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا إِلَيْهَا ۔

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں پر بیٹھو نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

۲۱۴۷ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْبَجَلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی طرف نماز پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔

سے لیے دعا رحمت کروں گا تو میرا شمار بھی آپ کے خیر خواہوں اور نمک خوار غلاموں میں ہو جائے گا۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کے معمول کا شرعی حکم

اس حدیث میں بہ ظاہر اذان سننے والے کے لیے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے، لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ حکم اذان دینے والے کو بھی شامل ہے، اور اس حدیث میں درود شریف پڑھنے کو سر یا جہر کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا، اس لیے اذان کے بعد آہستہ درود شریف پڑھنا اور بلند آواز سے پڑھنا ہر طرح جائز ہے۔ بعض مساجد میں اذان سے پہلے درود شریف پڑھا جاتا ہے، ہر چند کے اذان سے منفصل پہلے درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے، تاہم اگر اذان کے بعد درود شریف پڑھا جائے تو اس حدیث کے مطابق ہو گا۔ نیز اذان کے بعد درود شریف ہمیشہ جہر کے ساتھ نہ پڑھا جائے بلکہ کبھی آہستہ اور کبھی جہر کے ساتھ پڑھا جائے تاکہ یہ لازم نہ آئے کہ اپنی خواہش سے درود شریف کو عملاً جہر کے ساتھ مقید کر لیا ہے، بعض مساجد میں اذان سے پہلے دائماً جہر سے درود شریف پڑھتے ہیں ہر چند کہ اس کے جواز کی بھی گنجائش ہے تاہم بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں اذان دی جاتی تھی اسی طرح اذان کہی جائے اور اذان کے ساتھ اپنی طرف سے کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے، تاہم جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بنا پر اذان سے کچھ پہلے یا کچھ بعد درود شریف پڑھتے ہیں اس کو بدعت سیئہ کہنا بھی حد اعتدال سے تجاوز ہے۔

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کی ابتداء کب سے ہوئی؟

علامہ علائی لکھتے ہیں:

التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ[1]

اذان کے بعد سلام پڑھنے کی ابتداء سات سو اکیاسی (۷۸۱ھ) ہجری کے ربیع الآخر میں پیر کی شب عشاء کی اذان سے ہوئی۔ اس کے بعد جمعہ کے دن اذان کے بعد سلام پڑھا گیا اس کے دس سال بعد مغرب کے سوا تمام نمازوں میں دو مرتبہ سلام پڑھا جانے لگا اور پھر مغرب میں بھی یہ بدعت حسنہ ہے۔

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

قد احدث المؤذنون الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقب الاذان للفرائض الخمس الا الصبح والجمعۃ فانھم یقدمون ذلک فیھا علی الاذان والا المغرب فانھم لا یفعلونہ اصلا لضیق وقتھا وکان ابتداء

مؤذنوں نے جمعہ اور صبح کے علاوہ فرائض کی تمام اذانوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کر دیا ہے، وہ ان نمازوں میں صلوٰۃ وسلام کو اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں صلوٰۃ وسلام بالکل نہیں پڑھتے کیونکہ اس کا وقت تنگ

[1] علامہ علاؤ الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علیٰ ہامش الرد ج ۱ ص ۳۶۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

اپنا چہرہ قرآن اور صاحب قرآن کے

آئینے میں دیکھیں

ختم الرسل، سیّد الانبیاء سلطان مدینہ، شاہِ امم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ اس لیے دنیا میں مبعوث کیے گئے تاکہ وہ جہالت و گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبی انسانیت کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے راستے پر گامزن کریں، اور یوں وحی الٰہی کی روشنی میں ان کو فراہم کی جانے والی رہنمائی کی بنا پر ان کی دنیاوی واخروی کامیابی کو یقینی بنائیں۔

پیارے مسلمان بھائیو!...... آیئے ہم روشنی و ہدایت کی طرف قدم بڑھائیں، اپنی جہالت پر مبنی ہٹ دھرمیوں، ضدوں، جھوٹی اناؤں، شملوں، پگڑیوں اور اندھی تقلید کے شکنجوں سے اپنے آپ کو آزاد کرائیں۔ باطل وناحق پر جمود کے رویوں کو خیر باد کہہ کر قرآن وسنت کے نور سے اپنے ظاہر و باطن کو منور کرلیں۔

یاد رکھیں......! رسول رحمت سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اس امت کے آخری نبی تھے۔ اس لیے اب کسی بشر نے بھی قرآن جیسی آخری الہامی کتاب سے بڑھ کر ہدایت و رہنمائی کا سامان لے کر اس دنیا میں نہیں آنا۔ لہٰذا ہم اپنے خودساختہ اماموں و پیروں کے سلسلے چھوڑ کر آج سے ہی آپ ﷺ کی ذات بابرکات کو اپنا آخری راہبر راہنما بنالیں۔ تاکہ ہماری یہ دنیا بھی جنت اور آخرت بھی بہشت بریں کے نظاروں سے بھرپور اور معمور ہو جائے۔ آمین



دار التوحید

کراچی ○ پاکستان